مجموعہ

رسائلِ چاندپوری

جلدِ دوم

رئیس المناظرین حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن چاندپوری

ناظم تعلیمات وشعبۂ تبلیغ دار العلوم دیوبند

خلیفۂ مجاز حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی

انجمن دعوت اہل سنت وجماعت

مجموعہ رسائلِ چاندپوری

جلدِ دوم

رئیس المناظرین حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن چاندپوری
ناظمِ تعلیمات وشعبہ تبلیغ دار العلوم دیوبند
خلیفۂ مجاز حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی

انجمنِ دعوتِ اہلسنت وجماعت

فہرست

ضمیمہ ۶۶۱

عرضِ مُرتّب

آج سے تقریباً ساٹھ سال پیشتر حضرت مولانا سید محمد مرتضیٰ حسن شاہ صاحب چاند پوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے آٹھ رسائل کا مجموعہ مرتب کرکے "مجموعۂ رسائل چاند پوری جلد اوّل" کے نام سے "انجمن ارشاد المسلمین" کی طرف سے شائع کیا تھا۔ اور ساتھ ہی مزید رسائل کی فراہمی کے سلسلہ میں تعاون کی اپیل بھی کی گئی تھی۔ اپیل کا کوئی خاطر خواہ نتیجہ برآمد نہ ہوا۔ اس لئے مزید رسائل کی فراہمی میں ذاتی تگ و دَو اور اپنی ہی تلاش و جستجو پر انحصار کرنا پڑا۔ ادھر اپنی مصروفیات کا یہ عالم کہ دور دراز کے سفر کرکے مختلف لائبریریوں اور دار المطالعوں کا تفصیلی مطالعہ کرنے اور کتابوں کو تلاش کرنے کے لئے وقت نکالنا ایک انتہائی دشوار اور دِقّت طلب کام۔ ان دشواریوں کے علاوہ کچھ مجبوریاں اشاعت کے سلسلہ میں بھی پیش آتی رہیں۔ جن کے باعث اس دوسری جلد کو منظرِ عام پر لانے کا کام مزید تاخیر و تعویق کا شکار ہوتا رہا۔ دوسری جلد کو جلد پیش نہ کر سکنے کے اسباب وعلل کا بیان ان حضرات کی خدمت میں بطورِ "اعتذار" پیش کیا جارہا ہے جنہوں نے بارہا خطوط لکھ کر جلد دوم کی اشاعت کے بارے میں پوچھ گچھ کی اور اس طویل عرصہ میں انتظار کی تکلیف برداشت کرنے رہے ع

وَالعُذْرُ عِنْدَ کِرَامِ النَّاسِ مَقْبُوْلٌ

اس جلد میں ۱۷ سترہ رسائل شامل ہیں۔ آخری چار رسالے اگرچہ حضرت مولانا سید محمد مرتضیٰ حسن شاہ صاحب چاند پوری رحمہ اللہ کی ذاتی تصنیف نہیں ہیں لیکن چونکہ ان کا تعلق بھی ان ہی کی ذات سے تھا اس لئے ان کو "بطورِ ضمیمہ اسی جلد میں شامل کردیا ہے۔ دو رسالے "کوکب الیمانین" و "غلبۃ الحق" میں حضرت مولانا چاند پوری کے مناظروں کی روداد بیان کی گئی ہے۔ اور ایک رسالہ "بریلوی کا نادان دوست" حضرت مولانا رح کے ایک رسالہ کا جواب الجواب ہے۔ اور ایک رسالہ "فصل الخطاب" کا ذکر خود موصوف نے اپنے بعض رسائل میں کیا ہے۔

ہمارے رفیق کار حضرت مولانا نعیم الدین صاحب نے اس جلد میں شامل رسائل کا مختصر تعارف تحریر فرمایا ہے۔ نیز "رسائل چاندپوری" کے مطالعہ کے بعد حضرت مولانا رح کی مناظرانہ قابلیت سے متأثر ہو کر موصوف کے بارے میں ایک مختصر سا "تأثراتی" مضمون بھی رقم فرمایا ہے۔ ہم حضرت مولانا نعیم الدین صاحب کے اس "تأثراتی" مضمون اور اس جلد میں شامل رسائل کے بارے میں ان کے تحریر کردہ تعارف کو "دیباچہ" کی صورت میں پیش کر رہے ہیں۔

اب آخر میں آپ حضرات سے مزید رسائل مثلاً "حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ فِیْ جِیْدِ وَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ"[1] "کالا کافر"[2] "چیپ شاہ بریلوی گرفتار"[3] "النعل الاکبر"[4] "نوہزاری اشتہار"[5] "آخری اتمام حجت"[6] "بریلوی مجدد سے مناظرہ"[7] "اَلْقَسْوَرَةُ عَلَی الْحُمُرِ الْمُسْتَنْفِرَةِ"[8] "مولوی عبدالغنی[9] صاحب رامپوری اور نوہزار کی ہوسِ خام" "تَحْذِیْرُ الْاِخْوَانِ عَنْ رِضَاءِ الشَّیْطَانِ"[10] "جیسی روح ویسے فرشتے"[11] "تَہْدِیْدُ الْمُنْکِرِیْنَ لِقُدْرَةِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ"[12] وغیرہ کی فراہمی میں تعاون کی درخواست ہے۔ تاکہ ان کی اشاعت کا بھی انتظام کیا جاسکے۔ وما توفیقی الا باللہ۔

انوار احمد

۲۲ رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ : ۱۲ جون ۱۹۸۵ء

دیباچہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عربی کی ایک مشہور ضرب المثل ہے " لِکُلِّ فِرْعَوْنٍ مُوْسٰی " ہر فرعون کے لئے موسیٰ ہے۔ جس کا مطلب ہے کہ جہاں کہیں کوئی باطل پرست اور فتنہ پرداز شخص نمودار ہوتا ہے وہاں اللہ تعالٰے اس کے مقابلہ کے لئے کوئی نہ کوئی ایسا شخص پیدا فرما دیتے ہیں جو اس سے ٹکرلے کر اسے اس کے انجام تک پہنچا دیتا ہے۔

مدت سے یہ ضرب المثل سنتے آئے تھے مگر مشاہدہ کی نوبت نہیں آئی تھی۔ کچھ عرصہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے فرقِ باطلہ اور ان کے رد میں لکھی جانے والی کتب کے مطالعہ کا موقعہ عطا فرمایا۔ مطالعہ کتب سے یہ بات سامنے آئی کہ اس دورِ پُرفتن کے عالمگیر فتنوں میں سب سے زیادہ خطرناک فتنہ " فتنۂ رضاخانیّت " ہے۔ کیونکہ گزشتہ دینی فتنوں میں سے کسی سے اسلام کو ایسا ہمہ گیر نقصان نہیں پہنچا جیسا " فتنۂ رضاخانیت " سے پہنچا ہے۔ اس فتنہ نے اسلام کا لبادہ اوڑھ کر اہل اسلام کا دین و ایمان برباد کیا، عشق کے پردہ میں فسق و فجور کا بازار گرم کیا، کافروں کو مسلمان بنانے کے بجائے مسلمانوں کو کافر بنایا۔

مندرجہ بالا ضرب المثل کے مطابق، جس قدر یہ مہیب اور خوفناک فتنہ تھا ویسے ہی باہمت اور رعب و دبدبے والے مردِ مجاہد کو اللہ تعالٰے نے اس کی سرکوبی کے لئے پیدا فرما دیا۔ یہ ہیں ابنِ شیرِ خدا علی مرتضیٰ رض، حضرت مولانا سیّد محمد مرتضیٰ حسن چاندپوری رحمۃ اللہ علیہ۔

اللہ تعالٰے نے دیگر متعدد خوبیوں کے علاوہ آپ میں ایسی مناظرانہ صلاحیت بھی ودیعت فرمائی تھی جس کی نظیر بہت کم دستیاب ہے۔ آپ نے ان صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے ہر جدید فتنہ کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ وہ فتنہ خواہ آریہ دھرم کا ہو، یا دھریت کا، نیچریت کا ہو

یا مرزائیت کا، انکارِ حدیث کا ہو یا غیر مقلدیت کا۔ رافضیت کا ہو یا رضاخانیت کا کوئی بھی آپ کے سامنے نہ ٹھہر سکا۔ مؤخر الذکر فتنہ کے بانی احمد رضا خان بریلوی کے گھر جاکر بھی دعوتِ مبارزت دی مگر گیدڑ بھبکیاں دینے والوں کو مقابلہ کی ہمت نہ ہوئی۔

آہ! کہ اب حضرت مولانا چاندپوری رح ہم میں موجود نہیں ہیں۔ اگر آپ حیات ہوتے تو آج ان اٹھتے ہوئے طوفانوں کا رُخ موڑنے اور دینی فتنوں کے سیلِ رواں کو بند باندھنے کے لئے انشاءاللہ وہ مردِ مجاہد تنِ تنہا کافی ہوتے۔ لیکن اب جب کہ اس درد کا درماں کرنے والے ابنِ شیرِ خدا ہمارے اندر موجود نہیں ہیں تو ان سے استفادہ کی یہی ایک صورت باقی رہ جاتی ہے کہ ہم ان کی قیمتی تصانیف کا مطالعہ کریں اور ان کی روشنی میں ان تمام فتنوں کا مقابلہ خود کریں۔ ان تصانیف کے مطالعہ سے جہاں ہمیں قیمتی اور بیش بہا معلومات فراہم ہوں گی وہاں ہمیں ابنِ شیرِ خدا کی عظیم شخصیت کو سمجھنے کا موقعہ بھی میسر آئے گا ؎

در سخن مخفی منم چوں بوئے گل در برگِ گل
ہر کہ دیدن میل دارد در سخن بیند مرا

اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ آپ کے ان علمی جواہر پاروں کو جو عرصہ دراز سے مفقود و نایاب تھے منظرِ عام پر لایا جائے۔ اور ان سے عالم کو روشناس کرایا جائے۔ یہ سعادت اللہ تعالیٰ نے انجمن ارشاد المسلمین اور اس کے کارپردازوں کو مرحمت فرمائی جنھوں نے اس کام کا بیڑا اٹھایا اور آج سے تقریباً چھ سال پیشتر تلاشِ بسیار کے بعد "رسائل چاندپوری جلد اوّل" کے نام سے حضرت ممدوح کے ۹ رسائل کا ایک مجموعہ تیار کرکے علماء و عوام کے سامنے پیش کردیا۔ اس جلد میں "رسائل چاندپوری جلد دوم" کی اشاعت کا اشتہار بھی دیا گیا تھا اور اس ضمن میں رسائل چاندپوری جلد دوم کی تیاری کے لئے قارئین سے دامے درمے قدمے سخنے تعاون کی اپیل بھی کی گئی تھی۔ مگر اپیل کا کوئی خاطر خواہ نتیجہ برآمد نہ ہوا۔ جس کی وجہ سے کارپردازانِ انجمن کو جن دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا وہ بیان سے باہر ہیں۔ ان رسائل کی تلاش و جستجو میں نہ صرف اندرونِ

ملک دور دراز علاقوں کے سفر کئے گئے بلکہ دیوبند، دلّی، اور لکھنؤ (انڈیا) تک کا سفر بھی کرنا پڑا۔ احباب کی سرد مہری اور دیگر متعدد رکاوٹوں کے باعث جلد دوم کی جمع و ترتیب کا کام تاخیر و تعویق کا شکار ہوتا رہا۔ بہرحال سعی پیہم اور تلاشِ بسیار کے بعد جو رسائل دستیاب ہوئے انہیں "مجموعۂ رسائل چاندپوری" کی جلد دوم کی حیثیت سے آپ کے سامنے پیش کیا جا رہا ہے۔

اب آپ اس جلد میں شامل رسائل کا مختصر تعارف بھی ملاحظہ فرماتے چلیں۔

سبیل السّداد فی مسئلۃ الاستمداد

غیر اللہ سے ما فوق الاسباب مدد چاہنا قطعاً ناجائز وحرام بلکہ شرک ہے۔ لیکن کچھ عرصہ سے اہل بدعت نے اس اجماعی اور متفق علیہ مسئلہ کو بھی تختۂ مشق بنا رکھا ہے۔ اور متعدد رسائل اس کے جائز ہونے کو ثابت کرنے کے لئے لکھ ڈالے ہیں۔ حضرت مولانا سیّد محمد مرتضیٰ حسن چاندپوری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی حرمت کو ثابت کرنے کے لئے یہ رسالہ تحریر فرمایا ہے اور حق یہ ہے کہ اس موضوع کا حق ادا کر دیا ہے۔ اس رسالہ کی خوبیوں کا ادراک تو اہل علم کو مطالعہ کے بعد ہی ہوگا۔ مختصراً یہ کہ اہل بدعت کے تمام اہم استدلالات کا جواب بھی اس میں آگیا ہے۔ نیز اپنے مؤقف کا اثبات بھی ان بزرگانِ دین کے کلام سے کیا ہے جنہیں اہل بدعت اس مسئلہ میں اپنا ہمنوا قرار دیتے ہیں۔

توضیح المراد لمن تخبط فی مسئلۃ الاستمداد

اہل بدعت کے ایک عالم مولوی ریاست علی خان صاحب نے حضرت مولانا سید محمد مرتضیٰ حسن شاہ صاحب چاندپوری رحمہ اللہ کے رسالہ "سبیل السّداد" کا جواب لکھا۔ مولانا مرتضیٰ حسن شاہ صاحب نے اپنے رسالہ میں "استمداد بالغیر" کی چار صورتیں قرار دے کر فرمایا تھا کہ پہلی صورت بالاتفاق ناجائز وحرام ہے۔ دوسری، تیسری بالاتفاق جائز ہیں۔ اور چوتھی صورت میں اختلاف ہے۔ اہل بدعت جائز قرار دیتے ہیں اور اہل سنت کے نزدیک یہ صورت نہ صرف حرام بلکہ شرک ہے۔ مولوی ریاست علی خان صاحب نے اپنے جوابی رسالہ

میں یہ تسلیم کرلیا کہ چوتھی صورت ہمارے نزدیک بھی شرک ہے۔ حضرت مولانا چاندپوری رح نے جواب الجواب کے طور پر یہ رسالہ "توضیح المراد" تالیف فرمایا۔ اور علماءِ اہل بدعت کی متعدد عبارات سے ثابت کیا کہ وہ چوتھی صورت کے جواز کے قائل ہیں۔ اور مولوی ریاست علی خان صاحب نے اس کو کفر و شرک قرار دے کر اپنے اہلِ بدعت برادران پر کفر کا فتوےٰ لگادیا ہے۔ نیز مولانا نے ثابت فرمایا ہے کہ "تقویۃ الایمان" میں جس "استمداد بالغیر" کو ناجائز و شرک کہا گیا ہے وہ اسی چوتھی ہی صورت ہے جسکے شرک ہونے کو اب مولوی ریاست علی خانصاحب نے بھی تسلیم کرلیا ہے۔

السحاب المدرار فی توضیح اقوال الاخیار

احمد رضاخان صاحب نے قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی، حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند، حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری اور حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہم کی جن تحریرات پر کفر کا فتوٰی لگایا تھا، اس رسالہ میں ان کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے اور انتہائی سنجیدگی اور متانت سے ثابت کیا گیا ہے کہ یہ تمام عبارات اپنے مفہوم میں بالکل واضح اور بے غبار ہیں اور کسی بھی پہلو سے انکے قائلین کی تکفیر درست نہیں ہے۔

اعلان لدفع البغی والطغیان

حضرت مولانا سیّد محمد مرتضیٰ حسن شاہ صاحب رحمہٗ اللہ نے احمد رضاخان صاحب سے بارہا یہ مطالبہ کیا کہ وہ رسائل جن کو آپ لاجواب سمجھتے ہیں ہمیں ارسال کریں تاکہ ہم ان کا جواب دیں۔ مگر احمد رضاخان صاحب نے بار بار کے تقاضے کے باوجود اپنے رسائل حضرت مولانا چاندپوری مرحوم کو ارسال نہ کئے۔ اس لئے حضرت مولانا نے یہ "اعلان" شائع فرمایا کہ یا وہ اپنے رسائل بھیجو یا آئندہ اس قسم کی بات نہ لکھنا کہ ہمارا فلاں رسالہ لاجواب رہا۔ اگر لاجواب رسائل دیکھنے کا شوق ہو تو "رد التکفیر" احدی التسعۃ والتسعین" وغیرہ کو دیکھو۔ یہ "اعلان" "السحاب المدرار" کے بعض ایڈیشنوں کے ساتھ طبع ہوا تھا۔

بئس المہاد لمن یخلف المیعاد

انقلافی امور پر احمد رضا خان صاحب کے ساتھ بالمشافہہ گفتگو کرنے سے متعلق فریقین کے نمائندوں کے درمیان ۱۳۲۸ھ / ۱۹۱۰ء میں دار العلوم دیوبند کے جلسہ دستار بندی کے موقع پر ایک معاہدہ طے پایا تھا جس پر بڑے بڑے لوگوں نے بطور گواہ دستخط ثبت کئے تھے۔ لیکن احمد رضا خان صاحب نے معاہدہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے آمنے سامنے بات کرنے سے فرار اختیار کر لیا۔ رسالۂ ہذا میں اس معاہدہ کی مکمل روداد اور احمد رضا خان صاحب کے فرار کا تفصیلی بیان درج ہے۔

الطامۃ الکبریٰ علیٰ من کذب وتولّیٰ

اس رسالہ میں یہ بتایا گیا ہے کہ احمد رضا خان صاحب کو بارہا مناظرہ کی دعوت دی گئی لیکن وہ بالکل اس پر آمادہ نہ ہوئے۔ بلکہ ہمیشہ فرار وگریز ہی کے دامنِ عافیت میں جاکر پناہ حاصل کی۔

الطین اللازب علی الاسود الکاذب

اس رسالہ میں اہل حق کی اس فتح کا ذکر ہے جو اہل حق کو "بریلی" میں ۲۶ ذیقعدہ ۱۳۲۸ھ / نومبر ۱۹۱۰ء کو احمد رضا خان صاحب اور ان کے اتباع کے مقابلہ میں حاصل ہوئی۔ اور خان صاحب نے عملاً "ردّ التکفیر" اور "انصاف البری" وغیرہ کتابوں کا لاجواب ہونا تسلیم کر لیا۔

ردّ التکفیر علی الفحاش الشنظیر

اس رسالہ میں احمد رضا خان صاحب کے فتویٰ "حسام الحرمین" اور ان ہی کے مسلمات سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ جیسے خان صاحب نے اپنے تمام مخالفین کی تکفیر کی ہے اسی طرح انہوں نے اپنی اور اپنے تمام معتقدین کی بھی ایسی ہی تکفیر کر دی ہے کہ اگر کوئی شخص احمد رضا خان صاحب کو مسلمان سمجھے یا ان کے کفر میں شک، تردد یا توقف کرے

تو وہ بھی خان صاحب بریلوی کے فتویٰ کی رو سے کافر و مرتد قرار پائے گا۔

رشکوۃ الحاد ۲

اس رسالہ میں رضا خانیوں سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ احمد رضا خان صاحب کا مسلمان ہونا ثابت کریں۔ اور ساتھ ہی یہ بتایا گیا ہے کہ اس معقول مطالبہ کو پورا کرنے کی بجائے رضا خانی حضرات اس کو سنتے ہی سیخ پا ہو جاتے ہیں۔ جب وہ دوسروں سے اپنا اسلام ثابت کرنے کا مطالبہ کرتے ہیں تو اگر کوئی دوسرا یہی مطالبہ ان سے کرتا ہے تو انہیں آگ بگولا ہونے کی بجائے اپنا اسلام ثابت کرنا چاہیئے۔ جبکہ علماء اہلسنت والجماعت دیوبند نے تقریراً تحریراً ہر طرح اپنا اسلام ثابت کر دیا ہے اور ان کے اعتراضات کے دندان شکن جوابات بھی دے دیئے ہیں، مناظرہ کے لئے بار ہا احمد رضا خان صاحب کو دعوت دی لیکن وہ ہر بار فرار اختیار کر جاتے ہیں۔ نیز اس رسالہ میں احمد رضا خان صاحب کے تیس ۳۰ ایسے کفریہ عقائد بیان کئے گئے ہیں جو دنیا میں کسی کافر اصلی کے بھی نہیں ہوں گے۔

نار الغضا فی جوانح الرضا

یہ رسالہ احمد رضا خان صاحب کے رسالہ "الجاث آخرہ" کا جواب ہے۔

قطع الوتین ممن تقول علی الصالحین

احمد رضا خان صاحب نے "حسام الحرمین" میں اکابر علماء اہلسنت دیوبند کی تکفیر، جن عبارات کی بنیاد پر کی تھی، ان عبارات کی توضیح حضرت مولانا سید محمد مرتضیٰ حسن شاہ صاحبؒ نے اس رسالہ میں کر دی ہے۔ جس سے خانصاحب بریلوی کے تمام اعتراضات کی جڑ کٹ گئی۔ اور یہ ثابت ہو گیا کہ ان مضامینِ کفریہ کی، ان کی طرف نسبت قطعاً غلط اور بے بنیاد ہے۔ اور علماءِ اہلسنت دیوبند ان عقائد کفریہ سے بالکل بری اور پاک ہیں۔

التسہیل علی الجعیل

احمد رضا خان صاحب نے ایک چھوٹا سا رسالہ "سیف العرفان" نامی "عرفان علی بیل پوری" کے نام سے شائع کرایا تھا۔ یہ رسالہ اسی "سیف العرفان" کا جواب ہے۔ نیز "نوہزاری اشتہار" کے جواب سے بریلویوں کے عجز کو مفصلاً بیان کیا گیا ہے۔ یہ "نوہزاری اشتہار" حضرت مولانا سید محمد مرتضیٰ حسن شاہ صاحب چاندپوری رحمہ اللہ نے مرتب فرما کر شائع کیا تھا۔

الکفر المتبیّن فی الصّریح المتعین

حضرت مولانا سید محمد مرتضیٰ حسن شاہ صاحب رحمہ اللہ نے اپنے متعدد رسائل میں احمد رضا خان صاحب کو ان کے اپنے فتوے کی رو سے کافر قرار دیا تھا اور اس کی بنیاد اس امر کو بنایا تھا کہ خان صاحب نے حضرت شاہ اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کو متعدد صریح کفروں کا قائل قرار دینے کے باوجود ان کی تکفیر نہیں کی۔ اور کافر کو کافر قرار نہ دینا بھی کفر ہے۔ بریلویوں نے اس کفر سے اپنی برأت ثابت کرنے کے لئے کبھی تو فقہا۔ اور متکلمین کے اختلاف کا سہارا لیا اور کبھی "صریح" کی دو قسمیں "صریح متعیّن" اور "صریح متبیّن" بیان کر کے اس کفر سے بچنے کی کوشش کی۔ حضرت مولانا سید محمد مرتضیٰ حسن شاہ صاحب رح نے بریلویوں کے اس قسم کے تمام ہتھکنڈوں کا اس رسالہ میں مکمل قلع قمع کر کے رکھ دیا ہے۔

کوکب الیمانین علی الجعلان والخراطین

"بالا ساتھ" کے جلسہ منعقدہ ۵، ۶، ۷، جمادی الاولیٰ ۱۳۲۹ھ / مئی ۱۹۱۱ء کی مختصر روداد، اور "پوکھریرا" کے تحریری مناظرہ کی تفصیل اس رسالہ میں درج ہے۔ حضرت مولانا سید محمد مرتضیٰ حسن شاہ صاحب چاندپوری رح اور دیگر علماء اہلسنت دیوبند کثّرہم اللہ تعالیٰ سوادہم کے مقابلہ سے اٹھارہ ضلعوں کے رضاخانی علماء کا فرار تفصیلاً بیان کیا گیا ہے۔

بریلوی کا نادان دوست

——— حضرت مولانا سید محمد مرتضیٰ حسن شاہ صاحب چاندپوری رحمہ اللہ نے ایک رسالہ "چُپ شاہ بریلوی گرفتار" کے نام سے لکھا تھا۔ جس میں انہوں نے تحریر فرمایا تھا کہ ہم احمد رضا خان صاحب کا کفر ستّر ہزار بلکہ ستّر لاکھ بلکہ غیر متناہی وجوہ سے انہی کے فتوے سے ثابت کر سکتے ہیں۔ اس رسالہ کا جواب ایک رضاخانی مولوی نے "الجواب الممتحن" کے نام سے لکھا۔ یہ رسالہ "بریلوی کا نادان دوست" "الجواب الممتحن" ہی کا جواب ہے۔

غَلَبۃُ الحق

——— احمد رضا خان صاحب کا ایک مرید "خلیفہ یقین الدین مہر کن" ہزاری باغ میں "مہر کنی" کے کام کی غرض سے وارد ہوا، لیکن اس نے خفیہ طور پر لوگوں کو امور بدعت کیطرف مائل کرنا اور علماء حق کے خلاف زہر گھولنا شروع کر دیا۔ جس کے باعث نوبت مناظرہ و مجادلہ تک پہنچی۔ اسی دوران "خلیفہ یقین الدین مہر کن" اور اہل حق کے درمیان یہ معاہدہ طے پا یا۔ کہ خلیفہ صاحب، احمد رضا خان صاحب یا ان کے کسی ایسے معتمد علیہ عالم کو بلائیں جس کی ہار جیت احمد رضا خان صاحب کی ہار جیت ہو، اور اہل حق دیوبند سے کسی عالم کو بلالیں، اور فریقین کے درمیان مناظرہ سے معاملہ طے ہو جائے۔ اہل حق نے دارالعلوم دیوبند خط لکھا، تو حضرت مولانا سید محمد مرتضیٰ حسن شاہ صاحب چاندپوری رحمہ اللہ کا خط آمادگیٔ مناظرہ کا آگیا۔ لیکن خانصاحب کے مرید خاص، احمد رضا خان صاحب یا ان کے کسی معتمد علیہ عالم کو مناظرہ پہ آمادہ نہ کر سکے۔ جس کے باعث ان کو "ہزاری باغ" سے بھاگ جانے کے علاوہ اور کوئی چارۂ کار نظر نہ آیا۔ اس رسالہ میں اس واقعہ کو بڑی تفصیل اور بڑے دلچسپ انداز میں ذکر کیا گیا ہے۔

فصل الخطاب

——— احمد رضا خان صاحب اور ان کے اتباع نے مکہ مکرمہ سے اپنے کسی آدمی سے علماء اہلسنت دیوبند کے خلاف ایک خط منگوا کر شائع کیا تھا۔ یہ رسالہ

اسی فرمائشی خط کا جواب ہے۔

نعیم الدین

یکم رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ = ۲۲ مئی ۱۹۸۵ء

سبیل السداد فی مسئلۃ الاستمداد

تألیف

رئیس المناظرین حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن چاندپوری
ناظم تعلیمات و شعبۂ تبلیغ دار العلوم دیوبند
خلیفۂ مجاز حضرت حکیم الاُمّت مولانا اشرف علی تھانوی

انجمنِ دعوتِ اہلسنّت وجماعت

قُلْ أَفَاتَّخَذْتُم مِّن دُونِهِ أَوْلِيَاءَ لَا يَمْلِكُونَ لِأَنفُسِهِمْ نَفْعًا وَلَا ضَرًّا

مسئلہ استمداد بغیر اللہ تعالیٰ ایک مدت سے معرکۃ الآراء ہے اور جانبین سے متعدد رسائل تحریر کیے گئے۔ مولوی احمد رضا خانصاحب بریلوی کے تو اس مسئلہ کے متعلق متعدد رسائل ہیں بجناب مولوی کرامت اللہ خانصاحب دہلوی نے بھی "کرامات امداد اللہ فی الاستمداد من اولیاء اللہ" تحریر فرمایا۔ اور مولوی ریاست علی خانصاحب شاہجہانپوری نے بھی "فصل الخطاب" میں اس کو ثابت فرمایا ہے۔

الحمد لوجہہ تعالیٰ کہ رسالہ

سبیل السداد فی مسئلۃ الاستمداد

ایسا عجیب و غریب و لاجواب رسالہ

ہوا ہے کہ تمام رسائل کا جو اس مسئلہ میں لکھے گئے ہیں کافی و شافی جواب ہونے کے علاوہ بڑی خوبی یہ ہے کہ انہیں اکابر کے کلام سے جواب دیا گیا ہے جو استعانت و استمداد بالغیر کے قائل سمجھے جاتے تھے اور مجوزین بھی انہیں کے کلام سے استدلال فرماتے تھے۔ گویا اس رسالہ کو فریقین کا متفق علیہا کہا جائے تو بجا ہے۔ فریقین اس کتاب کو نہایت اطمینان سے ملاحظہ فرمائیں۔ امید ہے کہ طالبانِ حق کی تو تسلی خدا چاہے ضرور ہی ہو جائے گی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

استفتا آمدہ دہلی منجانب جناب مولوی کرامت اللہ خان صاحب دہلوی

حامداً ومصلیاً ومسلماً

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے استمداد از اولیاء اللہ درست اور جائز ہے۔ حیاً ومیتاً بایں طور کہ اولیاء کو مظہر عون الٰہی سمجھے کہ بالذات خداوند تعالےٰ مدد فرماتا ہے۔ اور اولیاء سبب ظاہری ہیں، مثل طبیب و دوا برائے شفائے مریض و مثل حکام واقربا برائے دفع دشمن وغذا برائے دفع گرسنگی وآب برائے تشنگی وغیرہ وغیرہ کہ مؤثر حقیقی ذات پاک جناب باری عزاسمہٗ ہے وودیگر اسباب ظاہریہ ہیں بطور مجاز اور جیسے حسین وعلم عالم وجود سخی وسمع سمیع وبصر بصیر ہمہ مستعار اُس کی صفات سے ہیں ایسا ہی عون اولیاء اللہ اُسی کی عون کا عکس ہے پس حقیقتاً استعانت واستمداد اُسی کی ذات پاک سے ہے

اگرچہ ظاہراً منہ طرف سبب کے ہے اگر اسی سبب کو مستقل بالذات جان لے کفر ہے۔ اور اگر اسی پردہ میں اُس ذات مطلقہ سے طلب کرے تو عین ایمان اور اگر صورت مشخصہ سے طلب استقلالاً تو شرک، اور نیز اپنے اس عقیدہ پر زید عبارات کثیرہ عرفاء مشائخ و محدثین و مفسرین پیش کرتا ہے۔ جن عبارات سے مصرح زید کا عقیدہ ثابت ہوتا ہے اور زید کہتا ہے اگر اس استمداد کو شرک و کفر کہا جائے گا تو معاذ اللہ جملہ اکابر و اولیاء اللہ و صوفیائے کرام کو مشرک کہنا پڑے گا، جن کی تکفیر سے اس کہنے والے اور اس کے ہم عقیدوں پر کفر عائد ہوگا۔ زید کہتا ہے میں سب کو کفر سے بچاتا ہوں ان تکفیر کا اثر بہت دور پہنچے گا۔ مولانا شاہ ولی اللہ صاحب و شاہ عبدالعزیز صاحب، و شاہ رفیع الدین صاحب، و قاضی ثناء اللہ و مجدد الف ثانی و شیخ محدث دہلوی رحمہم اللہ تعالیٰ و غیرہم کو مشرک کہنا ہوگا اور جس جگہ استعانت بالغیر کی ممانعت ہے وہی استقلالاً ہے پس توفیق بین القولین ہوگئی اور علاوہ اقوال علماء کے کثیر آیات و احادیث صحیحہ پیش کرتا ہے اگر عوام کالانعام کا انتظام مقصود ہے تو وہی امر یقینی تکفیر اپنے پر لینا کیسی بے عقلی ہے اور عمر اس کے جواب میں کہتا ہے کہ قول زید مطلق باطل ہے اور استمداد اولیاء اللہ سے مطلق ناجائز ہے جو اس کا قائل وہ مشرک اور کافر ہے اور عمرو جو آیات و احادیث درباره عبدہ اصنام وارد ہیں اور بت پرستوں کے رد میں نازل ہوئی ہیں اُن کو اس عقیدہ والوں پر ڈھالتا ہے اب علمائے اہل انصاف سے جو حق پسند ہیں اور ظاہر و باطن کے جامع ہیں اس قدر استفسار ہے کہ قول زید صحیح یا قول عمرو مفصل جواب ارشاد فرماویں یا مجمل جزاکم اللہ خیر الجزا

یافتاح

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب و منہ الوصول الی الصواب

ان الحکم الا للہ امر ان لا تعبدوا الا ایاہ ان کل من فی السمٰوٰت والارض الا اٰتی الرحمن عبدا لقد احصٰھم وعدھم عدا وکلھم اٰتیہ یوم القیامۃ فردا یا من بیدہ ملکوت کل شی وھو یجیر ولا یجار علیہ۔ اللھم لا مانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت ولا راد لما قضیت ولا ینفع ذا الجد منک الجد نبتغی الیک الوسیلۃ لنیل الفضیلۃ والدرجۃ الرفیعۃ باقوی الذریعۃ بدر النبوۃ وشمس الرسالۃ سیدنا ومولانا محمد سید الاولین والاخرین علیہ وعلی الہ واصحابہ واتباعہ وجمیع الانبیاء والاولیاء الی یوم الدین من الصلوۃ اکملھا والتحیات افضلھا والتسلیمات احسنھا کما تحب وترضی ویحب ویرضی ونحب ونرضی لا احصی ثناء علیک انت کما اثنیت علی نفسک

اما بعد گو اس رسالہ "سبیل السداد فی مسئلۃ الاستمداد" کے محرک مولوی کرامت اللہ خان صاحب دہلوی مستفتی ومؤلف رسالہ کرامات امداد اللہ فی الاستمداد من اولیاء اللہ ہوئے لیکن چونکہ مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی مؤلف رسالہ برکات الامداد لاہل

الاستمداد وانہار الانوار من یم صلوۃ الاسرار والانوار الانتباہ فی حل نداء یارسول اللہ والاہلال لفیض الاولیاء بعد الوصال والآمن والعلی لناعتی المصطفےٰ بدافع البلاء و سلطنتہ المصطفےٰ فی ملکوت کل الورےٰ) نے اور مولوی ریاست علی خان صاحب شاہجہانپوری (مؤلف رسالہ فصل الخطاب فی متبعی عبدالوہاب) نے بھی رسائل مذکورہ میں استقلالاً و استطراداً مسئلہ مذکورہ کا جواز اور بعض نے جواز سے بڑھ کر استمداد من غیر اللہ تعالیٰ کا عقائد اہل سنت والجماعت سے ہونا بھی ثابت کیا ہے گو بعض رسائل کی زیارت ہم کو نصیب نہیں ہوئی مگر چونکہ مضامین سب کے مشترک بلکہ تقریباً متحدہ ہیں۔ اس وجہ سے یہ تحریر ان سب رسائل کی انشاء اللہ تعالیٰ جواب شافی ہے لہٰذا خوانین ثلاثہ کی خدمت عالیہ میں بالخصوص بکمال ادب عرض ہے کہ اس رسالہ کو بغور ملاحظہ فرمائیں اور سب وشتم سے معاف رکھ کر مہذب جواب عنایت فرمائیں تب انشاء اللہ تعالیٰ ناظرین کو لطف آئے گا اور حق روز روشن کی طرح واضح ہو جائے گا۔ ورنہ جواب نہ دینے کی صورت میں یہ امید ہو گی کہ خوانین ثلاثہ نے بھی اس ہماری عرض کو قبول فرمالیا۔

اور جملہ اہل اسلام سے بالعموم عرض ہے کہ اس مختصر تحریر کو بنظر انصاف ملاحظہ فرمائیں، واللہ تعالےٰ ہو الموفق للصواب و ہو المستعان فی کل باب والیہ المرجع والیہ المآب۔

اولیائے کرام کی محبت اور انکے اقوال و افعال کی اتباع کا طریقہ

اولیائے کرام و صوفیائے عظام کو مشرک و کافر کہنا معاذ اللہ تعالےٰ بددینوں اور گمراہوں کا کام ہے، جس قدر بھی اولیائے کرام گذرے ہیں وہ سب ہمارے مقتدا و پیشوا ہیں اُن کی محبت ذریعہ نجات ہے۔ جس شخص کی ولایت ثابت ہے اس کا قول و فعل اور عقیدہ خلافِ شرع نہیں ہو سکتا۔ اگر کوئی فعل یا قول بمقتضائے بشریت خلاف ہو بھی جاوے تو اس سے فوراً وہ حضرات بعد علم کے توبہ کرتے ہیں اور عقیدہ کا خلاف اسلام ہونا یہ تو اولیاء اللہ تعالےٰ سے محال ہے۔ جو مسلمان ہی نہیں وہ ولی کیسے ہو سکتا ہے۔ تو اب دو امر کی تحقیق لازم ہے ایک تو یہ کہ فلاں شخص واقعی ولی ہے یا نہیں دوسرا یہ قول یا فعل واقعی اُس ولی سے سرزد بھی ہوا ہے یا نہیں اگر کسی مسلّم ولی کیطرف ایسا قول منسوب کیا جاوے جو خلاف شرع ہے تو ہم پر لازم ہے کہ اُس قول کی نفی کریں اور اگر وہ فعل یا قول معتبر ذریعہ سے ثابت ہو جائے تو اُس کی کوئی تاویل ایسی کرنی چاہیئے جو اُن کی شان کے مناسب ہو اور شرع شریف کے خلاف نہ ہو یہی وجہ ہے کہ بعض حضرات سے جو کلمات شطحیہ صادر ہوئے ہیں علماء نے اُن کی بھی تاویل فرمائی اور صحیح اور موافق شرع کے معنے بیان کیے اور یہی فرمایا کہ کلام کا کلمۂ کفر ہونا اور بات ہے اور قائل پر حکم کفر جاری کرنا امر آخر ہے ؎

کفر گیرد کاملے ملت شود

ہر چہ گیرد علتی علت شود

۸

اکابر کے بعض اقوال جو بظاہر خلاف ہیں انکی تاویل ضرور ہے

مگر یہ ہرگز جائز نہیں کہ اگر کسی بزرگ اور ولی کی طرف کوئی فعل یا قول خلاف شرع منسوب ہو تو نہ ولی کی ولایت کی تحقیق کی جائے نہ صحت روایت کی تفتیش نہ اس کے معنی صحیح پیدا کیے جائیں جو شریعت کے موافق ہوں بلکہ اُس امر خلاف شرع ہی کو موافق شرع کے بنانے کی کوشش کی جائے اور عام اہل اسلام کو اُس کی اجازت دی جائے۔

بعد ثبوت ولایت ولی وصحت روایت، اولیاء کے دامن تقدس کو خلاف شرع سے بچانا ضروری ہے جو تاویل حسن سے بطریق احسن حاصل ہے پھر شریعت کے حکم مستحکم کے بدلنے کی فکر کیوں کی جائے۔

اگر کوئی شخص ایک تولہ سنکھیا کھاکر نہ مرے تو یہ کہنا چاہیئے کہ اس کے پاس ضرور کوئی تریاق موجود ہے یا تھوڑی دیر میں ملک عدم کو سفر کرنے والا ہے نہ کہ سنکھیئے کو زہر ہی نہ کہا جائے اور سب کو ایک ایک تولہ سنکھیا کھانے کی اجازت دی جائے سنکھیا زہر ہے اور ضرور زہر ہے اُس کا کھانا جان کو تلف کرتا ہے اُس شخص کا نہ مرنا کسی خاص سبب سے ہے جس کا حکم عام نہیں ہو سکتا اس قاعدہ کو ہمیشہ مدِ نظر رکھنا چاہیئے۔

مئے پلا کر ساقیان سامری فن آپ ہیں!
کرتے ہیں جادو سے اپنے اُگ دشمن آپ ہیں

یہ سوال گو ظاہر میں ایک سچا اور سیدھا سا نظر آتا ہے جس کو عوام بلکہ اکثر نام

کے خواص بھی سرسری نظر میں سوال محض سے زیادہ کچھ نہ سمجھیں گے مگر ہم سے سنیئے اور اہل فہم سے پوچھ لیجئے کہ سائل علامہ کا قال بزبان حال کہہ رہا ہے کہ انہوں نے اپنے خیال میں آسمان کے ستارے توڑنے میں کسر باقی نہیں چھوڑی اور دن کو رات اور رات کو دن بنانے میں کچھ اپنی دانست میں کمی ہرگز باقی نہیں رکھی اس میں شک نہیں کہ سائل علامہ نے بڑی غور و فکر کے بعد اقوال اکابر سے اخذ و مسخ کر کے سوال کا ایسا پیرایہ اختیار کیا ہے کہ ان کو یقین ہے کہ ہر کہ و مہ زید کی موافقت پر مجبور ہو گا اور مخموران عظمت الٰہی اور محبان اولیاء اللہ جو عقائد الٰہیہ میں ہوا جس نفسانی سے نفور اور محبت اولیاء اللہ میں وساوس شیطانی سے دور ہیں اوّل تو سکوت کریں گے اور اس بارہ میں قلم اٹھانے سے ڈریں گے اور اگر کسی نے قلم اٹھایا اور زید کا کچھ بھی خلاف کیا تو ہر طرف سے کفر کے فوارے اس پر اس قدر برسیں گے کہ ہوش بھی لینے نہ دیں گے۔ تماشا قابل دید تو یہ ہے کہ حضرت سائل خوشی میں آکر قول زید کی تحسین و تصدیق کیے بدون نہ رہ سکے جو سائل کا ہرگز منصب نہ تھا حتیٰ کہ قول زید کو آیات و احادیث و اقوال اولیاء کے موافق بتلاتے ہیں اور اس پر تطبیق بین القولین کا حکم لگاتے ہیں ہر چند یہ تطبیق کہ جس پر سائل علامہ کو بہت کچھ ناز ہے حتیٰ کہ اہل حق کو اس کے جواب سے عاجز اور اس کے تسلیم پر مجبور خیال کرتے ہیں کوئی نئی اس زمانہ کی ایجاد کردہ تطبیق ہرگز نہیں۔ اہل فہم جانتے ہیں کہ یہ تو وہی مضمون ما نعبدھم الا لیقربونا الی اللہ زلفا فرمودۂ قرآنی ہے جس کو سلف ضالین ایسی ہی مواقع میں پیش کیا کرتے تھے مگر ہم صرف اتنی ہی بات سے خوش ہیں کہ سائل علامہ کو اس طرف توجہ تو ہوئی اور تطبیق بین الاقوال کی اس انہماک فی البدعات میں مہلت تو ملی گو تطبیق مذکور تعارض سے بھی بدتر ہے اور

وہی یکطرفہ کاروائی اس تطبیق مزخرف سے بہتر تھی۔ ؎

اگر غفلت سے باز آیا جفا کی

تلافی کی بھی ظالم نے تو کیا کی

خیر اب سنبھل بیٹھئے اور ہماری معروضات کو غور سے سن لیجئے۔

مسئلہ استمداد میں اکابر مختلف نہیں

اس کے بعد عرض ہے کہ استعانت اور استمداد بغیر اللہ تعالٰے کی چند صورتیں ہیں بعض کا جواز متفق علیہ بعض کا عدم جواز بعض مختلف فیہا۔ لیکن بغور ملاحظہ فرمایا جائے تو سلف میں اختلاف بالکل نہیں معلوم ہوتا جو صورتیں جواز کی ہیں ان کے جواز میں سب متفق اور جو عدم جواز کی صورتیں ہیں، اُن کے عدم جواز میں اختلاف نہیں، ہاں یہ مسئلہ ایک زمانہ سے معرکۃ الآراء ہوگیا ہے اور صوفیائے کرام اور علماء ذوی الاحترام میں اختلاف بتلایا جاتا ہے اس وجہ سے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جواب ۔ایسے علماء کی عبارات سے مستفاد ہو جو شریعت اور طریقت کے جامع اور مسلّم بین الفریقین ہوں اور جن کی شان یہ ہو ؎

در کفے جام شریعت در کفے سندان عشق

ہر ہوس ناکے نداند جام و سندان باختن

بلکہ حضرات مجوزین استعانت و استمداد بالغیر اُن کے کلام سے استدلالات بھی فرماتے ہوں اور وہ خود بھی استعانت و استمداد بالغیر کے قائل سمجھے

جاتے ہوں۔

(1) استمداد کی پہلی صورت بالاتفاق ناجائز

استمداد و استعانت بالغیر کی ایک صورت تو یہ ہے کہ کسی غیر اللہ تعالیٰ کو چاہے وہ کوئی کیوں نہ ہو کسی امر خاص یا جملہ امور عادیہ جو عادتاً طاقت بشریت میں داخل ہوں یا غیر عادیہ جو عادتاً طاقت بشریہ سے خارج ہوں ہمیشہ اور ہر وقت یا کسی خاص وقت میں بغیر اعطائے الٰہی قادر بالذات سمجھے اور اس سے امر مقدور میں استعانت و استمداد چاہے یہ استعانت بالاتفاق جمیع اُمت بہر صورت شرک اور کفر تحقیقی کا فرد ہے جس کا زید بھی معترف ہے۔

(2) استمداد کی دوسری صورت بالاتفاق جائز

دوسری صورت اوّل صورت کے بالکل برعکس ہے یعنی غیر اللہ تعالےٰ کو چاہے وہ کوئی بھی ہو کسی امر جزئی یا کلی کا قادر بالذات بغیر عطائے الٰہی کے نہ سمجھے بلکہ قادر حقیقی اُسی کو جانے اُس کے بعد استعانت و استمداد ایسے امور میں ہو جو عادیہ ہیں اور عادتاً بحسب جری الاسباب بندہ کو ان کا فاعل اور مختار کہا جاتا ہو اور شرع میں وہ فعل بندہ ہی کی طرف منسوب ہوتا ہو اور خارج از طاقت بشریہ نہ ہو اور جس سے استعانت کی گئی ہے اہل اسلام تو درکنار مشرکین کے وہم میں بھی اُس کے استقلال کا توہم نہ ہو یہ استعانت بلا کراہت جائز عوام اور خواص عباد اللہ ہی کے لیے نہیں بلکہ انبیاء علیٰ نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیائے کرام سے بھی ثابت ہے اور چونکہ ان کا التفات

محض بجانب حق ہوتا ہے اس وجہ سے عرفان سے بھی بعید نہیں ہے۔

حضرات انبیاء علیہم السلام نے غیروں سے استمداد کس صورت میں فرمائی ہے

ایسی استعانت اور استمداد جو امور عادیہ میں ہو جس کو استعانت کہنا بھی ظاہری ہے ورنہ در حقیقت وہ غیر سے استعانت ہی نہیں یا بالفرض اگر کسی مرتبہ میں استعانت بالغیر ہو بھی تو چونکہ شرک کا توہم تک بھی نہیں ہو سکتا لہذا بلا کراہت جائز اور عرفان و توکل اور ایاک نستعین کے مخالف نہیں اس وجہ سے حضرات انبیاء علی نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیائے کرام نے بھی غیروں سے اس قسم کی استعانت اور مدد طلب فرمائی ہے۔ جیسے آگ سے استمداد پانی سے استبراد طبیب سے طلب دوا اور دیگر اسباب عادیہ سے جو طاقت بشریہ کے تحت میں داخل ہیں مسببات کا ارتباط چنانچہ حضرت، شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ تفسیر عزیزی میں فرماتے ہیں، لیکن[۱] درایں جا باید فہمید کہ استعانت از غیر

---

[۱] حضرت شاہ صاحب قدس سرہ العزیز کی اس عبارت میں غور کرنے سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ غیر سے استعانت اس طرح پر کہ اعتماد غیر پر ہو اور غیر کو مظہر عون الٰہی نہ جانے یہ استعانت بالغیر تو مطلقاً حرام اور ممنوع ہے چاہے امور عادیہ میں ہو یا امور غیر عادیہ میں ہو۔ ہاں امور عادیہ میں جو استعانت بالغیر جائز ہے اس میں یہ شرط ہے کہ اعتماد خداوند عالم پر ہو اور غیر کو مظہر عون الٰہی سمجھے اگر امور عادیہ میں بھی اعتماد غیر پر ہو اور اس کو مظہر عون الٰہی نہ جانے تو یہ استعانت بھی حرام ہے،

بوجہ کہ اعتماد بران غیر باشد واورا مظہر عون الٰہی نداند حرام است۔ اگر التفات محض بجانب حق است واورا یکی از مظاہر عون دانستہ ونظر بکارخانہ اسباب، وحکمت او تعالیٰ دران نمودہ بغیر استعانت ظاہری نماید دور از عرفان نخواہد بود ودر شرع نیز جائز وروا است وانبیا واولیا این نوع استعانت بغیر کردہ اند ودر حقیقت این نوع استعانت بغیر

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲) اور اگر امور غیر عادیہ میں استعانت بالغیر وجہ ثالث کے سوا یعنی صورت رابعہ جو آگے آتی ہے وہ ہو تو اگرچہ مظہر عون الٰہی ہی سمجھ کر استعانت بالغیر کرے مگر چونکہ توہم استقلال غیر کا ہے لہذا یہ استعانت بالکل حرام ہوگی۔

حضرات مجوزین استعانت بالغیر کا یہ خیال فرمالینا کہ مظہر عون الٰہی سمجھ کر غیر سے مطلقًا استعانت جائز ہے چاہے امور عادیہ میں ہو چاہے امور غیر عادیہ میں قلت تدبر پر دال ہے۔ بلکہ اگر یوں کہا جائے کہ ان حضرات کا منشائے غلطی ہی ایسی عبارات ہوئی ہیں تو عجیب نہیں ہے۔ کیونکہ امور عادیہ میں غیر کو مظہر عون الٰہی نہ سمجھے گا تو استقلال بالذات لازم آئے گا جو قطعًا حرام اور شرک اور بالاتفاق کفر ہے چونکہ امور عادیہ میں اسباب کا اسباب ہونا قطعًا ثابت ہے اور تسبب بھی من اللہ تعالےٰ ہے اور کارخانہ عالم میں اسباب اور مسببات کا مرتبط ہونا ظاہر بلکہ ارتکاب اسباب مامور بلکہ بعض اوقات میں فرض ہے تو یہ استعانت بالغیر شریعت میں جائز بشرطیکہ اعتماد باری تعالےٰ پر ہو اور غیر کو مظہر عون الٰہی سمجھے۔ اور امور غیر عادیہ میں اگرچہ غیر کو مظہر عون الٰہی ہی سمجھے اور اس کا تسبب من اللہ تعالےٰ ہی جانے اور اس استعانت کو استعانت من اللہ تعالےٰ ہی سمجھے مگر چونکہ اول تو اُن کا اسباب ہونا ثابت نہیں اور اگر ثابت بھی ہو تو دائمی نہیں اور دائمی بھی ہو تو قطعًا نہیں اور اگر قطعًا بھی ہو تو چونکہ توہم استقلال کیا بلکہ عزم اور قطع اور یقین استقلال کا ہے جو بعینہٖ عقیدہ مشرکین کا تھا اور ہے لہذا یہ صورت

نیست بلکہ استعانت بحضرت حق است لا غیر ۱۲ تفسیر عزیزی

ترجمہ: لیکن اس جگہ ایک امر جاننا چاہیئے وہ یہ ہے کہ مطلق استعانت غیر سے حرام نہیں بلکہ اس طرح حرام ہے کہ استعانت کرنے والا اس شخص پر بھروسہ کرے اور یہ نہ سمجھے کہ حاجت روا خدا ہے اور یہ شخص سبب ظاہری ہے اور اگر ایسا اعتقاد کر کے استعانت ساتھ غیر کے کرے اور اُس غیر کو مظہر عون الٰہی سمجھے سو ایسی استعانت شرع میں جائز اور روا ہے اور انبیاء علیہم السلام اور اولیاء نے بھی اسی طرح کی استعانت ساتھ غیر کے کی

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۳) شرک اور حرام کا فرد ضرور ہوگی، صورت اولیٰ گو جائز تھی مگر بظاہر عرفان کے خلاف معلوم ہوتی تھی تو اس وجہ سے شاہ صاحب قدس سرہٗ العزیز نے فرمادیا کہ امور عادیہ میں غیر کو مظہر عون الٰہی جانے اور نظر بکارخانہ اسباب وحکمت باری تعالیٰ رکھکر غیر سے استعانت ہو لیکن التفات محض بجانب حق ہو اور غیر اللہ تعالےٰ کی طرف بالکل التفات نہ ہو گو ظاہر میں استعانت بالغیر اس کو کہا جائے چونکہ ظاہر میں غیر ہی سے استعانت ہو رہی ہے لیکن چونکہ التفات محض بجانب حق ہے اور ارتکاب اسباب محض بوجہ امتثال امر ہے اس وجہ سے اس کو استعانت بالغیر کہنا بھی ظاہر ہی میں ہے ورنہ جب غیر کی طرف التفات ہی نہیں تو غیر سے حقیقت میں استعانت ہی کیا ہوئی لہٰذا یہ استعانت بالغیر جائز تو ہے ہی، عرفان اور معرفت اور قریب ولایت اور نبوت کے بھی خلاف نہیں جیسا کہ بظاہر سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی حکایت سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ مطلق استعانت بالغیر ہی کو چاہے امور عادیہ ہی میں کیوں نہ ہو داُس کیفیت خاصہ میں جو اُن پر طاری تھی) ایاک نستعین کے خلاف خیال فرماتے تھے۔

الحاصل اس عبارت سے یہ دھوکہ ہرگز نہ کھانا چاہیئے کہ مظہر عون الٰہی جان کر غیر اللہ تعالیٰ سے

ہے اور حقیقت میں ایسی استعانت، استعانت بالغیر نہیں بلکہ استعانت خدا کے ساتھ ہے۔

پھر دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں:

"یا استعانت بچیزیست کہ توہم استقلال آن چیز در وہم وفہم ہیچ از مشرکین و موحدین نمی گذارد مثل استعانت بمحبوب وغلات، در دفع گرسنگی و استعانت باآب وشربت ہا در دفع تشنگی واستعانت برائے راحت بسایۂ درخت، ومانند آن ودر دفع مرض بادویہ وعقاقیر ودر تعیین وجہ معاش بامیر وبادشاہ کہ در حقیقت معاوضہ خدمت بمال است، وموجب تذلل نیست یا باطبائو معالج کہ بسبب تجربہ واطلاع ازانہا طلب مشورہ است واستقلال متوہم نمی شود پس این قسم استعانت جائز است، زیراکہ این در حقیقت استعانت نیست، واگر استعانت است استعانت بخدا است، ۱۲ تفسیر عزیزی

ترجمہ: اور یا استعانت ساتھ ایسی چیز کے ہے کہ توہم استقلال اُس چیز کا وہم اور فہم میں کسی شخص کے خواہ مشرک ہو خواہ موحد نہیں گذرتا ہے جیسا کہ استعانت، واسطے راحت کے نیچ سایہ درخت، وغیرہ کے اور استعانت طرف دواؤں اور بوٹیوں

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۴) مطلقاً امور عادیہ غیر عادیہ میں دائماً استعانت جائز ہے بلکہ مطلب فقط یہ ہے کہ امور عادیہ میں استعانت بالغیر جب جائز ہے کہ اعتماد باری تعالیٰ پر ہو اور غیر کو مظہر عون الٰہی سمجھے اور امور غیر عادیہ کا کیا حال ہے ان کا یہاں ذکر نہیں اس کی نسبت، دوسری جگہ فرمادیا کہ جب استعانت بالغیر میں غیر کا توہم استقلال بھی ہو تو شرک ہے کما سیاتی مفصلاً فانتظرہ فلا تعجل وکن من الشاکرین ۱۲ منہ

کے بیچ تعین اور استعانت ساتھ بادشاہ یا امیر کے بیچ تعین
کے بیچ دور کرنے بیماریوں کے اور استعانت ساتھ بادشاہ یا امیر کے بیچ تعین
وجہ معاش کے کہ حقیقت میں معاوضہ خدمت کا مال کے ساتھ ہے اور موجب تذلل
کا نہیں اور ایسے ہی استعانت ساتھ طبیبوں کے اور علاج کرنے والوں کے کہ بسبب
تجربہ اور زیادتی واقفیت کے اُن سے طلب مشورہ کی ہے اور استقلال کا وہم نہیں
کیا جاتا پس اس قسم کی استعانت بلا کراہت جائز ہے اس واسطے کہ حقیقت میں
استعانت نہیں۔

امورِ عادیہ میں استعانت کی تحقیق

اس عبارت سے معلوم ہوگیا کہ جن امور کو باری تعالےٰ نے اسباب ظاہریہ کے
ساتھ مرتبط فرمایا ہے اور وہ اسباب عادتاً طاقت بشریہ کے تحت میں داخل ہیں
اور بحسب جری عادت اللہ تعالےٰ اسباب کے متحقق ہونے کے بعد وہ مسببات
متحقق ہو جاتے ہیں۔ اور کسی شخص سے وجود اسباب کے بعد مسببات کا تحقق نہ
خارج از طاقت بشریہ ہے نہ اس ظاہری فاعل کے تقرب الی اللہ کی دلیل ہوتی ہے
بلکہ جیسے ابرار سے وہ افعال سرزد ہوتے ہیں فجار سے بھی اُن کے برابر بلکہ زیادہ ظہور میں
آتے ہیں اور دنیا کا کارخانہ ہی بظاہر ان اسباب کے ساتھ مربوط ہے ایسے امور
میں استعانت اور طلب مدد چونکہ در حقیقت کسی مرتبہ میں استعانت ہی نہیں اور اگر
کسی مرتبہ میں ہو بھی تو توہم استقلال غیر کا نہیں بھروسہ خدا ہی پر ہوتا ہے اور اُن کو اسباب
سمجھتے ہیں جن کا اسباب ہونا قطعاً بطریق عادت ثابت ہو چکا ہے لہٰذا یہ
عادیہ استعانت و استمداد بھی بلا کراہت جائز اور عوام تو عوام خواص الخاص اولیاء اللہ تعالےٰ

اور انبیاء علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام سے بھی بتواتر ثابت ہے۔

انبیاء علیہم السلام واولیائے کرام نے جو غیروں سے استعانت فرمائی ہے وہ متنازعہ فیہا نہیں

اس مقام پر یہ نکتہ بھی قابل یادرکھنے کے ہے کہ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ پہلی عبارت میں جو حضرات انبیاء علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیائے کرام کی استعانت اور استمداد کو جائز فرماتے ہیں وہ یہ استعانت واستمداد نہیں جس کو زید جائز کہتا ہے زید کا مدعا یہ ہے کہ عامہ اہل اسلام انبیاء علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام واولیائے کرام سے اپنے حوائج کی مدد چاہیں۔ اور حضرت شاہ صاحب یہ فرماتے ہیں۔

"کہ خود انبیاء علیٰ نبینا وعلیہم السلام اور اولیائے کرام غیروں سے حوائج بشریہ کی استعانت چاہتے ہیں چونکہ بظاہر ایاک نستعین اس کو مقتضی تھا کہ غیراللہ تعالیٰ سے کسی قسم کی استمداد نہ کی جائے حالانکہ حضرات انبیاء علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیائے کرام سے استمداد واستعانت دوسروں سے امور عادیہ میں ثابت ہے اور یہ طلب مدد منصب ولایت اور نبوت کے خلاف معلوم ہوتی تھی۔"

چنانچہ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کا قصہ جو حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے پہلے نقل فرمایا ہے وہ بھی اسی کو مقتضی ہے کہ غیراللہ تعالےٰ سے کسی قسم کی استعانت نہ کی جائے اس وجہ سے حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ

نے اس شبہ کو دُور فرمایا ہے کہ یہ استعانت بالغیر جو حضرات انبیاء علیٰ نبینا وعلیہم السلام نے دوسروں سے فرمائی ہے وہ بلاکراہت جائز ہے اور توکل اور ایاک نستعین کے مخالف نہیں کیونکہ در حقیقت استعانت ہی نہیں ہے اور حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالےٰ کی وہ کیفیت خاصہ تھی جو ہر وقت نہیں رہتی وہ قابل استدلال نہیں ہے۔

حضرت شاہ صاحب مرحوم کا یہ مطلب نہیں کہ عوام جو استعانت اور استمداد انبیاء علیٰ نبینا وعلیہم السلام اور اولیائے کرام سے کرتے ہیں وہ بلاکراہت جائز اور ثابت ہے اس کا حال انشاء اللہ تعالیٰ آیندہ آنے والا ہے۔

(3) استمداد کی تیسری صورت بالاتفاق جائز

تیسری صورت یہ ہے کہ کوئی نبی علیہ السلام اعجازاً یا ولی علیہ الرحمۃ کرامۃً اپنی ذات کے لیے یا دوسرے کے لیے کسی خاص شخص یا گروہ سے خاص وقت میں کسی خاص امر کی نسبت یوں فرمائے کہ فلاں شخص فلاں وقت میں جو چاہے یا فلاں کام جب چاہے ہم سے یا فلاں ولی سے چاہے گا تو اُس کا مطلب پورا ہوگا یا ہم پورا کردیں گے (اور یہ اسناد مجازی ہوتی ہے از قبیل انبت الربیع البقل کے) یا کسی شخص نے بدون اجازت و بغیر امر نبی علیہ السلام و ولی علیہ الرحمۃ کے اپنی حالت شوق و بے اختیاری میں بلا قصد سبقت لسانی کے طور پر کسی نبی علیہ السلام یا ولی علیہ الرحمۃ سے استعانت چاہے اور وہ مقدر تھا ہوگیا جس میں نبی اور ولی کو کچھ بھی دخل نہیں بلکہ ممکن ہے کہ اطلاع بھی نہ ہو یا اطلاع بھی ہو اور دخل بھی ہو مگر وہی اعجاز یا کرامت کی صورت ہو یا کسی صاحب کشف

کو معلوم ہوا کہ یہ کام جب ہوگا کہ فلاں نبی علیہ السلام یا ولی علیہ الرحمۃ کی طرف توجّہ کی جائے اور اُس میں اس کی ہمّت کی ضرورت اظہاراً لکرامت یا بطریق تسبب ہوگی یا محض اظہار کرامت ہی منظور ہو یا مرید حسب استعداد امور تعلیمیہ میں اپنی شیخ سے استمداد و استعانت حاصل کرے جیسے ظاہری علوم کے تلامذہ اساتذہ سے حاصل کرتے ہیں، ان تمام صورتوں میں استعانت و استمداد طلب کرنے والا اُس نبی اور ولی اور پیر کو محض جارحۃ اللہ تعالےٰ خیال فرمائے سوائے قدرت باری تعالےٰ کے اس کو قادر بالاختیار اور متصرف نہ سمجھے بلکہ جیسے آفتاب سے نور اور پانی سے برودت حاصل ہوتی ہے ویسے ہی وہ حضرات بھی درمیان میں سفیر محض ہوتے ہیں اور چونکہ کرامت اور اعجاز میں امور خارق عادت ہوتے ہیں۔ اس وجہ سے اُس میں طاقت بشریہ کو دخل نہیں ہوتا وہ فعل اللہ تعالےٰ محض معجزۃً وکرامتہً ہوتا ہے اگر وہ نبی علیہ السلام اور ولی علیہ الرحمۃ سبب بھی ہوتا ہے تو خاص وقت کے لیے پھر یہ بھی نہیں کہ اُن کا سبب ہونا دائمی اور لازمی ہو جیسا کہ آفتاب اور آگ حرارت کے لیے اور پانی برودت کے لیے کہ یہ اسباب عادیہ دائمہ یا اکثریہ ہیں بلکہ وہ ایک خاص وقتی بات ہوتی ہے جو شرائط مخصوصہ کے ساتھ مخصوص ہوتی ہے اُس ولی اور نبی کو بھی اختیار نہیں ہوتا کہ اس کو اُس کے وقت سے یا کیفیت سے یا جن کے لیے ہوا ہے اُس میں کچھ تغیر کردے یہ صورت بھی جائز اور خاص شخص مستعین اور مستعان بہ و شرائط مخصوصہ کے ساتھ مخصوص ہے دوسرے اشخاص کے لیے یہ حکم نہیں اور نہ زید و عمرو میں یہ صورت مختلف فیہا۔

یہ استعانت بھی حقیقت میں استعانت نہیں بلکہ صورۃً استعانت ہے چونکہ صورت ثانیہ میں تو مستعان بہ اسباب عادیہ دائمہ یا اکثریہ ہیں تو شائق تھا اور

بشرط صحت اسباب ہر سبب اپنے اسباب سے عادتًا جدا نہ ہوتا تھا اور
یہاں تو محض ایک اتفاقی اور بے اختیاری بات ہے نبی علیہ السلام اور ولی علیہ الرحمتہ یا
شیخ کامل یا صاحب کشف معجزے اور کرامت اور فیضان مسترشدین اور کشف
تعلقات امور میں کہ کون امر کس بزرگ کی ہمت کے ساتھ وابستہ ہے اسباب
دائمیہ یا اکثریہ بھی نہیں پھر یہ استعانت در حقیقت استعانت ہی کیا ہوئی۔

صوفیائے کرام اور اہل کشف اکابر سے اگر کہیں استعانت واستمداد ثابت ہے
تو بعض صورتیں صورت ثانیہ اور بعض اس تیسری صورت کے افراد ہیں جو مخصوص ہیں اپنے
شرائط اور اوقات اور اشخاص کے ساتھ عام اہل اسلام کو اس استعانت کی نہ گنجائش نہ
اجازت زید کا ہاتھ کسی کو نہ دے سکتا ہے نہ پیر راستہ چل سکتا ہے زید کے ہاتھ
اور پیر سے اعطاء اور مشی کا سوال امر غیر معقول ہے۔

ہاں زید کی سخاوت دیکھ کر کوئی مجازًا اُسی کو مخاطب بنائے یا غلبہ حال مجبور کر دے
تو جاننے والے جانتے ہیں کہ یہ سوال زید ہی سے ہے نہ ہاتھ سے اور مخاطب
اور متوجہ الیہ حقیقۃً اور معنیً فقط زید ہی ہے زید نہ گوشت پوست نہ مسئول عنہ ہاں
نہ ان میں قدرت نہ اُن سے سوال اور استعانت امر معقول سوال اگر ہوگا تو اُنہی سے جن کے
وہ جارحہ بنے ہوئے ہیں۔

۴ استعانت بالغیر کی چوتھی صورت جو مختلف فیہا ہے

چوتھی صورت یہ ہے کہ کسی غیر اللہ تعالیٰ حیّ یا میت کی نسبت یہ عقیدہ ہو کہ اس کو
اللہ تعالیٰ نے اختیار دے دیا ہے اور قدرت کاملہ تامہ عنایت فرمائی ہے کہ وہ

شخص فلاں خاص شے یا ہر شے جو طاقت بشریہ سے خارج ہے یا مطلقاً طاقت بشریہ سے خارج نہ ہو مگر اس شخص کی طاقت سے باعتبار اسباب عادیہ کے خارج ہو جس کو جس طرح جس وقت، چاہے دے اور جس کو نہ چاہے نہ دے اب وہ بعد عطائے الٰہی مستقل ہے، جیسے آنکھ سے جسے چاہے دیکھے جسے چاہے نہ دیکھے اپنی مملوکہ اشیاء دراہم ودنانیر کو جسے چاہے دے جسے چاہے نہ دے آگ کا جلانا پانی کا ٹھنڈا کرنا، آفتاب کا منوّر کرنا وغیرہ وغیرہ اسباب سے جیسے اُن کے مسببات عادۃً منفک نہیں ہو سکتے اسی طرح وہ بزرگ بھی جب اس خاص شے یا ہر شے کا کسی کو اعطاء اور دینے کا ارادہ فرمائے تو ملنا ضرور ہے جس وقت کہیں سے کوئی شخص اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے یا کسی جنگل کوہ بیابان یا آبادی میں ندا کرتا ہے وہ اُس کی توجہ قلبی کو جانتا ہے، اُس کی آواز کو سُنتا ہے اور جب خداوند کریم نے اس بزرگ کو یہ قدرت کاملہ عطا فرمائی تو اب سوال کرنا اور دُعا مانگنا بھی اُسی کے ساتھ مخصوص کر دیا جائے یا مخصوص نہ ہو مگر چاہے سوال خدا سے بھی کرو لیکن دینے والا وہی غیر ہوگا جیسے حکام ظاہری کے یہاں کوئی خاص کام کسی کے متعلق کر دیا جاتا ہے تو اس بارہ میں درخواست اسی کے یہاں دی جاتی ہے اگر حاکم بالادست کے یہاں بھی درخواست دی جائے جس نے وہ اختیارات اُس کو عطا فرمائے تھے تب بھی درخواست اُسی کے یہاں واپس آتی ہے اور یہ حکم ہوتا ہے کہ یہ کام اُسی کے متعلق ہے اس کو وہی کرے گا یا اس قدر تنگی نہ ہو بلکہ دونوں جگہ درخواست لی جائے اور دُعا سُنی جاوے اور دونوں جگہ سے برابر مقصد بر آری ہو جیسے ایک امر کو بوجہ کثرت کام کے دو دو حاکموں کے متعلق کر دیا جاتا ہے جیسے میلوں کے وقت میں کئی جگہ سے ٹکٹ ملتے ہیں اور کثرت مقدمات کی وجہ سے کبھی کئی منصف مقرر ہو

جاتے ہیں، یہی صورت ہے جو زید اور عمرو کے درمیان مختلف فیہا ہے اس میں عمرو کا قول حق اور زید کا باطل ہے یہ استعانت بالغیر کی صورت شرک ہے اور عبدۂ اصنام کا اپنے معبودین باطلہ کے ساتھ یہی اعتقاد تھا کہ خدا کی دی ہوئی قدرت سے وہ ہماری حاجت برآری کرتے ہیں اور اس میں اُن کو بالکل اختیار تام ہے اب خدا سے مانگنے اور دعا کرنے کی ضرورت نہیں ہمارا سرو کار بلاواسطہ انہیں شرکاء سے ہے یہ اگر راضی رہیں گے تو ہمارا کام چلے گا ورنہ ان کی ناراضی میں تمام کام برباد ہو جائے گا۔

ویعبدون من دون اللہ ما لایضرھم ولاینفعھم ویقولون ھؤلاء شفعاءنا عند اللہ۔	اور بندگی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے سوا اُس چیز کی جو اُن کو نفع پہنچا سکتی ہے نہ نقصان اور کہتے ہیں کہ یہ ہمارے سفارشی ہیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک۔

اور:

ولئن سألتھم من خلق السمٰوٰت والارض وسخر الشمس والقمر لیقولن اللہ۔	اور اگر ان سے پوچھئے کہ آسمان وزمین کو کس نے پیدا کیا، اور شمس وقمر کو کس نے مسخر کیا ہے تو کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے۔

اور:

قل لمن الارض ومن فیھا ان کنتم تعلمون سیقولون للہ قل افلا تذکرون۔	اُن سے پوچھئے کہ کس کی ہے زمین اور جو کچھ اس میں ہے قریب ہے کہ کہیں گے اللہ کی ہے تو فرمایئے کہ پھر کیوں نصیحت نہیں پکڑتے۔

اور:

قل من رب السمٰوٰت السبع ورب العرش العظیم سیقولون للہ قل افلا تتقون۔

اُن سے پوچھئے کہ سات آسمانوں کا اور عرش عظیم کا پروردگار کون ہے یہ کہیں گے کہ سب اللہ کے ہیں تو کہئے کہ پھر کیوں نہیں تقویٰ کرتے۔

مشرکین کی استعانت آلہۂ باطلہ سے یہی صورت رابعہ تھی جو مجوزین استعانت بالغیر کا اعتقاد ہے

کفار باوجود خدا کی عظمت وجلال کے قائل ہونے کے بھی شرکاء کی عبادت کیوں کرتے تھے یہ وجہ نہ تھی کہ ان کو بغیر اعطائے الٰہی کے کسی امر پر قادر بالذات جانتے تھے۔ بلکہ وہ جو کچھ اُن میں اعتقاد کرتے تھے باعطائے الٰہی جانتے تھے۔ چنانچہ ان کا تلبیہ:

"لبیک لبیک لا شریک لک، لبیک الا شریکاً ہو لک، تملکہ وما ملک۔"

اس کا شاہد ہے جب سب کا خالق باری تعالیٰ ہی کو تسلیم کرتے تھے تو اُن کی قدرت ذاتی کیسے ہوسکتی تھی یا اس کا اعتقاد کس طرح کرسکتے تھے مگر چونکہ اپنے تمام کاموں کا سروکار انہیں کے ساتھ وابستہ اعتقاد کر رکھا تھا اس بنا پر وہ خدا کی تعظیم نہیں کرتے تھے جتنی اپنے معبودین باطلہ کی نہ خدا سے اس قدر ڈرتے تھے جس قدر اپنے شرکاء سے۔

یہی حال آج کل اہل بدعت کا ہے روافض چاہے خدا کا نام برسوں نہ لیں مگر اُٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے، حاجت اور مشکل کے وقت یا علی یا علی کے نعرے مارتے

ہیں اور اُن کو پورا مشکل کشا سمجھتے ہیں گو یہ ضرور جانتے ہیں کہ اُن کو یہ عہدہ مشکل کشائی کا خدا ہی نے دیا ہے۔ علیٰ ہذا القیاس

اہل بدعت بزرگوں کا ادب و تعظیم ڈر کی وجہ سے کرتے ہیں نہ محبت کی بنا پر

دوسرے اہل بدعت کا حال بھی ظاہر ہے کہ ہزار ہا کام خلاف شرع کریں پرواہ بھی نہیں ہوتی اور اگر کسی بزرگ کے مزار کی طرف سے بے سلام کئے ہوئے گذر جائیں تو سمجھتے ہیں کہ آج ہی گھر میں آگ لگا دیں گے، بیٹا مار دیں گے، تعزیوں اور قبروں پر جس قدر عرضیاں اور خشوع خضوع کے کلمات استعمال ہوتے ہیں خدا سے خشیت اور خوف ظاہر نہیں کیا[1] جاتا وجہ یہی ہے کہ جب بزرگوں کو حاجت روا اور مختار کارخانۂ خداوندی کا عقیدہ کر لیا ہے اور خداوند عالم نے اب اُن کو دی ہوئی قدرت کی وجہ سے مختار کل منتظم امور تکوینیہ کا بنا دیا ہے آرام و تکلیف و رنج و راحت، جنت و دوزخ، کفر و اسلام سب اُنہیں کے اختیار میں ہے تو اب اُن سے جس قدر بھی ڈریں اور خوف کریں بجا ہے۔

اہل شہر جس قدر شہر کے پولیس اور تحصیلدار سے ڈرتے ہیں جنرل اعظم اور وائسرائے

---

[1] یہ مطلب نہیں ہے کہ تمام اہل بدعت ایسا ہی کرتے ہیں بلکہ اکثر بالخصوص عوام اور غالی۔ کوئی صاحب اپنے اوپر قیاس فرما کر واقع ہی کا انکار نہ فرما دیں ۱۲ منہ

سے خوف نہیں کرتے، یہی عقیدہ مشرکین عرب کا تھا مانعبدھم الا لیقربونا الی اللہ زلفا۔ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ان کو مستقل بالذات نہیں سمجھتے تھے بلکہ اُن کے پاس جو کچھ بھی تھا خداوند عالم کا ہی دیا ہوا عقیدہ رکھتے تھے۔ چنانچہ آیات سابقہ سے ظاہر ہے کہ اُس کو خالق السموات والارض وغیرہ سمجھتے تھے اور یہی وجہ ہے کہ آڑے وقت میں اُسی کو پکارتے اور اُس سے دُعا مانگتے تھے:

واذا رکبوا فی الفلک دعوا	اور جب کشتیوں میں سوار ہوتے تو اللہ تعالیٰ ہی کو
اللہ مخلصین لہ الدین۔	پکارتے تھے مخلصین لہ الدین ۱۲ منہ

افسوس ہے آج کل کے استعانت بالاولیا کرنے والوں پر کہ کڑے سے کڑے اور نہایت ہی مشکل کے وقت بھی خدا سے استعانت نہیں کرتے بلکہ معاذ اللہ جب خداوند عالم کو مجبور جانتے ہیں یا یہ کہ وہ اس کام کو نہ کرے گا تو بزرگوں کی طرف اور زیادہ توجہ و استعانت اور استمداد کرتے اور نذور و منّتیں غیر اللہ تعالیٰ کے مانتے ہیں۔

اِس کا مطلب کوئی صاحب یہ نہ سمجھیں کہ نعوذ باللہ العظیم انبیاء علیٰ نبینا و علیہم السّلام اور اولیائے کرام اور بتوں کو برابر کر دیا غرض یہ ہے کہ عقیدہ مذکورہ جب بتوں اور جنّات اور شیاطین وغیرہ معبودین کفار کے ساتھ شرک ہوا تو انبیاء علیٰ نبینا و علیہم السلام کے ساتھ بھی ضرور شرک ہوگا۔

عوام اہل قبور کو مستقل سمجھ کر استعانت کرتے ہیں اور یہ حرام ہے

اب ثابت کرنا یہ ہے کہ ایسا عقیدہ کہ انبیاء علی نبینا و علیہم السلام اور اولیاء کرام کو خدا نے قدرت عنایت فرما کر ان کو اب مستقل اور مختار بنا دیا ہے عوام اہل اسلام کا یہ عقیدہ ہے بھی یا نہیں اور ہے تو کیا حکم ہے حرام یا جائز سو آج کل تو عوام کیا خواص بھی اکثر اس عقیدہ میں مبتلا ہیں مگر چونکہ وعدہ جواب اکابر کے کلام سے ہے اس وجہ سے حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز ہی کا کلام پیش کرتا ہوں :

"نعم اگر زائراں اعتقاد کنند کہ اہل قبور متصرف و مستبد و قادر اند بے توجہ بحضرت حق والتجا بجناب وے تعالی چنانچہ عوام و جاہلان و غافلان اعتقاد دارند و چنانچہ میکنند آنچہ حرام و منہی عنہ است در دین از تقبیل قبر و سجدہ مر آنرا و نماز بسوئے وے وجز آں از آنچہ منہی و تحذیر شدہ است ایں اعتقاد و ایں افعال ممنوع و حرام خواہد بود و فعل عوام اعتبارے ندارد و خارج بحث است و حاشا از عالم شریعت و عارف باحکام کہ اعتقاد بکند ایں اعتقاد را و ایں فعل را بکند۔"

ترجمہ : ہاں اگر زیارت قبور کرنے والے اعتقاد کریں کہ اہل قبور متصرف اور مستقل اور قادر ہیں۔ اور حق جل و علا شانہ کی طرف توجہ اور اس کے جناب میں التجا نہ ہو یعنی سوال خداوند عالم سے نہ ہو بلکہ اہل قبور سے ہی سوال کیا جائے اور

اُن کے وسیلہ سے خدا سے نہ مانگے بلکہ اہل قبور ہی سے التجا کرے)
چنانچہ عوام اور جاہل اور غافل یہ اعتقاد رکھتے ہیں اور چنانچہ کرتے ہیں وہ
اُمور جو حرام اور ممنوع ہیں دین ہیں مثلاً قبر کو بوسہ دینا، قبر کو سجدہ کرنا، اُس کی
طرف نماز پڑھنا۔ اور اُن کے سوا اور امور جن سے شریعت نے نہی فرمائی
اور اُن کے کرنے سے ڈرایا۔ یہ اعتقاد اور تمام افعال ممنوع اور حرام ہوں
گے۔ اور عوام کے فعل کا اعتبار نہیں اور بحث سے خارج اور عالم اور
احکام شریعت کے عارف سے بہت بعید ہے کہ یہ اعتقاد رکھے اور
یہ فعل کرے۔"

ایک تو اس عبارت سے یہ مفاد ہوا کہ شیخ علیہ الرحمۃ کے وقت تک ایسے
عالم نہ تھے کہ جو اہل قبور اور انبیاء علیٰ نبینا وعلیہم السلام اور اولیائے کرام کو مستقل خیال کریں
مگر شیخ علیہ الرحمۃ نے اپنے نفس مقدسہ پر قیاس فرمایا یہ خیال نہ فرمایا کہ مسلمانوں کی بدقسمتی
سے ایسے علماء بھی پیدا ہونے والے ہیں جو اس اعتقاد حرام و ممنوع کو عین ایمان و
تعظیم انبیاء و اولیاء علیہم السلام خیال کر کے اس اعتقاد کی دعوتِ عام فرمائیں گے اور جو اس
حرام اعتقاد سے بچے اور بچائے گا۔ اُسی کو گمراہ اور بے دین اور اہل سنت والجماعت
سے خارج اور غیر مقلد وہابی کہیں گے۔

دوسری وہ استمداد اور استعانت با ولیا جس کو صوفیائے کرام نے جائز فرمایا
تھا جس کو شیخ علیہ الرحمۃ اس عبارت کے بعد یوں بیان فرماتے ہیں:

"و آنچہ مروی و محکی است از مشائخ عظام اہل کشف و استمداد از
ارواح کمل و استفادہ ازاں خارج از حصر ست و مذکور است در کتب و

رسائل ایشاں ومشہور است میان ایشاں حاجت نیست کہ آنراذکر کنم کہ منکر ومتعصب سود نکند اورا کلمات ایشاں عافانا اللہ من ذالک سخن دریں جا از وجہ علم وشریعت است "

ترجمہ: مشائخ عظام اہل کشف سے جو کاملین کی ارواح سے استمداد اور استفادہ کے باب میں روایات وحکایات ہیں وہ احاطہ سے باہر اور اُن کے رسالوں اور کتابوں میں مذکور ومشہور ہیں ذکر کی حاجت نہیں کہ منکر متعصب کو اُن کے کلمات مفید نہیں۔ خدا ہم کو اس سے محفوظ رکھے۔ یہاں تو گفتگو علمی اور شرعی ہے کہ شریعت سے بھی ثابت ہے یا نہیں "

اس استمداد واستعانت سے جو مراد ہے وہ تو خدا چاہے آیندہ عرض ہوگی۔ یہاں یہ عرض کرنا ہے کہ اس استعانت کا یہ نتیجہ ہوا کہ جہاں اس درجہ تک پہنچے کہ اہل قبور کو مستقل خیال کر کے صدہا افعال ممنوعہ اور محرمہ میں مبتلا ہوئے کہ قبور کو سجدہ بھی کیا بوسہ بھی دیا اُن کی طرف نماز بھی پڑھی ان امور محرمہ کو تو شیخ علیہ الرحمۃ نے صراحتہً بیان فرما دیا اور کلمہ جز آن میں غالباً قبروں کا طواف اُن کے نذور وعرس عرضیوں کا لکھ کر لٹکانا وغیرہ امور منہیہ ہوں گے۔

عوام کا اس درجہ تک ایک امر مختلف فیہ کی وجہ سے گمراہ ہونا بے شک اُس کے عدم جواز کے فتوی کا موجب ہے۔ چہ جائیکہ اب وہ علماء جو اپنے کو شریعت غرا کا مالک خیال فرماتے ہیں وہ شیخ علیہ الرحمۃ کے جہلا سے بھی دو چار قدم آگے بڑھے ہوئے ہیں تو استعانت واستمداد بالاولیا کے جواز کی کیا صورت ہو سکتی ہے جس کا عام فتوی دیا جائے وذلک اردناہ۔

تیسرے جس استقلال کو شیخ علیہ الرحمۃ حرام اور ممنوع فرماتے ہیں اگر اس سے مراد استقلال عطائی ہے یعنی بزرگوں کو استقلال جو حاصل ہوا ہے وہ بعد اعطائے الٰہی حاصل ہوا ہے اور اسی استقلال کو شیخ علیہ الرحمۃ حرام اور ممنوع فرماتے ہیں

تب تو مطلب صاف ثابت ہو گیا کہ مسلمان ایسا عقیدہ رکھتے بھی ہیں اور یہ عقیدہ حرام اور ممنوع بھی ہے اور اہل قبور سے استمداد اور استعانت بھی حرام ہے

الحمد لو جہہ تعالیٰ کہ اعتقاد عوام اور پھر حرمت بھی کلام شیخ علیہ الرحمۃ ہی سے ثابت ہوئی جن کا کلام اہل استمداد نہایت خوشی سے پیش کیا کرتے تھے اور چونکہ اس استعانت اور استمداد کا دار و مدار یہی استقلال تھا جب اس استقلال کا اعتقاد ہی حرام ہوا تو جو اس پر متفرع ہے وہ بھی حرام ہو گا اس تقدیر پر اگر شیخ علیہ الرحمۃ کی تصریح سے قطع نظر بھی کیا جائے تب بھی یہ امر ثابت ہو گیا کہ استعانت و استمداد بالاولیاء وغیرہم جو زید و عمرو کے درمیان مختلف فیہا ہے وہ شیخ علیہ الرحمۃ کے نزدیک حرام اور ممنوع ہے۔ اور یہی مقصود تھا۔

اور اگر شیخ علیہ الرحمۃ کی مراد استقلال سے وہ استقلال ہے کہ بغیر اعطائے الٰہی انبیاء علیٰ نبینا و علیہم السّلام و اولیاء کرام کو مستقل سمجھا جاوے تو اوّل تو وہ عقیدہ اہل اسلام کا بیان فرماتے ہیں اور مسلمان تو مسلمان یہ عقیدہ تو مشرکین عرب کا بھی نہ تھا لہذا یہ احتمال ناممکن ہے۔

فتویٰ میں اعتبار عامہ اہل اسلام کا ہے

اگر بالفرض تسلیم بھی کر لیا جاوے کہ مراد یہی استقلال بغیر اعطائے الٰہی ہے تو ثابت ہو گیا کہ استعانت اور استمداد سے جہلا کا عقیدہ اس درجہ کو پہنچ گیا کہ بزرگوں کو اہل اسلام اس قدر مستقل سمجھنے لگے جو صریح شرک اور کفر حقیقی ہے اور مشرکین جہاں بھی اس درجہ تک نہ پہنچے تھے تب بھی فتویٰ یہی ہو گا کہ اس استعانت کو عموماً ممنوع اور حرام کہا جاوے اس واسطے کہ فتوے میں عام اہل اسلام کا اعتبار ہوتا ہے نہ خواص کا اور اگر خواص ہی کا اعتبار ہو تو عوام کو ضرور فتویٰ حرمت و کفر ہی کا ہو گا۔

رہا حضرت شیخ علیہ الرحمتہ کا یہ فرمانا کہ عوام کا اعتبار نہیں اس کا اوّل تو یہ جواب ہے کہ حضور سرور عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے جو بناءِ کعبہ کو بنائے خلیلی علیہ السلام پر بنا نہیں فرمایا تھا اس کی وجہ فتنۂ عوام ہی تھی یا خواص کی طرف نعوذ باللہ کچھ خیال تھا۔ دوسرا جواب اس کا اور بھی انشاء اللہ آنے والا ہے جہاں صوفیائے کرام کی مراد استعانت بالغیر سے بیان کی جاوے گی۔

ہاں یہ بات کہ اس تقدیر پر استقلال اعطائی اور بزرگوں اور انبیاء علیٰ نبینا و علیہم السلام کو بعد عطائے قدرت عرضی کے مختار تام سمجھنا بھی حرام اور شرک ہے اس کا بطلان باقی رہا۔

کسی شئے کے محض امکان عقلی سے اس کا عقیدہ کر لینا جائز نہیں

سو ظاہر ہے کہ اوّل زید یہ ثابت کرے کہ کسی نبی یا ولی کو یہ مرتبہ کسی خاص یا مطلق امور کی نسبت، علی جہت الاستمرار و الدوام دیا گیا ہے اگر کوئی دلیل عقیدۂ مذکورہ کو مثبت ہو گی، تب اس کا جواب ہمارے ذمہ ہو گا فقط امکان عقلی سے زید کا عقیدہ ثابت نہیں ہو سکتا جب تک امکان شرعی بلکہ وجود شرعی جس طریقہ سے کسی شئے کا عقیدہ ہونا ثابت ہو بیان نہ کریں فقط یہ کہہ دینا کہ جو لوگ استعانت کرتے ہیں ان کی مرادیں پوری ہوتی ہیں اگر یہی دلیل کافی ہے تو تمام مشرکین کی استعانت، اپنے معبودوں کی نسبت بھی ثابت ہو جائے گی کیونکہ مرادیں کم و بیش سب کی پوری ہوتی ہیں اور سب مرادیں کسی کی بھی پوری نہیں ہوتیں۔

لیکن خیر تبرعاً یہ عرض ہے کہ امور ذیل سے عقیدہ مذکورہ کا بطلان ثابت ہوتا ہے تمام انبیاء علی نبینا و علیہم السلام کو یہ مرغوب تھا کہ جمیع خلق اللہ ہدایت پا کر اسلام میں داخل ہو توحید سے مشرف ہو کر ہر نبی علیہ السلام کی کامیابی ظاہر ہے پس اگر انبیاء علی نبینا و علیہم السلام کو قدرت عنایت فرمائی جاتی کہ وہ جس کو چاہیں ہدایت فرما دیں تو تمام عالم آج توحید سے لبریز ہوتا اور کسی کو کیا کہیئے سید الانبیاء علیہ التحیۃ والثناء کے حالات طیبات ملاحظہ فرمایئے کہ ابو طالب کے ایمان میں کس قدر کوشش بلیغ فرمائی مگر:

اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ۔ — بیشک تو نہیں ہدایت کر سکتا جس شخص کو دوست رکھے ۱۲ منہ

نازل ہوا اس کے بعد بھی کوئی کہہ سکتا ہے کہ فخر عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو اختیار کلی مرحمت ہو چکا تھا۔

اگر اس میں بھی کلام ہے تو:

لَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ اَنْ لَّا یَکُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ ۝ — آپ اُن کے مومن نہ ہونے پر شاید اپنی جان کو ہلاک کردیں گے ۱۲ منہ

اور: وَمَا اَکْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِیْنَ۔ — نہیں اکثر آدمی اگرچہ تو خواہش کرے ایمان لانے والے ۱۲ منہ

کی تلاوت فرمایئے اگر فخر عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام کائنات کا مالک بنا کر مختار کل بنا دیا تھا تو پھر آج کل مسلمانوں پر طرح طرح کی تباہی اور بربادی اور فسق و فجور میں ابتلار ہے وہ کیوں ہوتا اگر اس کی بھی کوئی تاویل بنائی جاوے گی گو مقبول نہ ہو کیونکہ آپ کو قدرت کاملہ اور اختیار تامہ باعطائے الٰہی ہو پھر بھی آپ بہبودی اُمت کو اختیار نہ فرمائیں سمجھ میں نہیں آتا۔ تو یوم عرفہ عرفات وغیرہ پر جو حجۃ الوداع میں دعائیں فرمائیں تھیں اُن میں سے بعض قبول نہیں ہوئیں باوجود اختیار تام کلی و جزئی کی دعا مانگنا پھر بھی قبول نہ ہونا اس کے کیا معنے۔

غیر اللہ نفع و ضرر کے مالک نہیں

علیٰ ہٰذا القیاس حضرت نوحؑ اور حضرت یعقوب علیٰ نبینا و علیہما السلام کا قصہ بھی قرآن شریف میں مذکور ہے کیا:

قُلْ اِنِّیْ لَآ اَمْلِکُ لَکُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا۔ — فرما دیجئے شک میں تمہارے ضرر و نفع کا مالک نہیں ہوں ۱۲ منہ

اور:

قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّ لَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ۔ فرمادیں میں اپنے نفع اور ضرر کا مالک نہیں ہوں مگر جو خدا چاہے ۱۲ منہ

وغیرہ آیات بھی نفی قدرت کاملہ و اختیار تام و ملک تام امور خارجہ عن الطاقت البشریت میں صریح دلائل نہیں ہیں،

ان آیات کے یہ معنی بیان فرمانا کہ ان میں نفی ملک و اختیار و نفع وضرر بالذات کی مراد ہے ایسی لغو بات ہے کہ کوئی عاقل بھی تسلیم نہیں کر سکتا۔ کیونکہ دفع ضرر و جلب منفعت کے لیے تو مطلقاً مالک ہونا چاہیئے چاہے بالذات ہو یا باعطار غیر کسی حاکم با اختیار سے کوئی مستغیث اپنی مدد چاہے اور وہ یہ جواب دے کہ مجھ کو اختیار ذاتی نہیں بلکہ بوجہ ملازمت شاہی اختیار ملا ہے تو وہ غریب جواب میں یہی عرض کرے گا کہ حضرت میرا کام تو آپ کے اختیار سے وابستہ ہے چاہے آپ کو کسی سے اختیار ملے آپ اس اختیار کو صرف کیوں نہیں کرتے پس ظاہر ہو گیا کہ آیات سے مراد یہ ہے کہ آپ اپنے نفع وضرر کا مالک نہ ہونا بیان فرما دیجئے۔ اور چونکہ کوئی مخلوق مالک بالذات نہیں ہو سکتا نہ اس کا کوئی مسلم و مشرک معتقد تھا اس وجہ سے اس احتمال کو بیان کرنا بھی فضول ہے ملک اعطائی کا احتمال تھا اسی کی نفی مطلقاً کے ضمن میں فرمائی گئی ہے اور جہاں کہیں آپ[1] کی قدرت و اختیار وغیرہ کو بیان کیا ہے وہ وہی اعجاز اً ہے یا جارحۃ اللہ ہونے کے طور پر ہے جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے ان دلائل کے بعد بھی یہ کہنا کہ ؎

---

[1] صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۱۲ منہ

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب!
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

صریح شریعت کا مقابلہ نہیں تو اور کیا ہے۔

اور اگر تاویل ہی کو دل چاہتا ہے اور بالذات اور بالعرض ہی کا فرق کافی ہے تو:

ان الذین یعبدون من دون	بے شک جو لوگ بندگی کرتے ہیں سوائے اللہ کے نہیں
اللہ لا یملکون لکم رزقا فابتغو	مالک وہ تمہارے لیے رزق کے پس اللہ ہی سے
عند اللہ الرزق واعبدوہ	رزق طلب کرو اور اسی کی بندگی کرو ۱۲ منہ

اور:

یعبدون من دون اللہ ما	اور بندگی کرتے ہیں وہ ماسوا اللہ کے جو نہ ان کو ضرر
لا یضرھم ولا ینفعھم ویقولون	پہنچا سکیں نہ نفع اور کہتے ہیں کہ یہ ہمارے لیے اللہ
ھولاء شفعاءنا عند اللہ۔	کے نزدیک شفیع ہیں ۱۲ منہ

پس اگر مشرکین کی طرف سے بھی یہی جواب دیا جاوے کہ آلہہ باطلہ بالذات نفع و نقصان اور رزق روزی کے مالک نہ تھے۔ باعطائے الٰہی مالک تھے۔ ان آیات میں مطلق ملک کی نفی نہیں ہے بالذات کی نفی ہے تو جواب کیا ہوگا آپ کے پیارے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بے شمار فضائل ثابت ہیں ان کا انکار نہیں۔

غرض یہ ہے کہ یہ عقیدہ کہ آپ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر شئے کے مختار کل اور مالک تمام ہیں یا دوسرا کوئی ایسا شخص ہے ثابت نہیں اگر ثابت ہے تو دلیل بیان کیجئے۔ کسی امر غیر ثابت کی نفی کرنا تنقیص نہیں ہے ورنہ اگر کوئی فخر عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو خدا نہ کہے تو بڑا کافر وہی ہو کیونکہ ایسے وصف کامل کی نفی کرتا ہے جو تمام صفات کا جامع ہے یاد رہے

کہ جو فضائل آپ کے لیے ثابت ہیں ان کا انکار بے شک تنقیص شان والا ہے۔ فافہم

اگر بالفرض تسلیم بھی کیا جائے کہ حضرات انبیاء علی نبینا و علیہم السلام اور اولیاء کرام کو

باعطائے باری تعالےٰ کل کو یا بعض کو تصرفات پر کلیۃً قدرت تامہ کاملہ دائمہ حاصل ہے

وہ اب قادر تام اور مستقل مالک اور مختار ہیں جس کو جو چاہیں دیں اور جو چاہیں نہ دیں۔ اسی بنا پر

اُن سے استعانت اور استمداد صحیح۔ اور چونکہ اُن کو یہ قدرت باعطائے الٰہی ملی ہے اس

وجہ سے اُن سے استعانت بعینہٖ خدا ہی سے استعانت ہے گو سوال حقیقتہً انہیں

سے ہو اور اپاک نستعین کے بھی مخالف نہیں۔ تو دو امر قابل جواب ہیں۔

اوّل یہ کہ ملائکہ علیہم السلام کو امور کونیہ پر قدرت و تصرف باعطائے الٰہی ثابت

ہے تو کیا کسی آیت یا حدیث میں یا کسی نبی یا ولی کی دعا ایسی ثابت ہے جس میں انھوں نے فرشتوں

سے استعانت اور طلب مدد کی ہو اسے ملک السحاب بارش برسا، اے ملک موکل

بالرحم مجھے لڑکا دے یا لڑکی کا لڑکا یا دے اے میکائیل مجھ کو رزق دے اے فلاں

فرشتے میرا فلاں کام ایسی طرح کر دے اگر انبیاء علی نبینا و علیہم السلام یا اولیائے کرام کو

امور کونیہ خارج از طاقت بشریہ میں تصرف اور قدرت ثابت ہو گی تو ان کے برابر

یا کم یا زیادہ ہی مان لو مگر جب اُن سے استعانت نہیں تو اوروں سے کیسے جائز

ہو گی۔

دوسرے یہ کہ جب یہ عقیدہ شرک اور کفر نہیں تو اگر کوئی یہی عقیدہ حسات جزئیہ میں

اور ارواح خبیثہ و ملائکہ و روحانیات کواکب وغیرہ کے ساتھ رکھے۔ جیسے مشرکین عرب

اپنے باطل معبودوں کے ساتھ رکھتے تھے تو یہ عقیدہ بھی شرک ہو گا یا نہیں اگر ہو گا

تو وجہ فرق کیا ہے اور نہیں تو پھر شرک کیا ہے۔ یہ بھی بیان ہو۔

یہ امر آخر ہے کہ چونکہ ان کے لیے یہ قدرت و تصرف باعطائے الٰہی کسی دلیل سے ثابت نہیں لہٰذا یہ عقیدہ غلط ہوگا مگر یہ تو نہیں کہ جو عقیدہ غلط ہو تو اُس سے آدمی کافر بھی ہو جائے تو اُس کو کوئی مشرک کیسے کہہ سکتا ہے اور یہاں تو جنات اور شیاطین اور ارواح خبیثہ و روحانیات کواکب کے لیے قدرت تصرف و اثر بھی ثابت ہے تو ان اشیائے مذکورہ سے استعانت کرنے والے اگر زید کے نزدیک کافر و مشرک ہیں تو وجہ فرق کیا ہے کہ بزرگوں سے اسی طرح استعانت کرنے میں شرک نہ ہو۔ اور اگر زید اپنی دریا دلی سے اُس کو بھی شرک نہ کہے۔ تو چونکہ انبیاء علیٰ نبینا و علیہم السلام و اولیائے کرام کو جو کچھ بھی قدرت و تصرف ملا ہے بدیں وجہ اُن سے استعانت و استمداد بعینہٖ خدا ہی سے استعانت سمجھی جاوے گی اسی طرح اگر کوئی ان بزرگوں کی عبادت بھی کرنے لگے اور چونکہ عبادت میں تذلل مقابلہ میں عظمت کے ہوتا ہے اور ان حضرات کی عظمت خدا ہی کی دی ہوئی عظمت ہے تو خداداد عظمت و تصرف کے مقابلہ میں جو ذلت و خشوع و عبادت ہوگی وہ خدا ہی کی عبادت ہوگی اس وجہ سے اس عبادت کو خدا ہی کی عبادت سمجھے۔ چنانچہ مولوی احمد رضا خان صاحب فرماتے ہیں:

"اے عزیز اصل کار یہ ہے کہ محبوبان خدا کے لیے جو تواضع کی جاتی ہے وہ درحقیقت خدا ہی کے لیے تواضع ہے۔" (انہار ص ۴۸)

اور قرآن شریف میں جس قدر بھی عبادت بغیر اللہ تعالیٰ کی نہی وارد ہوئی ہے اس سے مراد وہی عبادت ہو جس میں غیر اللہ تعالےٰ مقصود بالذات ہو اور اس کی عبادت کو خدا کی عبادت نہ سمجھے۔ ما نعبدھم الا لیقربونا الی اللہ زلفی - میں بھی جن لوگوں کا بیان کیا ہے گو وہ عبادت بغرض تقرب الی اللہ کرتے تھے مگر چونکہ اس عبادت

کو وہ لوگ عبادت اصنام ہی سمجھتے تھے لہٰذا شرک اور کفر ہوئی اگر اس عبادت کو عبادت الٰہی سمجھتے تو ہرگز مخالف نہ ہوتے ایسی عبادت کی نہ جب ممانعت تھی نہ اب ہے تو اس شبہ کا جواب زید کیا دے سکتا ہے۔

اگر کوئی شخص جس قدر صفات الٰہیہ ہیں اس کا کسی ذات کو مظہر تام عقیدہ کر کے اُس سے سوال، دعا، التجا، استعانت وغیرہ کرے اور اُس کی عبادت اور اس سے استعانت کرے اور اس کو عین عبادت و استعانت الٰہی سمجھے۔ بلکہ استعانت بالغیر کے قائلین نے یہ سب کچھ کر کے دکھا دیا مشرکین اپنے معبودوں کی کیا عبادت کرتے تھے یہی کہ ان کے نام پر قربانی ہوتی تھی، یہاں بھی پیروں کے نام پر قربانی ہوتی ہے فقط ڈر کی وجہ سے ذبح کے وقت بسم اللہ اکبر کہہ دیتے ہیں مگر اُن کا دل خوب جانتا ہے کہ اراقۃ دم اور ذبح کرنے سے پیروں کا خوش کرنا مقصود ہے یا نہیں وہ لوگ اُن سے التجا کرتے تھے حوائج مانگتے تھے، دعا کرتے تھے، حاجت کے وقت ان کے نام کے نذر کرتے تھے، اُن کو سجدہ کرتے تھے، ان سے اس قدر ڈرتے تھے کہ خدا سے بھی نہیں ڈرتے تھے، آج کل کے قبر پرست اور پیر پرست بھی سب کچھ کرتے ہیں۔ بلکہ وہ لوگ فاذا رکبوا فی الفلک دعوا اللّٰہ مخلصین لہ الدین پر عمل کرتے تھے یہ اُن سے بھی اس بارہ میں بدتر ہیں کہ جس قدر تکلیف زیادہ ہو غیر اللہ کی طرف توجہ بھی زیادہ ہوتی ہے کیونکہ مشرکین عرب نے تو بعض کام خدا ہی کے متعلق سمجھ رکھے تھے اور اُن صاحبوں نے تو خدا کے ساتھ کوئی کام بھی مخصوص نہ رکھا جس میں خاص اُسی سے استعانت اور مدد طلب کریں خدا بزرگوں کو سب کچھ دے چکا ہے اور اپنی خدائی کا مختار عام کر چکا اب کوئی کام رہا ہی نہیں جو مختار عام کی قدرت سے خارج ہو آپ کی تصویر نماز میں سامنے

رکھتے ہیں پیروں کی پوری اور کامل تصویروں کو گھر میں رکھتے ہیں۔ جس جگہ تصویر ہوتی ہے
اُس گھر میں ایسے خضوع و خشوع سے داخل ہوتے ہیں کہ مسجد شریف میں وہ خوف نہیں
ہوتا بات کرنے میں تصدیق کے لیے تصویر کی طرف اشارہ کرتے ہیں آپ موجود ہیں
میں کیسے جھوٹ کہہ سکتا ہوں تو اس عقیدہ کے کفر و شرک ہونے کی کیا دلیل ہے اور
اگر یہ بھی شرک نہیں تو زید کے لیے اب کون سی صورت شرک کی ہے کیا کسی فرضی غیر واقع شرک
سے قرآن شریف بھرا ہوا ہے انبیاء علی نبینا و علیہم السلام اگر یہی بالذات اور بالعرض کا گُر
مشرکین کو بتا دیتے تو آج تمام عالم موحد ہی نظر آتا۔

اس عقیدہ کی بناء پر یہ بھی لازم آتا ہے کہ خدائے ذوالجلال محض ایک فلسفی معزول
شدہ خدا ہو جائے۔ عیاذاً باللہ تعالیٰ منہ کیونکہ جب تمام عالم میں جو کچھ ہو رہا ہے تمام
انبیاء علی نبینا و علیہم السلام اور اولیائے عظام ہی کی قدرت عرضی سے ہو رہا ہے تو خدا
نے کیا کیا اور کیا کرتا ہے اگر یہ کہو کہ بزرگوں کی قدرت بھی خدا ہی کی قدرت ہے اُسی
کی قدرت کا مظہر ہے تو فلاسفہ بھی تو یہی کہتے ہیں کہ ممکنات میں بالذات کچھ نہیں جو کچھ
ہے واجب ہی کی طرف سے فیض ہے عقول عشرہ کا قدم عالم اور ان کا صدور بالاضطرار باطل
گفتگو فقط اس میں ہے کہ ان کو واجب تعالیٰ نے جو قدرت عطا فرمائی ہے اس سے انہوں
نے تمام عالم کو پیدا کیا اور اب جو کچھ ہو رہا ہے اُسی قدرت کا کرشمہ ہے یہ عقیدہ
زید کے نزدیک شرک اور کفر ہے یا نہیں اگر شرک و کفر ہے تو وجہ فرق کیا ہے کہ بزرگوں کی
عطائی قدرت سے سب کچھ ہو تو عین ایمان کسی دوسرے غیر اللہ تعالیٰ کی قدرت عرضی
سے عالم کا کام چلے تو شرک کفر ہو جائے یہ فرق دریافت کرنا ہے۔

جب[1] تمام عالم کا مارنا، جلانا کفر و اسلام، رنج و راحت، و خوشی و غم دخول جنت و دوزخ وغیرہ جملہ کائنات کا انتظام انبیاء علیٰ نبینا و علیہم السلام اور اولیائے کرام ہی کی قدرت بالعرض سے ہو رہا ہے اور اسی بنا پر اُن سے استمداد اور استعانت کا بھی حکم ہے تو اب خداوند عالم سے استمداد اور استعانت کی ضرورت ہی کیا ہے۔ فقط بالذات و بالعرض کے فرق سے خدا کو خوش کیسے جانے کے سوا اور کیا باقی رہ گیا۔

مَا قَدَرُوا اللهَ حَقَّ قَدْرِهٖ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا

اَعَاذَنَا اللهُ تَعَالٰى مِنْهُ وَسَائِرَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ۔

اب یہ تو بفضلہ تعالیٰ ثابت ہو گیا کہ زید کا عقیدہ مذکورہ بے شک شرک و کفر ہے ورنہ دنیا سے شرک ہی اُٹھ جائے گا۔ اور احکام شرعیہ بالکل درہم برہم ہو جائیں گے لیکن اب یہ بات ثابت کرنی رہی کہ اس استعانت اور استمداد کو صوفیائے کرام بھی کفر و شرک ہی سمجھتے ہیں اور اس کے شرک و کفر ہونے میں کسی عالم و صوفی کا اختلاف نہیں سلف میں یہ مسئلہ مختلف فیہا نہیں ہے اس کا ثبوت بھی انہیں مسلم حضرات ہی کے کلام سے دیا جائے

---

[1] واضح ہو کہ خدائے لاشریک لہ نے اپنی وحدانیت ربوبیت الوہیت اور معبودین باطلہ کے بطلان اور عدم استحقاق عبودیت پر قرآن شریف میں جو بکثرت استدلال فرمایا ہے اس کا حاصل یہی ہے کہ خدا عالم الغیب والشہادۃ فلاں فلاں کام رزق روزی دینا مارنا جلانا وغیرہ جملہ امور تکوینیہ حوادث یومیہ وہی کرتا ہے تمہارے شرکاء ان کاموں کو نہیں کر سکتے۔ تو نہ وہ خدا ہو سکتے ہیں نہ مستحق عبادت۔ اس کے متعلق اس قدر آیات ہیں کہ اگر انکو خاں صاحب کی طرح لکھیں تو مستقل کتاب ہو جائے۔ اگر کارخانہ عالم انبیاء علیہم السلام و اولیاء کرام کی قدرت عرضیہ میں دیکر فقط بالذات اور بالعرض کے فرق سے خداوند عالم کو خوش کر دیں تو وہ تمام آیات بے کار ہو جائیں گی۔ اور مشرکین جواب دے سکتے ہیں کہ ان میں نفی علم و قدرت ارادہ سمع بصر و استحقاق عبادت ذاتی فرمائی گئی ہے۔ ورنہ شرکاء معاذ اللہ تعالیٰ عطائی علم سے عالم الغیب والشہادۃ ہر امر کے قادر خالق، محی ممیت مریض صحیح کرنے والے مستحق عبادت سب کچھ ہیں۔ ہاں یہ سمجھو کہ ان کی عبادت عین عبادت الٰہی ہے۔ جیسے ان سے استعانت و استمداد بوجہ قدرت عطائی کے عین استعانت الٰہی ہے اور ایاک نستعین کے مخالف نہیں۔ اسی طرح ان کی عبادت بھی عین عبادت الٰہی ہے اور ایاک نعبد کے موافق۔ اور ظاہر ہے کہ اس میں تمام شریعت غراء کو درہم برہم کرنا لازم آتا ہے معاذ اللہ تعالیٰ منہ۔ اگر مجوزین استعانت فرمائیں گے تو ہم ان آیات کو پیش کر دیں گے۔ ۱۲ منہ

تو اچھا ہے کہ جن کا ذکر خود ہی زید نے کیا ہے اور تمام ہندوستان کے مسلم ہیں، اور باوجود کمال علم کے اولیاء کرام کے زمرہ میں بھی داخل ہیں۔

استعانت بالغیر کی صورت رابعہ حضرات صوفیائے کرام کے نزدیک بھی شرک و کفر ہے

ملاحظہ ہو تفسیر عزیزی فارسی:

"ویا بچیزیست کہ توہم استقلال آن چیز درمدارک مشرکین جا گرفتہ مثل استعانت بارواح و روحانیت فلکیۃ یا عنصریۃ یا ارواح سائرہ مثل ہوانی و شیخ سدو و زین خاں وامثال ذالک وایں نوع استعانت عین شرک ست و منافی ملت حنفی۔"

ترجمہ: "یا استعانت ایسی چیز سے ہے جس کے استقلال کا وہم مشرکین کے اذہان میں گھر کر گیا ہو جیسے استعانت ارواح و روحانیت فلکیۃ یا عنصریہ یا ارواح سائرہ سے جیسے شیخ سدو و زین خاں وغیرہ سے اور یہ قسم عین شرک و منافی ملت حنفی کے ہے۔"

اس عبارت سے معلوم ہو گیا کہ اگر استعانت و استمداد ایسی چیزوں سے ہو جس کے استقلال کا وہم بھی ہو گو یہ وہم مشرکین ہی کو کیوں نہ ہو یہ استعانت عین شرک اور مخالف ملت حنفی ہے، اور حضرت شیخ علیہ الرحمۃ کے کلام سابق سے یہ ثابت ہو گیا کہ اولیاء اللہ تعالےٰ اور انبیاء علی نبینا و علیہم السلام کے ساتھ استعانت میں مشرکین ہی نہیں بلکہ اکثر

اہل اسلام بھی تو ہم ہی نہیں بلکہ اعتقاد استقلال کا رکھتے ہیں تو اب جو معنی بھی استقلال کے لیے جائیں، حضرت شاہ صاحب کے کلام سے استعانت بالانبیاء علیٰ نبینا وعلیہم السلام واولیاء کرام عین شرک ومخالف ملت حنفی کے ثابت ہو گئے۔

حضرت شیخ علیہ الرحمۃ وشاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کلام میں چار احتمال ہیں ہر ایک مجوزین استعانت بالغیر کے مخالف ہے

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ شیخ علیہ الرحمۃ کے کلام سے یہ ثابت ہوا کہ عوام اہل اسلام اہل قبور کو مستقل اعتقاد کرتے ہیں اور یہ اعتقاد اُن کا حرام ہے اور حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"کہ اگر استعانت ایسی شے سے کی جائے جس کے استقلال کا وہم بھی ہو گو متوہم مشرکین ہی ہوں تو یہ استعانت شرک ومخالف ملت حنفی کی ہے"

پہلی صورت کہ دونوں حضرات کے کلام میں مراد استقلال بالذات ہو

اول صورت یہ کہ استقلال سے مراد دونوں حضرات کے کلام میں استقلال بالذات بغیر

اعطائے الٰہی ہو تو حاصل یہ ہوگا کہ عوام مسلمان اہل قبور کو مستقل بالذات جانتے ہیں اور جہاں استقلال بالذات کا وہم بھی ہو تو وہ استمداد و شرک تو مسلمانوں کا اہل قبور سے استمداد کرنا شرک و مخالف ملت حنفی کے و عین کفر ہے۔

دوسرے یہ کہ شیخ علیہ الرحمۃ کے کلام میں استقلال بالذات مراد لیا جائے اور حضرت شاہ صاحب کی مراد استقلال عرضی باعطائے الٰہی ہو تو مطلب یہ ہوگا کہ عامہ اہل اسلام انبیاء علی نبینا وعلیہم السلام اور اولیائے کرام کو مستقل بالذات سمجھتے ہیں اور یہ اعتقاد اُن کا حرام ہے اور شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ:

"جہاں استقلال کا وہم ہو تو وہ استمداد شرک اور کفر"

تو نتیجہ یہ ہوا کہ جب استقلال عرضی کا وہم بھی موجب شرک ہے تو استقلال بالذات جس کا اعتقاد عامہ اہل اسلام رکھتے ہیں وہ بطریق اولیٰ شرک اور کفر ہوگا۔

تیسری یہ صورت ہے کہ شیخ علیہ الرحمۃ کے کلام کی غرض استقلال عرضی ہو اور حضرت شاہ صاحب کے کلام کی مراد استقلال ذاتی۔ تو مقصد یہ ہوا کہ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ یہ فرماتے ہیں کہ:

"جہاں استقلال ذاتی کا توہم ہو گو وہم کرنے والے مشرکین ہی کیوں نہ ہوں،

تو یہ استقلال وا استمداد شرک اور مخالف ملت حنفی کے ہے"

اور اس کی مثال میں شیخ سدو و زین خاں وغیرہ فرماتے ہیں:

"جن سے استمداد عوام اہل اسلام کرتے ہیں"

تو معلوم ہوا کہ عامۂ اہل اسلام بھی اُن کو مستقل بالذات جان کر استمداد کرتے ہیں، جیسے کفار بھوانی سے اور یہ عین شرک ہے، اور حضرت شیخ علیہ الرحمۃ کے کلام سے استقلال

عرضی کی حرمت اور اعتقاد بھی ثابت ہوگیا تو خلاصہ یہ نکلا بعض عوام اہل اسلام اہل قبور و اولیائے کرام کو مستقل بالذات بھی جانتے ہیں اور بعض مستقل بالعرض اور ان دو نوں صورتوں میں استمداد حرام اور شرک ہے۔

اور چوتھی یہ صورت ہے کہ دونوں حضرات کی عبارات میں مراد استقلال عرضی اعطائی ہو اور یہی احتمال صحیح اور درست بھی ہے کیونکہ مسلمان کسی مخلوق کو کسی وصف بالخصوص قضائے حوائج میں مستقل بالذات بغیر اعطائے الٰہی کیسے خیال کر سکتا ہے۔ چنانچہ شیخ سدو وزین خاں کی مثال اور اہل قبور و نماز بسوئے وے کا لفظ اسی کو بتا رہا ہے اور استقلال بالذات کا اعتقاد تو مشرکین کو بھی نہیں تھا تو اہل اسلام ایسا اعتقاد کیونکر کر سکتے ہیں۔ الخ (ص مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی اور مولوی کرامت اللہ خان صاحب دہلوی تو اس احتمال کو مراد ہی نہیں لے سکتے کہ ان دونوں حضرات قدس سرہما کے کلام میں ایک کی بھی مراد استقلال ذاتی ہو ملاحظہ ہو برکات الامداد مصنفہ مولوی احمد رضا خاں صاحب:

"فائدہ ضروریہ بعضے کچے وہابی پکے ہوشیار جب سب طرح عاجز آتے ہیں اور کسی طرف راہ مفر نہیں پاتے تو ایک نیا شگوفہ تراشتے ہیں کہ صاحبو ہم بھی اُس استعانت کو شرک کہتے ہیں جو غیر خدا کو قادر بالذات و مالک مستقل بے عطائے الٰہی جان کر کی جاوے اور اپنی بات بنانے اور خجلت مٹانے کو ناحق ناروا بے چارے عوام مومنین پر جیتا بہتان باندھتے ہیں کہ وہ ایسا سمجھ کر انبیاء و اولیاء سے استعانت کرتے ہیں ہمارا یہ حکم شرک انہیں کی نسبت ہے اس ہارے درجہ کی بناوٹ کا لفافہ تین طرح کھل جائے گا" (ص ۵۱)

اوّل و ثانی وجہ کے بعد فرماتے ہیں:

رشانش جانتے دو یہ ناپاک ادعا ہے کہ بندگانِ خدا محبوبانِ خدا کو قادر مستقل جان کر استعانت کرتے ہیں ایک ایسی سخت بات ہے جس کی شناعت پر اطلاع پاؤ تو مدتوں تمہیں توبہ کرنی پڑے اہل لا الٰہ الا اللہ پر بدگمانی حرام اور اُن کے کلام کو جس کے صحیح معنی بے تکلف درست ہوں خواہی نخواہی معاذ اللہ کفر کے طرف ڈھال لے جانا قطعاً گناہ کبیرہ حق تعالے سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہے یا ایھا الذین امنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم۔

پھر بعد ترجمہ فرماتے ہیں۔ لولا اذ سمعتموہ ظن المؤمنون والمؤمنات بانفسہم خیرا۔

پھر فرماتے ہیں۔ یعظکم اللہ ان تعودوا لمثلہ ابدا ان کنتم مومنین۔

بعد ترجمہ کے پھر حدیث ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث پھر افلا شققت قلبہ کو نقل فرمایا ہے پھر فرماتے ہیں علمائے کرام فرماتے ہیں کلمہ گو کے کلام میں اگر ننانوے معنی کفر کے نکلیں اور ایک تاویل اسلام کی پیدا ہو واجب ہے کہ اسی تاویل کو اختیار کریں اور اُسے مسلمان ہی ٹھہراویں کہ حدیث میں آیا ہے:

الاسلام یعلو ولا یعلی۔ اسلام غالب رہتا ہے اور مغلوب نہیں کیا جاتا۔

رواہ الرویانی والدار قطنی والبیہقی والضیاء الخلیل عن عائذ بن عمر المزنی نہ کہ بلاوجہ محض

سینہ زوری سے صاف ظاہر واضح معلوم معروف معنی کا انکار کر کے اپنی طرف سے ایک ملعون مردود مصنوع مطرود احتمال گڑھ لیں اور اپنے لیے علم غیب و اطلاع حال قلب کا دعویٰ کر کے زبردستی وہی ناپاک مراد مسلمانوں کے سر باندھیں قیامت تو نہ آئے گی۔

پھر فرماتے ہیں؛

امام علام خاتمۃ المجتہدین تقی الملت والدین فقیہ محدث ناصر السنۃ ابوالحسن علی بن عبید الکافی سبکی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کتاب مستطاب شفاء السقام میں استمداد واستعانت کو بہت احادیث صریحہ سے ثابت کر کے ارشاد فرماتے ہیں۔

لیس[1] المراد نسبۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی الخلق و الاستقلال بالافعال ھٰذا لا یقصدہ مسلم فصرف الکلام الیہ ومنعہ من باب التلبیس فی الدین والتشویش علی عوام الموحدین

پھر ابن حجر مکی قدس سرہ کے جوہر منظم کی عبارت نقل فرمائی ہے؛

فالتوجہ والاستعانۃ بہ صلی اللہ علیہ وسلم وبغیرہ لیس لھما معنی فی قلوب المسلمین غیر ذلک ولا یقصد لا بھا احد منھم سواہ فمن لم ینشرح صدرہ لذالک فلیبک علی نفسہ نسال اللہ العافیۃ والمستغاث بہ فی الحقیقۃ ھو اللہ والنبی صلی اللہ

---

[1] کرامات امداد اللہ صفحہ ۲۰ ، ۱۲ منہ

تعالیٰ علیہ وسلم واسطۃ بینہ وبین المستغیث فھو سبحانہ مستغاث بہ والغوث منہ خلقا وایجادا والنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مستغاث والغوث منہ سببا وکسبا انتھی ملخصا۔

(ص ۲۸، ۲۹ بحذف ترجمہ عبارات عربی و بعض عبارات)

اب تو ثابت ہوگیا کہ پہلے تین صورتوں میں جو دونوں حضرات کے کلام میں استقلال بالذات لیا گیا ہے وہ محض احتمال فرضی بالکل باطل اور لغو ہے ورنہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور حضرت شاہ صاحب قدس سرہما جن کے نام کی دونوں خان صاحب تسبیح پڑھتے ہیں اُن کی طرف کس قدر امور قبیحہ کی نسبت لازم آئے گی جو ابھی مذکور ہو چکے ہیں۔

خان صاحب دیکھا پکے سچے حنفی خادم سنت یوں استعانت بالغیر کو باوجود مستغاث بہ کے مستقل عرضی اور قادر باعطائے الٰہی ہونے کے بھی شرک ثابت کرتے ہیں حضرت مولانا اسمٰعیل صاحب مرحوم کی عبارت جو آپ نے وجہ اوّل میں بیان فرمائی ہے:

"پھر خواہ یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت ان کو خود بخود ہے خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے ان کو ایسی قدرت بخشی ہے ہر طرح سے شرک ثابت ہوتا ہے برکات ص ۲۵ و فصل الخطاب ص ۴ کا مطلب سمجھ میں آیا"

سُنیے ہم عرض کرتے ہیں حضرت شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ اور حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ عوام اہل اسلام اہل قبور کو مستقل جانتے ہیں اگر اس استقلال سے استقلال بالذات بغیر اعطائے الٰہی مراد لیا جاوے تب تو آپ اس احتمال کو ملعون مردود و مطرود و اہل اسلام پر بدگمانی و گناہ کبیرہ اور مسلمانوں کی طرف یہ خیال کرنا قرآن وحدیث کے خلاف بیان

فرما چکے ہیں جو اہل اسلام مراد ہے ہی نہیں سکتے تو لا محالہ جس استقلال کو حضرت شیخ و حضرت شاہ صاحب قدس سرہما مسلمانوں کا عقیدہ حرام و ممنوع و شرک فرماتے ہیں وہ ضرور استقلال عرضی ہی ہوگا تو اب ان حضرات کے کلام کا مطلب بھی یہی ہوگیا کہ اگر یوں سمجھے کہ اللہ تعالے نے ان کو ایسی قدرت بخشی ہے تب بھی شرک ثابت ہوتا ہے جو معنے آپ ان دونوں حضرات کے کلام کے فرمائیں وہی حضرت مولینا اسمٰعیل صاحب شہید کے کلام کے فرمائیں۔ اب یہ تینوں حضرات ایک ہی مرتبہ میں ہیں یا تو جو شہید مظلوم کو کہتے ہو وہ ان دونوں حضرات کو کہو یا جو ان دونوں کو کہتے ہو حضرت شہید کو بھی وہی کہو۔

ملاحظہ فرمالیا حضرت مولینا اسمٰعیل صاحب شہید رحمہ اللہ کا کلام کس قدر زوردار ہے مگر ہاں فہم درکار ہے اسی طرح آپ حضرات خوانین ثلاثہ نے جو حضرت شہید مظلوم کے اور کلمات پر اعتراض فرمایا ہے اس کو بھی سمجھ لیجئے۔

الحاصل کسی کو بغیر اعطائے الٰہی قادر بالذات سمجھ کر استعانت و استمداد کرے وہ تو شرک ہی ہے اب تو دہلوی شیخین کے ارشاد سے یہ ثابت ہوگیا کہ استقلال عرضی اعتقاد کرکے بھی استعانت بالغیر کرے تو بھی حرام اور شرک اور مخالف ملت حنفی کے ہے تو یا تو شاہ صاحب اور شیخ صاحب قدس سرہما کی مراد یہ ہے کہ مطلق استعانت عرضی حرام اور شرک اور مخالف ملت حنفی ہے تب تو دہلوی شیخین پر بھی وہی الزام آئیگا جو حضرت شہید مظلوم پر بیان کیا ہے اور اگر دہلوی شیخین قدس سرہما کے کلام کا محمل استعانت کی صورت رابعہ ہے تو یہی مطلب حضرت شہید مظلوم کا بھی ہے۔

جناب خان صاحب یہ آپ کا کچا دہابی پکا ہوشیار کوئی فرضی ہوگا ہم تو بفضلہ تعالیٰ ایسی بات عرض کرتے ہیں کہ منصف کو انشاء اللہ تعالیٰ اس کے قبول سے چارہ

ہی نہیں ہاں ہدایت مالک کی قدرت میں ہے۔ ہم بفضلہ تعالےٰ پکے حنفی سچے خادم سنت ہیں خالص وہابی حقیقی بدعتی ہم کو جو چاہیں کہیں کوئی شخص کسی کے کہنے سے کچھ نہیں ہوتا محمد کو مذمم کہنا آپ کے نزدیک تو فرض عین اور عمر بھر کی کمائی ہے ہم بفضلہ تعالیٰ آپ کے ان غلط احتمالات نکالنے سے بحث کو نہ رلنے دیں گے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور حضرت شاہ صاحب عبدالعزیز صاحب مقبول کل قدس سرہما کے کلام میں جب آپ ہی صاحبوں کے فرمانے اور عبارت منقولہ برکات الامداد وکرامات امداداللہ کے موافق استقلال بالذات بغیر اعطائے الٰہی مراد لینا احتمال مردود ومطرود گناہ کبیرہ اہل اسلام پر بدگمانی جیتا بہتان ہوا تو اب دونوں حضرات کے ملفوظات کا یہ مفاد ہوا کہ عوام اہل اسلام، اہل قبور کو مستقل بالعرض باعطائے الٰہی اعتقاد کرتے ہیں۔

اگر غیراللہ کو مستقل بالعرض سمجھ کر بھی استعانت کرے تب بھی شرک و حرام ہے

اور یہاں استعانت بغیر اللہ تعالےٰ میں جس سے استعانت چاہے اُس کے استقلال عرضی کا وہم بھی ہو گو متوہم مشرکین ہی کیوں نہ ہوں تو یہ استعانت حرام وممنوع وشرک ومخالف ملت حنفی ہے اور اہل اسلام کا توہم کیا اعتقاد اہل قبور و غیراللہ تعالےٰ کے ساتھ استقلال عرضی کا ثابت ہے تو یہ استعانت واستمداد بالانبیاء علیٰ نبینا وعلیہم السلام والاولیاء الکرام بھی شرک ومخالف ملت حنفی کے ہوئی۔

اہل تصوف اور بزرگان دین کی استعانت سے مراد توسل ہے استعانت حقیقی نہیں

اب یہ مدعیٰ تو بفضلہٖ تعالےٰ بخوبی حاصل ہو چکا کہ استعانت بالانبیار والاولیار علیٰ نبینا و علیہم السلام حسب ارشاد حضرت شاہ صاحب و شیخ علیہ الرحمۃ عین شرک و مخالف ملت حنفی ہے، ہاں یہ مرحلہ باقی ہے کہ جب استعانت و استمداد مذکور عین شرک و مخالف ملت حنفی ہے تو حضرت شیخ علیہ الرحمۃ اور دوسرے حضرات صوفیائے کرام اُس کے جواز کے کیسے قائل ہوئے جس کی بنا پر ان اکابر کی تضلیل لازم آتی ہے اور ان حضرات کا دامن تقدس ایسا نہیں ہے جو اس گرد سے ملوث ہو سکے تو جواب یہ ہے کہ اس شبہ کا جواب بھی یہی حضرات دیں گے۔

تصنیف را مصنف نیکو کند بیان

اُن کے کلام کا مطلب وہی صحیح جو خود بیان فرمادیں دوسرے سے تو غلطی کا بھی احتمال ہے اللہ تعالےٰ شیخ علیہ الرحمۃ پر ہزار ہا رحمتیں نازل فرمادے کہ جیسے انھوں نے استعانت و استمداد کا جواز بڑے شدومد سے بیان فرمایا تھا۔ اُس کا مطلب بھی خود ہی بیان فرمایا کہ ہماری مراد اور اہل کشف اور اہل تصوف کی استعانت سے یہ ہے فجزاہ اللہ تعالےٰ عنا وعن سائر المسلمین والمسلمات خیر الجزاء۔

اشعۃ اللمعات میں فرماتے ہیں:

"چہ می خواہند ایشان باستمداد و امداد کہ ایں فرقہ منکر آنند آنرا آنچہ ما می فہیم ازاں

اہل تصوف اور بزرگان دین کی استعانت سے مراد توسل ہے استعانت حقیقی نہیں

اب یہ مدعیٰ تو بفضلہٖ تعالےٰ بخوبی حاصل ہو چکا کہ استعانت بالانبیاء والاولیاء علیٰ نبینا و علیہم السلام حسب ارشاد حضرت شاہ صاحب و شیخ علیہ الرحمۃ عین شرک و مخالف ملت حنفی ہے، ہاں یہ مرحلہ باقی ہے کہ جب استعانت و استمداد مذکور عین شرک و مخالف ملت حنفی ہے تو حضرت شیخ علیہ الرحمۃ اور دوسرے حضرات صوفیائے کرام اُس کے جواز کے کیسے قائل ہوئے جس کی بنا پر ان اکابر کی تضلیل لازم آتی ہے اور ان حضرات کا دامن تقدس ایسا نہیں ہے جو اس گرد سے ملوث ہو سکے تو جواب یہ ہے کہ اس شبہ کا جواب بھی یہی حضرات دیں گے ؎

تصنیف را مصنف نیکو کند بیان

اُن کے کلام کا مطلب وہی صحیح جو خود بیان فرمادیں دوسرے سے تو غلطی کا بھی احتمال ہے اللہ تعالےٰ شیخ علیہ الرحمۃ پر ہزار ہا رحمتیں نازل فرماوے کہ جیسے انہوں نے استعانت و استمداد کا جواز بڑے شد و مد سے بیان فرمایا تھا۔ اُس کا مطلب بھی خود ہی بیان فرمایا کہ ہماری مراد اور اہل کشف اور اہل تصوف کی استعانت سے یہ ہے فجزاہ اللہ تعالےٰ عنا و عن سائر المسلمین والمسلمات خیر الجزاء۔

اشعۃ اللمعات میں فرماتے ہیں:

”چہ می خواہند ایشان باستمداد و امداد کہ ایں فرقہ منکر اند آنرا آنچہ ما می فہمیم ازاں

ایں است کہ داعی محتاج فقیر الی اللہ دعا میکند ، او را و طلب میکند حاجت خود را از جناب عزت و غنا وے و توسل میکند بروحانیت ایں بندۂ مکرم و مقرب در درگاہ عزت و میگوید خداوندا بہ برکت ایں بندہ کہ رحمت کردہ بر وے و اکرام کردۂ او را بہ لطف و کرمی کہ بوئے داری بر آوردہ گردان حاجت مرا کہ تو معطی و کریمی یا ندا میکند ایں بندۂ مکرم و مقرب را کہ اے بندہ ای ولی وے شفاعت کن مراد ، بخواہ از خدا کہ بدہد مسئول و مطلوب مرا قضا کند حاجت مرا پس معطی و مسئول و مامول پروردگار ست تعالیٰ و تقدس و نیست ایں بندہ درمیان مگر وسیلہ و نیست قادر و فاعل و متصرف در وجود مگر حق سبحانہ و اولیائے خدا فانی و ہالک اند در فعل الٰہی و قدرت و سطوت وے و نیست ایشاں را فعل و قدرت تصرف نہ اکنوں کہ در قبور اند نہ در ہنگام کہ زندہ بودند در دنیا و اگر ایں معنی کہ در امداد استمداد ذکر کردہ ایم موجب شرک و توجہ بما سوائے حق باشد چنانکہ منکر زعم میکند پس باید کہ منع کردہ شود توسل و طلب دعا از صالحان و دوستان خدا در حالت حیات[1] نیز و ایں ممنوع نیست بلکہ مستحب و مستحسن ست بالاتفاق و شائع است در دین ۔ کتاب الجہاد "

ترجمہ : جو فرقہ کہ استمداد اور امداد کا منکر ہے اُس کی مراد اس سے کیا ہے جو کچھ ہم استمداد اور امداد سے سمجھتے ہیں یہ ہے کہ ایک شخص محتاج

---

[1] اس تشبیہ سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ ندا سے ندا عن البعید مراد نہیں ہے بلکہ قبر کے نزدیک پہنچ کر ۱۲ منہ

فقر الی اللہ دعا کرتا ہے خدا سے اور اپنی حاجت طلب کرتا ہے اُس کی جناب سے اور وسیلہ پکڑتا ہے ساتھ روحانیت اس بندہ مکرم اور مقرب کے درگاہ عزت خداوندی میں اور کہتا ہے کہ اے خدا اس بندۂ مکرم اور برگزیدہ کی برکت سے کہ جس پر تو نے اپنی رحمت نازل فرمائی ہے اور بہ برکت اُس لطف اور کرم کے کہ اُس برگزیدہ پر نازل فرمایا ہے میری حاجت پوری کر کہ تو دینے والا ہے اور کریم ہے اور یا ندا کرتا ہے اس بندہ مکرم اور مقرب کو کہ اے بندۂ خدا و ولی اللہ میری شفاعت کر اور خدا سے التجا کر کہ میرا قصد اور میری غرض خدا پوری کرے اور دینے والا اور جس سے سوال کیا گیا اور جس سے حاجت روائی کی اُمید کی گئی پروردگار ہے تعالیٰ و تقدس اور نہیں ہے یہ بزرگ درمیان اس داعی اور اللہ تعالےٰ کے مگر وسیلہ اور قادر اور فاعل اور متصرف وجود میں سوائے حق سبحانہ تعالیٰ کے اور کوئی نہیں۔ اور اولیاء اللہ خدا کے فعل اور اس کی قدرت اور سطوت میں فانی اور ہالک ہیں نہ اُن کو قدرت ہے نہ تصرف نہ اُن کا کوئی فعل نہ اب کہ قبروں میں ہیں نہ اُس وقت کہ دنیا میں زندہ تھے اور اگر یہ معنی کہ جو امداد و استمداد میں ہم نے ذکر کیے ہیں موجب شرک اور توجہ بماسوائے اللہ تعالےٰ ہوں جیسے کہ منکر خیال کرتا ہے پس چاہیئے کہ توسل و طلب دعا کو صالحین اور دوستان خدا سے حالتِ حیات میں بھی منع کرے اور یہ ممنوع نہیں بلکہ مستحب و مستحسن باتفاق ہے اور شائع ہے دین میں"۔

اس عبارت نے تمام مدعا ہی طے فرما دیا۔ یہ بھی ثابت ہو گیا کہ حضرات اہل اللہ تعالیٰ کو تصرف و قدرت و اختیار بالکل نہیں وہ مثل جارحۃ اللہ تعالیٰ زندگی اور موت کی حالت میں ہوتے ہیں پھر جب انہیں قدرت ہی نہیں تو سوال و استعانت بھی اُن سے فضول ہوئی صاحب قدرت و تصرف ہی سے استعانت چاہیئے نہ اُس کے جوارح سے اس بنا پر تو حالت حیات میں بھی اُن سے کوئی سوال نہ کرنا چاہیئے اگرچہ امور عادیہ ہی کیوں نہ ہوں چہ جائیکہ بعد موت کے امور خارجہ عن القدرۃ البشریہ میں بھی استعانت و استمداد ہونے لگے۔

اگر ہم قیامت تک بھی کہتے کہ حضرات صوفیائے کرام و حضرت شیخ علیہ الرحمۃ کا مطلب استمداد و استعانت سے توسل ہے تو کوئی بھی باور نہ کرتا مگر اب کیا کیا جائے کہ حضرت شیخ علیہ الرحمۃ ہی خود مطلب بیان فرماتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس کے سوا کچھ مراد اور مطلوب ہی نہیں ہے اگر منکر توسل کو بعد موت کے منع کرتا ہے تو حالت حیات میں بھی طلب دُعا صالحان سے اور توسل کو منع کرے حالانکہ وہ باتفاق جائز ہے اور یہی مطلب حضرت شاہ صاحب نے رسالہ فیض عام میں بیان فرمایا ہے جو آیندہ مذکور ہوگا، خدا کا شکر ہے کہ حضرات علمائے کرام کا استعانت بالغیر کو شرک فرمانا بھی صحیح ثابت ہوا۔ اور حضرات صوفیائے کرام کا مطلب بھی معلوم ہو گیا کہ وہ بھی استعانت و استمداد کو جائز نہیں فرماتے وہ تو شرک ہی ہے کیسے جائز ہو سکتا ہے وہ جس کے جواز کے قائل ہیں وہ توسل ہے جس کی دو صورتیں حضرت شیخ علیہ الرحمۃ بیان فرماتے ہیں:

"ایک میں اہل قبور کو ندا ہے، ایک میں ندا بھی نہیں اور ہر صورت میں سوال خدا تعالیٰ ہی سے ہے۔ نہ خاصان خدا سے اور یہ توسل ہی مختلف فیہ ہے۔"

شیخ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں اکثر فقہاء اس کو ناجائز کہتے ہیں اور جو
کہتے ہیں وہ بھی زیارت کے[1] وقت بالخصوص جس توسل میں اہل قبور کو ندا ہو اور اختلاف سے
توسل بالانبیاء علی نبینا و علیہم السلام کو شیخ علیہ الرحمۃ خارج فرماتے ہیں گو بعض اس میں بھی اختلا
کرتے ہیں لیکن چونکہ یہ مسئلہ توسل کا بحث سے خارج ہے۔ لہذا اس وقت اس سے
بحث نہیں مطلب یہ نکلا کہ حسب تحریر حضرت شاہ صاحب و شیخ علیہ الرحمۃ استعانت و استم
بالغیر بصورت مذکورہ جس میں توہم کیا تیقن استقلال غیر اللہ تعالیٰ کا موجود ہے شرک و مخالف
ملت حنفی کے ہے اور کوئی بزرگ اور ولی اور اہل کشف اس کے جواز کا نہ قائل ہوا نہ ہو
چاہے قیامت تک ہو اور جس نے استمداد و استعانت بالغیر جائز کہا ہے گو اس کے
الفاظ کچھ ہی ہوں اس کا مطلب بھی توسل ہی ہے۔ جس میں سوال خدا سے ہوتا ہے او

---

[1] حاشیہ مذکورہ بالا میں اس کا قرینہ بھی ملاحظہ ہو ۱۲ منہ

۵۲ قولہ "اس کا مطلب بھی توسل ہے" مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی اپنے رسائل مخالفین کو
باوجود طلب اور الضاعف قیمت ادا کرنے کے بھی نہیں دیتے لیکن اتفاق سے خان صاحب
کا رسالہ حیات الموات ہم کو مل گیا اس میں خان صاحب نے حضرت شیخ علیہ الرحمۃ کی
کی عبارت مذکورہ اشعۃ اللمعات کی نقل کر کے عربی شرح کی عبارت نقل فرمائی۔ پھر جذب القلوب
کی۔ اسی طرح جذب القلوب شریف میں توسل و استمداد بروجہ مذکور بیان کر کے فرمایا:

"ورود نفی قطعی در وے ممانعت نیست بلکہ عدم نفی بر منع آن کافی ست"

(ص ۹۴)

پھر شیخ الاسلام کا کلام کشف الغطاء سے نقل فرماتے ہیں:

معطی اور مسئول اور مامول خدا ہے نہ غیر خدا اور استعانت و استمداد جس میں زید و عمرو کا اختلاف ہے وہ کسی بزرگ و ولی کی مراد نہیں۔ گو لفظا استمداد و استعانت کا ہی کیوں نہ ہو۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۳) انکار استمداد را وجہے صحیح نے نماید مگر آنکہ از اول امر منکر شوند تعلق روح بہ بدن را بالکلیۃ و آن خلاف منصوص است و بدین تقدیر زیارت، و از ملتن بقبور ہمہ لغو و لاطائل معنی گردد و این امرے دیگر است کہ تمام از اخبار و آثار دال برخلاف است و نیست صورت استمداد مگر ہمیں کہ محتاج طلب کند حاجت خود را از جناب عزت الٰہی بتوسل روحانیت بندہ مقرب یا ندا کند آن بندہ را کہ اے بندہ و ولی وے شفاعت کن مرا و بخواہ از خدا تعالیٰ مطلوب مرا در وے ہیچ شائبہ شرک نیست۔ چنانکہ منکر وہم کردہ۔ بالالتقاط حیات الموات ص ۹۴"

خان صاحب کے طرز پر۔ چار عبارتیں اشعۃ اللمعات و شرح عربی و جذب القلوب و کشف الغطاء کی اس پر متفق ہیں کہ استمداد و استعانت کے اور کچھ معنی ہی نہیں بجز اس کے کہ کوئی محتاج اپنی حاجت خدا سے بوسیلہ اولیاء طلب کرے۔ یا اولیاء سے خدا کے دربار میں شفاعت چاہے اور جو صورت استمداد و استعانت بالغیر کی ہے وہ کسی کی مراد ہی نہیں کیونکہ چاروں جگہ حصر کرکے فرماتے ہیں کہ استمداد و استعانت کے بجز اس کے اور کچھ معنی ہی نہیں۔ پھر اس کے سوا اگر کوئی اور معنے بیان کرے گا تو وہ معنی ہرگز ہرگز مقبول نہ ہوں گے تو ہماری عرض ثابت ہو گئی کہ دنیا میں کسی معتبر اور مستند بزرگ عالم کے کلام سے ہرگز استعانت و استمداد کی صورت متنازعہ فیہا کا جواز نہیں نکلتا ان کی مراد یہی توسل کی دو صورتیں بالا ہیں اور بس۔ کسی نے اپنے کلام میں اس معنے کو صاف کھول کر حصر کے ساتھ بیان فرمایا

اور اگر مراد استعانت و استمداد حقیقی ہے تو اُس بزرگ سے کسی دوسرے بزرگ کے کلام کے سمجھنے میں غلطی ہوئی ہے اور استمداد و استعانت کے لفظ سے اس سنے دہوکا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۷) کسی نے بنا بر شہرت ذکر نہ فرمایا اور شہرت ہی کو قرینہ تعین مراد کا بنا دیا کیونکہ جب کوئی مسلمان بھی استعانت و استمداد کے جواز کا قائل نہ تھا تو پھر وہ معنے مراد ہی کیسے ہو سکتے تھے۔ یہ اُن حضرات کو کیا معلوم تھا کہ ایسے لوگ بھی پیدا ہوں گے جو اس شرک اور حرام فعل کو عین ایمان و دین بنا کر یہ معنے مراد لیں گے اس کی مثال ایسی ہے کہ کوئی شخص تعظیم و تکریم کے معنے عبادت کے لے کر یہ کہنے لگے کہ تمام انبیا علیہم الصلوٰۃ والتسلیم واولیاء عظام کی عبادت کرنی فرض ہے اور تمام آیات و احادیث و اقوال علماء عظام جو تعظیم و تکریم انبیاء و اولیاء علیہم السلام پر دال ہیں نقل کرنے لگے اور اُن سے استدلال پکڑنے لگے تو جواب یہی دیا جائے گا کہ تعظیم و تکریم کے معنے عبادت کے ہرگز ہرگز نہیں دنیا میں کسی مسلمان کی یہ مراد ہو نہیں ہو سکتی۔ اگرچہ حضرات اپنے کلام کی مراد بھی ظاہر نہ فرماتے تب بھی یہی معنے متعین تھے مگر مخالفین سے ہرگز ہرگز اُمید نہ تھی کہ اس سیدھی اور سچی بات کو قبول فرماتے مگر اب کیا ہو سکتا ہے کہ وہ حضرات خود ہی تصریح فرما گئے کہ سوا اس کے کچھ استمداد کے معنی ہو ہی نہیں سکتے اور نہ اس کے سوا کوئی صورت ہے۔ تو اب ہر بزرگ کے کلام میں جہاں بھی جواز استمداد و استعانت کا لفظ ہو گا یہی توسل مراد ہو گا نہ غیر فتفکر و تدبر و کن من الشاکرین۔ اس تحقیق و تحقیق بالا سے جہاں ملائکہ علیہم السلام سے باوجود تصرف ثابت ہونے کے استعانت و استمداد کا عدم جواز بیان کیا ہے یہ بھی واضح ہو گیا کہ بعض حضرات نے جو مسئلہ استمداد کو مسئلہ سماع موتے و تصرفات اموات کی فرع قرار دیا ہے

کھایا ہے۔ اصل میں جو لفظ استمداد و استعانت کا تھا اُس سے حقیقی استمداد و استعانت سمجھ لی۔ یا مراد صورت ثالثہ ہے جو کرامت یا اعجاز کا فرد ہے اور ایک وقتی بات ہے جو

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۵) صحیح نہیں۔ کیونکہ ان صاحبوں کا یہ خیال ہے کہ جب موتیٰ کو روحی سماع ثابت اور ارواح اولیاء و انبیاء علیہم السّلام کو موت کے بعد قدرت و تصرف روحی اور زیادہ ہو جاتا ہے تو اب اُن سے سوال و استمداد کیوں نہ جائز ہو۔ حالانکہ اگر بالفرض یہ سب کچھ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ اُن کی روح بلا واسطہ کان کے سنتی بھی ہے اور اُن کو قدرت و تصرف روحی بھی ہے اور دنیا میں رات دن جو کچھ بھی ہوتا ہے وہی خداداد قدرت سے کرتے ہیں اور فرشتوں سے بھی زیادہ اُن کو قدرت و تصرف روحی ہے۔ تب بھی جواز استمداد ثابت نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ فرشتوں سے جب سوال و استمداد ان امور میں جو اُن کے متعلق ہیں جائز اور ثابت نہیں۔ تو اموات سے استمداد و استعانت کیسے جائز ہو سکتی ہے حالانکہ یہاں تو سماع بھی مختلف فیہ اور کسی کام کا تصرف دائمی بھی ثابت نہیں۔ اور یہ کہ کس کے متعلق کون سا کام ہے اور کس کے کون سا۔ تاکہ جس کے جو ہم متعلق ہے اُسی کا اُس سے سوال کیا جائے اور یہ کس طرح ثابت ہو گا کہ ہر ولی و نبی کو جملہ امور کا اختیار ہے۔ علاوہ ازیں یہ سماع روحی و تصرف روحی کیا کفّار و شیاطین و جنات و ارواح خبیثہ کو ثابت نہیں گو مومنین سے کم اور اُن کو اعلیٰ اور اِن کو ادنیٰ اور چھوٹی باتوں کا ہو تو کیا کوئی مسلمان اِن سے بھی استمداد و استعانت کے جواز کا قائل ہو جائے گا۔ لہٰذا یہ مسئلہ سماع موتیٰ و تصرف روحی کی ہرگز فرع نہیں ہو سکتا۔ اس کے لیے ثبوت مستقل کی ضرورت ہے جو مجوزین استمداد سے خدا چاہے ناممکن ہے۔ اور چونکہ سماع موتیٰ مبحث سے خارج ہے اس

شرائط مخصوصہ کے ساتھ مخصوص ہے جس کا حکم عام نہیں ہو سکتا۔

توضیح مرام یہ ہے کہ حضرت شیخ علیہ الرحمۃ اُن حضرات میں ہیں کہ جو استمداد و استعانت بالاولیاء والانبیاء علی نبینا و علیہم السلام کو نہایت زور سے ثابت فرماتے ہیں اور مجوزین بھی اُن کے کلام کو نہایت زبردست اور قوی دلیل سمجھ کر پیش کرتے ہیں۔ چنانچہ اشعۃ اللمعات باب زیارت القبور میں فرماتے ہیں:

"واما استمداد باہل قبور و غیر نبی صلی اللہ علیہ وسلم یا غیر انبیاء علی نبینا و علیہم السلام منکر شدہ آنرا بسیارے فقہا الخ"

پھر فرماتے ہیں:

"و اثبات کردہ اند مشائخ صوفیا کرام و بعض فقہا رحمۃ اللہ علیہم و ایں امر محقق و مقرر ست نزد اہل کشف و کمال از ایشان تا آنکہ بسیارے را فیوض و فتوح ارواح رسیدہ الخ"

اور باب الجہاد میں فرماتے ہیں:

"اما استمداد اہل قبور منکر شدہ اند آنرا بعضے فقہا اگر انکار از جہت آنست کہ سماع و علم نیست ایشانرا"

پھر فرماتے ہیں:

"و آنچہ مروی و محکی ست از مشائخ اہل کشف در استمداد از ارواح کمل و

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۶) وجہ سے اُس کی تحقیق کو اُس کے موقع سے طلب کرنا چاہیئے یہ اس کا موقع نہیں ۱۲ منہ

استفادہ ازاں خارج از حصر ست و مذکور ست در رسائل ایشاں و مشہور ست میان ایشاں حاجت نیست کہ آنرا ذکر کنم و شاید کہ منکر و متعصب را سود نکند کلمات ایشاں عافانا اللہ من ذلک۔ سخن دریں جا از وجہ علم و شریعت است آرے مروی و مسنون ور زیارت سلام بر موتے و استغفار مر ایشاں راد قرأت قرآن است لیکن دریں جا نہی از استمداد نیست پس زیارت برائے امداد مر موتے را و استمداد از ایشاں ہر دو باشد بر تفاوت حال زائر و مزور"

پھر فرماتے ہیں:

"و کلام دریں مقام بحد اطناب و تطویل کشید بر زعم منکران کہ در قرب ایں زماں فرقہ پیدا شدہ کہ منکر اند استمداد و استعانت را از اولیائے خدا کہ نقل کردہ شدہ اند از دار فانی الخ"

پھر فرماتے ہیں:

"و عمر ہاست کہ تحقیق و تفصیل ایں مسئلہ مخطور خاطر فاطر بود الآن توفیق الٰہی بداں مساعدت کرد والحمد للہ"

ظاہر ہے کہ شیخ علیہ الرحمۃ نے برسوں کی اُمید کو پورا فرمایا ہے اور بہت زور شور سے استمداد بالاولیاء والانبیاء علی نبینا و علیہم السلام کو ثابت فرمایا ہے کہ غالباً ان سے زیادہ اور کسی نے بیان فرمایا ہوگا۔

شیخ علیہ الرحمتہ و دیگر صوفیائے کرام نے جہاں کہیں استعانت بالغیر کو جائز کہا ہے اس سے مراد توسل ہے

مگر جب استعانت و استمداد کے معنی بیان فرمائے تو معلوم ہو گیا کہ ان لو استمداد اور استعانت متکلم فیہا سے تعلق ہی نہیں وہ توسل میں اختلاف بیان فرما کر توسل کے جواز کو بیان فرماتے ہیں جس میں سوال خدا ہی سے ہوتا ہے یہ صورت جو آجکل مختلف فیہا ہے اس سے کچھ بھی بحث نہیں اسی طرح اگر کسی دوسرے بزرگ نے بھی استمداد و استعانت کو جائز فرمایا ہے تو اُس کی مراد بھی یہی توسل ہے جس کو اکثر فقہائے کرام منع فرماتے ہیں اور بعض جائز یا مراد وہ صورت ہے جس کو تیسرے احتمال میں بیان کیا ہے جو کرامت و اعجاز کا فرد ہے اور خاص وقت خاص شرائط خاص مستعین کے ساتھ مخصوص ہے اگر کسی بزرگ کے کلام میں تاویل کی گنجائش نہ ہو اور استمداد حقیقی مراد ہو تو تب بھی مراد توسل ہی لینی چاہیے کیونکہ شیخ علیہ الرحمتہ اپنی مراد خود بیان نہ فرماتے تو کوئی قرینہ توسل کے لینے کا نہ تھا مگر مراد شیخ علیہ الرحمتہ کی توسل ہی تھی اسی طرح دوسرے حضرات کے کلام کا بھی یہی عمل صحیح ہونا چاہیے کیونکہ جب ثابت ہو گیا کہ یہ لوگ استمداد و استعانت کو بلا قرینہ صارفہ بول کر بھی توسل ہی مراد لیتے ہیں تو اب آنحضرت کے کلام میں اس معنی کے مراد ہونے میں کیا تامل رہا۔ استعانت سے توسل کا مراد ہونا گویا ان کے نزدیک متعارف

ہے کہ قرینہ کا بھی محتاج نہیں۔

اگر کسی بزرگ کے کلام میں بالفرض محال اسی کی تصریح نکل آوے کہ استمداد و استعانت مختلف فیہا جائز ہے تو اس بزرگ سے ضرور کسی دوسرے بزرگ کے کلام کے سمجھنے میں غلطی واقع ہوئی ہے چونکہ اصل کلام میں لفظ استمداد و استعانت کا تھا اور کوئی قرینہ ظاہرہ صارفہ توسل کی مراد پر نہ تھا تو انہوں نے استمداد حقیقی سمجھ لی یہ حقیقت میں سمجھ کی غلطی ہے اور اصطلاح سے ناواقفیت ورنہ کوئی بزرگ سلف سے اس استمداد و استعانت کا قائل نہیں جس کو زید اور اہل زمانہ جائز کہتے ہیں جس کا شرک و کفر اور ناجائز ہونا دلائل قطعیہ سے ثابت ہے۔

اس مختصر مگر نہایت جامع و مانع توضیح کے بعد مزید توضیح کی ضرورت نہیں ہے مگر جن حضرات نے جواز استمداد و استعانت بالغیر میں رسائل تحریر فرمائے ہیں اُن کی نسبت بھی کچھ بالاجمال بحث نفع سے خالی نہیں معلوم ہوتی اس وجہ سے عرض ہے کہ اس وقت ہمارے زیر نظر تین خانین صاحبوں کے رسالے اس بحث میں ہیں ایک تو مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی کا رسالہ برکات الامداد لاہل الاستمداد۔

دوسرا کرامات امداد اللہ فی الاستمداد من اولیاء اللہ۔ مولفہ مولوی کرامت اللہ خان صاحب دہلوی جن کا سوال آیا تھا۔

تیسرا افصل الخطاب جس میں مولوی ریاست علی خان صاحب شاہجہان پوری نے اہل حق کو وہابی اور سچے احناف کو غیر مقلد بنانے کی کوشش فرمائی ہے۔

خلاصہ استدلالات مجوزین استعانت بالغیر

ان جملہ حضرات کے استدلالات کا خلاصہ ایک ہی ہے شاید کچھ خال خال ہی اختلاف ہے ورنہ اصل استدلال میں فرق نہیں حاصل کلام مجوزین ثلاثہ کا یہ ہے کہ استعانت اور استمداد بالغیر یا غیر کو مستقل بالذات جان کر ہے تو یہ مسلم حرام اور شرک ہے اور یا غیر کو قدرت اعطاء سے تسلیم کرنے کے بعد استمداد و استعانت کو شرک اور حرام اور منع کہا جاتا ہے تو یہ قرآن سے حدیث سے اقوال و افعال بزرگان سے ثابت ہے لہٰذا اس کا منکر وہابی غیر مقلد گستاخ و بے ادب، بے نصیب خدائے کریم و رسول صلی اللہ علیہ وسلم و جملہ اولیائے کرام و کافہ مومنین و مومنات کو کافر و مشرک کہہ کر خود ہی گمراہ بے دین کافر قرار پاتا ہے۔

مگر ظاہر ہے کہ جب اصل مبحث ہی کو اڑا دیا گیا اور جو دو احتمال متفق علیہما تھے اُنہی پر اقتصار فرمایا تو اب دلائل کی تعداد سینکڑوں سے کم کیسے رہے گی اور قرآن و حدیث و آثار صحابہ و اقوال سلف صالح کیسے ممد نہ ہوں گے۔ اور ہر شخص ایک رسالہ کیوں نہ لکھ دے گا اور منکر کو کافر مشرک کیوں نہ کہا جائے گا لیکن دیکھنا تو اب یہ ہے کہ انصافاً و دیانتاً کون صاحب قلم اٹھاتے ہیں اور تین سو ساٹھ تو درکنار ایک ہی آیت شریفہ یا حدیث صحیح یا قول سلف پیش کرتے ہیں۔ بجائے دو کے ہم نے چار صورتیں استمداد اور استعانت بالغیر کی پہلے عرض کر دی ہیں چوتھی صورت کو فقط متنازعہ فیہا ظاہر کیا ہے اس کے جواز کی دلیل انشاء اللہ تعالیٰ آسمان زمین میں کہیں بھی نہ ملے گی چنانچہ خدا چاہے ابھی ظاہر ہو جائے گا واللہ تعالیٰ ہو المستعان و علیہ التکلان۔

چونکہ ان تمام رسائل میں خان صاحب بریلوی کا رسالہ پہلا ہے اور بقیہ رسائل کا بھی

گویا دہائی بند ہے اس وجہ سے زیادہ بحث اُسی سے ہوگی جو کسی دوسرے رسالے میں

خاص اہم ہے اس کو بھی لے لیا جائے گا۔

جناب خان صاحب۔ نے برکات الامداد کے صفحہ ۱۲ و ۱۷ پر پچیس کتابیں علمائے

سلف کی اور تین مولوی فضل رسول صاحب بدایونی کی اور ایک رسالہ فیوض ارواح القدس

اور چھ رسالے اپنے گنائے ہیں جن میں استمداد اور استعانت بالغیر کا جواز ثابت کیا

گیا ہے غرض ۳۵ کتابوں کی نسبت یہ دعویٰ فرمایا ہے کہ ان میں یہ مسئلہ مذکورہ نہایت

زور شور سے ثابت کیا گیا ہے۔

آیات منقولہ مجوزین مثبت مدعا نہیں

مگر افسوس ہے کہ خان صاحب کی تصانیف سے اس وقت یہ دو رسالے برکات

الامداد اور انہار الانوار موجود ہیں انہیں کے دلائل سے ہم بحث کرتے ہیں اور گو ہم کو خان

صاحب کی نقل کردہ عبارت کا اصلاً اعتبار نہیں ہے مگر اس وقت انہیں کے نقل کردہ

پر بحث کریں گے۔

یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ مورد نزاع ضرور ملحوظ رکھا جائے یعنی ہمارا اختلاف

فقط صورت رابعہ میں ہے جو دلیل اس کو مثبت ہوگی اس کا جواب تو ہمارے ذمہ ہوگا ورنہ

پہلے بالصراحت عرض کر چکے ہیں کہ صورت ثانیہ اور ثالثہ کے جواز کے ہم خود بھی قائل ہیں اور

توسل حسب تفسیر شیخ علیہ الرحمۃ مبحث سے خارج ہے:

اور یہ نہایت اچھا ہے عنقریب ظاہر ہوگا کہ مخالفین نے جو کچھ بھی ارشاد

فرمایا ہے وہ فقط صورت ثانیہ اور ثالثہ کے جواز تک محدود ہے یا توسل

اُن کا مقصود صورت رابعہ کا لیں ذکر نہیں تو اب مثبتین استمداد نے ثابت کیا فرمایا جس کا جواب ہمارے ذمہ ہو۔

چنانچہ ملاحظہ ہوں آیات:

۱۔ واستعینوا بالصبر والصلوٰۃ۔

اور:

۲۔ وتعاونوا علی البر والتقویٰ۔ برکات ص

اور:

۳۔ وابتغوا الیہ الوسیلۃ الخ انوار ص ۱۷

اور:

۴۔ وان استنصروکم فی الدین فعلیکم النصر۔

اور:

۵۔ لتومنن بہ ولتنصرنہ

اور:

۶۔ والذین آووا ونصروا اولئک ہم المومنون حقاً۔

اور:

۷۔ یا ایہا الذین آمنوا کونوا انصار اللہ کما قال عیسیٰ بن مریم للحواریین الخ کرامات ص ۱۸ و ۲۲ و ۲۵

ناظرین ملاحظہ فرمائیں کہ ان آیات سے اور مقصود سے کیا تعلق اوّل میں وسیلہ ہے او[illegible] میں نصر و اعانت امور عادیہ میں مراد ہے جو صورت ثانیہ کا فرد ہے یا

وسیلہ مراد ہے۔ اس کو کسی نے کب منع کہا ہے چونکہ مطلق استعانت کے عدم جواز کا
محض فرضی اور خلاف واقع احتمال لے لیا ہے۔ اس واسطے جہاں کہیں عون نصر مدد کا لفظ
دیکھا لکھ دیا کیا صبر و صلوٰۃ بھی کوئی ولی صاحب تصرف ہیں جن سے حوائج میں سوال کیا جاتا
ہے کہ اے صبر و صلوٰۃ ہمارا فلاں کام اپنے خداداد قدرت کاملہ سے کر دو مطلب یہ ہے
کہ تم صبر کرو نماز پڑھو اور امور عادیہ جو طاقت بشریہ کے تحت میں داخل ہیں اور دنیا کا کارخانہ
بھی اسباب کے ساتھ مربوط ہے ان میں کب بحث تھی جو بقیہ آیات تحریر فرمائی ہیں قرآن
شریف سب حق مگر یہ نہیں کہ جس مدعا کو ثابت کرنا چاہا ہو اس کے لیے کوئی آیت پڑھ دو
ناظرین اوراق نے قرآن شریف کے استدلال کو تو ملاحظہ فرما لیا اب احادیث کو بھی ملاحظہ
فرما لیا جاوے۔

جناب خان صاحب نے اس رسالہ میں ۳۳ احادیث پر اکتفا فرمایا ہے مگر ایک رسالے
کی نسبت یہ ارشاد ہے کہ تین سو ساٹھ (۳۶۰) آیتوں حدیثوں سے اپنا مدعا ثابت فرمایا ہے۔

١۔ استعینوا بالغدوۃ والروحۃ الخ۔

٢۔ استعینوا بطعام السحر الخ

٣۔ استعینوا علی النساء بالعری الخ۔

٤۔ استعینوا علی انجاح الحوائج بالکتمان۔

٥۔ انا لا نستعین بمشرک۔

٦۔ استمدہ علی قومہم فایدہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

عہ نعمت پر شکر ادا کرو مزید برآں اطاعت کرو تمہارے کام پورے ہوں گے ۱۲ منہ

۷۔ قال فاعنی علی نفسک بکثرۃ السجود۔

۸۔ اطلبوا الخیر عند حسان الوجوہ۔

۹۔ اطلبوا الفضل عند الرحماء من امتی الخ [۳۵]

یہاں تک خان صاحب نے بیس کا عدد پورا کیا ہے اور ایک حدیث جو متعدد طرق یا تبخیر الفاظ منقول ہوئی ہے۔ اصطلاح محدثین کے موافق اس کو مستقل قرار دے کر تلاثین تک پہنچے ہیں اور آخر میں فرماتے ہیں:

"یارب مگر استعانت اور کس چیز کا نام ہے اس سے بڑھ کر اور کیا صورت استعانت ہوگی۔"

جناب والا ارشادِ عالی بالکل صحیح ہے یہ تمام صورتیں استعانت اور استمداد کی ہیں یہیں کسی کو دم مارنے کی مجال نہیں مگر بکمال ادب عرض یہ ہے کہ آیا یہی صورت متنازعہ فیہا ہے اسی کو حرام اور ممنوع کہا گیا ہے یہ استعانت تو صورت ثانیہ کا فرد ہے۔ اُمور عادیہ جن پر دنیا کا کاروبار موقوف ہے جس میں کسی کافر کو بھی توہم استقلال مستعان بہ کا نہیں ہے اس استعانت کو کس نے اور کب منع اور حرام وشرک کہا ہے اس طرح سے تو آپ نے صبح سے شام تک جو ہزار ہا چیزیں آدمی ایک دوسرے سے مانگتا ہے۔ اُنہیں کو گنا دیا ہوتا احادیث کی نقل کی بھی ضرورت نہ ہوتی اور پہلے کی چار حدیثوں میں توسل مراد ہے جو بحث سے خارج ہے۔

مولوی کرامت اللہ خان صاحب نے اپنی احادیث پر ایک حدیث واللہ تعالٰے فی عون العبد مادام العبد فی عون اخیہ کرامات کے ص ۱۸ پر زیادہ تحریر فرمائی ہے بقیہ احادیث مشترکہ ہیں۔

اس حدیث میں بھی وہی استعانت اسباب عادیہ کی ذکر فرمائی ہے کہ جو عالم اسباب میں مسببات کا تعلق اپنے اسباب سے ہے اس میں یہ کہاں ذکر فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص بندوں کو اختیار تمام امور کلیہ و جزئیہ کا دے کر کارخانہ عالم کے نظام ظاہری اور باطنی کی باگ اُنہی کے یدِ قدرت میں دے دی ہے اب اُنہی سے عون و مدد چاہا کرو۔ اس مضمون کی کوئی حدیث دستیاب ہو تو پیش فرمائیے۔

دسویں حدیث اور خان صاحب کے حساب سے ۲۱ و ۲۲ و ۲۳ کا عدد اس حدیث سے تبغیر الفاظ پورا ہوتا ہے:

"واذا ضل احدکم شیئًا واراد عونًا وهو بارض لیس بها انیس فلیقل یا عباد اللہ اعینونی یا عباد اللہ اعینونی یا عباد اللہ اعینونی فان للہ عبادًا لا یراهم وفی روایۃ اعینوا یا عباد اللہ"

اور ایک اور روایت میں فلینادا جبسوا برکات ص ۱۵۔

یہ حدیث منجملہ ان دلائل قویہ کے ہے جس کو مثبتین استمداد ندائے غائب بعید میں بھی نہایت زبردست حجت خیال فرماتے ہیں ہم نے چونکہ کسی حدیث کے رجال میں بحث نہیں کی لہذا اس کے بھی معنی ہی کی طرف متوجہ ہوتے ہیں ان احادیث سے مخالفین ہمارے نزدیک کچھ بھی نفع نہیں اٹھا سکتے۔

حدیث اعینوا یا عباد اللہ کا صحیح مطلب

ندائے غائب بعید میں یہ حدیث گویا بالکل صریح ہے مگر ادنیٰ تامل سے واضح

ہے کہ یہ مدعا بھی اس سے ثابت نہیں ہو سکتا کیونکہ حدیث سے یہ تو ثابت نہیں ہوا کہ وہ عباد اللہ کہاں ہیں اس کے قریب ہیں یا بعید ہیں ہاں یہ اُن کو نہیں دیکھتا مگر ظاہر ہے کہ متکلم کا نہ دیکھنا مخاطب کے قرب و بعد یا سماع و عدم سماع کی دلیل نہیں ہو سکتا۔ مگر یہ بات ہمارے بحث میں داخل نہیں۔

ہاں یہ ثابت کرنا ہے کہ اس سے مسئلہ استمداد کی صورت متنازعہ فیہا کا ثبوت نہیں ہو سکتا۔

اوّل تو یہ معلوم نہیں کہ وہ عباد اللہ کون ہیں ابدال ہیں یا ملائکہ یا جن۔ گو ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے اوّل کو اظہر لکھا ہے دوسرے اصل بات جو کام کی ہے وہ یہ ہے کہ اعانت کے معنی کیا ہیں آیا وہ اعانت بطریق شفاعت و دعا ہے یا خداوند عالم نے اُن کو اس امر کے لیے خاص مقرر کر کے ان کو جانور وغیرہ کے روکنے اور لانے پر مقرر فرمایا ہے۔

اگر یہ مراد ہے کہ اے عباد اللہ آپ خدا سے دعا فرمائیں کہ میری چیز گم شدہ مل جائے اور یہ دعا ہی اعانت ہے تب تو یہ توسل ہوا جس کو ہم بھی جائز کہتے ہیں اس کو استمداد متنازعٌ فیہا سے کیا غرض یہاں تو سوال بھی عباد اللہ سے ہونا چاہیئے اور یہی حاجت روا ہیں نہ کہ وسیلہ اور شفاعت اور دعا کرنے والے۔

اور اگر یہ مراد ہے کہ ان عباد اللہ کو اللہ تعالےٰ نے اس امر کی قدرت دی ہے کہ جس کی جو چیز گم ہو جائے یا جانور بھاگ جاوے تو وہ اس کو پکڑ کر جس کو چاہیں لا دیں

---

[1] یعنی استعانت بالغیر میں سوال بھی غیر سے ہونا چاہیئے اور حاجت روا بھی غیر ہی گو قدرت عرضی ہو ۱۲ منہ

جس کو چاہیں نہ لادیں اور وہ لوگ ایک خاص جگہ میں وہیں سے تمام دنیا کے مسافروں کی آوازیں سنتے ہیں حاجت روائی فرماتے ہیں تو اس کا جواب ہم جب عرض کریں گے جس وقت آپ صاحب اس کو ثابت فرماویں گے فقط آپ کے فرمانے سے دعویٰ ثابت نہیں ہوتا۔

اور اگر اس کو بھی تسلیم کرلیں کہ اللہ تعالٰے نے اُن کو اس کام کے لیے مقرر فرمایا ہے اور قدرت تامہ بھی مرحمت فرمائی ہے اور یہ اُن کا فرض منصبی بھی ہے تو پھر حدیث کے یہ الفاظ کہ وہ شخص جنگل میں ہو جہاں کوئی انیس بھی نہیں ارض فلات بھی ہو وہاں جانور گم ہو جائے یا کوئی چیز تب عباداللہ سے اعانت چاہے ان تمام قیود کے بعد کوئی صاحب فرماویں کہ اس حدیث کا یہ مدعا کب ہے کہ جنگل یا گھر میں اور جنگل میں بھی تمام حوائج عباداللہ سے طلب کرے یہ کس عبارت کا مفاد ہے۔

اور اگر بفرض محال اس کو بھی تسلیم کرلیں تو پھر کسی خاص شخص کا نام لے کر استعانت چاہنی کہ اسے کا لو شہید تم یہ کردو اور وہ کردو کون ثابت کرے گا۔

اور اگر اس ممتنع کو بھی مان لیں تو پھر جملہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیم و اولیائے کرام حیًا و میتًا سے استمداد استعانت ہر امر میں جائز یہ کس قیاس کا نتیجہ ہے جن کو جناب مولوی ریاست علی خان صاحب فرماتے ہیں کہ منطق نہ پڑھنے سے لوگ وہابی ہو جاتے ہیں۔

حضرت گو ہم کو آپ سے بفضلہ تعالٰے کم منطق نہ آتی ہو مگر منطق کے نہ آنے کا ہم کو غم بھی نہیں ہے منطق سے جو نتیجہ ہے وہ بفضلہ تعالٰے و بطفیل اتباع سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خدام سنت کو حاصل ہے۔ آپ اس حدیث سے قیاس بنا کر یہ نتیجہ نکال دیں۔ حدیث سے معلوم ہوا کہ فلاں شخص فلاں خاص حالت میں فلاں اشخاص سے اعانت طلب کرے اور نتیجہ یہ نکلا کہ ہر شخص

بہر حالت میں ہر لفظ سے جس شخص سے چاہے استعانت کرے تب ہم بھی شکل مبارک کے نتائج پر کچھ عرض کر کے منطق کو بھی خدا چاہے دکھاویں گے ان سب کے علاوہ بے تکلف بات یہ ہے کہ جب قواعد شرعیہ سے ندا غائب نا جائز ہے اور اس حدیث میں وارد ہے اور قاعدہ مسلمہ ہے کہ حکم مخالف قیاس مورد نص پر مقتصر رہتا ہے اس لیے دوسرے موقع میں ایسی ندا کو جائز نہ کہا جائے گا اور یہ سمجھا جائے گا کہ گو منادی ہمارے نزدیک غائب ہے لیکن اجازت منصوصہ باوجود نہی عن نداء الغائب قرینہ ہے اس کا کہ مورد نص میں منادی حاضر ہے گو محسوس نہ ہو مثلاً ملائکہ حاصہ ہوں یا اور کوئی مخلوق خفی سو چونکہ دوسرے مقام پر منادی نہ محسوس ہے نہ اس کا قرب ثابت بالیقین اس لیے وہ ندا بحالہ نا جائز رہے گی۔ یہ اس استدلال پر اجمالی نظر ہے اہل فہم غور فرمائیں گے تو مفصل سمجھ میں آجائے گا کہ صورت رابعہ متنازعہ فیہا سے اس حدیث کو کچھ بھی سروکار نہیں جس حدیث میں اس قدر احتمالات مخالف موجود ہوں اس سے مدعا کا ثابت فرمانا کس طرح متصور ہے بالخصوص جب مدعی کے امتناع شرعی پر دلائل قطعیہ یا کم از کم مسلمہ فریق مخالف قائم ہوں۔

نمبر۷ کی حدیث ربیعہ بن کعب سلمی کی جس میں فخر عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے۔ اُن سے فرمایا تھا۔ سنیئے

فاعطیك قال فقلت اَسْأَلُكَ مرافقتك فی الجنة قال او غیر ذلك قلت هو ذلك قال فاعنی علی نفسك بکثرة السجود۔

اس حدیث کے بعد خان صاحب تحریر فرماتے ہیں:

"جس سے ظاہر ہے کہ حضور ہر قسم کی حاجت رفع فرما سکتے ہیں دنیا و آخرت کی سب مرادیں حضور کے اختیار میں ہیں جب تو بلا تقید و بلا تخصیص فرمایا

مانگ کیا مانگتا ہے۔"

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ القوی شرح مشکوٰۃ شریف میں اس

حدیث کے نیچے فرماتے ہیں:

"از اطلاق سوال کہ فرمودش بخواہ تخصیص نکرد بہ مطلوبے خاص معلوم میشود کہ

کارہا ہمہ بدست ہمت کرامت اوست صلی اللہ علیہ وسلم ہرچہ خواہد و ہر کرا خواہد

باذن پروردگار خود دہد فان من جودک الدنیا وضرتہا ومن علومک علم اللوح والقلم۔"

علامہ علی قاری علیہ رحمۃ الباری مرقات میں فرماتے ہیں:

"یوخذ من اطلاقہ صلی اللہ علیہ وسلم الامر بالسوال ان اللہ تعالیٰ مکنہ من اعطاء

کل ما اراد من خزائن الحق۔"

پھر بعد ترجمہ کے فرماتے ہیں:

" وذکر ابن سبع فی خصائصہ وغیرہ ان اللہ تعالیٰ اقطعہ ارض الجنۃ

یعطی منہا ما شاء لمن یشاء۔"

پھر بعد ترجمہ کے فرماتے ہیں:

"امام اجل سیدی ابن حجر مکی قدس سرہ الملکی۔"

جوہر منظم میں فرماتے ہیں:

"انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خلیفۃ اللہ الذی جعل خزائن کرمہ وموائد نعمہ

طوع یدیہ وتحت ارادتہ یعطی منہا من یشاء ویمنع من یشاء۔"

(برکات الامداد ص ۱۸،۱۹،۱۱)

اس حدیث سے تو یہ مدعا خدا اچھا ہے قیامت تک بھی حاصل نہیں ہو سکتا جس کو

خان بریلوی اور دہلوی صاحبان ثابت فرمانا چاہتے ہیں سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے کمالات کا انکار نہیں اس میں تو آپ کا کوئی بھی شریک نہیں ہے ہاں یہ ضرور ہے کہ آپ نہ خدا ہیں نہ خدائی صفاتِ مختصہ سے متصف نہ جھوٹی تعریفوں کے محتاج نہ اس سے خوش نہ اس پر مومنین راضی آپ کے (صلی اللہ علیہ وسلم) کمالاتِ صحیحہ ثابت کیا کم ہیں۔

ربیعہ ابن کعب اسلمی کو آپ کا ارشاد ایک وقتی بات تھی جس طرح سلاطین زمانہ یا امراء وقت اپنے خدام سے خوش ہو کر فرماتے ہیں:

> کہ مانگ کیا مانگتا ہے تو ہر شخص جانتا ہے کہ مقصود متکلم کا یہی ہوتا ہے کہ جو چیز ہماری قدرت میں ہے اور ہم تم کو دے بھی سکتے ہیں اور تیرے حال کے مناسب بھی ہے وہ مانگ ہم دیں گے یا عام ہی عطا مقصود ہو مگر یہ قید ضرور ملحوظ ہوگی کہ جو ہماری قدرت میں ہے اور جس کو ہم دے سکتے ہیں وہ مانگ۔

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا ذکر ہے یہ تو معمولی بات ہے دنیا کے بادشاہ بھی جب ایسا کرتے ہیں اور یہی محاورہ ہے تو آپ کے ارشادِ عالی کا بھی ضرور یہی مطلب ہونا چاہیئے کہ جو چیز ہماری قدرت میں ہے اور جس کو ہم دے سکتے ہیں ہم سے مانگو۔ اور یہ شفاعت اور دعائے مقبولہ ہے یعنی جو چاہو مانگو اس کے لیے ہم دعا فرمائیں گے وہ مقبول ہوگی، اور تمہارے مقصود کو ہم دیں گے۔ تو اب اس حدیث کا حاصل بھی وسیلہ ہوا نہ استمداد یعنی انہوں نے جنت کی مرافقت کا سوال کیا آپ نے فرمایا کہ اس کام کے حصول میں تم ہماری یہ مدد کرو کہ نماز زیادہ پڑھو یہ لفظ بھی اس معنی کا مؤید ہے ورنہ اگر آپ کو اختیار تام ہوتا اور کوئی حالت منتظرہ باقی نہ ہوتی تو اس قید کی کیا ضرورت تھی۔

اب یہی مطلب حضرت شیخ قدس سرہ العزیز و علامہ قاری و ابن سبع اور ابن حجر کی رحمہم اللہ تعالےٰ کی عبارات کا ہونا چاہیئے۔ چنانچہ باذن پروردگار خود کا لفظ اسی کا مؤید ہے اور یہی معنی اپنے عموم پر باقی رہ سکتے ہیں یعنی ہر شخص کی سفارش اور شفاعت ہر کام میں آپ کر سکتے ہیں اور باذن پروردگار سائل مقصود اور مطلوب کو پہنچ سکتا ہے گر ظاہر ہے کہ اس سے جواز توسل بذاتہ المقدسہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین۔ ثابت ہوا نہ کہ استمداد اور استعانت کی صورت رابعہ متنازعہ فیہا۔ ورنہ ایسے الفاظ بعض حالتوں میں بزرگان دین بھی اپنے مریدوں سے فرمادیتے ہیں۔ تو کیا تعمیم سوال یہاں بھی اس کی دلیل ہوگی کہ تمام جنت و دوزخ کے مالک و مختار ہیں اور بادشاہ بھی خوش ہوکر یہی کہتے ہیں تو کیا وہ بھی کونین کے مالک ہیں یا دہ کلام غلط ہے۔

دوسرا احتمال یہ ہے کہ آپ کو وحی وغیرہ سے معلوم ہوگیا ہو کہ اس وقت سائل جو سوال کرے گا وہ خداوند عالم پورا فرمائے گا یا اللہ تعالےٰ نے آپ سے کرامۃً داجلالاً دمعجزۃً لہٗ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم وعدہ فرمالیا ہو کہ آپ سائل سے فرمائیں کہ جو چاہو تم مانگو ہم دیں گے آپ نے فرمادیا اور وہ ایک وقتی بات تھی جو معجزہ ہوگئی اور یہ بات آپ تو آپ ہی ہیں (صلے اللہ علیہ وسلم) آپ کے خاص خدام اولیائے کرام کو بھی کرامۃً حاصل ہو جاتی ہے کہ وہ اوقات مخصوصہ میں کسی شخص کو فرمادیتے ہیں کہ جو چاہو مانگو ہم دیں گے یہ استعانت بالغیر کی صورت ثانیہ ہے جس کا حال مفصل پہلے عرض کر چکا ہوں اس کے جواز میں کسی کو کلام ہے نہ یہ حکم عام ہے نہ متنازعہ فیہا ہے۔

اس سے یہ کب لازم آیا کہ آپ ہر وقت ہر شے جس کو جس قدر چاہیں اپنے اختیار خداداد سے عنایت فرمائیں اور جس کو چاہیں نہ عنایت فرمائیں یہ تو ایک وقتی بات

تھی جو ہوگئی معجزہ اور کرامت ہمیشہ نہیں ہوتی جس کے قرآن حدیث واقعات شاہد ہیں کہ ہر معجزہ اور کرامت نبی اور ولی کی اختیاری بات نہیں ہے۔

اب حضرت شیخ رحمۃ اللہ تعالٰے اور ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری کی عبارت مذکورہ کا مطلب بھی واضح ہوگیا کہ وہ ایک وقتی اور خاص بات کا اظہار فرمار ہے ہیں اور اگر ابن سبع اور ابن حجر مکی رحمہما اللہ تعالٰے کی عبارت کا مطلب یہی ہو تو بعید نہیں ہے۔

اگر تاویل کو جی نہیں چاہتا اور حقیقی معنی ہی مراد لیے جائیں اور یہی کہا جائے کہ آپ (صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم) بالکل مالک کارخانہ دین ودنیا کے مختار عام ہیں جس کو جو چاہیں عنایت فرمائیں اور جس کو جو چاہیں ممانعت، تو بقرۂ عین بدل وجان ہم کو بھی منظور ہے مگر برائے خدا دلیل بیان فرمائی جاوے جو دعوٰی مذکور کی مثبت ہو یا ان حضرات کا فرمانا ہی حجت شمار ہے اور سب کا لفظ عام ہی تسلی بخش دل حزیں ہے تو بہت اچھا یہاں اس کے منظور کرنے کو بھی مستعد ہیں۔

لیکن یہ فرمادیا جائے کہ انک لاتھدی من اجببت اور لعلک باخع نفسک ان لایکونوا مومنین۔

اور جو دعائیں قبول نہیں فرمائی گئیں اور منافقین کے استغفار فرمانے کے بعد بھی اُن کی مغفرت نہ ہوئی وغیرہ جو اعتراضات پہلے مذکور ہوتے ہیں ان کا کیا جواب ہے۔

اور اگر یوں کہا جائے کہ آپ کو اختیار تو ہے مگر بے مرضی خداوند کریم آپ کچھ نہیں کرسکتے یا نہیں کرتے تو پھر استعانت سے کیا فائدہ ہوا اور استعانت کے جواز پر دلیل کیسے ہوئی جو شخص خود کچھ بھی نہ کرسکے اس سے سوال کیسا۔

اور اگر یوں کہا جائے کہ آپ جارحۃ اللہ تعالٰے کے طور پر ہیں کرتا دھرتا ہی ہے مگر آپ

محض مظہر ہیں تو پھر بھی سوال یہی ہے کہ استعانت اور سوال سے نفع کیا اور استعانت کے
جواز سے اس کو کیا تعلق ان دونوں صورتوں میں استقلال ندارد ہے جو استعانت
استمداد کا مدار ہے۔

اور اگر تمام امور سے قطع نظر کرلی جائے اور سب کچھ آپ کے لیے (صلی اللہ
علیہ وسلم) تسلیم بھی کر لیا جاوے تو یہ حکم فقط آپ ہی سے خاص اور مختص رہے گا تو
پھر سے استعانت و استمداد کیسے جائز ہو جائے گی جس کا دعویٰ ہے دونوں خان صاحب
بغور تامل جواب مرحمت فرمائیں۔

مجوزین استعانت بالغیر کا بڑا استدلال حدیث قیس بن حنف بھی مفید مدعا نہیں

نہایت قوی استدلال جس کو خان صاحب بریلوی انہار کے ص ۱۹ پر اور رد ہوی صاحب
کرامات کے صفحہ ۳۰ پر نقل فرماتے ہیں حدیث: اللھم انی اسئلک واتوجہ الیک
بنبیک محمد نبی الرحمۃ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا محمد انی اتوجہ بک الی
ربی فی حاجتی ھذہ لتقضی لی اللھم فشفعہ فی

یہ حدیث مفصل مع قصہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالے عنہ کی عثمان بن حنیف
سے دونوں صاحبوں نے بیان فرمائی ہے اور بہت ہی خوش ہیں کہ اس میں شاہد مدعا
کا وصال بے حجاب ہے مگر عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ آب نہیں سراب اور ثبوت
مدعی کا خیال محال ہے۔

اگر اس سے ندائے غائب بعید ثابت فرمائیں تو قیاس مع الفارق ہے کیونکہ یہاں ثابت ہے دوسری جگہ کیا دلیل ہے علاوہ ازیں مبحث سے خارج ہے اور اگر استعانت واستمداد کو ثابت فرمائیں تو عرض یہ ہے کہ ملاحظہ ہوں الفاظ حدیث ۔ الٰہی میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں بوسیلہ تیرے نبی محمد نبی الرحمتہ کے (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ تو خدا سے سوال ہے بوسیلہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے اور اگلا لفظ فشفعنی۔ اے خدا تو آپ کی شفاعت میرے بارے میں قبول فرما۔ صاف اور ظاہر ہے اس کو استعانت سے کیا تعلق استعانت تو جب ہوتی کہ جب آپ سے سوال ہوتا اور یہاں مسئول اور معطی خدا ہے وہی توسل کی صورت ہوگئی جس کو شیخ علیہ الرحمتہ نے استمداد واستعانت کے معنی میں بیان فرمایا تھا پھر لگے اور بھی صاف ہے اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم میں آپ کے ذریعہ سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں تاکہ میری حاجت پوری کی جائے یا آپ مجازاً پوری فرمائیں یعنی آپ دعا فرمائیں اور اللہ تعالیٰ آپ کی دعا قبول فرمائے تو گویا آپ ہی نے حاجت روائی فرمائی ۔

اب فرمائیے کہ اگر یہ حدیث ہزار طریقوں سے بھی مروی ہو تو اس سے استعانت و استمداد کو کیا تعلق ہے صاحب برکات وکرامات اب اپنی برکت وکرامت ظاہر فرمائیں تو ہم بھی جانیں اس حدیث میں تو فخر عالم صلے اللہ علیہ وسلم کا توسل ہے نہ استعانت اگر آپ صاحبوں کی مراد بھی استمداد واستعانت سے توسل ہی ہے تو اعلان دیدیجئے کہ غیر اللہ تعالےٰ انبیاء علیہم السلام اور اولیائے عظام سے توسل یعنی ان کے وسیلہ سے جس میں سوال خدا سے ہو تو جائز باقی اپنی حوائج کو اُن سے طلب کرنا یہ حرام اور شرک ہے ۔ بس قصہ طے ہے گو توسل کو بھی شیخ علیہ الرحمتہ مختلف فیہ فرماتے ہیں مگر توسل

کی صورت اوّل جس میں اموات کو ندا نہ ہو۔ اُس کے جواز میں ہم بھی آپ کے شریک ہیں
سوال اللہ سے ہو کہ اے اللہ فلاں بزرگ کی برکت سے میری حاجت روائی فرما۔

رہی اس حدیث میں آپ کو ندا تو قصۂ اعمیٰ میں تو آپ نے اُن سے فرمایا تھا کہ و
کر کے نماز پڑھو اور دعا مانگو اُسی وقت آپ نے بھی دعا فرما دی ہو اُس سے تو اعتراض
نہیں سکتا۔ ہاں عثمان بن حنیف رضی نے جو ایک رجل کو تعلیم فرمایا ہے اس کی ندا کی وجہ
بھی ہو سکتی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ فرشتوں کے اطلاع ہوتی ہو یا جو
کوئی خاص یہ دعا مانگتا ہو تو اُس کی مقصد برآری بہ برکت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم، اللہ تعا
فرماتا ہو گو آپ کو خبر بھی نہ ہو یا خاص اس دُعا کے وقت آپ کو کسی خاص طریقہ سے
اطلاع کی جاتی ہو اور آپ دُعا فرماتے ہوں، اور یا جو شخص یہ دعا مانگے اُس کے لیے
آپ نے ایک ہی دفعہ دعا فرما دی ہو صلی اللہ علیہ وسلم۔

علاوہ اس کے عثمان بن حنیف نے اُس شخص سے فرمایا تھا کہ مسجد میں جا کر یہ دعا
پڑھ الخ تو متبادر اس سے یہ ہے کہ مسجد نبوی میں جانے کو فرمایا تھا سو وہاں حضور صلی اللہ
علیہ وسلم قریب ہی تشریف رکھتے ہیں، خود ندائے غائب بھی لازم نہیں آتی وغیرہ وجوہ
اخری مذکورۃ فی حقیقۃ الطریقۃ من السنۃ الانیقۃ للعلامۃ مولینا مولوی اشرف علی صاحب
تھانوی دامت برکاتہم۔

اور تحقیقی بات مطلوب ہے تو گوش ہوش سُنیئے فقط ندا اور صیغۂ خطاب سے
ہمیشہ مخاطب کو سنانا ہی مقصود نہیں ہوتا بلکہ بسا اوقات صرف اپنی کسی حالت اور
قلبی کیفیت مثل حسرت و افسوس اندوہ والم شوق و محبت کا اظہار مقصود ہوتا ہے کسی کو
سُنانا ملحوظ نہیں ہوتا اور اس کی مثالیں اس قدر موجود ہیں کہ کسی زبان تو انین کی خیانت

بھی اُس میں نہیں چل سکتی اس کے سوا لسا اوقات یہ بھی ہوتا ہے کہ ندا اور خطاب سے کسی دوسرے کو اپنا مافی الضمیر سنانا اور ما سوا مخاطب کے کسی اور سے درحقیقت خطاب کرنا مقصود ہوتا ہے۔ خود مخاطب کو سُننے اور اُس کے سُنانے کا احتمال بھی نہیں ہوتا اس کی مثالیں بھی ہر زبان اور محاورات میں برابر موجود ہیں۔ حافظ شیراز کا قول تو غالباً سُنا نہ ہوگا ؎

صبا بلطف بگو آں غزال رعنا را

خوانین بدعت ہی فرمائیں کہ ظاہر میں ندا اور خطاب صبا کو ہے مگر مقصود شاعر صرف غزال رعنا یعنی مطلوب کو اپنی سرگردانی اور آشفتہ حالی کا سنانا ہے صبا کا سُنانا نہ اُس کو مطلوب نہ اُس کی حاجت اور یہ طریقہ اہل فہم اور فصحاء و بلغا میں شائع ہے اور مختلف مواقع میں اس طریقہ میں مختلف اغراض اور جدے جدے لطائف و نکات منظور اہل نظر ہوتے ہیں جس کو اہل علم و عقل خوب سمجھتے ہیں زیادہ تشریح کی حاجت نہیں تو اب ارشاد یا محمد انی اتوجہ بک الی ربی سے کہ جس میں سوائے ندا و خطاب نہ آپ کی ذات بابرکات سے کوئی سوال ہے نہ التجا۔

خوانین کا ندا غائب اور استمداد و استعانت کو ثابت سمجھ لینا ایسا ہی نہیں کہ جیسا کسی بھوکے نے شوق میں آ کر دو اور دو کے جواب میں چار روٹیاں کہا تھا۔ اخوان بدعت کو اگر کچھ بھی عقل و انصاف ہوتا تو سمجھ جاتے کہ جملہ مذکورہ میں گو خطاب حضرت فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جناب میں ہے مگر مقصود بالخطاب صرف خالق الکائنات کی جناب عالی میں اپنی عرض اور سوال کو پیش کرنا ہے اور حضرت فخر ممکنات کو مخاطب اور وسیلہ بنانے میں مناسب مقام وہ خوبی ہے جس کو اہل علم و فہم بے تکلف سمجھ سکتے ہیں۔

غرض جو صورت بھی ہو وہ ہمارے بحث سے بالکل خارج ہے کہ ندا کیوں ہوئی اور کیوں جائز ہوئی مطلب تو صرف اسی قدر ہے کہ اس حدیث میں توسل کا ذکر ہے نہ استعانت کا۔

ناظرین یہ ہی تین سو ساٹھ ۳۶۰ آیات اور احادیث کا لب لباب آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ ان احادیث اور آیات سے استعانت کی صورت رابعہ کو جو مختلف فیہا ہے کیا تعلق ہے۔

اس سے زیادہ افسوسناک یہ امر ہے کہ اگر کوئی دوسرا شخص قرآن و حدیث سے استدلال کرے تو وہ غیر مقلد وہابی ہو جائے اور یہ حضرات چاہے کیسے ہی استدلال فرمائے جاویں مگر سچے اور پکے مقلد۔

اگر یہ فرماویں کہ چونکہ مقابلہ وہابی اور غیر مقلدین سے ہے اس وجہ سے آیات و احادیث سے استدلال پیش فرمایا ہے تو پھر آگے چل کر بزرگان دین کی عبارات کیوں پیش کی ہیں وہ تو کسی کے قول کو تسلیم ہی نہیں کرتے پھر اس قدر وقت کیوں ضائع کیا گیا ہے۔

مجوزین استعانت بالغیر امام الائمہ حضرت ابوحنیفہؒ سے جواز استعانت میں کوئی روایت پیش نہ کر سکے

اگر یہ فرمائیں کہ یہ مقلدین منصفین کے لیے ہے تو پھر دست بستہ یہ عرض ہے

کر ایسے مسئلہ میں کہ جس میں چودھویں صدی کا مجدد تین سو ساٹھ استدلال قرآن و حدیث سے پیش کردے اس میں ائمہ مجتہدین سے نہ نفس مسئلہ مذکور ہو نہ دلیل۔ جو شخص مدعا سے ہزار کوس دور تک کی روایت پیش کرتا ہے وہ بھی جس کا قول ہاتھ لگے اس کے پاس اگر صاحب مذہب کا قول یا اُن کے اصحاب یا اصحاب اصحاب کا قول ہوتا تو نقل نہ فرماتے۔

خیر جب نہیں اب سہی اگر کوئی روایت امام صاحب سے یا اُن کے اصحاب سے ہو تو پیش فرمادیں یہ تو آیات اور احادیث کے استدلال کی اجمالی حالت تھی۔

اب اہل تصوف و کشف و علماء کے اقوال کو بھی ملاحظہ فرمالیا جائے تو نہایت ہی دل خوش ہوگا۔ جن بزرگوں کے نام سے دنیا گونج رہی تھی کہ وہ استعانت کے قائل اُن کے نام بابرکات کو بھی ملاحظہ فرمائیے کہ آیا ایک سے بھی صورت متنازعہ فیہا ثابت ہوتی ہے یا نہیں۔

حضرات صوفیائے کرام کے حوالے بھی جو مجوزین پیش کرتے ہیں

یہ عرض کئے بدون نہیں رہ سکتا میرے لیے معاف ہو کہ عبارت کسی کتاب کی جناب مولوی احمد رضا خان صاحب نقل فرماتے ہیں اُس کا مجھ کو اعتبار نہیں ہے کیونکہ اُن کی بے احتیاطی بلکہ بالقصد تحریف، و تبدیل حسام الحرمین وغیرہ میں ذکر کر چکا ہوں مگر اس وقت اُنہی کے لکھے ہوئے کی تسلیم کر کے جواب عرض کروں گا کیونکہ جو

عبارات جناب موصوف نے نقل فرمائیں اگر وہ محرف بھی ہوں تب بھی جناب خان صاحب کے مدعا کے مفید نہیں۔

واضح ہو کہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی و شاہ عبدالعزیز صاحب قدس سرہ کی عبارات جو ان حضرات نے نقل فرمائی ہیں بندہ اُن کو اس وقت نقل نہ کرے گا کیونکہ ان کا حال شروع میں مفصل معلوم ہو چکا ہے بلکہ یہ وقت جو کچھ نازل ہوئی ہے حضرت شیخ و حضرت شاہ صاحب ہی کے کلام سے نازل ہوئی ہے جو کلام ان حضرات کا مثبتین بڑے زور شور سے ثبوت استعانت میں پیش کرتے ہیں اُسی سے استعانت و استمداد کو حرام اور شرک ثابت کیا ہے تو اب وہ کلام نقل کرنا فضول ہے اس وجہ سے ان حضرت کے اس کے علاوہ جو الفاظ اور کلام ہیں وہ بھی اسی معنی پر محمول ہوں گے ہاں ان کے علاوہ جو دوسرے حضرات کا کلام ہے اس کو عرض کرتا ہوں ناظرین انصاف سے ملاحظہ فرمائیں واللہ تعالیٰ ہو المستعان۔

بالجملہ حضرت شیخ عبدالحق صاحب دہلوی قدس سرہ العزیز و حضرت شاہ صاحب مرحوم کی نظر بھی وسیع ہے۔ جن کلاموں کو خان صاحبوں نے نقل کیا ہے ان کو دونوں حضرات خوب جانتے ہیں اس کے علاوہ خود استمداد و استعانت بالغیر کو زور شور کے ساتھ ثابت فرماتے ہیں کہ جس قدر عبارتیں دوسرے حضرات کی نقل ہوئیں ہیں ایک میں بھی وہ زور نہیں پایا جاتا اس لیے منکرین استمداد و استعانت پر غصہ بھی بہت فرماتے ہیں اور مسئلہ کو لکھا بھی نہایت بسط و تفصیل سے ہے اس بنا پر خوانین وغیرہ اُن کے کلام کو سب سے پہلے ہی تحریر فرماتے ہیں۔

حضرت شیخ عبدالحق محدّث دہلوی و حضرت شاہ عبدالعزیز قدس سرہما نے جو معنی استعانت بالغیر کے بیان فرمائے تھے وہی معنی سب بزرگوں کے کلام میں ہونا چاہیئے

تو جو معنی استمداد و استعانت کے حضرت شیخ علیہ الرحمۃ نے بیان فرمائے ہیں سب کے کلام میں وہی معنی مراد ہوں گے۔ جس کا حاصل یہ ہو گیا کہ استمداد و استعانت بالغیر کا تو کوئی قائل نہیں جس میں سوال غیر اللہ تعالےٰ سے ہو اور وہ حضرات جس کے جواز کے قائل ہیں وہ استمداد بمعنی توسل ہے۔ جو صورت متنازعہ فیہا سے بالکل علیحدہ ہے اور یہی معنی استمداد کے حضرت شاہ صاحب سے مولوی کرامت اللہ خان صاحب نے رسالہ فیض عام سے نقل فرمائے تو دونوں صاحبوں کا ایک ہی مطلب ہو گیا۔

اس بنا پر ہم کو کسی بزرگ کے کلام کو نقل کرنے کی اور جواب دینے کی ضرورت نہ تھی مگر محض اجمالاً کچھ بحث اس پر بھی مناسب معلوم ہوتی ہے لہٰذا عرض ہے کہ غیر مقلدین اور وہابیہ بواصل مخاطب ہیں بلکہ مثبتین استعانت نے وہابیت اور غیر مقلدیت کا اس کو بھی مدار قرار دیا ہے کہ جو استعانت بالغیر کا قائل نہ ہو وہ بھی غیر مقلد وہابی ہے

پس اُن کے مقابلہ میں تو ان عبارات کا نقل فرمانا ہی بے سود ہے کیونکہ جب وہ ائمہ اربعہ رحمۃ اللہ علیہم کے کلام کو کہ جو احادیث سے مستنبط ہے تسلیم نہیں کرتے تو ان کے مقابلہ میں صوفیائے کرام کے نقل فرمانے سے کیا حاصل۔ وہ تو یہی کہہ دیں گے کہ استدلال از کتاب وسنّت باید جس کا حال پہلے معلوم ہو چکا اور اگر وہ تنزلاً یہاں یہی کہہ دیں کہ خیر قیاس مجتہد ہی سہی تو وہ بھی ندارد اور اجماع سو وہ استعانت واستمداد کے جواز پر تو ہو ہی نہیں سکتا ہاں عدم جواز پر ضرور معلوم ہوتا ہے بلکہ ہے پھر وہابیہ اور مقلدین کے مقابلہ میں تو یہ حضرات لب بھی ہلا نہیں سکتے۔

حضرات اکابر کے اقوال سے جو مجوزین استعانت نے استدلال فرمایا ہے اس کا جواب اور اقوال کے صحیح مطالب

مگر ہاں بفضلہ تعالےٰ چونکہ ہم سچے حنفی بزرگوں کے کفش بردار اُن کے سلسلہ میں داخل اُن کی محبت کو ذریعہ نجات اور اُن کے کلام کو حق اور اُن کے مخالف کو خارج از اہل سنّت والجماعت جانتے ہیں اس وجہ سے ہم کو البتہ ان کے کلمات طیبہ نقل کر کے ان کا صحیح مطلب عرض کرنا ضروری ہے۔

ناظرین اس بحث کو بھی بغور ملاحظہ فرمائیں کہ جیسے کتاب وسنت صاف تھا بزرگانِ دین کے کلام سے بھی یہ استعانت متنازعہ فیہا ثابت نہیں ہو سکتی۔ کہاں مثبتین نے

دفتر لکھے تھے کہاں بفضلہ تعالیٰ ایک عبارت بھی مفید نہیں ہے۔

بریلوی خان صاحب نے برکات الاستمداد میں تو وہی شیخ صاحب اور شاہ صاحب رحمہا اللہ تعالےٰ کی عبارات نقل فرمائی ہیں جن کا ذکر اوپر ہو گیا۔ ہاں انہار الانوار کے صفحہ ۲۰ پر حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کے قصیدہ اطیب النغم کی شرح کی عبارات ذیل نقل فرماتے ہیں کہ۔

"لابدست از استمداد بروح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم"

اس استمداد سے مراد بھی وہی توسل ہے جو کلام شیخ میں مذکور ہوا۔ یعنی آپ کے وسیلہ سے اپنے حوائج کو خدا سے مانگنا چاہئیے اس میں ہم کو کلام نہیں اور استعانت متنازع فیہا سے اس کو تعلق کیا۔

پھر فرماتے ہیں:

"بنظر نمی آید مرا مگر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ جائے دست زدن اندوہگیں است در ہر شدتے"

پھر فرماتے ہیں:

"بہترین خلق خدا است و نافع ترین ایشان ست مردمان را نزدیک ہجوم حوادث"

پھر فرماتے ہیں:

"فصل یازدہم در ابتہال بآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رحمت فرستد بر تو خدائے تعالےٰ۔ اے بہترین کسیکہ امید داشتہ شود اے بہترین عطا کنندہ"

پھر فرماتے ہیں:

"بہترین کسیکہ امید داشتہ شود برائے ازالہ مصیبتے"

پھر کہتے ہیں:

"تو پناہ دہندہ من از ہجوم کردن مصیبتی وقتیکہ بخارند در دل بدترین جنگل ہارا"

پھر قصیدہ ہمزیہ کی شرح سے نقل فرماتے ہیں:

"آخر حالتے ماورح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را وقتیکہ احساس کنند نارسائی خود را او حقیقت ثنا آن ست کہ ندا کند زار و خوار شدہ بشکستگی دل وا ظہار بے قدری خود با خلاص در مناجات پناہ گرفتن بدیں طریق اے رسول خدا بہترین مخلوق عطائے ترا میخواہم بروز فیصل کردن"

پھر تحریر فرمایا ہے:

"وقتیکہ مرا آید کار عظیم در غایت تاریکی پس توئی پناہ از ہر بلا"

آخر میں فرماتے ہیں:

"بسوئے تست روز آوردن من و بہ تست پناہ گرفتن من و در تست امید داشتن ص ۲۶"

ان عبارات کو استعانت بالغیر متنازعہ فیہا سے کیا تعلق ہے، میں کیا عرض کروں

خان صاحب بریلوی بھی اس کے بعد تحریر فرماتے ہیں۔

"باوجود نہایت جرأت وہ بھی کچھ نہ کر سکے"

اور یہ تحریر فرمایا:

"بالجملہ بندگانِ خدا سے توسل کو اخلاص و توکل کے خلاف نہ کہے گا مگر سخت جاہل محروم یا ضال مکابر لوم"۔ انتہیٰ انہار ص ۲۶

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد حق ہے:

"ہر شخص کوئی بات سچی ضرور کہہ دیتا ہے"

خان صاحب بے شک ان عبارات کا حاصل محض توسل ہے اور وہ بھی بعض میں قیامت کے دن کا غرض جو بھی ہو ان عبارات میں توسل کا ذکر ہے جو بحث سے خارج ہے اور ہمارے نزدیک بھی جائز ہے کہ خداوند عالم سے بذریعہ آپ کے صلی اللہ علیہ وسلم دعا کرے۔ لانہ وسیلتنا فی الدارین۔

اس بات کو خان صاحب نے بھی سمجھا ہے کہ یہ تمام عبارات اور استدلالات اگر ہو سکتے ہیں تو توسل کے اور استعانت بالغیر متنازعہ فیہا ان سے بمراحل دور ہے۔ چنانچہ اکثر ان عبارات کو نقل فرما کر توسل ذریعہ واسطہ کا لفظ بو لتے ہیں تاکہ گرفت کے وقت کام آئے لیکن یہ نہیں کہ صاف فرمادیں کہ یہ تمام استدلالات استعانت کے لیے ناقص ہیں اور ان سے استعانت بالغیر کو کچھ تعلق نہیں مگر انشاء اللہ تعالےٰ اگر کوئی صاحب اس تحریر کا جواب انصافاً فرمائیں گے تو بحث صاف ہے اور اقرار مجبوراً خدا چاہے کرنا ہی ہوگا۔

ناظرین خود بھی غور فرمائیں کہ حضرت شاہ صاحب کی عبارات مذکورہ کو مسئلہ استعانت سے کیا تعلق ہے ان کا تو حاصل فقط یہ ہے کہ آپ ہماری ہر مصیبت میں ماوا و ملجا ہیں ہم آپ کی عنایت اور توجہ اور کرم کے دنیا اور آخرت میں محتاج ہیں اس کا کون مسلمان انکار کر سکتا ہے مدعا تو یہ تھا کہ آپ سے صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر اولیائے

کرام سے اپنی حوائج جو طاقت بشریہ سے خارج ہیں اُن کا سوال کریں اور قدرت خدا داد سے وہ اُس کو پورا فرمائیں اور کوئی امر بھی ایسا نہیں جو آنحضرات اکابر کی قدرت عرضیہ سے خارج ہو تو اس کو توسل اور شفاعت اور سفارش اور دعا سے کیا تعلق ہے۔ ولله الحمد علی ظهور المراد۔

صلوٰۃ غوثیہ کی حقیقت اور یہ کہ وہ مجوزین استعانت کے لئے مفید نہیں

اب ایک تمام استدلالات کی روح رواں جس کو یہ حضرات کالوحی شاید خیال فرماتے ہیں حضرت پیران پیر شیخ عبد القادر جیلانی، قدست اسرارہم کا وہ ارشاد ہے جس کو بہجۃ الاسرار وغیرہ سے نقل فرماتے ہیں۔

من استغاث بی فی کربتہ کشفت عنہ ومن نادانی باسمی فی شدۃ فرجت عنہ ومن توسل بی الی اللہ فی حاجتہ قضیت حاجتہ ومن صلی رکعتین یقرأ فی کل رکعتیھا بعد الفاتحہ سورۃ الاخلاص احدیٰ عشرۃ مرۃ ثم یصلی ویسلم علی رسول اللہ بعد السلام من التشھد احدیٰ عشرۃ مرۃ یذکرہ ثم یخطوا الی جھۃ العراق احدیٰ عشرۃ خطوۃ ویذکر اسمی ویذکر حاجتہ فانھا تقضیٰ باذن اللہ تعالیٰ۔ برکات الامداد ص ۱۹

چاہے کشفت فرجت قضیت بصیغہ متکلم ہوں یا مونث مگر اس کو مسئلہ متنازعہ فیہا سے کیا تعلق اس میں استغاث ونادانی کا بیان من توسل بی موجود ہے جس کا حاصل

کرام سے اپنی حوائج جو طاقت بشریہ سے خارج ہیں اُن کا سوال کریں اور قدرت خدا داد سے وہ اُس کو پورا فرمائیں اور کوئی امر بھی ایسا نہیں جو آنحضرات اکابر کی قدرت عرضیہ سے خارج ہو تو اس کو توسل اور شفاعت اور سفارش اور دعا سے کیا تعلق ہے۔ وللہ الحمد علی ظہور المراد۔

صلوٰۃ غوثیہ کی حقیقت اور یہ کہ وہ مجوزین استعانت کے لیے مفید نہیں

اب ایک تمام استدلالات کی روح رواں جس کو یہ حضرات کالوحی شاید خیال فرماتے ہیں حضرت پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی، قدست اسرارہم کا وہ ارشاد ہے جس کو بہجۃ الاسرار وغیرہ سے نقل فرماتے ہیں،

من استغاث بی فی کربۃ کشفت عنہ ومن نادانی باسمی فی شدۃ فرجت عنہ ومن توسل بی الی اللہ فی حاجۃ قضیت حاجتہ ومن صلی رکعتین یقرأ فی کل رکعتیھا بعد الفاتحۃ سورۃ الاخلاص احدیٰ عشرۃ مرۃ ثم یصلی ویسلم علی رسول اللہ بعد السلام من التشھد احدی عشرۃ مرۃ یذکرہ ثم یخطوا الی جھۃ العراق احدی عشرۃ خطوۃ ویذکر اسمی ویذکر حاجتہ فانھا تقضی باذن اللہ تعالیٰ۔ برکات الامداد ص ۱۹

چاہے کشفت فرجت قضیت بصیغہ متکلم ہوں یا مونث مگر اس کو مسئلہ متنازعہ فیہا سے کیا تعلق اس میں استغاثہ ونادانی کا بیان من توسل بی موجود ہے جس کا حاصل

وہی ہوا کہ مجھ سے توسل کرے اور خداوند عالم سے سوال کرے اور مجھ کو ذریعہ واسطہ وسیلہ شفیع قرار دے اُس کی حاجت پوری ہو جائے گی ویذکراسمی کا بھی یہی مطلب ہے چنانچہ درود شریف کے بعد ویذکر، صاف قرینہ ہے یعنی پہلے آپ کے ذریعہ سے سوال کرے صلی اللہ علیہ وسلم اور پھر میرے ذریعہ سے سوال کرے تو خدا اس کی حاجت کو پورا فرما دے گا۔ چنانچہ باذن اللہ تعالیٰ اس پر دال ہے اور باذن اللہ تعالےٰ انشاءاللہ تعالیٰ کے قائم مقام ہے۔

اور اگر توسل پر کلام کو محمول کرنے کو جی نہیں چاہتا ہے تو بہتر ہے اس کو استعانت ہی پر حمل کیجئے مگر یہ کلام کرامتًا ہے کسی خاص وقت کے متعلق آپ نے فرمایا ہوگا اس وقت میں آپ نے تعمیم فرمائی تھی کہ جو کوئی بھی سوال کرے گا اس کا مطلب پورا ہوگا اور اس کو ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ یہ صورت ثالثہ کا فرد ہے اس کے جواز میں ہم کو کلام نہیں مگر ظاہر ہے کہ یہ صورت متنازعہ فیہا نہیں ہے۔ اگر اب بعد کے لوگ اس کو ہمیشہ کے لیے عام سمجھ لیں تو حجّت نہیں ہو سکتا۔

اور یہ فرمانا کہ یہ عمل مجرب ہے سو اوّل تو یہ معلوم نہیں کہ جن کے مطالب پورے ہوتے ہیں وہ زیادہ ہیں یا جو ناکام رہتے ہیں اور اغلب یہی ہے کہ ناکام زیادہ ہوں گے واللہ تعالیٰ اعلم۔

ثانیًا اگر تسلیم بھی کر لیا جائے کہ حاجت روائی ہی اکثر ہوتی ہے تو یہ کون سی دلیل ہے اس سے تو بہت سے قطعی ناجائز امور کا بھی جواز ثابت ہو جائے گا۔

اور اگر بفرض محال سب کو تسلیم ہی کر لیا جائے تو یہ حضرت پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ خاص ہوگا نہ کہ ہر شخص جس کی قبر پختہ دیکھی اس کو سجدہ کر کے استعانت

کرنے لگے، مجوزین استعانت بالغیر کا تو مطلب پھر بھی ثابت نہیں ہو سکتا بعد تسلیم
خلاصہ کلام یہ ہو گا کہ حضرت پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کرامت مستمرہ ہے اور کرامت کا
ہم کو بھی انکار نہیں، مگر ظاہر ہے کہ کرامت میں جو کام ولی فرماتا ہے وہ پورا ہو جاتا ہے
اور یہاں پورا ہونا ضرور نہیں تو یہ احتمال بھی غلط ہوا صحیح امر یہی ہے جو ہم پہلے عرض کر چکے ہیں
یعنی یہاں ذکر توسل کا ہے جو ہمیشہ کے لیے ہے اور یہ ہر بزرگ سے جائز ہے
جس میں ندا نہ ہو۔

اور یا یہ حالت خاصہ بے اختیاری تھی جس وقت آپ نے اس کو فرمایا تھا واقعی
جو شخص سوال کرتا وہ پورا ہوتا اور جس نے اس وقت سوال کیا ہو گا وہ ضرور پورا ہوا ہو گا اب
پچھلے حضرات کو لفظ عموم نے دھوکہ میں مبتلا کر دیا ہے اور مطلب کا پورا ہوتا تو کوئی بات
نہیں بہت سے خلاف شرع اعمال لوگ کرتے ہیں اور اُن کی مطلب برآری ہو جاتی ہے
تو کیا ان کے مشروع ہونے کی دلیل ہو سکتی ہے۔

بزرگان دین کی حالت خاصہ باتفاق قابل استدلال نہیں ہے

اور کیفیت اور غلبہ حال سے استدلال نہیں ہو سکتا جیسا کہ خود دونوں خان صاحب
سفیان ثوری رح کے قصہ نماز میں تحریر فرماتے ہیں،
"سبحان اللہ کہاں وہ تبتل تام و اسقاط تدابیر کا مقام جس کی طرف
امام رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس قول میں اشارہ فرمایا جس کے اہل مریض ہوں تو

دوا نہ کریں۔ بیماری کو کسی کی طرف نسبت نہ فرمائیں، عین معرکہ جہاد میں کوڑا ہاتھ سے گر پڑے تو دوسرے سے نہ کہیں، آپ ہی اُتر کر کے اٹھا دیں اور کہاں شریعت مطہرہ واحکام جواز ومنع وشرک واسلام برکات الامداد ص ۱۰۲"

مولوی کرامت اللہ خان صاحب نے اسی مضمون کو نقل فرمایا ہے لفظوں میں بھی شاید تھوڑا ہی فرق ہے۔ اس کے بعد فرماتے ہیں:

"سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالٰے علیہ کی ایک حالت، تھی جو خاصان خدا پر طاری ہوا کرتی ہے۔ یہ قابل استدلال نہیں"

(کرامات الامداد ص ۲۰)

بس یہی ہم بھی عرض کرتے ہیں کہ جیسے حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالٰے پر وہ ایک حالت خاصہ تھی جس سے استدلال نہیں ہو سکتا وہ ایک وقتی بات ہوتی ہے جو اختیاری نہیں ہوتی۔

اب سمجھ لینا چاہیئے کہ اکثر بزرگوں کی عبارات وہ بھی ہیں جو کسی خاص حال کے ساتھ وابستہ ہیں نہ اُن سے استدلال ہو سکتا ہے نہ استدلال کے موقع پر پیش کی جا سکتی ہیں۔

الحمدللہ تعالٰے کہ خان خوانین بریلوی صاحب کے یہ جیسے بڑے استدلالات، ننھے جن کا حال معلوم ہو گیا کہ مطلب کے قریب بھی نہیں ہیں اور اگر بعد تسامحات کثیرہ بفرض محال شرعی تسلیم بھی کر لیے جائیں تو بھی مدعا ثابت نہیں ہو سکتا۔

جناب مولوی کرامت اللہ خان صاحب کرامات میں فرماتے ہیں، شاہ رفیع الدین صاحب تذکرۃ الموتٰے والقبور میں فرماتے ہیں:

"اولیاء اللہ دوستان و معتقدان را در دنیا و آخرت مددگارے
می فرمایند و دشمنان را ہلاک می نمایند و از ارواح بطریق اویسیت
فیض باطنی میرسد ص ۷"

مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت:
"ہرگاہ جنیاں را بتقدیر اللہ سبحانہ این قدرت بود کہ متشکل باشکال
گشتہ اعمال غریبہ بوقوع آرند ارواح کمل را اگر این قدرت عطا فرماید
چہ محل تعجب است ص ۷"

حضرت شاہ صاحب حجۃ اللہ البالغہ میں فرماتے ہیں:

فاذا مات انقطعت العلاقات و رجع الی مزاجہ فیلحق بالملائکۃ
وصار منہم والہم بالہام ہم ویسعٰی فیما یسعون وربما یشتغل
ہولاء باعلاء کلمۃ اللہ ونصر حزب اللہ وربما
کان لہم لمۃ خیر بابن آدم وربما اشتاق بعضہم
الی صور جداینۃ الخ صٓ

ان عبارات سے یہ ثابت ہوا کہ بزرگ اپنے مرید اور دوستوں کی مدد فرماتے ہیں دشمنوں
کو ہلاک کرتے ہیں۔ مگر دعا سے یا خداداد قدرت سے خود قادر و متصرف ہیں ہمیشہ یا بعض
وقت۔ اس کا تو کچھ ذکر ہی نہیں نفس تصرف۔ اور کرامت کا کس نے انکار کیا ہے۔

علیٰ ہذا القیاس مجدد صاحب علیہ الرحمۃ اور شاہ ولی اللہ صاحب کی عبارت کا بھی
مطلب واضح ہے اگر حضرات اولیاء سے استعانت ثابت ہو گی تو جنات اور ملائکہ
سے بھی ثابت ہو جائے گی حالانکہ یہ ثابت نہیں ہے غرض ان عبارات سے

تصرف اور کرامت خاصہ کا ثابت کرنا ہے نہ کہ استعانت کی صورت رابعہ کا جو متنازعہ فیہا ہے۔

دوسری عبارت لمعات کی لکھتے ہیں:

"بزیارت قبر ایشاں بر دروازہ بنجا دریوزہ کنند ص ۸"

دریوزہ کس چیز کا کرے دعا کا یا اپنی حوائج کا اور کس سے دریوزہ کرے اس سے اگر ثابت ہوتا ہے تو صرف توسل نہ کہ استعانت۔"

الطاف قدس کی عبارت:

"نفس کلیہ بجائے جسد عارف میشود وذات بحت بجائے روح او وہمہ عالم را تبعاً بعلم حضوری در خود بیند"

یا تو بزرگوں کی خاص حالت بھی قابل استدلال نہ تھی یا یہ عبارتیں جو خاص حالتوں کے ساتھ مخصوص ہیں استدلال میں پیش ہوتی ہیں۔ اس وقت تو پھر ان کی عبادت بھی کرنی چاہیئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

عوام سے یہ مقامات بیان کرنا جن کو صاحب رسالہ بھی سمجھتے نہ ہوں گے، اس سے خلق اللہ کی ہدایت ہوگی یا ضلالت۔

پھر تفسیر عزیزی کی عبارت "وبعض از خواص اولیاء اللہ

راکہ جارحہ تکمیل وارشاد بنی نوع خود گردانیدہ اند الخ ص ۸"

نقل فرمائی ہے اول تو یہ معلوم کرو کہ وہ جارحہ تکمیل وارشاد کون ہیں پھر جب وہ جارحہ ہوئے تو ان سے سوال واستعانت بالکل لغو وبیکار ہے۔ وہ کیا کر سکتے ہیں جو کہ ذی جارحہ ہی کرے گا اب اس سے جو کچھ بھی فیض وغیرہ ہوگا وہ بطریق جارحہ ہونے کے

ہی ہوگا مثبتین استعانت کو اس عبارت سے کیا نفع ان کا مدعا تو جب ثابت ہو کہ جب وہ لوگ قادر ہو کر خود متصرف ہوں بجارحہ تکمیل ہو نے سے تو استعانت کی اور جڑ اکھڑ گئی۔

پھر اُسی کی عبارت نقل فرماتے ہیں؛

"از اولیاء مدفونین استفادہ جاری است ص ۸"

بے شک ان کی زیارت کی جائے تو ان سے حسب استعداد فیض ہوتا ہے اُن سے وسیلہ شرعی بھی تو نفع کا فرد ہے"

مگر استفادہ کا مطلب استعانت کی صورت رابعہ کہاں سے نکال لی گئی۔

رسالہ فیض عام سے نقل ہے؛

"وطریق استمداد از ایشان آنست کہ بزبان گوید اے حضرت من برائے فلاں کار در جناب الٰہی التجامی کنم شما نیز بدعا و شفاعت امداد من نمائید لاکن استمداد از مشہورین باید کرد ص ۸"

اس عبارت نے تو استعانت بالغیر کی بالکل جڑ ہی کاٹ دی معلوم ہوگیا کہ پہلی عبارتوں میں جو قبروں سے دریوزہ اور اُن سے فیض اور اولیاء اللہ تعالے کو آکر بجارحہ تکمیل وارشاد بنی نوع اور دوستوں کی مدد اور دشمنوں کی ہلاکت اور ان سے حاجات اور مشکلات کا حل ہونا اور اولیاء مدفونین سے استفادہ اور حضرت امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ سے جو منقول ہوا ہے:

"ہر کہ استمداد کردہ میشود بوئے در حیات استمداد کردہ میشود بوئے بعد از وفات کرامات ص ۵"

اور احمد زروق سے جو شیخ ابو العباس نے دریافت فرمایا تھا کہ :

مد امداد زندوں کی قوی ہے یا مُردوں کی اور انھوں نے جواب دیا کہ

مُردوں کی ص ۵ ۶

اور قاضی ثناء اللہ صاحب کا تفسیر مظہری میں فرمانا :

وقد تواتر عن كثير من الاكابر انهم ينصرون اولياءهم و

يدمرون اعداءهم ص ۶

اور روح البیان کی عبارت :

وهذا بخلاف التوجه الى روحانية الانبياء والاولياء وان كانوا مخلوقين

فان الاستمداد منهم والتوسل بهم والانتساب اليهم

من حيث انهم مظاهر الحق ومجالى انوار

وصفاتى كمالاته وشفعاء فى الامور الظاهرة والباطنة له غايات

جليلة وليس ذالك بشرك اصلا بل هو عين التوحيد ص ۶

اور عبارت منسک و مسلک :

واذا فرغ من ذالك قصد التوجه الى القبر المقدس وفرغ القلب

من كل شئ من امور الدنيا واقبل بكليته لما هو بصدده

يصلح قلبه الاستمداد منه صلى الله عليه وسلم ويلاحظ مع ذالك الاستمداد

من عفوه صلى الله تعالى عليه وسلم الخ.

اور دیگر عبارات جن میں قبر شریف کی زیارت کا ذکر ہے بیان کیا ہے۔

ان تمام عبارتوں کا حاصل یہ نکلا کہ بزرگان دین سے توسل جائز ہے نہ کہ استعانت

جیسے حضرت شیخ علیہ الرحمۃ نے استمداد و استعانت کی تفسیر بیان فرمائی تھی حضرت شاہ صاحب نے بیان فرمادیا ہے کہ:

"مراد استمداد و استعانت سے یہ توسل ہے جس میں سوال خدا سے ہے نہ کہ خاصان خدا سے"

اب اس قسم کی عبارات کے ذکر کرنے سے کیا حاصل ہے بعض سے مراد توسل بعض سے کرامت اور معجزہ جس کا انکار نہیں ہے اس کو استمداد و استعانت متنازع فیہا سے کیا تعلق ہے۔

قول الجمیل کی عبارت:

وللنقشبندیۃ تصرفات عجیبۃ الخ ص ۱۰

نفس تصرف اور ہمت کا کس نے اور کب انکار کیا ہے اس بنا پر تو ملائکہ اور جنات بلکہ شیاطین اور کالی بھوانی سے بھی استمداد کا جواز ثابت ہونا چاہیئے کیونکہ تصرف اُن کے لیے بھی ثابت ہے۔

قاضی ثناء اللہ صاحب کی عبارت: سیف المسلول۔

"فیوض برکات کارخانہ ولایت اول بریک شخص نازل میشود وازاں تقسیم شدہ بہریک از اولیائے عصر میرسد ص ۱۱"

اول تو اس سے کارخانہ ولایت کے فیوض کا ایک شخص پر نازل ہونا ثابت ہوتا ہے نہ کہ تمام دنیا کے فیوض و برکات کا دوسرے یہ سب کچھ بطریق آلہ جارحۃ التکمیل کے ہے نہ کہ وہ مالک و مختار ہیں کہ سوال استعانت بھی اُن سے ہو یا صورت ثالثہ کا فرد ہے کہ جیسے طالب علم حسب استعداد استاد ظاہری سے فیض حاصل کرتا ہے وہ

لوگ اپنی استعداد کے موافق اُس مورد فیض الٰہی سے فیض پاتے ہیں وہ خاص لوگوں کا حال ہے نہ عوام سے اس کو تعلق نہ عوام کو اس کی اجازت یہ بحث سے بالکل خارج ہے،

جذب القلوب کی عبارت:

"اما توسل بحضرت سید رسل واستغاثہ واستمداد بجاہ او صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الخ ص ۲۲۳"

اس کا مطلب تو سوائے توسل کے اور ہونا ہی محال ہے کیونکہ شیخ تو صاف فرما چکے کہ:

"استعانت واستمداد کے معنی سوائے توسل کے اور کچھ ہیں ہی نہیں اور یہاں تو لفظ توسل اور بجاہ او صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم بھی مذکور ہے۔"

اس کے بعد جناب مولوی کرامت اللہ خان صاحب نے چند اشعار شوقیہ جو عاشقین سے حالت شوق اور کیفیت خاصہ میں سرزد ہوئے ہیں یا جن سے مراد دعا اور توسل ہے ان سے استدلال فرمایا ہے مجھے مولوی صاحب سے تعجب ہے کہ ایسے امور کو ذکر کرنے سے مدعا کو کیا تعلق مثلاً:

اشعار

حوائج دین و دنیا کی کہاں لے جائیں ہم یارب
گیا وہ قبلۂ حاجات روحانی و جسمانی

تہی دستو نہ گھبراؤ نہ شرماؤ ادھر آؤ
وہ فیضان کرم اب بھی ہے سرگرم دُر افشانی

لوگ اپنی استعداد کے موافق اُس مورد فیض الٰہی سے فیض پاتے ہیں وہ خاص لوگوں کا حال ہے نہ عوام سے اس کو تعلق نہ عوام کو اس کی اجازت یہ بحث سے بالکل خارج ہے،

جذب القلوب کی عبارت:

"اما توسل بحضرت سید رسل و استغاثہ و استمداد بجاہ او صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الخ ص ۲۲۳"

اس کا مطلب تو سوائے توسل کے اور ہونا ہی محال ہے کیونکہ شیخ تو صاف فرما چکے کہ:

"استعانت و استمداد کے معنی سوائے توسل کے اور کچھ ہیں ہی نہیں اور یہاں تو لفظ توسل اور بجاہ او صلی اللہ تعالے علیہ وسلم بھی مذکور ہے۔

اس کے بعد جناب مولوی کرامت اللہ خان صاحب نے چند اشعار شوقیہ جو عاشقین سے حالت شوق اور کیفیت خاصہ میں سرزد ہوئے ہیں یا جن سے مراد دعا اور توسل ہے ان سے استدلال فرمایا ہے مجھے مولوی صاحب سے تعجب ہے کہ ایسے امور کو ذکر کرنے سے مدعا کو کیا تعلق مثلاً:

اشعار

حوائج دین و دنیا کی کہاں لے جائیں ہم یارب
گیا وہ قبلۂ حاجات روحانی و جسمانی
تہی دستو نہ گھبراؤ نہ شرماؤ ادھر آؤ
وہ نیسان کرم اب بھی ہے سرگرم دُر افشانی

مدد کر اسے کرم احمدی کہ تیرے سوا
نہیں ہے قاسم بیکس کا کوئی حامی کار
جہاز امت کا حق نے کر دیا ہے آپ کے ہاتھوں
اسے چاہو تراؤ یا ڈباؤ یا رسول اللہ
پھنسا کر اپنے دام عشق میں امداد عاجز کو
بس اب قید دو عالم سے چھڑاؤ یا رسول اللہ

یا اکرم الخلق مالی من الوذ بہ سواک عند حلول الحادث العمم

وغیرہ ان اشعار کو استمداد کی صورت متنازعہ فیہا سے کیا تعلق۔

مجوزین کا لفظ غوث الاعظم سے استدلال اور ان کا جواب

اور اس سے زیادہ عجیب یہ ہے کہ منجملہ استدلالات کے حضرت پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ کو غوث اعظم کہا جاتا ہے ایک بڑا استدلال ہے یاللعجب۔ اجی حضرت غوث اعظم ہونے کے لیے تو آپ کا مستجاب الدعوات صاحب کرامات ہونا کافی ہے۔ تمام دنیا کا مختار عام اور حاجت روا اور وہ بھی مستقل کہ جس کو جو چاہیں عنایت فرمائیں اور جو چاہیں ممانعت فرمائیں اور ہر ایک کام میں استعانت استمداد بھی آپ سے کی جاوے اس کی کیا ضرورت ہے۔ علاوہ ازیں یہ خاص مرتبہ کا نام ہے جیسے قطب، ابدال وغیرہ اس سے جواز استعانت پر استدلال بعید از انصاف ہی نہیں عقل سے

بھی دُور ہے۔

الٰہی تو خوب جانتا ہے وکفیٰ بک شہیدا کہ اہل بدعت ایسے بیانات سے عوام کو دھوکہ دیتے ہیں کہ یہ لوگ وہابی غیر مقلد ہیں کہ بزرگانِ دین کی ان کو محبت و وقعت نہیں یہ لوگ تعظیم نہیں کرتے۔

الٰہی ہمارا یہ کلام تیرے دین کی حمایت اور سنت نبوی کی اشاعت اور بزرگانِ دین کی محبت، پر مبنی ہے یا تیرے خالص بندوں کی عداوت یا منقصت اور عدم محبت پر الٰہی تو دنیا میں جھوٹے کا منہ کالا کر کے باعث عبرت بنا دے۔

اور الٰہی تیرے رحم و کرم اور تیرے سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اور جملہ مقبولانِ بارگاہ صمدیت کی برکت اور عزت، اور وسیلہ سے بکمال التجا و زاری دعا کرتا ہوں کہ الٰہی جیسے تو نے ہم کو سچا مقلد حنفی بنایا ہے اسی پر مار بنا اور اپنے بزرگوں کی محبت جیسی عنایت فرمائی ہے اس سے زیادہ اور مرحمت فرما اور اُن کی محبت کو ہمارے لیے ذریعہ نجات دارین بنا اور اس سے بچا کہ ہم اُن کو تیری صفات یا تیرے حبیب صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی صفات میں شریک کرنے لگیں آمین آمین۔

مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی اور مولوی کرامت اللہ خان صاحب دہلوی کے استدلالات تو بفضلہ تعالیٰ ختم ہو چکے، اب مولوی ریاست علی خان شاہجہان پوری کی منطق کو بھی ملاحظہ فرمالیا جائے، فصل الخطاب میں فرماتے ہیں:

ثم ان النفوس البشریۃ لا یبعد ان یظھر منھا آثار فی ھذا العالم سواء کانت مفارقۃ عن الابدان اولا فتکون مدبرات الخ ص ۳

ظاہر ہے کہ مطلق تدبیر کا کس نے انکار کیا ہے آخر ملائکہ کی نسبت تو اعتقاد ہے

ہی پھر اگر کسی دوسرے کو بھی یہ قدرت ملے تو کیا مستبعد ہے مگر ظاہر ہے کہ لا تبعد سے مطلب کو بہت بعد ہے غرض اس سے استعانت کی شکل چہارم ثابت نہیں ہوتی جس کو حضرت مولینا اسمٰعیل صاحب شہید مرحوم مظلوم اہل بدعت شرک فرمارہے ہیں یہ ان حضرات کی بڑی چالاکی ہے کہ کلام کو ایک ظاہر البطلان معنی پر محمول کر کے باطل کرنا شروع کر دیا اور رسالہ لکھ دیا۔

مولوی ریاست علی خان صاحب شاہجہان پوری کے استدلالات کا جواب

پھر خان صاحب شاہجہان پوری حجۃ اللہ کی وہی عبارت نقل فرماتے ہیں جس کو پہلے کرامات الامداد سے مع جواب کے نقل کر آئے ہیں پھر قول الجمیل کی وہ عبارت نقل فرمائی ہے جس کو پہلے عرض کر چکا ہوں وللنقشبندیہ تصرّفات عجیبۃ الخ جس کے معنی بھی پہلے عرض ہو چکے ہیں بزرگوں کی ہمت تصرف اجابت قوت تاثیر کا کس گمراہ نے انکار کیا ہے جس کے مقابلہ میں یہ عبارت بیان کر کے عوام کو دھوکہ دیا جاتا ہے۔ آگے پھر شرح عقائد نسفی کی عبارت نقل فرمائی ہے:

وکرامات الاولیاء حق فتظہر الکرامۃ علی طریق العادۃ للولی من قطع المسافۃ البعیدۃ فی المدۃ القلیلۃ وانفجاء المتوجہ من البلاء وکفایتہ المہم عن الاعداء وغیر ذالک من الاشیاء ؁

حضرات، قوانین ثلاثہ دست بستہ عرض ہے کہ حضرت حامی سنّت ماحی بدعت

جناب مولینا اسمٰعیل صاحب مرحوم مظلوم اہل بدعت کی مراد مطلق استعانت کو نہ منع کرنا ہے اور نہ اُس کو شرک کہتے ہیں یہ بات تو ادنیٰ طالب علم بھی نہیں کہہ سکتا چہ جائیکہ وہ علامہ زماں اور آپ بھی خوب جانتے ہیں کہ ان کا مطلب فقط چوتھی صورت کو شرک کہنا اور منع کرنا ہے جس کا ثبوت مفصل مذکور ہو چکا ہے اور جس کی نسبت ہم کو خدا سے اُمید ہے کہ آپ اصحاب ثلاثہ اور آپ کے متبعین میں سے کوئی بھی انصافاً تہذیب سے جواب نہ دے سکے گا۔ گالیاں دینا اور سکوت کو آڑ بنانا اور بات ہے مگر جاننے والے جانتے ہیں کہ بات کس کی صحیح ہے اور کس کی غلط۔

مولوی احمد رضا خان صاحب کے سوا ممکن ہے کہ آپ دونوں صاحبوں کا غصہ لوجہہ تعالےٰ ہو مگر پھر عرض کرتے ہیں کہ آپ لوجہہ تعالےٰ توجہ فرمایئے اور ٹھنڈے دل سے شہید مظلوم مرحوم کی عبارت ملاحظہ فرمایئے جن کا مطلب وہی ہے جو یہ احقر عرض کرتا ہے۔

اور جانے دیجئے حضرت مولینا مرحوم سے آپ صاحبوں کا جو معاملہ ہو یہ اب طے ہونے کی بات نہیں ہے۔ میرا اور میرے بزرگوں کا یہ عقیدہ ہے جو میں نے عرض کیا اس کی نسبت آپ صاحبوں کا کیا خیال ہے۔ اگر اس کو آپ غلط ثابت فرمادیں تو ہم ضرور قبول کرلیں گے تین سو ساٹھ نہیں بس فقط ایک آیت یا ایک حدیث صحیح یا امام صاحب کا ایک بھی قول صحیح پیش فرمادو، اگر آپ میں نصیحۃ المسلمین اور حقانیت ہے تو جاؤ اسی پر فیصلہ ہے۔

اور کرامات الاولیاء حق الخ شرح عقاید کی عبارت لکھنے سے تو ہم نہیں ڈرتے اُس نے تو اور ہمارا ہی مدعا ثابت کردیا کہ بزرگوں کا دفع بلا اور کفایت مہم وغیرہ کرنا

منجملہ کرامات کے ہیں اور ظاہر ہے کہ کرامات اور معجزات اختیاری امر نہیں ہے کہ جو نبی اور ولی علیہم السلام و علیہم الرحمۃ جس وقت میں معجزہ یا جس کرامت کو چاہیں ظاہر کردیں اس شرح عقائد کی عبارت ہی نے فیصلہ کر دیا۔

چاروں رسالوں میں جو دلائل تھے اس پر یہ مجملاً بحث میرے خیال میں کافی ہے شاید ہی کوئی دلیل اور عبارت ہو گی جو نقل نہ کی ہو گی ورنہ تقریباً تمام ہی دلائل پر مختصراً بحث ہو گئی جو انشاء اللہ تعالےٰ کافی اور اہل حق کے لیے شافی ہے اللہ تعالےٰ اس مختصر تحریر سے اہل اسلام کو فائدہ پہنچائے آمین۔

یہ بھی واضح رہے کہ اس مسئلہ میں بندے اور بندے کے اساتذہ کرام اور مشائخ عظام کا یہی مسلک ہے جو عرض کیا ہم اسی کے ذمہ دار ہیں اگر کوئی شخص اس کے سوا قائل ہو تو وہ جانے اور اس کو بھی نہایت زور سے عرض کرتے ہیں کہ حضرت مولینا اسمٰعیل صاحب شہید رحمہ اللہ تعالےٰ کا بھی یقیناً قطعاً یہی مطلب ہے اس کے سوا کچھ نہیں۔

حضرت مولینا اسماعیل صاحب شہیدؒ کی عبارت کا صحیح مطلب

حضرت مولینا مرحوم کی یہ عبارت:

"بندوں کی مشکل میں دستگیری کرنی یہ سب اللہ تعالےٰ کی شان ہے اور کسی انبیاء و اولیاء کی پیر و شہید کی، بھوت و پری کی یہ شان نہیں جو کسی کو ایسا تصرف ثابت کرے سو وہ شرک ہو جاتا ہے پھر خواہ یوں سمجھے

کہ ان کاموں کی طاقت اُن کو خود بخود ہے خواہ یوں سمجھے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسی قدرت بخشی ہے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔"

(انتہی افصل الخطاب ص ۵)

خدا کرے کہ انتخاب میں کوئی تصرف نہ ہوا ہو۔

نفس تصرف، وقدرت وکرامت کو شہید مظلوم ہرگز شرک نہیں فرماتے تھے، صورت ثانیہ وثالثہ نکلی ہوئی ہے شرک فقط صورت رابعہ کو فرمایا ہے جس کا ثبوت پہلے مفصل عرض ہو چکا ہے اس کا جواب کوئی صاحب تہذیب اور انصاف سے عنایت فرمائیں تو پھر ہم بھی مفصل عرض کریں گے۔

اور کوئی بہت ہی عرق ریزی کرے اور نہایت ہی تاویل سے کام لے تو حاصل اس قدر نکلے گا کہ کفر وشرک سے بچ جائے گا مگر حرام اور ممنوع ہونے سے کسی طرح نہیں نکل سکتا، استعانت واستمداد کی صورت رابعہ بالاتفاق حرام اور ممنوع ہے جیسا کہ شیخ علیہ الرحمتہ اور شاہ صاحب کے قول سے ثابت ہو گیا۔

استعانت کی صورت رابعہ پر بہر حال اطلاق شرک صحیح ہے اور ہر شرک کفر نہیں

لیکن بہر صورت اس استعانت واستمداد کو شرک کہنا بے جا نہ ہوگا کیونکہ یہ ضرور نہیں کہ ہر شرک کفر ہی ہو ان الشرک دون شرک حلف بغیر اللہ اور ریا کو قرآن وحدیث میں شرک فرمایا گیا ہے حالانکہ وہ کفر نہیں ہے اسی طرح جس نے اس

استعانت کو شرک کہا۔ ہے بالکل صحیح ہے۔

رہا حضرت شیخ علیہ الرحمتہ کا یہ فرمانا کہ عوام کا اعتبار نہیں اس کا حاصل صرف اسقدر نکل سکتا ہے کہ خاص خاص لوگوں کو توسل کی اجازت دی جائے نہ کہ استمداد و استعانت کی کیونکہ وہ ممنوع و حرام اور شرک مخالف ملت حنفی کے ہے اور چونکہ یہاں اس مسئلہ توسل سے بحث نہیں اس وجہ سے اس کی تفصیل خارج از بحث ہے مگر حضرت شیخ علیہ الرحمتہ کے ارشاد سے یہ ضرور مفہوم ہوتا ہے کہ عوام کو توسل کی بھی اجازت نہیں کیونکہ ان کی گمراہی کا زینہ یہ توسل ہی ہوا ہے اگر توسل بھی اُن کو ممنوع بتایا جاتا تو اس شرک حقیقی تک وہ غالباً نہیں پہنچتے۔

فائدہ جلیلہ۔ توسل پر استعانت و استمداد کے الفاظ اطلاق کرنے سے کیا نقصان ہوا

ایک فائدہ جلیلہ اس مقام پر قابل لحاظ ہے فقط توسل کا جواز مختلف فیہ تھا نہ استعانت، و استمداد کا مگر عوام نے توسل سے ترقی کر کے یا چونکہ بعض حضرات نے استعانت و استمداد کا لفظ توسل پر اطلاق فرمایا تھا۔ اُس سے حقیقی معنی سمجھ کر استعانت و استمداد تک نوبت پہنچا دی اور انبیاء علی نبینا و علیہم السلام اور بزرگان دین کے لیے تمام قدرتیں اور تصرفات بھی تسلیم کر لیے جو استعانت کے لیے لازم تھے تو پھر غیر اللہ کو سجدہ کیا قبروں کا طواف اور بوسہ بھی ہوا اُن کی طرف نماز بھی پڑھی اُن کو پورا حاجت روا جان کر ان سے التجا، تضرع، زاری، خشوع و خضوع، خوف خشیہ دعائیں بھی کی گئیں۔ جو مخ العبادۃ

ہے اور جملہ اُمور خارج از طاقت بشریہ میں اُن سے استعانت و مدد طلب کی ان کے لیے نذریں بھی مانیں اُن کی تصاویر گھروں میں رکھی جاتی ہیں۔ اُن کی ویسی ہی تعظیم اور تکریم کی جاتی ہے جیسے مشرکین بتوں کی کرتے ہیں، ان سے اس قدر ڈرتے ہیں جیسے مشرکین اپنے معبودوں سے۔ غرض جو جو امور مشرکین عرب و عبدہ اصنام اپنے آلہہ باطلہ کے ساتھ کرتے ہیں۔ ان ناعاقبت اندیشوں نے سب کچھ کیا پھر اب عبادت میں اور کیا رہ گیا وہ کون سا کام باقی ہے جو مشرکین کرتے تھے اور یہ نہیں کرتے عوام سے ترقی کر کے آجکل کے بعض خواص کالعوام اُن سے بھی آگے بڑھے ہوئے ہیں۔

اگر شیخ علیہ الرحمۃ زندہ ہوتے تو شاید توسل کے مانعین سے بھی زیادہ توسل کے مانع ہوتے لہذا علماء فقط اپنا ہی خیال نہ رکھیں بلکہ عوام اہل اسلام کے ایمان کا بھی فکر ہے کسی شئے کے جواز فی نفسہ پر نظر فرما کر جواز کا فتوے نہ دے دیا کریں بلکہ اُس کے مفاسد عرضیہ کا بھی لحاظ فرما لینا چاہیئے توسل کی بھی اجازت دی جائے تو خاص الخواص کو وہ بھی خلوت میں نہ جلوت میں کہ بظاہر یہ تمام مفاسد اسی توسل کے جواز سے پیدا ہوئے بالخصوص جس میں غیر اللہ کو ندا ہے کچھ بعید نہیں جس نے مطلقاً توسل کو منع کیا تھا اس کی نظر انہیں مفاسد پر ہو جو آج پیش نظر ہیں۔

زید نے جو بالذات و بالعرض کا فرق نکال کر بزرگوں کو شرک سے بچایا تھا اُس کا حال تو معلوم ہو گیا کہ تمام شریعت اُس سے درہم برہم ہوئی جاتی ہے۔ ہاں حضرات اکابر کے کلام سے جو توفیق عرض کی گئی ہے اُس میں بے شک انبیاء علی نبینا و علیہم السلام کا معجزہ واولیاء کرام کی کرامت اجابت دعا تصرف مثل ملائکہ یا اُس سے کم و بیش بھی ثابت رہا مریدین و معتقدین کو بحالت اضطراری کیفیت خاصہ استمداد صوری بھی جائز رہی جس میں وہ حضرات

بالکل جارحۃ اللہ کے قائم مقام ہوتے ہیں اور استعانت و استمداد انبیاء علی نبینا و علیہم السلام و اولیائے کرام سے شرک اور ممنوع اور حرام بھی رہی جس طرح سے حضرات صوفیہ کرام کا دامن اقدس شرک و ضلالت سے پاک رہا ویسی ہی شریعت کا حرف حرف بھی بجائے خود اور حضرات علمائے ذوی الاحترام کا فتوےٰ بھی بالکل صحیح رہا فنعم الوفاق وحسن الاتفاق۔

توسل میں اختلاف کا بیان

اور توسل جس میں ندا غیر اللہ سے ہو اگر مزار کے قریب ہو تو جو لوگ سماع موتےٰ کے قائل ہیں اُن کے نزدیک جائز، اور جو سماع موتےٰ کے قائل نہیں اُن کے نزدیک ناجائز اور اگر مزار کے قریب نہ ہو تو باتفاق ناجائز ہوگا، فتدبر فیہ۔

مجوزین استعانت بالغیر کا دھوکہ

اور اگر توسل میں ندا نہ ہو تو سماع موتیٰ پر متفرع نہیں بلکہ مختلف فیہ وہ بھی ہے جس کو بقول شیخ علیہ الرحمۃ اکثر فقہا ناجائز اور بعض جائز فرماتے ہیں اور توسل بالانبیاء علی نبینا و علیہم السلام کو شیخ علیہ الرحمۃ اختلاف سے مستثنیٰ فرما کر بالعموم جواز میں داخل فرماتے ہیں، اور بعض نے بلا استثناء انبیاء علی نبینا و علیہم السلام کے جمیع صور توسل میں اختلاف اور عدم جواز کا حکم دیا ہے، حضرت شیخ علیہ الرحمۃ کے کلام کا خلاصہ نقل کرنا مقصود ہے مسئلہ توسل سے بحث مد نظر نہیں ہے۔

ایسے مسائل میں بعض لوگ جن کے قلوب میں خوف خدا نہیں ہے فقط بغرض

نفسانی خواہش پورا کرنے کے عوام سے یہ کہتے ہیں کہ مانعین استعانت انبیاء علیٰ نبینا وعلیہم السلام کی توہین اور تنقیص شان کرتے ہیں اور اولیائے عظام سے محبت نہیں رکھتے یہ وہابی لوگ، غیر مقلد ہیں۔ یہ چلتا ہوا منتر عوام پر خوب اچھی طرح اثر کرتا ہے لہٰذا اس قدر عرض ضروری ہے کہ انبیاء علیٰ نبینا وعلیہم السلام کی جو تنقیص شان کرے وہ مردود کافر ہے، ملعون ہے، جہنمی ہے اور اولیاء کرام کی جو عظمت نہ کرے اُن سے محبت نہ رکھے اُن کی محبت کو ذریعہ نجات نہ سمجھے اُن کی کرامت اجابت دعا تصرف ہمت اُن کے فیوض باطنیہ وظاہریہ کا حالت حیات میں اور بعد وصال کے قائل نہ ہو وہ گمراہ بے دین، فاسق فاجر خارج از اہل سنت والجماعت ہے۔

مگر یہاں ایک قاعدہ نفیسہ سمجھنے اور یاد رکھنے کے قابل ہے جس سے تنقیص شان اور کسی صفت کے انکار میں فرق معلوم ہوتا ہے الشیٔ اذا ثبت ثبت بلوازمہ۔

انبیاء علیٰ نبینا وعلیہم السلام اور اولیائے کرام کے لیے جو لوازم نبوت وولایت کا انکار کرے وہ تو بے شک گمراہ بددین۔ ہے لیکن کسی ولی یا نبی کو کوئی ساری خدائی ثابت کرنے لگے اور اس کا جو کوئی انکار کرے تو کہہ دیا جائے کہ دیکھو تنقیص شان کی یہ غلطی اور دہوکہ دہی ہے کسی ڈپٹی سے اختیارات، کلکٹر کا انکار کرنا ہرگز تنقیص شان نہیں ہاں ڈپٹی کے عہدہ کے جو اختیارات ہیں ان کا انکار بے شک جرم ہے، نبوت بڑا مرتبہ ہے جو مخلوقات کے مراتب عالیہ کا خاتم ہے مگر خدائی سے بہت کم ہے جس قدر بھی اوصاف خدائی سے مخصوصہ ہیں وہ سب کے سب اس مرتبہ سے منفی ہوں گے۔ اُس مرتبہ کے کسی وصف کو کوئی بھی کسی کے لیے ثابت کرے گا خالص کافر ہو گا ؂

گر فرق مراتب نکنی زندیقی

کا یہی مطلب ہے خدا کا سا علم وقدرت، سمع، بصر، ارادہ حیات۔۔۔، وجود استحقاق عبادت، خلق، احیاء، اماتت،، ارزاق مریض کرنا، شفا دینا، حوائج کا پورا کرنا، گناہ کا بخشنا وغیرہ وغیرہ اوصاف مختصہ بالباری تعالیٰ شانہ کو اگر کوئی کسی غیر میں ثابت کرنے لگے اور دوسرا نفی کرے تو یہ ہرگز ہرگز تنقیص اس شخص کی نہیں بلکہ جو ثابت کر رہا ہے وہ خدا کی تنقیص شان کر کے کافر ہو رہا ہے۔

تنقیص شان اور کسی وصف کے ثابت نہ کرنے میں فرق لطیف جس سے اہل بدعت کے اکثر دھوکے ہوا ہو جاتے ہیں!

اب کوئی کہے بت سے بھی استعانت نہ کرو شیاطین و جنات ارواح خبیثہ سے بھی مدد نہ چاہو انبیاء علیٰ نبینا وعلیہم السلام اور اولیائے کرام سے بھی مدد نہ چاہو تو کہہ دیں گے کہ دیکھو انبیاء علیٰ نبینا وعلیہم السلام کو معاذ اللہ شیاطین اور جنات، اور ارواح خبیثہ کے برابر کر دیا، ہر عقل مند سمجھ سکتا ہے کہ یہ کس قدر دھوکہ ہے۔ شیاطین جنات ارواح خبیثہ کی تو کیا مجال ہے ملائکۃ الرحمٰن تو انبیاء علیٰ نبینا وعلیہم السلام کے برابر ہو لیں، مطلب یہ ہے کہ صفات مختصہ بالباری تعالیٰ شانہ میں کسی کو بھی شریک نہ کرو اگر کوئی شخص بت کو معبود سمجھے جیسا وہ کافر ہے اگر کسی نبی علیہ السلام کو معبود سمجھے گا وہ بھی ویسا ہی کافر ہوگا، نصاریٰ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی کو خدا کا بیٹا کہتے ہیں پھر کیا ان کے کفر

میں کوئی کمی ہے، علیٰ ہذا القیاس انبیاء علیہم السلام کا ارشاد ہے جو دین میں واجب التعمیل ہے وہ دین کے بارہ میں جو کچھ بھی فرماتے ہیں عین حکم خداوندی ہے یہ وصف مختص بمرتبہ نبوت ہے کوئی ولی کتنا ہی مرتبہ میں اعلیٰ ہو کر سیدالاولیاء کیوں نہ ہو جائے مگر اس کا ارشاد شریعت ہو جائے یہ محال ہے کسی ولی کے ساتھ اگر کوئی ایسا اعتقاد رکھے گا اسی وقت کافر اور شرک فی النبوت میں گرفتار ہوگا۔ ولی کا وہی فعل یا قول حجت ہو سکتا ہے جو موافق شریعت غراء ہو تو اتباع حقیقت میں شریعت کی ہوئی نہ افعال و اقوال اولیاء کی بلکہ اولیاء کا اولیاء ہونا اُن کی اتباع کرنا ہی اس وجہ سے ہوئی کہ اُن کے افعال شریعت کے مطابق ہیں یہ نہیں کہ ولی جو کرے، جو کہے عین شریعت ہے۔ آیات و احادیث بالکل مخالف ہوں کچھ پرواہ نہیں، تمام مجتہدین، مفسرین، محدثین، علمائے کرام و فضلائے عظام غل مچائیں کچھ شنوائی نہیں، کوئی انکار کرے تو یہ الزام کہ یہ تو وہابی ہوگیا، جو بزرگوں کی تعظیم نہیں کرتا ہے۔ سبحانک ہذا بہتان عظیم۔

اس وصف کا انکار کرنا بزرگوں کی تحقیر نہیں ہے کیونکہ جب ولی نبی نہیں ہو سکتا تو کوئی وصف مختص بالنبوت بھی ولی کو مل نہیں سکتا ہاں جو لوگ اس وصف کو ولی کے لیے ثابت کر رہے ہیں وہ بے شک نبی کی شان میں گستاخ ہیں۔

یہ راز ہے جس کو عوام بے چارے نہیں جانتے اور اہل بدعت دھوکہ سے اکثر اپنا کام چلاتے ہیں۔ لہذا جملہ اہل اسلام مطلع ہو جائیں کہ کسی وصف کے انکار کرنے کے یہ معنی ہیں کہ وصف اس کے مرتبہ سے اُوپر کا ہے اس وصف کے ثابت کرنے سے ماتحت کا مرتبہ نہیں بڑھتا اور مافوق کی گستاخی ہے جو شخص مدعی ہے پہلے اس وصف کا اُس مرتبہ کے لیے لزوم یا امکان ثابت کرے پھر وقوع تب منکر کو جو چاہے کہے

فقط کسی وصف کو عمدہ اور اوصاف کمالیہ میں داخل سمجھ کر ثابت کرنا شروع کر دے تو پھر اولیائے کرام و انبیاء علیہم السلام اور خداوند عالم میں کچھ فرق نہ رہے آخر اس کے نزدیک بھی کوئی وصف ایسا ہے جو خدا کے لیے ہے اور انبیاء علیہم السلام میں نہیں یا انبیاء علیہم السلام میں ہے اور اولیاء اکرام میں نہیں پھر کیا اس پر الزام تنقیص شان اور گستاخی کا نہ آئے گا یہ بالکل دھوکہ ہے جس سے مسلمان خوب خبردار رہیں کسی وصف کا منجملہ اوصاف کمال کے ہونا امر آخر ہے اور اس کا کسی شخص کے لیے ممکن الثبوت ہونا امر آخر، علیٰ ہذا القیاس اگر کوئی ممکن الثبوت ہو تو اس کے وقوع کی جب تک کوئی دلیل نہ ہو گی فقط امکان مثبت وجود نہیں ہو سکتا۔

اولیائے کرام کی اتباع کی تحقیق

ہاں جو واقعی اولیائے کرام ہیں گو بمقتضائے بشریت اُن سے غلطی ممکن ہے مگر بعد العلم ضرور توبہ فرماتے ہیں۔ لیکن کوئی عقیدہ مخالف اسلام یا کوئی فعل و قول حرام ہمیشہ اُن سے سرزد نہیں ہو سکتا اگر کوئی ایسا قول یا فعل اُن کی طرف منسوب ہو تو اول تحقیق روایت چاہیئے اس کے بعد تاویل حسن جو موافق شریعت ہو وہ کرنی چاہیئے یہ بھی نہ ہو سکے تو اُس فعل کو بُرا کہے مگر حضرات اکابر کی شان میں گستاخی ہرگز ہرگز نہ کرے کہ سم قاتل ہے اور سوء خاتمہ کا اندیشہ ہے ع

خطائے بزرگان گرفتن خطا است

کا یہی مطلب ہے:

نہ این کار می کنم نہ انکار می کنم

حکم تو وہی ہے جو علمائے کرام اہل شریعت واصحاب عظام فتوٰی فرما گئے ہیں اور فعل اور قول حرام ضرور حرام ہے مگر بسا اوقات بعض قرائن تعیین مراد کے خاص ہوتے ہیں یا قرینہ حالیہ ہوتا ہے جو نقل کلام کے وقت ذکر میں نہیں آسکتا اسی واسطے کلام کا مطلب ظاہری اور حقیقی غلط ہو جاتا ہے اور مراد متکلم بالکل حق ہوتی ہے جہاں تک مخاطب نہیں پہنچ سکتا یا قائل کا کلام کسی خاص حالت کے متعلق ہوتا ہے اور وہ اپنے نزدیک بالکل صحیح فرماتے ہیں گو واقع کے مطابق نہ ہو اگر کسی کو صفراوی بخار ہو اور شیرینی اس کو تلخ معلوم ہو تو وہ شیرینی کو تلخ کہتا ہے بالکل صحیح کہتا ہے کہ اس کو تلخ ہی معلوم ہوتی ہے مگر واقع کے بالکل خلاف ہے جو اُس شخص کے تقدس پر خیال کر کے مٹھائی کو کڑوا سمجھنے لگے گا بے شک غلطی میں مبتلا ہو گا اور جو اُس کی تغلیط کر کے گستاخی کرے گا وہ بھی بے شک بے ادب محروم اور گستاخ اور اُس کے حال سے غافل خیال کیا جائے گا۔ اچھا وہی ہے کہ مٹھائی کو مٹھائی کہے اور اس کو بیمار سمجھے اور مغلوب الحال۔ احکام وہی ہیں جو سرورِ عالم روحی فداہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیان فرمائے اور مجتہدین رحمۃ اللہ علیہم اور علماء شریعت نے استخراج فرمائے۔ اب اگر کسی اہل حال سے کوئی امر اس کے خلاف ہو تو اُس کو بھی مطعون نہ کرنا چاہیئے اور اُس حکم کو بھی غلط نہ کہنا چاہیئے یہ طریق متوسط ہے جس میں شریعت کا اور.....

بزرگانِ دین دونوں کا تحفظ باقی رہتا ہے ورنہ اُس کے سوا افراط اور تفریط ہے۔ واللہ تعالیٰ ہو الموفق

یہی طریقہ ہمارا اور ہمارے اکابر کا ہے۔

رحمھم اللہ تعالیٰ اجمعین وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی خیر خلقہٖ ونور عرشہٖ وصفوۃ عبادہٖ سیدنا ومولٰنا وشفیعنا وحبیبنا محمد وآلہٖ وصحبہٖ اجمعین۔

تمت بالخیر

توضیح المراد لمن تخبط فی الاستمداد

الملقب بہ

القیامۃ الصغریٰ علی من یقدم رجلاً و یؤخر الاخریٰ

تالیف

رئیس المناظرین حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوری

ناظم تعلیمات و شعبہ تبلیغ دار العلوم دیوبند

خلیفہ مجاز حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ

انجمن دعوتِ اہلسنت و جماعت

يَحْلِفُونَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوا وَلَقَدْ قَالُوا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوا بَعْدَ إِسْلَامِهِمْ وَهَمُّوا بِمَا لَمْ يَنَالُوا

آیت بالا ہمارے مخالفین کا کیسا ہوبہو مصداق ہوئی کہ بایں ہمہ وشاید خدا کی قسمیں کھاتے ہیں کہ ہم نے ہرگز ہرگز حاشا وکلا استعانت بالغیر کی چوتھی صورت کے جواز کا فتویٰ نہیں دیا۔ نہ وہ ہمارا مذہب۔ مگر انہیں کی چوبیس عبارات سے بیشک محقق اور قطعی طور سے ثابت ہو گیا کہ یقیناً وہ اسی کے قائل تھے اور اپنے قول سے خود کافر ومشرک ملحد ہوئے۔ اب جب تک صاف اور صریح توبہ نہ کریں تو ان کی خیر نہیں۔ اور جو ان کا قصد تھا کہ مسلمانوں کو عقیدہ شرکیہ میں مبتلا کریں وہ نہ حاصل ہوا۔ رسالہ

توضیح المراد لمن تخبط فی الاستمداد

عقبہ

القیامۃ الصغریٰ علیٰ من یتقدم رجلا ویؤخر الاخریٰ

کے ملاحظہ سے بھی بخوبی ثابت ہوجائیگا کہ مولوی ریاست علی خاں صاحب شاہجہانپوری نے جو اہل بدعات کے بڑے سرگروہ ہیں مسئلہ "سبیل السداد فی مسئلۃ الاستمداد" کو حرف بحرف تسلیم فرما کر استعانت بالغیر کی چوتھی صورت کو شرک وکفر والحاد تسلیم فرما کر تمام مجوزین پر شرک وکفر والحاد کا فتویٰ دیدیا اور یہ بار کر تمام اہل بدعت اسی صورت کے جواز کے قائل تھے اور ہیں جس کو آج کفر وشرک فرماتے ہیں اس کو رسالہ ہذا میں انہیں کی "فصل الخطاب" اور مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی اور مولوی کرامت اللہ خاں صاحب دہلوی کی چوبیس عبارتوں سے ثابت کیا ہے اور یہ بات کہ "تقویۃ الایمان" میں بھی اسی چوتھی صورت کو شرک کہا ہے مولانا اسمٰعیل صاحب شہید مرحوم مظلوم اہل بدعت کی ایک سو ایک[۱۰۱] عبارات اور "تقویۃ الایمان" کے تیرہ قرائن اور اشارہ فقرات اور دلائل عقلیہ ونقلیہ سے ایسا ثابت کیا ہے کہ مخالفین کو بجز قبول ہی کے چارہ نہ رہے۔ اہل علم وانصاف کے ملاحظہ کے قابل رسالہ ہے۔ خصوصاً جن حضرات علماء نے "فصل الخطاب" پر دستخط فرمائے تھے وہ ضرور ملاحظہ فرمائیں اور ہو سکے تو جواب کی بھی تکلیف گوارا فرمائیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۰

اللھم لاما نع لما اعطیت ولا معطی لما منعت ولا راد لما قضیت ولا ینفع

ذا الجد منک الجد سبحانک ایاک نعبد وایاک نستعین اللہ اللہ ربی لا

اشرک بہ احدا تبارکت وتعالیت صل وسلم وبارک علی من ختمت بہ النبیین و

جعلتہ رحمۃ للعالمین صلوۃ وسلاما وبرکۃ تکون للنجاۃ وسیلۃ ولرفع الدرجات

کفیلۃ وعلی الہ وصحبہ اجمعین ۔ الی یوم الدین ۔ آمین ۔

امابعد الٰہی تیرے وہ مقبول بندے کہاں چھپ گئے جو قبول حق کو اپنی نصرت اور

فتح اور کلمۃ الحکمۃ کو ضالۃ المومن سمجھتے تھے ۔ آج جن کے ماحی بدعت حامی سنت بڑے

بڑے بلمبے چوڑے القاب دو دو سطروں میں لکھے جاتے ہیں قبول حق اور سچی بات کا

تسلیم کرنا اُن کے لیے حرام موت سے بھی زیادہ ناگوار معلوم ہوتا ہے ۔ انک علی کل

شئی قدیر ۔

عالی جناب فاضل ریاست علی خان صاحب شاہجہان پوری نے رسالہ فصل الخطاب

فی متبعی عبدالوہاب ۔ جس میں اپنے نزدیک فرقہ وہابیہ نجدیہ کے عقائد تحریر فرما کر اپنے

ہم مشرب علماء سے دستخط کرائے تھے شائع فرمایا ۔

چونکہ اس میں وہی مسائل تھے جن کو سالہا سال سے اہل بدعات نے زیر مشق بنا رکھا

تھا ۔ طرفین سے اُن کے متعلق رسائل لکھے جا چکے تھے ۔ اصلا قابل لحاظ نہ سمجھا گیا ۔

لیکن چند دنوں کے بعد معلوم ہوا کہ خان صاحب کو اپنے اندوختہ اور عمر بھر کی کمائی

پر ناز ہے اور اس کا بھی دل ہی دل میں افسوس ہے کہ ہائے رے میرا کلام کسی نے

قابل رد بھی نہ سمجھا ۔

صُغرت عن المدیح فقلت اھجی
کأنک ما صغرت عن الہجاء

جب یہ آواز کانوں میں زیادہ آنے لگی تو چونکہ بڑے خان صاحب فاضل بریلوی احمد رضا خان صاحب اور منجھلے خان صاحب علامہ دہلوی کرامت اللہ خان صاحب کے جواب میں رسائل لکھنے کی بعض وجوہ سے ضرورت تھی انہیں میں چھوٹے خان صاحب کی بھی دعوت کی گئی ۔

سبیل السداد فی مسئلۃ الاستمداد میں فصل الخطاب کے سرغزل مسئلۃ استمداد بالغیر سے مفصل گفتگو ہوئی اور براہین قاطعہ اور حفظ الایمان کی عبارات کی تشریح السحاب المدرار فی توضیح اقوال الاخیار اور توضیح البیان فی حفظ الایمان میں کی گئی ۔

اہل بدعات چاہے خان صاحب کو کچھ ہی کہیں مگر ہم تو خان صاحب کے ممنون ہی ہیں ۔ ایک مخالف عنید اپنے خصم کے رسالہ میں کوئی بھی نقص نہ پائے اور باوجود پوری سعی اور کوشش کے کوئی غلطی بھی ظاہر نہ کر سکے اس سے زیادہ اور کیا حقانیت کی دلیل ہو سکتی ہے بقول

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

چھوٹے خان صاحب نے بادل ناخواستہ سبیل السداد کے تمام مضامین کو قبول فرما لیا صرف دو اعتراض کیے ہیں ایک یہ کہ استمداد کی چوتھی صورت کو جو ہم نے متنازعہ فیہا قرار دیا اور اہل بدعات کو اس کے جواز کا قائل کہا ہے یہ دعویٰ بلا دلیل ہے بلکہ

جس طرح ہم اس۔ کے قائل کو مشرک اور کافر۔ کہتے ہیں چھوٹے خان
صاحب کے نزدیک بھی وہ تعلیم مشرک اور کافر ہے ہی

عمرت دراز باد کہ این ہم غنیمت است

آخر پٹھان ہیں۔ بھی کبرا کبر کے استاذ تو گھر ہی یا اب برادری میں رہیں یا خارج کر دیئے جائیں۔ یہ بھی پتھر کی لکیر ہے۔ ہماری محنت تو وصول ہو گئی اگر ایک معمولی شخص کو بھی ہدایت ہو جائے تو وہ بھی ذریعہ نجات ہے چہ جائیکہ بدعت کا سرغنہ علی الاعلان ایک عقیدہ کفریہ سے اپنی براءت بیان فرمائے۔ اللھم لک الحمد

دوسری غلطی یہ بیان فرمائی گئی کہ ہم نے جو مولانا اسمٰعیل صاحب شہید مرحوم مغفور[1]
اہل بدعت۔ کے کلام سے معنی بیان کیے ہیں وہ بلادلیل ہیں ان کے لیے دلیل کی ضرورت
ہے۔

چنانچہ ایضاح الکلام جو قصص الانقلاب طبع دوم کی تذنیب۔ ہے اُس۔ کے صفحہ ۲۰ پر
فرماتے ہیں:

۱۔ واضح ہو کہ فقیر نے فرقہ وہابیہ نجدیہ کے عقائد کے ابطال میں رسالہ لکھا ہے کہ
جس کا نام قصص الانقلاب ہے اس کے مرتب ایک مسئلہ کا دو سال کے
بعد دیوبندیوں کی طرف سے جواب آیا دراصل جواب مدعا کے موافق مگر
ایک فریق کی غلطی کیساتھ وہ یہ کہ آپ نے استعانت کی چار صورتیں لکھی ہیں
اور استعانت کی چوتھی صورت مزید کی طرف اپنی طرف سے اختراع کر کے منسوب
کی ہے اور اس کو متنازعہ فیہ اور شرک ٹھہرایا ہے حاشا و کلا زید کا ہرگز یہ عقیدہ

۱؎ [illegible]

سے اڑگیا اور یہی کہتے ہیں کہ ہم تو آپ سے پہلے یہی عقیدہ رکھتے ہیں۔ ہم پر یہ خواہی نہ خواہی کا بہتان ہے اور افترا۔ ہم نے یہ کب کہا ہے کہ استعانت بالغیر کی چوتھی صورت بھی جائز ہے۔ اس کو تو ہم بھی کفر وشرک کہتے ہیں۔

جو مضمون بڑے زور وشور سے رسائل میں لکھا جاتا تھا اس کا مخالف کافر فاسق، بدعتی اہل سنت والجماعت سے خارج بتلایا جاتا تھا

آج وہی مضمون صریح کفر وشرک الحاد کہا جاتا ہے جل جلالہ

جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا۔

حق کی شوکت اس کو کہتے ہیں اور سنت کی عظمت اس کا نام ہے بدعت کی ظلمت یوں ذھب اللہ بنورھم وترکھم فی ظلمات لا یبصرون کا مصداق بناتی ہے ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب۔

اس امر کی تحقیق کہ خوانین[1] ثلاثہ کی عبارات کا مطلب یہ ہے کہ استعانت بالغیر کی صورت رابعہ جائز ہے۔ جس کو آج کفر وشرک والحاد کہا جاتا ہے اور اپنا اور اپنے تمام گروہ کا اس سے بری ہونے کا دعوے ہے۔

---

[1] خوانین ثلاثہ سے مراد اس تمام رسالہ میں فاضل بریلوی احمد رضا خان صاحب بڑے خان اور مولوی کرامت اللہ خان صاحب دہلوی مجھلے خان جن کا رسالہ برکات امداد اللہ ہے اور میرے عالی جناب ریاست علی خان صاحب چھوٹے خان صاحب شاہجہان پوری مراد ہیں۔ جو اس تحریر کے باعث ہیں۔ عام اہل اسلام کے علاوہ خوانین ثلاثہ کے جملہ معتقدین کی خدمت با خصوصیت کے ساتھ عرض ہے کہ ٹھنڈے دل سے اس بحث کو ملاحظہ فرمائیں اور دیکھیں کہ مرشدوں نے دنیا ہی میں کیسے صاف مشرک و ملحد و کافر بنا دیا اور خود الگ کے الگ یہ بحث قابل دید ہے ۱۲ منہ

چونکہ توضیح و تشریح مرام مقصود ہے اس وجہ سے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پہلے استعانت بالغیر کی چاروں صورتوں کو بیان کر کے پھر مطلب عرض کیا جائے تاکہ ناظرین کو مفہوم کے سمجھنے میں دقت نہ واقع ہو۔

استمداد کی پہلی صورت

جو بالاتفاق کفر و شرک حقیقی ہے۔

۱۔ غیر اللہ تعالیٰ کو چاہے وہ کوئی کیوں نہ ہو جملہ امور عادیہ و غیر عادیہ یا بعض میں ہر وقت و ہمیشہ یا خاص وقت میں بغیر اعطائے الٰہی قادر بالذات جان کر امر متعدد میں استمداد و استعانت کرے۔

استمداد بالغیر کی دوسری صورت

۲۔ غیر اللہ تعالیٰ چاہے کوئی ہو کسی امر میں قادر بالذات نہ سمجھا جاوے اور جو امور عادیہ عادتاً طاقت بشریہ میں داخل ہیں اور عادتاً بحسب جری الاسباب بندہ کو ان کا فاعل مختار کہا جائے اور شرعاً بھی وہ افعال بندہ ہی کی طرف منسوب ہوتے ہوں اور باوجود طاقت بشریہ میں داخل ہونے کے جس سے استعانت کی گئی ہے اہل اسلام تو در کنار مشرکین کے وہم میں بھی اس کے استقلال کا توہم نہ ہو ایسے امور عادیہ میں استعانت و استمداد کی جائے۔
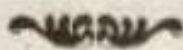
غیر سے استمداد کی تیسری صورت

۲۔ کوئی نبی علیہ السلام معجزانہ یا ولی کرامتاً اپنی ذات کے لیے یا دوسرے نبی یا ولی کے
لیے کسی خاص شخص یا خاص گروہ سے خاص وقت میں کسی خاص امر کی نسبت یوں
فرمائے کہ فلاں شخص فلاں وقت جو چاہے یا فلاں کام جب چاہے ہم سے یا
فلاں سے چاہے تو اس کا مطلب ہو جائے گا یا ہم کر دیں گے۔ اور مثلاً ثبت
از ذریعہ الحق کے یہ استمداد معجزانہ بنا ہوتی ہے یا کسی شخص نے بدون اجازت
و تعیین امر کے اپنی حالت شوق و بے اختیاری میں بلا قصد حقیقت الساقی کے طور پر
کسی برگزیدہ بندے سے استعانت کی اور وہ امر مقدر تھا ہو گیا جس میں اُس ولی یا نبی
کو کچھ بھی دخل نہیں بلکہ ممکن ہے کہ اُسے اطلاع بھی نہ ہو یا اطلاع بھی ہو اور دخل بھی
ہو مگر وہی معجزہ یا کرامت کی صورت ہو یا کسی صاحب کشف کو معلوم ہوا کہ یہ کام جب
ہو گا کہ فلاں بزرگ کی طرف توجہ کی جائے اور اس میں اس کی ہمت کی ضرورت ہو گی اور
مگر اسے قیاس پر مستحسب ہو گی یا مرید حسب معمول امر تعلیم سلوک میں اپنے
شیخ سے استمداد و اعانت کرے۔ جیسے ظاہری علوم کے تلامذہ اپنے اساتذہ
سے استفادہ کرتے ہیں۔

ان تمام صورتوں میں استعانت و استمداد کرنے والا اس نبی اور ولی اور پیر کو محض
بمنزلہ جارحہ اللہ تعالیٰ خیال فرماتے ہوئے قدرت باری تعالیٰ کے اس کو نہ
بالذات مؤثر اور متصرف نہ کہے بلکہ جیسے آفتاب سے نور اور پانی سے برودت حاصل

ہوتی ہے۔ ویسے ہی وہ حضرات محض درمیان میں ظہیر محل ہوتے ہیں اور چونکہ کرامت اور اعجاز
میں امور خارق عادت ہوتے ہیں اس وجہ سے اس میں طاقت بشریہ کو دخل نہیں، وہ
فعل اللہ تعالے کے محض معجزہ و کرامت ہوتا ہے۔ اور اگر وہ بھی مظاہر سبب بھی ہوتا ہے تو
خاص وقت کے لیے۔ پھر یہ بھی نہیں کہ اُن کا سبب ہونا دائمی اور ضروری ہو جیسا کہ آفتاب،
اور آگ حرارت اور پانی برودت کے لیے کہ یہ اسباب عادیہ دائمیہ یا اکثریہ ہیں، بلکہ وہ
ایک خاص وقتی بات ہوتی ہے جو مخصوص شرائط کے ساتھ مخصوص ہوتی ہے۔ اس
ولی اور نبی کو بھی اختیار نہیں ہوتا کہ اس کو اس کے وقت یا کسی کیفیت یا جس کے لیے ہوا
ہے کچھ تغیر کرے۔

غرض تیسری صورت میں اعانت، دفع مصائب اور مشکلات کے دور اور امور خیر وغیرہ
کے تحصیل کرنے میں بطریق خرق عادت ہوتی ہے جو نبی کے لیے معجزہ اور ولی کی کرامت
اور ایک وقتی بات مخصوص شرائط اور اوقات کے ساتھ مخصوص ہوتی ہے۔

جس کا یہ حاصل ہرگز نہیں کہ انبیاء علیہم السلام و اولیاء کرام کو خداوند عالم نے قدرت
اور تصرف دیا ہے کہ وہ جو چاہیں کریں، اور نہ یہ حاصل ہے کہ ہر شخص کو اجازت
ہے کہ جس سے جس امر میں جس طرح اور جہاں چاہے استعانت و استمداد کرے
وہ مطلب اس کا پورا ہو جائے گا یا بزرگوں کو اختیار ہے کہ جب چاہیں اور جس کا چاہیں
مطلب پورا فرمائیں اور جس کو چاہیں محروم کریں۔

وہ محض گویا پیغامبر اللہ تعالے کے ہیں کہ اُن کو کچھ بھی ان امور کے ہست و
نیست میں دخل جیسا کہ ایک گونہ امور عادیہ میں اختیار ہے، اختیار نہیں، اللہ تعالی اپنی قدرت
کاملہ سے اُن کے اعجاز یا کرامت ظاہر کرنے کے لیے جب چاہتا ہے کسی امر کو خلاف

۲

عادت پیدا کر دی ہے۔

استعانت بالغیر کی چوتھی صورت

جس کو اب حال جناب ریاست علی خان صاحب کفر و شرک کا اطلاق فرماتے ہیں اپنی اور اپنی تمام جماعت کی طرف سے برئیت ثابت کرتے ہیں، جو واقعی میں مختلف نہ تھا ہے۔

۴۔ چوتھی صورت: یہ ہے کہ کسی غیر اللہ تعالیٰ میں یا شئی کی نسبت یہ عقیدہ ہو کہ اس کو اللہ تعالیٰ نے اختیار دے دیا ہے اور قدرت کاملہ تامہ عنایت فرمائی ہے کہ وہ شخص ہر شے یا فلاں خاص شے جو طاقت بشریہ سے خارج ہے یا مطلقاً خارج نہ ہو مگر اس شخص کی طاقت سے باعتبار اسباب عادیہ کے خارج ہو جس کو جس طرح جس وقت چاہے دے اور جس کو چاہے نہ دے جناب وہ مبدا عطائے الٰہی مستقل ہے جیسے آنکھ سے جسے چاہے دیکھے جسے چاہے نہ دیکھے۔ اپنی مملوکہ اشیاء اور دراہم و دنانیر کو جسے چاہے دے جسے چاہے نہ دے۔ آگ کا جلانا، پانی کا ٹھنڈا کرنا، آفتاب کا منور کرنا وغیرہ وغیرہ اسباب سے جیسے ان کے مسببات عادتاً منفک نہیں ہوتے اسی طرح وہ بزرگ بھی جب اس خاص شئی یا ہر شئی کے عطا کر دینے کا ارادہ کسی کو فرمائے تو اس کو ضرور ہے۔ جس وقت کہیں سے کوئی شخص اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے یا کسی جنگل کوہ و بیابان یا آبادی میں ندا کرتا ہے وہ اس کی توجہ پر مطلع ہو جاتا ہے اس کی آواز کو سنتا ہے۔

اور جب خداوند کریم نے اس بزرگ کو یہ قدرت کاملہ عطا فرمائی تو اب سوال کرنا

اور جاننا بھی اُسی کے ساتھ مخصوص کر دیا جائے۔ یا سوال اور جاننا وہ علم بھی شئے کر
دینے والے دینی بزرگ ہوں جن کو قدرت دا جعطا کی گئی ہے اور ان کے ذمہ وہ کام کر
دیا گیا ہے یا اس قدر تنگی نہ ہو بلکہ دونوں جگہ درخواست کیا جائے اور دعا سنی جائے اور
دونوں جگہ سے مقصد براری ہو۔

حضرات ناظرین یاد کیجئے یہ ہی استعانت با غیر اللہ کی چار صورتیں ہیں جن کو جمیل السداد میں بیان
کر کے یہ عرض کیا تھا کہ صورت اولی باتفاق فریقین شرک و کفر محض ہے اور صورت ثانیہ و ثالثہ
باتفاق جائز ہیں۔ مختلف فیہا چوتھی صورت ہے مگر سلف نے اس مسئلہ میں اختلاف
نہیں کیا جو صورتیں ناجائز ہیں باتفاق کفر ہیں اور جو جائز ہیں باتفاق درست، ہاں چند دنوں
سے حامیان بدعت چوتھی صورت کو جائز فرماتے ہیں اور زید و عمرو میں بھی یہی مختلف
فیہا ہے اور اس میں عمرو کا قول حق ہے اور صورت رابعہ بے شک شرک و کفر ہے علاوہ
بفضلہ تعالیٰ نہایت مدلل طور سے ثابت کیا تھا جس کی تفصیل کے لیے جمیل السداد کا
ملاحظہ نہایت ضروری ہے بالخصوص اب کیونکہ اب تو اس کا حرف حرف مسلم فریقین ہو چکا
ہے اور صرف دو باتوں میں کلام ہے جن کو نفس مسئلہ سے تعلق نہیں۔

اور اگر تحقیق کو منظور ہے تو خان صاحب اس دفعہ کن کا اقرار بھی فرما ہی لیں گے اور
اقرار نہ فرمائیں گے تو کیا کریں گے انہیں کا نقصان ہوگا۔ لاجواب بات کا بجز قبول
کرنے کے جواب ہی کیا ہے اور علاوہ ازیں خواہ مخواہ فضول لکھنے سے تو رہے سہے معتقدوں
کو بھی خبر ہو کر سب ہوگا۔

خدا کی قدرت کہ برسوں کے بعد اس طرف سے یہ صدا آئی اور نہایت زور سے کہ
چوتھی صورت کو ہم اور ہمارے تمام عالم شرک و کفر و الحاد کہتے ہیں اور حاشا و کلا کہ زید کا

اسی اپنی ناگفتنی ہوئی پر تمام کتاب کو طول لا طائل دیا اور ہم لوگوں کو ناحق مشرک ٹھہرایا۔ فصبر جمیل واللہ المستعان علیٰ ما تصفون۔

(ایضاً کلام ص ۴۴ سطر ۹)

واقعی کلام کا مضمون بہت مسرت کا ہے کہ ایک جماعت کا مقتدا بذات خود اور اپنی تمام جماعت کی جانب سے ایک فرض اور مسلم عقیدہ کفریہ شرکیہ سے برأت اور نفرت ظاہر کرتا ہے۔ والحمد للہ الہادی۔

ہم اس کو نہایت خوشی سے تسلیم کرتے ہیں۔ لیکن جب تک اور صاحبوں کی طرف سے پورا اطمینان بطور مستقل نہ ہو جائے خان صاحب کا محض اس پر کیا حجت۔ بلکہ ہم کو تو خوف ہے کہ خان صاحب کو بھی کہیں وہابی نجدی نہ کر دیا جائے۔

بندہ تو دیوبند کا ایک خادم ہے وہیں تربیت پائی اور وہیں نشو و نما ہوا وہیں پڑھا لکھا، اساتذہ کے عقائد سے پورا واقف۔ میرا عرض کرنا کہ میرے اساتذہ کا یہ عقیدہ ہے قابل وثوق ہو سکتا ہے لیکن خان صاحب کو تمام ہندوستان کے دیوبندیوں سے کون سا استادی شاگردی کا تعلق ہے جو سب کی طرف سے فرما دیا کہ ہمارا اور ہمارے کسی عالم کا یہ عقیدہ نہیں۔

ان خان صاحب نے اگر کوئی وثوق کر لیا ہے تو اس کو ظاہر فرما دیں نہایت خوشی کی بات ہے مگر مجھے اس کا خوف ہے کہ ہمارے خان صاحب ہی کہیں برادری سے خارج کر دیے جائیں اور لا الی ہؤلاء ولا الی ہؤلاء کے مصداق ہو جائیں۔

ناظرین کو غالباً یہاں یہ گمان ہوگا کہ جب چوتھی صورت استعانت بالغیر کی باتفاق شرک و کفر و الحاد ہے اور دوسرا فریق اپنی اور اپنی تمام جماعت کی جانب سے بیزاری

عقیدہ کو شرک کہا ہے تو پھر اب جواب کس بات کا ہے قبول میں تعلل و تامل کیا ہے۔

بات یہ ہے کہ گو صورت رابعہ استعانت کو شرک والحاد و کفر کہا جاتا ہے مگر
انداز یہ ہے کہ ہم نے ایسا کہیں کہا ہی نہیں یہ ہم پر افترا و بہتان ہے اور حقیقت میں
چونکہ حضرات علمائے دیوبند ایدہم اللہ تعالےٰ بتائیدہ و کثرہم اللہ تعالےٰ ہر مرسے پکے حنفی
ہیں یہ نہیں کہ حنفیت کا نام بدنام کریں اور بدعت میں سر سے پیر تک ڈوبے ہوئے
ہوں مقلد ہیں مگر امام صاحب کے اور پھر تقلید ان کا شیوہ نہیں کہ نام تو امام صاحب
رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید کا ہو اور حقیقت میں اپنی تراشیدہ بدعات کے دلدادہ ہوں جن
کا قرآن و حدیث میں تو کیا فقہ میں بھی نام و نشان نہیں۔

اس وجہ سے ان کا اور ان کے خدام کا شیوہ افترا اور بہتان نہیں ان کے نزدیک
کسی کو مفتری کہنا تھوڑی بات نہیں اگر کبھی ان کی غلطی ہوتی ہے تو اس کے اقرار میں ان کو
عار نہیں ہوتی ورنہ پھر دروغ گو کو دروازہ سے ادھر چھوڑتے بھی نہیں۔

خان بریلوی فاضل احمد رضا خان صاحب کی طرح نہیں کہ ان کو مفتری خائن بددیانت
کافر مشرک مرتد ان کا اور ان کے تمام معتقدین کا تمام دنیا میں کسی سے نکاح درست
نہیں یہ سب کچھ کہا گیا انہیں کی کتاب سے اور ان کے ہی کلام سے ان کے مقبول فتوے
سے اور ان کے مایہ افتخار رسائل سے۔

لیکن خان صاحب بریلوی اور ان کے تمام اذناب ہیں کہ آج تک دم بخود ہیں ایک
بات کا بھی تو کیا مجال جو جواب دے لیں یا غلطی کا اقرار کر کے توبہ شائع کر دیں۔ کسی دوسرے
نے کچھ تھوڑا ہی کہا ہے جس کا جواب دیں وہ تو انہیں کے کلام کا مطلب ہے انہیں
کے گھر کی بات ہے پھر جواب کس کا اور کس کو۔

ہم تو جناب اگر واقعی ہماری غلطی ہوتی تو خان شاہجہان پوری صاحب کے سامنے دست بستہ توبہ کرکے اقرار کرتے مگر جب غلطی اور غرض نہیں تو کھلا چاہیے آفتاب روشن کی طرح ثابت کر دیں گے کہ:

آپ کے کلام کا یہی مطلب ہے جو ہم نے عرض کیا ہے۔

آپ کے دل میں جو کچھ ہو مگر زبان سے جو نکلا ہے اس کا مطلب تو صورت مابہ کا جواز کیا بلکہ عقائد اہل سنت والجماعت میں ہونا ضرور ہے۔ اور جس کو آج بڑے زور سے شرک کہا جاتا ہے اس کو پہلے تسلیم نہ کرنا ہی عقائد نجدیہ وہابیہ میں شمار کیا جاتا تھا لہٰذا تو ہم یہ ثابت کریں گے پھر وہ جو فرمائیں گے بسر و چشم قبول، صاف صاف اقرار پھر توبہ ہونی چاہیئے۔

دوسری بات یہ ہے کہ جب پچھلے اختلاف اور واقعی مقلدین کی جانب سے بدعات کے رد میں رسائل شائع ہوئے اور یہ برکت جناب سرور عالم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ اثر ہوا کہ ہندوستان سے بدعت کے قدم اکھڑ گئے اور بدعات کے بڑے بڑے منصوبوں کے بت شہید مرحوم کی یک آواز سے اوندھے گر پڑے تو واقعی بدعت اس قدر بے وجہ ہوئی کہ اس کو کسی نے بھی قبول نہ کیا اور بہت کچھ ناز وسنگار کیا مگر جوانان سنت نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیم نے اس کے رد میں شکستہ منہ پر تھوکنا بھی گوارا نہ کیا۔

تو جن حضرات کو بدعت نے گود میں کھلایا اور دودھ پلایا تھا انہوں نے اس کے حق کو ادا کرنا چاہا اور جو کچھ نہ کرنا تھا وہ کیا۔ خاندان بدعت کے سربلند سپوت فاضل بے بدل خان بریلوی نے تو حق ادا ہی کر دیا۔ بدعت کا بدلہ یہ لیا کہ جن خاندان سنت سے بدعت کو ذلت پہنچی تھی ان کے کلام میں خیانت جد یا حق کرکے وہ وہ مطلب

کفریات اُن کے سر تھوپے کہ بدعت بھی شرما گئی اور بڑی بدعت کی تردید میں
ان کو سپرد کیا خاں بریلوی نے ایک مدت تک خوب بغلیں بجائیں اور اُن اُن کے نئے
نئے القاب و آداب سے ملقب کیے گئے کہ تمام خاندان بدعت منہ ہی تکتا رہ
گیا کہ اور تو اور کہ بدعت یہیں تک پہنچے تھے مگر آپ تو بدعت میں بدعت ایجاد کرتے
کرتے اُس سے بھی اعلیٰ درجہ بدعت تک پہنچ گئے۔ اپنی اپنی قسمت تقدیر قابلیت ذاتی
اگر کوئی یوں ہی کہیں سے کہیں پہنچا دیتی ہے۔

اب اہل حق کی طرف سے تحریر کیا جاتا ہے کہ ان مضامین کفریہ کو تو ہم خود کفر کہتے
ہیں اور اس کے قائل اور معتقد کو کافر جانتے ہیں ان مضامین کا دوسری مدت العمر نہیں
گذرا کلام کے سوسو کوس تک بھی اُن کا گذر نہیں یہ کیسے اُن کا مفاد صریح قطعی جزوی بنایا
جاتا ہے۔

چارہ گر صد حیف طبیعت دار ہے بدعت پسند
ظلم ہونے کو ہے جبر بپا ہونے کو ہے

کلام کا ما تقدم ما تاخر سیاق سباق قرائن حالیہ مقالیہ تمام امور دکھائے جاتے
ہیں مگر مرغے کی ایک ٹانگ۔ یہی نہیں مطلب وہی ہے جو ہم نے بیان کیا اس میں حضرت
سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی توہین صریحی ہے اس میں صراحۃً گالی دی گئی ہے۔ اب تو
فتویٰ حرمین شریفین کا بھی ہو چکا ہے جو ایسا کہے وہ کافر ہے۔ جو اُسے کافر نہ کہے
کفر میں شک کرے تردد کرے وہ بھی کافر ہے یہ کفر اُٹھ ہی نہیں سکتا اور سوا انکار کرو
وہ سب اقرار ہی کے حکم میں ہیں۔ خان بریلوی کا غصہ تو بجا ہی۔ خان شاہجہاں پوری
صاحب ان سے بھی تیز۔ خدا کی پناہ۔ نہیں صاحب نہیں مطلب وہی ہے جو تھے

خان صاحب نے بیان فرمایا ہے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ضرور توہین ہوئی بے شک
توہین شب ہے ان کے اقوال کی تاویل کرنا گویا زمین کو آسمان بنانا ہے ایسی تاویل کی جائے گی
تو کوئی قول متناقض متعارض نہ رہے گا۔ اور نہ کوئی قول کاذب ہر ایک قول میں
موافق اپنے مدعا کے الفاظ بڑھا دیے جاویں گے یا گھٹا دیے جاویں گے تو مدعا حاصل
ہو جائے گا۔

اس وجہ سے اب ہم بھی دکھلانا چاہتے ہیں کہ آپ حضرات کا مطلب یہ ہے
کہ چوتھی صورت استعانت بالغیر کی جائز ہے جس کو اب شرک و کفر والحاد کہا جاتا ہے
دیکھیں اپنے کلام کی کہ آپ حضرات کیا تاویل اور کس طرح چوتھی صورت کو اس سے
خارج فرماتے ہیں۔ جب آدمی خود مقتول ہوتا ہے تب قدر معلوم ہوتی ہے۔ جیں انداز

سلہ ایضاح الکلام صفحہ ۱۳۹ سطر ۱۶ ۔ ۱۲ منہ

سلہ واقعی کس قدر ظلم کی بات ہے کہ ایک مسلمان عالم متبحر متقی صوفی صافی عامل کامل کے کلام کے معنے
ایسے بیان کیے جاتے ہیں جس سے وہ مسلمان ہے اس سے زیادہ کون سا جرم ہوگا یہاں تک کافر
بنانے کی غرض کو تحت الثریٰ کر دیا جاتا تو کچھ حرج نہ تھا مگر یہاں تو غضب یہ ہے کہ ایک عاشق صادق
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق کو ز اٹھایا جاتا ہے اور مطلب بھی وہ کہا جاتا ہے جس کو سیاق و سباق
مقتضی نہ ہو کیا کسی کلام کی درست ہو گا ۔

کون سنتا ہے کہانی میری

اور پھر وہ بھی زبانی میری ۱۲ منہ

سلہ اور اقوال کو متعارض اور کاذب بنانا نہ کرنا اقل تو پچھوڑ کا تو زیادہ کتنا جرم ہی گے تمام مفتشہ بیشرا

سے آپ اپنے کلاموں کا مطلب بیان فرمائیں گے اسی طرح ہم بھی تقویۃ الایمان، تحذیر الناس، براہین قاطعہ، حفظ الایمان کا مطلب بیان کردیں گے اُس وقت تو قابلِ قبول ہوگا۔

جس طرح آپ خوش ہوں گے وہی طریقہ اختیار کیا جائے گا اب تا بقیت علمیت انصاف تقویٰ دیانت اتباعِ سنت، محبت و عشقِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اولیائے کرام سے الفت و محبت تصوف ظاہر و باطن کے جامع۔ تصوف کے جملہ مقامات کا طے ہونا مجملہ دعاوی کی بفضلہ تعالیٰ حقیقت کھل جاتی ہے۔ اب ذرا دل کو مضبوط کر کے بندہ کی عرض کو توجہ سے بگوشِ ہوش سنئے۔ واللہ تعالیٰ ہو المستعان۔

(حاشیہ صفحہ (۱) حدیث شراح متن مرکب جس کے وجہ سے اُنھوں نے تمام اقوال متعارضہ احادیث متعارضہ کیا ہے جو بظاہر مختلف الفاظ کلام امام جو بظاہر متعارض و متدافع تھے سب کو صحیح بنا کر تعارض رفع کر دیا جس کی وجہ سے شارحین حیران پریشان رہا بالخصوص صاحب الاعتقاد دوسرا امر یہ کہ علم یہ ہے کہ قیود بھی وہی لگائیں جن کو سیاق سباق قرائن حالیہ و مقالیہ مقتضی بلکہ اسی کلام میں موجود بدعت پر رضا کی لعنت۔ واقعی ایسی ہی بری چیز ہے جیسی اس کی مذمت حدیث شریف میں وارد ہوئی ہے۔ خان صاحب آپ تو عالم فاضل معقول منقول کی کتابیں پڑھے ہوئے ہیں۔ خان بریلوی صاحب یہ فرماتے تو اس قدر مستبعد نہ تھا مگر آپ سے تو سخت تعجب پر تعجب ہے۔ لیکن کچھ پرواہ نہیں کردنی خویش آمدنی در پیش ذرا صبر فرمایئے اور قدرے تحمل کیجئے ۲ منہ

خان شاہجہان پوری کی پہلی عبارت جو چوتھی صورت کے جواز کو مثبت ہے جس
سے خان صاحب کا بقول خود شرک و معاذ وغیرہ ہونا ثابت ہوتا ہے۔

نصیں انقلاب کے صفحہ ۳ سطر ۱ پر خان صاحب فرماتے ہیں:

حالانکہ اہل سنت والجماعت کا اس میں یہ عقیدہ ہے کہ حق سبحانہ
تعالیٰ نے اپنے انبیاء اور اولیاؤں کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت دی
ہے اس بنا پر اگر کوئی ان سے یہ معاملہ کرے گا۔ یعنی انبیاء اور اولیاء سے
تصرف چاہے گا تو ہرگز کسی طرح کا شرک نہ ہو گا البتہ اگر بالذات اُن کو
متصرف جانے گا تو قباحت کی بات ہے:

خان صاحب اب آپ ہی انصاف سے فرمائیں کہ انبیاء علیہم السلام و اولیاء کرام
کے لیے قدرت ہونا تصرف ہونا بقول آپ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ فرماتے
ہیں اور اس بنا پر اگر کوئی ان سے تصرف چاہے گا تو ہرگز کسی طرح کا شرک نہ ہوگا۔ ہرگز
کی تاکید اور کسی طرح کا عموم بھی ملحوظ خاطر والا رہے۔

اب بہرطرح جبکہ ان سے کوئی استعانت و استمداد کرے کسی طرح کا شرک نہ
ہو گا یہاں استعانت کی تمام صورتوں میں سے جناب نے صرف البتہ اگر بالذات اُن کو
متصرف جانے گا تو اس کو قبیح فرمایا ہے،

فرمائیے اب استعانت کی چوتھی صورت قبیح کافر ہوئی یا
جس میں کسی طرح شرک نہ ہوگا۔۔

چوتھی صورت میں خدا کی دی ہوئی قدرت سے بزرگوں کو متصرف مانا گیا ہے اور
یہاں جناب نے بالذات متصرف جاننے کے سوا سب کو شرک سے علیحدہ فرما لیا

اور وہ بھی نہایت تاکید اور تعمیم سے جواب فرمایئے:

اب یہ چوتھی صورت کے جواز کے قائل ہوئے یا نہیں بلکہ اسے

عقیدہ اہل سنت والجماعت بتایا یا نہیں۔

چوتھی صورت کو جو جائز نہ کہے اسے نجدی وہابی فرمایا یا نہیں:

فرمایئے یہ چوتھی صورت آپ کا ایمان ہوئی یا نہیں۔

یہ چوتھی صورت ہی وہ جو آپ کے نزدیک عقیدہ اہل سنت والجماعت میں داخل ہے جس سے آدمی ہرگز کسی طرح مشرک نہیں ہوتا جس کا اعتقاد رکھنا اہل سنت والجماعت کی علامت اور نہ اعتقاد رکھنا نجدیت وہابیت کی نشانی ہے، بھلا آپ سے نزاع ہے ہم جس کو شرک کہتے ہیں پھر فرمایئے:

ہمارا یہ عرض کرنا کہ چوتھی صورت متنازعہ فیہا ہے آپ اس کے جواز کے قائل ہیں یہ افترا اور بہتان ہے یا آپ کا عین ایمان اور آپ کے کلام کے مطلب کا بیان۔

اب یہ مجھ پر کہنا ہے کہ اس کلام عام سے جو استعانت بالغیر کی جملہ صور کو شامل ہے جو بہ صرف متصرف بالذات والی یعنی استعانت کی پہلی صورت کا استثنا کیا ہے استعانت کی چوتھی صورت کو کیسے شرک میں داخل فرمائیں گے اور:

یقیناً آپ کا صادق ہوگا کہ ہم اور ہمارے علما اس شرکیہ اور کفریہ عقیدہ سے بالکل بری ہیں، ہم پر خواہی نخواہی الزام ہے۔

خان شاہجہانپوری مجتہد کی دوسری عبارت جو چوتھی صورت کا عقیدہ اہل سنت والجماعت ہونا ثابت کرتی ہے جس کو آپ خان صاحب شرک و کفر والحاد فرماتے ہیں۔

اور سُنیے نصل الخطاب صفحہ ۱۴ سطر ۱۱:

"حالانکہ اہل سنّت والجماعت کا عقیدہ اس میں یہ ہے کہ بلائیں ٹالنی اور مشکل میں دستگیری کرنی انبیاء اور اولیاء کو حق سبحانہ تعالیٰ نے قدرت دی ہے پس اگر کوئی اُن سے مشکل کشائی اور بلائیں ٹلوانا چاہے اور یہ سمجھے کہ اللہ تعالےٰ نے اُن کو یہ قدرت دی ہے تو ہرگز کسی قسم کا شرک ثابت نہ ہوگا۔"

لہٰذا اب فرمائیے مجھ کو بھی افسوس ہے کہ آپ کے کلام میں کسی تاویل کی بھی گنجائش نہیں ورنہ آپ نہیں تو میں خود ہی تاویل عرض کر دیتا یہ تو بعینہا چوتھی صورت ہوگئی جس کو جناب شرک وکفر والحاد فرماتے ہیں۔ دوسری صورت میں تو استعانت امور عادیہ میں ہوتی ہے جس سے بلائیں ٹالنی اور مشکل کشائی خود ہی خارج ہیں۔

تیسری صورت بھی نہیں ہو سکتی کیونکہ اس میں بزرگان دین کے لیے قدرت وتصرف ثابت ہی نہیں کیا جاتا بلکہ اس فعل کو خداوند عالم اپنی قدرت سے پیدا کرتا ہے مشکل کشا وہی ہے ہاں بزرگ کی کرامت اور اعجاز منظور ہوتا ہے۔ امور غیر عادیہ کی قدرت وتصرف اعطائی تو فقط چوتھی ہی شکل میں ہے پھر فرمائیے اگر وہ شرک وکفر ہے تو یہ صورت کیسے جائز ہوگی۔

تیسری صورت میں چونکہ استعانت امور غیر عادیہ میں ہوتی ہے اور وہ قدرت بشریہ سے خارج ہوتے ہیں اور آپ بزرگوں کے لیے قدرت وتصرف اعطائی ثابت فرما رہے ہیں لہٰذا یہ تیسری صورت ہو ہی نہیں سکتی۔ بجز چوتھی صورت کے دوسرا کوئی صحیح احتمال ہی نہیں۔

اوّلؔ۔ علیٰ ہٰذا القیاس پہلی عبارت کا منشا اور مطلب بھی متعین ہے کیونکہ وہاں بھی صاف موجود ہے کہ انبیاء اور اولیاء کو اللہ تعالیٰ نے عالم میں تصرف کرنے کی قدرت دی ہے اور عالم میں قدرت و تصرف اعطائی بجز چوتھی صورت کے اور کسی صورت میں ہے ہی نہیں تو جناب عالی کی دونوں عبارتوں کا مفاد صریح بھی چوتھی صورت استعانت بالغیر کی ہے جس کو اب جناب کفر و شرک لما فرماتے ہیں؛

چوتھی صورت کا جواز آپ کی عبارت کا مطلب اور آپ کا عقیدہ؛

جوابا جوابا جتنا ن و اقرؔا انصاف انصاف انصاف

فرمایئے مختلف فیہا کون سی صورت ہوئی چوتھی ہی یا کوئی اور آپ نے اس کو عقیدہ اہل سنت والجماعت فرمایا یا نہیں، اب کوئی قید تو زیادہ کم نہ ہوا اور پھر اس کلام کا مطلب ایسا بیان فرمایا جاوے جس سے چوتھی صورت مفہوم نہ ہو تو پھر ہم بھی جانیں ورنہ پھر آپ خود ہی حکم فرما چکے ہیں کہ چوتھی صورت کے جواز کا جو قائل ہو وہ ایسا ایسا الخ

دوسرےؔ۔ تیسری صورت میں استعانت و استمداد کو یا محدود فی زمین فرمائے یا حالت شوق مجبور کرے یا مرید خاص حالت خاصہ میں استعانت و استمداد چاہے، اور آپ نے تو کوئی بھی قید نہیں لگائی بلکہ جواز استمداد کے لیے ایک ہی شرط ہے کہ یہ سمجھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ قدرت دی ہے پھر شرک نہ ہوگا اور

یہی حاصل چوتھی صورت کا ہے کہ اس میں قدرت دی ہوئی کا اعتقاد ہوتا ہے د شرائط مذکورہ کا۔

تیسرےؔ۔ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کو حق سبحانہ تعالیٰ نے قدرت دی ہے؟

اس کا مستفاد یہی ہے کہ ان کو اب اختیار ہے کہ جس کی بلا [illegible] چاہیں [illegible] جس کی [illegible] چاہیں دنیا میں امداد ہی چوتھی صورت ہے۔ جیسے پہلی صورت میں امور عادیہ کی قدرت ہے یہاں امور غیر عادیہ کی قدرت ہے۔

۴۔ پہلی عبارت میں انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت دی ہے۔ اپنے عموم سے بتا رہا ہے کہ ہر نبی اور ہر ولی کو ہر شے میں تصرف کی قدرت دی ہے کیونکہ عالم ما سوی اللہ تعالیٰ کا نام ہے اور یہی وجہ ہے کہ استعانت کرنے والے اور معین کی جس چیز کی استعانت چاہی ہے اس میں کوئی تخصیص نہیں فرمائی جس کا جو دل چاہے جس نبی ولی سے جس طرح چاہے استعانت کرے جائز ہے تو یہ تو چوتھی صورت سے بھی بظاہر عموم میں کچھ زیادہ ہو کر دل شرک اور محمد اور کالا کافر بنا دے گی۔

اس واسطے کہ کسی خاص علاوہ نبی کو کسی شے میں بھی ایسا قادر اور متصرف عطائی قدرت سے ماننا جب شرک و کفر ہے تو ہر نبی و ولی کو ہر شے کا ایسا قادر و متصرف تسلیم کرنا کیسا کچھ شرک ہوگا۔

۵۔ نہایت غور کرنے کی بات ہے۔ آپ فرماتے ہیں مولانا اسماعیل صاحب شہید مرحوم استمداد و استعانت کو مطلقاً ہر صورت میں شرک کہتے ہیں۔ چاہے یوں سمجھے کہ قدرت عرضی ہے یا قدرت و تصرف ذاتی کا قائل ہو۔ بہر حال شرک ثابت ہوتا ہے۔

اور آپ اس کا خلاف کرتے ہیں اور جیسے وہ تمام صورتوں کو شرک فرماتے ہیں آپ صرف ایک صورت کو شرک کہتے ہیں جس میں قدرت ذاتیہ ہو تو اس کے علاوہ جس میں قدرت عرضیہ ہو وہ سب شرک سے مستثنیٰ ہیں۔

اور چوتھی صورت میں قدرت عرضیہ ہی ہے تو وہ بھی شرک نہ ہوگی اور اسی کو ہم

متنازع فیہا قرار دیتے ہیں؟

فرمایئے چوتھی صورت متنازع فیہا ہوئی یا نہیں اور آپ اس کے جواز کے قائل ہوئے یا نہیں۔

آپ کے دل کا حال تو خدا ہی جانتا ہے مگر انصاف فرمایئے کہ جو شخص جناب کی عبارت کو دیکھے گا وہ کیا سمجھے گا۔ اب جناب اپنی عبارت کا مطلب بیان فرمائیں جس سے چوتھی صورت کا شرک ہونا ثابت ہو جائے تو پھر ہمیں قبول میں کیا حجت ہو سکتی ہے۔

لیکن اگر بفرض محال آپ ثابت بھی فرما دیں گے تو ہم سے پھر بھی افترا اور بہتان کا الزام تو قطعاً جاتا رہا۔ کیونکہ ایسے مطلب کو کوئی شخص افترا اور بہتان نہیں کہہ سکتا۔ ہاں اس کے خلاف مطلب کر جو چاہے کہے۔ ہم تو یہ مطلب سمجھنے اور آپ کی طرف منسوب کرنے میں مجبور ہیں، کلام کا اور مطلب سمجھ ہی میں نہیں آتا۔

۶۔ جب ہم خدا چاہے حضرت شہید مرحوم کے کلام ہی سے یہ ثابت کر دیں گے کہ اُن کی مراد قدرت وغیرہ سے چوتھی صورت ہے اور کرامت و معجزہ اور امور خارق عادت کا شہید موصوف انکار ہی نہیں کرتے تو پھر تو مخالفین کے کلام کی مراد بھی قدرت وغیرہ سے چوتھی ہی صورت ہوگی وذلک المراد ۔ یعنی وہ اوّل اور رابع صورت کو شرک فرماتے ہیں اور آپ فقط اوّل کو تو ثانی چوتھی ہی صورت میں رہا ثانی و ثالث میں اتفاق ہے۔

لہ خاں صاحب آپ غصہ نہ ہوں ہم نے اپنے عقیدہ اور عام مسلمانوں کے عقیدہ کے موافق لکھ دیا ہے ورنہ جناب کے نزدیک تو دنیا بھر لاکھوں کروڑوں عالم الغیوب ہوں گے معاذ اللہ تعالیٰ وہ بھی جانتے ہوں گے کیا معنی ضرور جانتے ہیں ۱۲ منہ

اور اگر یہ بھی مان لیں کہ جناب کے کلام میں خاص چوتھی ہی صورت مراد نہیں بلکہ تیسری کو بھی شامل ہے تو پھر بھی یہ شبہ تو قائم ہی رہا کہ چوتھی صورت کو آپ جائز فرماتے ہیں ایسی صورت کوئی نہیں نکلتی جس سے یہ ثابت ہو کہ آپ کے نزدیک چوتھی صورت شرک ہے یا چوتھی صورت کا جواز ثابت نہ ہو۔

جب استمداد کی صورتوں میں بعض صورتیں شرک بھی تھیں اور آپ کا مخالف آپ کے نزدیک سب کو شرک کہہ رہا ہے تو جیسے آپ نے قدرت و تصرف ذاتی کو شرک کہا تھا چوتھی صورت کے شرک ہونے کا بھی ذکر آپ پر لازم تھا۔ اور صرف ایک ہی صورت کو شرک کہنا اس کا صاف یہی مطلب ہے کہ اور جائز ہیں اور شرک کے فرد نہیں پھر چوتھی صورت کے جواز اور آپ کے عقیدہ اور مختلف فیہا ہونے میں کیا باقی رہا۔

چونکہ آپ کو چوتھی صورت استمداد کے جواز سے نہایت زور وں کے ساتھ قبول اور تحاشی ہے اور اس کو صاف لفظوں میں شرک و کفر و الحاد کہا ہے اور ہمارا دعوی یہ ہے کہ آپ کا کلام اس کے جواز کو مثبت اور اس کا معتقدات اہل سنت والجماعت سے ہونا ظاہر کرتا ہے ۔ اس وجہ سے ہم چاہتے ہیں کہ مبحث خوب صاف ہو جائے تاکہ کسی کو انکار کی گنجائش نہ رہے اور اگر کوئی خان خواہیں انکار بھی فرمادیں تو بے چارے عوام ناظرین تو مذبذب نہ رہیں۔

اور نیز جب آپ حضرات کا کلام محتمل التاویل نہ رہے تو پھر بریلوی صاحب یا دہلوی صاحب شاید اس کا دعوی فرمادیں کہ ہاں ہاں صورت رابعہ ہی ہماری مراد ہے اور اس کو کون شرک و کفر و الحاد کہتا ہے تو پھر یہ جواب آپ ہی اٹھادیں اور آپ ہی جواب دیں بہ نسبت ہماری بات کے آپ کی بات کو وہ زیادہ سنیں گے اس وجہ سے

بغرض توضیح عرض ہے نہایت توجہ سے سنیئے۔

ہم نے چھ دلیلوں سے بفضلہٖ تعالیٰ یہ ثابت کیا ہے کہ جناب کی دونوں عبارتوں کا مفاد صرف چوتھی صورت ہے یا اس سے عام جو چوتھی کو بھی ضرور شامل ہے ایسی صورت نہیں ہو سکتی جو صورت رابعہ اس سے خارج ہو جائے۔ اب چھوؤں دلیلوں کا فرق ملاحظہ فرمایئے۔ تاکہ آپ کو بات ملانے کا موقع نہ ملے۔

اول دلیل کا مدار اس پر ہے کہ آپ نے مقبولانِ بارگاہ صمدیت کے لیے قدرت تصرف کو ثابت فرمایا ہے اور تیسری صورت میں امورِ غیر عادیہ کی غیر اللہ تعالیٰ سے قدرت تصرف کی نفی کی گئی ہے۔ لہذا جناب کے کلام کا مطلب تیسری صورت نہیں ہو سکتی بلکہ ضرور چوتھی کا ہے۔

دوسری دلیل میں یہ عرض کیا گیا ہے کہ استعانت کی تیسری صورت میں تعمیم نہیں بلکہ ایک وقتی بات ہوتی ہے جو خاص خاص شرائط کے ساتھ مخصوص ہوتی ہے جن کا تعلق مستعین اور مستعان پر اور نفس استعانت کے ساتھ ہے مثلاً جس سے مدد چاہے وہ خود استعانت کا امر یا اجازت دے اور جو مدد چاہنے والا ہے وہ حالت شوق اور بے اختیاری میں ہو یا خاص استعداد اور خاص حالت رکھتا ہو یہ سمجھے کہ جن سے مدد چاہوں ان کو کچھ قدرت اور تصرف کا مجاز نہیں۔ ان افعال عجیبہ کا صدور قدرت خداوندی سے ہوا ہے جس میں ان مقبولانِ بارگاہ کو کچھ بھی دخل نہیں۔ ہاں صدور فعل ہوا ہے انہیں کی اظہار عزت کے لیے۔ جیسے افعال عادیہ کے صدور کی قدرت بندوں کو دی گئی ہے ان کو ان امور میں اس قدر بھی قدرت نہیں جیسے ان امور کے لیے اسباب دائمی لازمی و اکثری۔ استعانت میں کبھی اشتغال اور کبھی شوق داعی ہوتا ہے

اور کبھی سبقت لسانی موجب استعانت ہوتی ہے جن کی تفصیل صورت ثالثہ
میں مذکور ہے۔

مگر جناب مصنف شرح و بیان فرمائی کر یہ سمجھے کہ یہ قدرت خداداد ہے پھر شرک
ہرگز کسی طرح لازم نہ آئے گا۔ اور کسی شرط کا بھی جو تیسری صورت میں معتبر ہیں نام
نہیں، تو اس بنا پر بھی یہ تیسری صورت نہیں ہو سکتی بلکہ ہوگی تو چوتھی ہی ہوگی۔

تیسری وجہ کا حاصل یہ ہے کہ قدرت دینے کے بھی معنے ہیں کہ جیسے امور عادیہ
کو چاہے دیں اور چاہے نہ دیں تو ان امور کی قدرت دینے کے بھی یہی معنی ہوں گے کہ
جس کی اولاد چاہیں بنا لیں اور جو چاہیں نہ بنالیں اور یہ بعینہٖ چوتھی صورت ہے کہ
بزرگوں کے لیے ایسی قدرت ثابت کی جائے

چوتھی علت کا سرمایہ لفظ انبیاء اور اولیاء اور لفظ عالم کی تعمیم ہے یعنی اس کا مفاد
یہ ہے کہ جمیع انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کو عالم کے ہر ہر جزو میں تصرف کی قدرت
عنایت فرمائی گئی ہے تو اب یہ مطلب چوتھی صورت سے بھی بظاہر عام ہو کر اور
اس کو شامل ہو کر اور کفر و شرک والعیاذ کے ازدیاد کا باعث ہوا۔

پانچویں سبب میں قرینہ حالیہ مقام بحث اور موضوع بحث کو ظاہر کیا ہے کہ
جب آپ شہید مرحوم کو یہ فرماتے ہو کہ وہ استمداد جملہ صورتوں کی شرک بتاتے ہیں
تو آپ کے نزدیک جس قدر صورتیں شرک کی تھیں جیسے قدرت ذاتیہ والی صورت
کو شرک کہا ہے۔ صورت رابعہ کا شرک ہونا بھی ظاہر فرمانا ضرور تھا اگر فقط پہلی ہی
صورت کو شرک کہا تو معلوم ہو گیا کہ صورت رابعہ ضرور آپ کے نزدیک جائز ہے۔

چھٹی حجت میں حضرت شہید مرحوم سے آپ کے مخالف ہونے کو حجت

یقینی مراد پر قرار دیا ہے کیونکہ آپ ان کے مخالف اور جس کو وہ شرک فرماتے ہیں اسے آپ عین ایمان اور مطابق عقیدہ اہل سنت والجماعت۔ ہاں قدرت ذاتیہ میں دونوں بالاتفاق شرک فرماتے ہیں تو اب اس کے سوا جس کو وہ شرک فرمائیں اس کو آپ جائز فرماتے ہیں۔

اور یہ کھلا ہے ثابت ہو جائے گا کہ وہ قدرت ذاتیہ کے سوا صرف چوتھی ہی صورت کو شرک فرماتے ہیں تو اب آپ جائز اور عقیدہ اہل سنت والجماعت بھی اس کو کہتے ہیں۔ عدم اختلاف ابھی نہ رہے گا۔ اور اختلاف تو ایسا پختہ ہے کہ قرن گذر چکے یہ بحث نہیں کو بے بچے کتاب لکھ دی ہے آج کل ہی کے نہیں بلکہ قدیم زمانہ کے نامور علماء بھی آپ کے ساتھ ہیں۔ جن کے چند اسماء بھی جناب نے ایضاح مرام کے صفحہ پر گنائے ہیں۔[1]

فرمائیے جناب ہی کی کتاب جناب ہی کے فتوی میں یہ دکھلا دیا کہ صورت رابعہ ہی متنازعہ فیہا ہے اور یہی جناب کا اور آپ کے علماء اور زید کا اعتقاد ہے اب تو ہماری غلطی نہ رہی اب تو ہم کو رجوع کرنے کی ضرورت نہ ہوگی۔

آپ ہی نے تو فرمایا ہے کہ اگر بالفرض کسی کا یہ عقیدہ ہو بھی تو ہم آپ سے پہلے ایسے عقیدہ رکھنے والے کو ملحد اور کافر اور مشرک جانتے ہیں ۱۲

اب بھی جناب اپنے اس حقانی ارشاد پر قائم ہیں یا نہیں اگر ہیں تو بس آپ ہی زید اور بدعتی علماء جنہوں نے فصل الخطاب پر بڑے شوق سے دستخط کر کے عقیدہ

---

[1] ایضاح المرام ص [illegible]

شرکیہ کفریہ الحادیہ کی داد دی ہے اور مولوی ریاست علی خان صاحب کی خوب منہ
بھر بھر کر تعریفیں فرمائی ہیں ان سے کافر و مشرک ملحد ہونے پر پھر انہیں سے دستخط کرا کر
یا اپنے ساتھ توبہ نامہ ان سے دستخط کرا کر شائع کرائیں۔

یہ کون سی بات ہے کہ آپ نے اُن کے کافر مشرک ملحد بنانے میں تو وہ
سعی فرمائی ذکر سکتا ہے خود سفر کر کے نفس الخطاب پر دستخط کرائے (اب) جب
حق واضح ہو گیا تو اپنی اور اُن کی اور ساتھ میں دونوں خان خانان بریلوی اور دہلوی صاحبان
کے ایمان کی خبر نہ لیجئے جواب لکھنے میں آپ اُن کی طرف سے وکالت فرما رہے
ہیں۔ چنانچہ ایضاح مرام کے ص ۴۷ میں فرماتے ہیں:

"اور اس تقریر ہماری سے جناب مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی اور
جناب مولوی کرامت اللہ خان صاحب دہلوی کی طرف سے بھی جواب دیوبندیوں
کو معلوم ہو گیا اہل فہم اور انصاف کے نزدیک کوئی حاجت مولویان موصوفین کو اب
جواب دینے کی باقی نہیں رہی ۱۲"

جواب دینے کی حاجت رہی یا نہیں اس کو تو ان کا اور آپ کا دل ہی جانتا ہو گا
مگر یہ تو میں بھی عرض کروں گا کہ اس عقیدہ کفریہ سے توبہ کرتے اور اپنی اپنی عبارات کا
مطلب بیان کرنے کی ضرورت تو ضرور باقی رہی ورنہ آپ صاحبوں کے زمانے کے
مطابق تو یہ کفر اٹھ نہیں سکتا۔

کردی خوش آمدی پیش

بریلوی خان صاحب کو رستہ دیکھ کر دریافت"

نقطہ یہ فرما دینا کہ ہمارا تو یہ عقیدہ نہیں ہے ہماری عبارات کا یہ مطلب

نہیں ہے آپ کے مسلک کے موافق تو کس طرح قابل قبول ہو ہی نہیں سکتا۔ تدبر وا فیہ

ایضاح مرام ص ۱۳ سطر ۱:

"اول جو یہ اصول یہ کس نے قول کیا کہ استمداد واستعانت ہر امور میں انبیاء اور اولیاء سے جائز ہے اور یہ کس نے نتیجہ نکالا تم نے آپ ہی قیاس بنایا اور آپ ہی نتیجہ نکالا ہم تو مولوی اسماعیل صاحب کے اس قول اور عقیدہ کو باطل کرتے ہیں الخ"

محترم فاضل بے شک آپ تو مولانا مرحوم ہی کے قول اور عقیدہ کو باطل فرماتے ہیں مگر آپ کو یہ معلوم نہیں کہ خداوند عالم کس کے عقیدہ کو باطل کرنا چاہتا ہے۔

وبدا لهم من الله ما لم يكونوا يحتسبون

میں خدام والا کو متوجہ کرتا ہوں کہ اپنی عبارت میں خود نہیں سرسری نظر فرما دیں۔ چوتھی سطر جو ابھی مذکور ہوئی ملاحظہ فرمائیے انبیاء اور اولیاء میں بلائیں و مشکلیں ان کے ٹالنے اور دفع کرنے و دستگیری میں کوئی بھی قید صراحۃً اشارۃً کنایۃً سوائے ایک قید کے کہ یہ سمجھے کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کو یہ قدرت دی ہے لگائی ہے اس کے بعد بھی کیا جناب یہی فرمائیں گے کہ یہ کس نے قول کیا کہ استمداد و استعانت ہر امر میں انبیاء اور اولیاء سے جائز ہے۔

تهددت فانحبنها المتهدد۔

میں عرض کروں یہ قول صاحب فصل الخطاب ایضاح المرام مولوی ریاست علی خان صاحب شاہجہان پوری کا ہے۔ آپ کے کلام کا حاصل یہ ہے کہ ہر امر میں ہر ولی

اور نبی سے جس طرح چاہے دفع بلا و حل مشکل چاہے ہرگز شرک نہ ہوگا فقط یہ سمجھے
جائے کہ قدرت خداداد ہے، جس قدر تعمیم سے جناب تحاشی فرما رہے ہیں کلام میں تو
اس سے بھی بمراتب زیادہ تعمیم موجود ہے۔

غضب تو یہ ہے کہ جناب نے اب بھی تو کوئی تشریح نہ فرمائی کہ کس کس نبی و
ولی سے کس کس طرح دفع بلا اور حل مشکلات جائز ہے اور کس طرح شرک۔ یہ تو مانا کہ آپ
کا مقصد حضرت شہید مرحوم کے کلام کو غلط ثابت کرنا ہے جو خدا چاہے نامکمل
ہے لیکن آخر کچھ آپ کا بھی عقیدہ ہے یا نہیں۔ اگر فقط آپ یہی فرما کر سکوت کر
جاتے کہ مولانا اسماعیل صاحب غلط فرماتے ہیں تب بھی میرا آپ کا اور کوئی آپ کا
جانب دار یہ کہہ سکتا کہ وہاں سلب کلی ہے اُس کی نقیض ایجاب جزئی ہے ایک
فرد بھی اگر تصرف اور دفع بلا و اعانت، کا متحقق ہو جاوے تو سلب کلی باطل ہو
جائے گا۔

مگر قیامت تو یہ ہے کہ آپ تو عقیدہ اہل سنّت والجماعت کا بتلاتے ہیں:
"حالانکہ اہل سنّت والجماعت کا اس میں یہ عقیدہ ہے" دوسری جگہ جناب
نے یہی الفاظ ہیں فصل الخطاب ص ۳۰۲۔

مولانا مرحوم کے دعوے کی غلطی یوں ثابت فرمائی جاتی ہے کہ اہلسنت والجماعت
کا عقیدہ یہ ہے اور مولانا مرحوم اس کے خلاف فرماتے ہیں لہٰذا وہ عقیدہ نجدیہ بابیہ
کا ہے پھر جس عقیدہ کو اپنا عقیدہ اور اہل سنّت والجماعت کا عقیدہ بیان فرمایا گیا
ہے اس کا ثبوت اُس کی تفصیل آپ کے ذمہ تھی جو عقیدہ اہل سنّت والجماعت
کا بیان فرمایا ہے وہ کیا بعض استعانت کی چوتھی صورت نہیں ہے جو خالص کفر و

شرک و الحاد ہے یا بہت زور لگائیے گا تو ایک عام صورت ہوگی جس میں صورت، رابطہ قطعاً داخل ہے۔ کیا یہی اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے اور یہی مولٰینا مرحوم کا رد ہے۔

ایضاح مرحوم ص ۱۲ پر آپ فرماتے ہیں:

"تو جواب اس کا ہم یوں دیتے ہیں کہ یہ مطلق تصرف کسی نبی یا ولی کے ثابت کرنے کو شرک کہنا مولوی اسمٰعیل صاحب کا غلط ہے بلکہ انبیاء اور اولیاء کو اللہ تعالے نے تصرف کی قدرت بخشی ہے۔ اس میں کسی قسم کا شرک نہیں ہے"

اس عبارت کی شرح میں ادا اور فصل الخطاب کے تیوروں میں زمین آسمان کا فرق ہے مگر اس کا بھی حاصل وہی ہے چنانچہ اس کی توضیح بھی انشاء اللہ تعالے عنقریب مفصل آنے والی ہے۔ بجز صریح توبہ کے جناب اور کوئی چارہ ہی نہیں اب حقانیت اور دینداری کے پرکھنے کا وقت آگیا۔

یہ عرض تو جناب کی فصل الخطاب کی دو عبارتوں کے متعلق تھی امید ہے کہ انشاء اللہ تعالے ناظرین کے لیے کافی سے زیادہ ہے اب فاضل بریلوی کی برکات الامداد کی عبارات کو بھی ملاحظہ فرمایا جاوے کہ وہ کیا ستم ڈھا رہے ہیں۔ اور دیکھیے چوتھی صورت کو جائز بتاتے ہیں گو بریلوی خاں صاحب بہت سنبھل سنبھل کر قدم رکھتے ہیں اور جو کتاب لکھتے ہیں مخالف سے سوائے سوالات کے کوئی بات نہیں کرتے یہ معلوم ہے کہ مدعی بنے اور قیامت آئی اس واسطے جو کچھ چاہے مضمون کچھ ہو شروع میں سوال کا لفظ ضرور لکھ دینا چاہیئے۔

جاؤ پھر فقیر کی دعا ہے تمام عمر التنوال ذُلّ ہی میں رہو گے اور عزت نصیب نہ ہوگی الید العلیا خیر من الید السفلیٰ امام المناظرین صاحب حجۃ قاہرہ باہرہ ساطعہ سارے وزن ختم دعویٰ کا تو نام نہیں پھر نہ معلوم حجت کس پر پیش فرمائی جاتی ہے ؟

خیر ہم کہ مصلحتے خویش نیکو میداند

اب ہم مطلب کو بتوفیقہٖ تعالیٰ شروع کرتے ہیں واللہ تعالیٰ ھو المستعان۔

۱۔ فاضل بریلوی احمد رضا خان صاحب کی پہلی عبارت چوتھی صورت کے جواز کو ثابت کر کے خان صاحب کو اسفل السافلین میں پہنچانے والی ہے۔

برکات الامداد صفحہ ۵:

"یہی حال استعانت و فریاد رسی کا ہے کہ اُن کی حقیقت خاص بجناب الٰہی اور معنی وسیلہ و توسط غیر کے لیے ثابت قطعاً۔"

۲۔ جناب حضرت کی دوسری عبارت، چوتھی صورت کی مثبت۔

اور اس سے پہلے صفحہ ۴ میں ہے:

"استعانت حقیقیہ یہ کہ اُسے قادر بالذات و مالک مستقل و غنی و بے نیاز جانے کہ بے عطائے الٰہی وہ خود اپنی ذات سے اس کام کی قدرت رکھتا ہے اس معنے کا غیر خدا کے ساتھ اعتقاد ہر مسلمان کے نزدیک شرک ہے نہ ہرگز کوئی مسلمان غیر کے ساتھ اس معنی کا قصد کرتا ہے بلکہ واسطہ وصول فیض و ذریعہ و وسیلہ قضائے حاجات جانتے ہیں اور یہ قطعاً حق ہے۔"

یہاں بھی وہی مطلب ہے جو نفس الخطاب سے مستفاد ہوا اعتبار شرک کی فقط وہی

ایک پہلی صورت ہے باقی سب حق ہیں جن میں چوتھی بھی ضرور شامل ہے۔

مزید براں تبیین الصلاۃ کے ایک مضمون کا اور اقرار ہوگیا کہ شیخ علیہ الرحمۃ کا کلام جو اشعۃ اللمعات سے نقل کیا تھا کہ عوام اہل قبور کو مستقل سمجھتے ہیں اور یہ حرام ہے، معلوم ہوا کہ اس استقلال سے مراد استقلال ذاتی نہیں بلکہ یہی عرفی مراد ہے جو چوتھی صورت ہے۔

جب شیخ عبدالحق رحمہ اللہ کے وقت کے عوام کا استمداد و استعانت میں یہ حال تھا تو مولانا اسمٰعیل صاحب کے وقت کے عوام کیا کچھ نہ کرتے ہوں گے۔ یہ نکتہ یاد رہے آئندہ کام آئے گا۔ لیکن باوجود اس صورت شرکیہ کے رائج ہوتے کے بھی اس کو شرک یا قبیح نہیں کہا جاتا۔ شرک کی فقط ایک ہی صورت قدرت ذاتی کی ہے تو فرمایا جائے کہ خان بریلوی کے نزدیک صورت رابعہ جائز ہوئی یا نہیں ہمیں بھی دیکھنا ہے کہ کون انکار کرتا ہے اور کیسے۔

۳۔ خان بریلوی کی تیسری عبارت جس کا مفاد صراحتہ چوتھی صورت ہے۔

برکات الامداد صفحہ ۱۰

۔ جس سے صاف ظاہر کہ حضور ہر قسم کی حاجت روا فرما سکتے ہیں دنیا و آخرت کی سب مرادیں حضور کے اختیار میں ہیں۔ جب تو بلا تقیید فرمایا مانگ کیا مانگتا ہے ۱۲

۴۔ خان بریلوی کی چوتھی عبارت جو چوتھی صورت کو جائز بتاتی ہے۔

برکات الامداد صفحہ ۱۰

۔ یعنی امام ابن سبیع وغیرہ علماء نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص

میں ذکر کیا ہے کہ جنت کی زمین اللہ عزوجل نے حضور کی جاگیر کردی ہے کہ اس

میں سے جو چاہیں جسے چاہیں بخش دیں ۔ ۱۲

۵۔ خان بریلوی کی پانچویں عبارت سے چوتھی صورت کا جواز ثابت ہوتا ہے ۔

برکات الامداد صفحہ ۱۰

”اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ اللہ عزوجل نے حضور اقدس صلی اللہ تعالے

علیہ وسلم کو قدرت بخشی ہے کہ اللہ تعالے کے خزانوں میں جو کچھ چاہیں عطا

فرما دیں ۔ ۱۲

۶۔ خان بریلوی کی چھٹی عبارت جس سے صورت رابعہ کا جواز کیا عین ایمان ہونا ثابت ہوتا ہے

اور خان صاحب کا ایمان سے علیحدہ ہونا ۔

”امام اجل سیدی ابن حجر مکی قدس سرہ الملکی جوہر منظم میں فرماتے ہیں بیشک

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ عزوجل کے خلیفہ ہیں ۔ اللہ تعالے نے اپنے کرم کے خزانے

اور اپنی نعمتوں کے خوان حضور کے دست قدرت کے فرمانبردار اور حضور کے

زیر حکم ارادہ واختیار کردیئے ہیں کہ جسے چاہیں عطا فرماتے ہیں اور جسے چاہیں نہیں

دیتے ۔ اس مضمون کی تصریحیں کلمات ائمہ علماء و اولیاء وعرفاء میں حد تواتر پر ہیں ۔ جو

ان کے انوار سے دیدۂ ایمان منور کرنا چاہے فقیر کا رسالہ سلطنت المصطفےٰ فی

ملکوت کل الوریٰ مطالعہ کرے ۔ ۲ ص ۱۱

مولوی ریاست علی خان صاحب ۔ جناب نے ملاحظہ فرمایا خان بریلوی کس جوش سے

چوتھی صورت کے جواز ہی کو ثابت نہیں کرتے بلکہ اس مضمون کا کلام عرفاء میں تواتر تک ۔

پہنچنا فرماتے ہیں، اب جناب کس کس کو کافر مشرک ملحد بتائیں گے آپ تو فرماتے تھے کہ کسی عالم سنت والجماعت کا بھی قول نہیں اور یہاں تواتر کی گٹھڑی موجود ہے۔ رسالہ ملاحظہ فرمائیے۔

۷۔ خان بریلوی کی ساتویں عبارت جس نے خان صاحب کا ستیاناس کر کے چوتھی صورت کا اقرار کرا دیا۔

"اس استعانت ہی کو دیکھئے کہ جس معنی پر غیر خدا سے شرک ہے اسے قادر بالذات و مالک مستقل جان کر مدد مانگنا" ۱۲۳، ص ۲۲

اور چوتھی صورت میں تا قادر و مالک و مستقل بالذات جان کر استعانت نہیں کی جاتی تو شرک نہ ہوگی حالانکہ ہم کو اس کو شرک کہتے ہیں فرمائیے پھر متنازع فیہ کون سی صورت ہوئی۔

۸۔ بریلوی خان صاحب کی آٹھویں عبارت آٹھوں گانٹھ کمیت چوتھی صورت کا علامت اہلسنت ہونا ظاہر کرتی ہے۔

"یا رسول اللہ حضور رب تعالیٰ نے اپنا خلیفہ اعظم و نائب اکرم و قاسم نعم کیا دنیا کی کنجیاں زمین کی کنجیاں خزانوں کی کنجیاں مدد کی کنجیاں نفع کی کنجیاں حضور کے دست مبارک میں رکھیں۔ روزانہ دو وقت تمام امت کے اعمال حضور کی بارگاہ میں پیش کرائے۔ یا رسول اللہ میرے کام میں نظر رحمت فرمائیے یا رسول اللہ اللہ کے حکم سے میری مدد فرمائیے" الخ ۱ ص ۳۶

۹۔ خان بریلوی کی نویں عبارت اپنے ساتھ شاہ صاحب مرحوم کو بھی صورت رابعہ ہی کے جواز کو نہیں بلکہ مقام معرفت کے خلاف نہ ہونے کا بھی قائل بتاتی ہے۔

"دیکھو اس حکایت ۱ کے بعد شاہ صاحب نے کیسی تصریح فرما دی کہ استعانت

بالغیر بھی ناجائز ہے کہ کسی غیر کو مظہر عون الٰہی نہ جانے بلکہ اپنی ذات سے اعانت کا مالک جان کر اس پر بھروسہ کرے اور اگر مظہر عون الٰہی سمجھ کر استعانت بالغیر کرتا ہے تو شرک و حرمت یا اسے طلاق مقام معرفت کے بھی خلاف نہیں خود حضرات انبیاء و اولیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے ایسی استعانت بالغیر کی ہے ولکن الوہابیۃ قوم لا یعقلون :: برکات الامداد ص ۲۲

واہل البدعۃ قوم لا یومنون۔ مولوی ریاست علی خاں صاحب کوئی تاویل ہے۔ مجدد البدعات شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کا یہ مطلب فرما تے ہیں کہ استعانت بالغیر کی عدم جواز کی یہی صورت ہے کہ غیر کو مظہر عون الٰہی نہ جانے اور مظہر عون الٰہی جان کر چوتھی صورت بھی استعانت بالغیر کی ہو تو شرک و حرمت بالائے طاق معرفت کے بھی خلاف نہیں فرمائے آپ تو اسے شرک و کفر و الحاد فرماتے تھے یہاں تو معرفت اور عرفان کے بھی خلاف نہیں اہل بدعت کا ایمان اور عرفان یہی ہے ؎

کار شیطان میکند نامش ولی

گر ولی این ست لعنت بر ولی

۱۰۔ خان بریلوی کی دسویں عبارت جو چوتھی صورت کے شرک نہ ہونے کا حکم کرتی ہے۔

برکات الامداد ص ۲۴:

" اور جس معنی پر ان سب سے استعانت شرک نہیں یعنی مظہر عون الٰہی واسطہ و وسیلہ و سبب سمجھنا اس معنے پر حضرات انبیاء و اولیاء علیہم افضل الصلوٰۃ والثناء سے کیوں شرک ہونے لگی ؛

چوتھی صورت میں بھی مظہر عون الٰہی اور واسطہ و وسیلہ و سبب ہی سمجھ کر استعانت

بالغیر کی جماعت ہے پھر کیوں شرک اور کفر اور الحاد ہے پہلے تو ہم یہ کہتے کہ دیکھو سبیل السداد اللہ اب تو یہ تحریر دینا کافی ہے کہ مولوی ریاست علی خان صاحب سے دریافت کر لو وہ بتادیں گے کہ چوتھی صورت کفر و شرک و الحاد کیوں ہے صاحب البیت ادری بما فیہ مولوی صاحب یہ وہی بریلوی تو ہیں جو خاص اہل سنت والجماعت کے ساتھ تیرے سے مجدد ہونے کے بھی مدعی ہیں۔ فرمایئے اب یہ کون ہوئے۔

۱۱۔ خان بریلوی کی گیارہویں عبارت جو چوتھی صورت کو عین ایمان بتاتی ہے۔

الکوکبۃ الشہابیۃ ص ۴۴،

"کاش یہ ظالم صرف اس قدر کہتا کہ جو کسی کو قادر بالذات و متصرف بالاستقلال سمجھے مشرک ہے تو بے شک حق تھا۔

تقویۃ الایمان کی یہ عبارت نقل فرما کر پھر جوا دیوں سمجھئے کہ ان کاموں کی طاقت ان کو خود بخود ہے خواہ یوں سمجھئے کہ اللہ نے ان کو قدرت بخشی ہے۔ ہر طرح شرک ہے۔"

(ا ملخصًا الکوکبۃ الشہابیہ)

عبارت مذکورہ تحریر فرمائی ہے یعنی قدرت عرضیہ کی کوئی صورت بھی شرک نہیں شرک کی صرف یہی صورت ہے کہ غیر اللہ کو قادر بالذات سمجھے اور چوتھی صورت جس میں غیر کیلئے قدرت عرضیہ ہے وہ عین ایمان ہے۔

۔ خان بریلوی کی بارہویں عبارت جو چوتھی صورت کو اہل بدعت کا ایمان کہتی ہے۔

برکات الامداد صفحہ ۲۵،

"اگر علیم امیر جنت رنج اولاد لوگ جو ان سب کو مظہر عون و سبب و وسیلہ جاننا جائز ہے اور ان حضرات مالکیہ کو کہ وہ اصل مظہر و اعظم سبب و اکمل وسائل

بلکہ منتہی الاسباب ونہایۃ الوسایط ونہایۃ الوسائل ہیں۔ ایسا سمجھنا شرک ہوگیا

جزو تفسیر یہ بے عقلی وناانصافی ہے۔

مطلب یہ ہے کہ جیسے امور عادیہ میں حکیم وغیرہ کو قدرت عرضیہ کی وجہ سے مختار و

قادر و مستقل سمجھ کر امور عادیہ میں استعانت کرتے ہو اسی طرح بزرگان دین سے بھی

امور غیر عادیہ میں استعانت واستمداد کرو مگر یہ سمجھ کر وہ فاعل مختار اور مستقل بقدرت

عرضیہ عطائیہ ہیں اور یہی چوتھی صورت ہے جس کو زید اور تمام اہل بدعات جائز اور اپنا

ایمان کہتے ہیں اور عمر اور ہم اس کو عین کفر و ضلالت۔

بریلوی خان صاحب نے جہاں اس مسئلہ کے دلائل صدہا بیان فرمائے ہیں

اُن کی عبارتیں بھی اسی قدر زائد نکلیں گی مگر بالفعل ان بارہ ہی عبارتوں کو پیش کیا گیا ہے

فرمائیے برکات الامداد، الکوکبۃ الشہابیہ کس کی کتابیں ہیں۔ ناظمِ بریلوی کی جو آپ کی جماعت

میں بڑے اہل سنت والجماعت ہیں بلکہ اُن ہی نے اپنا اور آپ صاحبوں کا نام اہل سنت

والجماعت تجویز فرمایا ہے۔

ان عبارات کے ایسے معنی جو استعانت بالغیر کی چوتھی صورت کو شامل نہ ہوں اگر

بیان فرمائے جائیں تو ہم بھی دیکھیں اذان جمعہ خطبہ کے بارہ میں خان صاحب کی

جانب سے اشتہار پر اشتہار پانچ پانچ جزو کے رسائل شائع ہو رہے ہیں اور بلا وجہ

حضرت مولانا اشرف علی صاحب دامت برکاتہم کو مخاطب بنا کر گالیاں دی جاتی ہیں

دیو بندی کمینہ کہہ کر سب و شتم و تبرا بازی سے سنت آبائی کو زندہ کر کے داد فرزندی دی

جاتی ہے۔

مگر نہ معلوم کہ تازہ بتازہ نو بنو کے کفر و شرک الحاد لازم آتے ہیں ان کے لیے

منہ میں زبان نہیں، ہاتھ میں قلم، قلم میں حرکت، دوات میں روشنائی کچھ نہیں، ہمارے
مقابلہ میں خیفری اختیار فرمائی جاتی ہے۔ بات یہ ہے کہ مفتی بھی بڑا سمجھدار ہے کہیں
کیا بھی کہا ہم نے کچھ اپنی طرف سے کہا ہے جس کا جواب ہو انہیں کی عبارت انہیں
کا کلام، انہیں کا مُشعر ہے انہیں کا کفر ہے۔ ہاں شکل ہم نے بنادی ہے۔ پھر نتیجہ
میں کیا کسر۔

پہلے کہا جاتا تھا کہ بقاعدہ الاہم فالاہم پہلے مخالفین اپنا ایمان ثابت کریں پھر اسی
قاعدہ سے گفتگو اور اب مدتیں گذریں زمانہ ہو گیا کہ اس طرف سے یہی عرض کیا جاتا
ہے کہ حسان بریلوی ہیں کہ اپنا، اپنی اولاد وادا، تاب، مریدین، معتقدین سب کا کفر و
ارتداد تسلیم کرکے شیر مادر کی طرح نوش جان فرما رہے ہیں۔ اور جواب ندارد۔
جانتے ہیں کہ جواب کیا دیں دلدل کا پھنسا جس قدر نکلنے کی کوشش کرتا ہے
اور زیادہ اندر کو اترتا جاتا ہے۔ اور یہاں تو کوشش بھی نہیں اور جھوٹی سعی دنیا
کے دکھانے ہی کے لیے کچھ ہو بھی تو پھر اور کفر پر کفر آتے اس وجہ سے سکوت
ہی کو مصلحت سمجھا گیا۔

مولوی ریاست علی خان صاحب آپ نے اس مصلحت کو نہ سمجھا اور جواب کا نام
کرنے کو چار ورق سبیل السداد کے مقابلہ میں لکھ دیئے۔ اب جناب ان عبارات
کا ایسا مطلب بیان فرمائیں کہ زمین کو آسمان اور آسمان کو زمین بنانے کی نوبت نہ ٹھہرے
اور جو قیود مذکور نہیں ہیں ان کو زیادہ نہ فرمایا جاوے ورنہ کوئی قول کاذب کاذب نہ
رہے گا۔ عبارتیں یوں ہی جوں کی توں رہیں اور پھر بھی صورت کا شرک ہونا یا کم
سے کم حرمت ہی ثابت ہو جائے ورنہ اگر تاویل کی ٹھہری تو پھر دوسروں نے کیا قصور

کیا ہے۔ اور جس بات کو آپ ایک دفعہ رد فرما چکے ہیں اب اپنے لیے کیسے قبول فرمائیں گے۔ اگر ان عبارات کا کوئی دوسرا مطلب آپ حضرات نہ بیان فرما سکیں، نہ خدا چاہے بیان ہو سکے گا تو پھر خان خوانین اور سب آپ کے ہم مشرب کیا ہوں گے وہی جو آپ نے فرمایا ہے یا ان کی نجات کی کوئی صورت نکل سکتی ہے مگر ان اللّٰہ لا یغفر ان یشرک بہ بھی یاد رہے۔

دارالسلطنت کے خان صاحب جناب مولوی کرامت اللہ خان صاحب کے رسالہ کرامات امداد اللہ کی چند عبارتیں بھی عرض کرتا ہوں ان کو بھی جناب خان شاہجہان پوری صاحب اور ناظرین ملاحظہ فرما کر فیصلہ فرمائیں کہ چوتھی صورت کے جواز کی اس سے زیادہ صاف اور کیا عبارتیں ہوں گی۔

۱۔ تحقیق اس مسئلہ کی یہ ہے کہ استمداد و استعانت اولیاء اللہ سے جیسا دیتا جائز و درست ہے اس طور پر کہ ان کو مظہر عون الٰہی جان کر توجہ الی اللہ رکھے اور اس مدد کو خداوند تعالیٰ کی مدد جانے بالذات وہی مدد کرتا ہے وہی مستعان حقیقی ہے اور اولیاء اللہ ذریعہ اور وسیلہ اور مستعان اور مستعان بہ مجازاً ہیں اور اسباب ظاہریہ میں مثل دیگر اسباب کے اس قسم کی استمداد شرعاً ثابت ہے۔ ۱۲ ص ۳

لہ۔ صورت ایں ہی بعینہٖ یہی ہوتا ہے۔ حقیقتاً مدد کرنے والا خدا ہی کو جانتے ہیں قدرت تصرف کرنے کی اسی کو دی ہوئی ہوتی ہے۔ اولیاء کو مثل دیگر اسباب کے کہا جاتا ہے بخلاف تیسری صورت کے اول گروہ عام نہیں خاص شرائط خاص وقتوں میں ہوتی ہے پھر وہ اسباب مثل دیگر اسباب کے کہاں ہوتے ہیں یہ خاص چوتھی ہی صورت میں ہوتا ہے ۱۲ منہ دقّر

۲۔ "اور جس جگہ بظاہر استعانت کسی بزرگ کے کلام سے معلوم ہو وہاں یہی استعانت بالذات مراد ہوگی ورنہ عالم میں تو کوئی شرک سے خالی نہ رہے گا نہیں سب کافر ہو جائیں گے" ۱۲، ص ۱۸

۳۔ شاہ صاحب کے کلام کا غلط مطلب سمجھ کر اپنے لئے مفید بنایا ہے۔ صفحہ ۲۰ پر فرماتے ہیں:

"اور اگر مظہر عون الٰہی سمجھ کر استعانت بالغیر کرتا ہے تو شرک اور حرمت تو بالائے طاق مقام معرفت کے خلاف نہیں" ۱۲

۴۔ "مگر استقلالاً حرام اور بعطاء خداوندی جائز" ۱۲، ص ۴۲۔

۵۔ "دیکھو پھر سو پچاس دفعہ دکرو جو استعانت کہ مختص بذات باری عز اسمہ کے ساتھ ہے وہی قادر بالذات اور مستقل جان کر ہے یہ جس کے ساتھ ہوگی شرک ہوگی ولی ہو یا غیر ولی اور جو کسی علیہ السلام کو مظہر عون الٰہی اور واسطہ اور وسیلہ اور سبب جان کر

۱۔ اس کا حاصل یہی ہے کہ شرک فقط استعانت بالذات ہے اور کوئی صورت اس کے سوا شرک کی نہیں اور یہ اپنے عموم میں چوتھی صورت کو ضرور شامل ہے ۱۲ منہ جیسے بالذات کی صورت کو شرک کہا ہے استعانت بالعرض میں بھی چوتھی صورت کو شرک فرمانا چاہئے تھا ۱۲ منہ دظلہ

۲۔ جناب والا چوتھی صورت میں بھی مظہر عون الٰہی ہی سمجھ کر استعانت کی جاتی ہے قدرت ذاتیہ کا وہاں بھی احتمال نہیں ہوتا ۱۲ منہ دظلہ

۳۔ چوتھی صورت میں بھی مظہر عون الٰہی جان کر وسیلہ واسطہ سبب جان کر استعانت کی جاتی ہے قدرت بالذات وہاں بھی کوئی نہیں جانتا ۱۲ منہ دظلہ

مستعینین بالعرض جان کر تو کوئی حرج نہیں یہ مذہب جملہ اکابر کا ہے جن کی عبارات منقول ہوئیں ۱۱ ؎ ص ۴۲

۶۔ "علاوہ ازیں لفظ اس کو بھی ملاحظہ کرو کہ مانگ کیا مانگتا ہے جس کے یہ معنے ہوئے"

یہ کلمہ وہی کہہ سکتا ہے کہ ہر قسم کی حاجت روائی اور مرادوں کا پورا کرنا اس کے ہاتھ میں ہو جب ہی تو حضور پُرنور نے فرمایا (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کہ مانگ کیا مانگتا ہے۔ بلا تقیید و تخصیص کریں جو مانگے دے سکتا ہوں ۱۱ ؎ ص ۴۴

۷۔ "اور دیکھو تو علامہ علی قاری مرقاۃ میں فرماتے ہیں یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو مانگنے کا حکم مطلق دیا اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ عزوجل نے حضور کو قدرت بخشی کہ اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں سے جو کچھ چاہیں عطا فرمائیں ۱۱ ؎ ص ۲۵

۸۔ "یعنی امام ابن سبع وغیرہ علماء نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خصائص کریمہ میں ذکر کیا ہے کہ جنت کی زمین اللہ تعالیٰ نے حضور کی جاگیر

لہ قول بیں کے یہ معنی ہوئے لا محالہ یہی معنی ہوں گے مولوی ریاست علی خان صاحب جو چوتھی صورت کو شرک و الحاد و کفر فرماتے ہیں وہ اب آپ کو بھی انہیں الفاظ سے یاد فرمائیں گے۔ دیکھیں یہاں کون سی تاویل بلا کی قید کے کام آتی ہے جس سے چوتھی صورت کا شرک ہونا بھی ثابت ہو جاوے اور اس عبارت کا مفہوم بھی اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ثابت فرمایا جائے ہمیں تو یہ ڈر ہے کہ خان صاحب ہی کو وہابی نجدی کہا جانے لگا اور چوتھی صورت کے جواز کو کھلم کھلا تسلیم کیا جائے گا ۱۲ منہ

کر دی ہے کہ اس میں سے جو چاہیں جسے بخش دیں " ج ۱ ص ۳۰

۹۔ اور علامہ ابن حجر مکی قدس سرہ جوہر منظم میں فرماتے ہیں (بعد عربی عبارت کے ترجمہ فرماتے ہیں):

"بے شک نبی صلی اللہ تعالے علیہ وسلم اللہ عزوجل کے خلیفہ ہیں اللہ تعالے نے اپنے کرم کے خزانے اور اپنی نعمتوں کے خوان حضور کے دست قدرت کے فرماں بردار اور حضور کے زیر حکم ارادہ و اختیار کر دیئے ہیں کہ جسے چاہیں عطا فرمائیں اور جسے چاہیں نہیں دیتے " ج ۱ ص ۳۸

۱۰۔ "اگر یہ احقر ان احادیث کو ذکر کرے جس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مختار ہونا باعطاء اللہ ثابت ہوتا ہے تو ایک رسالہ مستقل ضخیم جائے " ج ۱ ص ۳۹

فاضل شاہجہان پوری صاحب کی خدمت عالیہ میں بکمال ادب عرض ہے کہ یہ چند عبارتیں چاروں رسالوں کی آپ کے سامنے ہیں بعض کا مطلب تو صرف

لہ اس کے بعد یہ فرماتے ہیں مگر بالفعل یہ تو سمجھ لو کہ ابو طالب کے ایمان نہ لانے کی وجہ یہ تھی کہ اللہ تعالے کو اپنی شان دکھانی منظور تھی کہ حقیقت و بالذات ہم ہادی ہیں اس کی مثال ایسی ہے کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے آگ تو جلانے والی ہے تو ابراہیم (علیہ السلام) کو ٹھنڈی کرتے ہیں جلا تو دے۔ اے چھری اگر تو قطع کرتی ہے اسمٰعیل علیہ السلام کے گلے کو قطع تو کر دے۔ اے دریائے نیل اگر تو ڈبونے والا ہے موسیٰ (علیہ السلام) اور بنی اسرائیل کو ڈبو تو دے۔ اے معدے اگر تجھ کو خود قدرت ہضم کرنے کی ہے تو یونس (علیہ السلام) کو ہضم تو کر لے یہ مولا اپنی شان دکھاتا ہے تو کیا عالم اسباب میں آگ کو جلانے والی اور چھری کو قطع کرنے والی نہ کہیں گے ایسے ہی حضور پر نور صلی اللہ

صورت واقعہ یہ ہے اور بعض عام جو اس کو ضرور شامل ہیں اب جو آپ نے فرمایا ہے۔

"حاشا وکلا زید کا ہرگز یہ عقیدہ نہیں نہ ہمارا نہ ہمارے کسی عالم اہل سنت والجماعت، کا ہم پر یہ خواہی نخواہی بہتان افترا ہے آپ، سچے ہیں تو ہماری کتب یا فتوٰی میں یہ ہمارا عقیدہ دکھائیں ورنہ یہ غلطی آپ کی تمام رہے گی یا اپنی غلطی سے رجوع فرمادیں بغیر اس کے چارہ نہیں۔" (ایضاح ملزوم ص ۴۲)

فرمائیے خانصاحب بریلوی مجدد البدعات احمد رضا خان صاحب مولوی کرامت اللہ خان صاحب یہ تو آپ کے علاوہ اہل سنت والجماعت ہیں سے یا اہل سنت والجماعت ہوں گے۔ برکات الامداد، کرامات امداد اللہ، الکوکبۃ الشہابیہ، فضل الخطاب، یہ آپ ہی حضرات کی کتابیں اور فتاوی ہیں یا میرے اسی عقیدہ سے آپ اپنی اور اپنی تمام جماعت کی برأت فرماتے تھے ان عبارات کے ملاحظہ کے بعد بھی آپ کا وہی عقیدہ ہے کہ اگر:

"بالغرض کسی کا یہ عقیدہ ہو بھی تو ہم آپ سے پہلے ایسے عقیدہ رکھنے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۶) علیہ وسلم کو ہادی اور مختار بناوی دیکھیں گے الخ ص ۴۱ جی ہاں ضرور کہئے ہم بھی کہتے ہیں مگر آپ کو یہ معلوم نہیں کہ تبیین الصدود کے بعد یہ حکم ہوگیا ہے کہ غیر اللہ تعالیٰ کے ساتھ امور غیر عادیہ میں کسی کو ایسا قادر با عطائے الٰہی سمجھ کر اس سے استعانت کرنی شرک و الحاد ہے ایسے عقیدے رکھنے سے آدمی نجدی وہابی ہوجاتا ہے آپ ایضاح الملزوم کو ملاحظہ فرمائیں جس کا یہ رسالہ جواب ہے اب وہ جہالت کہاں گئی اللہ تم دیوبندیوں کا بھلا کرے جن کے طفیل شرک سے نجات مل رہی ہے منہ

والے کو محمد اور کافر اور مشرک جانتے ہیں۔

آپ کے ارشاد کی جانچ کا وقت اب آیا ہے بندہ نے رسالہ تصانیف الابری میں
جو دعویٰ کیا تھا کہ ہم اور ہمارے اکابر ان عقائد کفریہ سے جن کو خان صاحب بریلوی
نے ہمارے اکابر کی طرف خیانتاً منسوب کیا ہے بری ہیں۔ اس کی تصدیق قطع الوتین
ممن تقول علی الصالحین اور الختم علی لسان الخصم میں۔ ہے ہمارے اکابر کی عبارات اور دستخط
موجود ہیں کہ جو ایسے عقائد رکھے وہ قطعاً کافر ہے۔

اب جناب کو بھی یوں چاہیے کہ ان عبارات کا مطلب تو ایسا بیان فرماویں جس سے
استعانت بالغیر کی صورت رابعہ کا شرک و کفر و الحاد ہونا ثابت ہو جائے۔ اور جس قدر
علماء سے آپ نے فصل الخطاب پر دستخط کرائے ہیں مع خان بریلوی صاحب و خان
دہلوی صاحب کے اس پر دستخط کرا کر چھپوا دیں کہ صورت رابعہ شرک و کفر و الحاد ہے۔
جب تو آپ سچے ورنہ ہم تو صادق القول نہیں کہہ سکتے بلکہ گستاخی معاف ہیں عرض کیا
جائے گا کہ دل میں اور زبان پر اور ہے فقط [illegible] کے ڈر کے مارے یہ فرما دیا
ہے

ورنہ صورت رابعہ ہی عقائد میں داخل ہے جو عبارت مذکورہ کا منشاء ہے
فرمایئے اب تو ہم سچے ہوئے اب تو ہمیں رجوع کرنے کی ضرورت نہیں۔
اگر بفرض محال آپ یہ ثابت فرمادیں گے کہ ان عبارات کا وہ مطلب نہیں جو ہم
سمجھتے تب بھی ہم مفتری اور بہتان باندھنے والے نہیں ہو سکتے۔

خان صاحب آپ حضرات بزرگوں کے قائل دل سے نہیں معلوم ہوتے فقط ان
کو نفع و نقصان کا مالک [illegible] کچھ کر [illegible] سے اُن کی تعظیم و توقیر کرتے ہو اسی وجہ سے معلوم

ہوتا ہے بزرگانِ دین آپ سے خوش نہیں۔

ملاحظہ فرمائیے کہ استعانت بالانبیاء علیہم السلام والاولیاء الکرام رسالہ میں آپ نے لکھا،

"ان کو خدائی قدرت سے خدائی کا مالک و مختار جنت و دوزخ، حیات و
ممات، رزق و روزی سب کا مالک بنا دیا"

مگر آپ نے ملاحظہ فرمایا مدد کس کی ہوئی

"الحمد للہ تعالیٰ ہم اُن کے سچے خادم وہ ہمارے سچے مخدوم پھر ہم
کو کیا ممکن وہ ہمیں دنیا و دین میں چھوڑ سکتے ہیں، ہرگز نہیں انشاء اللہ تعالیٰ
ہرگز نہیں"

اللہ تعالیٰ نے بطفیل سرورِ عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم خاتمہ بالخیر فرمائے
پھر بتاویں گے کہ ان کے ساتھ کون ہے۔

خدا کا شکر ہے کہ جناب کے ایک الزام سے تو سبکدوشی ہوئی یعنی یہ کہ صورت
رابعہ کا جواز خواہی نخواہی ہم نے آپ کے ذمہ لگا دیا تھا یہ تو
بفضلہٖ تعالیٰ آپ ہی حضرات کی چوبیس حیلوں سے ثابت ہوگیا کہ
آپ اُس کے جواز بلکہ جزوِ ایمان ہونے کے قائل ہیں۔

اب ذرا توجہ سے دوسرے الزام کا بھی جواب ملاحظہ فرمائیے۔ چونکہ اہل بدعات
نے قرنوں سے حضرت شہید مرحوم کے ساتھ عداوت پر قسم کھائی ہے اور اس بات
پر اس جماعت میں لوٹ ٹک پڑ گیا اور ہر قرن کے سرغنہ بدعتی نے اس کو منجملہ اپنے
فرائض مذہبی کے سمجھ لیا ہے کہ اُس مظلوم مرحوم پر خواہ مخواہ کچھ اعتراض جما بیٹھے گر یہ
حرکت بمجبوری سرزد نہ ہو تو گویا پورا بدعتی ہی نہیں۔

بالخصوص اس مسئلہ استعانت بالغیر میں تو بڑے چھوٹے سب ہی بغلیں بجاتے ہیں
اس میں کوئی بھی جواب دے ہی نہیں سکتے اس میں کسی تاویل کی گنجائش ہی کیا ہے اسی وجہ
سے ہم بھی چاہتے ہیں کہ معاونین و معاونات اعانت فرمائے تو اس مسئلہ کو مفصل عرض کیا جائے
تاکہ ناظرین کو بھی معلوم ہو جائے اور اہل بدعات کی بھی کمر ٹوٹ جائے کہ الحمد للہ شہید
مرحوم تیرا کلام اس قدر زوردار ہے کہ جس کلام میں خلاف مقصود کا خطرہ بھی سو برس
سے اکابر اصاغر کسی کو بھی نہ ہوا تھا اور ساری تاویلیں ختم ہو چکی تھیں۔ دیوبند کے ایک
طفل مکتب نے ہوش گم کر دیئے اور یہ معلوم ہو گیا کہ

اہل بدعات کے چھوٹے بڑوں کو ایک معمولی اردو عبارت کے سمجھنے کا
بھی سلیقہ نہیں۔

پھر ان سے اور کیا ہوتا ہے ؎

کیا تیزیاں دکھائے گا اے نشتر جنوں
مدت سے ایک نے غم جگر بھی چلا نہیں

ممکن ہے کہ ناظرین کو یہ الفاظ شاید تعلّی آمیز معلوم ہوں لیکن خدا چاہے جیسے پہلے
دعوے کا صدق معلوم ہو گیا اس کا بھی ہوا چاہتا ہے۔ ذرا ٹھنڈے دل سے سطور ذیل
کو ملاحظہ فرمایا جائے۔ اب مطلب عرض کرتا ہوں واللہ تعالیٰ ہو المستعان۔

فاضل ریاست علی خان صاحب بندہ کی دوسری غلطی یہ فرماتے ہیں۔ ایضاح الکلام
صفحہ ۴۰ میں کہ:

"مولوی اسمٰعیل صاحب کی عبارت کا مطلب آپ نے صحیح نہیں فرمایا
مولوی اسمٰعیل صاحب کی عبارت سے صاف مطلق تصرف کا ہونا ثابت ہوتا

ہے اور آپ اس سے بعض افراد نکالتے ہیں یہ محض دعویٰ آپ کا بلا دلیل غیر مسموع ہوگا اس کے واسطے کوئی دلیل[1] معتبر یقینی ہونی چاہیئے۔ بہر حال وہ تو فوت ہوگئے[2] ان کی کوئی دلیل اور مراد قطعی معلوم ہونا محال ہے اور ظاہر عبارت ان کی آپ کی تاویل سے آبی ہے:

پھر صفحہ ۵۰ پر فرماتے ہیں:

ہم تو مولوی اسمٰعیل صاحب کے اس قول اور عقیدہ کو باطل کرتے ہیں کہ وہ لکھتے ہیں کہ بلائیں ٹالنی مشکل میں دستگیری کرنی یہ سب اللہ تعالیٰ کی شان ہے

لہ بندہ ایک مسلمان عالم باعمل کے کلام کے وہ معنی بیان کرتا ہے جس سے وہ کافر نہ ہو حق تعالیٰ عقل نصیب کرے اس کے لیے دلیل قطعی کی ضرورت ہے۔ خان صاحب ابھی سے یاد نہ ہو تو بریلوی خان صاحب سے دریافت کر لیجئے تمام علم کلام نقد بھرا پڑا ہے کہ کسی مسلمان کے کلام میں ۹۹ احتمال کفر کے ہوں اور ایک احتمال اسلام کا تو جب تک کسی دلیل قطعی سے احتمال کفر کا مراد ہونا قطعاً معلوم نہ ہو جاوے مفتی پر واجب ہے کہ اس کے کلام کو اسی پر محمول کرے جس سے وہ مسلمان رہے آپ حضرات مولانا مرحوم کو خیال منقول در وائی نہیں کافر بنا رہے ہیں تو دلیل قطعی کی آپ کو ضرورت ہے یا مجھ کو۔ لیکن آپ گھبرائیے نہیں آپ کے پاس دلیل ضعیف بھی نہیں اور ہمارے پاس اس کی بھی بفضلہ تعالیٰ دلیل قطعی ہے۔ والحمد للہ

عہ بے شک وہ تو فوت ہوگئے ہیں مگر کیا آپ کرامات کے قائل نہیں دیکھا ہم ان ہی سے دریافت کیے دیتے ہیں وہ اپنا مطلب خود ہی فرمادیں گے آپ جب فرمائیں گے آپ نے کرامات کو سنا ہی ہے اور ہم نے بفضلہ تعالیٰ دیکھا ہے۔ بلکہ خود زندہ کرامت ہیں۔ والحمد للہ علی ذلک منہ

اور کسی انبیاء اور اولیاء کی یہ شان نہیں جو کسی کو ایسا تصرف ثابت کرے سو وہ مشرک ہو جاتا ہے پھر خواہ یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت اس کو خود بخود ہے خواہ یوں سمجھے کہ اللہ تعالے نے ان کو ایسی قدرت بخشی ہے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے" انتہی

تو جواب اس کا ہم یوں دیتے ہیں:

"کہ مطلق تصرف کسی نبی یا ولی کے واسطے ثابت کرنے کو شرک کہنا مولوی اسمٰعیل صاحب کا غلط[1] ہے بلکہ انبیاء اولیاء کو اللہ تعالے نے تصرف کی قدرت بخشی ہے اس میں کسی قسم کا شرک نہیں[2] اور یہ آپ کا مولوی اسمٰعیل صاحب کی طرف سے جواب دینا کہ نفس تصرف کو انبیاء اولیاء کے واسطے ثابت کرنے کو شرک نہیں کہتے بلکہ استعانت کی چوتھی صورت کو تو یہ آپ کا دعویٰ[3] بلا دلیل ہے یہ چوتھی صورت استعانت کی آپ کی تراشیدہ ہے نہ اس کا یہ قائل

---

[1] غنیمت ہے کہ آج غلطی کہنے پر بس کیا جاتا ہے کفر و شرک و الحاد تجدیت وہابیت کا نام نہیں ابھی کیا ہے
آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

خان صاحب اگر اس قدر پہلے سمجھتے تو آج رونا کیوں پڑتا منطق آج مرتی جاتی ہے اس کا وقت گیا ۱۲

[2] شرک تو ایسا ہے جس کا آپ نے خود اقرار فرمایا اور جس کی تفصیل ابھی گذر چکی ہے اعادہ کی ضرورت نہیں ۱۲ منہ

[3] اس کی دلیل خدا چاہے ابھی آتی ہے جس کا کوئی جواب ہی نہیں ہو سکے گا اور چوتھی صورت ہماری تراشیدہ ہے اس کا حال تو ابھی مفصل معلوم ہو چکا ہے کہ زید اور آپ کا اور آپ کے گروہ کا یہی عقیدہ ہے پھر یہ ہماری تراشیدہ کیسے ہوئی اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ شرح اللمعات میں استقلال کی کون سی

ہے نہ ہم لوگ اس چوتھی صورت کو کفر و شرک[1] سمجھتے ہیں اور نہ مولوی[2] اسمٰعیل صاحب
نے ادنیٰ کہیں تصریح کی ان کے کلام کا یہ مطلب بیان کرنا کہ گویا زمین کو آسمان بنانا
ہے اور زمین و آسمان کے قلابے ملانا ہے ۱۲" ص ۴۱

پھر فرماتے ہیں:

"والبتہ ہم لوگ تو اس عقیدہ باطلہ کو رد کرتے ہیں جو مولوی اسمٰعیل صاحب نے
تقویۃ الایمان میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ صاحب نے کسی کو عالم میں تصرف کرنے
کی قدرت نہیں دی الخ" ص ۴۳

تو مولوی اسمٰعیل صاحب مطلق تصرف کو خواہ خداداد ہے انبیاء و اولیاء سے اٹھاتے ہیں"

(بقیہ حاشیہ ص ۵۲)

صورت کو حرام فرماتے ہیں اگر چوتھی صورت ہماری تراشیدہ ہوئی ہے اب بھی جناب کو معلوم ہوا
کہ چوتھی صورت کس کی تراشی ہوئی ہے ۱۲ منہ

(حاشیہ ص ہذا)

[1] اب اس دعویٰ کی بھی تصدیق معلوم ہو جائے گی کہ کفر و شرک سمجھتے ہو یا نہیں ایمان امتحان کا وقت
آگیا ہے ۱۲ منہ

[2] جب شیخ علیہ الرحمۃ کے کلام میں یہ صورت صاف مذکور ہے اور آپ حضرات کو معلوم
نہیں ہوتی تو مولانا کے کلام میں آپ کو کیسے معلوم ہوتی ہماری نگاہ سے دیکھئے تو پھر کہئے کہ
ہے یا نہیں ۱۲ منہ مد ظلہ

اور بھوت پری اور شیطان کے تصرف، اور انبیاء و اولیاء کے تصرف کو برابر سمجھتے ہیں[1] اور اس کے خلاف سمجھنے والے کو مشرک بتاتے ہیں تو اس عقیدہ کا فصل الخطاب میں بطلان[2] کیا ہے۔" ص ۴۴

پھر اسی صفحہ پر فرماتے ہیں:

"اقول مطلق تدبیر کا تو انکار نہ کیا مگر البتہ مطلق تصرف کا گو خداداد ہو انبیاء اور اولیاء کے واسطے مولوی اسمٰعیل صاحب نے صاف طور پر ضرور انکار کیا ان کے قول کی تاویل کرنا گویا زمین کو آسمان بنانا ہے ایسی تاویل بنائی جائے گی تو کوئی قول صریح متعارض نہ رہے گا اور نہ کوئی قول کاذب۔" ص ۴۴

---

[1] برابر سمجھنے کہ وہی ایک ہی کسی وجہ سب سے تصرف کی نفی فرماتے ہیں یا سب کے تصرف کو برابر بتاتے ہیں۔ نفی کو اثبات بنانا یہ تو زمین کو آسمان بنانا نہیں اور صحیح مطلب جو اپنی سمجھ میں خدا آوے اور دوسرا کے تو یہ زمین آسمان کے قلابے ملانے ہو گئے جناب خاں صاحب ذرا صبر فرمائیے میں آپ سے دریافت کرتا ہوں کہ ذات باری تعالیٰ عز اسمہ اور اس کی صفات خاصہ مختصہ میں انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام اور جنات بھوت پری وغیرہ کو شریک بنانا برابر شرک ہے یا کچھ فرق ہے آپ ہی جس صورت کو شرک فرماتے ہیں تو اس میں انبیاء اور بھوت پری شرک میں سب برابر ہیں یا کچھ فرق ہے تو آپ نے بھی بھوت پری جنات شیطان کو انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کے برابر کر دیا انبیاء صلوٰۃ مسلمانوں کی شان سے بعید ہے اس کی تحقیق نہ لیا ہے آگے ہے صبر فرمائیے ۱۲ منہ

[2] اس کا بطلان کیا ہے یا اہل سنت والجماعت کا عقیدہ بھی کوئی بیان کیا ہے ابھی سے اس قدر نسیان ۱۲ منہ دظلہ

"لیکن مولوی اسمٰعیل صاحب کی عبارت کا مدعیٰ یہ ہرگز نہیں مولوی اسمٰعیل صاحب تو نفس تصرف کو گو خداداد ہو شرک سمجھتے ہیں" (نمبر ۴ ص ۲۴)

"تو پھر مدعیٰ مولوی اسمٰعیل صاحب کا آپ کے مدعیٰ کے موافق کہاں ہوا آپ کی عبارت مولوی اسمٰعیل صاحب کی عبارت سے بالکل مخالف ہے ان کے قول میں تو معجزہ اور کرامت کا کہیں ذکر ہی نہیں وہ تو مطلق تصرف اور قدرت کو شرک سمجھتے ہیں، البتہ آپ نے اپنی طرف سے یہ مدعیٰ ان کا قائم کیا ہے، اور جلیل الاستمداد کے ص ۵۱ میں تحریر فرمایا ہے نفس تصرف و قدرت و کرامت کو شہید مظلوم ہرگز شرک نہیں فرماتے یہ معنی آپ کا دعویٰ ہے وہ بھی بلا دلیل۔ ذرا انصاف فرمائیے مولوی اسمٰعیل صاحب نے تو اپنی عبارت میں نفس تصرف ہی کو شرک فرمایا ہے اور اپنے کلام کے معنی وہ خود ظاہر کرتے ہیں کہ خواہ یوں سمجھے کہ حق تعالیٰ نے ان کو تصرف کرنے کی قوت بخشی ہے خواہ خود بخود ہر طرح شرک ثابت ہے تو اب احتمال دوسرے معنی کا جو آپ نے نکالا کہ مولوی اسمٰعیل صاحب خداداد تصرف کو شرک نہیں فرماتے بالکل بے معنی اور غلط ہے۔" ص ۲۴

سلہ خاں صاحب، اگر چہ کہ تقدیر علم کلام کے اور علم کلام میں اصول کے مسائل کو طلب فرمانے لگے ہو گی، علم کے مصنف کو دوسرے علم کا منکر قرار دے کر یہ فرمائے کہ اس کی کتاب میں فلاں علم کو کہیں ذکر ہی نہیں بھی آپ کو یہ بھی معلوم نہیں کہ کتاب، باب اور فصل کا موضوع کیا ہے کیا تقویۃ الایمان معجزہ اور کرامات کے ذکر کی کتاب ہے یا اس میں توحید اور شرک کا ذکر ہے ۱۲ منہ مظفر

اور اسی کے قریب قریب کیا بلکہ یہی مولوی کرامت اللہ خان صاحب اور مولوی احمد رضا خان صاحب اپنے اپنے رسائل میں فرما رہے ہیں گویا اس پر جو امین ثلاثہ کا اتفاق ہے کہ مولانا مرحوم کے کلام کا مطلب مطلق تصرف اعطائی اور بالذات کو متعلق باطل فرماتا ہے اور اسی کو بڑے زور سے باطل کر رہے ہیں اور اسی کے ساتھ ساتھ سوائے صورت قدرت ذاتیہ و تصرف ذاتی کے اور تمام صورتوں کو ثابت بھی فرما رہے ہیں اور عقیدہ اہل سنت والجماعت کا بھی بتا رہے ہیں جس میں چوتھی صورت بھی شامل ہے۔

اور یہی نہیں بلکہ اور علماء متقدمین بھی تمام فلاں شاہجہان پوری نے گنوائے ہیں کہ وہ بھی اس عبارت کا مطلب یہی بتلاتے جو آپ نے سمجھا ہے۔ بلکہ یوں کہئے کہ پہلے لوگ جو مطلب فرما چکے تھے پچھلوں نے بھی آنکھ بند کر کے اسی کی تقلید فرمائی ہے مگر ع

ساری خدائی ایک طرف فضل خدائی ایک طرف

حق ابھی واضح ہوا جاتا ہے۔ بڑے بڑوں کا کلام اور ان کی تحقیقات کو تو ملاحظہ فرما چکے۔ ہماری عرضداشت پر بھی تھوڑی توجہ فرمائیے تو قدرت خدا کا تماشہ نظر آجائے گا۔ واللہ تعالیٰ ہو المستعان۔

میں یہ عرض کرتا ہوں کہ بے شک حضرت مولانا اسمٰعیل صاحب شہید مرحوم مظلوم اہل بدعت مطلق تصرف ذاتی و عطائی کی نفی فرما رہے ہیں مگر کس سے یعنی قدرت کا

لے گو آپ نے شہید مرحوم کا نام نہیں لیا ۱۲ منہ

مضاف الیہ کون ہے کن اشیاء کی مطلق قدرت کی نفی فرماتے ہیں۔ اگر یہ مطلب
ہے کہ عالم میں کسی کو امور عادیہ غیر عادیہ کا بالکل اختیار نہیں اور نہ قدرت ہے۔ بلکہ جو کچھ
وہ سب محض حرکت مرتعش ہیں۔ تب تو یہ جبریہ کا مذہب ہے۔ مولانا کو جبریہ کو دیابی
نجدی غیر مقلد کیسے ہوئے۔ کیا مولانا مرحوم کسی کو کسی فعل کا [illegible] نہیں کہتے ہیں ان کے
نزدیک کوئی شخص کسی چیز کو بھی بلا اختیار نہیں کر سکتا تو پھر تقویۃ الایمان، منصب امامت،
صراط مستقیم وغیرہ وغیرہ کتابیں کیوں تحریر فرمائیں۔ وہ تو یہ جانتے تھے۔ جب کہ کسی کو قدرت
قابیہ عرضیہ ہے ہی نہیں، پھر طرح شرک ثابت ہوتا ہے تو پھر وہ لوگوں کو ایسے فرماتے ہیں
کر یہ کرو نہ کرو یہ تو خود قدرت کا اقرار ہے۔

کیا مولانا مرحوم کا یہ مطلب کہ پانی سے برودت آگ سے حرارت شمس سے نور
حاصل نہیں ہوتا کوئی کسی کام کو اپنی قدرت عطائی سے کر ہی نہیں سکتا کیا سلسلہ اسباب و
مسببات کا بالکل انکار ہے تو کیا ایسا قول کہنے والا دیوانہ نہیں ہے کیا وہ دنیا میں
کسی سمجھ سے بھی بات کر سکتا ہے۔ کیا جس نے دہلی جیسے دار العلوم سے نکل کر ہی
نہیں تمام ہندوستان میں تہلکہ مچا دیا جس کے مقابلے کے لیے بڑے بڑے فلسفی منطقی
معقولی نامور علماء کھڑے ہوئے اور ایک بھی عہدہ برآ نہ ہو سکا۔ اس کا یہ کلام ہے۔ اور
ایسے مجنونانہ کلام کے رد کرنے والے بھی کیا متکلم سے پہلے ویسے ہی ہو گئے تھے
جو ایسے کلام کے رد کی طرف متوجہ ہوئے تھے۔

حضرات خوامین پھر ان کے جملہ معتقدین اس کے بعد عام ناظرین با تمکین۔ اگر آج
کوئی دیوانہ کہے کہ آگ میں حرارت، پانی میں برودت، آفتاب میں نور نہیں، اور کسی میں کسی
کام کی قدرت عطائی بھی نہیں تو کیا یہ حضرات خوامین اس کا بھی رد تحریر فرمائیں گے۔ کسی

مضمون کے کفار ہے، کے رد میں کوئی رسالہ ان حضرات نے لکھا ہو تو پیش فرمائیں ۔

کیا کوئی عقل مند تھوڑی سی دیر کے لیے بھی تسلیم کر سکتا ہے کہ اتنا بڑا عالم جیسا کہ جس
کے زمانہ میں ویسا نکلنا تو دشوار تھا ہی ما قبل یا ما بعد میں بھی ایسے کم پیدا ہوئے ہیں، اور
جو آج فخر الاسلام والمسلمین کے کلام کو رد کر کے اپنی عزت بڑھائی اور ایمان کے
کھونے کا سامان کر رہے ہیں۔ بھلا اُن کی تصنیف کا مطلب تو بیان فرمادیں اور ویسے
علوم حقائق کھنے پڑھنے پر تو ہمارے دارد کا مضمون ہے ۔ علوم و فنون تو کھلا ہوا ہے
ابھی معلوم ہوا جاتا ہے۔ مگر ایک تقویۃ الایمان کی اُردو عبارت بھی تمام چھوٹے بڑے
لڑکے نہ سمجھ سکے ۔

ہند کے جملہ اہل بدعات خوب کان کھول کر سمجھ لیں بدعت سے ایمان کا نقصان تو
ہوتا ہی ہے عقل بھی باقی رہتی ہے ۔

جو مضمون انہیں حضرات کا مسلّم ہوتا ہے اور خود لکھتے ہیں اُسی کو شہید مرحوم کے رد میں
بھول جاتے ہیں یا قصداً خیانت اور بددیانتی کرتے ہیں ۔

بڑے خان احمد رضا خان صاحب فاضل بریلوی اپنے رسالہ [illegible] ص ۳۰ میں کلام
کے الحاقی ہونے کے ثبوت کی صورتیں بیان فرماتے ہوئے یہ فرماتے ہیں:

و نیز ایک طریقہ تو ثبوت الحاق کا یہ ہے دوسرے یہ کہ مصنف کا امام معتمد
عالم متدین ہونا معلوم ہے اور یہ کلام کہ بے تواتر حقیقی اس کی طرف نسبت کیا گیا
صریح معصیت یا مذہبی ضلالت جس میں اصلاً تاویل و توجیہ کی گنجائش ہی نہیں
تو اس وجہ سے کہ علماء تو علماء اہل اسلام کی طرف بے تحقیق تواتر و ثبوت قطعی کسی
کبیرہ کی نسبت مقبول نہیں کما نص علیہ الامام الاجل حجۃ الاسلام محمد الغزالی قدس سرہ العالی

فی الاحیاء رد کریں گے اور تحسیناً لفظ الحاق کہیں گے اور ایسے ہی محقق ہے۔
بات کا ایسا ضعیف اور ذلیل ہونا کہ کسی طرح عقل اس امام اعظم سے اس کا صدور
منظور نہ کرے جیسے باب ذوی الارحام میں قبل فصل صنف اول سراجیہ میں یہ اصل
عبارت لان عندھما کل واحد منھم اولی من فرعہ وفی عدہ وان سفل
اولی من اصلہ جس کے لیے اصلاً کوئی محل نہیں واسطہ علامہ سید شریف
نے شرح میں نقل فرمایا۔

لم تحصل فیھا معنی فھی من ملحقات بعض الطلبۃ القاصرین۔ انتھی۔

اس عبارت نے تو بحث کا فیصلہ کر دیا جب مصنف کے علم ایمان و اسلام تحریر کے خلاف
کوئی کلام اس کی کتاب میں موجود ہو تو اسے الحاق کہا جائے گا، اگر تاویل ہو سکے گی تو تاویل
کریں گے اور اگر کوئی تاویل نہ ہو سکے گی تو پھر الحاق کہا جائے گا۔ فرمایئے اس مضمون سے
ہم بھی فائدہ اٹھا سکتے ہیں یا نہیں۔ اگر اجازت ہے تو جب کہ کلام ہی کو الحاق کہا جائے
گا تو اس معنے مردود کو جو عقل سلیم اس امام عظیم نبیل کی طرف کسی طرح بھی نسبت کرنے پر
راضی نہ ہو اس کے معنے ایسے نہ کیے جائیں گے جو اس کی جلالت شان کے موافق ہوں۔

اب فرمایئے کہ آپ نے جو معنی حضرت شہید رحمۃ کے کلام کے بیان فرمائے
ہیں وہ کوئی ذی ہوش کبھی بھی کہہ سکتا ہے پر بجائے اس کے ایک فرد بشر۔ پھر فرمایئے بندہ نے
جو معنی عرض کیے ہیں وہ شہید مظلوم کی شان کے موافق ہیں یا جو آپ نے۔ بندہ نے جو
معنی بیان کیے ہیں وہ ہیں جن کو آپ بھی باتفاق کفر و شرک والحاد فرماتے ہیں بعد حضرت
مولانا مرحوم بھی اور اس میں کسی کا خلاف ہی نہیں ہوتا۔ مگر ہاں قصور یہ ہے کہ اس میں مولانا
مرحوم کے کلام کا مطلب صحیح ہو جاتا ہے ان کا کلام اہل سنت والجماعت کے مطابق

رہتا ہے اس کے ساتھ حسنِ ظن باقی رہتا ہے۔

اور اہلِ بدعات خصوصاً نواخوانوں کے نزدیک اس سے زیادہ کوئی گناہ نہیں کہ کسی کے کلام کے معنی درست ہو جائیں بالخصوص حضرت شہید مرحوم کے۔ کیونکہ حضرات یہاں اکابر کی نسبت ایک عالم بے شک متبع سنت، عاشقِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کیوں نہیں ہے یہاں حسنِ ظن جائز نہیں ہے۔

مجھے تعجب آتا ہے کہ جب انہیں عبارات سے آپ حضرات شہید مرحوم کے دشمن ہوئے ہیں اور اس کے معنی درست ہو سکتے ہیں تو پھر یہ عداوت کیوں ہے۔ نیز ان میں کوئی معیوب ہے اس پیرانہ زنگاری میں ان عبارات کو تو کھینچ تان کر موجب کفر بنایا جاتا ہے اصل تو یہ ہے کہ قبر پرستی کیوں موقوف کرا دی۔ بزرگوں کو جو خدا کے ساتھ شریک بنایا جاتا تھا وہ کیوں اٹھا دیا۔ سنتِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رغبت لوگوں کو کیوں دلائی۔ اس سے زیادہ دوسروں کے کلام میں اس قسم کے مضامین کی گنجائش ہے مگر وہاں یہ احتمالات نکالے ہی نہیں جاتے وجہ یہ ہے کہ وہاں وہ علت ہی نہیں پائی جاتی۔

مولانا مرحوم میں کوئی نقصان نہیں تھا انہوں نے کوئی قصور نہیں کیا۔ بس یہی کہ عاشقِ سنت کیوں ہوئے۔ یہ ہم کو آپ کی روش پر کیوں کرنا چاہتے ہیں۔ تصوف تصوف کا دعویٰ ہے۔ وہی تمام مضامین حضرت شہید مرحوم نے صراطِ مستقیم میں بیان فرمائے ہیں مگر چونکہ اتباعِ سنت کا رنگ ہے ان کو دیکھ کر بدن میں آگ لگ جاتی ہے۔ آنکھ، ناک بھویں سب چڑھ جاتی ہیں۔ نقل ہو تو ابغضا کے اللہ تعالیٰ سنت کے نور کو پورا ہی کر کے رہے گا۔ واللہ متم نورہ ولو کرہ المشرکون۔ آخرت میں جو ہونا ہے وہ تو ہو ہی گا دنیا

میں بھی اس ظلم و ستم کا کچھ اجر مل جائے تو کیا عجب ہے۔

خان بریلوی کو اس کی کیا خبر تھی کہ ان کی کتاب مرتضٰے کو بھی مل جائے گی اور وہ اس سے یہ مطلب نکال لے گا۔

فرمایئے اب بھی ہمیں نقطہ میں بیان کر دینا کافی ہے کہ ہم جو مطلب کہتے ہیں وہ مطلب اس عبارت کا ہو سکتا ہے۔ اگر کوئی بھی قرینہ اور نہ ہو تو یہی کافی ہے کہ یہ معنے جو آپ فرماتے ہیں۔ حضرت شہید مرحوم کے علم و فضل و جلالت شان کے منافی ہیں لہذا باطل ہیں۔

رہا جناب خان شاہجہان پوری صاحب کا یہ فرمانا کہ ایسی قیود زائد کر کے اگر مطلب بیان کیا جائے گا تو کوئی کلام کاذب اور متعارض متعارض نہ رہے گا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ ہم کو ہمارے حضرات کی تعلیم ایسی ہوئی ہے کہ ایسے مقام پر نہایت تحمل و صبر سے کام لیتے ہیں۔ ورنہ کہہ کر بتا دیتے کہ آپ حضرات کو اگر ایسا موقع ملے تو زمین پر بھی نظر نہ آئیں۔ بلاوجہ تو اس قدر غل و شور ہے اگر کوئی بات بھی ہاتھ آ جائے تو کیا کہنے ہیں۔

محترما آپ نے شروح کو نہیں دیکھا تفاسیر کو ملاحظہ نہیں فرمایا ورنہ ذرا سے متن کی شرح اس سے بیس بیس گونہ زیادہ ہو جاتی ہیں۔ متن میں وہ قیود کہاں ہوتی ہیں۔ جن کو شراح بیان فرماتے ہیں مصنف کو اس فن میں ماہر ہونا اس مسئلہ سے واقف ہونا ایسی قیود کا ملحوظ تھا اس سے نظر انداز ہونا عقل تسلیم نہیں کرتی اور بظاہر جو عبارت متن کی ہے وہ غلط ہے تو ان قیود ضروریہ کا اظہار وہاں ضرور ہوتا ہے اور یہی کہا جاتا ہے کہ یہ قیود ماتن کی سب مراد ہیں یہاں ذکر نہ کرنا بنا بر شہرت ہے یا دوسرے مقام میں مذکور ہیں۔ وہیں ان کا ذکر ہونا یہاں کے مراد ہونے کے لیے قرینہ ہے تمام کتب

ورنہ یہ اس سے بھری ہوئی ہیں۔

آپ کے ایمان دھرم میں کیا یہ زمین کو آسمان اور آسمان کو زمین بنانا ہے نہ ہر قید کا اضافہ جائز نہ ہر قید کا اضافہ غلط۔ یہ تو درس کی بات ہے اب اس کے بجائے کہاں تک گیا، شرح جامی وغیرہ کو اٹھا کر دیکھئے تمام کتاب میں اسی طرح زمین کو آسمان اور آسمان کو زمین بنایا گیا ہے۔

چونکہ ہم کو اب اور کچھ بیان کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ اس مطلب کا خلاف شان ذی شان شہید مرحوم ہونا اس کی دلیل ہے کہ یہ کلام کا مطلب نہیں بلکہ کلام کا مطلب وہ ہوگا جو حضرت شہید مرحوم کی شان والا کے موافق ہو اور وہ وہی ہے جو ہم نے عرض کیا مگر چونکہ ہم کو اس مقام کو مفصل عرض کر کے اہل بدعت کو ان کی حقیقت بتانی ہے اس وجہ سے انسار الانوار کی عبارت منقولہ کے بعد کی ایک اور عبارت نقل کرتے ہیں۔

خان بریلوی انسار الانوار ص ۱۳ پر فرماتے ہیں:

"اور اسی قبیل سے ہے وہ عبارت جس میں کسی طاغی زائغ کے لیے کوئی غرض فاسد ہو اور امام مصنف اس سے بری ہو بلکہ بجا خود اس کا کلام اس غرض مردود کے خلاف پر شاہد، جیسے بعض خدا ناترسوں کا امام حجۃ الاسلام محمد غزالی قدس سرہ العالی کی طرف معاذ اللہ کلمات مذمت امام الائمہ مالک الازمہ کاشف الغمہ سراج الامہ سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نسبت کرنا حالانکہ ان کی کتب متواترہ احیاء وغیرہ مناقب امام کی شاہد عدل ہیں۔"

ع عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد

کسی نے سچ کہا ہے ۔

عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

اے بدعت تجھ پر خدا کی لعنت تیرا منحوس قدم مسلمانوں میں کس دن آیا تھا او رائے ملعونہ تو کس دن یہاں سے نکلے گی۔ اے خدائے ذوالجلال بدعت اور اہل بدعت کے شر سے دین کی حفاظت فرما آمین آمین ثم آمین۔

اللھم انجز وعدک انک لا تخلف المیعاد۔

اللھم لک الحمد انجزت کما وعدت۔

ایک ضعیف ادنیٰ اکولی دیو بند کے طالب علم سے اتنے بڑے بڑے خوانین بدعت کا ناطقہ بند کرا دیا۔ تیری ہی شان ہے۔ میں ابن شیر خدا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ ہوں کون بدعتی ہے جو میرا مقابلہ کرے۔ میں کچھ نہیں ہوں مگر میرے ساتھ نصرت خداوندی ہے۔ میں حق کا تابع ہوں مجھ سے کوئی بھی بفضلہ تعالیٰ ان امور میں جیت نہیں سکتا۔ ہمیں قبول حق میں عار نہیں گو ہمارا دشمن ہی کہے حق ہے آخر ظاہر ہو کر ہی رہتا ہے۔

ناظرین انصاف۔ انصاف۔ للہ انصاف یہاں تو یہ حکم ہے کہ جب ایک شخص سے کوئی مضمون صحیح دوسری جگہ پایہ ثبوت کو پہنچ جائے۔ تو پھر دوسری جگہ اگر اس کے خلاف غلط مضمون ہو تو اس کو الحاقی سمجھو اور شہید مرحوم کے ساتھ یہ برتاؤ کہ ایک مضمون غلط خلاف اہل سنت والجماعت خلاف اسلام خلاف عقل اُن کے ذمہ مڑھ دیا۔ اور دوسری جگہ مولانا مرحوم اس غلط مضمون کے خلاف صحیح بات کی تصریح فرماتے ہیں جو عقیدہ اہل سنت والجماعت کا ہے اور جو مضمون بھی حق ہے تو بجائے اس کے کہ اس مضمون صریح کو اس کلام کے صحیح معنی کا قرینہ بنا دیں اس مضمون ہی کو کوئی

لوں سے تعبیر کرتا ہے کوئی اس قول کو متعارض بتاتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ دیکھو وہاں یہ
کہا تھا اور یہاں یہ کہتے ہیں دیکھو اپنے ہی قول سے کافر و مشرک ہو گئے دیکھو۔ الکوکبۃ
الشہابیہ۔ اشعار الاقوار الالعنۃ اشد علی الظالمین۔
کوئی کہتا ہے ہاں صاحب یہ کلام تو صحیح ہے مگر ہم اس کو غلط تھوڑا ہی کہتے ہیں ہم تو اس
کو غلط کہتے ہیں۔ کوئی صاحب فرماتے ہیں:
"کہ اگر کوئی شخص دو کلام کہے ایک صحیح ایک غلط تو کیا صحیح کی وجہ سے وہ غلط
بھی صحیح ہو جائے گا؟"
جی ہاں، صحیح کلام کی وجہ سے ایک کلام الحاق تو ہو جانے کا مگر صحیح کلام دوسرے کلام کے
صحیح معنی لینے کے لیے قرینہ نہیں ہو سکتا۔
انصاف انصاف انصاف۔ ناظرین اور ان کے معتقدین اس جواب کو یاد رکھیں۔ ہما
ہم نے یہ ثابت کیا ہے کہ اس کلام کے جو معنی اہل بدعت نے لیے ہیں یہ معنی کلام
کے نہیں ہو سکتے۔ فلاں فلاں وجہ سے منجملہ ان وجوہ کے ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس
مصنف کا دوسرا کلام صاف اس معنی کو بیان کر رہا ہے جس کو ہم کہتے ہیں تو ضرور اس کلام
کے معنی بھی یہی ہوں گے جو اس کے موافق ہوں۔
آج تو ہم نے خان صاحب ہی کی عبارت پیش کر دی اب کس کی مجال ہے جو اس کا
خلاف کرے اور اگر ہمت ہے تو دل کڑا کر کے کہہ دیں اگر ہم نے بھی خدا چاہے تو ر
نہ کرا دی تو پھر کتنا قرآن سے حدیث سے تمام فنون کی کتابوں سے اس قدر نظائر پیش
کریں گے کہ بجز تحیر اور سوائے اقرار جہالت کے کوئی چارہ ہی نہ ہوگا۔
غرض دوسری جگہ ایک مطلب کی جب تصریح ہو گی اور وہ مطلب بھی حق ہو تو اس

کی وجہ سے ایک کلام باطل کو جب الحاقی کہیں گے تو جب ایک مضمون صریحی ایک
مصنف ایک جگہ بیان کر چکا ہے تو اس کے دوسرے کلام کا اگر کوئی ایسا مطلب
بیان کرے جو علاوہ غلط ہونے کے متعارض بھی ہو تو اس کلام کے معنے وہی لیے
جائیں گے جو کلام صحیح کے مطابق ہوں گے اور یہی ہونا بھی چاہیئے لو اسی اصول
پر اب ہم گفتگو کرتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ ہو المستعان۔

الغرض بفضلہ تعالیٰ یہ تو ثابت ہو گیا کہ شہید مرحوم کے کلام کا یہ مطلب کہنا کہ مطلق
استعانت بالغیر شرک ہے اور چاروں صورتوں میں شرک لازم آتا ہے یہ تو کسی دیوانہ
ہی کا کام اور دیوانہ ہی ایسا کلام بول سکتا ہے۔ تو دوسری صورت جہاں استعانت امور
عادیہ میں ہوتی ہے اور اس کی قدرت عطائی شامل ہے وہ تو اس کلام سے نکل گئی اب
صورت ثالثہ کا امکان اور رہا ہے سو وہ بھی ظاہر ہے کیونکہ اس میں قدرت اور تصرف
کو ثابت کیا جا رہا ہے اور تیسری صورت میں اولیاء کرام اور انبیاء علیہم السلام کو کرامت
اور معجزہ میں قدرت نہیں ہوتی بلکہ بزرگ بندہ کی اظہار فضیلت کے لیے خلاف معلوم
وہ فعل موجود کرتا ہے تو یہ صورت بھی مراد نہ ہوئی۔ اب سوائے چوتھی صورت کے اور
کوئی شق مراد نہیں ہو سکتی۔

فرمائیے اس سے زیادہ اور کیا چاہیئے کیسی صاف طرح ثابت ہو گیا کہ تقویۃ الایمان
کی عبارت کا مطلب صرف چوتھی صورت استعانت بالغیر کو بیان کرتا ہے۔ اور قدرت
کا مضاف الیہ مولانا مرحوم کے کلام میں امور غیر عادیہ خارج از طاقت بشریہ میں جن کا
حاصل یہ ہوا کہ امور غیر عادیہ میں غیر اللہ تعالیٰ کو قدرت ذاتیہ اور عرضیہ ثابت کرنا
دونوں صورتوں میں شرک ثابت ہوتا ہے جو فقط چوتھی صورت پر صادق آتا ہے

وذلک ما اردناہ وللہ الحمد۔

اب جو بندہ نے سبیل السداد کے ص ۵۹ پر عرض کیا تھا:

«اور اس کو بھی نہایت زور سے عرض کرتے ہیں کہ حضرت مولانا اسمٰعیل صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یقیناً قطعاً یہی مطلب ہے اس کے سوا کچھ نہیں» ۱۲

یہ عرض کرنا صحیح ہوا یا نہیں پھر آپ کا اس کو بعید در بعید اور مخالف صریح اور محض تراشیدہ فرمانا غلط ہوا یا نہیں۔ آپ اس کو بلا دلیل فرماتے ہیں۔ اب آپ نے دلیل ملاحظہ فرمائی کہ کیسی قوی دلیل ہے اور بندہ نے اس دلیل کی طرف سبیل السداد میں اشارہ بھی کیا ہے جس کو جناب نے بغور ملاحظہ نہیں فرمایا۔ یا غور بھی فرمایا مگر مطلب سمجھ میں نہیں آیا۔

صفحہ ۷۵ ملاحظہ ہو:

«حضرات ناظرین ثلاثہ دست بستہ عرض ہے کہ حضرت حامی سنت ماحی بدعت جناب مولانا اسمٰعیل صاحب شہید مرحوم مظلوم اہل بدعت کی مراد مطلق استعانت کو نہ منع کرنا ہے اور نہ اس کو وہ شرک کہتے ہیں یہ بات تو ادنیٰ طالب علم بھی نہیں کہہ سکتا چہ جائیکہ وہ علامۂ زمان ہو» ۱۲

افسوس میری اس دست بستہ عرض کو آپ نے بغور ملاحظہ نہ فرمایا اور بار بار یہی تحریر فرمایا کہ زمین کو آسمان کر دیا۔ آسمان کو زمین بنا دیا۔ منطق کے زور سے جھوٹ کو سچ بنا دیا۔ ایسی قیدیں بڑھائی جائیں گی تو کوئی کلام متعارض نہ رہے گا وغیرہ وغیرہ۔

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ زمین زمین اور آسمان آسمان ہے مگر کلام کا سمجھنا جب آدمی کے ہوش باختہ کر دیتا ہے تو اس کو زمین و آسمان میں امتیاز نہیں رہتا۔ فرمائیے اب بھی ذہن عالی میں آیا یا کچھ کسر ہے۔

آپ ضرور یوں فرمائیں گے کہ یہاں پر تو منطق کے زور سے ثابت کر دیا ہے بات

وہی ہے جو ہم کہتے ہیں۔

خدا کی قدرت ہے کہاں تو ہم بوجہ منطق نہ جاننے کے وہابی غیر مقلد ہو گئے تھے

اور کہاں آج ایسے منطقی ہیں کہ سچ کو جھوٹ اور جھوٹ کو سچ کرتے ہیں اور ایسا ایسے

لوازمین سے کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔

مگر حاضر فرق یہ ہے کہ ہم منطق کو پڑھتے ہیں پوجتے نہیں اور یہی جواب آپ کے

اس اعتراض کا ہے جس کو آپ یوں بیان فرماتے ہیں:

"مگر یہاں یہ اعتراض آپ پر ضرور قائم رہا کہ باوجود منطق کے برا سمجھنے کے آپ

نے منطق کی زیادتی پیدا کی میں کہتا ہوں شاید گری بات آپ کے واسطے جائز

دوسرے کے واسطے ناجائز ہو" (ایضاح مرام ص ۴۳)

آپ نے مثنوی نہیں دیکھی کیا فرماتے ہیں ؎

کفر گیرد کاملے ملت شود

ہر چہ گیرد علتی علت شود

ایک شخص سانپ کے پکڑنے کا منتر جانتا ہے اس کے لیے پکڑنا ناجائز ہے

پکڑ لے گا تو مر جائے گا۔ دوسرا منتر جانتا ہے وہ ہزار اژدہا بھی قید کرلے گا تو اس کو حرج

نہیں۔ تمام کے منطق منطق و فلسفہ پڑھ کر ہمیشہ گمراہ ہی ہوتے۔ اور خاصان خدا اور ان

کے خدام اس بادی سے ہمیشہ کام ہی لیتے رہے ہے۔ خان صاحب آپ کو آج تک یہ

بھی معلوم نہ تھا کہ ایک چیز ایک کے لیے جائز اور ایک کے لیے ناجائز۔ آپ نے

دیکھا بڑے بڑے منطق فلسفہ دان تقویۃ الایمان کی سیدھی سادھی عبارت کا مطلب

آج تک تو مجھے یہی کہتے رہے کہ مطلق تصرف اور استعانت کو شرک کہا ہے مگر ایک ادنیٰ دیوبندی طالب العلم نے بتا دیا کہ مطلب یہ ہے اور اس کے سوا ہو ہی نہیں سکتا۔

بس اپنی اور تحقیقات کو بھی اسی پر قیاس فرما لیجئے ؎

قیاس کن ز گلستان من بہار مرا

تمامت یا ہی اور اگر یہ چار برسوں کی متفقہ کوشش کا تو یہ حال ہے اور نقلاً آپ نے جو السحاب المدرار براہین قاطعہ کی نسبت لکھا ہے:

"اس کا تو کیا ہی حال عرض کروں ہم تو سمجھتے تھے کہ آپ سے دو دو باتیں علیحدہ ہوں گی مگر یہ معلوم نہ تھا کہ آپ سب حضرات ایک ہی چھاپے کے چھپے ہوئے ہیں۔"

گو اہل عقل و انصاف کے لیے تو یہی بس ہے مگر چونکہ مقام کی تفصیل منظور ہے اس وجہ سے اور عرض کرتا ہوں گوش ہوش متوجہ ہو کر ہماری عرض کو سنیئے۔

ہمارا دعویٰ ہے کہ نفس تصرف و قدرت و کرامت و خرق عادت و معجزہ کو شہید مظلوم ہرگز شرک نہیں فرماتے۔ یہ ہمارا دعویٰ محض بلا دلیل کہا جاتا ہے اور اس پر ہم سے دلیل طلب فرمائی جاتی ہے آپ کے نزدیک تو وہ فوت ہو گئے اور ان کی تاویل اور مراد قطعی معلوم ہونا محال ہے مگر آپ کو یہ معلوم نہیں کہ الحمد اللہ تعالیٰ لاؤ کوئی ہم ان سے ابھی دریافت کیے دیتے ہیں آپ آواز پہچان لیں کہ کون جواب دے رہے ہیں۔ یہ نہ فرما دینا کہ یہ تو مرتضےٰ کی آواز ہے مولانا اسمٰعیل صاحب مرحوم نہیں۔ آپ فقط نفس تصرف و قدرت ہی

کو لیے پھرتے ہیں۔ یہیں قدرت تصرف بجہت اجابت دعا و حصول فیض میں
واسطہ اور وسیلہ ہونا وغیرہ وغیرہ ثابت کیے دیتا ہوں فرمائیے پھر تو مان
جائیے گا کہ مولانا مرحوم کی مراد صرف جزئی ہی صورت ہے۔

ملاحظہ ہو۔ حضرت مرحوم کیا ارشاد فرماتے ہیں ذرا ہوش کے کان لگا کر سنیئے۔

بایددانست کہ انبیاء علیہم السلام
را بحضور حضرت رحمان بہ نسبت
جمیع افراد انسانی نوعے از امتیاز ثابت
است کہ بہ نگاہ مہربانی منظور اند و بلطف
ربانی مسرور بعزیت انعام سرفراز اند و
بمزید اکرام ممتاز یاسمین چمن محبوبیت اند
و اورنگ نشین انجمن مقبولیت اختران افلاک
انس اند قمران افلاک قدس اند و بتفویض
مناصب عظیمہ لائق اند و در سرانجام
مہمات فخیمہ فائق، سرداران محافل

جاننا چاہیئے کہ انبیاء علیہم السلام کو بحضور
حضرت رحمن بہ نسبت جمیع افراد انسان ایک
نوع کا امتیاز ثابت ہے کہ منظور نظر عنایات
خداوند ذوالجلال ہیں بلطف ربانی مسرور الوقت
اور خوشحال ہیں باعزاز زیادہ انعام الٰہی ممتاز ہیں۔
بمزید اکرام ممتاز ہیں سرفراز محبوبیت کے یاسمین
ہیں مقبولیت کی انجمن کے اورنگ نشین انس کے
افلاک کے اختر ہیں قدس کے افلاک کے ماہ قمر
مناصب عظیمہ کی تفویض انہیں کی ذات با برکات
کو زیبا ہے اور مہمات فخیمہ کا سرانجام انہیں کے

---

[1] خاں صاحب آپ تو فرماتے تھے کہ مولانا انبیاء علیہم السلام کے تصرف کو بہت بڑی جماعت شیاطین کے برابر
سمجھتے ہیں معاذ اللہ ان الفاظ کو دیکھو کس دل سے نکلے ہوئے ہیں۔ جمیع افراد انسانی سے امتیاز ثابت فرماتے
ہیں یہی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صاف صریح گالی دیتا ہے اور خوامخواہ تعظیم کرتے ہیں۔ کیا ایسے الفاظ
بھی نورانی دکھا دو سنی تو کہاں سے پاؤ گے ۱۲ منہ دام ظلہ

کروبیان اند و سروران عساکر قدوسیان
ہمت ایشان مفتاح اغلاق ابواب
ست. و دعای ایشان بلا ریب مستجاب
محب ایشان محبوب حضرت رب
الارباب ست. و مبغض ایشان مبغوض
آنجناب. محبت ایشان باعث رفع
درجات ست و توسل ایشان وسیلہ
نجات. و انسلاک در سلک ایشان جالب
عطیات ست و انہماک در اتباع
ایشان دافع بلیات. منبع فیض غیب

ونفائس قدسیہ کے ساتھ زیبا ہے کروبیان
کی محفل کے سردار ہیں، قدسیوں کے لشکر کے
سربراہ کار ہیں ان کی ہمت اور اولو العزمی درہائے
بستہ کی کلید ہے ان کی دعا بلا ریب مقبول بارگاہ
رب مجیب ان کا دوست محبوب حضرت
رب الارباب ہے ان کا دشمن دشمن آنجناب
ہے ان کی محبت باعث ترقی درجات ہے
ان کا توسل وسیلہ نجات ہے۔ ان کی تقلید جالب
عطیات ہے ان کا اتباع دافع بلیات
ہے۔ منبع فیض غیب ہیں۔ مخزن اسرار

۱؎ خان صاحب ملاحظہ فرمایا کس کا کلام ہے کس کی گواہی ہے دیکھو شہید مردہ ہی ہیں یا کوئی اور ستا بندہ دعا نیں کی گئی ان کی ہمت سے کھلے ان کی دعا بلا شک مقبول ہوتی ہے یہاں تو زندہ کا فرمایا ہے تصرف و قدرت ثابت ہوئی یا نہیں۔ یاد رکھیو ۱۲ منہ دام ظلہ

۲؎ یہاں تو توسل بالانبیاء علیہم السلام کو وسیلہ نجات فرماتے ہیں سعد کی منشاء ہے اللہ ہی توسل کر ہے کر خداوند عالم کو نہیں چھوڑتے خدا سے معاذ اللہ کیا غرض مختار عالم سے تعلق رکھنا چاہئے ۱۲ منہ

۳؎ ملاحظہ فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام کے اتباع کو دافع البلیات فرماتے ہیں پھر ان حضرات کا تو کیا کہنا خاں صاحب یہ غیر خدا دافع بلیات ہوئے یا نہیں۔ کچھ آیا خیال یا بکسے ہیں۔

۱۲ منہ دام ظلہ العالی

اند و مخزن اسرار لاریب . و ادنای مساعی
ایشان بغایت مشکور ست . و اقبح معاصی
متبع ایشان فی الحال مغفور ست . بسا
ریاضات شاقه است که از مرتاض
بیگانه بر نسبت ایشان بظهور میرسد و
آخر مشابه کوه کندن و کاه برآوردن میشود
و بسا اعمال سهل ست که از متوسل ایشان
سر بر میزند و لاریب ثمرات جزیله
در دنیا و آخرت میگردد و تقرب[1] الی الله
بتوسل ایشان شاہراہ است که سلوک
آن بر راه نوردان طریق اطاعت بغایت
سهل ست و آسان و بدون توسل ایشان
محض ہرزه گردی ست و کوچه نوردی بے
سر و سامان .

لاریب ہیں، ان کے متوسلین کی ادنیٰ سی سعی
بدرجہ غایت مشکور ہے، ان کے متبعین کا
بڑے سے بڑا گناہ فی الحال مغفور ہے بہت
سی ریاضات شاقہ کہ ان کے بیگانہ مرتاض
سے عمل میں آئی ہیں اور آخر کوہ کندن و کاہ
برآوردن کے مصداق کہلاتے ہیں۔ اور بہت
سے سہل اعمال کہ ان کے متوسل کی ذات
سے صدور پاتے ہیں بلاریب ثمر فروز نجات
دنیا و آخرت بن جاتے ہیں۔ نزدیکی بارگاہ
خداوندی ان کے توسل سے وہ شاہراہ ہے
کہ جس کا طے کرنا سالکان طریقت پر نہایت
سہل اور آسان ہے۔ اور بدون توسل ان کے
محض ہرزہ گردی اور کوچہ نوردی بے سرو
سامانی ہے۔

منصب امامت معصوم

۲۔ از ہمین بیان واضح شد که منصب وجاہت

اور اس بیان سے واضح ہوا کہ منصب وجاہت

[1] مولانا صاحب خدا لگتی فرمائیے یہ حضرت مرزا جاناں صاحب شیعہ ہیں یا کوئی اور، یہ تو فرماتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام کے وسیلہ سے خدا کا قرب حاصل ہوتا ہے جو اور کسی چیز کی تو کیا حقیقت ہے ۱۲ منہ عفی

واسطہ شعبہ است محبوبیت بہ نسبت
رب العالمین و عزت در ملائکہ مقربین و
وساطت فیض بہ نسبت عباد صالحین و
ہمیں وساطت را بہ لفظ سیادت
تعبیر توان کرد۔ ص ۵

۲۔ از انبیاء علیہم السلام بچند طریق ہدایت
صادر میشود پس بیانش آنکہ اکثر بہ پنج
طریق صادر میشود نزول برکت و عقد
ہمت و فیض صحبت و خرق عادت و
اظہار دعوت۔ ص ۱۵

۳ اما عقد ہمت پس بیانش آنکہ این کمال
را ظاہر ست و حقیقت اما ظاہرش
پس ہمیں ست آنچہ از انبیاء علیہم السلام
در بارہ ہدایت قوم خود از جنس دعا و التجا

کے تین شعبے ہیں اول محبوبیت بہ نسبت
رب العالمین دوم عزت بہ زمرۂ ملائکہ مقربین سوم
وساطت فیض بہ نسبت عباد صالحین اور
وساطت کو بہ لفظ سیادت بھی تعبیر کر
سکتے ہیں۔

انبیاء علیہم السلام سے ہدایت کس طور پر صادر
ہوتی ہے۔ اس کا بیان یہ ہے کہ ان سے[1]
ہدایت اکثر پانچ طریق پر صادر ہوتی ہے اول
نزول برکت دوم عقد ہمت۔ سوم فیض صحبت
چہارم خرق عادت۔
پنجم اظہار دعوت۔

رہی عقد ہمت اس کا بیان یہ ہے کہ اس کمال
کے واسطے ایک ظاہر ہے اور ایک حقیقت
سو جو کچھ انبیاء علیہم السلام سے قوم کی ہدایت
کے بارہ میں از جنس دعا و التجا حضور حضرت

---

[1] نعمانی صاحب یہاں تو عقد ہمت خرق عادت فیض صحبت ان کے ذریعہ سے نزول برکت سب ہی کچھ ثابت ہے۔ پھر کیا اصالۃً ثابت کرانا چاہتے ہو۔ آپ کا منشاء کیا ہے۔ صاف صاف بیان فرمائیے [illegible] مدظلہ العالی

بحضور حضرت رب العزت والکبریاء
جلت عظمتہ صادر میگردد عموماً یا خصوصاً
یعنی در حق جمیع امت علی سبیل العموم یا
در حق بعض از ایشان بر سبیل خصوص و
اما حقیقت پس توجہ قلبی ست معروف
بکمال رغبت بسوی ہدایت امت
عموماً یا خصوصاً و آں اثر شفقت غیبیہ
است کہ سابق در بیان مقام بعثت
مذکور گردیدہ ہمہ

۵ ـ واین دعاء حالی ست کہ دائماً از ذات
ایشان ست گویا تمام وجود باوجود ایشان

رب العزت والکبریاء میں عموماً یا خصوصاً صلوٰۃ
ہوتا ہے یہ اس کمال کا ظاہر ہے اور اس کی
حقیقت ان کی توجہ قلبی ہے کہ کمال رغبت
کے ساتھ عموماً یا خصوصاً امت کی ہدایت کی
طرف متوجہ ہیں اور یہ شفقت غیبیہ کا اثر ہے
کہ مقام بعثت میں مذکور ہوا۔

✤ ✤ ✤

✤ ✤ ✤

✤ ✤ ✤

اور یہ دعائی حالی ہے کہ کبھی ان کی ذات با برکات
سے جدا نہیں ہوتی گویا ان کا تمام وجود با وجود

لہ ناظرین با تمکین انصاف فرمائیں کہ انبیاء علیہم السلام کا وجود با جود ہی دعا ہے لازمی ہے کہ ہر وقت امت کو
اس سے ہدایت ہوتی ہے یہاں ہدایت کا سبب ان کی دعائے حالی ہوئی یا نہیں یہ حضرات ہدایت میں وسیلہ
اور واسطہ ہیں جناب شہید مرحوم سے اگر دعا کیوں درست ہو اگر یہاں ہیں کیا یہ چاہتے ہیں کہ خداوند عالم
نے انبیاء علیہم السلام کو ہادی بنایا۔ اب وہ اپنی ہی ہوئی ہدایت سے جسکو چاہیں ہدایت دیں جس کو چاہیں نہ
دیں جیسا کہ کرامات امداد اللہ اور برکات امداد میں مذکور ہے تو اس کو تو مسلمان نہیں کہہ سکتے اس کو تو
آپ نے بھی کفر و شرک کہہ دیا مگر دیکھئے کہ یہ دونوں خان صاحب بھی برحق فرماتے ہیں
یا نہیں مدظلہ العالی

دعائی ست. نیم و همین دعائی حالی گاه
گاه بدعائی مقالی هم ایشان را مے کشد
و انواع التجا و دعا از ایشان بظهور میر
سد و این دعائی مدعا نے لبر سبب
باعث انتشار هدایت در قلوب امت
مے شود۔

۶۔ اول آنکہ این دعائی ست از شخص ذی
اختصاص بکمال صدق و اخلاص سر میزند
و مثل این دعا و التجا بلا شک و ارتیاب
مقبول و مستجاب است۔ ص ۱۷، ۱۸

۷۔ ثانی آنکہ[1] حکیم علی الاطلاق بحکمت بالغہ

سراپا دعائی مجسم ہے اور یہی دعائی حالی کبھی کبھی
ان کو دعائی مقالی کی طرف دامن کشاں لاتی ہے
نظر براں کمال درجہ کی دعا اور نہایت درجہ کی
التجا ذات قدسی صفات سے جلوہ ظہور دکھاتی
تھی اور یہ دعائی مدعائی تین وجہ سے قلوب
اُمت میں ہدایت کے انتشار اور ظہور کا باعث
ہوتی ہے۔

اول یہ ہے کہ یہ دعا ایک شخص ذی اختصاص
سے بکمال صدق و اخلاص ظاہر ہوتی ہے اور
اس قسم کی دعا اور التجا بلا شک و ارتیاب مقبول
و مستجاب ہے۔

ثانی یہ ہے کہ حکیم علی الاطلاق نے اپنی حکمت بالغہ

---

[1] اس ساتویں نمبر نے تو خانہ وحدت کا ستیا ناس ہی کر دیا یہاں تو نفس قدرت و تصرف اور اسباب کا ارتباط مسببات سے سب ہی کچھ ثابت ہو گیا اس سے زیادہ صاف اور صریح کون سی عبارت ہو گی کہ ہمت قویہ کے انعقاد کو اشیاء کے وجود میں اثر ہے۔ مولوی ریاست علی خان صاحب جناب کو معلوم ہوا کہ حضرت شہید مرحوم نفس تصرف و قدرت کو شرک نہیں فرماتے بلکہ اس کو عین ایمان اور انبیاء علیہم السلام سے ہدایت کا ایک یہی طریقہ فرماتے ہیں۔

فرمائیے یہ میرا محض دعویٰ بلا دلیل ہے یا یہ فرمانا آپ کے جہل و تجاہل کی دلیل ان تمام

روحانی مسرورست و بقوت ایمانی معمور.
آنچه از انوار هدایت اندر دل ایشان
تابش میکند عکس آن بدل همنشینان ایشان
میدهد برق عظمت و کبریا بدلهای
ایشان می درخشد قلوب همنشینان از
خشیت و هیبت می‌لرزد آتش تفرید
و تجرید در قلوب ایشان می افروزد
و برگ بشریت همنشینان از آن می سوزد
باران رحمت بر ایشان می بارد و نهال
همنشینان از آن برگ و بار می آورد

(ص ۴)

۹- بالجملہ این هدایت کرامت فیضِ صحبت

لذت سے مسرور ہیں اور قوت ایمانی سے معمور
جس قدر ان کے دل میں شرارے انوار ہدایت
کا ظہور ہوتا ہے اس کے عکس سے ہمنشینوں کا
دل سراپا نور ہوتا ہے شان عظمت و کبریائی کی
بجلیاں ان کے دلوں پر ہمیشہ درخشاں ہیں ہمنشینوں
کے دل خوف اور ہیبت سے ہر وقت لرزاں ہیں
آتش تفرید و تجرید ان کے دل میں روشن ہوتی ہے
ہمنشینوں کا برگ بشریت کی آلائش اس سے زائل
بے رونق ہوتی ہے ابر کرم ان پر ہمیشہ آب رحمت
برساتا ہے نہال ہمنشیناں اس سے برگ و بار
لاتا ہے۔

الحاصل یہ ہدایت کہ فیض صحبت سے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵)

زیادہ اور کس قسم کا معجزہ اور تصرف و قدرت انبیاء علیہم السلام کے لیے ثابت ہوا تھا یہیں سے کہ نصیب فرما گیا
یہ کیسی صورت نہیں ہے خود سے عطا فرمائیں ۱۲ منہ مدظلہ العالی

(حاشیہ صفحہ ۱۰)

نہ وہ ملاحظہ فرمایا جائے کہ فیض صحبت کو کیسا اول اسباب ہدایت سے بیان فرمایا ہے اور صحابہ رضوان اللہ
علیہم اجمعین کا تمام امت سے افضل ہونا اس کی وجہ بھی فیض صحبت ہے پھر اگر انبیاء علیہم السلام میں کوئی

حاصل می‌شود امریست بس طویل و عریض که
تفصیل آن درین چند اوراق متعسرست
بل متعذر، ناچار بر همین چند کلمات
اکتفا کرده شد. این قدر مسلم جماعه است
که صحابهٔ پیغمبر صلی الله تعالیٰ علیه وسلم
افضل امت‌اند از سائر امت، مگر چه بعضے ازیشان
مرتبهٔ اجتهاد و منصب ولایت تمام نمی
داشتند. همچنین قیاس باید نمود که

حاصل ہوتی ہے ایک امر نہایت طویل و عریض
ہے جس کی تفصیل ان چند اوراق میں متعذر
ہے۔ ناچار ہم نے ان چند کلمات پر اکتفا کر دیا۔
اس قدر مسلم متفق علیہ ہے کہ صحابۂ پیغمبر
صلی اللہ علیہ وسلم تمام امت سے افضل ہیں اگرچہ
ان میں سے بعض صحابہ مرتبہ اجتہاد
اور منصب ولایت تامہ نہیں رکھتے
تھے۔ ایسے ہی قیاس کرنا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۶)

تصرف نہ تھا ان کے بعد سے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے تصوف میں کوئی خاص بات پیدا نہیں ہوئی
تھی تو تمام دنیا کے اولیا و اقطاب ابدال بڑی بڑی ریاضات، مجاہدات کرنے والوں سے یکدم کیسے افضل
کیوں ہو گئے اور وہ کیا بات سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی فیض صحبت سے ان کو ملی جو دوسروں کو نصیب نہ
ہوئی۔ یہ تصرف نہیں تھا تو کیا تھا۔ یہ خرق عادت نہیں تو اس کا کیا نام ہے۔ شق القمر ہونا، کنکریوں کا تسبیح کرنا
بے شک معجزہ ہے مگر کسی کے دل کی حالت بدل جانی اور وہ بھی ایک نظر میں اور وہ بھی ایسی کہ وہ بے نظیر
معجزہ ہے کہ تمام معجزات اسی کے لیے دکھائے جاتے ہیں۔ یہ اصل الاصول اور غایت الغایات
ہے۔ ناظرین خود ہی فرمائیں تو سہی کہ اس سے زیادہ اور انبیاء علیہم السلام کے لیے کیا امر ثابت کرتے
ہیں؟ انصاف فرمائیں تاکہ دل کی بات پوری طرح معلوم ہو اور اس کے متعلق کچھ عرض کیا جائے

۳ منہ ظلہ

ہمنشیناں ہر صاحب کمال افضل اند
واکثی از سائر اتباع او پس ہدایتے کہ
بفیض صحبت حاصل شود لابد افضل ست
بہ نسبت اقسام دیگر۔ ص ۱۳

۱۰۔ اما خرق عادت پس بیانش آنکہ حق جل
وعلا بقدرت کاملہ خود بنا بر تصدیق
انبیاء علیہم السلام چیزے اظہار مے
فرماید کہ صدور آں چیز بہ نسبت ایشاں
ممتنع مے نماید اگرچہ بہ نسبت دیگر کس
ممتنع نمی باشد۔ تفصیلش آنکہ وجود بعضے
اشیاء بحسب عادت اللہ موقوف
مے باشد بر فراہم آمدن اسباب و
ادوات آں چیز۔ پس کسیکہ ادوات و
آلاتش حاصل مے دارد صدور چیز مذکور
از خرق عادت نیست و کسیکہ ادوات

چاہیے کہ ہر صاحب کمال کے ہمنشین اس
کے تمام تابعین سے افضل ہیں اور اکثر ہیں
پس جو ہدایت کہ فیض صحبت سے حاصل ہوتی ہے
لابد بہ نسبت اقسام دیگر کے افضل ہے۔

اب خرق عادت کو ملاحظہ فرمایئے جناب باری
تقدس شانہ اپنی قدرت کاملہ سے انبیاء
علیہم السلام کی تصدیق کے لیے ایسے امر کا
ظہور فرماتا ہے کہ ان کی نسبت اس کا صدور
غیر ممکن معلوم ہوتا اگرچہ دوسرے کے نسبت
متعذر نہ ہووے تفصیل اس کی یہ ہے کہ
بعض اشیاء کا وجود بحسب عادت اللہ
ان کے اسباب اور آلات کی فراہمی
پر موقوف ہوتا ہے پس جس کسی کو اس کے
ادوات و آلات حاصل ہیں اس سے ان چیزوں کا
صدور خرق عادت میں داخل نہیں ہاں جو کوئی

۱؎ اس عبارت سے یہ امر بخوبی واضح ہو گیا کہ شہید مرحوم کی نسبت یہ خیال کہ وہ بالکل قدرت و تصرف غیر اللہ ہی
کسی کے لیے ذاتی و عرضی مانتے ہی نہیں بلکہ سب کو شرک فرماتے ہیں یہ ایک محض غلط خیال ہے اور عوام
کو اس سے دھوکہ دینا منظور ہے، جو شخص بعض اشیاء کا وجود عادتاً فراہمی اسباب پر موقوف

مذکورہ حاصل نمی دارد البتہ صدور آں از
قبیل خرق عادت است۔ ص ۱۲۱، ۲۳

۱۔ و کشتن بسلاح خرق عادت نیست
و بمجرد ہمت و دعا خرق عادت است۔
(ص ۲۷)

بہ اسباب عادی آلات مہیا نہیں رکھتا اس سے
ایسی اشیاء کا ظہور خرق عادت کہلاتا ہے۔
اور ہتھیار سے قتل کرنا خرق عادت نہیں اور
بمجرد ہمت و دعا خرق عادت ہے۔

❖ ❖ ❖

(بقیہ حاشیہ صفحہ)

اتا ہے وہ قدرت موہبیہ عطائیہ اور تصرف عطائی کو شرک کہہ سکتا ہے تمام دنیا کے مسببات اپنے اسباب کے ساتھ مربوط مان کر وجود مسببات کو عادت اللہ کے موافق اسباب پر موقوف کہتا ہے پھر اس کے مقابلہ پر یہ جا بیجا حرکت کس قدر خفیف اور ایمانداری ہے کہ طبیب کے یہاں کیوں جاتے ہو، دعا کیوں کرتے ہو، درخت کے نیچے سایہ کیوں طلب کرتے ہو، پولیس مجسٹریٹ جنٹ حاکم وغیرہ کے یہاں کیوں جاتے ہو۔ خان وہابی و بریلوی صاحبان نے اپنے اپنے رسائل کو انہیں لغویات سے طول فضول دے کر اپنی اپنی قابلیت ظاہر فرمائی ہے۔ مولوی ریاست علی خاں صاحب نے ان کو مزید اپنی بنا گفتگو پر اپنی کتاب کو طول احاطہ کیوں دیا کوئی تین سو سات احادیث و آیات و اقوال بزرگان پیش کرتا ہے کوئی واستعینوا بالصبر والصلوٰۃ وغیرہ پیش کر کے خوش ہوتا ہے کہ ہم نے شہید مرحوم کو دندان شکن جواب دے دیا جس کا جواب ہو ہی نہیں سکتا ہے

سخن شناس نئی دلبرا خطا اینجاست

مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کا مطلب ایسا عام لینا جیسا مخالفین ظاہر فرماتے ہیں اور رد کر کے جتلیں بجاتے ہیں، ایسا شرمناک امر ہے جس کے ذکر کرنے سے بھی حیا آتی ہے مگر جب مجدد البدعات اور انہیں کے قریب قریب حامیان بدعت لغو و بیہودہ ان کہتے بھی یہی گیت گاتے ہیں تو اس بنا پر اس کے رد

فارسی	اردو
۱۲۔ بخلاف آنچہ از اہل سحر بسیارے از اشیاء نفیسہ از جنس میوہ و شیرینی با ستعانت شیاطین حاضر کہ آنرا بدوستاں و ہمنشیناں خود افتخار مے نمایند۔ ص ۲۲	بخلاف اہل سحر کے کہ بہت سی اشیاء نفیسہ از جنس میوہ و شیرینی وغیرہ شیاطین کی مدد سے حاضر کرتے ہیں اور اپنے دوستوں اور ہمنشینوں میں فخر کرتے ہیں۔
۱۳۔ پس بسیار چیز ہست کہ ظہور آن از مقبولین حق از قبیل خرق عادت شمردہ می شود۔ ص ۳	پس اکثر اشیاء کا ظہور مقبولان حق سے منجملہ خرق عادت شمار کیا جاتا ہے۔
	* * *
۱۴۔ بالجملہ نفع دعوت ایشان ممزوج است بر فیض صحبت ایشان۔ ص ۲۵	الحاصل ان کی دعوت کا نفع ان کے فیض صحبت کے ساتھ مربوط ہے۔
۱۵۔ ونیز باید دانست الخ ص ۲۵	ونیز جاننا چاہیے الخ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۹)

کرنے کی ضرورت ہوئی۔ اب بھی سمجھ میں آگیا کہ استعانت کی دوسری صورت اولاً تیسری صورت شہید مرحوم کے کلام سے خارج ہے اور اس کا مصداق صرف صورت رابعہ لہٰذا صورت اولیٰ ہے یا صورت رابعہ کی تعمیم باعتبار ثانی تعمیم

ناظم دار المبلغین ۱۲ منہ مدظلہ

(حاشیہ صفحہ ہذا)

لہ یہاں شیاطین سے بھی استعانت بطریق سحر ثابت فرماتے ہیں پھر شیاطین جنات بھوت پریت سے مطلق تعرض کی نفی اور شرک کے کیا معنی ۱۲ منہ مدظلہ

یہ عبارت قریب قریب کیا بلکہ بالکل نمبر ۲ کی عبارت ہے جو ص ۵ سے نقل ہوئی ہے۔
یہاں تک وہ عبارات منقول ہو چکیں جو انبیاء علیہم السلام کے متعلق تھیں اب وہ عبارات
نقل کی جاتی ہیں جن سے یہ ثابت ہو کر جو کمالات نبوت ہیں وہ کمالات کم درجہ میں اولیاء
کرام کے لیے بھی ثابت ہوتے ہیں تو جس قدر تصرف خرق عادت فیض صحبت نزول
برکت عقد ہمت وصول فیض میں واسطہ ہونا وغیرہ وغیرہ کمالات انبیاء علیہم السلام کے لیے
ثابت ہیں ان سے کم درجہ میں اولیاء کرام کے لیے بھی ثبوت ہو جائے گا۔

۱۶۔ فصل اول در بیان حقیقت امامت
و آن مشتمل بر دو قسم است قسم اول در ذکر
چندے از کمالات انبیاء علیہم السلام
کہ در تحقیق معنی امامت دخل میدارند بر
باید دانست کہ امام نائب رسول است
و امامت ظل رسالت احکام نائب تر
احکام منیب تو ان شناخت و
حقیقت ظل را از حقیقت اصل توان
دریافت۔ ص ۳

۱۷۔ قسم ثانی در بیان آنکہ بعضے از اکابر
اولیاء در کمالات مذکورہ بانبیاء علیہم
الصلوٰۃ والسلام مشابہت میدارند و
آن مشتمل بر دو تنبیہ است۔ تنبیہ

پہلی فصل میں حقیقت امامت کا بیان ہے
اس فصل کی دو قسمیں ہیں پہلی قسم میں حضرات انبیاء
علیہم السلام کے چند کمالات کا ذکر ہے کہ جو
تحقیق معنی امامت میں دخل رکھتے ہیں۔ معلوم
کرنا چاہیے کہ امام نائب رسول ہے اور امامت
ظل رسالت ہے نائب کے احکام کی حقیقت
منیب کے احکام سے پہچانی چاہیے اور سایہ
کی حقیقت اصل کی حقیقت سے جاننا
چاہیے

قسم ثانی اس کے بیان میں کہ بعض اکابر اولیاء
کمالات مذکورہ میں حضرات انبیاء علیہم
السلام کے ساتھ مشابہت رکھتے ہیں
اور یہ دو تنبیہ پر مشتمل ہے۔ تنبیہ

اوّل در بیان آنکہ بعضے از بندگان مقبولین ہر چند منصب نبوت نمی دارند اما از کمالات مذکورہ نصیبہ فراخور استعداد خود میدارند۔ ص ۳۰

اوّل اس بات میں ہے کہ بعض مقبول بندے ہر چند منصب نبوت نہیں رکھتے۔ لیکن کمالات مذکورہ سے اپنی استعداد کے موافق نصیبہ رکھتے ہیں۔

(۱۸)

آنچہ دریں تنبیہ مذکور گردید از اتمام ایں بیان واضح شد کہ کمالات مذکورہ چنانکہ در انبیاء اللہ یافتہ مے شود ہمچنیں اتباع ایشان را ہم ازاں نصیبے میرسد۔ ص ۳۰

جو کچھ اس تنبیہ میں مذکور ہوا اس کے اتمام بیان سے واضح ہوا کہ کمالات مذکورہ جیسے کہ حضرات انبیاء میں پائے جاتے ہیں ایسے ہی اُن کے تابعین کو بھی ان سے حصّہ ملا ہے۔

(۱۹)

اما سیادت یعنی وساطت درمیان رب العالمین و عباد مقبولین در وصول فیض نیبی و انحصار مقبولیت در محبت ایشان۔ ص ۳۸

اب سیادت یعنی وساطت درمیان رب العالمین اور عباد مقبولین کے درمیان وصول فیض نیبی میں اور ان کے اتباع اور محبت میں مقبولیت کا منحصر ہونا۔

(۲۰)

اما عقد بیعت قال اللہ تعالیٰ الخ

اب عقد بیعت کا حال ملاحظہ فرمائیے قال اللہ تعالیٰ الخ

(۲۱)

اما فیض صحبت قال اللہ تعالیٰ الخ

اب فیض صحبت کو دیکھیے قال اللہ تعالیٰ الخ

(۲۲) واما خوارق عادت پس احتیاج بیان ندارد زیرا کہ ظہور خوارق از اولیاء راہ حق کہ از اتباع انبیاء اند بدرجے مشہور و متواتر ست کہ حاجت بیان نیست۔ ص ۴۷

اب رہا خوارق عادت تو اس کے بیان کی حاجت نہیں اس لیے کہ ظہور خوارق اولیاء راہ حق سے (جو انبیاء کے متبعین ہیں) اس درجہ مشہور اور متواتر ہے کہ بیان کی حاجت نہیں۔

* * *

بلفظہ ناظرین کرام ملاحظہ فرمایا کہ اولیاء کرام سے خوارق عادت کا ظہور اس درجہ مشہور اور متواتر کہتے ہیں کہ محتاج بیان نہیں اور حضرات شاہ جہان پوری یہ فرماتے ہیں کہ مولوی اسمٰعیل صاحب کا دعویٰ آپ کے کلام کے موافق ہے اور آپ کی عبارت مولوی صاحب کے بالکل خلاف ان کے قول میں تو معجزہ اور کرامات کا کہیں ذکر نہیں وہ تو مطلق تصرف اور قدرت کو شرک کہتے ہیں۔

ان سے کوئی دریافت کرے کہ منصب امامت میری کتاب ہے یا آپ نے تصنیف فرمائی ہے یا کسی بدعتی نے اس کو لکھا ہے غور سے دیکھئے کس کی تصنیف ہے آپ نے دیکھا کہ معجزہ اور کرامت کا مولانا کے کلام میں کس قدر ذکر ہے کہ حد تواتر کو پہنچا دیا مگر کسی نے سچ کہا ہے ؎

آنکھیں بند ہی ہوئی ہوں تو پھر دن بھی رات ہے
اس میں قصور کیا ہے بھلا آفتاب کا

آپ دیکھتے ہی نہیں اور دیکھتے ہیں تو نظر نہیں آتا اس میں میرا یا مولانا کا کیا قصور ہے مطلق تصرف و قدرت کرامت معجزہ کے مولانا منکر ہیں یا مثبت خدا ایمان سے دل کو لگا کے ذرا کہئے اگر آپ نہ فرماویں گے تو ناظرین کہاں تک آپ کا ساتھ دیں گے اور اگر دو چار معتقد ایسے ہی ہوں گے تو آخر دنیا میں انصاف ہے

اب تک تو عبارات مذکورہ ہی کو ملاحظہ فرمایا ہے مگر اب جو عبارات مذکور ہوں گی نہ معلوم ان کے دیکھنے سے روح بدعت کا کس طرح تروح ہوگا اور کیسے کیسے مدارک العذاب کا مشاہدہ ۔

كذلك العذاب ولعذاب الآخرة اكبر لو كانوا يعلمون ۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۳)

کہیں نقل تو اتر ہی ہے۔ اب آپ کا یہ فرمانا کہ البتہ آپ نے اپنی طرف سے مدعا ان کا قائم کیا ہے بہ معنی کہ آپ کا قول ہے اور وہ بھی بلا دلیل فرمایئے یہ مدعا ہی نے قائم کیا ہے یا حضرت مولانا مرحوم کا یہی مدعا ہے جس مدعی پر اس قدر دلائل ہوں وہ بھی آپ کی اصطلاح میں محض بلا دلیل کہا جاتا ہے۔ کیا یہ عبارات آپ نے دیکھی تھیں یا دیکھی تو تھیں اور مطلب نہ سمجھے تھے ؎

فان كنت لا تدرى فتلك مصيبة

وان كنت تدرى فالمصيبة اعظم ؏

تمام ان رسالوں کو ملاحظہ فرمایا مگر ہمیشہ اسی نظر سے کہ کوئی اعتراض معلوم ہو کبھی انصاف سے نہ دیکھا ؎

چشم بد اندیش کہ بر کندہ باد

عیب نماید ہنرش در نظر

اب بھی توبہ کر کے شائع کر دیجئے مگر جس جس نے نفس الخطاب پر دستخط کیے ہیں سب کے دستخط کرا لیجئے۔ جیسا علم ویسی ہی توبہ۔ ورنہ آپ کو اختیار ہے۔ بفضلہ تعالیٰ نہ ہمارا نقصان نہ مولانا مرحوم کا نہ حضرت مدظلہ

(۴۳)

تنبیہ اول در ذکر امامت غیبیہ۔ باید
دانست کہ امامت غیبیہ عبارت ست
از حصول معنی شباہت تام بانبیاء
علیہم الصلوۃ والسلام در منازل وجاہت
و مقامات ولایت و از لوازم سیادت
کہ عبارت از وساطت ست در میان
رب العالمین و بندگان او در باب وصول
فیض غیبی نیز ایشان را حاصل می شود با آنکہ
ایشان مبعوث برائے ہدایت نمی شوند
پس لابد این وساطت متحقق مے شود
در باب وصول فیض تکوینی نہ تشریعی۔

(ص ۶۲، ۶۳)

تنبیہ اول: ذکر امامت غیبیہ میں معلوم کرنا چاہئے
کہ امامت غیبیہ سے یہ غرض ہے کہ معنے
شباہت تامہ کے انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام
سے منازل وجاہت اور مقامات ولایت
میں حاصل ہو جائے اور لوازم سیادت کو
جو عبارت وساطت سے ہے بیچ حضرت رب العالمین
اور اس کے بندوں میں دربارۂ وصول فیض غیبی بھی
ان کو حاصل ہوتی ہے باوجودیکہ یہ اشخاص ہدایت
کے واسطے مبعوث نہیں ہوتے ہیں۔ پس
بالضرورت یہ وساطت درباب وصول فیض
تکوینی متحقق ہوتی ہے فیض تشریعی میں اس کو
دخل نہیں۔

٭ ٭ ٭

(۴۴)

یعنی حکیم علی الاطلاق ایشان را واسطہ در
تفرقات کونیہ مے گرداند مثل نزول مطر
و نمو اشجار و سرسبزی نباتات و بقای
انواع حیوانات و آبادی قریہ و مصر
و تقلب احوال و ادوار و تحول اقبال و

یعنی حکیم علی الاطلاق ان کو تفرقات کونیہ میں
واسطہ بناتا ہے مثل نزول امطار اور نمو اشجار
و سرسبزی نباتات و بقائی انواع حیوانات
و آبادی دیہات اور تقلب احوال
و ادوار اور گردش اقبال و

ادبار سلاطین و انقلاب حالات اغنیاء و مساکین و ترقی و تنزل اصاغر و اکابر و اجتماع و تفرق جنود و عساکر و رفع بلاء و دفع وباء و امثال ذلک ۔

ادبار سلاطین اور انقلاب حالات اغنیاء اور تحول معاملات فقراء و ترقی و تنزل اصاغر و اکابر اور اجتماع و تفرق لشکر و عساکر و رفع بلاء و دفع وباء و غیرہ ذلک میں ۔

* * *

(۲۵)

قال النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم الابدال یکونون بالشام وھم اربعون رجلا کلما مات رجل ابدل اللہ مکانہ رجلا یسقی بھم الغیث وینصر بھم علی الاعداء ویصرف عن اہل الشام بہم العذاب ص ۲۳

فرمایا نبی کریم صلے اللہ تعالی علیہ وسلم نے ابدال ہوں گے ملک شام میں چالیس مرد ہیں جب کوئی ایک آدمی مرتا ہے تو اللہ تعالے بدل دیتا ہے اس کی جگہ اور انہیں کی برکت سے مینہ برستا ہے اور دشمنوں پر فتح ہوتی ہے اور انہیں کی برکت سے شام والوں پر عذاب نہیں ہوتا ۔

* * *

(۲۶)

و وساطت ایشان در امور مذکورۃ الصدر بسہ وجہ متحقق می شود اول نزول برکت ثانی عقد ہمت ثالث ورود الہام ص ۲۳

اور وساطت ان کی امور مذکورہ میں تین وجہ پر ثابت ہوتی ہے اول نزول برکت دوم عقد ہمت سوم ورود الہام

* * *

(۲۷)

اما نزول برکت پس بیانش آنکہ چنانکہ حق جل وعلا بحکمت بالغہ خود جرم

اول نزول برکت کا حال سننا چاہیئے جس طور پر حق جل وعلا نے اپنی حکمت بالغہ سے جرم

آفتاب را واسطۂ اشراق عالم فرمودہ و رافع
تاریکی قرار دادہ پس ہر چند انتشار نور
در اطراف عالم و اضمحلال ظلمت از
روی زمین محض از قدرت کاملہ و تعالٰی ست
ہست ہر کہ آفتاب را خالق نور قرار
دہد ہر آئینہ کافر گردد والعیاذ باللہ لیکن
سنت اللہ برین طریق جاری گردیدہ کہ
ہر گاہ آفتاب طلوع میکند تمام عالم پر از
نور مے شود۔ ص ۵۳

آفتاب کو عالم کے منور ہونے کا واسطہ فرمایا
اور رافع تاریکی و ظلمت قرار دیا ہر چند کہ نور کا
پھیلنا اطراف عالم میں اور سیاہی کا دور ہونا
روئے زمین سے محض اس خدا تعالٰی کی قدرت
کاملہ سے ہے جو کوئی آفتاب کو خالق نور ٹھہرائے
البتہ کافر ہو جائے لیکن عادت اللہ اس طریق
پر جاری ہوئی کہ جس وقت آفتاب طلوع فرماتا
ہے تمام عالم پر نور ہو جاتا ہے۔

(۲۸)

ہمچنین از بسکہ اکابر ایشان ملکی آمدہ و بشر
ملکی وجود با جود ایشان آفتابیست کہ بر
اوج چرخ ملکوت تابیدہ و قمریست
از جبروت کہ در شب تار ناسوت درخشیدہ
لہٰذا ہمراہ نزول ایشان یک نورے از
غیب الغیب بروز می فرماید کہ سبب
اصلاح عالم و انتظام بنی آدم و
باعث تقلب ادوار و تغیر اطوار
میگردد۔ ص ۶۲، ۶۳

ایسے ہی مقربان بارگاہ ملکی ہیں اور بشر ملکی ان
کا وجود با جود ایک آفتاب ہے کہ اوج چرخ
ملکوت پر درخشاں ہے اور ایک قمر ہے عالم
جبروت سے کہ شب تار ناسوت میں تاباں
ہے لہٰذا ان کے نزول کے ساتھ ایک نور
غیب الغیب سے ظہور فرماتا ہے کہ سبب
اصلاح عالم و انتظام بنی آدم اور باعث گردش
ادوار و تغیر اطوار بن جاتا ہے۔

(۲۹)

اما عقد ہمت پس بر دو وجہ متحقق شود اول وفور شفقت وثانی ظہور اثر تقدیر۔ اما اول پس بیانش آنکہ از بسکہ وفور شفقت بہ نسبت عباد اللہ شد از جملہ مقامات ولایت ست پس لابد ایشان را بوجہ اتم حاصل باشد اما چون ایشان بدعوی ہدایت مبعوث نیستند پس لابد شفقت ایشان مصروف باشد باصلاح حال معاشیہ ایشان مثل دفع بلایا وحصول عطایا وترقی حال وعروج اقبال وامثال ذلک۔

(ص ۶۴)

اب عقد ہمت کو ملاحظہ فرمائیے پس دو وجہ پر متحقق ہوتا ہے اول وفور شفقت وثانی ظہور اثر تقدیر۔ وفور شفقت کا بیان یہ ہے کہ از بسکہ زیادتی شفقت بہ نسبت بندگان خدا منجملہ مقامات ولایت ہے پس بالضرور ان کو بوجہ کامل حاصل ہوگی لیکن چونکہ وہ حضرات ہدایت کے واسطے مبعوث نہیں ہوئے پس لابد ان کی شفقت ان کے حال معاشیہ کی اصلاح میں مصروف ہو مثل دفع بلایا وحصول عطایا وترقی حال و عروج اقبال وامثال ذلک۔

٭ ٭ ٭

(۳۰)

پس چنانکہ شفقت مبعوثین مصروف باصلاح حال ایشان در امور معاد ہمچنیں شفقت ایں اکابر مبذول ست بانتظام حال ایشان در مقدمہ معاش۔ (ص ۶۴)

پس جس طور پر کہ حضرات انبیاء کی شفقت بندگان خدا کے آخرت کے امور کی اصلاح میں مصروف ہے ایسے ہی ان اولیاء کی شفقت درباب معاش ان کے حال کے انتظام میں مبذول ہے۔

٭ ٭ ٭

(۳۱)

بالجملہ وجود باجود ایشان بہ سبب وفور

الحاصل ان کا وجود باجود بسبب زیادتی

شفقت سراسر دعای حالی ست و احیانا بدعای مقالی هم میکشد و مجیب الدعوات واهب العطیات اکثر دعیه اضطراریه ایشان را که از شدت شفقت سر برزده بمقتضای حکمت بالغه خود اجابت می فرماید۔

شفقت سراسر دعای حالی ہے اور کبھی دعای مقالی کی طرف بھی کھینچتا ہے اور مجیب الدعوات واہب العطیات اکثر ان کی دعاہای اضطراریہ کو کہ کمال شفقت سے ظاہر ہوتی ہیں اپنی حکمت بالغہ کے مقتضا سے قبول فرماتا ہے۔

* * *

(۳۲)

هر چه در عالم تقدیر مقدر میگردد و اراده ربانی بصدور آن متعلق می شود هر آئنه خواهش وجود آن چیز از دل ایشان جوش میزند و دعائے ظهور آن در سینه ایشان خروش میکند و این استدعائے بلاشک مستجاب می شود بحضور رب الارباب پس ظهور این دعا تمهید نزول تقدیر ربانی ست نه از تخیلات تدبیر انسانی۔ ص ۶۵

جو کچھ عالم تقدیر میں مقدر ہوتا ہے اور ارادہ ربانی اس کے صدور کے ساتھ متعلق ہوتا ہے البتہ اس چیز کے وجود کی خواہش ان کے دل سے جوش مارتی ہے اور اس کے ظہور کی دعا ان کے سینہ میں خروش کرتی ہے اور یہ استدعا بلاشک حضور رب الارباب میں مستجاب ہوتی ہے کیونکہ اس دعا کا ظہور تقدیر ربانی کے نزول کی تمہید ہے۔ تدبیر انسانی کے خیالات سے اس کو کچھ تعلق نہیں۔

* * *

(۳۳)

واما ورود الهام پس بیانش آنکه ایشان بطریق اشارت غیبی یا بطریق تفهیم و تعلیم

لیکن ورود الہام سو اس کا بیان یہ ہے کہ یہ حضرات بطریق اشارات غیبیہ یا بطور تفہیم و تعلیم

یا در مناسبات و معاملات، مامور می‌شوند
یعنی از افعال عامہ بشریہ مثل کشتن کسے
یا شکستن چیزے یا دادن چیزے یا
گرفتن چیزے و امثال آن از امورے کہ
درمیان افراد بنی آدم تعامل بآنہا جاری
ست اما دیگر افراد انسان ہمان امور را
بنا بر اقتضائے ہوای نفسانی بعمل
مے آرند و این اکابر بنا بر الہام ربانی
چنانکہ حضرت خضر علیہ السلام فرمودند
وما فعلتہ عن امری

(ص ۶۵، ۶۶)

یا مناسبات یا معاملات میں افعال عامہ بشریہ
میں سے کسی فعل کے ساتھ مامور ہوتے ہیں جیسے
کسی کو مار ڈالنا یا کسی چیز کا توڑ ڈالنا یا کسی چیز کا
دینا یا کسی چیز کا لینا اور اس کے مثل اور بہت
امور جن کا افراد بنی آدم میں رات دن شیوع
اور اجرا ہے لیکن دوسرے افراد انسان ان
امور کو اپنی خواہش نفسانی کے اقتضا سے عمل
میں لاتے ہیں اور یہ بزرگان دین بنا بر الہام ربانی
کام فرماتے ہیں، چنانچہ حضرت خضر علیہ السلام نے
فرمایا (ایسے ہی امور کی شان میں) اور میں نے
خود بخود نہیں کیا۔

٭ ٭ ٭

(۳۴)

بالجملہ اعمال این بزرگان راجع می‌شوند
باصلاح حال عالم و ثمرۂ اعمال دیگران
راجع ست بالیفای لذات نفسانی ۵

موسے اندر درخت آتش دید
سبز شد آن درخت اندر نار
شہوت و حرص مرد صاحب دل
این چنین دان و این چنین انگار

الحاصل ان بزرگواروں کے اعمال کا مرجع اصلاح
حال عالم ہے اور دوسرے لوگوں کے افعال
کا ثمرہ لذات نفسانی میں سے ۵

موسیٰ نے آگ میں ایک درخت دیکھا کہ
آگ میں وہ درخت سبز تھا۔ شہوت و حرص
بزرگ آدمی کی یہ دونوں مثل آگ کے ہیں اور
بزرگ درخت سبز

۶۶

(۳۵)

حال ایشان را بر حال ملائکہ قیاس باید کرد
قتل ہزاراں انبیاء و اولیاء کہ از حضرت
عزرائیل علیہ السلام صادر میگردد چون بحکم
الہام ربانی ست سرمایہ سعادت ست
و قتل حضرت زکریا کہ از ظالم شقی سر بر
زد چون باقتضای ہوای نفسانی بود سرمایہ
باعث شقاوت۔ (ص ۶۶)

ان کے حال کو ملائکہ کے حال پر قیاس کرنا چاہیے
ہزاروں انبیاء و اولیاء کا قتل کہ حضرت عزرائیل
علیہ السلام سے صادر ہوتا ہے، چونکہ موافق
الہام ربانی ہے، سراسر سرمایۂ سعادت ہے۔
اور حضرت زکریا کا قتل کہ ظالم شقی سے واقع ہوا
چونکہ باقتضائے خواہش نفسانی تھا۔ بالکل
باعث شقاوت ہے

(۳۶)

و از بسکہ حال ایشان مثل حال ملائکہ است

اور از بسکہ ان کا حال فرشتوں کے حال

سلہ خان صاحب جناب نے کچھ غور بھی فرمایا کہ یہ کس کا کلام ہے اسی شخص کے قلم سے نکلا ہے جو مطلق [illegible]
قدرت کو شرک کہتا تھا یہ تمام علم کا مدار فرشتوں کے متعلق بتاتا ہے ذرا آپ اس عبارت اور اس سے قبل
اور مابعد پر نظر تو فرمائیں کہ اب وہ کون سی چیز کے منکر رہ گئے جس کی کو خدا کا شریک نہیں بناتے اور یہی ان کا بڑا
قصور ہے۔ خاں صاحب ہم کو سخت حیرت ہے کہ باوجود ان تمام عبارات کے پیش نظر ہوتے کے کس طرح
آپ نے فصل الخطاب اور دوسرے بد عقیدوں نے اور رسائل لکھ مارے اب بھی دیکھنا ہے کہ کیا جواب
مرحمت ہوتا ہے اور کون سی تاویل با کسی قید کے کم و زیادہ کیے ان عبارات کی آپ حضرات بیان فرمائیں گے۔
فصل الخطاب کے دستخطوں کے لیے کیا سفر کیا تھا اس کے لیے سفر زیبا ہے اور تمام ہندوستان کے بڑوں
سے مدد لیجیے سب کے سب مل کر ذرا خدا چاہے جواب [illegible] ۱۲ منہ بد ظلہ

پس چنانکہ ملائکہ دو قسم اند۔ ملاء اعلیٰ
و مدبرات الامر اما ملاء اعلیٰ پس شان ایشان
اطلاق ست کہ باصلاح قومی خاص یا
شہرے خاص اختصاص ندارد بلکہ نظر
ایشان متوجہ است باصلاح تمام عالم و
خدمت کافہ بنی آدم و اما مدبرات الامر پس
ہر یکے از ایشان موکل ست بر کارخانہ معین
و ہمت ایشان مصروف ست بہمون کاروبار
کسے از ایشان موکل ست بر کارخانہ ابر و
میغ و کسے موکل ست بر ارحام بنا بر تصویر
صورت و کسے از ایشان موکل ست بر
حفاظت بنی آدم الی غیر ذٰلک۔

(ص ۶۶)

(۳۷)

و ہمچنیں بعضے ازیں بزرگواران بنا بر
اصلاح حال مطلق بنی آدم ماموراند اختصاصی
بقومے یا بلدے از بلدان نے
دارند مثل خضر علیہ السلام و ابدال و اوتاد
و افراد و بعضے دیگر بقومے خاص یا

کے مثل ہے پس جس طرح کہ اللہ تعالےٰ کے فرشتے
دو قسم پر ہیں۔ ملاء اعلیٰ اور مدبرات الامر ملاء اعلیٰ کا یہ
حال ہے کہ ان کی شان اطلاق ہے یعنی کسی قوم
خاص یا کسی شہر خاص کی اصلاح میں خصوصیت
نہیں رکھتے۔ بلکہ ان کی نظر تمام عالم کی اصلاح
اور جملہ بنی آدم کی خدمت کی طرف متوجہ ہے
اور مدبرات الامر کی یہ شان ہے کہ ہر ایک اُن میں
سے ایک کارخانہ معین و مخصوص پر موکل اور متعین
ہے اور اُن کی ہمت اسی کاروبار کی اصلاح میں
مصروف ہے کوئی ان میں سے کارخانہ ابر و بادل
پر موکل ہے اور کوئی صورت بنانے کے لیے
ارحام پر متعین ہے اور کوئی ان میں سے بنی آدم کی حفاظت
پر متعین ہے علیٰ ہذا القیاس ہر ایک کو ہر کام کے واسطے علاوہ
علیحدہ خدا تعالیٰ نے موکل کر رکھا ہے۔

ایسے ہی بعض ان بزرگواروں میں سے بنی آدم
کے حال مطلق کی اصلاح کے واسطے مامور ہیں۔
کسی قوم یا کسی شہر کے ساتھ خصوصیت نہیں رکھتے
مثل خضر علیہ السلام و ابدال و اوتاد و افراد اور
بعضے ایک قوم خاص یا ایک شہر خاص

ببلدے خاص یا بعسکرے خاص اختصاص میدارند مثل اقطاب و نجباء و رقباء و ادنیٰ ازاں اہل خدمات دیگر پس قوم اعلیٰ نقباء اند و اعلیٰ ہمہ و قوم ثانی نائبان مدبرات امر (ص ۶۶۔۶۵)	یا ایک لشکر خاص کے ساتھ اختصاص رکھتے ہیں۔ مثل اقطاب و نجباء و رقباء اور ان کو اہل خدمت کہتے ہیں۔ پس قوم اول نائبان ملاء اعلیٰ ہے اور قوم ثانی نائبان مدبرات امر ہے۔

خان صاحب جس قدر تمام صوفیاء کرام حضرات اولیاء عظام کے مراتب اور مناصب
بیان فرماتے ہیں وہ تو سب شہید مرحوم تسلیم فرماتے ہیں اب وہ کون سی بات ہے جو
آپ حضرات جزو ایمان اور داخل عقائد اہل سنت والجماعت خیال فرماتے ہیں اور شہید
مرحوم اس کے انکار سے ضال و مضل ہو گئے۔ معاذ اللہ تعالیٰ منہ ذرا صفائی سے اُسے
بیان تو فرمائیں مگر تعریفوں کے گٹھڑے پر ہم سے بات نہ کیجئے خود سمجھ کر فرمائیے یہ بات
کہ پہلے بڑے بد حتی یوں ہی فرماتے چلے آئے ہیں کسی پر کیا حجت ہو سکتی ہے۔

ہاں یہ اپنا اور اپنے تمام معتقدین فصل الخطاب معبر بریلوی و دہلوی صاحبان کے
اس مسئلہ کے متعلق توبہ نامہ شائع کرنا ہوگا جس مسئلہ میں بات شروع ہوئی ہے۔
اس کو پہلے طے فرمایا جاوے پھر دوسرا شروع ہو، ویسے فتوے دینے سے کہ چندہ
زندہ اعانت و زکوٰۃ اپنے مدرسہ میں دو کسی دوسرے کو کام نہیں چل سکتا۔ مدرسہ عالیہ دیوبند
کی مقبولیت بفضلہ تعالیٰ روز افزوں ہے قل موتوا بغیظکم۔ خیر یہ میں ابھی بہت کچھ عرض
کرنا ہے ابھی تو سنتے جائیے تقریر تو ابھی دور آتے گا۔

(۳۸)

و چنانکہ گاہے در باب ادعیہ حالیہ و مقالیہ ملائکہ مقربین اختلافے واقع شود. کہ یکے ترویج قومے می خواہد و دیگرے ترویج قومے دیگر و یکے چیزے را ترجیح می دہد و دیگرے چیزے دیگر را و این را اختصام ملاء اعلیٰ می گویند. قال اللہ تعالیٰ و تبارک حکایۃ عن رسولہ ﷺ ما کان لی من علم بالملاء الاعلیٰ اذ یختصمون باز حق جل وعلا بحکمت بالغہ خود امرے را مناسب و مصلحت باشد اجرا می نماید و گاہے دعاے یکے را اجابت می فرماید و گاہے دعاے دیگرے را۔ (ص ۷۰)

اور جیسا کہ کبھی ملائکہ مقربین کی دعائے حالیہ اور مقالیہ کے بارہ میں اختلاف واقع ہوتا ہے۔ ایک فرشتہ ایک قوم کا عروج چاہتا ہے اور دوسرا قوم کی ترقی اور ایک ایک چیز کو ترجیح دیتا ہے اور دوسرا دوسری چیز کو اور اس کو اختصام ملاء اعلیٰ کہتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے رسول کی طرف سے حکایۃً فرمایا۔ مجھ کو معلوم نہیں جب ملاء اعلیٰ جھگڑتے تھے اور پھر حق جل و علا اپنی حکمت بالغہ سے کسی امر کو کہ مناسب مصلحت ہو جاری کرتا ہے۔ کبھی ایک کی دعا قبول فرماتا ہے اور کبھی دوسرے کی دعا درجہ قبولیت کو پہنچتی ہے۔

﴿ ﴿ ﴿

(۳۹)

ہمچنیں در میان مدبرانِ تعاملات و ہم ایشان نیز تخالفے واقع نے شود کہ یکے ظفر و فیروزی لشکر می خواہد و دیگرے فتح و نصرت لشکرے دیگر حکیم علی الاطلاق و

ایسے ہی اہل تدبیرات کی دعاؤں اور ان کی ہمتوں میں بھی تخالف واقع ہوتا ہے کہ ایک ایک لشکر کی فتحمندی اور فیروزی کا خواہاں ہے اور دوسرا دوسرے لشکر کی نصرت کا خواہاں حکیم علی الاطلاق اور

مالک بالاستحقاق گاہے دعای کسے را
بموقف اجابت میرساند و گاہے دعای
دیگرے را ۔ (ص ۶۷)

مالک بالاستحقاق کبھی اس کی دعا کو قبول کرتا
ہے اور کبھی دوسرے کی ۔

* * *

(۴۰)

حقیقت شانی در ذکر امامت باطنہ باید دانست
کہ اصحاب امامت خفیہ از انکہ ظلال
ملائکہ مقربین اند و تمثال انبیاء مرسلین
مامور برعایت نظام عالم اند نہ مبعوث شدہ
بہدایت بنی آدم منصوب برای خدمت
شان تکوین اند نہ متبوع در احکام شرع
متین بنا برین ملقب بلقب امام نگردیدند
و بمنصب بعثت نہ رسیدند ۔

(ص ۶۸)

حقیقت شانی ذکر امامت باطنہ میں معلوم کرنا چاہیے
کہ اصحاب امامت خفیہ از بسکہ ملائکہ مقربین کے
ظل اور سایہ ہیں اور تمثال انبیاء و مرسلین انتظام عالم
کے ساتھ مامور ہیں ۔ بنی آدم کی ہدایت کے
واسطے مبعوث نہیں مخلوق کی خدمت کے واسطے
منصوب اور قائم ہیں احکام شرع متین میں متبوع
نہیں بنا بریں لقب امام ان کا نام نہ ہوا اور منصب
بعثت پر نہ پہنچے ۔

* * *

(۴۱)

بالجملہ تقرب الی اللہ بترک توسل ایشان
خیالے ست پر اختلال و وہمے ست
سراسر باطل و محال بیت ست
بے عنایات حق و خاصان حق
گر ملک باشد سیہ گردد ورق (ص ۷۰، ۷۱)

حاصل کلام تقرب الی اللہ ان کے توسل کے ترک
کرنے کی صورت میں ایک خیال ہے پر اختلال اور
ایک وہم ہے سراسر باطل اور محال سے ترجمہ بیت
بغیر عنایات حق و مقبولان بارگاہ حق اگر فرشتہ ہو
تب بھی اوراق سیاہ ہوں ۔

یہ اکتالیس عبارتیں تو صرف منصبِ امامت کی تھیں۔ اب چند عبارتیں رسالہ صراطِ مستقیم کی بھی نقل کرنی مناسب معلوم ہوتی ہیں۔ جس سے معلوم ہو جائے کہ حضرت شہید مرحوم کس قدر صوفیائے کرام کے کمالات کے تسلیم فرمانے والے ہیں اور ان سے زیادہ کون سا مسلمان بزرگوں کو مان سکتا ہے یا اس سے زیادہ مان کے سچا مسلمان رہ سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ ہو المستعان۔

(۳۲۳/۱)

افادہ ۳ از جملۂ آن شدت تعلق قلب ست بمرشد خود استقلالاً۔ یعنی نہ بایں ملاحظہ کہ این شخص بالفعل فیض حضرت حق و واسطہ ہدایت او ست بلکہ بحیثیتے کہ متعلق عشق بجان بگردد چنانکہ یکے از اکابر این طریق فرمودہ کہ اگر حق جل و علا در غیر کسوت مرشد من تجلی فرماید ہر اینہ مرا با او التفات در کار نیست۔

(ص ۱۳ الف)

تیسرا افادہ آثار عشقیہ کا اپنے مرشد کے ساتھ استقلالاً اپنے دل کا تعلق شدید ہو جاتا ہے یعنی نہ اس لحاظ سے کہ یہ شخص حق سبحانہ تعالیٰ کے فیض کا ذریعہ ہے اور اس کی ہدایت کا واسطہ ہے بلکہ اس حیثیت سے کہ خود مرشد ہی عشق سے متعلق ہو جاتا ہے چنانچہ اس طریق کے بزرگوں میں سے ایک شخص نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اگر مرشد کی صورت کے سوا کسی اور لباس میں تجلی فرما دے تو البتہ میں اس کی طرف التفات تک نہ کروں گا۔ ص ۱۱

(۳۲۳/۲)

القصہ اگر آن آہن پارہ را دریں حال مجال مقال بودے ہر آئینہ بصد زبان آوازۂ حقیقت خود برآمدہ و غلغلۂ اتحاد زند

الغرض اگر اس حال میں اس آہن پارہ کو بولنے کی طاقت ہوتی تو البتہ سو زبان سے اپنی اور آگ کی عینیت اور یک جان ہونے کا شور و غل

با صد یدور گنبد افلاک نہ دانستے ایجد
سالہا شمار از خود رفتہ و از حقیقت خود
غافل گشتہ باین کلمہ متکلم شدے رقص کناں
از آتش سوزانم۔ ص ۱۲

(۳/۴۴)

زنہار برین معاملہ تعجب منمائی و بانکار
پیش نیائی زیرا کہ چون از شجرہ وادی مقدس
ندائے انی انا اللہ رب العالمین سر برزد
اگر نفس کہ ذکر اشرف موجودات و نمونہ
حضرت ذات ست آواز انا الحق برآید
مجال تعجب نیست۔ ص ۱۲

(۳/۴۵)

ہمچنین چون امواج جذبہ و کشش رحمانی
نفس کامل این طالب را در قعر لجی بحار
احدیت فرو کشند زمزمہ انا الحق و
لیس فی جبتی سوی اللہ ازان بسر بر زند کہ
کلام بداہت التیام ہست
کنت سمعہ الذی یسمع بہ و بصرہ الذی
یبصر بہ و یدہ التی یبطش بہا دو روایتے

آسمان کے پہنچاتا اور ضرور خواہ مخواہ ایک ساعت
کے لیے اپنی حقیقت سے غافل ہو کر یہ
کلمہ بولوں یا تمنا کریں جلانے والی آگ کا شعلہ
ہوں۔ ص ۱۳

اور زنہار خبردار اس معاملہ پر تعجب نہ کرنا اور انکار
سے پیش نہ آنا کیونکہ جب وادی مقدس کی آگ سے
ندا صادر ہوئی کہ میں رب العالمین ہوں تو پھر اشرف
موجودات سے جو حضرت ذات حق سبحانہ کا نمونہ
ہے اگر انا الحق کی آواز صادر ہو تو کوئی تعجب کا مقام
نہیں۔ ص ۱۲

اسی طرح جب اس طلب کے نفس کامل کو رحمانی
کشش اور جذب کی موجیں احدیت کے دریاؤں کی
گہرائی تک کھینچ لے جاتی ہے تو انا الحق اور لیس فی جبتی
سوی اللہ کا آواز اس سے صادر ہونے لگتا ہے اور
حدیث قدسی میں اس کا کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے
وہ آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ ہو
جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور ایک روایت کی رو سے

ولسانہ الذی ینطق بہ حکایتے
ازان ست۔ ص ۱۳

اور اس کی زبان ہو جاتا ہوں جس سے وہ بات کرتا
ہے اسی حال کی حکایت ہے۔ ص ۱۳

(۴۶/۵)

و از جملہ لوازم این مقام صدور خوارق غریبہ
و ظہور تاثیرات قویہ و استجابت دعوات
و دفع بلیات ست کہ و لئن سألنی لا
عطینہ و لئن استعاذنی لاعیذنہ
مصرح ست بایں معنی۔ ص ۱۳

اور اس مقام کے لوازم میں سے عجیب عجیب خوارق
کا صادر ہونا اور قوی تاثیروں کا ظاہر ہونا اور دعاؤں کا
مستجاب ہونا اور آفتوں کا دور کر دینا اور اس معنی کی
تصریح حدیث قدسی میں ہے ترجمہ اگر وہ بندہ مجھ سے
کچھ مانگے گا تو میں ضرور اسے دونگا اگر وہ مجھ سے پناہ طلب
کرے گا تو ضرور اسے پناہ دونگا۔ ص ۱۳، ۱۴

(۴۷/۶)

و از جملہ لوازم آن ظہور نکبت و وبال بر عدو
بدسگال این صاحب حال است کہ
من عادی ولیاً فقد اذنتہ بالحرب
مفید ہمین مضمون ست۔ ص ۱۴

اور منجملہ لوازم اس مقام کے یہ ہے کہ اس صاحب
حال کے دشمن بد اندیش پر وبال اور مصیبت ٹوٹ
پڑتی ہے۔ چنانچہ حدیث قدسی ترجمہ جس نے
میرے ولی سے دشمنی کی تو میں لڑائی کا اعلان
دیتا ہوں۔ ص ۱۴

بزرگان دین کی ایک جماعت کا حال بیان فرماتے ہیں جن کے نفوس قدسیہ میں جانب حق
جل وعلا کو نفس کی خواہشات پر غلبہ ہو کر صفت بہیمیت کی جڑ اکھڑ جاتی ہے اور اصل نفس میں
صفت انکسار پیدا ہو جاتی ہے اس میں بزرگوں کی حالتیں مختلف ہوتی ہیں۔

(۲۰/۴۷)

و ہمچنیں سکوت در مناظرہ و ترک منازعت
در حق و اقرار بغلط و نافہمی خود در حق علماء
کہ بذکاوت و تیزی مشتہر و بقوت مناظرہ و
اسکات خصوم موسوم اند و در فن
توجیہ و تاویل ید طولی و در حل و
منع کعب علیا دارند و ہمچنیں ترک
حسد بر اقران و عدم التفات بنام
و نشان و طلب نہ کردن امتیاز در

اور اسی طرح بحث و مناظرہ میں سکوت کرنا اور ہر بات
میں جھگڑا چھوڑ دینا اور اپنی غلطی اور نافہمی کا اقرار کر
لینا اور ان علماء کے حق میں جو ذکاوت و تیزی میں مشہور
ہیں اور قوت مناظرہ اور زبان مخالف کے ساکت
کرنے میں نامور ہیں اور توجیہ و تاویل کے فن میں ید طولیٰ
رکھتے ہیں اور حل و منع میں کعب علیا رکھتے ہیں۔
اور اسی طرح اپنے ہم زمانے والوں اور اقران پر حسد
نہ کرنا اور نام و نشان کی مطلق پرواہ نہ کرنا اور

ل حضرت مولانا اشرف علی صاحب دامت برکاتہم کی نسبت جو خان صاحب بریلوی منسوب کرتے ہیں کہ مناظرہ
سے انکار کیا اور اپنے ہارنے کا باوجود مناظرہ نہ کرنے کے اقرار کیا اور وہ بھی چند لڑکوں کے سامنے جن کو بریلی
حضرت نے بھیجا تھا اگر یہ واقعہ صحیح ہے تو تو اس مقام سے اس کا ایک جواب یہ بھی ہے کہ مجھ اور اپنی حیا اور
پر نادم ہو۔ یہ ایک خاص حالت کا مقتضی ہے کہ جو شخص اعلیٰ درجہ کا مناظر ہو اور بات بھی حق کہتا ہو محض اپنی
فروتنی اور نفس کے کمال درجہ کے مہذب ہونے اور نام و نمود کی خواہش بالکل نکل جانے کی وجہ سے مناظرہ
سے انکار کرتا ہے یہ دلیل اس کے عجز اور بات کے غلط ہونے کی نہیں جیسا کہ دوسرے لوگ باوجود کرامت
تاثیر سے موصوف اور کشف و وقائع میں مشہور مگر پھر بھی محض فروتنی کی وجہ سے ان کی طرف کوشش نہیں کرتے
یہ نہایت اعلیٰ درجہ کے لوگوں کا مرتبہ ہے یہ نہیں کہ خوانین کی طرح بات تو غلط کہیں اور جواب شافیہ پڑے تو
سکوت اختیار فرمادیں اور اسی میں کشیدگی اور نفس کی تسلی سمجھتے ہیں کہ خلاف واقع سے مناظرہ نہ کروں گا تمام علم

اہل زبان بہ ترک سعی در اظہار خوارق و کشف وقائع آیندہ و استجابت ادعیہ در حق مشائخے کہ بقوت تاثیر موصوف و بکشف وقائع منسوب اند۔

(ص ۲۶،۲۵)

اہل زبان میں امتیاز طلب نہ کرنا اور خوارق و کرامات اور کشف وقائع آیندہ اور دعاؤں کی مقبولیت کے اظہار میں کوشش نہ کرنا ان مشائخ کے حق میں جو قوت تاثیر سے موصوف ہیں اور کشف وقائع میں مشہور۔ (ص ۲۵،۲۴)

(۸/۴۹)

و او را در کنف حمایت خود گرفتہ و زیر پلہ کفالت تربیت خود آوردہ جارحہ تدبیر تکوینی و تشریعی خود می سازد۔

(ص ۳۴)

اور اس کو اپنی ولایت کی پناہ میں لے کر اور اپنی تربیت کے سایہ میں لا کر اپنی ایجادی اور تشریعی تدبیر کا ہاتھ بنا دیتا ہے۔

(ص ۳۴)

(۹/۵۰)

و این قسم اشخاص را بشہدا و حواریین در شرع ملقب می سازند و عادت محدثین و حواریین در طلب امور متعلق دعا و توجہ بغیب است در جہت بروز خوارق کم

اور ایسے لوگوں کو شریعت میں شہدا اور حواریین کے نام سے پکارتے ہیں اور امور کے طلب کرنے میں صرف دعا کرنا اور غیب کی طرف متوجہ ہونا محدثین اور حواریین کی عادت ہے یہ

بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۹

یہ میرا ناظر نقطہ ایک ہے یا دو چار اس اشتباہ سے غرض یہ مقام بہت وسیع ہے جو ابن کو متنبہ کرنے کی غرض سے اسی پر بس ہے اگر کچھ تحریر کیا تب پوری طرح عرض کریں گے ۱۲ منہ

گم گشتن یا خود مقصد سے ایصال
منفعت یا مضرت گردیدن چنانکہ حکم
داد در باب قرب النوافل است۔

(ص ۳۶)

نہیں کہ صاحبان قرب نوافل کی مانند اس امر
کے واقع ہونے پر اپنی ہمت لگادیں یا کسی
نفع یا نقصان پہنچانے کے خود درپے
ہوں۔ (ص ۳۴)

(۱۰/۵۱)

پس در محل انتقام اعداد و مواسات احبہ
بجز دعا ازین اکابر صورت نہ بندد و بعضے
اہل خدمات از اقطاب و اوتاد از ہر دو
قسم می باشند۔

(ص ۳۶)

پس دشمنوں سے بدلہ لینے اور دوستوں سے خیر خواہی
کے موقع پر ان بزرگوں سے بجز دعا کے
اور کچھ نہیں ہو سکتا اور اقطاب و اوتاد میں سے
بعض عامل دونوں قسم سے ہوتے ہیں۔

✦ ✦ ✦

(۱۱/۵۲)

و از لوازم این مقام خواہ صاحب آن
محدث باشد خواہ شہید آن است کہ
دعائیکہ بعد از انکشاف مدعو لہا بعد حدوث
صدق عزیمت حصول آن صادر شدہ
باشد واجب الاجابت است۔

(ص ۳۶)

اور اس مقام کے لوازم سے یہ ہے خواہ اس
مقام والا محدث ہو خواہ شہید کہ جو دعا اس مدعو لہ
کے ظاہر ہو جانے یا اس کے حاصل ہونے
کے پکے ارادے کے پیدا ہونے کے
بعد صادر ہوئی اس کا قبول ہونا ضروری ہے۔

(ص ۳۴، ۳۵)

(۱۲/۵۳)

پس کسیکہ رسامی بعد ابطال آن امر مدعو لہ

پھر جو شخص اس مدعو لہ امر کے باطل کرنے کی

شدہ در مقابلہ این بزرگان قائم گردد البتہ
غائب و مقتول خواہد گردید و کسیکہ ساعی
در تحصیل آن امر وعدہ شدہ در ترویج آن
نوبہ شد البتہ مفلح و منصور خواہد گردید۔

(ص ۳۶)

کوشش کرتے ہوئے ان بزرگوں کے مقابلہ
میں قائم ہوگا یقیناً ناکام اور مغلوب ہوگا اور جو شخص
اس مقصد کے حاصل کرنے اور وعدہ کے پورا کرنے میں
کوشش کرے گا ضرور کامیاب ہوگا اور فتح مند۔

(ص ۳۵)

(۱۳/۵۴)

بالجملہ ائمہ این طریق و اکابر این فریق در زمرۂ
ملائکہ مدبرات الامر کہ در تدبیر امور از
جانب ملاء اعلیٰ ملہم شدہ در اجرائے
آن می کوشند معدود اند پس احوال
این کرام را باحوال ملائکہ قیاس باید
کرد۔ (ص ۳۶)

حاصل کلام اس راستے کے امام اور اس گروہ کے
بزرگ ملائکہ فرشتوں کے زمرہ میں شمار کیے جاتے
ہیں جن کو ملاء اعلیٰ کی طرف سے تدبیر امور کے
بارہ میں الہام ہوتا ہے اور وہ اس کے جاری کرنے
میں کوشش کرتے ہیں یعنی ان بزرگوں کے حالات بزرگ تر فرشتوں
کے احوال پر قیاس کرنا چاہیئے۔ (ص ۳۵)

(۱۳/۵۵)

اگرچہ ہمہ کائنات مخلوق بمجرد حضرت خالق
الارض والسموات بلا واسطہ و آلات
ست لیکن آن حکیم مطلق بمقتضائے
حکمت باہرہ خود بعضے اشیاء را با
بعضے موجودات مرتبط ساختہ و سلسلہ
اسباب و مسببات بروئے کار آوردہ خلق

اگرچہ تمام مخلوقات بلا واسطہ اللہ عزوجل کی پیدا
کی ہوئی ہے۔ لیکن اس حکیم مطلق نے اپنی
غالب حکمت کے تقاضے سے بعض
چیزوں کو بعض موجودات کے ساتھ منسلک کر
دیا ہے اور مسببات و اسباب
کا سلسلہ پیدا کر دیا ہے

جرم شمس و شعاع او اگرچہ این ہر دو جزو از مخلوقات حضرت رب الارباب بلا واسطہ و حجاب ست لیکن در میان شعاع و جرم شمس ارتباطے خاص ایجاد فرمودہ کہ بسبب ہمان ارتباط شمس را سبب و شعاع را سبب مے نامند الخ

(ص ۵۶)

جیسے آفتاب کا جسم اور اس کی روشنی اگرچہ دونوں بلا واسطہ و بلا حجاب اللہ تعالیٰ کی مخلوقات سے ہیں لیکن روشنی اور آفتاب کے جسم میں اس خدا نے ایک خاص رابطہ پیدا کر دیا ہے کہ اسی رابطہ و پیوند کی وجہ سے آفتاب کو سبب اور روشنی کو سبب کہتے ہیں الخ

(ص ۵۳)

(۱۵/۵۶)

و محبت مرشد باین طور باید کہ مال و جان خود را برائے رضا و آرام وے صرف نماید و ہیچ دنیا را عزیز تر از رضامندی وے نداند چرا کہ فائدہ و منفعتیکہ از مرشد حاصل مے شود ہزار ہا مراتب بہتر از تمامی دنیا ست۔ (ص ۵۷، ۵۸)

اور مرشد کی محبت اس طرح چاہیئے کہ جان و مال کو اس کی رضا و آرام کے واسطے خرچ کر دے اور دنیا کی کسی چیز کو اس کی رضامندی سے زیادہ عزیز نہ جانے اس لیے کہ جو نفع پیر سے پہنچتا ہے اس کا فائدہ تمام دنیا سے ہزار ہا درجہ بہتر ہے۔ (ص ۵۵)

(۱۶/۵۷)

القصہ اگرچہ ارباب بواطن صافیہ را قطع منازل سفر بسوی قبور اہل اللہ منفعتی قلیلہ می کشند۔

(ص ۵۸)

القصہ اگرچہ صاف باطن لوگوں کو اولیاء اللہ کی قبر کی طرف سفر کرنے سے کسی قدر فائدہ ہوتا ہے۔

(ص ۵۶)

(۱۷/۵۸)

وحضرت مرتضیٰ را یک نوع تفضیل بر حضرت شیخین هم ثابت ست و آن تفضیل بجهت کثرت اتباع ایشان و وساطت مقامات ولایت بل سائر خدمات ست مثل قطبیت و غوثیت و ابدالیت وغیره از عهد کرامت مهد حضرت مرتضیٰ تا انقراض دنیا همه بواسطهٔ ایشان ست و در سلطنت سلاطین و امارت امرا ایشان را دخلیست که بر سیاحین عالم ملکوت مخفی نیست و این عطیهٔ الٰهیه بمقابلهٔ آن ست که گاهے انتظام خلافت و مملکت و سلطنت در آل اطهار ایشان صورت نه بسته باوجودیکه بعضے کبرای ایشان اعلی الله درجاتهم فی العلیین مساعی وافره درین کار مبذول فرمودند۔ (ص ۶۶)

اور حضرت مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لیے شیخین پر بھی ایک گونہ فضیلت ثابت ہے اور وہ فضیلت آپ کے فرمانبرداروں کا زیادہ ہونا اور مقامات ولایت بلکہ قطبیت اور غوثیت اور ابدالیت اور انہیں جیسی باقی خدمات آپ کے زمانہ سے لے کر دنیا کے ختم ہونے تک آپ ہی کی وساطت سے ہوتا ہے اور بادشاہوں کی بادشاہت اور امیروں کی امارت میں آپ کو وہ دخل ہے جو عالم ملکوت کی سیر کرنے والوں پر مخفی نہیں، اور اللہ تعالیٰ کا یہ عطیہ اس امر کے مقابلہ میں ہے کہ خلافت و حکومت و بادشاہت کا انتظام آپ کی آل پاک میں کبھی نہیں ہوا باوجودیکہ ان میں سے بعض بزرگوں نے اعلی اللہ درجاتہم فی العلیین اس کام میں بہت ساری کوششیں کی ہیں۔ (ص ۶۲)

⁂ ⁂ ⁂

(۱۸/۵۹)

همچنین اکثر افراد انسانی مصدر خدمات جمیع ملائکه مدبرات الامر می توانند شد۔

اسی طرح افراد انسانی میں سے کامل لوگ تدبیر کرنے والے سارے فرشتوں کی ساری خدمتوں کا مصدر ہو سکتے ہیں

مثلاً در جہاد یا اہلاک کفرہ بدعا و ہمت
خدمتے کہ بملائکہ غضب تعلق دارد ازان
بظہور میرسد و در ایصال منافع علیہ خدمتے
کہ بملائکہ رحمت تعلق دارد ازان متحقق
می شود ۔

(ص ۹۹)

مثلاً جہاد یا دعا کے ساتھ سارے کفار کے ہلاک
کرنے کی خدمت جو فرشتگان غضب سے متعلق
ہے اس کامل انسان سے ظاہر ہو جاتی ہے اور
اعلیٰ درجہ کے منافع پر پہنچانے کی خدمت جو
فرشتگان رحمت کے متعلق ہے اس سے حاصل
ہو جاتی ہے ۔ (ص ۹۶)

(۱۹/۶۰)

ہمچنین اصحاب این مراتب علیہ و ارباب
این مناصب رفیعہ ماذون مطلق در تصرف
عالم مثال می باشند و این کبار اولی الایدی
والابصار را میرسد کہ تمامی کلیات را بسوی
خود نسبت نمایند مثلاً ایشان را میرسد کہ
بگویند از عرش تا فرش سلطنت ماست
ومعنی این کلام آن است کہ از عرش تا فرش
سلطنت مولائے ماست ۔

(ص ۱۱۲)

اسی طرح ان مراتب عالیہ اور مناصب رفیعہ کے
صاحبان عالم مثال اور عالم شہادت میں تصرف
کرنے کے مطلق ماذون و مجاز ہو گئے ہیں اور ان
بزرگواروں کو پہنچتا ہے کہ تمام کلیات کو اپنی طرف
نسبت کریں مثلاً ان کو جائز ہے کہ کہیں کہ عرش سے
فرش تک ہماری سلطنت ہے اور معنی اس کلام
کے یہ ہیں کہ عرش سے فرش تک ہمارے مولیٰ
کی سلطنت ہے ۔

(ص ۱۰۹)

(۲۰/۶۱)

وامثل در تحصیل نفی توجہ صاحب نفی کامل بسوی نفی
خود کردہ بر ہمت خود توجہ شدہ القا

علاوہ اس کے نفی کے حاصل کرنے میں کسی کامل صاحب
نفی کی توجہ سے کہ اپنی نفی کرکے ہمت کے ساتھ متوجہ

فرماید۔ (ص ۱۱۹)

ہو کر انکار کرے۔ (ص ۱۲۱)

(۲۱/۶۲)

(حاصلش آنکہ صاحب این شغل خود را معتقد
کثرتیکہ در عالم ست گمان می برد۔
(ص ۱۲۱)

اس کا مجمل بیان یہ ہے کہ صاحب اس شغل کا اپنے
آپ کو اس طرح گمان کرتا ہے کہ جو کثرت جہاں میں ہے
وہ اس سے صادر ہو رہی ہے۔ (ص ۱۱۹)

(۲۲/۶۳)

و ہمہ عالم در خود ببیند و افلاک و عناصر و
جبال و بحار و اشجار و احجار و حیوان و انسان
ہمہ را اجزا جسم خود بیابد و درین حالت
بر انکو افلاک و سیر بعضے مقامات زمین
دور و دراز از جای وے بود بطور
کشف حاصل می آید و آن کشفش مطابق
واقع می باشد۔ (ص ۱۲۱)

اور تمام جہان کو اپنے آپ میں دیکھتا ہے افلاک و
عناصر جبال و بحار اشجار و احجار حیوان و انسان سب
کو اپنے جسم کے اجزا خیال کرتا ہے اور اس حالت
میں آسمانوں کے مقامات پر اطلاع اور زمین کے
بعض مقامات کی سیر جو اس کی جگہ سے دور و دراز فاصلے
پر ہوتی ہیں بطور کشف حاصل ہوتی ہے اور ان کا
وہ کشف مطابق واقع ہوتا ہے۔ (ص ۱۱۹)

(۲۳/۶۴)

لا طالب را باید کہ باوضو دو زانو بطور تشہد
نشستہ و فاتحہ بنام اکابر این طریقہ یعنی
حضرت خواجہ معین الدین سنجری و حضرت
خواجہ قطب الدین بختیار کاکی و غیرہا
خواندہ و التجا بجناب حضرت ایشان کند

طالب کو چاہیے کہ پہلے باوضو دو زانو بطور
تشہد بیٹھ کر اس طریقہ کے بزرگوں یعنی حضرت
خواجہ معین الدین سنجری اور حضرت خواجہ
قطب الدین بختیار کاکی وغیرہما کے نام کا فاتحہ
پڑھ کر بارگاہ خداوندی میں ان بزرگوں

بتوسط این بزرگان نماید و بر نیاز تمام و
زاری بسیار دعائے کشود کار خود
کرده ذکر دو ضربی شروع نماید۔

(ص ۱۲۲، ۱۲۳)

کے توسط اور وسیلہ سے التجا کرے اور نیاز
بے اندازہ اور زاری بے شمار کے ساتھ اپنے کام کی
فتحیابی کے لیے دعا کر کے ذکر دو ضربی شروع
کرے۔ (ص ۱۲)

(۲۴/۶۵)

و تلقین کننده که در لطیفۂ خود ذکر جاری کرده
است بہمت تمام القای آن ذکر در
لطیفۂ طالب کند و استمداد بواسطہ
دعا و التجا محض از فضل الٰہی بجوید و بقوة
ہمت توجہ نماید و از نهایت اثر توجہ ظہور
جنبشیست۔ (ص ۳۶)

اور تلقین کرنے والا جس نے اپنے لطیفہ میں ذکر کو
جاری کیا ہوا ہے پوری ہمت کے ساتھ طالب
کے لطیفہ میں اس ذکر کو القا کرے اور دعا و التجا کے
وسیلے سے محض فضل الٰہی سے مدد چاہے اور قوت
و ہمت کے ساتھ توجہ کرے اور توجہ کا ادنیٰ اثر یہ
ہے کہ جنبش ظاہر ہو۔ (ص ۳۴)

(۲۵/۶۶)

و ملقن را باید کہ خود سلطان الذکر
نموده بطور مذکور القا بر طالب کند۔

(ص ۱۲۷)

اور تلقین کرنے والے کو چاہیے کہ خود سلطان
الذکر کر کے بطور مذکور طالب پر القا کرے۔

(ص ۳۶)

(۲۶/۶۷)

و از قبیل خرق عادت است کہ شخص مخلوع
شوید تمام بدنش در قابو تمام جو کراست
محققہ است کہ از تمام بدن و در و دیوار

اور یہ بھی خرق عادت امور میں سے ہے کہ شخص مخلوع
کے اعضا اس کا تمام بدن قابو میں نہیں رہتا اور یہ بھی محقق
کرامت ہے کہ سلطان الذکر والا تمام بدن اور در و دیوار

و خس و خار و سنگ و خاشاک گو از ذکر
جهرة بلا اشتباه بگوش صاحب سلطان
الذکر رسد و شنیدن همنشینان زیادتی
ست در کرامت مذکوره و گاهے نورے
صاحب سلطان الذکر را محسوس می شود۔
(ص ۱۲۷، ۱۲۸)

اور خس و خار اور سنگ و خاشاک سے بے شبہ
اور یقینی طور سے ذکر سنتا ہے اور ہمنشینوں کا سن
لینا کرامت مذکورہ میں زیادتی ہے اور کبھی سلطان
الذکر والے کو ایک نور بھی معلوم ہوتا ہے۔
(ص ۱۲۶)

* * *

(۶۸/۳۷)

برائے کشف ارواح و ملائکہ و مقامات
آنها و سیر اکثر زمین آسمان و جنت و
نار و اطلاع بر لوح محفوظ شغل دوره کنند۔
(ص ۱۲۸)

کشف ارواح اور ملائکہ اور ان کے مقامات
اور زمین و آسمان اور جنت و دوزخ کی سیر اور لوح
محفوظ پر مطلع ہونے کے لیے دورے کا
شغل کرے۔ (ص ۱۲۷)

(۶۹/۳۸)

برائے کشف وقائع آینده اکابر این طریقه
طرق متعدده نوشته اند۔ (ص ۱۲۹)

آئندہ واقعات کے کشف کے لیے اس طریقہ
کے بزرگوں نے کئی طریقے لکھے ہیں۔ (ص ۱۲۷)

(۷۰/۳۹)

و مرشد را باید که بخشوع تمام متوجه تلقین طالب
گردد و در لطائف خود ذکر کرده به همت در
ست القائے آن در لطائف طالب
نماید۔ (ص ۱۳۱)

اور مرشد کو چاہیے کہ تمام خشوع کے ساتھ مرید کی
تلقین کی طرف متوجہ ہو اور اپنے لطائف میں ذکر
کر کے درست ہمت کے ساتھ طالب کے لطائف
میں ان کا القا کرے۔ (ص ۱۳۰)

(٣٠/٤١)

لیکن برائے انکشاف دوائر و ظہور معاملات
در سوخ انوار ضروری ست و عادت حضرت شیخ
اکابر باشغال این چنین جستہ است کہ
بسبب قوت تاثیر ایشان بر مستفیدین
فنی و فنی الفنی طاری مے شد پس مجرد
توجہ ایشان مغنی ازین اشغال بود۔

(ص ١٣٢)

لیکن دوائر کے انکشاف اور معاملات کے ظہور
اور انوار کے رسوخ کے لیے اس شغل کا ہونا
ضروری ہے اور اس جیسے اشغال کی ان بزرگوں
کے تصریح نہ کرنے کا یہ سبب ہے کہ ان کی
قوت تاثیر کے باعث مریدوں پر فنی اور فنی
الفنی طاری ہو جاتی تھی پس صرف ان کی توجہ اشغال
سے بے پرواہ کر دیا کرتی تھی۔ (ص ١٣٠ تا ١٣١)

(٣١/٤٢)

تا بدون حصول فنی خواہ بمجرد تاثیر شیخ
باشد خواہ بطریق اکتساب پس انکشاف
دوائر و رسوخ انوار خیلی متعذر می نماید
واللہ اعلم بحقیقۃ الحق۔

(ص ١٣٢)

لیکن فنی کے حاصل ہونے کے سوا دائروں کا
انکشاف اور ان کے انوار کا رسوخ بہت مشکل
معلوم ہوتا ہے خواہ وہ فنی صرف شیخ کی تاثیر
سے حاصل ہو خواہ خود کمانے سے حاصل واللہ
اعلم بحقیقۃ الحق۔

(٣٢/٤٣)

وجہ ترتیب این آثار آنکہ بجہت
این مراقبہ صدور تمام حرکات و سکنات
و اسباب و مسببات از ذات پاک
حضرت حق منقش خاطر بود بعض خواطر

اور ان تاثیرات کی ترتیب کا یہ سبب ہے کہ
اس مراقبہ کی وجہ سے تمام حرکات و سکنات
اور اسباب و مسببات کا صدور اللہ تعالےٰ
پاک ذات کی طرف سے اس طرح اس کے دل

شد کہ غفلت از تاثیر واحد ہرگز متعرض
حال او نخواہد گردید۔

(ص ۱۳۶)

میں منتقش ہوگا کہ کسی ایک تاثیر سے اس کو
غفلت نہ ہوگی۔

(ص ۱۳۵)

(۳۳/۷۴)

و این ولایت را ولایت علیا نامند بجہت
آنکہ ولایت ملاء اعلیٰ است و مراد از ملاء اعلیٰ
ملائکہ مدبرات الامر و متلقیان احکام الٰہیہ
اند۔

(ص ۱۳۷)

اور اس ولایت کو ولایت علیا کہتے ہیں اس
لیے کہ یہ ملاء اعلیٰ کی ولایت ہے اور ملاء اعلیٰ
سے وہ فرشتے مراد ہیں جو امر کی تدبیر کرنے والے
اور احکام الٰہیہ کے اخذ کرنے والے ہیں۔

(ص ۱۳۵)

(۳۴/۷۵)

یعنی ظہور علوم ہدایت بوجہیکہ غلط را
در آن بوجہ ما راہ نبود و این معنی در انبیاء
علیہم السلام علی الدوام متحقق می بود حتی
کہ در حالت خواب ہم چنین بود و با وجود
ایشان منبع فیض ہدایت می باشد و
منافع ایشان بخلائق میرسد گو ایشان
را آگاہی نبود۔ (ص ۱۳۷)

یعنی اس طرح سے علوم ہدایت کا ظاہر ہونا کہ ان
میں غلطی کا وقوع نہ ہو سکے اور انبیاء علیہم السلام میں
بیانات ہمیشہ حتیٰ کہ خواب میں بھی موجود ہوتی
ہے کیونکہ ان کا وجود باجود فیض ہدایت کا
منبع ہوتا ہے اور اگرچہ ان کو خبر نہ ہو لوگوں کو
ان کے منافع پہنچتے ہیں۔

(ص ۱۳۶)

(۳۵/۷۶)

پس انبیاء علیہم السلام دائماً در کار و بار

پس انبیاء علیہم السلام ہمیشہ اپنے کام میں

خود ند لہٰذا فیوض ایشان تعلق بہ تجلی ذاتی دائمی دارد، بخلاف ملائکہ کہ مدام درکارے مستغرق نمی باشند بلکہ بر وقت رسیدن حکم و فرمان کارے بجای آرند و باز متعطل و منتظر و مستعد می باشند۔ (ص ۱۳۸)

یہ لوگ اس واسطے ان کے فیوض تجلی ذاتی دائمی سے متعلق ہیں، فرشتوں کے برخلاف کہ وہ ہمیشہ ایک کام میں مستغرق نہیں رہتے بلکہ حکم اور فرمان پہنچنے کے وقت کام بجالاتے ہیں پھر بیکار اور منتظر و مستعد رہتے ہیں۔

(ص ۱۳۶)

۱۳۶/۴۷

سوم اقرب است چوں او منتخب است کمالات اولوالعزم از سائر رسل بہمت قویہ است در باب ہلاک کفرہ و اصلاح مومنین پس در ہلاک کفار ہمت قویہ مناسب العزم از رسل نیز دخلے دارد پس قوی ہمت، بخلاف دیگر رسل کہ فقط اظہار احوال اُمت میکنند و بمنزلہ جارحہ از جوارح انسانی بہ نسبت ارادہ قہریہ الٰہیہ کہ با ہلاک کفار متوجہ می شود نمے باشند، بخلاف اولوالعزم کہ بمنزلہ جارحہ می باشند بطور ملائکہ۔

(ص ۱۳۹)

کمالات اولوالعزم کا منشا ہونے کے لحاظ سے مراقبہ کرنا اہل تجلی کی سیر کا تیسرا درجہ ہے کفار کے ہلاک کرنے اور مومنوں کی اصلاح کے بارہ میں قوی ہمت کو ساتھ باقی رسولوں کے امتیاز ہوسکتا ہے پس کفار کے ہلاک کرنے میں رسولوں میں سے اولوالعزم کی قوی ہمت کو بڑا بھاری دخل ہے، رسول تو فقط امت کا حال ظاہر کرتے ہیں اور کفار کے ہلاک کرنے میں اللہ تعالیٰ کے قہریہ ارادہ کے لیے اعضائے انسانی کے جا بجا نہیں ہوتے اور اولوالعزم ملائکہ کی مانند عضو کے قائم مقام ہوتے ہیں۔

(ص ۱۳۷، ۱۳۸)

(۳۶/۷۸)

وشاید این چہار بسہ صورت متحقق میگردد اول آنکہ ملک وانسان یعنی کامل فی لعلم در وساطت برابر بودند۔ دوم آنکہ اصل ملک بود وانسان تابع۔ سوم برعکس آن بود یعنی انسان اصل وملک تابع ودرین صورت ثالثہ خاصیت عظیم کہ مختص بجناب خاتم الانبیاء است صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وظہور آن کما ینبغی روز بدر شدہ۔ (ص ۱۳۹)

اور مخلوق کے تمام نظام ہو سکنے کی تین صورتیں ہو سکتی ہیں۔ اول وہ کہ فرشتے اور اولو العزم رسول وساطت میں برابر ہوں۔ دوم یہ کہ فرشتے مستقل ہوں اور رسول تابع۔ سوم اس کے برعکس یعنی رسول مستقل ہوں اور فرشتے تابع اور یہ تیسری صورت ایک بڑا درجہ ہے جو جناب خاتم الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ مختص ہے اور اس کا ظہور جیسا کہ چاہیئے بدر کے دن ہوا۔

(ص ۱۳۸)

(۳۸/۷۹)

وصحابۂ حضار بدر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نصیبی وافر ازین حقیقہ بطفیل معیت خاتم المرسلین حاصل شدہ۔

(ص ۱۳۹)

اور صحابہ میں سے حاضرین بدر کو رضوان اللہ تعالیٰ علیہم حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت کے طفیل اس خاصیت سے بڑا حصہ ملا۔ (ص ۱۳۸)

(۳۹/۸۰)

واز درجہ سوم ہمت قویہ درا ہلاک عصاۃ دشمنان وانعام واکرام مطیعان ومخلصان او را خواہند بخشید۔ (ص ۱۴۰)

اور تیسرے درجہ سے نافرمانوں اور سرکشوں کے ہلاک کرنے اور مطیعوں مخلصوں کے انعام واکرام کے بارہ میں اسے قوی ہمت بخشیں گے۔ (ص ۱۳۸)

(۸۱/۴۰)

واین مدعا را بالعموم باید دانست ہر اسمے را از اسمائے الٰہی کہ مراقبہ خواہد کرد نصیبی ازان خواہد یافت ہر کہ رزاقیت را مراقبہ کند واین مراقبہ را بکمال رساند شانے از رزاقیت در وے جلوہ گر خواہد شد۔ (ص ۱۳۹)

اور اس مدعا کو عام طور پر جاننا چاہیئے کہ اسمائے الٰہی میں سے جس اسم کا مراقبہ کرے گا اسی سے کچھ پا لیوے گا جو شخص رزاقیت کا مراقبہ کریگا و اس مراقبہ کو کمال تک پہنچاوے گا رزاقیت کی کچھ شان اس میں جلوہ گر ہو جائے گی۔

(ص ۱۳۸)

(۸۲/۴۱)

طالبان تا فہم چون بمقام معرفت ذات میرسند و سلوک متعارف را باختتام میرسانند میداند کہ ما نیز ہم پایہ و ہم مقام اولیائے عظام مثل حضرت غوث الاعظم و حضرت خواجہ بزرگ نائب رسول اللہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی و حضرت قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی و پیشوائے شریعت و طریقت حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند و حضرت امام ربانی قیوم زمانی حضرت

بے سمجھ طالب جب معرفت ذات کے مقام پر پہنچتے ہیں اور سلوک متعارف کو ختم کر لیتے ہیں تو جانتے ہیں کہ ہم بھی حضرت غوث الاعظم اور حضرت خواجہ بزرگ نائب رسول اللہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اور حضرت قطب الدین بختیار کاکی اور پیشوائے شریعت و طریقت حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند اور حضرت امام ربانی قیوم زمانی حضرت شیخ احمد

شیخ احمد مجدد الف ثانی و غیرہم
قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم شدیم و این
مغالطہ ایست صریح و عقیدہ ایست
نہایت تعجب زیرا کہ درین مقام ممکن کہ
اہل خذلان و بطلان ہم برسند و چون درین
مقام رسائی آنہا ہم باشد ہرگز این مرتبہ
را منتہائے کمل اساطین بارگاہ قبولیت
ایزدی و سلاطین ممالک سیادت سرمدی
توان فہمید۔ شعر

وسوف تری اذا انکشف الغبار
افرس تحت رجلک ام حمار

(۸۳/۴۲)

مجدد الف ثانی و غیرہم قدس اسرارہم اجمعین جیسے
بڑے بڑے اولیاء اللہ کے ہم پایہ اور قائم
مقام ہو گئے اور یہ صریح غلطی اور نہایت
برا عقیدہ ہے اس لیے کہ اہل خذلان و بطلان
بھی اس مقام تک تو پہنچ ہی سکتے ہیں اور جب
اس مقام میں ان کی رسائی بھی ہو سکتی ہے تو کس طرح
سے اس مرتبہ کو خدا تعالیٰ کی قبولیت کی بارگاہ
کے بزرگوں اور اس کی عنایت کے ملکوں کے بادشاہوں
کے کمال کا منتہیٰ سمجھ سکتے ہیں۔ (ترجمہ شعر)

قریب ہے کہ تو دیکھے گا جب کہ غبار کھل جائے گا
کہ تیری ران کے تلے گھوڑا ہے یا گدھا (ص ۱۴۳)

آری چیزے عظیم و امرے فخیم ست در
حق طالب متشرع کہ فی الحقیقت
ابتدای ترقی و کمال این مقام ست و
این مرتبہ بمنزلہ ابجد خوانی ست و
مراتبے کہ از ابتدائے ذکر تا این جا
شدہ در کمالیکہ مطلوب و مقصود ست
معدود نمی توانند شد۔ (ص ۴۳)

ہاں شریعت کے پابند طالب کے حق میں یہ
ایک بڑی چیز ہے کہ دراصل ترقی اور کمال کا آغاز
اسی مقام سے ہوتا ہے۔ اور یہ مرتبہ ابجد
خوانی کے جا بجا ہے اور جو مرتبے ابتداء سے
یہاں تک ذکر کیے گئے ہیں مطلوب و مقصود کمال میں
نہیں گنے جا سکتے۔

(ص ۱۴۲، ۱۴۳)

(۴۲/۴۳)

پس عابد گرایں مصاحبین بارگاہ قبولیت
ایزدی را سوائے سلوک متعارف
ترقیاتے و مقاماتے ست کہ بسبب
آن ترقیات و مقامات از زمرہ مقبولان
حق گردیدہ بلکہ بسبب امتیاز ایشان در
ہمان مقامات امتیاز از سائر مقبولان
حاصل نمودہ اند پس ہمان ترقیات را سلوک
ثانی مسمّی می کنیم۔

(ص ۱۴۳، ۱۴۴)

پس خداوند تعالیٰ کی قبولیت کی بارگاہ کے
بزرگوں کے لیے متعارف سلوک کے سوا اور
ترقیاں اور مقام ہیں کہ جن کی وجہ سے مقبولان
حق کے زمرہ سے ہو گئے ہیں بلکہ ان ہی مقامات
میں ان کے ممتاز ہونے کے باعث باقی
مقبولوں سے انھوں نے امتیاز حاصل کیا
ہے پس انہیں ترقیوں کو ہم سلوک ثانی کہتے
ہیں۔

(ص ۱۴۴)

۱؎ ناظرین کو شاید یہ خیال گزرے کہ یہ تو خبر ہے جو انہوں نے لکھ دی ہے سو کمال یہ ہے عرض ہے کہ اس کی وجہ یہ
ہے کہ جب حضرت شہید مرحوم ان تمام کمالات کو کمال ہی نہیں گنتے بلکہ یہاں سے اب بعد شروع
ہوتی ہے۔ اور کمال اصلی کا چہرہ اب نظر آنے لگا اور جو شخص اس مرتبہ پر پہنچ گیا کہ اکابر امت کی برابری
کا خیال کرے تو یہ اس کا خیال جہل اور سخت غلطی ہے۔ تو سمجھ لینا چاہیے کہ ان اکابر امت کے
لیے کس کس کمال کے قائل ہوں گے اور ان کے لیے کیسے کیسے مراتب عالیہ اور تصرفات قویہ اور کرامات
عالیہ اور خوارق عادات ثابت کرتے ہوں گے اور ان حضرات کے ساتھ حضرت شہید مرحوم کو کیسی
عقیدت ہو گی۔ پھر ایسے شخص کو معجزات کرامات خرق عادت تصرف عقیدت افادہ فیوض و برکات در
قوت و ہمت و اجابت دعا وغیرہ وغیرہ کا منکر قرار دے کر وہابی نجدی ضال و مضل قرار دینا کس قدر ظلم

(۸۵/۳۴)

دالقابیکہ در زبان صوفیاء برائے این مقامات مقرر ست منتہائے آن قطب ارشاد ست کہ واسطہ افاضۂ رحمت الٰہی بود ہر چہ فائض بود بواسطۂ اش باشد۔ (ص ۱۳۴)

اور صوفیاء کی زبان سے جو القاب ان مقامات کے واسطے مقرر ہیں ان کا منتہیٰ قطب الارشاد ہے جو رحمت الٰہی کے افاضہ کا واسطہ ہوتا ہے جو کچھ پہنچتا ہے اسی کے ذریعہ سے پہنچتا ہے۔ (ص ۱۳۴)

(۸۶/۳۵)

خلیفۃ اللہ آن کسی ست کہ برائے انصرام جمیع مہام اورا مقرر کردہ مانند نائب سازند و ہر کہ این چنین نباشد پس وے خلیفۃ اللہ نیست اگرچہ احیانا کاریکہ از دست خلیفۃ اللہ سرانجام میشود از دست دیگرے سرانجام میکنانند فاما آن دیگرے خلیفہ نمی باشد

خلیفۃ اللہ وہ ہے جس کو تمام مہموں کے فیصلہ کے واسطے نائب کی مانند مقرر کریں اور جو ایسا نہ ہو پس وہ خلیفۃ اللہ نہیں۔ اگرچہ کبھی وہ کام کہ خلیفۃ اللہ کے ہاتھ سے سرانجام پاتا ہے دوسرے کے ہاتھ سے کرا لیتے ہیں لیکن وہ دوسرا خلیفہ نہیں ہوتا ہاں وہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۵)

بعض معلوم خواتین بزرگوں کی اس کی جانتے ہیں ہم نے خواتین کی طرح فقط تعداد زیادہ کرنے کے لیے عبارتوں کی بھرتی نہیں کی کوئی صاحب قلم اٹھا کر دیکھ لیں ہاں بعض عبارات صریح بعض صریح بعض میں قدرے حق عرف کرنے کی ضرورت ہے مگر بیکار انشاء اللہ تعالیٰ کوئی عبارت نہیں ہو منہ عفا

آن سے صاحب خلوت باد ریب
سے بود۔ (ص ۱۵۲)

شمعر بلاشک صاحب خلوت ہوتا ہے۔
(ص ۱۵۲)

(۳۶/۸۷)

دو دیگر آنکہ حق جل و علا بسبب عنایت
خود بسوئے آن عزیز از غیب الغیب
لطیفہ بہ سے کار آرد کہ موجب حفظ
آن طالب گردد و این لطیفہ بوجہ
من الوجوہ منسوب بآن عزیز شود گو کہ
آن عزیز را اصلاً برین معاملہ اطلاعے
نداشتہ باشد بلکہ ظہور این لطیفہ بوجہے کہ
منسوب بآن عزیز باشد بعضے برائے زیادت
وجاہت آن عزیز از حرف غیب پیدا شدہ۔
(ص ۱۵۸)

اور دوسری وجہ یہ ہے کہ حق جل و علا اس
سبب سے کہ اس بزرگ پر بڑی عنایت رکھتا
ہے غیب الغیب سے ایک لطیفہ ظاہر فرماتا
ہے جو اس طالب کی حفاظت کا سبب ہوتا
ہے اور یہ لطیفہ بوجہ من الوجوہ اس بزرگ کی
طرف منسوب ہوتا ہے اگرچہ اس عزیز کو اس
معاملہ پر مطلق اطلاع نہ ہو بلکہ اس لطیفہ کا اس طرح
پر ظاہر ہونا کہ اس بزرگ کی طرف منسوب ہو بعض
اس بزرگ کی زیادت وجاہت کے لیے پردۂ
غیب سے ظاہر ہوتا ہے۔ (ص ۱۵۸)

(۳۷/۸۸)

چنانکہ منقول است کہ حضرت یوسف
علیہ السلام چون با زلیخا در خلوت تنہا
شد و آن عاشقہ تبہ حال طامع حصول
وصل گردید صورت حضرت یعقوب
علیہ السلام انگشت خود را بدندان گرفتہ

جیسے منقول ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام
جب زلیخا کے ساتھ خلوت میں تنہا ہوئے
اور اس عاشقہ تباہ حال نے حصول وصل میں طمع
کیا تو اسی وقت حضرت یعقوب علیہ السلام
کی صورت دانتوں میں انگلی دبائے ہوئے

پیش او از سے یوسف علیہ السلام ہویدا
گردید و باعث برہم شدن آں معاملہ
شود حالانکہ حضرت یعقوب علیہ السلام
اطلاع بر حالِ یوسف علیہ السلام نخبر داشتند
بلکہ حضرت جبرئیل علیہ السلام بصورت
حضرت یعقوب علیہ السلام ظاہر شد و
آں معاملہ را برہم زدند۔

(ص ۱۵۸)

حضرت یوسفؑ کے سامنے ظاہر ہوئی اور اس
معاملہ کے درہم و برہم ہو جانے کا سبب
بن گئی حالانکہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو
یوسف علیہ السلام کے حال سے مطلق خبر نہ تھی
بلکہ جبرئیل علیہ السلام نے (بہ حکم خداوندی)
حضرت یعقوب علیہ السلام کی صورت میں ظاہر
ہو کر اُس معاملہ کو تار تار کر دیا۔

(ص ۱۵۹)

(۸۹/۳۸)

مثلاً اگر مراقبہ خلعت کردہ است او را
وجاہتے در ملاءِ اعلیٰ بہم میرسد۔

(ص ۱۶۸)

مثلاً اگر مراقبہ خلعت کیا تو اسے ملاءِ اعلیٰ میں ایک
قسم کی وجاہت حاصل ہوتی ہے۔

(ص ۱۶۸)

(۹۰/۳۹)

اگرچہ او را پایہ عرضِ حاجات بہم رسیدہ
است بحدیکہ بنظرِ عنایاتِ ربانی و
کفایتِ یزدانی دعائے او واجب
الاجابت و تموز او واجب القبول
گردد۔

(ص ۱۷۳)

اگرچہ اس حد تک ان کو عرضِ حاجات کا رتبہ
حاصل ہو گیا ہے کہ نظرِ عنایاتِ ربانی اور کفایت
رحمانی کے سبب ان کی دعا واجب الاجابت
اور ان کا تموز واجب القبول ہو گیا ہے۔

(ص ۱۷۴)

* * *

(۵۰/۹۱)

وقومے دیگر در عرض حاجات و استحلال مشکلات و طلب مرغوبات و استرداد مکروہات و سعی در شفاعات بنابر استحکام علاقہ عبودیت و اظہار حاجت کہ شعار بندگی ست و بنابر رحمت بر اہل اضطراب ذوی الحاجات چالاک و سرگرم می باشند

(ص ۱۴۳)

اور دوسری قوم عرض حاجات اور دعائی حل مشکلات اور طلب مرغوبات اور دعائے دفع مکروہات اور شفاعات میں سعی کرنے میں بنا بر استحکام علاقہ عبودیت اور اظہار حاجت کے جو بندہ ہونے کا شعار ہے اور اہل اضطراب اور ارباب حاجات پر رحمت اور شفقت کرنے کے لیے چست و چالاک اور سرگرم ہوتے ہیں (ص ۱۴۳)

(۵۱/۹۲)

وقومی دیگر ہم مشرب فریق ثانی می باشند کہ در دل ایشان اقتضائے طلب مرغوبات و استحلال مشکلات و شفاعت ذوی الحاجات سر می زند لیکن بسبب کمال ادب و رعایت اعتماد بر کفالت حضرت حق با وجود کمال اعتقاد احاطہ علم ازلی باسرار اشیاء و بواطن مور بلسان حال اکتفا کردہ زبان قال را در اکثر احوال اعمال نمی کنند کہ حسبی سوالی علمہ بحالی بیان شان امثال این عیان

اور تیسری قوم بھی فریق ثانی کی ہم مشرب ہوتی کہ ان کے دل میں طلب مرغوبات اور استحلال مشکلات اور شفاعت ذوی الحاجات کی خواہش پیدا ہوتی ہے لیکن بسبب کمال ادب کے اور کفالت حق سبحانہ تعالیٰ پر اعتماد کر کے باوجود کمال اس اعتقاد کے کہ علم ازلی تمام اشیاء کے اسرار اور باطن کو محیط ہے زبان حال پر اکتفا کر کے اکثر اوقات زبان قال کو کام میں نہیں لگاتے (ترجمہ میرے سوال سے مجھ کو یہ کافی ہے کہ وہ میرے حال سے آگاہ ہے۔ اس قسم کے بزرگوں کی شان

سست ۔ (ص ۱۷۳، ۱۷۴)

(۹۳/۵۲)

وحق جل وعلا البتہ دعائی ایشان قبول
می فرماید وحوائج قلبی ایشان را انجاح
می نماید باین وجہ کہ مقتضائی قلبی ایشان را
خود بخود بلا تقریب بروی کار می آرد
وایشان را بلکہ سائر عظمائی محافل قرب
را مطلع می سازد کہ ایجاد این امر محض
برائے ارضائے ایشان وتکمیل مقتضائی
قلبی ایشان متحقق گردیدہ واین امر باعث
مزید اعتبار وموجب کمال افتخار ایشان
می گردد وایشان را وجاہتے بس رفیعہ
بسبب این معاملہ در امثال واقران خود
می آید۔ (ص ۱۷۴)

بیان ہے۔ (ص ۱۷۳)

اور حق جل وعلا البتہ ان کی دعائیں بھی قبول فرماتا
ہے اور ان کی دلی حاجات روا فرماتا ہے باین
طور کہ ان کے مقتضائے دل کو خود بخود بلا
تقریب ظاہر کردیتا ہے اور ان کو بلکہ تمام
بزرگان محفل قرب کو اس امر پر مطلع فرماتا ہے
کہ اس امر کا ایجاد محض ان کی رضامندی اور ان کی
دلی خواہش کے پورا کرنے کے لیے ہوا ہے
اور یہ امر ان کے زیادت اعتبار اور کمال افتخار
کا باعث ہوتا ہے اور اس معاملہ کے سبب
سے اپنے اقران اور امثال میں ان کو بہت
بڑی وجاہت حاصل ہوتی ہے۔

(ص ۱۷۴، ۱۷۵)

(۹۴/۵۳)

اگرچہ تفضیل یک فرقہ ازین فرق ثلاثہ بر
فریقین اخرین من جمیع الوجوہ غلط محض و
خطائی صریح است بیت

ہر گلی را رنگ وبوئی دیگر است

اگرچہ ان تینوں فرقوں میں سے ایک گروہ کو دوسرے
گروہوں پر من جمیع الوجوہ فضیلت دینا غلط
محض اور خطائے صریح ہے۔ (ترجمہ مصرع)

ہر پھول کی رنگ و بو جداگانہ ہے

Scanned by CamScanner

لیکن قوم ثالث را بنظر تزاید اعتبار
و جاہ نزد ملاء اعلیٰ بر قوم ثانی فضیلتے کہ
ہست بر ہیچ کس از اہل فطانت پوشیدہ
نیست و ہم چنیں قوم ثانی را بنظر ظہور
مقتضیات علاقہ عبودیت و حصول
مقام رسالت فیما بین الرب و خلقہ
در وصول فیوض غیبیہ بجمہور ناس بسبب
سعی ایشان در شفاعات بر قوم اول
فضیلتے کہ ہست بر ہیچ کس از عقلا پوشیدہ
نیست والعلم عند اللہ۔

(ص ۱۷۴)

لیکن ملاء اعلیٰ میں زیادہ اعتبار اور وجاہت پر
نظر کر کے تیسری قوم کو دوسری پر ایسی فضیلت
حاصل ہے جو اہل فطانت میں سے کسی پر مخفی
نہیں ہے۔ اسی طرح بدیں لحاظ کہ قوم ثانی کے
لیے علاقہ عبودیت کے مقتضیات ظاہر ہوتے ہیں
ان کی سعی و سفارش سے عام لوگوں کو فیوض غیبیہ
پہنچتے ہیں رب اور خلقت کے درمیان ان کو
وسیلہ ہونے کا مقام حاصل ہے قوم ثانی کو قوم
اول پر فضیلت حاصل ہے جو کسی عاقل پر پوشیدہ
نہیں والعلم عند اللہ۔

(ص ۱۷۵)

(۹۵/۵۴)

اگرچہ عادت اللہ بریں قانون جاری
شدہ است کہ مضامین کتاب و سنت
بعد تحصیل کتب عربیہ و فنون ادبیہ دست
مے دہد۔ اما بعضے نفوس کاملہ را بطریق
خرق عادت اولاً بر ہمان مضامین لطیفہ
اطلاع مے بخشند و آن را در اصطلاح
قوم علم لدنی مے خوانند۔ (ص ۱۷۵-۱۷۶)

اگرچہ عادت اللہ اس قانون پر جاری ہے کہ
کتاب و سنت کے مضامین کتب عربیہ اور
فنون ادبیہ کی تحصیل کرنے کے بعد حاصل ہوتے
ہیں لیکن بعض نفوس کاملہ کو بطریق خرق عادت
پہلے ہی ان مضامین لطیفہ پر اطلاع بخشتے ہیں
اور اس کو اصطلاح قوم میں علم لدنی کہتے ہیں۔

(ص ۱۷۷)

(۵۵/۹۶)

اما نسبت قادریہ و نقشبندیہ پیدا بخش
آن از سبب برکت بیعت و یمن
توجہات آن جناب ہدایت مآب
روح مقدس جناب غوث الثقلین
و جناب حضرت خواجہ بہاء الدین
نقشبند متوجہ بحال حضرت ایشان گردید
تا قریب یک ماہ فی الجملہ تنازعے در
مابین روحین مقدسین در حق حضرت
ایشان ماندہ زیرا کہ ہر واحد ازیں ہر دو
امام تقاضائی جذب حضرت ایشان
بتمامہ بسوئے خود می فرمود۔ (ص ۱۷۷)

لیکن نسبت قادریہ کا بیان تو اس طرح ہے کہ
حضرت مولانا شاہ عبد العزیز قدس سرہ العزیز
کی بیعت کی برکت اور آنجناب ہدایت مآب
کی توجہات کے یمن سے جناب حضرت غوث
الثقلین اور جناب خواجہ بہاء الدین نقشبند کی روح
مقدس آپ کے متوجہ حال ہوئی اور تقریباً عرصہ
ایک ماہ تک آپ کے حق میں ہر دو روح مقدس
کے مابین فی الجملہ تنازع رہا کیونکہ ہر ایک ان
دونوں عالی مقام اماموں سے اس امر کا تقاضا
کرتا تھا کہ آپ کو بتمامہ اپنی طرف جذب
کرے۔ (ص ۱۷۷)

(۵۶/۹۷)

تا اینکہ تنازع و وقوع مصالحت
بر شرکت روزے ہر دو روح مقدس
بر حضرت ایشان جلوہ گر شدند و تا
بر نفس نفیس حضرت ایشان توجہ قوی و
تاثیر زور آور می فرمودند تا اینکہ در
عرض یک پاس حصول نسبت حضرت

تا آنکہ تنازع کا زمانہ گزر گیا اور شرکت پر صلح
کے وقوع ہونے کے بعد ایک دن ہر دو روح
مقدس آپ پر جلوہ گر ہوئیں اور تقریباً ایک پہر
کے عرصہ تک وہ دونوں امام آپ کے نفس
نفیس پر توجہ قوی اور پر زور اثر ڈالتے رہے پس
اس ایک پہر میں ہر دو طریقہ کی نسبت آپ کو

ایشان گردید۔ (ص ۱۶۶)

نصیب ہوئی۔ (ص ۱۶۶)

(۹۸/۵۶)

وآنا نسبت چشتیہ پس بیانش اینکہ روزے حضرت ایشان بسوئی مرقد منور حضرت خواجہ خواجگان قطب الاقطاب بختیار کاکی قدس سرہ العزیز تشریف فرما شدند و بر مرقد مبارک ایشان مراقب نشستند درین اثنا بروح پر فتوح ایشان ملاقات متحقق شد و آنجناب بر حضرت ایشان توجہے بس قوی فرمودند کہ بسبب آن توجہ ابتدائی حصول نسبت چشتیہ متحقق شد الخ (ص ۱۶۷)

ولیکن نسبت چشتیہ پس بیان اس کا یہ ہے کہ ایک دن آپ حضرت خواجہ خواجگان خواجہ قطب الاقطاب بختیار کاکی قدس سرہ العزیز کے مرقد منور کی طرف تشریف لے گئے اور ان کے مرقد مبارک پر مراقب ہو کر بیٹھ گئے اسی اثنا میں ان کی روح پر فتوح سے ملاقات حاصل ہوئی اور آنجناب یعنی حضرت قطب الاقطاب نے آپ پر نہایت قوی توجہ کی کہ اس توجہ کے سبب سے ابتداء حصول نسبت چشتیہ کا ثابت ہو گیا الخ (ص ۱۶۷، ۱۶۸)

(۹۹/۵۷)

کہ مقصود ازیں کلام تفضیل سالک راہ نبوت است بر سالک طریق ولایت بلکہ مقصود ازین کلام این است کہ در نفس سالک راہ نبوت نورے قدسی حادث میشود کہ بسبب آن نور ادراک نسبت ہر صاحب نسبت گو گرامی و

کہیں یہ نہ سمجھ لینا کہ (۱) کلام سے اہل طریق ولایت پر سالک راہ نبوت کو فضیلت دینا مقصود ہے بلکہ اس کلام سے مقصود یہ ہے کہ سالک راہ نبوت کے نفس میں ایک نور قدسی پیدا ہو جاتا ہے کہ اس نور کے سبب سے ہر صاحب نسبت کی نسبت کو اگرچہ اس سے اعلیٰ و

انفس یا خود شیطان کرد۔

(ص ۱۸۸)

۱۰۰/۵۹

وآثار رضامندی حضرت حق در ولایت
کفالت دلیل تحقق در جانب او است که پیدا
میکند مثلاً در منام می بیند که او را از جانب
حق جل و علا یا از جانب ملائکہ عظام
یا انبیاء کرام یا اولیائے ذوی الاحترام
امر بسرانجام چیزے میشود الخ

(ص ۳۵)

۱۰۱/۶۰

انوار تکمیلہ جہاں زمان است که ولایت
از مقتضیات تعلیہ شمرده و منحصر بود
این امت داشته قائل بانقطاع
آن شد، انقطاع نبوت شده است
والسلام علیٰ من اتبع الهدیٰ والحمد لله اولاً
وآخراً و ظاهراً و باطناً وصلی الله علیٰ خیر
خلقه محمد وآله وصحبه وسلم۔

(ص ۱۸۸)

انفس ہو اور شک کر سکتا ہے۔

(ص ۱۸۸)

اللہ جل جلالہ کی رضامندی اور اس کی ولایت
کے نشان اس پر ظاہر کرتے ہیں مثلاً وہ خواب
میں دیکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے یا
فرشتوں یا پیغمبروں یا ولیوں کی طرف سے
کسی چیز کے سرانجام دینے کا حکم ہوتا ہے الخ

(ص ۳۴)

* * *

اور جہلان کے زمانہ کے جاہلوں کو تنبیہ کرتا ہے کہ
انھوں نے ولایت والی کو مقتضیات تعلیہ سے شمار
کر کے اور اس امت پر منحصر کر کے انقطاع نبوت کی طرح
ولایت کے انقطاع کے قائل ہو گئے ہیں اور
سلام اس پر جو ہدایت کا تابع ہو اور حمد اول و آخر
کی اور ظاہر و باطن کی سب خدا تعالیٰ کے لیے اور رحمت
کرے خدا تعالیٰ بہترین مخلوق محمد مصطفیٰ کی آل اور
اصحاب پر اور ان پر سلام۔ (ص ۱۸۸)

حضرات یہ ایک سو ایک عبارات صرف دو چھوٹے چھوٹے رسالے منصب امامت اور صراطِ مستقیم کی ہیں۔ جن کے ترجمے بھی طبع ہو گئے ہیں اور یہ عبارتیں اصل اور ان کے تراجم مطبوعہ سے منقول ہیں۔ ایک دو لفظ کا تغیر تراجم مطبوعہ سے کہیں کہیں ہے ورنہ بجنسہٖ انہیں کی عبارتیں نقل اور شک دفع کرنے کے لیے اصل عبارت فارسی بھی نقل کر دی ہے۔

اکثر جگہ ایسا بھی ہوا ہے کہ جو عبارت مسلسل تھی اس کے ٹکڑے کئے گئے ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کا ہر ایک جزو مضامین مطلوبہ کے ثابت کرنے میں مستقل یا مستقل ہے فقط تعداد کا زیادہ کرنا مقصود نہیں۔

قاضی پریالوی کی طرح خیانت نہیں کی کہ چند جگہ کی عبارتوں سے مفید مطلب ایک مسلسل عبارت بنالی اور مضمون کفریہ گھڑ کر ایک ناکردہ گناہ کی تکفیر کر دی اور اس کا اشارہ تک نہ کیا کہ عبارت چند جگہ کی تراشیدہ ہے۔

اب خوامین اور ان کے معتقدین کی ایمانداری دیکھنا ہے کہ ان عبارات کا کیا جواب اور کس طرح دیتے ہیں۔

یہ عبارتیں وہ ہیں کہ خوامین اور اکثر حامیان بدعت نے ان کو ضرور پڑھا ہوگا۔ اس غرض سے کہ کوئی اعتراض شہید مرحوم پر جڑ دیں۔ مگر عمر بھر کی خیانت اور بددیانتی نظر چاہے آج معلوم ہو جائے گی۔ اب ناظرین پہلی عرض کو توجہ سے سنیں۔ واللہ تعالےٰ ہو المستعان۔

اُن عبارات مذکورہ میں حضرت قاسم بدعت نے امور مذکورہ کو بیان فرمایا ہے۔ جن کے نمبر بھی حاشیہ میں بغرض سہولت لکھ دیئے ہیں۔ باقی تفصیل وار ہر عبارت کے

مضامین ناظرین خود ہی ملاحظہ فرمائیں گے ہمیں تو یہاں اہل بدعت کی علمیت، اہلیت
یا غلطی وغیرہ وغیرہ ناظرین کو دکھانی ہے۔ اور یہ بتانا ہے کہ تقویۃ الایمان کی بابت
کا مطلب کیا ہے اور یہ بدعتی تو اس کو تقویت ایمان کہا کرتے تھے واقعی ان کے لیے تو
ایسی ہی ہوگی، [illegible]۔

عقائد تو ان مبلغوں کے پہلے ہی سے خراب تھے مگر انسانی تہذیب اور اخلاقی
ایمان بھی ان کا تقویۃ الایمان کے ساتھ غرق رہا۔ جو مضمون سو سے زیادہ جگہ آیا ہو جو
جو اس کا چھپانے والا اور انکار کرنے والا اگر کافر حق پوش نہ ہوگا تو اور کون ہوگا۔
جو ایمان کی بات کو کفر کی بات اور ضلالت اور گمراہی ٹھہرا دیتے اور وہابیت کہے تو اس
نے کیا کافروں کا سا نقص نہ کیا الا لعنۃ اللہ علی الظالمین۔ جس کو آج خود ہی کفر کہیں کل وہی
ایمان تھا۔[1]

ننگ دارد کفر از ایمان شان

۱۔ انبیاء علیہم السلام کے لیے جو کمالات ثابت ہیں وہی کمالات اولیائے کرام میں بھی
حسب استعداد و قابلیت اظلال اور عکس کی طرح پر موجود ہوتے ہیں وہاں بالاصالت
ہوتے ہیں تو یہاں بالتبع وہاں اعلیٰ درجہ پر ہوتے ہیں تو یہاں درجۂ نبوت سے کم۔

۲۔ انبیاء علیہم السلام و اولیائے کرام کو جمیع افراد انسانی سے ایک خاص امتیاز ہے جس کی
بنا پر کوئی ولی گو خاتم الاولیاء ہو ادنیٰ نبی علیہ السلام کے رتبہ کو بھی نہیں پہنچ سکتا اور کوئی

---

[1] ملاحظہ ہوں عبارات نمبر ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۳ [illegible]

[2] فتنہ بریلی [illegible]

غیر ولی کے مرتبہ کو حاصل نہیں کر سکتا جس کی تفصیل تمام عبارات مذکورہ میں فرمائی ہے
اور وہ بھی گویا دریا ہیں۔ سے ایک قطرہ اور میدان سے ایک ریزہ اور ایک ذرہ بھی
شہید مرحوم پر یہ الزام لگانا کہ وہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیائے کرام کی تعظیم نہیں کرتے
سب کو برابر کہتے ہیں۔ جنات، بھوت، پری، دیو، شیاطین عامہ بنی آدم کے برابر کر
دیا کس قدر انصاف ہی سے نہیں بلکہ انسانیت سے بھی بعید ہے۔ آج اگر خدا چاہے
اولئک کالانعام بل ہم اضل کا مصداق نہ بنا دیا ہو تو پھر کہنا اور اس پر رونا کہ ہائے
منطق تو ہم نے پڑھی تھی مگر دوسروں کو کیوں آگئی۔

۳۔ وہ بزرگوار ان عالم مصاحبانِ خدا خلاصہ خلق خاصانِ تحقیق صاحبانِ ہمت تو یہ ہیں۔ اگر تمام
ارباب ہمم کی ہمتوں کو بھی ملایا جائے تو شاید ان میں ان کی ہمت کے قریب بھی
نہ پہنچے چہ جائیکہ مساوی چہ جائیکہ اعلیٰ اُن کی ہمتیں ابوابِ بستہ کی کنجیاں ہیں۔ عالم خلق
و تکوین میں ان کی ہمم عالیہ کو اثر ہے ان کی ہمتیں نہ متوجہ ہوں تو بہت سی اشیاء کا وجود
ہی نہ ہو ان کی ہمتوں سے بڑے بڑے امور سرانجام پاتے ہیں۔ ان کی ہمتوں سے
افاضہ ہمت ارباب ہمم بے ظاہری اسباب کو جیسے اپنے مسببات کے ساتھ
تعلق اور مسببات کا وجود ان پر موقوف ہے۔ ایسے ہی وہ بھی عالم تکوین کے موقوف
علیہا ہیں۔

۴۔ ان کی دعا بلاریب مستجاب۔

لہ ملاحظہ ہو عبارات نمبر ۲، ۳، ۷، ۱۵، ۲۰، ۲۲، ۲۳، ۲۶، ۲۹، ۳۰، ۴۱، ۵۶، ۶۲، ۷۰
(۷)، ۷۲، ۷۸، ۸۰، ۸۶، ۸۹، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۳۰ متکرر۔ جبیہ خشیت پر

۵۔ جو ان کا محبوب وہ خدا کا محبوب۔

۶۔ جو ان کا دشمن وہ خدا کا بھی دشمن۔

۷۔ ان کی محبت رافع درجات۔

۸۔ ان کا توسل وسیلۂ نجات۔

۹۔ ان کی اتباع رافع بلیات۔

۱۰۔ وہ محبوب رب العالمین۔

۱۱۔ وہ ملائکہ مقربین میں معزز۔

۱۲۔ ان کی اتباع میں مقبولیت کا انحصار۔

۱۳۔ ان کی وجہ سے نزول رحمت غفار۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲۷)

ے عبارات نمبرا، ۴۱، ۴۶، ۶۰، ۶۱، ۳۱، ۳۲، ۴۰، ۵۲، ۹۰، ۹۱، ۹۳، ۱۲ منسوبہ مدظلہ العالی۔

(حاشیہ صفحہ ۱۲۸)

۱ ملاحظہ ہو عبارت نمبرا، ۱۲ منسوبہ مدظلہ العالی

۲ ″ ″ ″ ″

۳ ″ ″ ″ ″

۴ ملاحظہ ہو عبارات نمبرا، ۲ منہ

۵ ملاحظہ ہو عبارات نمبرا، ۴۶، ۱۲ منہ

۶ ″ عبارت نمبر۲، ۱۲ منہ بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲۹ پر

۱۴۔ وہ[1] خلق کے راہنما اور ہادی۔

۱۵۔ وہ[2] عباد اللہ تعالیٰ اور اس کے درمیان نزول فیض کے واسطہ فیض ربانی نہیں بزرگواروں کے ذریعہ واسطہ اور وسیلہ سے بندوں پر ہوتا ہے۔

۱۶۔ ان[3] کی محبت کیمیائی حصول سعادت جاودانی۔ نہایت حیات نتیجہ زندگانی۔ اس سے آتش تجرید و تفرید حاصل، آلائش بشریت زائل۔ عمر بھر کے زہد و تقویٰ، عبادت و ریاضت سے جو نہ ہوا ہے وہ وہاں ماہ و سال میں نہیں آن کی آن میں حاصل ہے

یک زمانہ صحبتے با اولیاء

بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

۱۷۔ خوارق[4] عادت کا بطریق معجزہ و کرامت ان سے صدور معروف و مشہور بلکہ متواتر۔ ان کا منکر ملحد و زندیق بے ایمان خالص کافر۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲۸)

ھه ملاحظہ ہو عبارت نمبر ۱۹، ۴۱، ۱۲ منہ

ھ ملاحظہ ہو عبارات نمبر ۳، ۱۵، ۱۲، ۲۵، ۳۶، ۴۰، ۴۷، ۲۹، ۴۶، ۴۹، ۶۳، ۱۱ منہ

(حاشیہ صفحہ ۱۲۹)

[1] ملاحظہ ہو عبارات نمبر ۲، ۱۲، ۱۵۵، ۷۵، ۸۱، ۱۲ منہ

[2] ملاحظہ ہو عبارات نمبر ۲، ۱۹، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۴۸، ۷۷، ۸۵، ۸۸، ۱۲۰ منہ

[3] ملاحظہ ہو عبارات نمبر ۸، ۹، ۱۳، ۲۱، ۱۲ منہ

۱۸۔ ان[۱] حضرات کی تو شان نہایت ہی اعلیٰ و ارفع ہے جنات و عفاریت و ذریات شیطان سے بھی خوارق عادت ثابت۔

۱۹۔ ان[۲] حضرات کے ذریعہ اور واسطہ سے نزول امطار نمو اشجار سرسبزی نباتات بقاء انواع حیوانات آبادی قری و امصار، اقتدار اور افتقار کے حالات میں تغیر و تبدل چھوٹے بڑوں میں ترقی و تنزل، لشکروں کا تفرق و اجتماع بلاؤں اور وباؤں کا اندفاع علاوہ ازیں جملہ تغیرات عالم میں حکیم مطلق نے ان کو واسطہ بنایا ہے۔ حل مشکلات و دفع بلیات تو ان حضرات کا ادنیٰ کام ہے۔

۲۰۔ دشمنوں[۳] کو ہلاک اور برباد، دوستوں کو آباد اور شاد کرنا بھی اس مقدس جماعت کا کام ہے۔

۲۱۔ ملائکہ[۴] کی جس طرح دو قسمیں ہیں ملاء اعلیٰ اور مدبرات امر اور تمام نظام عالم ان کے واسطہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲۹)

۱۵؎ ملاحظہ ہوں نمبر ۱، ۲، ۳، ۵، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۵، ۲۳، ۴۲، ۶۳، ۶۴، ۶۸، ۹۶، ۹۸، ۹۹، ۱۰۲ صفحہ

(حاشیہ صفحہ ۱۳۰)

۱؎ ملاحظہ ہو نمبر ۳، ۱۲ صفحہ

۲؎ ملاحظہ ہوں عبارات نمبر ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۱، ۳۴، ۴۰، ۴۲، ۵۸، ۶۸، ۷۵، ۸۵، ۸۲، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۱۲۱ صفحہ ھٰذا و ما بعد۔

۳؎ ملاحظہ ہوں عبارات نمبر ۲۴، ۲۵، ۲۸، ۳۹، ۴۲، ۵۰، ۵۱، ۵۵، ۷۶، ۷۷، ۸۸، ۱۰۴ صفحہ

۴؎ ملاحظہ ہوں عبارات نمبر ۴۴، ۴۸، ۴۹، ۵۲، ۵۹، ۷۷، ۸۱، ۹۱، ۹۶، ۱۱ صفحہ

سے ہوتا ہے۔ ان حضرات بزرگواروں خلاصہ موجودات کی بھی دو قسمیں ہیں جن کے ذریعہ واسطہ وسیلہ سے تمام نظام عالم ہوتا ہے۔

۲۲۔ واقع[1] میں ایک قسم کا ان حضرات کو عالم میں تصرف بھی حاصل ہے اور قدرت بھی جس کی بنا پر غلبہ حال میں یا اس معنی مجاز در مجاز کے لحاظ سے اپنے کو عالم میں متصرف اور اپنی قدرت کو ظاہر فرماتے ہیں۔

۲۳۔ یہ[2] حضرات بزرگ بجارحۃ اللہ تعالے ہیں۔ سب کچھ کرتے بھی ہیں۔ اور کچھ بھی نہیں کرتے۔

۲۴۔ رہنما[3] ئے حق میں اپنی عزت و دولت کی کچھ بھی پرواہ نہیں کرتے گویا عالم کے ایک معنی کر دست و پا ہیں۔ اور خود بالکل بے دست و پا ہیں سہ

با کارم و بے کارم!

انہیں کیا مبارک حال ہے۔ رضوان اللہ تعالے وصلوٰتہ وسلامہ علیہم اجمعین۔ اللّٰھم احشرنا فی زمرتہم آمین۔

۲۵۔ خداوند[4] عالم نے اپنی حکمت بالغہ سے اسباب اور مسببات میں عادۃً ربط پیدا کر دیا ہے اور وجود مسببات میں اسباب کو اثر دیا ہے۔

---

[1] عبارات نمبر ۴۳، ۴۴، ۵۱، ۶۰، ۶۲، ۶۳، ۸۹، ۱۲، ۱۳ منہ

[2] عبارات نمبر ۱۱۶، ۸، ۲۲ منہ

[3] عبارت نمبر ۶۵، ۲ منہ

[4] عبارات نمبر ۱۰، ۱۱، ۴۲، ۵۵، ۷۳، ۷۴ منہ

یہ بالاجمال وہ پچ صدی مضامین کی فہرست ہے جو ایک سو ایک عبارات مذکورہ میں
صراحتاً یا اس کے قریب قریب مذکور ہیں اور جس قدر مضامین میں شہید مرحوم کی مراد ہوں گے
وہاں تک رسائی پر تو خیال بھی محال ہے۔

اے بدعت ملعونہ تو کہاں ہے آج تجھے طاعون ہو کر رہے گا یا ہیضہ میں مبتلا ہو
گی وہ تیرے فرزند جن کو تو نے سنت سید الابرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مخالفت
کے ناپاک پستان سے شرک وکفر، محرمات و مکروہات کا نجس دودھ پلا کر پالا
تھا۔ کہاں ہیں، کیا آج وہ تجھ پر اور تو ان پر نوحہ نہ کرے گی۔ کیا تو ماں اور وہ سپوت
پوت ماں باپ دیریں نہ رو گے۔ اگر آج شرم و حیا ہو گی تو وہ مر جائیں گے جنہوں
نے علم و فضل کے ساتھ زہد و تقوےٰ کے ہی نہیں بلکہ بڑے بڑے القاب تصنیف
کیے تھے۔

مجھے خدایا ہے بہ برکت سنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دیکھنا ہے کہ
تیرے مجددہائے حاضرہ اور غائب حجت تمام ہو گئے ہیں۔ دیکھو نور سنت یوں چمکتا ہے
اور ظلمت بدعت یوں دفع ہوتی ہے۔ تو اپنے اکلوتے چہیتے فرزند دلبند فاضل
احمد رضا خاں صاحب کو آج آواز دے دیکھئے کہ آج تیری آواز بھی پہنچتی ہے
یا نہیں۔

اور مردودہ ملعونہ تیرا دودھ ہی ضعیف و کمزور ہے جوانی ہی میں تیری اولاد مرتی ہے
اور دوڑتے ہی ٹھوکر کھاتی ہے۔ جیسی تو ویسی ہی تیری اولاد۔

ہم بفضلہ تعالیٰ نہ جھوٹ بولتے ہیں نہ غصہ میں گالیاں بکتے ہیں۔ ہم جو کہیں
گے بفضلہ تعالیٰ سچ کہیں گے تو سن اور ہماری داد دے۔ اور آج اپنی قسمت

اور تمام خاندان کو رد۔

فاضل بریلوی نے "الکوکبۃ الشہابیۃ" لکھ کر حضرت شہید مرحوم کا ستر وجہ سے کفر ثابت کیا ہے اور جزماً قطعاً یقیناً تمام علمائے کرام، فقہائے ذوی الاحترام کے نزدیک کفر ثابت کر کے از سر نو توبہ کرنی۔ کلمہ اسلام پڑھنا لازم کہا۔ مگر اسی رسالہ میں منہ کے بل گرے اور ایک سطر کے بعد خود ہی ان کے اسلام کے قائل ہوئے،

جس کی وجہ سے وہ کفر قطعی اقراری مسلم لازم آیا جس کو آج تک مرد اٹھا کے

اٹھرے بچے چھوٹے بڑے، مرد عورت، عزیز و قریب، مرید و معتقد

اس ذنب سب اپنے ہی کلام سے مرتد ہو گئے، کافر ہو گئے، اور

کیا کیا ہو گئے حتیٰ کہ دنیا بھر میں اپنے ہی فتویٰ سے کسی سے نکاح بھی

درست نہ رہا اولاد بھی جیسی ہوئی تو جانتے ہی ہو گے۔

تو نے پوچھا بھی کہ خان والا شان کہاں ہیں کچھ تو کہو

کس سوچ میں ہو نسیم بولو!

آنکھیں تو ملاؤ دل کہاں ہے

حضرت مولانا اشرف علی صاحب دامت برکاتہم کو ایک تارک الدنیا بے نفس جان کر اس وجہ سے گالیاں دیں کہ وہ ہماری گالیوں کا جواب نہیں دیں گے یہ صحیح کہ ان کو تمہاری گالیوں کی کچھ بھی پرواہ نہیں لیکن اس کی وجہ سے بجز رفع مدارج ان کا کوئی نقصان بھی تو نہیں۔ کیا ان کی عزت میں کچھ نقصان ہوا۔ مریدوں میں کمی ہوئی، مقبولیت میں بڑھ گیا۔ آخر تم نے اپنی گالیوں سے بجز اپنا نامۂ اعمال اور منہ سیاہ کرنے کے کیا حاصل کیا۔ تم تھانہ بھون میں کبھی جا کر تو دیکھو کہ صدہا کوس سے لوگ آتے ہیں

ایک بازار ہے کہ لگا ہوا ہے کہیں ان کی تعظیم اور وقعت قلوب میں دن بدن زیادہ ہوتی جاتی ہے

مصداق شیخ نجدی رحمہ اللہ تعالیٰ

کا کیسا مصداق ہیں تمہیں معلوم ہے اب تو وہ باہر بھی نہیں جاتے۔ مگر یہی لوگ اسس قدر استاذ جی کو آتے ہیں کہ باہر جانے کی فرصت کسے ہے۔

غرض تم نے ایسے بندۂ خدا کو بے وجہ گالیاں دیں جس سے ان کا نقصان کچھ بھی نہ ہوا اور تم تحت الثریٰ میں پہنچ گئے اس حرکت سے کیا حاصل۔

ارے کچھ جان ہے تو ابن شیر خدا اسد اللہ الغالب علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کو جواب دو اس نے تو تمام بدعات کے قلعوں میں آگ لگا دی کہیں امن نہیں رہا۔ بنیادیں متزلزل ہو گئیں۔ بدعت میں جو کہ پڑھایا تھا وہ پھرنے لگے۔ حامد رضا احمد مصطفیٰ رضا ہی کے نام سے دو جواب نہ ہو تو گالیاں ہی دو۔

ردّ التکفیر کا جواب اشدّ الشعۃ والتسعین کا جواب تزکیۃ الخواطر السحاب الدرار وغیرہ وغیرہ کا جواب دو۔ اسے تو لفظ کتب کہا کرتے تھے جب ابھی سے یہ حال ہے تو آگے کیا ہوگا۔

ردّ التکفیر میں اشدّ الشعۃ والتسعین الکوکب الیمانی میں ایک کفر ثابت کیا تھا۔

ایک دیہاتی نے یہ کہا کہ خان صاحب کا ستر اکہتر وجہ سے کفر ثابت کر دیا ہے بریلوی کا نادان دوست میں غیر متناہی وجوہ سے کفر ثابت کر دیا گیا۔

پھر توضیح البیان لکھی اس میں

دو وجہ سے اور کفر ثابت کر دیا۔

انہیں سے جان آفت میں حق کر ارج کل سبیل السداد کا جواب آٹھ مسئلوں میں مولوی ریاست علی خان صاحب نے لکھ کر تمام سبیل السداد کو من اوّلہٖ الیٰ آخرہٖ تسلیم کر کے پہلے یہ اقرار کر لیا کہ

پوچھی صورت کو ہم تم سے پہلے کفر و شرک و الحاد کہتے ہیں ہم اس کے

قائل نہیں یہ ایک کفر و شرک و الحاد اقراری اور سر چڑھا۔

جلاؤ اب یہی کس گھر کی رہی اور دوسرے یہ کہ تم نے سبیل السداد میں جو مولانا اسمٰعیل شہید مرحوم کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ وہ چوتھی صورت کو شرک و الحاد کہتے ہیں یہ ثابت کرو۔

آپ انہیں کی تلوار کی تمہاری ہی عبارت سے اس نے یہ بھی ثابت کر دیا۔ اب یا تو سب مل کر مولوی ریاست علی خان صاحب کی مدد کرو ورنہ پھر خیر اسی میں ہے کہ سب توبہ نامہ شائع کر کے سچے مسلمان ہو جاؤ لیکن دیکھو پھر ہم سے کچھ واسطہ نہ رہے گا۔ گر

بیٹا اس بڑھاپے کی لاج تم پٹھانوں کے ہاتھ ہے سے

عمر تو ساری کٹی بدعت و حیلہ میں

آخری عمر میں کیا خاک مسلمان ہونگے

خیر یہ رونا پیٹنا تو خان صاحب آپ کا خدا چاہے موت کے گھر تک ساتھ رہا۔ اب ذرا ہماری عرض بھی سن لیجئے۔ بیان سابق سے یہ واضح ہو گیا کہ اگر ایک شخص کا کوئی کلام غلط ہو اور اس کا متکلم اس سے بری ہو اور جا بجا خود اس کا کلام اس غلط مطلب

کے خلاف پر شاہد ہو تو اس غلط کلام کو الحاقی کہیں گے اور اگر الحاقی کہنے کی حاجت نہ ہو اور اس کلام کا صحیح مطلب بن سکتا ہو اور صحیح مطلب کے شواہد اس کے کلام میں دو چار نہیں فقط دو ہی چھوٹے چھوٹے رسالوں میں تو ۲ سے زیادہ ہوں تو بیشک تو اس کلام کے وہی صحیح معنے لینا جن کے دوسرے کلام موید ہوں، نہایت ہی ضروری ہوں گے۔

اسی قاعدہ وقیہ اور مسلمہ کے مطابق عرض ہے کہ حضرت شہید مرحوم اسباب کا مسببات سے ربط بھی مانتے ہیں۔ اور مادۃً بے اسباب کے مسببات موجود نہیں ہوتے اور ان کی وجود مسببات میں تاثیر بھی تسلیم فرماتے ہیں۔ تو اب تقویۃ الایمان کی عبارت کا یہ مطلب نہیں ہو سکتا کہ امور عادیہ میں بھی فاعل حقیقی کو تصرف اور قدرت عرضیہ نہیں، اور نہ تعلق اسباب و مسببات باطل ہو جائے گا۔

علیٰ ہذا القیاس جب معجزہ و کرامت خرق عادت بزرگوں کی قوت و ہمت ان کی اجابت دعا ان کا امور کو نیکی ایجاد میں سبب ہونا فیوض ربانی میں واسطہ[لے] ہو وسیلہ ہونا جملہ امور کا ان کی وساطت سے سرانجام پانا وغیرہ وغیرہ جملہ امور مذکورہ کے قائل ہیں تو پھر استعانت کی تیسری صورت کو کیسے منع فرما سکتے ہیں اور شرک کہہ سکتے ہیں

لے اور جب آپ بھی بزرگان دین کو وسیلہ واسطہ ذریعہ ہی جانتے ہیں اور مولانا مرحوم بھی اسی کو تسلیم فرماتے ہیں تو پھر آپ کا اعلان کا ملت نجر ان کے اور کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ صورت چہارم کو شرک فرمائیں اور آپ جائز ہو اسد عز ظلہ العالی

یہ تمام امور انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام حیاۃً و میتاً کے لیے ثابت فرماتے ہیں۔ ان کے لیے قدرت اور تصرف ثابت کرتے ہیں۔ پھر ہر مراقبہ اور مرتبہ کے جُدا جُدا احکام بیان فرماتے ہیں۔ تو اب ادنیٰ احتمال بھی نہیں کہ تقویۃ الایمان کی عبارت کے وہ معنی مراد لیے جائیں جو تیسری صورت کے منافی ہوں۔

اب بجز اس کے کہ صورت مابعہ پر شرک اور کفر ہونے کا حکم کرنا مقصود ہو اور کوئی احتمال ہو ہی نہیں سکتا۔

وذٰلک المراد وللہ الحمد وعلیٰ رسولہ الصلوٰۃ والسلام

معلوم ہو گیا کہ قدرت کا اسناد الیہ عام نہیں بلکہ خاص امور غیر عادیہ یعنی امور غیر طبعیہ میں خاصان خدا کو قدرت اور تصرف ثابت نہیں کہ جو چاہیں اور جب چاہیں کریں اور جب چاہیں نہ کریں یہ صریح شرک ہے۔ چاہے یوں سمجھئے کہ یہ قدرت ذاتیہ ہے یا یوں سمجھئے کہ خداداد قدرت ہے۔ ہر صورت میں شرک ثابت ہوتا ہے۔

فرمائیے اس میں کوئی شبہ ہے یا شک کی مجال ہمت قابلیت علمیت ہے تو اس کا جواب دیجئے اور اس کو خلاف عقیدہ اہل سنت والجماعت ثابت فرمائیے تو ہم بھی جانیں ہیں۔

سخن شناس نئی دلبرا خطا اینجاست

فرمائیے اب بھی ثابت ہو گیا کہ یہ احتمال ہمارا تراشیدہ اور منطق کا زور نہیں ہے بلکہ آپ کی توجہ نہ فرمانے کا ثمرہ ہے۔

گو آپ سے قربان ہو اب اس کی امید نہیں مگر ممکن ہے کہ اور کوئی بدعتی وہی جواب دے کہ ہم نے "منصب امامت" اور "صراط مستقیم" کی عبارات پر اعتراض

جھوٹا ہی کیا ہے اعتراض تو وہ تقویۃ الایمان ، پر ہے دو کلاموں میں سے ایک کے صحیح ہونے سے دوسرے کا ، صحیح ہونا تھوڑا ہی لازم آتا ہے ۔

تو اس کا جواب پہلے ہی عرض ہو چکا ہے کہ ہمارا بھی یہ مطلب نہیں کہ کسی نے ایک کلام ، صحیح بولا تو اب اس کے غلط کلام ، صحیح ہو جائیں گے بلکہ مطلب یہی ہے کہ ایک کلام ، صاف صریح غیر محتمل التاویل کو دوسرے کلام کے معنی کا قرینہ بنایا جاتا ہے اور بالکل ، صحیح بات ہے تمام مصنفین ایسا کرتے ہیں جیسا کہ اہل علم پر پوشیدہ نہیں ، خان بریلوی بھی اس کو بلکہ اس سے زیادہ کو تسلیم فرماتے ہیں۔

اب جو کچھ کہنا ہو خان بریلوی سے کہو ہم تو وہی کہتے ہیں ، جو وہ کہتے ہیں کہ جب ایک کلام مصنف کی جلالت شان کے خلاف کیا فی نفسہٖ بھی غلط ہو اور کوئی معمولی آدمی بھی اس کو نہ کہہ سکتا ہو چہ جائیکہ مصنف علام بھی اس کے خلاف دوسرے کلام موجود تو خان صاحب تو اس کلام کے الحاقی ہونے کہنے کی اجازت دیتے ہیں اور ہم تو اسے الحاق بھی نہیں کہتے بلکہ اس کے معنی وہ بیان کرتے ہیں جو دوسرے کلاموں کے مطابق ہیں ۔ تو پھر اب کسی کو چون و چرا کرنے کی کیا مجال ہے ۔

اور اگر کوئی اس سے بھی زیادہ حیا کی بات یہ کہے کہ یہ عبارات تقویۃ الایمان کی عبارت ، صحیح ہونے کی دلیل نہیں ۔ بلکہ اس سے متعارض ہیں یا حضرت شہید مرحوم کا تلوّن طبع ۔

تو اس کا جواب اوّل تو یہ ہے کہ خان صاحب ہی سے فرماؤ وہ ایک کلام کو الحاق کیوں کہتے ہیں ، متعارض یا متکلم کا تلوّن کیوں نہیں کہتے ۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ تعارض جب ہوتا ہے کہ جب دونوں کلاموں کا مطلب

مرجح نہیں رہنگے اور جب دونوں کلام اپنے اپنے مطلب کے اعتبار سے صحیح ہیں
محل نفی و ایجاب ایک نہ ہو تو پھر تعارض بنانا جہلاء کا کام ہے عاقل بالغ کا کلام
جہاں تک ہو سکے گا تعارض سے بچایا جاوے گا بالخصوص جب ایک کلام کے
معنے ایسے غلط لیے جائیں کہ جو کوئی عاقل نہ لکھ سکے اور مصنف علّام سے تو عادۃً
محال ہی ہوں اور پھر اس معنے سے متکلم کی تفضیل و تفسیق یا تکفیر بھی لازم آتی ہو تو
اس وقت تو ایسے معنی لینے گناہ کبیرہ اور حرام ہوں گے اور نہیں تو خان صاحب کی
تمہید الایمان ہی کو ملاحظہ فرمایا جاوے ۔

جب ایسا شائق کفر و تکفیر بھی تحسین ظن بالمسلم کو واجب فرماتا ہے تو
پھر اور فقہائے کرام اور ائمہ اعلام کا تو کیا کہنا ہے۔ ایک کلام سے دوسرے
کلام کی تخصیص یا تقیید ہو جانا بہتر ہے یا ایک مسلمان کو ضال و مضل ٹھہرانا ۔

اس کے علاوہ تعارض تو جب ہو کہ زمانہ دونوں کلاموں کا معلوم نہ ہو اور
جب یہ معلوم ہے کہ تقویۃ الایمان پہلی ہے اور منصب امامت اور صراط مستقیم
بعد میں لکھی گئیں تو پھر تعارض کیسا آخر ہی کے کلام کو واجب التعمیل اور مصنف کی
تحقیق کہا جائے گا ۔

اور اگر زمانہ بھی معلوم ہو تب بھی تحسیناً للظن جو کلام مرجح ہے اسی کو آخر کہنا
مناسب یا واجب ہو گا اور اگر تمام باتوں میں سے کوئی بات بھی قابل تسلیم نہیں ہے
تو بہت اچھا دونوں کلاموں کو متعارض ہی کہیئے۔ مگر پھر دونوں میں وجوہ ترجیح کو دیکھ کر
ترجیح دیجئے۔ اور اگر ترجیح کی بھی کوئی وجہ نہ بن سکے اور دونوں کلام ہمہ وجوہ مساوی
ہوں تو پھر تعارضا تساقطا پر عمل فرمائیے یہ کون سی ایمانداری ہے کہ جس کلام کے

معنے آپ کے نزدیک غلط اور ایمان و اسلام اہل حق کے خلاف ہیں ان کو تو لے
لیا اور جو کلام صحیح ہے اس کا ذکر تک نہیں۔ گویا بے دینی اور بے ایمانی اہل بدعات
کے یہاں اصل ہے اور جو بات ایمان و اسلام، حق کے مطابق ہو وہ بالکل ساقط الاعتبار
اور نامقبول ہے۔

غرض بہر صورت تقویۃ الایمان کی عبارت کا اگر ظاہری مطلب۔ صحیح نہیں ہو سکتا تو
اس کو الحاقی کہئے ۔ الحاقی نہ کہیں تو اس کے معنے صحیح لیے جائیں گے جس کے
لیے قرائن عقلیہ اور نقلیہ موجود ہیں۔ اور اگر یہ بھی نہ ہو تو پھر دونوں کلام ایک ہی درجے
میں رکھے جائیں گے۔ اور دونوں کو کالعدم قرار دے کر پھر بھی حضرت مولانا مرحوم کا
وہی عقیدہ سمجھا جائے گا جو اہل سنت والجماعت کا ہے۔

(۲) قول سے حضرت شہید مرحوم پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ مخالفین کا مدعا
پھر بھی غلط ہو گیا۔ کہاں مسلمان کی تکفیر و تضلیل کے لیے دلیل قطعی چاہتے تھے اور
کہاں ظنی کیا وہ بھی نہ رہی، ہاں ہمارے لیے ظنی دلیل بھی کافی ہے پر ہم نے
حسب وعدہ بفضلہ تعالیٰ دلیل عقلی و نقلی قطعی بیان کر دی کہ مطلب وہی ہے جو ہم نے
عرض کیا ہے وللہ الحمد۔

ہاں ہٹ دھرمی اور بے انصافی کا کیا جواب ہے۔ کوئی صاحب یہ فرمانے
لگیں کہ صاحب یہ سب کچھ سہی مگر ہم تو تقویۃ الایمان ہی کی عبارت میں گفتگو کرتے ہیں
ہم تو کسی اور کتاب کی عبارت نہ دیکھیں اور نہ سنیں نہ عقل کو مانیں، نہ نقل کو نہ
قرینہ حالیہ کو سنیں نہ مقالیہ کو جو جواب ہو فقط تقویۃ الایمان سے
ہونا چاہیے۔

تو ایسے پاگلوں کا جواب تو یہ ہے کہ بریلی کے پاگل خانہ میں جاؤ اور وہیں
کے پاگلوں سے بات چیت کرو۔ اہل علم ایسے دیوانوں کی بات سنتے بھی نہیں۔ مگر
آخر پاگلوں کا علاج بھی تو ہوتا ہے۔

دو دیاں گم شدند مگس خطا نگرفت

اما السائل فلا تنہر پر عمل کر کے اس کا جواب بھی عرض کر دیتے ہیں اور خدا چاہے ہم
دو گر راہ یابد شاید۔

تکمیل السعادۃ میں استعانت بالغیر کی چوتھی صورت ذکر کر کے صفحہ ۱۴ پر یہ ثابت کیا
ہے کہ چوتھی صورت عوام کا اعتقاد بھی ہے اور ناجائز بھی اور اس کو شیخ عبدالحق
محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ ہی کے کلام سے ثابت کیا ہے اور نہایت مدلل
کر کے اس کو دکھایا ہے کہ واقعی چوتھی صورت عوام کے معتقدات سے بھی
ہے اور حرام بھی۔

پھر صفحہ ۵ لغایت ۳۰ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کے کلام سے بھی
اس کو ثابت کیا ہے اور ان اوراق میں بھی برکات الامداد کی عبارت نمبر ۲ کے تحت
میں اس امر کو ثابت کیا ہے کہ شیخ علیہ الرحمۃ اور شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ
کے کلام میں جو عوام کا انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام کو مستقل سمجھنا مذکور ہوا
ہے۔ اس سے بھی یہ استقلال عرضی اور قدرت عطائیہ ہی مراد ہے جو چوتھی
صورت کا فرد ہے۔

چونکہ فتاویٰ عزیزیہ میں بھی اس امر کی مؤید عبارتیں موجود ہیں لہٰذا ہدیہ ناظرین
کی جاتی ہیں۔ الحمد لوجہ تعالیٰ کہ ہم نے جو مطلب عرض کیا تھا کہ جلالت شان

حضرت شاہ صاحب اس کو مقتضی ہے وہ خود ان کی اپنی تصریحات سے ثابت ہو گیا۔ چنانچہ ارشاد فرماتے ہیں۔

درباب استعانت بارواح طیبہ

درین امت افراط بسیار بوقوع آمدہ آنچہ جہال اینہا میکنند و ایشان را در ہر عمل مستقل دانستہ اند بلاشبہ شرک جلی ست۔ صفحہ ۱۲۱

فتاوی عزیزیہ جلد اول

و قسمے ست کہ توجہ بمقصود بر ایشان باشد و خیال پندارد کہ ایشان در دو یا فیدن مطلب یا دادن آن مستقل اند و مرتبہ از قرب حق دارند کہ تدبیر الٰہی را تابع رضی خود توانند ساخت و ہمیں قسم ست کہ عوام بآن استمداد مے طلبند و این قسم شرک محض ست مشرکان زمان جاہلیت زیادہ بریں در حق اصنام خود اعتقاد نداشتند فقط۔

(صفحہ ۱۰۲ فتاوی عزیزیہ جلد ۲)

ارواح طیبہ سے استعانت کے بارہ میں

اس امت میں بہت افراط واقع ہوا ہے جو کہ جہال کرتے ہیں اور ان کو ہر کام میں مستقل سمجھ لیا ہے بلاشبہ شرک جلی ہے۔

(صفحہ ۱۲۱ فتاوی عزیزیہ جلد اول)

* * *

اور ایک قسم ہے کہ توجہ انہیں پر مقصور ہوتی ہے اور خیال کرتا ہے کہ وہ مطلب کے دینے یا دلانے میں مستقل ہیں اور قرب حق سے وہ مرتبہ رکھتے ہیں کہ تدبیر الٰہی کو اپنی مرضی کے تابع کر سکتے ہیں اور یہی قسم ہے کہ عوام اس سے مدد طلب کرتے ہیں۔ اور یہ قسم محض شرک ہے زمانہ جاہلیت کے مشرک اپنے بتوں کے حق میں اس سے زیادہ اعتقاد نہ رکھتے تھے فقط۔

(صفحہ ۱۰۲ فتاوی عزیزیہ جلد ۲)

تو اب حاصل کلام یہ ہوا کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کے زمانہ تک کے عوام انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام اہل قبور کو قدرت عطائی سے مستقل سمجھتے تھے اور ان سے استعانت و استمداد بے توجہ بجناب باری تعالےٰ کرتے تھے جس کو دونوں صاحب شرک اور حرام فرماتے ہیں۔ اور حضرت شہید مرحوم کا زمانہ اور حضرت شاہ صاحب کا زمانہ تو ایک ہی ہے اس کا تو شاید کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا۔

تو اب ہم کو تقویۃ الایمان سے حرف یہی ثابت کرنا رہا کہ حضرت شہید مرحوم تقویۃ الایمان میں عوام کے اعتقاد کو باطل فرماتے ہیں اول اعتقاد عوام کا شرک ہونا اور چوتھی صورت کا فرد ہونا متحقق ہو ہی چکا ہے بس جب یہ ثابت ہو جائے گا کہ تقویۃ الایمان میں عوام کا اعتقاد بیان کر کے شرک کہا ہے تو اب اس کا مطلب بھی متعین ہو جائے گا کہ استعانت کی چوتھی صورت ہی مراد ہے۔

وذلک ما اردناہ

لے اور عدم توجہ بجناب حق کا یہی مطلب ہے کہ ان کو شل امور مطلوبہ کے قادر و متصرف و مستقل بقدرت عطائی سمجھتے تھے مگر کوئی قادر بالذات تو کوئی مسلمان کسی کو کسی طرح بھی سمجھ ہی نہیں سکتا ۱۲ حسن عفی عنہ

ملاحظہ ہوں عبارات ذیل

قرینہ نمبر ۱

لیکن اکثر لوگ شرک و توحید کے معنے نہیں سمجھتے تقویۃ الایمان ص ۴ ۔

فرمایئے اکثر لوگ جو توحید و شرک کے معنے نہیں سمجھتے وہ عوام ہیں یا خواص پر

بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ اور سُنیئے

۲۔ سو سننا چاہیئے کہ اکثر لوگ پیروں اور پیغمبروں کو اور اماموں اور شہیدوں کو اور فرشتوں اور پریوں کو مشکل کے وقت پکارتے ہیں اور ان سے مرادیں مانگتے ہیں اور ان کی منتیں مانتے ہیں اور حاجات بر آری کے لیئے ان کی نذر و نیاز کرتے ہیں اور بلا کے ٹلنے کے لیے اپنے بیٹوں کو ان کی طرف نسبت کرتے ہیں، کوئی اپنے بیٹے کا نام عبدالنبی رکھتا ہے، کوئی علی بخش، کوئی حسین بخش و پیر بخش، کوئی مدار بخش، کوئی سالار بخش، کوئی غلام محی الدین، کوئی غلام معین الدین اور ان کے جینے کے لیے کوئی کسی کے نام کی چوٹی رکھتا ہے۔ کوئی کسی کے نام کی بدھی پہناتا ہے۔ کوئی کسی کے نام کے کپڑے پہناتا ہے۔ کوئی کسی کے نام کی بیڑی ڈالتا ہے۔ کوئی کسی کے نام کے جانور ذبح کرتا ہے۔ کوئی مشکل کے وقت کسی کی دہائی، کوئی اپنی باتوں میں کسی کی قسم کھاتا ہے۔ (تقویۃ الایمان ص ۴،۵)

ناظرین کس قدر صاف بات ہے

قرینہ نمبر ۲

۱۔ اکثر لوگ کا اعتقاد یہ بھی عوام ہی کا سا ہے قرینہ ثانیہ ہے۔

قرینہ نمبر ۳

پھر مشکل کے وقت، اشخاص مذکورین کو پکارنا تیسرا قرینہ ہے۔

خان صاحب ہی فرماویں ساری عمر میں ان شہیدوں اور فرشتوں پر یوں کو کے دفعہ پکارا ہے۔ یہ تو خاص عوام ہی کا فعل ہے کہ راستہ چلتے میں گاڑی پھنسی اور داد شہید کی مدد ہوتے ہیں۔ اور ایک بیل اگر صحیح سالم گھر پہنچے تو ان کی نذر ہوتی ہے۔

قرینہ نمبر ۴

مرادیں مانگنا

قرینہ نمبر ۵

منتیں ماننا

قرینہ نمبر ۶

بلائے ٹلنے کے لیے اپنے بیٹوں کو ان کی طرف منسوب کرنا۔

خان بریلوی جو اپنے کو عبد المصطفےٰ اور کوئی ان کے خاندان کا اپنے کو عبد النبی وغیرہ کہتے ہیں یہ نیت تو شاید ان کی بھی نہ ہو گی کہ یہ نام اس وجہ سے رکھا ہے کہ بلائیں نام کی وجہ سے جاتی رہیں گی۔

قرینہ نمبر ۷

کسی کے نام کی چوٹی رکھنا۔

فرمایئے خان صاحب انصاف سے فرمایئے کسی مولوی نے گو نام کا ہی ہو ایسا کیا ہے۔ سب میں سخت بدتی آپ کے گروہ میں فاضل احمد رضا خان صاحب ہیں۔ انہیں کے کسی صاحبزادہ کے سر پر چوٹی دکھا دیجئے۔ فرمایئے یہ عوام کا کام نہیں تو اور کس کا ہے۔

قرینہ نمبر ۸

کسی کے نام کی بدھی پہنانا۔

قرینہ نمبر ۹

کسی کے نام کے کپڑے پہنانا۔

محرم کے زمانہ میں سبز کپڑے شہدائے کربلا کے نام کے عوام ہی پہنتے پہناتے ہیں یا آپ نے بھی کبھی عشرہ میں سبز کپڑے پہنے یا اولاد کو پہناتے ہیں۔ ہاں کوئی پڑھا لکھا بھی کرتا ہو تو اس سے یہ فعل فعل خواص نہیں ہو سکتا۔ عوام ہی کا فعل رہے گا۔

قرینہ نمبر ۱۰

کسی کے نام کی بیڑی ڈالنا۔

قرینہ نمبر ۱۱

کسی کے نام کا جانور ذبح کرنا۔

خواص نہ شاہ قسم کھا کر فرمادیں کہ شیخ سدو کے نام کے بکرے ساری عمر میں کتنے کتنے کئے ہیں اور پریوں کے نام کے کتنے اور فرشتوں کے نام کے کتنے اور عوام کا کیا حال عرض کروں ادھر بہ چہرہ میں جا کر دیکھ لیجئے۔

قرینہ نمبر ۱۲

مشکل کے وقت کسی کی دہائی دینا۔

فرمائیے جب بیس السداد آپ کے پاس پہنچا ہے کسی کی دہائی دی تھی یا اللہ کس وقت عوام کی دہائی کی گونج تو آسمان پر جا پہنچی ہے۔

قرینہ نمبر ۱۳

اپنی باتوں میں کسی کے نام کی قسم کھانا۔

اور نہیں تو آپ ہی فرما دیں کہ کتنی مرتبہ امام کی، پیر کی، شیخ سندو کی قسم کھائی ہے۔

بازار کی گالی اس کو لگے۔ جو پیچھا پھیر کے دیکھے۔

اے بندگان خدا شہید مرحوم نے آپ کو کیا کہا تھا وہ تو آپ کو مخاطب بھی نہیں بناتے۔ وہ تو عوام الناس کے عقائد کو بیان کر کے باطل کرتے ہیں آپ بیچ میں کیوں دخل در معقولات دینے لگے مگر چور کی داڑھی میں تنکا عوام کو بہکایا کس نے تھا جواز کا فتوے کس نے دیا تھا قبر پر شیرہ لگانے والے تو یہی بدعتی مولوی اور جاہل صوفی تھے علاوہ ازیں جاتا ہوا نہ دیکھ سکے۔ حق کی مخالفت پر کمر باندھ لی۔ تقویۃ الایمان شائع ہوتے ہی چہرے سیاہ ہو گئے۔ رد تو ایک بات کا بھی نہ کر سکے۔ عبارت میں سے ماتقدم و ماتاخر حذف سیاق و سباق سے قطع نظر کر کے وہ مضامین باطلہ جن سے عوام میں توحش ہو خواص دھوکے میں آجائیں شائع کر دیئے۔

ایک نام کے مولوی کو بلا وجہ ظاہر کیوں کوئی جھوٹا سمجھے مسلمان کسی پر کیوں الزام لگانے لگا اصل کتاب واقعہ کون دیکھے ایک مولوی صاحب پر اعتماد کر گئے ایک نے

لکھا پھر دوسرا اعتماد کر کے تیسرے نے علی ہذا القیاس پھر کیا تھا۔ اجماعی، قطعی، جزمی یقینی مسئلہ ہو گیا۔ اگر کوئی کہے بھی تو پھر کون سنتا ہے تم سے پہلے بڑے بڑے نامور علماء معقول و منقول کے مالک یہ فرما چکے ہیں۔ اب اس کا خلاف نہیں ہو سکتا پھر کیا تھا۔ لڑیں بھانگ پڑ گئے "با گھونٹے چھانے پیتے اور مست ہوتے ہیں۔

ناظرین کو تعجب ہو گا مگر بالکل واقعی ہے کہ ہم کو تحفۂ "تقویۃ الایمان" اور "منصب امامت" اور "صراط مستقیم" مولوی ریاست علی خان صاحب کی وجہ سے اب دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے (ف)

عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد

جب ہم خدام سنت کا یہ حال ہے تو مخالف کیوں پوری بات دیکھنے لگے۔

رؤسا و بدعت نے حضرت شہید مرحوم کے کلام کو ضرور دیکھا مگر فقط عیب جوئی کے لحاظ سے نظر انصاف سے کبھی بھی دیکھنا نصیب نہیں ہوا۔ کچھ تو پہلے سے سنی سنائی باتوں کی وجہ سے ان کی طرف حسن ظن نہ تھا۔ اور کچھ بدعت کی نحوست دونوں باتوں نے شہید مرحوم کے اصل مطلب تک رسائی نہ ہونے دی۔ اور بغض و حسد دن بدن بڑھتا گیا۔ جس کی نوبت یہاں تک پہنچی جو آج مشاہد ہے۔

غضب خدا کا کہ ایک کلام میں مقصود اور مطلوب پر تیرہ[۱۳] کھلے قرائن موجود ہوں اور مطلب معلوم نہ ہو جل جلالہ اور غضب پر غضب یہ ہے کہ کبھی پوری عبارت تو یہ

حضرات نقل ہی نہیں کرتے جب لکھیں گے منص فقط لاتقربوا الصلوٰۃ پر اکتفا کریں گے مگر خیر اچھا لکھو تو خدا چاہے اب اتم سکاری کا کیسا نشہ اترتا ہے کہ ساری عمر کو ہوش درست نہ ہو جائیں تو پھر کہنا۔

۳۔ غرضکہ جو کچھ ہندو اپنے بتوں سے کرتے ہیں سو وہ سب کچھ یہ جھوٹے دعویٰ مسلمانی کرنے والے انبیاء علیہم السلام سے اور اماموں اور شہیدوں سے اور فرشتے اور پریوں سے کرگزرتے ہیں اور دعویٰ اسلامی کیے جاتے ہیں۔ سبحان اللہ یہ منہ اور یہ دعویٰ۔ (تقویۃ الایمان ص ۵)

قرینہ نمبر ۱۴

ہندو جو اپنے بتوں کے ساتھ کرتے ہیں وہی اولیاء اور انبیاء علیہم السلام اور شہیدوں اور فرشتوں اور پریوں کے ساتھ کون کرگزرتے ہیں؛

سچ تو فرمایئے یہ حال اور عقیدہ عوام ہی کا ہو سکتا ہے یا خواص بھی ایسا کرتے ہیں۔

خان صاحب جیسا آپ نے اپنی شان کے نہایت خلاف "السحاب المدرار" کے متعلق لکھ دیا ہے کہ یہ کس کا عقیدہ ہے یہ بیان نہ فرمائے آپ کو معلوم نہیں کہ ایسے مسلمان کون ہیں، دوسرے کو معلوم ہیں وہ ان کا حال بیان کر کے حکم ذکر کرتا ہے آپ اور کچھ نہ کہیئے گر یہ مزدور کہیئے کہ اس حال پر بھی یہ حکم صحیح ہے یا نہیں۔ دنیا میں کوئی مسلمان ایسا نہیں آپ کے نزدیک نہیں نہ ہوا ہیں اس میں بحث نہیں گفتگو اس میں ہے کہ جس کے نزدیک ایسے مسلمان متحقق ہیں اور اس کو ان کا علم ہے۔ اس کا یہ حکم صحیح ہے یا غلط۔

Scanned by CamScanner

آپ یہی فرمائیے کہ اس کا قول بالکل غلط ہے ایسا کوئی مسلمان نہیں مگر ایسا مدعی اسلام اگر کوئی ہو کر بزرگانِ اسلام اور جنات اور شیاطین دیوپری کے ساتھ وہ معاملہ کرے جو ہندو اپنے بتوں کے ساتھ کرتے ہیں وہ مشرک ہے یا نہیں دل کڑا کر کے یہ تو فرما ہی دیجئے شہید مرحوم تو انہیں کو کافر کہتے ہیں جو ایسا کریں پھر آپ کیوں لڑتے ہیں اور کس امر کا خلاف ہے۔

ہاں جو مسلمان اشخاص مذکورہ کے ساتھ وہ معاملہ کریں جو ہندو اپنے بتوں کے ساتھ کرتے ہیں اور پھر بھی وہ مسلمان کے مسلمان ہی باقی رہیں تو وہ روایت ہم کو بھی بتا دیجئے۔

غالباً آپ یا آپ کے ہم مشرب یوں فرمائیں گے کہ گو "تقویۃ الایمان" کی عبارت سے چند قرائن تو اس امر کے ضرور بیان کر دیئے جس سے یہ معلوم ہوا کہ شہید مرحوم عوام الناس کا عقیدہ بیان کرتے ہیں۔ مگر ذہنی منطق کے زور سے کام لیا، کہیں صاف لفظ عوام کا تو نہ آیا۔

جواباً عرض ہے بہت اچھا اور سنیئے ہم نے مانا اچھا ہے باطل سے باطل عذر بھی باقی نہ رکھیں گے ہاں اگر صاف کہہ دو گے کہ بدعتی ہیں بدعتی رہیں گے جو ہو سکے کر لو تو اس کا جواب ہمارے پاس اس وقت کچھ نہیں۔

اس وقت جو عبارات تقویۃ الایمان کی نقل ہوئیں یہاں تو شرک فی التصرف کا اجمالی بیان تھا۔ الفصل الثالث جو اسی شرک فی التصرف کی تفصیل کے لیے مقرر کی گئی اس میں فرماتے ہیں۔

۴۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ یہ جو عوام الناس اپنے پیروں شہیدوں کی حمایت پر بھروسہ کر کے الخ (ص ۲۴)

۵۔ معلوم ہوا کہ جو بعضے عوام الناس کہتے ہیں کہ انبیاء اولیاء کو یا امام شہیدوں کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت تو ہے الخ (ص ۱۲)

۶۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ جو بعض عوام الناس کہتے ہیں کہ اولیاء کو اللہ تعالیٰ نے یہ طاقت بخشی ہے کہ تقدیر کو بدل ڈالیں الخ (ص ۳۶)

فرمائیے اب کون سا عذر باقی رہ گیا۔ اب تو تین جگہ صاف اور صریح لفظ عوام الناس کا بھی نقل کیا اب تو واضح ہو گیا کہ "تقویۃ الایمان" میں عوام الناس کا عقیدہ بیان کیا جاتا ہے۔ اور عوام الناس کا اعتقاد شرک اور حرام ہونا حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور حضرت شاہ عبدالعزیز قدس سرہما کے کلام سے ثابت ہو چکا اور نیز یہ بھی ثابت ہو چکا ہے کہ یہ عوام کا عقیدہ وہی استعانت کی چوتھی صورت ہے تو مقصود واضح ہو گیا کہ "تقویۃ الایمان" کی عبارت کا مقصود استعانت بالغیر کی چوتھی صورت کو باطل اور شرک فرمانا ہے اور یہ بالاتفاق شرک و کفر والحاد ہے۔

"وذلک ما اردنا ہ"

اور اگر قیاس منطقی ہی کو دل چاہے تو یوں فرمائیے کہ "تقویۃ الایمان" میں حضرت شہید مرحوم کی مراد استعانت بالغیر بشرط قوت عرضیہ میں عوام الناس کے

لے یہ عبارت پوری نقل کی جاتی ہے آگے آئے گی ۱۲ منہ مدظلہ

۱۲

اعتقاد کو شرک کہتا ہے اور جو عقیدہ عوام الناس کا قدرت عرضیہ میں غیر کی ہے وہ صورت رابعہ ہے تو نتیجہ یہ نکلا کہ حضرت مولینا مرحوم کی مراد "تقویۃ الایمان" میں صورت رابعہ ہے فقد بر فیہ۔

آپ تمام بدعتی آئینہ اٹھا کر خوب غور سے دیکھیں کہ شکل صحیح ہے یا بگڑ گئی مدعی بفضلہٖ تعالے یوں ثابت ہوتا ہے۔ کلام یوں کیا جاتا ہے، بجائی خوش ہونے تو کیا چھا بات وہ ہے جس کو مخالف بھی تسلیم کرے، زبان سے اقرار نہ ہو تو دل تو مسلمان ہو جاوے۔ والحمد للہ علی ذلک۔

یا یوں کہیئے کہ حضرت مولانا مرحوم کی مراد "تقویۃ الایمان" میں وہ استعانت بالغیر بقدرت عرضیہ ہے جو باوجود معتقد عوام ہونے کے محرم ہے اور یہ استعانت بالغیر بقدرت عرضیہ باوجود معتقد عوام ہونے کے محرم ہے۔ صورت رابعہ ہے۔ وذلک[عہ] ما اردناہ۔

اور محرم سے وہی محرم مراد ہے جس کو حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی "اشعۃ اللمعات" میں حرام فرما چکے ہیں۔ اور حضرت شاہ صاحب "تفسیر عزیزی" میں شرک۔

گو انصافاً اب کوئی بات باقی نہیں رہی اور یہ امر روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ "تقویۃ الایمان" کی عبارت کا مطلب وہی ہے جو بندہ نے عرض کیا ہے اور اس کو نہ ماننا ہی زمین کو آسمان اور آسمان کو زمین کرنا ہے مگر تاہم کوئی بہت ہی ایماندار کامل

عہ نتیجہ یہ ہوا کہ مولانا مرحوم کی مراد "تقویۃ الایمان" میں صورت رابعہ ہے ۱۲ منہ مدظلہ

یا حیا پر فرادے کہ ہاں صاحب سب کچھ ہوا مگر قرائن ہی سے کام لیا گیا نفس تقویۃ الایمان کی عبارت سے یہ ثابت نہ ہوا کہ مطلب شہید مرحوم کا یہ جوشق صورت کو باطل کرنا ہے۔

تو بہت اچھا ہم بعونہٖ تعالیٰ اس کے لیے بھی مستعد ہیں۔ اہل بدعت کی جہالت یا امانت و دیانت ادا بھی طرح ثابت ہو جائے گی کہ جو مطلب اس قدر دلائل اور قرائن و نفس کلام سے ثابت ہے اس کو بھی سب چھوٹے بڑے مل کر سو برس سے نہ دیکھ سکے تو ان سے بڑھ کر جاہل کون اور دیدہ و دانستہ بے ایمانداری کی تو پھر سوائے ان حضرات کے دنیا میں کون ایسا نامراد ہوگا۔ واللہ ہو المستعان۔

(۱)۔ تقویۃ الایمان کا ص ۵ (۲)

کی عبارت ملاحظہ ہو اس کا یہ فقرہ:

"غرضکہ جو کچھ ہندو اپنے بتوں سے کرتے ہیں وہ سب کچھ یہ جھوٹے مسلمان اولیاء و انبیاء سے اور اماموں اور شہیدوں سے اور فرشتوں اور پریوں سے گذرتے ہیں" ص ۵

کس قدر صاف اور صریح عبارت ہے یہ نام کے مسلمان عوام الناس وہ کرتے ہیں جو ہندو اپنے بتوں کے ساتھ کرتے ہیں۔ اور ہندو بتوں کے ساتھ کیا کرتے ہیں دیکھو بسبیل الامداد سوائے استعانت بالغیر کی جو شق صورت کے اور کچھ بھی نہیں کرتے کیا ہندو بتوں سے پانی پینے کو اور روٹی جو سامنے رکھی ہے اٹھا کر دے دینے کو طلب کرتے ہیں۔ گرمی کے وقت پنکھا ان کے ہاتھ میں دے کر یہ کہتے ہیں کہ اے بت ذرا پنکھا کرو گرمی لگ رہی ہے۔

غرض امور عادیہ میں اُن سے استعانت نہیں ہوتی ہے جو استعانت کی صورت ثانیہ ہے یا تیسری صورت ہے کہ بُت اُن سے کہتا ہے کہ فلاں کام تم ہم سے کہو وہ ہم کر دیں گے یا بحالت شوق اور اضطرار میں اُن سے اُن کی دہائی نکلتی ہے یا وہ مُجت ان کے پیر ہیں کہ یہ لوگ اپنی اپنی استعداد کے موافق ان سے توجہ لیتے ہیں ان کی دہائی اور استعانت کسی خاص وقت اور خاص شرائط کے ساتھ مخصوص ہے جو عام نہیں تیسری صورت کا تو وہاں نام بھی نہیں۔

ہاں یہ ضرور سمجھتے ہیں کہ ہمارے ٹھاکر اور دیوتا خدا کی دی ہوئی قدرت سے ہمارے سارے کام کرتے ہیں۔ اور اب ان کو اختیار تام ہے جس کا کام چاہیں پورا کریں جس کا چاہیں نہ کریں جیسے امور عادیہ میں مختار کو اپنے فعل کا اختیار ہوتا ہے۔ ان امور میں اُن کو اختیار ہے۔ چنانچہ اس کی تفصیل تبیین آلسداد میں مفصل مذکور ہے۔ ملاحظہ ہو۔

اس قدر تصریح کے بعد بھی کوئی کہہ سکتا ہے کہ "تقویۃ الایمان" کی عبارت کا مطلب صورت رابعہ کا بیان کرنا نہیں اچھا ابھی کیا ہے اور سُنیئے۔

۲- پھر اگر کوئی بہکانے والا ان بزرگوں سے کہے کہ تم دعویٰ ایمان کا رکھتے ہو اور افعال شرک کے کرتے ہو سو یہ دونوں راہیں کیوں ملائے دیتے ہو، اس کو جواب دیتے ہیں کہ ہم تو شرک نہیں کرتے بلکہ اپنا[1] عقیدہ انبیاء اولیاء کی جناب میں ظاہر

---

[1] یعنی ہمارا عقیدہ جو اولیاء انبیاء علیہم السلام کی جناب میں ہے وہ تم سے ظاہر کرتے ہیں اس عقیدہ سے تم کو معلوم ہو جائے گا کہ ہم جو کرتے ہیں وہ شرک نہیں ۱۲ منہ

کرتے ہیں، شرک جب ہوتا ہے کہ ہم اُن انبیاء اولیاء کو پیروں، شہیدوں کو اللہ کے برابر سمجھتے۔ سو یوں ہم نہیں سمجھتے بلکہ ان کو ہم اللہ تعالےٰ کا بندہ ہی جانتے ہیں اور اُسی کا مخلوق۔

اور یہ قدرت تصرف کی اسی نے ان کو بخشی ہے اس کی مرضی سے عالم میں تصرف کرتے ہیں۔ اور ان کا پکارنا عین اللہ ہی کا پکارنا ہے۔ اور اُن سے مدد مانگنی عین اسی سے مدد مانگنی۔ اور وہ لوگ اللہ کے پیارے ہیں جو چاہیں سو کریں، اور اس کی جناب میں ہمارے سفارشی ہیں اور وکیل اور ان کے ملنے سے خدا ملتا ہے۔ اور ان کے پکارنے سے اللہ کا قرب حاصل ہوتا ہے اور جتنا ہم ان کو مانتے ہیں اتنا اللہ سے نزدیک ہوتی ہے۔ (تقویۃ الایمان ص ۵)

حضرات انصاف انصاف ہندو اپنے بتوں اور دیوتاؤں اور ٹھاکروں کے ساتھ اس سے زیادہ اور کیا عقیدہ رکھتے ہیں۔ یہ استعانت کی چوتھی صورت نہیں تو خان صاحب مہربانی فرما کر فرما دیں کہ کون سی صورت میں داخل ہے۔

"اور یہ قدرت تصرف کی اسی نے ان کو بخشی ہے۔"

یہ صورت رابعہ نہیں ہے تو کیا ہے۔ قدرت عرضیہ عطائی تو چوتھی ہی صورت میں ہے۔ تیسری میں تو قدرت بزرگانِ دین کے لیے ثابت ہی نہیں کی جاتی۔ کیا مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ شق القمر یعنی قمر کے دو ٹکڑے اور انگشتانِ مبارک سے پانی کا بہنا یا دست مبارک میں کنکریوں کا بولنا آپ کی قدرت مطلقہ سے ہوا تھا یا خدا نے ان کاموں کو اپنی قدرت کاملہ سے آپ کی تصدیق کے لیے ایجاد فرمایا تھا۔ اگر یہ اعتقاد نہ ہو تو اس کو صاف فرما دیجئے۔ پھر چوتھی صورت کو شرک و کفر و الحاد کیوں کہا

جاتا ہے۔

الغرض، ہم نے جو تیسری صورت سبیل السداد میں عرض کی ہے اس کا حاصل یہی ہے کہ قدرت صاحب معجزہ و کرامت کو نہیں ہوتی بلکہ اس کی تصدیق یا اکرام کے لیے وہ فعل خداوند عالم خود پیدا کرتا ہے اور جب سبیل السداد کی تمام صورتیں مسلم ہو چکیں تو اب چون و چرا کی گنجائش ہی نہیں انہی پر گفتگو ہو رہی ہے۔

علاوہ ازیں تیسری صورت خاص لوگوں کے لیے خاص شرائط کے ساتھ خاص وقتوں کے ساتھ مخصوص ہوتی ہے۔ یہاں ان قیود کی قید کو کون برداشت کر سکتا ہے۔ یہ تو عوام الناس کا حال ہے علمائیں کا اعتقاد ہے۔ جب بزرگوں کو خدا نے قدرت تصرف دے دی۔ اب وہ اپنی مرضی سے تقسیم کرتے ہیں جس کو چاہیں جب چاہیں جو چاہیں دیں جو چاہیں جس کو چاہیں نہ دیں۔ اگر یہ چوتھی صورت نہیں تو اور کیا ہے۔

تیسرا فقرہ

اگلی عبارت میں اور فقرہ ملاحظہ فرمایا جاوے۔

«جو چاہیں سو کریں»

فرمایئے اب بھی کوئی تامل اور تردد ہے جو چاہیں سو کریں یعنی قدرت عرضیہ کے بعد اب ان کو اختیار تام ہے جو چاہیں کریں یہی تو چوتھی صورت ہے۔ اسی قدرت مستقلہ عرضیہ کو تو شرک کہا جاتا ہے معجزہ میں سُبحان ربی هل كنت الا بشرا رسولا فرمایا جاتا ہے۔ ہاں جہاں قدرت مستقلہ عرضیہ امور عادیہ میں ہے وہاں خلینی من مالها شئت ارشاد ہے لو کما قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

فرمایئے یہ چوتھی صورت کے کیا بیٹھک ہیں جو اہل بدعت کے ہاتھ میں دیدیجیے

جائیں یہاں تو عبارت ہے سمجھ لو سمجھ نہیں تو سمجھ والوں کی بات مانو، اگر یہ چوتھی صورت نہیں تو خود فرماؤ جو چاہیں سو کریں کس صورت میں ہے۔

اور سنیئے۔

۲۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ

اللہ صاحب نے کسی کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت نہیں دی

اور کوئی کسی کی حمایت نہیں کر سکتا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں کافر بھی اپنے بتوں کو اللہ کے برابر نہیں جانتے تھے بلکہ اسی کی مخلوق اور اسی کا بندہ سمجھتے تھے۔ اور ان کو اس کے مقابل کی طاقت ثابت نہیں کرتے تھے۔ مگر یہی پکارنا اور منتیں ماننی اور نذر و نیاز کرنی اور ان کو اپنا وکیل اور سفارشی سمجھنا یہی ان کا کفر و شرک تھا۔ سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گو اس کو اللہ کا بندہ و مخلوق ہی سمجھے سو ابوجہل اور وہ شرک میں برابر ہے۔ سو کہنا چاہیئے کہ شرک اسی پر موقوف نہیں کہ کسی کو اللہ کے برابر سمجھے اور اس کے مقابل جانے بلکہ شرک کے معنی یہ ہیں کہ جو چیزیں اللہ نے اپنے واسطے خاص کی ہیں۔ اور اپنے بندوں کے ذمہ نشان بندگی ٹھہرائے ہیں۔ وہ چیزیں اور کسی کے واسطے کرنی جیسے سجدہ کرنا اور اس کے نام کا جانور کرنا اور اس کی منت ماننی اور مشکل کے وقت پکارنا اور ہر جگہ حاضر و ناظر سمجھنا اور قدرت تصرف ثابت کرنی۔

سو ان باتوں سے شرک ثابت ہو جاتا ہے گو کہ پھر اس کو اللہ سے چھوٹا ہی سمجھے اور اسی کا مخلوق اور اسی کا بندہ۔

اور اس[ف] بات میں اولیاء و انبیاء میں اور جن و شیاطین میں اور بھوت و پری
میں کچھ فرق نہیں ہے۔ یعنی جس سے کوئی یہ معاملہ کرے گا۔ مشرک ہو جائے گا خواہ
انبیاء و اولیاء سے کرے خواہ پیروں اور شہیدوں سے خواہ بھوت پری سے چنانچہ
اللہ صاحب نے جیسا بت پوجنے والوں پر غصہ کیا ہے ویسا ہی یہود و نصاریٰ پر بھی
حالانکہ وہ لوگ اولیاء و انبیاء سے یہ معاملہ کرتے تھے الخ ص،

کہاں ہیں آج ہمارے خواتین آئیں اور آج ہم سے اس کلام ذی شان کا مطلب
سنیں یہ وہ کلام ہے جس کی ہیبت کے مارے اہل بدعات پورا نقل تک نہیں
کرتے۔ غضب تو یہ ہے کہ نفس انقلاب میں بھی ایک فقرہ اول کا ایک آخر کا لکھ کر
انتہی ملخصاً فرما دیا۔

اجی حضرت یہ آپ کا ملخص ہی تو غضب ہے سواری کی جھول یہ ہی آج ہے
مگر آج خدا چاہے یہ برکت سنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سنت کا وہ ڈنکا

ف اے شہید مرحوم تجھ پر خدا کی بے شمار رحمتیں۔ زبان سے نہ کہیں گر دل میں تجھے بدعتی بھی مانیں ہی گے
اس قدر مضمون تو خیر یہ سب خواتین کو کہنا ہی پڑا کہ جو شرک کی بات ایک کے ساتھ ہے وہ سب کے ساتھ
ہے یہ بھی غنیمت ہے ورنہ اہل بدعات کیا کیا نہ اڑاتے اور کیا کیا نہ کرتے زبان سے شہید مرحوم کو مردہ
کہتے ہیں گر دل میں ان سے آج تک ایسے خائف ہیں کہ زندوں سے بھی نہیں ڈرتے شہید کی ایک آواز
سے وہ دست آئے اور آتے ہیں کہ قیامت تک بھی خدا چاہے بند نہ ہوں گے اور بدعت کی
لنگیا ایسی اور دھڑی ہے کہ مر جائیں گے مگر رفو نہ ہو سکے گا۔ جزاہ اللہ عنا و عن جمیع المسلمین

[illegible]

بچے گا کہ ساری بدعت کے ڈھکوسلوں کی آواز پست ہو جائے گی

ناظرین غور سے ملاحظہ فرمائیں اس مضمون سے پہلی آیت جس میں اس کا اشارہ فرمایا ہے یہ ہے۔

قل من بیدہ ملکوت کل شیئ وھو یجیر ولا یجار علیہ ان کنتم تعلمون سیقولون للہ قل فانی تسحرون ؎

یعنی وہ کون ہے جس کے ہاتھ میں ہر چیز کا تصرف ہے وہ سب کو پناہ دیتا ہے اور اس کے مقابلہ میں کوئی کسی کی حمایت نہیں کر سکتا. ان سے دریافت کرو تو جواب یہی دیں گے کہ اللہ تعالیٰ ہی ہے پس کدھر کو پھر کیوں بہکتے ہو۔

ظاہر ہے کہ لفظ ملکوت کل شیئ عام ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ سارے عالم میں تصرف کون کرتا ہے اور یہی مطلب فائدہ میں حضرت مولانا بھی فرماتے ہیں۔

ف یعنی جب کافروں سے بھی پوچھئے کہ سارے عالم میں تصرف کس کا ہے الخ ۱۲ ص،

تو اب ظاہر ہو گیا کہ شروع کے فقرہ مندرجہ عبارت ہے

"اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ صاحب نے کسی کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت نہیں دی"

اس کا وہ مطلب نہیں ہے جو خواہ مخواہ بالخصوص شاہجہانپوری صاحب سمجھے ہیں کہ عالم میں کسی کو تصرف کرنے کی قدرت نہیں جس کا حاصل جبرا اہل عالم سے مطلق تصرف کا سلب کلی ہو اور مطلب بالکل بداہت کے بھی خلاف ہو جاوے کیونکہ امور عادیہ میں افعال اختیاریہ میں ضرور ایک مرتبہ کی قدرت عنایت فرمائی ہے جس کی بنا پر تخلف

احکام شرعیہ ہے اور تمام اصول میں بحث قدرت ممکنہ اور میسورہ کی موجود ہے۔ اگر عالم میں کسی کو بھی کوئی قدرت مطلقہ دی تھی تو یہ بحث کیسی فقہاء تو انسان سے مطلق حیوان کو متحرک بالارادہ کہا جاتا ہے۔ جب اس قدر غلط مطلب لے لیا گیا۔ جبھی تو ہر ایک صاحب نے ایک ایک رسالہ لکھ دیا کسی نے گل بنفشہ کی مثال لکھ دی۔ کسی نے حکیم کی کسی نے حاکم کی کسی نے درخت کی آگ پانی آفتاب صبح و شام وغیرہ کی مثالیں دے دے کر رسالہ جمع کر دیا اور فخریہ تحریر فرماتے ہیں کہ ہم نے تین سو ساٹھ آیتیں اور حدیثیں مثبت مدعی لکھ دیں۔ جی ہاں میدان خالی تھا زبان کے سامنے آٹے نہ پہاڑ جو چاہا کہہ دیا بندے کے سامنے بیان فرماؤ تو مزا پاؤ۔

الغرض نمبر ۲ کی عبارت کو پیش نظر رکھیے جہاں عوام کا عقیدہ انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام کے ساتھ بیان کیا ہے اور یہ لکھا ہے کہ:

"وہ لوگ اللہ کے پیارے ہیں جو چاہیں سو کریں"

پھر قدرت کل شئی کی تعمیم ملحوظ خاطر رہے اس کے بعد قاعدہ کی عبارت کہ:

"سارے عالم میں تصرف کس کا ہے"

تو صاف معلوم ہو جائے گا کہ عبارت مذکورہ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ نے نبی کو سارے عالم میں تصرف کرنے کی قدرت کہ جو چاہیں سو کریں نہیں دی۔

فرمائیے اب چوتھی صورت ہوئی یا کوئی اور بلکہ اس سے بھی خاص اس کی بھی ایک شق اس کے شرک و کفر ہونے میں کسی کو کیا تامل ہو سکتا ہے۔

فرمائیے کسی کو ایسی قدرت عطائی ہے کہ سارے عالم میں جو چاہے سو کرے

یہ تو وہ قیود ہیں جو "تقویۃ الایمان" ہی میں اور اسی قول میں مذکور ہیں جو قیود ایک بحث کی ہیں۔ وہ بھی مراد نہ ہوں گی تب تو خدا خیر ہی کرے آگے یہ ارشاد ہوگا کہ دوسرا کلمہ بھی نہ ملایا جائے۔ کل مطلب ایک ہی کلمہ میں ادا ہو جو قطعاً عقلاً و نقلاً محال ہے۔ فتدبر فیہ۔

فرمایئے کیسا صاف اور سیدھا سچا مطلب تھا جس کو مخالفین کی ذہانت یا عداوت نے بالقصد غلط کر کے شور مچا دیا اور کتابیں نذر دیکھیں۔ نہیں تو کیا "تقویۃ الایمان" کی عبارت بھی حفظاً ہی عنفس فرائی تھی۔ کیفما اب بھی سوائے چوتھی صورت کے کوئی اور مراد ہے یا یہی۔

یہ فائدہ تو ختم ہو گیا کہ تمام عالم میں جو چاہے سو کرے ایسی قدرت کسی کو نہیں دی اب دوسرا فائدہ آیت مذکورہ کا بیان فرماتے ہیں۔

پانچواں فقرہ

"اور یہ بھی معلوم ہوا کہ پیغمبر خدا کے وقت میں کافر بھی اپنے بتوں کو اللہ کے برابر نہیں جانتے تھے بلکہ اسی کا مخلوق اور اسی کا بندہ سمجھتے تھے اور ان کو اس کے مقابل کی طاقت ثابت نہیں کرتے تھے۔ مگر یہی پکارنا اور منتیں اور نذر و نیاز کرنی اور ان کو اپنا وکیل اور سفارشی سمجھنا یہی ان کا کفر و شرک تھا سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گو کہ اس کو اللہ ہی کا بندہ و مخلوق سمجھے تو ابو جہل اور وہ شرک میں برابر ہیں۔" (ص ۷)

اجی ذرا خیال فرمائیں کہ پہلے فائدہ میں اور اس میں کس قدر فرق ہے پہلے تو خاص صورت بیان کی جس میں قدرت عامہ اور شاملہ کا بیان تھا اور یہاں قدرت خاصہ

کا ذکر ہے۔ یعنی تمام عالم میں جو چاہے کرے اس کی قدرت بھی کسی کو نہیں دی ہے تو گویا خدا کے برابر قدرت تصرف ہے کہ سارے عالم میں جو چاہے کرے اور یہاں یہ بیان فرمانا مقصود ہے کہ جیسے پہلی صورت باطل ہے، آیت مذکورہ بالا سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ شرک یہی نہیں کہ غیر خدا کو اس کے برابر ہی قدرت و طاقت ثابت کرے بلکہ اس سے کم بھی اگر ان امور کی قدرت ثابت کرے گا تو مشرک و کافر ہو جائے گا کیونکہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے وقت میں کافروں کا یہی حال تھا۔

سو جو معاملہ کفار اپنے معبودوں کے ساتھ کر کے مشرک و کافر ہوئے تھے اگر یہی معاملہ آج بھی کوئی کسی کے ساتھ کرے گا تو وہ اور ابوجہل شرک میں برابر ہو گا۔ اس میں کیا عجیب ملا دیا جو کام ابوجہل کر کے مشرک ہوا تھا آج اگر کوئی اس کام کو کرے گا تو وہ مشرک نہ ہو گا۔ یہ وہ مضمون ہے کہ شہید مرحوم کے صدقہ سے خواتین خلاف بھی بالاتفاق فرما چکے ہیں۔

فرمائیے مشرکین عرب کا دستور استعانت میں چوتھی شکل تھی یا دوسری تیسری یا اسی کو تو "تقویۃ الایمان" میں شرک فرمایا ہے۔ پھر عبارت کا مطلب چوتھی صورت کو شرک کہنا ہوا یا کچھ اور اور پہلے چوتھی صورت کی ایک شق کو باطل فرمایا تھا اب دوسری شق کو خدا کی قدرت کہ ایسے علاموں کے یہ صاف مطلب سمجھ میں نہ آیا۔ پھر اس پر علمیت قابلیت کا وہ دعویٰ کہ آسمانوں کو سر پر اٹھا رکھا ہے۔

اس کے بعد شرک کے معنی بیان فرماتے ہیں کہ شرک اسی پر موقوف نہیں کہ کسی کو اللہ کے برابر سمجھے بلکہ شرک کے یہ معنی ہیں کہ جو امور مختص بالباری تعالےٰ ہیں ان میں سے کسی کو غیر اللہ تعالےٰ کے لیے ثابت کرے۔ ان امور مختصہ کی مثالیں

یہ فرماتے ہیں۔

چھٹا فقرہ

"جیسے سجدہ کرنا اور اس کے نام کا جانور کرنا اور اس کی منت ماننی اور مشکل کے وقت پکارنا اور ہر جگہ حاضر ناظر سمجھنا اور قدرت تصرف کی ثابت کرنی سو ان باتوں سے مشرک ہو جاتا ہے گو کہ پھر اللہ سے چھوٹا ہی سمجھے" ص،

اب آپ ہی فرما دیجئے کہ قدرت تصرف کی کون سی صورت میں ثابت کی جاتی ہے چوتھی میں یا دوسری تیسری میں فرمائیے کون سی صورت مراد ہوئی چوتھی یا کوئی اور یہ "تقویۃ الایمان" کی عبارت کا مطلب ہے یا دیو بندی کا تراشیدہ، کاش اگر مدرسہ دیو بند میں زانوئے ادب طے کیے ہوتے تو اس صاف مطلب کے سمجھنے میں اس قدر گمراہ نہ ہوتے۔

جب یہ امر متیقن ہوگیا کہ مراد چوتھی صورت کو شرک کہنا ہے اور وہ واقعی شرک ہے بھی تو پھر یہ فرمانا

"اس بات میں اولیاء انبیاء میں اور جن و شیطان میں اور بھوت و پری میں کچھ فرق نہیں یعنی جس سے کوئی یہ معاملہ کرے گا وہ مشرک ہو جائے گا خواہ انبیاء و اولیاء سے کرے خواہ پیروں سے شہیدوں سے، خواہ بھوت و پری سے" (ص ے)

بالکل صحیح ہے اب جناب ہی فرمائیں کہ آپ نے کس امر کا رد کیا اور کس کو خلاف عقیدہ اہل سنت والجماعت فرمایا آپ ہی انصاف فرمائیں۔

۲۔ دوسری بات یہ ہے کہ عالم میں ارادے سے تصرف کرنا اور اپنا حکم جاری کرنا اور اپنی خواہش سے مارنا اور جلانا، روزی کی کشائش اور تنگی اور تندرست و بیمار کر دینا فتح و شکست دینی اور اقبال و ادبار دینا، مرادیں پوری کرنی، حاجتیں برلانی، بلائیں ٹالنی، مشکل میں دستگیری کرنی، برے وقت میں پہنچنا۔

یہ سب اللہ تعالیٰ ہی کی شان ہے اور کسی انبیاء اولیاء کی پیر و شہید کی بھوت و پری کی یہ شان نہیں جو کوئی کسی کو ایسا تصرف ثابت کرے اور اس سے مرادیں مانگیں اور اسی توقع پر نذر و نیاز کرے اور اس کی منتیں مانے مصیبت کے وقت اس کو پکارے تو وہ مشرک ہو جاتا ہے اور اس کو اشراک بالتصرف کہتے ہیں یعنی اللہ کا سا تصرف ثابت کرنا محض شرک ہے۔

پھر خواہ یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت ان کو خود بخود ہے خواہ یوں سمجھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسی قدرت بخشی ہے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔ (ص ۹)

اس عبارت کو خان صاحب نے اختصار کر کے فصل الخطاب میں نقل فرمایا ہے جو فقرے جلی قلم[1] سے لکھے گئے ہیں وہ ہی جناب نے نقل کیے ہیں۔

کاش اگر اس عبارت کو تمام کا تمام نقل فرما دیتے تو ان کو فصل الخطاب لکھنے کی حاجت نہ ہوتی نہ ہم کو آپ کے جواب کی۔ مگر یہ تمام کرم مجدد البدعات کا ہے۔ انہوں نے ایسا خبیث طریقہ رد مخالفین کا ایجاد کیا ہے جو کسی مطلق کافر کو بھی نہ سوجھا تھا عبارات کو مختص کر کے ایک مسلسل عبارت بنالی جس کا مضمون کھلا ہوا کفری یا غلط ہو دوسرے

---

[1] اس ایڈیشن میں جلی قلم سے لکھنے کی بجائے اس پر خط کھینچ دیا گیا ہے۔ ناشر

لوگ بھی پھر غور نہیں کرتے اور وہی لکھتے ہیں جو انہوں نے لکھا اور جب ایک دفعہ
بات زبان یا قلم سے غلط نکل گئی تو اس کی پیچ ہو جاتی ہے اس ایک غلطی کے بنانے
کی وجہ سے پھر صدہا غلطیاں اور کرنی پڑتی ہیں۔

آج ہمیں تمام مخالفین سے دریافت کرنا ہے کہ عبارت مذکورہ میں کون سا کلمہ ہے
جس کا کوئی رد کرے گا اور رد کر کے مسلمان باقی رہ جائے گا۔

اور صفحہ ۸ پر تحریر فرمایا ہے:

وہ یہ بات تحقیق کیا چاہیے کہ اللہ صاحب نے کون سی چیزیں اپنے واسطے
خاص کر رکھی ہیں کہ اس میں کسی کو شریک نہ کیا چاہیے؟

(تقویۃ الایمان صفحہ ۸)

اس میں سے دوسری بات یہ ہے۔

ساتواں فقرہ

کہ عالم میں ارادہ سے تصرف کرنا الخ

اور اس کے قرائن پہلے عرض ہو چکے ہیں کہ مراد عالم سے تمام عالم ہے۔

فرمایئے آپ کے نزدیک کون شخص ہے جو تمام عالم میں اپنے ارادہ سے
تصرف کرتا ہے اور تصرف سے وہی مراد ہے جو پہلے عقیدہ میں مذکور ہو چکا کہ جو چاہے
سو کرے۔

فرمایئے آپ کا عقیدہ اس میں کیا ہے اپنے ارادہ سے تمام عالم میں جو چاہے وہ
کرے ہمارے نزدیک تو سوائے خداوند عالم کے کوئی نہیں۔

اس کے بعد فرمایا ہے۔

آٹھواں فقرہ

اور اپنا حکم جاری کرنا الخ

فرمایئے کوئی ہے جو تمام عالم میں اپنا حکم جاری کرتا ہے سوائے خدا کے اور کوئی ہے تو اس کا نام لے دیجئے۔

نواں فقرہ

اور اپنی خواہش سے مارنا جلانا الخ

فرمایئے سوائے خدا کے جو اپنے ارادہ اور حکم اور خواہش اور قدرت سے سب کو مارنے والا اور جلانے والا ہو جس کو اور جب جس طرح چاہے جلا دے۔ علیٰ ہذا القیاس مارے۔

دسواں فقرہ

روزی کی کشایش اور تنگی کرنی

ارشاد عالی ہو کہ سوائے خدا کے اور کون رزاق ہے جو اپنے تصرف اور ارادہ اور خواہش سے جس کو جتنا اور جس وقت جس طرح چاہے رزق دے اور جس کو جس طرح چاہے بھوکا مار دے۔

گیارہواں فقرہ

اور تندرست و بیمار کرنا۔

کہیئے تو سہی ہیں بھی تو بتا دیجئے کہ اپنے ارادہ و قدرت و حکم سے اور اپنی خواہش سے جس کو جس وقت جس طرح میں چاہے مبتلا کر دے۔ اور جس کو چاہے

تدرت کرے اور حکم اس کا تمام عالم میں جاری ہو وہ کون ہے۔

(۱) فتح و شکست دینی

علیٰ ہذا القیاس

(۲) اقبال و ادبار دینا

اسی طرح

(۳) مرادیں پوری کرنی حاجتیں برلانی

بطرز مذکور

(۵) بلائیں ٹالنی، مشکل میں دستگیری اور برے وقت میں پہنچنا یہ سب کس کی شان ہے۔

ایک عبارت میں یہ گیارہ فقرے ہیں جن میں ایک بھی چوتھی صورت کے سوا نہیں پایا جاسکتا۔

فرمایئے تصرف ارادہ و قدرت سے کرنا، اپنا حکم جاری کرنا، اپنی خواہش سے تمام امور مذکورہ بالا کرنا یہ چوتھی صورت میں نہیں تو دوسری تیسری میں ہیں۔ پھر یہ امور تو آپ کے نزدیک بھی کفر و شرک و الحاد ہیں پھر اگر حضرت مولانا مرحوم نے یہ تحریر فرمادیا کہ:

یہ سب اللہ ہی کی شان ہے اور کسی انبیاء اولیاء کی پیر و شہید کی، بھوت و پری کی یہ شان نہیں جو کوئی کسی کو ایسا تصرف ثابت کرے اس سے مرادیں مانگے اور اس توقع پر نذر و نیاز کرے اور اس کی منتیں مانے مصیبت کے وقت اس کو پکارے سو وہ مشرک ہو جاتا ہے۔

(تقویۃ الایمان ص ۹)

تو کیا بیجا کیا ایسے عقیدہ والے کو تو آپ ہم سے اور مولانا مرحوم دونوں سے پہلے

مشرک کا فتویٰ صادر فرماتے ہیں۔ پھر آپ نے فصل الخطاب میں کس امر کا رد کیا اور کس کو اہل سنت والجماعت کا عقیدہ بنایا یہ قریہ امور ہیں جن کو کوئی عام کا مسلمان بھی زبان پر نہیں لا سکتا یہ تو خالص شرک و کفر ہے کیا اسی کو آپ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ بنانا چاہتے ہیں۔

فرمایئے چوتھی صورت ہماری تراشیدہ ہے یا تقویۃ الایمان کے لفظ لفظ کا مطلب۔

ناظرین اندھیر تو یہ ہے جو خان صاحب نے اختلاف کی آڑ میں شکار کھیلنا چاہا ہے مگر یہ معلوم نہیں کہ تیروں کے شکار میں یہ خیالی ٹھیاں کام نہیں آتیں۔ اس کے بعد مولانا مرحوم فرماتے ہیں۔

اٹھارواں فقرہ

"اور اس کو شرک بالتصرف کہتے ہیں یعنی اللہ کا سا تصرف ثابت کرنا محض شرک ہے"

اس کو خواہ مخواہ نے حذف کر دیا ہے کس قدر صاف بات ہے کہ استعانت کی چوتھی صورت بیان فرمائی مذکور ہے یعنی اللہ کا سا تصرف ثابت کرنا محض شرک ہے اور اسی وجہ سے اس کو شرک فی التصرف کہا گیا۔

فرمایئے خدا کا سا تصرف چوتھی صورت میں ثابت کیا جاتا ہے یا دوسری اور تیسری میں ارادہ سے تصرف کرنا، اپنا حکم جاری کرنا، تمام عالم میں اپنی خواہش سے امور خارقِ عادیہ جو طاقت بشریہ سے خارج ہیں ان کو کرنا یہی تو استعانت کی چوتھی صورت ہے اور ایسی صورت میں تو خدا کی دی ہوئی قدرت تسلیم کی جاتی ہے اور خود بخود قدرت کا تسلیم کرنا

اب میں ان الفاظ کی کیا تخصیص ہے۔ اگر امور عادیہ میں بھی ایسا سمجھے گا تو قطعی کافر ہو جائے گا

پھر مولانا کا یہ تعمیم فرمانا:

"پھر خواہ یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت ان کو خود بخود ہے خواہ یوں

سمجھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسی قدرت بخشی ہے ہر طرح شرک

ثابت ہوتا ہے"

اس میں کون سا لفظ غلط ہے کیا ان کاموں کی قدرت بطرز مذکور جو پہلے ذکر کی

گئی ہیں اگر کوئی کسی کو ثابت کرے اور قدرت دی ہوئی اعتقاد کرے تو یہ کفر و شرک

اور الحاد نہیں۔ کیا یہی اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے۔

اگر یہ عین ایمان ہے تو پھر چوتھی صورت کو بھی بتا دیا جاوے کہ وہ کیا ہے۔ اس

قدر مضمون صاف اتنے بڑے بڑے مدعیان فضل و کمال کی سمجھ میں نہ آوے سخت

تعجب ہے پھر خود ہی نہیں اپنے ساختہ مردہ اہل کمال کو بھی شامل کیا جاتا ہے۔ بہت

اچھا ہم تو کچھ بھی کسی کو نہیں کہتے۔ آپ ہی مطلب بیان فرما دیں کہ ہماری عرض صحیح

ہے یا آپ کا ارشاد۔

کس قدر دردناک بات ہے کہ جو حضرات اسلام کی عزت اور حافظ و ناصر اپنی ہی

ذات مقدس کو قرار دیتے اور علم و فضل میں اپنا ثانی نہیں سمجھتے وہ اس صاف عبارت

کا مطلب یہ سمجھیں کہ حضرت مولانا مرحوم کی مراد یہ ہے کہ دنیا میں کسی کو بھی کسی امر کا

چاہے وہ امور عادیہ میں سے ہو یا غیر عادیہ میں سے قدرت و تصرف ثابت کرے گا

تو وہ مشرک ہو جائے گا اور اس کے رد میں امور عادیہ کی بکثرت مثالیں پیش فرما کر خوش

جہلا اور اذناب میں حرکت و جوش پیدا کریں۔ ملاحظہ ہو برکات الامداد وکرامات

امداد اللہ یا للعجب و لفضیحۃ اللادب ۔

کیا ان صاحبوں نے ان کاموں کے لفظ کو بھی نہیں دیکھا گفتگو خاص کاموں کی قدرت میں ہو رہی ہے اور اعتراض عام کر دیا کہ امور عادیہ اور غیر عادیہ سب شامل ہو گئے ۔

آہ اسلام اور وائے علم و فضل کے معدن و مخزن کیا تو آج مخالفین اسلام کے مقابلہ میں انہیں بزرگوں کو فخریہ پیش کرے گا یہ ہی ہیں جو کہتے ہیں ۔

"ان کا انسداد اور رد علمائے وقت پر واجب تر اور اہم ہے بہ نسبت دیگر فرق کفار کے" (فصل الخطاب ص ۳۲)

یہی وہ معقول کے مربی دخل در معقولات دینے والے ہیں جو فصل الخطاب کے صفحہ ۲۴، ۲۵ پر منطق کی نسبت کچھ تعریف کر کے مخالفین کو فرماتے ہیں:

"کہ خود سمجھ نہیں منطق پڑھتے نہیں اس وجہ سے آیت و حدیث و فقہ کا مطلب کچھ ہوتا ہے یہ کچھ سمجھ جاتے ہیں اگر منطق کو یہ لوگ بطرز سمجھتے اور اس کو اچھی طرح سے پڑھتے تو یہ آفت ان پر نہ آتی"

یہی علمائے وقت معقول و منقول کے جامع ہیں دو چار جگہ بے جوڑ اور بے ڈھبی عبارتیں لکھ کر اس قدر بے جا ناز ہے

اذا کان الغراب دلیل قوم

سیھدیھم سبیل الہالکینا

جس قوم کے مایہ افتخار یہ ہوں گے تو اس میں مایہ الندامت کوئی بھی نہ ہو گا ۔

آہ اسلام تیرے اصلی اور حقیقی فخر تو یہ نہیں ہیں وہ اور ہی ہیں جن سے عالم چمک رہا ہے جو قیامت تک باقی رہیں گے ان کی صورت دیکھنے سے خدا کی یاد اور

تیری عظمت قلب میں پیدا ہوتی ہے۔

۵۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے وقت کے کافر بھی اس بات کے قائل تھے کہ کوئی اللہ کے برابر نہیں اور اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا مگر اپنے بتوں کو اس کی جناب میں اپنا وکیل سمجھ کر مانتے تھے اسی سے کافر ہو گئے۔

سو اب بھی جو کوئی کسی مخلوق کو عالم میں تصرف ثابت کرے اور اپنا وکیل ہی سمجھ کر اس کو مانے اس پر شرک ثابت ہوتا ہے الخ (ص ۳۱)

«سو اب بھی جو کوئی کسی مخلوق کو عالم میں تصرف ثابت کرے»

یہ فقرہ کئی بار گذر چکا ہے جس کا حاصل بجز چوتھی صورت کے اور کچھ ہو ہی نہیں سکتا۔

۶۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ عوام الناس اپنے پیروں اور شہیدوں کی حمایت پر بھروسہ کر کے اللہ کو بھول جاتے ہیں، اور اس کے احکام کی تنظیم نہیں کرتے مطلق گمراہی کی سبب پیروں کے پیرو پیغمبر خدا صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم رات دن اللہ سے ڈرتے تھے اور اس کی رحمت کے سوا کسی طرح اپنا بچاؤ نہیں سمجھتے تھے۔ پھر اور کسی کا تو کیا ذکر۔

(تقویۃ الایمان ص ۳۲)

خان صاحب کس قدر صاف مضمون ہے عوام الناس کا لفظ۔

بیسواں فقرہ

«پھر پیروں اور شہیدوں کی حمایت پر بھروسہ کر کے اللہ کو بھول جاتے ہیں»

یہ بجز چوتھی صورت کے اور کہاں ہے اسی میں تو ان کو قدرت ثابت کی جاتی

اس میں اُن کو بہت ذمیت کا اختیار ہوتا ہے۔ فرمایئے اب اگر چوتھی صورت مراد
نہیں تو کس کا احتمال ہے۔

۷۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ یہ جو بعضے عوام الناس کہتے ہیں کہ اولیاء انبیاء علیہم
السلام کو یا امام شہیدوں کو عالم میں تصرف کرنے کی طاقت ہے لیکن اللہ کی تقدیر
پر وہ شاکر ہیں۔ اور اس کے ادب سے دم نہیں مارتے اگر چاہیں تو ایک دم میں الٹ
پلٹ کر دیں۔ لیکن شرع کی تعظیم کر کے چپ بیٹھے ہیں سو یہ بات سب غلط ہے
بلکہ کسی کام میں نہ بالفعل ان کو دخل ہے اور نہ اس کی طاقت رکھتے ہیں۔

(تقویۃ الایمان ص ۲۳)

ناظرین اس سے بھی زیادہ کسی اور مضمون کی ضرورت ہے اور سنو۔

اکیسواں فقرہ

"عالم میں تصرف کرنے کی طاقت تو ہے"

گزر چکا ہے کہ یہ چوتھی صورت پر صادق آتا ہے دوسرے

بائیسواں فقرہ

"اگر چاہیں تو ایک دم میں الٹ پلٹ کر دیں"

یہ تو بجز چوتھی صورت کے کہیں اور ہو ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ قدرت عامہ مستقلہ وغیرہ
تو اسی میں ثابت ہوتی ہے بلکہ غور کیا جاوے تو چوتھی صورت سے بھی خاص
ہے۔

۸۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو بعضے عوام الناس کہتے ہیں کہ اولیاء اللہ کو اللہ نے
طاقت بخشی ہے کہ تقدیر کو بدل ڈالیں جس کی تقدیر میں اولاد نہیں اس کو اولاد دے

دیں۔ جس کی عمر تمام ہو چکی ہے اس کی عمر بڑھا دیں۔ سو یہ بات صحیح نہیں۔

(تقویۃ الایمان ص ۲۹)

دنیا میں کون سا مدعی اسلام ہوگا جو اس کے کفر و شرک ہونے میں انکار کرے گا۔

"اللہ تعالےٰ نے طاقت بخشی ہے کہ تقدیر کو بدل ڈالیں جس کی تقدیر میں اولاد نہیں لکھی اس کو اولاد دے دیں۔"

فرمایا تو جائے کہ یہ صورت داخل نہیں ہے تو کون سی صورت ہے۔ یہ اعتقاد کر کے اگر کوئی استعانت کرے یا ندا کرے کیا اس کے شرک و کفر ہونے میں کچھ تردد ہے علیٰ ہذا القیاس اس کا مفاد بجز چوتھی صورت کے اور کیا ہے اسی عبارت کے بالکل متصل عبارت ذیل ہے۔

۹۔ بلکہ یوں سمجھنا چاہیئے کہ اللہ تعالےٰ اپنے ہر بندہ کی کبھی دعا قبول بھی کر لیتا ہے اور انبیاء اولیاء کی اکثر مگر دعا کی توفیق دینا بھی اسی کے اختیار میں ہے اور قبول کرنا بھی اور دعا بھی کرنی اور مراد بھی ملنی دونوں باتیں تقدیر میں لکھی ہیں۔ تقدیر سے باہر کوئی کام دنیا میں نہیں ہو سکتا اور کچھ کام کرنے کی قدرت نہیں ہر شخص بڑا ہو یا چھوٹا نبی ہو یا ولی

لہ اور مجوزان کرامات کے اہل قبور سے مدد مانگنا اور استعانت کرنا ہے کہ ان کو مطلق حاجت روا جان کر طلب اور آرزو میں شرک کی داد دیتے ہیں یہ صراط مستقیم اردو نمبر ۵۔ گو یہ عبارت تقویۃ الایمان کی نہیں مگر چونکہ خاص اسی بحث میں ہے اور یہ مسئلہ اور تمک عشرۃ کاملہ کا عدد پورا ہوتا ہے اس لیے اس کو بھی نقل کر دیا ۱۲ منہ مدظلہ العالی

سوائے اس کے اللہ سے مانگے اور اس کی جناب میں دعا کرے کچھ اور طاقت نہیں رکھتا پھر وہ مالک مختار ہے چاہے اپنی مہربانی کی راہ سے قبول کرے چاہے اپنی حکمت کی راہ سے قبول نہ کرے۔ (تقویۃ الایمان ص ۳۹)

بس شہید مرحوم کی انہیں باتوں نے تو مخالفین کے دل کو جلایا ہے کہ ہر امر تقدیر میں ہو دعا کی ناقبولی کا اثر بھی تقدیر میں تھا قدرت مستقل کسی کو کچھ بھی نہیں سب چھوٹے بڑے خدا ہی سے سوال کرتے ہیں۔ پھر دعا کے قبول کرنے نہ کرنے کا بھی اسی کو اختیار ہے یہ اعتقاد عوام سے کہا جائے گا تو پھر پیاروں کو سجدہ کیسے ہوگا اور حیات و موت کا پیر کو مالک کیسے سمجھیں گے اگر یہ نہ سمجھا کہ جب چاہیں گے اولاد مار ڈالیں گے اور جب چاہیں دیں گے تو قبر پر طواف کون کرے گا۔ سجدہ کیسے کرے گا۔ ہائے توحید تو پھر بھی باقی رہی۔

مرشد شہید مرحوم نے بات تو کوئی بھی ایسی نہیں چھوڑی جو انبیاء علیہم السلام کی تعلیم کی ہو اور اس کو تسلیم نہ کرتے ہوں مگر غضب یہی ہے کہ ہر جگہ توحید موجود خدا کا ذکر سنت کی اتباع اور یہی بدعت کی جان کنی ہے۔

عبارات مذکورہ میں جو یہ لفظ واقع ہوا ہے:

"اور کچھ کام کرنے کی قدرت نہیں"

مطلب یہ ہے کہ امور مذکورہ بالا میں کسی کو قدرت نیست و ہست کرنے کی نہیں ورنہ وہی صورت رابعہ آ جائے گی یہ مطلب نہیں کہ کھانا کھانے پانی پینے نماز پڑھنے کی بھی قدرت نہیں۔ اگر کوئی کسی کو امور عادیہ کی قدرت ثابت کرے گا تو شرک نہ ہوگا۔ کیونکہ پہلے جن کاموں کا ذکر ہے وہی مراد ہیں اور یہ فصل تو پہلے ہی بالاجمال

کی تفصیل ہے جو آخر عبارت تمام متن علاقہ تقریر پہلے مذکور ہو چکے ہیں وہ بھی سب بھی مراد ہیں۔

الحمد و بہر تقاضائے کہ ان نو عبارتوں میں تینتیس فقرے مذکور ہیں جو بتاتے ہیں کہ تقویۃ الایمان کی عبارت کا مطلب صرف استعانت بالغیر کی جزئی ہی صورت ہے۔ اور واقعی ان میں قدرت و تصرف ثابت کرنا باتفاق شرک ہے چاہے یوں سمجھے کہ بزرگان دین کو خود بخود قدرت ہے یا خداوند عالم نے یہ قدرت ان کو بخشی ہے

وذلک ما اردناہ والحمد للہ اولا وآخرا وظاہرا وباطنا والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلی آلہ وصحبہ واولیائہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

الٰہی تیری قدرت کے قربان جائیے کہ تو نے اپنے اضعف عباد سے یہ کام پورا کر دیا۔

اللّٰهم صلّ وسلّم علیٰ مَن تتم بہ الصالحات وعلیٰ آلہ وصحبہ وبارک وسلّم۔

مولانا اسمٰعیل صاحب شہید مرحوم کی کرامت کہ جو کلام مخالفین کے نزدیک غیر محتمل التاویل الا ان کے مفروضہ مطلب میں قطعی تھا جس کے معنی بھی خود حضرت مرحوم ہی نے بیان فرما دیئے تھے اور اب خود زندہ بھی نہ تھے جو ان سے دریافت کیا جاتا کہ آپ کی کیا مراد ہے لیکن انہیں کے کلام سے مطلب واضح ہو گیا اور گویا انہیں نے فرما دیا کہ میرا مطلب یہ ہے اب دیکھئے بدعت کیا رنگ و روپ لاتی اور نیا گل کھلاتی ہے۔ دیکھئے کون صاحب حق کا اقرار فرماتے اور کون مرغے کی وہی ایک ٹانگ

گاتے ہیں۔

جن بزرگان دین کی عبارتیں استعانت بالغیر میں خواتیں نے نقل فرمائی ان سے زیادہ پرزور عبارتیں تو منصب امامت اور صراط مستقیم کی ہیں جو ہم نے نقل کی ہیں کاش یہ صاحب ثبوت استعانت ہی میں ان عبارات کو پیش فرماتے۔ اور جو حضرت مولانا مرحوم کے معتقدین تھے ان سے کہتے کہ تم استعانت بالغیر کو منع کرتے ہو اور تمہارے مقتدا اور پیشوا اس زور سے ان امور کو ثابت کرتے ہیں تو اس وقت اگر ہم کو ایک ہی دو عبارت کا جواب دینا پڑتا ہے تو اس وقت ایک ہی ایک عبارت کا جواب دینا ہوتا اور بجائے تین سو ساٹھ دلائل کے خان صاحب کو چار سو اکسٹھ دلیلیں ہاتھ آتیں۔ لیکن یہ کیوں نہ کیا اس وجہ سے کہ اس میں حضرت مولانا کی تضلیل تفسیق، وہابی، نجدی، کافر ہونا تو ثابت نہ ہوتا جو اصل مقصود ہے نہ مطلب ہی ان کے پیش کرنے سے حاصل ہوتا۔ مسئلہ بیجا ان سے ثابت ہوتا مگر یہاں تقویۃ الایمان کی طوطا کاٹ عبارت پیش کرنے سے عوام میں تو شر پیدا ہو گیا اور ایک عالم باعمل صوفی حقانی سے لوگ بدگمان ہو کر مبتلائے معصیت ہوئے تو غرض شیطان جتنا اس صورت میں خوش ہوا اس صورت میں نہ ہوتا۔

گو یہ عذر تھا کہ اس صورت میں ایک وجہ میں معذور سمجھے جاتے کہ عبارات اس قدر کثیرہ و وافرہ زائدہ تھیں کہ آدمی دھوکہ کھا سکتا تھا اور جو صورت اختیار فرمائی ہے اس میں تو بجز جہل تام یا علم مع کی بددیانتی اور خیانت کے کوئی احتمال ہی ہمارے سمجھ میں نہیں آتا۔

یہ جو سنا تھا کہ برائی بدشگونی کے لیے اپنے ناک کان کٹوانا یہ اسی کی شان

ہوگی اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے حال پر رحم فرمائے آمین۔

اب انصافاً مدعا کے متعلق نہیں کچھ بھی عرض کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہی، مگر شاید کوئی آنکھوں کو ہاتھوں سے بند اور تمام حیار کے شعبوں سے قطع نظر کر کے یہ کہہ دے کہ صاحب جواب نہایت مدلل بات بالکل لاجواب ایمان انصاف نقل عبارات سیاق و سباق قرائن عقلیہ نقلیہ کے مطابق اس میں کسی کی تضلیل تفسیق وغیرہ بھی نہیں ہوتی مسئلہ میں بھی، ہنسی خوشی اتفاق ہوگیا اس سے بڑھ کر تو کوئی بات ہی نہیں مگر غضب یہ ہے کہ بڑے بوڑھے جو کہتے چلے آئے ہیں کہ تقویۃ الایمان کی عبارت کا مطلب یہی ہے آدمی جو معتبر ہیں ایک نہیں دو تین چار پانچ اس سے بھی زیادہ اور بڑے بڑے معقول ان کا کہنا کیسے غلط ہو سکتا ہے۔

کوئی شخص رو رہے تھے کسی نے دریافت کیا کہ خیر ہے روتے کیوں ہو فرمایا کہ بیوی رانڈ ہوگئی جواب دیا کہ بندۂ خدا تم تو زندہ ہو پھر بیوی کیسے رانڈ ہو گئی فرمانے لگے کہ یہ تو میں بھی جانتا ہوں مگر گھر سے جو آدمی آیا ہے وہ معتبر ہے اس کا کہنا کیسے غلط ہوگا۔

اسی بنا پر ہم کو بھی یہی جواب عرض کرنا چاہیئے تھا کہ سب کے سب مل کر تیجہ دسویں چالیسویں میں منہ ڈھک ڈھک کر روؤ اور یہی کہو کہ گو بات تو یہی صحیح ہے مگر آدمی معتبر یہ کہتا ہے کہ تقویۃ الایمان میں مطلق ہی قدرت و تصرف کرنا ہے خداداد ہو چاہے ذاتی ہو امور عادیہ میں ہو یا غیر عادیہ میں سب ہی کو شرک و کفر کہا ہے اس کے سوا کوئی کچھ مطلب کیے چاہے کیسے ہی دلائل قویہ رکھتا ہو دین و ایمان سب جائے انصاف نذر ہے جاہل کہلائیں مگر کسی کو دستور جو ہوگا دیکھا جائے گا۔

ایک دو انبیا علیہم السلام اولیائے کرام ہوتے تو چھوڑ بھی دیتے ایک تو ان کی تعداد بے شمار پھر پشت ہا پشت سے ان کی عبادتیں ہو رہی ہیں اور فقط یہی تو نہیں شیخ سدو زین خان کالو شہید بھوت پریت چڑیلیں دیو پریاں نیچے اوپر والے جنات شیاطین۔ ان سب کو کس دل سے چھوڑ دیں سہ

ان کی طرف سے دل نہ پھر سکا کرو دوستو!

اب ہو چکا یہ جس کا طرفدار ہو چکا

اور ہم اس کے جواب میں یہ کہتے ہیں۔ وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنقَلَبٍ يَنقَلِبُونَ وَمَا يَنفَعُكُمْ نُصْحِي إِنْ أَرَدتُّ أَنْ أَنصَحَ لَكُمْ إِن كَانَ اللَّهُ يُرِيدُ أَن يُغْوِيَكُمْ۔ مَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ۔ خَتَمَ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ وَعَلَىٰ سَمْعِهِمْ وَعَلَىٰ أَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ۔

جاؤ جہنم میں۔

لیکن نہیں شاید ناواقف۔ جو محض لاعلمی کی وجہ سے مبتلائے بدعات ہیں اور ان حضرات کی لا تبی چوڑی تحریرات اور کئی کئی سطروں کے القاب دیکھ کر گمراہ ہو گئے ہیں، ہدایت ہو جائے اور حجت اللہ تعالیٰ علی وجہ الکمال ظاہر ہو جائے۔

آپ بنا بر عرض ہے کہ تمام ہندوستان کے بدعتی مستعد ہو جائیں بقول خواہین ٹھوٹے کیا شدنی ہے تمام مصدقین اور معاونین کو بھی ساتھ لے لو اور جواب کی فکر، اب ہم بفضلہ تعالیٰ دھوا بر و قربۃ و اعانۃ عرض کرتے ہیں کہ گو سیاق و سباق قرآن جلیلہ مقالیہ سے وہی معنی ہیں جو عرض کئے گئے مگر آپ کی خاطر سے اب ہم وہی معنی شہید مرحوم کے کلام کے لیتے ہیں جو آپ حضرات نے بیان فرمائے

ہیں اور دعویٰ ہے کر وہ بھی صحیح ہیں۔ مگر اس میں بھی آپ نے تھوڑی سی کی کیا بہت سی غلطی کی اور یہ لازم بدعت ہے جب تک اس منحوس خصلت سے سچے دل سے توبہ نہ کرو گے قلب سلیم عطا نہیں ہوگا۔

آپ حضرات یہ فرماتے ہیں کہ شہید مرحوم نے مطلق قدرت و تصرف کو مطلق افراد انسانی اولیاء انبیاء علیہم السلام شیاطین بھوت پری وغیرہ سے خلاق عزمنی سب سلب کر دیا اور یہ خلاف عقیدہ اہل سنت والجماعت ہے۔

میں عرض کرتا ہوں کہ نہیں نہیں دل کھول کر تعمیم فرمایئے بلکہ تمام ملائکہ رحمت و عذاب وغیرہ جملہ ماسوی اللہ تعالے کو لے لیجئے اور یہ فرمایئے کہ شہید مرحوم سب سے سلب کلی کر گئے ہیں اور یہی نہیں بلکہ جو اس کو ثابت کرے اس کو مشرک کافر بے ایمان سب ہی کچھ فرماتے ہیں۔

اور ہم بھی اس کے مصدق ہیں کہ شہید مرحوم نے جو کچھ جو فرمایا بالکل صحیح ہے۔

قلندر ہر چہ گوید دیدہ گوید

لیکن فقط اس قدر عرض ہے کہ شہید مرحوم سے یہ دریافت کرلو کہ آپ کی مراد قدرت و تصرف سے کیا ہے۔ آیا یہی قدرت عرضیہ جو امور عادیہ میں حادثہ ثابت ہے جس کی بنا پر انسان جنات وغیرہ فاعل مختار کہے جاتے ہیں جس کی بناء پر وہ مکلف ہیں ان کی مدح و ذم ہوتی ہے یا قدرت و تصرف کے یہ معنی نہیں اگر وہ پہلے معنی بیان فرمائیں تو آپ گھی کے چراغ جلایئے۔

اور اگر کوئی دوسرے معنی بیان فرمائیں جس کا ثابت کرنا آپ بھی شرک و کفر د

الحاد ہے ویسی ہی فرمائیں تو پھر انصافاً آپ کو کیا کرنا چاہیے آپ ہی فیصلہ فرما لیجئے۔ ایک شخص عالم متبحر کے کلام کے معنی ایسے غلط لیے جائیں جو عقل و نقل انسانیہ کیا حیوانیۃ کے بھی مناسب نہ ہوں، دنیا میں کوئی بھی تسلیم نہ کر سکے اور اسی کے کلام سے اس کے صاف معنی وہ بن سکتے ہوں کہ موتی میں کدورت ہو مگر ان میں اس قدر بھی تکدر نہ ہو تو آپ ہی فرمائیے کہ پھر بھی جو اسی غلط ہی معنی کو کہے اس کی جہالت یا دیانت کی اس سے زیادہ اور کیا دلیل ہوگی۔

سنیئے ہم عرض کرتے ہیں، شہید مرحوم فرماتے ہیں کہ:

"اللہ صاحب نے کسی کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت نہیں دی"

پھر جو امور مختص باالباری تعالٰے ہیں ان کو ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اور قدرت تصرف کی ثابت کرنی"

دوسری جگہ فرماتے ہیں:

"یہ بات تحقیق کیا چاہیئے کہ اللہ صاحب نے کون کون سی چیزیں اپنے واسطے خاص کر رکھی ہیں اس میں کسی کو شریک نہ کیا چاہیئے"

اول بات بیان فرما کر فرماتے ہیں:

"دوسری بات یہ ہے کہ عالم میں ارادہ سے تصرف کرنا"

پھر فرماتے ہیں:

"یعنی اللہ کو سا تصرف ثابت کرنا محض شرک ہے پھر خواہ یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت ان کو خود بخود ہے خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے ان کو ایسی قدرت بخشی ہے"

ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔

ان تمام عبارتوں کا مطلب یہ ہے کہ عالم ایجاد اور تخلیق میں کسی کو تصرف و قدرت یعنی نیست سے ہست اور عدم سے وجود عنایت فرمانا جو اس کی صفت تخلیق اور تکوین کی ہے۔ جس کو اردو میں پیدا کرنا کہتے ہیں وہ تصرف اور قدرت سوائے خدا کے کسی کو ثابت نہیں اعطائے وجود اسی کی صفات مختصہ میں سے ہے۔ اس کو اگر کوئی ولی نبی جن بھوت شیطان کو ذاتی ثابت کرے کہ وہ خود بخود اشیاء کو پیدا کرتا ہے تو یہی کفر و شرک اور بے ایمان اور اگر یوں کہے کہ خدا نے کسی کو تصرف کرنے کی قدرت عنایت فرمادی ہے اور وہ اپنی قدرت عطائیہ سے وجود عنایت کرتا ہے اور نیست سے ہست بناتا ہے اور وہی خالق ہے۔ تو وہ بھی مشرک اور کافر ہے۔ واللہ خالق کل شئی: اس کا ارشاد ہے۔

اس میں کوئی کلام نہیں کہ آگ سے گرمی پانی سے برودت، آفتاب سے روشنی ضرور ہوتی ہے مگر کوئی یوں سمجھے کہ آگ حرارت کی اور پانی برودت کا اور آفتاب روشنی کا موجد اور مکون اور خالق ہے۔ اور خدا نے ان اشیاء کو قدرت عنایت فرمادی ہے اور اسی قدرت عرضیہ سے یہ اشیاء اپنے اثرات کو ایجاد اور وجود عنایت کرتی ہیں تو وہ ایسا ہی کافر ہے جو یوں سمجھے کہ یہ اشیاء اپنے آثار کو خود بخود پیدا کرتی ہیں علی ہذا القیاس انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام سے ظہور معجزات و کرامات و خوارق عادات بے شمار ہوئے اور قیامت تک کرامت وغیرہ جاری ہے مگر خالق ان تمام امور کا خداوند ہے عالم تکوین و تخلیق میں کسی کی بزرگی ظاہر ہونے کے لیے تصرف فرماتا ہے جس سے وہ امر خلاف عادت جلوہ پذیر ہوتا ہے یہ

نہیں کہ انبیاء علیہم السلام یا اولیائے کرام یا جنات شیاطین بھوت پری کو تصرف کرنے کی قدرت خداوند عالم نے بخشی ہے اور وہ اس قدرت عارضی سے ان امور خارقہ للعادت کو پیدا کرتے وجود عنایت کرتے ہیں ایسی قدرت کوئی اگر کسی کو ثابت کرے پھر چاہے یوں سمجھے کہ یہ قدرت اس میں خود بخود ہے یا یوں سمجھے کہ خدا نے ان کو یہ قدرت عنایت فرمائی ہے ہر صورت میں شرک ثابت ہوتا ہے اور وہ اور ابوجہل شرک میں مطلق برابر ہیں۔

اب مولوی اور مجکو مخالفین کی خدمت عالیہ میں عرض ہے کہ اگر آپ اس عقیدہ میں ہمارے ساتھ متفق ہیں۔ تو الحمد للہ کو دہ یہ سمجھئے کہ یہ عقیدہ شرک و الحاد اور اہل سنت والجماعت کے خلاف ہے پھر ہم کو مولانا مرحوم کے کلام سے صرف اسی قدر ثابت کرنا رہے گا کہ مولانا مرحوم کی واقعی اس کلام سے یہ مراد ہے اور یہ مراد انہیں کی ہے جاری تراشیدہ اور حضرات شیعہ اور مخلص کا زور نہیں۔

بس پھر بھی مطلع صاف ہے اور مخالفین کی ایک صدی سے زیادہ کی کوشش آج مٹی میں مل جائے گی اور یہ ثابت ہو جائے گا کہ ایک ادنیٰ اردو عبارت کا یہ چھوٹے بڑے معقول منقول مطلب نہ سمجھے اور نہ سمجھے اور جس طرح اس صاف مطلب میں یہاں ٹھوکریں کھائی ہیں اور مطالب میں بھی اس سے زیادہ منہ کے بل گرے ہوں گے بس ان حضرات نے دل کے پھپھولے پھوڑے ہیں۔ شہید مرحوم سے نفس عداوت قلبی ہے۔ اور کوئی بات نہیں ورنہ کلام کا محمل صحیح نکل سکتا تھا۔

لہٰذا اگر اس عقیدہ میں آپ ہم سے مخالف ہوں تو بسم اللہ کتب معتبرہ سے ثابت

فرمائیں کہ خداوند عالم کے سوا اور بھی کوئی خالق اور موجود اور عالم تکوین میں تصرف کرنے والا ہے قدرت ذاتیہ نہیں۔ قدرت عرضیہ عطائیہ ہی سے عالم میں امور عادیہ یا غیر عادیہ کا خالق ہے اور یہ عقیدہ شرک نہیں بلکہ اہل سنت والجماعت کا ایمان ہے اور جو اس کے خلاف کہے وہی ضال مضل کافر، مخالف اہل سنت والجماعت ہے۔

تو پھر ان شاء اللہ تعالے ہم بھی تو یہیں یہیں خدا تعلم تو اٹھائیں۔

مگر نہیں امید یہی ہے کہ خان صاحب شاہجہان پوری کی طرح اور خوانین وغیرہ بھی اس میں یہی فرمائیں گے کہ ہم تو تم سے بھی پہلے ایسے عقیدہ والے کو کافر مشرک، بد دین اہل سنت والجماعت سے خارج سمجھتے ہیں۔ مگر یہ مطلب تو پہلے سے بھی زیادہ تمہارا تراشیدہ ہے اور ایسے مطالب اگر کوئی بیان کرے گا تو یہ تحت الثریٰ کو عرش معلے بنانا ہے۔ مولانا اسمٰعیل صاحب کا یہ ہرگز مطلب نہیں وہ تو مر گئے ان کی مراد کیسے معلوم ہو اور عبارت سے یہ مطلب نکل ہی نہیں سکتا۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ ٹھنڈے دل سے سنیئے اور جلدی نہ فرمایئے جو عبارتیں آپ نے بارہا ملاحظہ فرمائی ہوں گی انہیں سے یہ ثابت و متحقق ہے مگر آپ حضرات نے بنظر انصاف دیکھا ہی نہیں ہے

چشم بداندیش کہ برکندہ باد
عیب نماید ہنرش در نظر

ا۔ اور دوسری وجہ یہ ہے کہ حق جل و علا اس سبب سے کہ اس بزرگ پر بڑی عنایت

رکھتا ہے۔ غیب الغیب سے ایک لطیفہ ظاہر ہوتا ہے جو اس طالب کی حفاظت
کا سبب ہوتا ہے اور یہ لطیفہ بوجہ من الوجوہ اس بزرگ کی طرف منسوب ہوتا ہے
اگرچہ اس عزیز کو اس معاملہ پر مطلق اطلاع نہ ہو بلکہ اس لطیفہ کا اس طور پر ظاہر ہونا
کہ اس بزرگ کی طرف منسوب ہو محض اس بزرگ کی زیادت وجاہت کے لیے
پردۂ غیب سے ظاہر ہوا ہے۔ جیسے منقول ہے کہ حضرت یوسف علی نبینا و
علیہ السلام جب زلیخا کے ساتھ خلوت میں تنہا ہوئے الخ

(صراط مستقیم ص ۱۵۸)

۲۔ پہلے وسعت بے چونی کا تصور کرنا چاہیئے اور اس کا طریق یہ ہے کہ ظہور افعال
کے اعتبار یا کسی اور طرز سے ذات پاک کی وسعت کو ذہن نشین کریں۔ لیکن
ظہور افعال کا اعتبار اس طرح ملاحظہ کریں کہ ہر حرکت کے پیچھے جو جہاں ظاہر
ہوتی ہے حقیقت میں محرک وہی ہے پس اگر چیونٹی کا پاؤں ہلتا ہے تو اس کے
ہلانے سے ہلتا ہے اور اگر فلک الافلاک گردش کرتا ہے تو اس کے ہلانے
سے گردش کرتا ہے اور اگر ہم اس کی تحریک کا طریق اور جیلہ دریافت کرنا
چاہیں تو بے چون اور چگون کہنے اور لیس کمثلہ شیئی کے پڑھ دینے کے سوا
کوئی امر معلوم نہیں دیتا۔

(صراط مستقیم ص ۱۳۹)

لہ اس سے معلوم ہوا کہ یہ بزرگوار خوارق عادت کے موجد نہیں ورنہ ان کو خبر بھی نہ ہو اس کے
کیا معنے ۱۲ منہ عفی عنہ

۳۔ اور ان اذکار کی ترتیب کا یہ سبب ہے کہ اس مراقبہ کی وجہ سے تمام حرکات و سکنات اور اسباب و مسببات کا صدور اللہ تعالیٰ کی پاک ذات کی طرف سے اس طرح اس کے دل میں منقش ہو گا کہ کسی ایک تاثیر سے بھی اس کو غفلت نہ ہوگی اور امید و خوف اور محبت صرف اسی پاک ذات سے متعلق ہو جائے گی اور سالک کی نظر میں اس غیر کا کچھ اعتبار نہ رہے گا اور غیر کو اسی طرح آلہ سمجھے گا جیسے کاتب کے ہاتھ میں قلم ایک آلہ ہے۔

(صراط مستقیم ص ۱۲۵)

۴۔ صاحب اس مراقبہ کو ایک ہی فاعل اور ایک ہی مؤثر ہر فعل اور جنبش و سکون میں ظاہر ہو جاتا ہے وہ فاعل حقیقی کی ذات پاک ہے۔

(صراط مستقیم ص ۱۴)

۵۔ پس میں جواب دیتا ہوں کہ اگرچہ تمام مخلوقات بلا واسطہ اللہ عزوجل کی پیدا کی ہوئی ہے لیکن اس حکیم مطلق نے اپنی غالب حکمت کے تقاضے سے بعض چیزوں کو بعض موجودات کے ساتھ لگا رکھا ہے اور مسببات اسباب کا سلسلہ پیدا کر دیا ہے جیسے آفتاب کا جسم اور اس کی روشنی اگرچہ دونوں بلا واسطہ اور بلا حجاب اللہ تعالیٰ کی مخلوقات ہیں۔ لیکن روشنی اور آفتاب کے جسم میں اس خداوند کریم نے ایک خاص ربط پیدا کر دیا ہے کہ اس ربط اور پیوند کی وجہ سے آفتاب کو سبب اور روشنی کو مسبب کہتے ہیں۔ بس یہی قیاس کرنا چاہیئے کہ اگرچہ جتنے فعل اور قول کہ ارادہ والی چیزوں سے صادر ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے پیدا کیے ہوئے ہیں لیکن ان فعلوں اور ارادوں میں سبب اور مسبب کا جوڑا اسی مطلق حکیم نے اپنی حکمت

کے مقتضا سے واقع کر دیا ہے اور اسی طرح ارادوں اور پیغمبروں کے بھیجنے اور
اور کتابوں کے نازل کرنے اور انہیں جیسے مذکورۃ الصدر امور کے درمیان سبب کا
علاقہ مضبوط کر دیا ہے الخ

(صراط مستقیم ص ۵۳، ۵۴)

سبحان اللہ العظیم و بحمدہ یہی وہ حضرات ہیں کہ جن کی شان سے

بر کفے جام شریعت در کفے سندان عشق.
ہر ہوسناکے نداند جام و سندان باختن

ہے۔

عظمت خداوندی اور توحید ذاتی اور توحید صفاتی کو دیکھئے تو پھر عالم میں بجز جلوہ
ذات الٰہی کے کوئی بھی نہیں ہے اور انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام کے تقرب
اور مراتب عالیہ اور مناصب فاخرہ کے بیان پر نظر کیجئے تو ان کی ہمت تو یہ ہے
زمین و آسمان کا انتظام بھی ہے ان کے وسیلہ، ذریعہ، واسطے سے نزول برکات
بھی ان کے لیے ثبوت معجزات و کرامات بھی نہ توحید کے جلوہ میں انبیاء علیہم السلام
و اولیائے کرام کی عظمت کا انکار ہے نہ ان کے مظاہر صفات ہونے کی وجہ سے ان
کی خدائی کا اقرار۔

نہ کفار و مشرکین کی طرح ان کو خدا بنا کر معبود بنایا نہ اہل بدعت کی طرح ان کو صفات
مختصہ باری تعالیٰ کا مظہر بنا کر بالذات اور بالعرض کے فرق سے دل کو ٹھنڈا کیا نہ
غیر مقلدین روافضیہ۔ نجدیہ کی طرح حضرات انبیاء علیہم السلام و اولیائے کرام کی شان
میں گستاخ اور ان کی کرامت کے منکر نہ اہل بدعت کی طرح ان کی خدائی کے

اثبات میں عرصہ

یار کا پاس ادب اور دل ناشاد رہے

تار حسرت سے دعا کرتی ہوئی فریاد رہے

اسی افراط و تفریط نے تو عالم کو تباہ کیا ہے اگر ایسے علماء جامع شریعت و طریقت نہ ہوتے تو اسلام اور حق کا پتہ ملنا دشوار تھا۔

خاں صاحب فرمایئے اس میں آپ کو کیا خلاف ہے فاعل حقیقی عالم میں ایک ہی ذات باری تعالےٰ ہے۔ وہ ہی تمام اشیاء کا خالق و موجد ہے کسی میں ایک ذرہ ہلانے کی قدرت نہیں اگر کوئی یوں سمجھے کہ حقیقۃً ذرہ کا ہلانے والا زید ہے۔ اگرچہ وہ حرکت اسی قدرت مطلق سے ہے جو اس نے دی ہے غرض قدرت کو ذاتیہ کہے یا عطیہ باری تعالےٰ ہر صورت میں شرک ہے۔

ہاں علاوہ جو تعلق اسباب و مسببات میں ہے وہ بھی صحیح ہے ظاہر میں اس کو سبب اور اس کو مسبب کہیں گے مگر حقیقۃً جیسے زید اور اس کی تمام صفات کا خالق بلا وساطت اللہ تعالےٰ ہے اسی طرح سے زید کی حرکت اور ذرہ کی حرکت کو بھی وجود اسی نے عنایت فرمایا ہے۔

جیسے ذرہ کو وجود عنایت فرمانے والا اللہ تعالےٰ ہے اگر کوئی ذرہ کا خالق زید کو کہے گو قدرت عرضیہ ہی ثابت کرے اور یوں ہی کہے کہ خدا نے جو اس کو قدرت عنایت فرمائی تھی اسی قدرت عرضیہ سے زید نے ذرہ کو پیدا کیا ہے۔ تب بھی ویسا ہی کافر ہوگا جیسا کہ زید کو قدرت ذاتیہ سے خالق کہنے کی صورت میں کافر ہوتا۔

اس صورت میں حضرت مولانا مرحوم کا کلام بالکل عام رہا۔ بلا کیف خالق، مشکل کا حل کرنا یہ صرف خدا ہی کا کام ہے کسی کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت نہیں کہ وہ ان اشیاء کو نیست سے ہست کرے اور عدم سے وجود میں لاوے پھر چاہے یوں سمجھے کہ اس کو یہ قدرت خود بخود ہے خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے اس کو ان کاموں کی قدرت بخشی بہر صورت شرک ہوگا۔

یہ معنی بھی حضرت مولانا مرحوم کے کلام کے ہو سکتے ہیں اور اس میں بھی نہ کسی سے خلاف ہے نہ اختلاف، نہ جھگڑا نہ قصہ۔[1] مگر وقت تو یہ ہے کہ ان معنی میں بھی مولانا مسلمان ہی رہتے ہیں اور کلام کا وہ مطلب ہوتا ہے جس سے کتب اسلام بھری ہوئی اور صوفیائے کرام تو اسی بارہ میں اس سے بھی زیادہ اس قدر مستغرق ہیں کہ ان کا تو شمار یہاں تک ہے سے

---

[1] حاصل یہ ہوا کہ تقویۃ الایمان میں مطلقاً قدرت و تصرف کی مطلقاً غیر سے نفی فرما کر اس کے اثبات کو شرک فرماتے ہیں اور یہ بھی تعمیم فرماتے ہیں کہ چاہے یوں سمجھے کہ یہ قدرت تصرف ان کو خود بخود ہے یا یوں سمجھے کہ خداوند عالم نے یہ قدرت تصرف بخشی ہے ہر صورت میں شرک ہوتا ہے۔ تو اب دیکھنا چاہیے کہ ایسی قدرت۔ تصرف کون سی ہے جو ذاتی ہو یا عرضی ہر صورت میں شرک ثابت ہو تو ظاہر ہے کہ وہ قدرت تصرف یعنی ایجاد و اعطائے وجود ہے کہ جو کسی غیر اللہ کے لیے ایسی قدرت ثابت کرے بہر صورت کافر و مشرک ہوتا ہے اور یہ عبارات مذکورہ اس مضمون پر دال ہیں کہ یہاں سوائے اس کے عالم میں تصرف کوئی نہیں تو تقویۃ الایمان کے کلام کا محل یہی معنی ہو سکتے ہیں۔ ۱۲ منہ مد ظلہ

کز پرتو آن ودل بمیں جز دوست!

ہر چہ بینی بدان کہ مظہر اوست

اور اس سے بھی زیادہ۔ مگر حضرت مولانا جس درجہ کی بات فرماتے ہیں وہ تو عین شریعت و طریقت ہے۔ اس سے تو کوئی انکار کر ہی نہیں سکتا۔

اس نہایت صاف تقریر پر شاید کوئی بہت ہی صاف دل یوں فرمائیں کہ صاحب ان عبارات میں تو عام ایجاد کی بات کہی گئی ہے۔ خاص کر تصرف و قدرت کا تو ذکر نہیں اور تقویۃ الایمان میں خاص تصرف و قدرت کی نفی کی گئی ہے جواب سے قوم پر قطعاً غلط ہے تو مولانا کے کلام کی کوئی عبارت ایسی ہوتی چاہیئے جس سے یہ معلوم ہو کہ اس قدرت تصرف منفیہ سے ایجاد مراد ہے۔ ورنہ یہ تو ہم بھی کہتے ہیں کہ ایجاد خاص صفت باری تعالیٰ ہے۔ اور قدرت و تصرف غیر کے لیے ثابت ہے۔

تو جواباً عرض ہے۔ بہت اچھا دم لیجئے صبر فرمایئے حضرت شہید مرحوم کے یہاں بفضلہٖ تعالیٰ سب کچھ موجود ہے۔ مگر عقل و علم و انصاف و دیانت کی ضرورت ہے۔ جس کے مخالفین میں بہت کی بلکہ قحط ہے۔

منصب امامت میں فرماتے ہیں:

"اس مقام میں تامل کرنا چاہیئے کہ خرق عادت کس لیئے اور کیونکر ظاہر ہوتا ہے۔ اوّل کا بیان یہ ہے۔" (ص ۲۲، ۲۳)

اس کے بعد فرماتے ہیں،

۳۹۔ رہا اس بات کا ذکر کہ خوارق عادت کا ظہور کیوں کر ہوتا ہے، سو بیان اس کا یہ ہے کہ جناب باری تعالےٰ جل جلالہٗ عم نوالہٗ اپنی قدرت کاملہ سے عالم موجودات میں اپنے مقبولین بارگاہ کی تصدیق کے بارہ میں عجیب و غریب تصرف فرماتا ہے نہ یہ کہ خرق عادت کے صدور کی قدرت اس میں پیدا کرتا ہے اور اس کو اس کے اظہار کے واسطے مامور فرماتا ہے۔ حاشا و کلا عالم ایجاد میں تصرف کی قدرت قدرت ربانی کا خاصہ ہے قدرت انسانی کے آثار سے نہیں۔

(منصب امامت ص ۴۳)

عبارت منقولہ منصب امامت ۴۴، ۴۵ کے بعد جس میں بزرگان دین کا وصول فیوض غیبیہ میں وسیلہ اور برکات و ایجادات و تصرفات تکوینیہ میں واسطہ ہونا بیان فرما کر یہ ارشاد فرمایا ہے کہ حکیم علی الاطلاق نے ان بزرگواروں کو تصرفات کونیہ مثل نزول امطار نمو اشجار سرسبزی نباتات بقائے انواع حیوانات آبادی قریٰ و امصار و تقلب احوال ادوار و تحول، اقبال و ادبار، سلاطین و انقلاب حالات اغنیاء و مساکین و ترقی و تنزل، اصاغر و اکابر و اجتماع و تفرق جنود و عساکر و رفع بلا و دفع وباء و اختلال ملک میں واسطہ بنایا ہے۔

اس کے بعد حدیث چالیس ابدال والی بیان فرمائی ہے کہ وہ لوگ شام میں رہتے ہیں ان کی وجہ سے بارش نصرت علی الاعداء وغیرہ ہوتی ہے۔

پھر فرمایا ہے۔

۴۔ اور وساطت ان کی امور مذکورہ میں تین وجہ پر ثابت ہوتی ہے اول نزول برکت کا حال سننا چاہیے، جس طور پر کہ حق جل و علیٰ نے اپنی حکمت بالغہ سے بموجب

آفتاب کو عالم کے منور ہونے کا واسطہ فرمایا اور دفع تاریکی و ظلمت قرار دیا ہر چند
کہ نور کا پھیلنا اطراف عالم میں اور سیاہی کا دور ہونا روئے زمین سے محض اس
خدائے باری تعالےٰ کی قدرت کاملہ سے ہے جو کوئی آفتاب کو خالق نور ٹھہرائے
البتہ کافر بن جاوے ۔

لیکن عادت اللہ اس طریقہ پر جاری ہوئی کہ جس وقت آفتاب طلوع فرماتا ہے
تمام عالم پُر انوار ہو جاتا ہے ایسے ہی پیغمبران خلق ہیں اور بشر کی ان کا وجود باجود یک
آفتاب ہے ۔ اور یہ چرخ ملکوت پر درخشاں اور ایک قمر ہے عالم جبروت سے کہ
شب تار ناسوت میں تاباں ہے ۔ ابدان کے نزول کے ساتھ ایک نور غیب الغیب
سے ظہور فرماتا ہے کہ سبب اصلاح عالم اور انتظام بنی آدم اور باعث گردش ادوار و
تغیر اطوار بن جاتا ہے پس جو کچھ تغیرات اور تقلبات مذکورہ اطراف عالم اور اطوار
بنی آدم میں حادث ہوتے ہیں ۔ یہ تمام ان کی قدرت کاملہ سے نہیں اور طاقت اتفاقی
کے نتائج سے بھی نہیں اور یہ بات بھی نہیں کہ جناب باری تعالےٰ نے ان کو عالم
کے اسماء میں تصرف کی قدرت عطا فرما کر بنی آدم کے کاروبار ان کو تفویض کیے کہ یہ
امر الٰہی سے ان امور میں اپنی قدرت کو صرف کرتے ہیں اور یہ تصرفات گوناگوں اور
تغیرات و تحولوں عالم ظہور میں لاتے ہیں اس لیے کہ یہ اعتقاد شرک محض ہے جو کوئی ان
کی جناب میں ایسا عقیدہ فاسدہ رکھتا ہے بے شک مشرک و مردود ہے اور کافر
مطرود ۔

بالجملہ نزول تقدیر الٰہی کسی مقبول بارگاہ کی وجاہت یا دعا کی بنا پر امر دیگر ہے اور
صدور تصرفات کوئی اسی مقبول سے اگرچہ بامر اللہ تعالےٰ ہو امر دیگر کہ پہلا میں اسلام

ہے اور دوسرا محض کفر ہے۔

بہ بیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

(منصب امامت ص ۶۳، ۶۴)

آپ جملہ حضرات حامیان بدعت صاف صاف فرمادیں کہ اس میں آپ کا کیا اعتقاد ہے۔ ذرا خوب غور کر کے فرمانا۔

جب ہر حقیقی صورت کو شرک کفر و الحاد فرما چکے ہو تو اس میں تو اسلام کا شائبہ بھی نہیں۔ اسی کو شہید مرحوم فرماتے ہیں۔

"کہ خواہ یوں سمجھے کہ حق تعالیٰ نے ان کو تصرف کرنے کی قدرت بخشی ہے خواہ خود بخود ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔"

لیجئے اب تو وہی معنی عام ہم نے لے کر ثابت کر دیا کہ تقویۃ الایمان ہے اور اس کے خلاف واقعی تقویۃ الایمان ہاں تصرف کے معنے خود مصنف ہی کے کلام سے بیان کر دیے گئے کہ ہماری مراد کیا ہے۔ ہاتھی کے دکھانے کے دانت اور ہوتے ہیں اور دکھانے کے اور۔

تکفیر کے بارہ میں جو احتیاط اور تقدس ظاہر فرمایا جاتا تھا اس کی حقیقت تو روشن ہو گئی۔ فرمائیے اب ہم آپ صاحبوں کو کیا کہیں اور کیا سمجھیں۔

مولانا مرحوم سے کوئی عداوت کی وجہ نہیں صرف یہی ہے کہ وہ متبع سنت کیوں ہیں، سنت کے عاشق سنت کے فدائی سنت کی رغبت لوگوں کو کیوں دلاتے ہیں بدعت کی جڑ کیوں اکھاڑ کر پھینک دی جناب اگر شہید مرحوم اور ان کی تیغ زبان بدعت کے سر پر نہ ہوتی تو آپ حضرات کیا کرم کرتے اور کراتے خدا ہی کو علم

ہے۔

اب تو بہت سنبھل سنبھل کر قدم رکھا جاتا ہے۔ مگر جب تیر چلا ہی میں بدعت ہو تو کیسے نکل سکتی ہے۔ ہاں اللہ تعالےٰ ہی خرق عادت کے طور پر کسی بزرگ کی کرامت سے کھود دے تو کھود دے۔

مگر تیر سے کسی بزرگ کو بھی تو آپ حضرات نہیں مانتے چونکہ ان کو کارخانہ قدرت کا مالک کچھ رکھا ہے اس وجہ سے ڈرتے ہیں خدا کی وجہ سے اُن سے محبت نہیں۔

بخلاف ہمارے حضرات کے کہ باوجود ان عقائد مذکورہ کے عالم میں تصرف اور قدرت ایجاد و تخلیق صرف اسی ذات وحدہ لاشریک لہ میں سمجھتے ہیں۔ پھر بھی محض اس وجہ سے کہ بزرگان دین مقربان بارگاہ الٰہی ہیں، ان کی تعظیم و محبت کو اس وجہ سے نہ نفع و نقصان کی طمع و خوف سے ایمان جانتے ہیں و یُعْطِی کُلَّ ذِی حَقٍّ حَقَّہٗ پر عمل کرتے ہیں۔ افراط و تفریط کی راہ سے علاحدہ ہیں نہ اُن کو خدائی کا منصب اور اس کے کارخانہ کا مالک و مختار جانتے ہیں نہ اُن کو عام لوگوں کی طرح بارگاہ الٰہی سے اجنبی جانتے ہیں بلکہ کارخانہ عالم کے دست و پا اور قدرت خداوندی کے آگے بے دست و پا اور ان کی محبت کو ایمان اور عداوت کو موجب خذلان جانتے ہیں۔ اس مضمون کا بیان سبیل السداد میں ملاحظہ ہو۔

اب شاید کوئی صاحب یہ فرمائیں کہ مطلب تو تقویۃ الایمان کا صحیح ہو گیا۔ مگر تمہارا یہ کہنا کہ تقویۃ الایمان کی عبارت کا مطلب چوتھی صورت ہے یہ تو غلط

ہوگیا۔ جو تقویۃ الایمان کی عبارت پر ہم آج ایمان لاتے ہیں۔ مگر تمہارا دعویٰ تو غلط ہوا۔

جواباً عرض ہے کہ آپ حضرات مع جملہ مصدقین توبہ نامہ شائع فرما دیں کہ ہم نے تقویۃ الایمان کا مطلب اور ہمارے اکابر نے ایک صدی سے جو سمجھا تھا بالکل غلط تھا۔ اور اب صحیح مطلب سمجھ میں آگیا۔ اور واقعی ان لوگوں کو معمولی اردو عبارت کے سمجھنے کا بھی سلیقہ نہیں ہے تو پھر ہم بھی تسلیم کرلیں گے کہ تقویۃ الایمان کی عبارت کا مطلب یہ ہوتی صورت نہیں ہے۔ یہ ساری جدوجہد، ردوکد تو اسی لیے تھی کہ اس کا مطلب صحیح ہو جب وہ صحیح ہوگیا تو اصل مقصود حاصل ہوگیا۔ طریق خاص تو مطلوب نہیں مقصود داخل وصول الی المطلوب ہے ؎

شادم کہ از رقیباں دامن کشاں گذشتی

گو مشت خاک ما ہم برباد رفتہ باشد

بلکہ تقویۃ الایمان کی عبارت بھی صحیح ہوئی اور مسئلہ استعانت بالغیر میں بھی آپ سیدھے ہوگئے وذلک ما اردناہ۔

اور یہ تو فقط آپ کی دلجوئی کے لیے عرض کیا گیا ہے اگر کوئی صاحب ایسا فرمائیں گے تو پھر ہم کچھ اور بھی عرض کریں گے۔ اور ابھی عرض کر بھی چکے ہیں۔ کوئی علمیت کی بات آپ کی جانب سے فرمائیے تو سہی۔ بھلا بدعت و سنت کا مقابلہ ہی کیا۔

الحمد للہ تعالیٰ کہ مطلب صاف ہوگیا اور گو کلام طویل ہوگیا مگر خدا چاہے بات بھی ایسی صاف ہوئی ہے کہ اہل انصاف پسند ہی فرمائیں گے ہاں طول ہے مگر فضول

نہیں اور اس کی بھی ضرورت اس وجہ سے ہوئی کہ مخالفین کو اپنے علم و فضل معقول و منقول پر بڑا ناز تھا۔ اس وجہ سے اس قدر عرض کیا تاکہ ان صاحبوں کو اگر خداوند عالم انصاف مرحمت فرماوے تو اپنا مبلغ علم اور تقوے و ورع سب معلوم ہو جائے۔

حضرت مولانا مرحوم کے کلام پر ایک صدی سے مخالفین طبع آزمائیاں کر رہے ہیں اور یہ مسئلہ معرکۃ الآرا ہوتا ہے۔ اور اس میں اپنی جانب نہایت قوی سمجھی جاتی ہے۔ سو اس مسئلہ کی یہ حالت ہے کہ بین السداد بفضلہٖ تعالے تمام مسئلہ ہو گیا۔ صرف دو باتوں پر اعتراض تھا وہ بھی نفس مسئلہ سے بے تعلق ان کی حقیقت اب کھل گئی۔

بس اب سب مل کر مجمع کریں یا جلسہ کر کے اس رسالہ کا جواب لکھ دیں۔ ایک دو تین خوانین ہی نہیں تمام ہندوستان کے بدعتی مل جائیں۔

میں بھی تنہا نہیں ہوں میرے ساتھ بھی بزرگوں کی برکت اور کرامت بفضلہٖ تعالے شامل ہے۔ ساری خدائی ایک طرف فضل الٰہی ایک طرف۔

اگر جواب نہ لکھ سکیں تو اس مسئلہ میں توبہ نامہ شائع کر دیں۔ اور پھر کسی بات میں مولانا اسماعیل صاحب مرحوم کی جھگڑا نہ کریں۔ کیونکہ اس میں حقیقت سب کی معلوم ہو گئی۔

ورنہ سب متفق ہو کر ایک کو عبارات متنازعہ فیہا میں سے پیش کریں اور اس کا مطلب اپنے نزدیک متعین فرما دیں اور اس کا خلاف اسلام یا مخالف سنت والجماعت ہونا قطعاً ثابت کر دیں جس میں تاویل صحیح نہ ہو سکے اس کا جواب اگر ہم

سے سن لیں تو تمام عمر گفتگو کا سودا نا مرحوم کے متعلق نام نہ لیں بلکہ اولاد کو بھی وصیت
کر جائیں۔

اور جیسا اپنی بائیس عبارتوں کا مطلب آپ صاحب بیان فرمائیں گے اسی
طرح ہم بھی بیان کر دیں گے ورنہ ویسے اگر اپنے ایمان کو گالیاں دے دے کر
برباد کرنا ہے تو ان کو اختیار ہے۔ ہمارا کیا نقصان اگر ہمت ہے تو توبہ نامہ
شائع کر کے عبارات حقیقی فرماؤ ورنہ کیوں اور زیادہ ذلیل ہونے کو دل چاہتا ہے۔
آخر قیامت ضرور آنے والی ہے خدا سے ڈرو۔

ہاں یہ ہمارا بفضلہ تعالیٰ دعویٰ ہے جس کو زور سے کہتے ہیں کہ اہل بدعات
یا قرآن کو بوجہ ظلمت بدعت فہم کا مادہ ہی نہیں رہا کہ صاف بات کو الٹا سمجھتے ہیں
یا قصداً خلاف ایمان و دیانت کرتے ہیں۔ اور اس کی دلیل بندہ کے رسائل اور یہ
رسالہ ہے خان بریلوی یا ان کے اذناب میں ہمت ہو تو مستعد ہو جائیں۔
دنیا بھر کو گالیاں دی جاتی ہیں۔ مگر بندہ کو تو اب اس سے بھی محروم کر دیا ہے

ہم اس کو بھی ہزار سمجھتے ہیں مغتنم
آئیں خطوط ان کے شکایت بھرے ہوئے

مگر خان صاحب بہت ہوشیار ہیں گالیاں تو جب دیں جبکہ اپنا مسلک کذا تھا
لیں یہ ایک نہیں دو تین پھر اب یہ اور چوتھا ہو گیا۔ بیت

خموشی معنئے دارد کہ گفتن نمے آید

خلاصۂ کلام سبیل السداد کے متعلق ہم پر دو الزام تھے ایک تو یہ کہ ہم نے جو
چوتھی صورت کو مختلف فیہا قرار دے کر مخالفین کا عقیدہ بتایا تھا یہ ہمارا بہتان

تھا۔ اس کو ہم نے مخالفین ہی کی بائیس عبارات سے ثابت کر دیا کہ ضرور مخالفین کا یہی اعتقاد ہے اور وہ لوگ خان صاحب کے ارشاد کے موافق وہی ہیں جو وہ ایسا عقیدہ رکھنے والے کو فرماتے ہیں۔

ان عبارات کا یا تو مطلب بشرائط مذکورہ صاف صاف بیان فرمائیں۔ ورنہ یہ الزام ہی نہیں بلکہ اس برے اعتقاد کے جس قدر لازم ہیں وہ سب ان پر لازم ہوں گے۔

اور یہ ہم نہیں عرض کرتے انہیں کے ارشاد کا خلاصہ ہے۔

اور اس بنا پر خان بریلوی اور ان کے ہم خیال احباب پر ان کا جو تھا اقرار مسلم کفر ہوگا جس کی طرف خان والا شان کو مسئلہ اذان سے زیادہ توجہ کی ضرورت ہے۔

ایک مردہ سنت کے زندہ کرنے میں تو سو شہیدوں کا ثواب ہے مگر یہ بھی تو بیان فرمایا جائے کہ خود ایمان لانے میں اور دوسروں کو عقاید کفریہ سے توبہ کرانے میں کے لاکھ شہیدوں کا ثواب ہوگا۔ خدا کی قدرت آپ اور سو شہیدوں کا ثواب۔

ابھی خان صاحب آپ سنت کو کیا زندہ فرمائیں گے، اگر زندہ سنت کے رد کرنے کی آپ کوشش نہ فرمائیں یا مردہ بدعات کے جلانے کی سعی نہ فرمائیں تو بھی آپ کی بڑی عنایت ہے

آپ کا تو خیر بھی شاید بدعت کے مقدس پانی سے ہوا ہے آپ کو تو جگہ بدعات بھی سنت ہی کے رنگ میں نظر آتی ہیں۔

اذان نماز جمعہ جماعت تو جب یہ کہئے کہ جب پہلے اسلام بھی ثابت فرما لیجئے۔

> نئے نئے کفر و شرک آپ ہی کے مسلمات سے آپ پر لازم
> آتے جاتے ہیں اور سنت کے زندہ کرنے کی فکر ہے

یہ بھی رہی ہوئی کسر تھی کہ مکروہ تھا۔ بدن پر کپڑے نہیں سر پر کلاہ کی فکر۔ کیوں نہ ہو بدعت میں جدت اسی کا نام ہے۔

دوسرا الزام یہ تھا کہ ہم نے جو کہا تھا کہ تقویۃ الایمان کی عبارت کا مطلب بھی استعانت کی چوتھی ہی صورت ہے۔ اس کی نسبت یہ ارشاد ہوا تھا کہ:

"یہ بالکل غلط ہے مولانا کہاں تصرف وغیرہ کے قائل ہیں"

اس کا جواب متعدد طریقوں سے دیا گیا۔

۱۔ یہ کہ قرینہ عقلیہ اس پر قائم ہے کہ بجز چوتھی صورت کے اور کوئی معنی تقویۃ الایمان کی عبارت کے ہو ہی نہیں سکتے۔

۲۔ قرائن نقلیہ ایک سو ایک عبارتیں منصب امامت اور صراط مستقیم کی دمغان کے تراجم کے پیش کی گئیں، جن سے یہ ثابت ہو گیا کہ کرامت معجزہ، عقد ہمت، تصرف، وساطت و ذریعہ ہونا بزرگان دین کا فیوض ربانی میں امور تکوینیہ میں ان کا دخل ان سب کے حضرت ممدوح معتقد ہیں۔ اس بنا پر تقویۃ الایمان کی عبارت کا مطلب وہی چوتھی صورت ہے اور کوئی احتمال ہو ہی نہیں سکتا۔

۳۔ پھر تقویۃ الایمان ہی کی عبارت میں اس امر کے تیرہ ۱۳ قرائن بتائے ہیں جن سے یہ ثابت ہو گیا کہ مراد چوتھی ہی صورت ہے۔

۴۔ پھر اس عبارت تقویۃ الایمان میں اٹھارہ فقرات ایسے پیش کئے گئے جن سے یہ ثابت کیا گیا کہ عبارت مذکورہ کا مطلب سوائے چوتھی صورت کے اور کچھ ہو ہی نہیں سکتا۔

۵۔ جو مطلب کہ مخالفین بیان فرماتے ہیں اسی کو تسلیم کر کے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ پھر بھی حضرت مولانا مرحوم کا مطلب صحیح ہے۔ کہ تصرف و قدرت کے یہ معنی ہیں کہ ایجاد وجود تکوین اور تعلق صفات مختصہ بالباری تعالےٰ سے ہے اس کو کوئی کسی کے لیے ثابت کرے گا تو مشرک ہو جائے گا چاہے ذاتی ثابت کرے یا عرضی اور اس کو بھی دس عبارتوں سے ثابت کیا گیا ہے۔ جس کی تفصیل ابھی مفصل مذکور ہو چکی ہے۔ فتدبر فیہ ۱۲

آپ دیکھنا ہے کہ خان صاحب اقرار، انکار کیا فرماتے ہیں یا جیسا کہ صفحہ ۷ پر تحریر فرمایا ہے۔ سکوت ہی فرماتے ہیں۔ تعجب ہے کہ جواب تو میری تحریر کا لکھیں اور اپنا جواب کسی معتبر آدمی سے چاہیں، خیر آئندہ کا تو آپ کو اختیار ہے مگر یہ قصہ جو بندہ کے ساتھ شروع کیا ہے اس کو تو پورا فرما ہی دیجئے ہمیں بھی زیادہ فرصت نہیں۔

اور واقعی ہم تو اب یہ عرض کرتے ہیں کہ آپ کے تو معتبرین کے ساتھ بھی کلام کرنا تضیع اوقات ہے نہ علم کی بات فرماتے ہیں نہ دوسرے کی بات سمجھتے ہیں۔ نہ حق کے اقرار کی امید ہے ہاں شاید کسی کو ہدایت ہو جائے تو کیا بعید ہے۔

یہ جو کچھ عرض کیا گیا ہے۔ سبیل السداد کے متعلق عرض کیا گیا ہے۔ اور

"السحاب المدرار" کے متعلق کیا عرض کروں، اس کے متعلق جو آپ نے تحریر فرمایا ہے وہ اس سے بھی زیادہ تنگ طبیت اور انصاف پر دال ہے۔ اگر اس کا جواب آپ نے تحریر فرمایا اور اس کے جواب کا وعدہ تو پھر اس کے متعلق بھی عرض کریں گے ورنہ کیا حاصل۔

سنا گیا ہے آپ کو ان آٹھ صفحوں پر بہت بڑا فخر ہے اور آپ کے اذناب کا تو دماغ عرش سے بھی بالا ہو گیا مگر اس رسالہ کے بعد خدا چاہے آپ کا دماغ درست ہو جائے گا۔

ہاں "السحاب المدرار" کے متعلق فقط بالاجمال اس قدر عرض ہے کہ اگر سمجھ ہے تو سمجھ جایئے ورنہ خدا چاہے تو اسی کے قریب یا کچھ کم زیادہ اس کا جواب بھی پیش کیا جائے گا غور سے ملاحظہ کیجئے۔

جو شخص کسی کا جواب دیتا ہے اور اس کے استدلال کو باطل کرتا ہے اور شقوق نکالتا ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ ہر شق مستدل کا مذہب ہو بلکہ قرمحال ہے اور جب کوئی متکلم اپنے کلام کا اسی کلام میں مطلب بیان کر دے تو اب اس مطلب کے علاوہ دوسرا مطلب ثابت کرنے کے لیے کوئی دلیل پیش کرنی ہرگز قابل سماعت نہیں۔

کلام بنانا اور وہ بھی اپنی سمجھ ناقص کے مطابق یہ جوڑنا چاہیئے یا اس کو مصنف کی تصریح کے مطابق بیان کرنا چاہیئے۔ جس میں وہ کلام بھی صحیح رہے اور کفر بھی لازم نہ ہو۔ بس یہی آپ کی کل تحریر کا جواب ہے آپ۔ غور فرمالیں جواب ہوا یا نہیں۔

باقی اور جو کچھ آپ نے تحریر فرمایا ہے۔ جب آپ پچیس جلدات
کفر پر دو «قصص الخطاب» اور «بائیس برکات الامداد» اور «کرامات امداد اللہ» کا
جواب اسی انداز سے دے لیں گے۔ تب ہم بھی آپ کو بتا دیں گے۔ ہم ایسا تو
عرض کرتے ہیں کہ آپ نے «السحاب المدرار» کے متعلق جو کچھ تحریر فرمایا ہے اس
قدر لچر اور پوچ ہے کہ اس کا رد کرتے ہوئے بھی شرم آتی ہے۔ اس واسطے
آپ نے شاید آخر میں اعلان بھی کر دیا ہے۔ کہ سوائے تین حضرات کے اور
کسی کا جواب نہیں دیں گے خیر چونکہ «سبیل السداد» کا من کل الوجوہ مجھ ہی سے
تعلق ہے۔ اس وجہ سے اس کا جواب آپ ضرور دیں۔

اگر خداوند عالم کو منظور ہے تو «السحاب المدرار» کی کسر بھی اس میں نکل جائے گی
آپ اس کا جواب تو پہلے لکھیں۔

تعجب ہے کہ براہین قاطعہ کا مطلب جو ہم نے عرض کیا ہے اس پر تو آپ
اعتراض فرماویں اور جواب خاص مولانا خلیل احمد صاحب دامت برکاتہم سے طلب
فرماویں اور کسی کی بات کا جواب نہ ہوگا۔ وہی بریلوی جدید انداز ہے۔ خیر ہم
بھی اس وجہ سے ابھی اس کا جواب مفصل نہیں لکھتے۔ جو «السحاب
المدرار» کو دیکھے گا اس کو آپ کی تحریر کی حقیقت خود ہی معلوم ہو
جائے گی۔

خان صاحب اور رسائل وغیرہ میں تو چونکہ پہلے اہل بدعت قرنوں سے لکھتے
آئے تھے وہی سب جو کچھ آپ نے بھی نقل فرما دیا۔

اور براہین قاطعہ کے متعلق تو تعداد کرے کہ آپ سمجھیں آپ کو تو

مطلب کی ہوا تک بھی نہیں لگی۔

اگر ہماری عرض مبالغہ معلوم ہو تو وعدہ جواب فرمایئے پھر دیکھیں کہ انشاء اللہ تعالیٰ اگر آپ کی جہالت کا جاہل بھی اقرار نہ کر لیں تو پھر جواب ہی کیا ہوا۔

خدا کرے آپ اس رسالہ کا جواب لکھ دیں تب میں آپ کو بتاؤں کہ یہ آئین تا علمی کی عبارت کا مطلب یہ ہے۔

خان صاحب بیٹی تو خدا چاہے ہماری پیشین گوئی ہے جیسے فاضل احمد رضا خان صاحب اپنے مسلم کفر کو نہیں اٹھا سکے۔ آپ بھی اگر مر جائیں گے اور اپنے ساتھ مجمع مصدقین کو بھی لے لیں گے تو جواب نہیں دے سکتے اگر جرأت ہے تو لکھ دیکھیں۔ آپ نے تو انہیں بیس صفحوں میں اپنے ایسے ہاتھ دکھائے ہیں کہ اس کا کوئی علاج ہی نہیں۔

اب یہ کہہ سکتے ہو کہ اب تک مشرک کافر تو تھے۔ اب توبہ کرتے ہیں ورنہ بدون توبہ تو جیسا آپ ان عبارات کا مطلب بیان فرماویں گے معلوم ہے۔ آپ کو یہ معلوم نہیں کہ آپ ایضاح میں کیا کیا لکھ گئے ہیں۔

مشکل ہے کہ آپ کا مطلب بھی ہمیں ہی سمجھانا پڑتا ہے۔ آپ کا اعلان سبیل السداد کے متعلق نہیں ہو سکتا کیونکہ اس کے متعلق تو فقیر (یعنی آپ) ایک دفعہ ایضاح لکھ چکا ہے۔ اگر ایسے فقیر تھے تو فصل ثانی لکھنے کی فقیر کو کیا حاجت تھی۔

اب حج کا قصد فرمایا جب دنیا کو وہابی نجدی ضال مضل کافر بنا چکے۔ فصل الخطاب لکھتے وقت سنتی تھے۔ اور اب جواب لکھنے کی نوبت آئی تو فقیر ہو گئے۔ فقیر کو فرصت نہیں۔ جس فرصت میں فصل الخطاب اور یہ بیس صفحات لکھے ہیں۔ اسی میں جواب بھی لکھئے۔

کسی عورت کو حمل تھا اس نے نکاح کیا اور اپنی ساس سے کہا کہ اماں آپ کے یہاں بیاہ کے کئے مہینہ بعد میں بچہ پیدا ہونے کا دستور ہے۔

ساس نے کہا کہ بیٹی اس میں دستور ہونے کی کیا بات ہے دنیا میں نکاح کے بعد کم از کم نو ماہ کے بعد بچہ پیدا ہوتا ہے اس کو جتنے دنوں کا حمل تھا ان کو نو ماہ سے کم کر کے کہا کہ ہمارے یہاں تو نکاح کے اتنے دنوں میں بچہ پیدا ہوتا ہے۔

ساس نے کہا کہ بیٹی ایسا غضب نہ کیجو ناک کٹ جائے گی بہو نے کہا کہ ناک کٹو یا رہو اس دفعہ تو میں اپنے ہی یہاں کا دستور برتوں گی اس کے بعد جو آپ فرمائیں گی۔

خان صاحب آئندہ تو آپ مختار ہیں جس سے چاہیں تخاطب فرمائیں جس سے چاہیں نہ فرمائیں۔ مگر اس دفعہ تو جواب دینا ہی پڑے گا۔

ورنہ جیسے سبیلِ الصداد کو تسلیم فرمالیا ہے اس کی نسبت بھی تسلیم ہی کرنا سمجھا جائے گا۔ اور اقراری کفر لازم آئے گا۔ آیندہ آپ کو اختیار ہے۔ ہم ہر طرح خدمت اور تعمیل ارشاد کے لیے حاضر ہیں۔

مہربان خان صاحب نے ایضاح صفحہ چالیس کی دوسری سطر میں جہاں یہ لکھا ہے کہ دو سال بعد دیوبندیوں کی طرف سے صرف ایک مسئلہ کا جواب آیا ہے۔

اسی کے حاشیہ پر یہ بھی لکھ دیا ہے کہ دو مسئلوں کا اور جواب بعد جواب لکھنے کے آیا جن میں سے ایک کا تو لکھ دیا اور دوسرا رسالہ جس کا تھا اس نے طلب کر لیا۔ مگر بعد میں جناب مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی کی طرف سے اس کا رد کافی اور وافی طبع ہو کر شائع ہو گیا۔ پھر ہم نے اس کے رد کی ضرورت نہ سمجھی۔

عرض ہے کہ جس کا جناب نے جواب لکھا ہے اس میں کیا تحریر فرمایا ہے جو اس کے جواب میں جناب سے امید ہوتی تا نت بلبجے اور اگ بوجھا اس کو تو میں وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ آپ ہرگز ہرگز سمجھے بھی نہ ہوں گے پھر جائیکہ جواب تحریر فرماتے اور یوں تو آدمی جو چاہے لکھ دے اور کہہ دے کہ یہ فلاں فلاں کتاب کا جواب ہے۔ اگر آپ اپنی ایضاح کو یوں فرمائیں کہ یہ سکندر نامہ اور

ابوالفضل بہار دانش کا جواب ہے تو کوئی آپ کی زبان یا قلم کو روک سکتا ہے۔

جناب آپکا تمام گروہ جب تقویۃ الایمان کے مطلب کو سو سال سے نہ سمجھ سکا تو آپ جو سمجھیں گے معلوم ہے۔

خیر یہ تو کُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ کا مضمون ہے۔ ہر شخص یونہی سمجھتا ہے کہ میں ہی خوب سمجھتا ہوں۔

مگر بات یہ ہے کہ

کہتی ہے تجھ کو خلق خدا غائبانہ کیا

آپ ناظرین جو فیصلہ کریں اور خداوند عالم جس کی تحریر کو قبول فرمائیں وہی تحریر قابل قبول ہے۔

مگر افسوس یہ ہے کہ آپ نے ان دو رسالوں کو کافی اور واقعی رد فرمایا ہے جس میں بجز مغلظات گالیوں کے اور کچھ بھی نہیں جس کو خان بریلوی کے ہوا خواہوں نے بھی نفرت کی نظر سے دیکھا۔

خیر یہ تو اپنا اپنا مذاق ہے۔ کسی کو نجاست ہی کی بو خوش معلوم ہوتی ہے اور عطر سے بے ہوشی ہوتا ہے۔ کسی کو بدعت ہی سنت معلوم ہوتی ہے۔

لیکن غرض یہ ہے کہ ان کا جواب "لطف القوی لرد رضا طلقب بہ جہل مسن نسدی جید الدجا والدہ" جو شائع ہو گیا وہ بھی جناب نے ملاحظہ فرمایا یا نہیں۔

اگر یہ خط رسائی سے رہ گیا ہو تو بندہ کو مطلع فرمائیے بذریعہ رجسٹری حاضر خدمت شریف کروں۔ مگر گستاخی معاف سمجھے گا کون ضرورت مند اس کا ہے اور یہ نصیب اعلیٰ ہے۔

وَاللّٰہُ تَعَالٰی ھُوَ الْمُوَفِّقُ وَاِلَیْہِ الْمَرْجِعُ وَالْمَآبُ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ وَنُوْرِ عَرْشِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ۔

تمت بالخیر

کتبہ عبدہ الراجی لعفوہ وکرمہ محمد مرتضیٰ حسن عفی عنہ چاندپوری ابن اسد اللہ الغالب علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ فی اوائل جمادی الاولیٰ سنہ ۱۳۳۲ھ اثنتین وثلاثین بعد الف من الہجرۃ علی صاحبہا الف الف صلوٰۃ وسلام وتحیۃ

قابل ملاحظہ

فاضل بریلوی احمد رضا خاں و مولوی کرامت اللہ خاں صاحبان استمداد
کی چوتھی صورت ہے، کہ اگر آپ بھی شرک و کفر و الحاد فرماتے ہیں تو اپنی
بائیس عبارتوں کا ایسا مطلب بیان فرمائیں کہ جس سے چوتھی صورت نہ نکل
جائے۔ ورنہ آپ کو معلوم ہے کہ مولوی ریاست علی خاں صاحب کی
طرح آپ پر بھی اقراری کفر و شرک و الحاد لازم آئے گا۔ اور اگر چوتھی صورت
کے جواز کے قائل ہیں تو بھی آپ کے خان شاہجہان پوری آپ پر بھی کفر و
الحاد و شرک کا فتویٰ دے چکے ہیں یا تو ان کو بھی علاوہ نجدی ضال و مضل
کہیں یا ان کا جواب دو ورنہ سکوت مفید نہیں ہو سکتا۔

خواتین تھانوی ہی نہیں بلکہ جملہ قائلین جواز استمداد جنہوں نے فصل الخطاب
پر دستخط کیے ہیں۔ سب مل کر بھی خدا چاہے چوبیس عبارات مذکورہ رسالہ
ترجیح الاولہ کا مطلب ایسا نہیں بیان کر سکتے۔ جس سے چوتھی صورت استمداد
بالغیر کی نکل جائے تو اب یا تو سب اپنی اپنی مہری و دستخطی توبہ شائع فرمائیں
ورنہ اقراری شرک کفر والحاد سے بچاؤ کی صورت ظاہر کریں اور ہمت
ہو تو عبارات مذکورہ کا مطلب بیان فرمائیں ہم بھی خدا چاہے خدمت

کے لیے موجود ہیں چھ ماہ تک جواب کا انتظار ہوگا۔

نوٹ میں ناشر کی خدمت میں رسالہ رجسٹری شدہ بھیجا گیا ہے فیصلہ شرعی
دو ہفتہ کے اندر ہونا چاہیئے۔

بندہ

محمد مرتضیٰ حسن عفی عنہ چاندپوری مدرس اول مدرسہ عالیہ دیوبند

السحاب المدرار

فی

توضیح أقوال الأخیار

تألیف

رئیس المناظرین حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن چاندپوری

ناظم تعلیمات و شعبہ تبلیغ دار العلوم دیوبند

خلیفہ مجاز حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی

انجمنِ دعوتِ اہلسنت وجماعت

أُولٰٓئِكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ط

تحذیر الناس، براہین قاطعہ، حفظ الایمان وغیرہ کی نسبت جو مولوی احمد رضا خاں صاحب اور ان کے اتباع نے عجم سے عرب تک شور مچا رکھا تھا کہ ان کی عبارات کے مضامین ایسے صریح کفر ہیں کہ اگر ان کے مصنفین کی کوئی تکفیر نہ کرے تو وہ بھی قطعی کافر ہے۔ الحمد للہ تعالیٰ کہ رسالہ

السحاب المدرار

فی توضیح اقوال الاخیار

میں نہایت تہذیب و متانت سے بتفصیل تمام یہ ثابت کر دیا گیا کہ عبارات متنازعہ فیہا کا مطلب بالکل صحیح اور صائب ہے اور محال ہے کہ اس مطلب کے سوا عبارات مذکورہ کا کوئی دوسرا مطلب ہو سکے۔ اس رسالہ کے ملاحظہ کے بعد ناظرین کو تعجب پر تعجب اور حیرت پر حیرت ہوگی کہ فاضل بریلوی نے اس صاف اور صریح مطلب کو کیوں نہیں سمجھا، یا دیدہ دانستہ کیوں چھپایا۔ رسالہ علمی ہے اہل علم اور طالبانِ حق انشاء اللہ تعالیٰ نہایت خوش ہوں گے۔ اور خدا کی ذات سے امید ہے کہ اب یہ اختلاف بالکل مرتفع ہو جائے گا۔

موصوف قدس سرہ العزیز اور ان کے صاحبزادہ صاحب جناب مولٰنا مولوی احمد میاں صاحب مدفیوضہم اللہ تعالٰے اور حضرت مولٰنا ممدوح قدس سرہ العزیز کے تمام مریدین اور معتقدین اور وہ تمام مسلمان جو ان تمام حضرات کو مسلمان جانتے ہیں سب کے سب قطعی کافر ہیں۔

مسکا تو آپ نے جناب خان صاحب کی اس ہمت اور اولوالعزمی کو ملاحظہ فرمایا کہ ایک فقرہ میں کس قدر مسلمانوں پر کافر قطعی ہونے کا حکم صادر فرما دیا جس میں کس قدر اولیاء اللہ تعالٰے بھی شامل ہیں اور مشکل تو یہ ہے کہ خان صاحب کفر کے ہائیکورٹ ہیں ان کے تکفیر کی کہیں اپیل بھی نہیں۔

ہاں ہاں اس کا مرافعہ عدالت حقیقی اور اس کے خاص اور پاک بندے منصفین اہل اسلام کے یہاں ہے دیکھئے کیا حکم صادر ہوتا ہے ؎

خوش تو ہیں آج ہمیں کو غیب سے مژدہ ملا
دام میں صیاد اپنے مبتلا ہونے کو ہے

حضرات اول تو قابل گذارش یہ امر ہے کہ جناب خان صاحب نے جو عبارت تحذیر الناس کی نقل فرمائی ہے وہ حضرت مولٰنا نانوتوی قدس سرہ العزیز کی تحذیر الناس میں نہیں ہاں اگر قرآن شریف میں اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۔ ہے تو بے شک یہ عبارت منقولہ بھی تحذیر کی ہے، ورنہ نہیں کیونکہ جیسے قرآن شریف کی متفرق جگہ کی آیات کو ایک جگہ کر دیا ہے اسی طرح تحذیر میں سے بھی تین جگہ کی عبارت کو ایک جگہ کر دیا گیا ہے اور کوئی قرینہ ایسا نہیں ہے جس سے کوئی دیکھنے والا یہ سمجھ سکے کہ یہ عبارت کئی جگہ کی ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا و
مولانا محمد وآلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین الی یوم الدین۔

اما بعد۔ حضرات اہل اسلام کی خدمت میں بکمال ادب عرض ہے کہ ان سطور کو ضرور ملاحظہ فرمائیں
تاکہ حق و باطل روز روشن کی طرح واضح ہو جائے واللہ تعالیٰ ہو الموفق۔

فاضل بریلوی مولوی احمد رضا خان صاحب نے اکابر ملت پر اولاً خود کفر کا فتویٰ
دیا اور پھر اہل حرمین شریفین سے بھی استفتا فرما کر وہی حکم حاصل کیا۔ جس کی تفصیل
حسام الحرمین میں مذکور ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ آپ حسام الحرمین صفحہ ۹ پر المعتمد المستند
سے نقل فرماتے ہیں:

"یعنی ہر وہ شخص کہ دعویٰ اسلام کے ساتھ ضروریات دین میں سے
کسی چیز کا منکر ہو اس کے پیچھے نماز پڑھنے اور اس کے جنازہ کی نماز
پڑھنے اور اس کے ساتھ شادی بیاہ کرنے اور اس کے ہاتھ کا ذبیحہ
کھانے اور اس کے پاس بیٹھنے اور اس سے بات چیت کرنے اور تمام
معاملات میں اس کا حکم بعینہٖ وہی ہے جو مرتدوں کا حکم ہے الخ"

اور ظاہر ہے کہ مرتد کا تمام عالم میں کسی سے نکاح درست ہی نہیں حتیٰ کہ خود اپنے ہم عقائد سے۔ اس کو بھی جناب خان صاحب ہی ازالۃ العار کے صفحہ ۵ پر فرماتے ہیں:

"اور مرتد مرد خواہ عورت کا نکاح تمام عالم میں کسی عورت و مرد مسلم یا کافر و مرتد یا اصلی کسی سے نہیں ہو سکتا انتہی"

اور جب نکاح ہی کسی سے صحیح نہیں گو وہ اپنے ہم خیالوں سے ہی نکاح کیوں نہ کریں تو اب ان کی اولاد کا، ان کا، ان کی ازواج کا جو حال ہو گا وہ معلوم ہے پھر حسام صفحہ ۸ ہی میں فرماتے ہیں:

"تو اُن کافروں کے کفر پر آگاہی لازم جو اسلام کے نام کو اپنا پردہ بنائے ہوئے ہیں انتہی"

پھر اُن کفار کے نام گنائے ہیں جن کا پہلے حکم سُنا دیا ہے صفحہ ۹ پر فرماتے ہیں:

"ان میں سے ایک[1] فرقہ مرزائیہ ہے"

پھر صفحہ ۱۲ پر فرماتے ہیں:

"دوسرا فرقہ وہابیہ امثالیہ ہے"

پھر چند سطروں کے بعد فرماتے ہیں:

"اور وہ کئی قسم ہیں ایک امیریہ امیر حسن و امیر احمد سہسوانیوں کی طرف منسوب اور نذیریہ نذیر حسین دہلوی کی طرف منسوب اور قاسمیہ قاسم نانوتوی کی طرف منسوب"

---

[1] خان صاحب نے گو دنیا بھر کی کافر گیری کی ہے تو فرقہ مرزائیہ ہے ۱۲ منہ

Scanned by CamScanner

پھر اسی صفحہ کے آخیر میں فرماتے ہیں:

"تیسرا فرقہ وہابیہ کذابیہ رشید احمد گنگوہی کے پیرو۔"

پھر صفحہ ۱۰ پر فرماتے ہیں:

"چوتھا فرقہ وہابیہ شیطانیہ ہے اور وہ رافضیوں کے فرقہ شیطانیہ کی طرح ہیں وہ شیطان الطاق کے پیرو تھے اور یہ شیطان آفاق ابلیس لعین کے پیرو ہیں، اور یہ بھی اسی تکذیب تمام کرنے والے گنگوہی کے دم چھلے ہیں:"

پھر صفحہ ۱۰ پر فرماتے ہیں:

"اور اس فرقہ وہابیہ شیطانیہ کے بڑوں میں ایک اور شخص اسی گنگوہی کے دم چھلوں میں ہے جسے اشرف علی تھانوی کہتے ہیں:"

ناظرین انصاف فرمائیں کہ یہ الفاظ اپنی سختی اور درشتی میں کس درجہ پر پہنچے ہوئے ہیں، اس کا وہی شخص اندازہ کر سکتا ہے کہ جس کو اسلام جان و مال، عزت و آبرو سب سے پیارا ہو اور اپنے اکابر اور مرشدین اور مشائخ عظام اور اساتذہ کرام کی عزت و حرمت اس کے قلب میں ہو۔ لیکن افسوس ہے کہ خان صاحب نے اس پر بھی بس نہیں فرمایا بلکہ صفحہ ۲۵ پر یہ تحریر فرماتے ہیں:

"خلاصہ کلام یہ ہے کہ یہ طائفے سب کے سب مرتد ہیں باجماع امت اسلام سے خارج ہیں اور بے شک بزازیہ اور درر اور غرر اور فتاوٰی خیریہ اور مجمع الانہر اور در مختار وغیرہ معتمد کتابوں میں ایسے کافروں کے حق میں فرمایا کہ جو ان کے کفر و عذاب میں شک کرے خود کافر ہے۔"

پھر اسی صفحہ کے آخر میں تحریر فرماتے ہیں،

"میں نے اس لیے اس مقام میں کلام طویل کیا کہ ان باتوں پر تنبیہ کرنا ان چیزوں میں تھا جو ہر اہم سے بڑھ کر اہم ہے۔"

پھر اُسی حسام الحرمین کے صفحہ ۴۳ پر فتوے نقل فرماتے ہیں:

"یہ طائفے جن کا تذکرہ سوال میں واقع ہے غلام احمد قادیانی اور رشید احمد اور جو اُس کے پیرو ہوں جیسے خلیل احمد انبیٹھی اور اشرف علی وغیرہ اُن کے کفر میں کوئی شبہ نہیں نہ شک کی مجال بلکہ جو اُن کے کفر میں شک کرے بلکہ کسی طرح کسی حال میں انہیں کافر کہنے میں توقف کرے اس کے کفر میں بھی شبہ نہیں انتہیٰ۔"

پھر صفحہ ۹۰ پر ہے:

"خدا کی قسم وہ بے شک کافر ہو گئے اور دین نبی سے نکل گئے، انہیں ہلاکی ہو خدا اُن کے اعمال برباد کرے وہ وہ لوگ ہیں جن پر خدا نے لعنت کی اور کان بہرے کر دیئے اور آنکھیں اندھی۔"

پھر صفحہ ۸۴ پر ہے:

"اور بے شک امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایسے ہی فرقوں کے حق میں فرمایا ہے کہ عالم کو ان میں سے ایک کا قتل ہزار کافروں کے قتل سے بہتر ہے کہ دین میں ان کی مضرت زیادہ سخت تر ہے۔"

اور یہی مضمون صفحہ ۸۵ پر ہے اور صفحہ ۸۹ پر ہے،

"بلکہ وہ ہزار کافروں کے قتل سے بہتر ہے کہ وہی ملعون ہیں اور خبیثوں کی ادنیٰ

میں بندھے ہوئے ہیں قرآن پر اور اُن کے مددگاروں پر اللہ کی لعنت ۔

غرض اس سے بھی بڑھے چڑھے مضامین ہیں کہ حقیقتہً کسی مسلمان کو اس سے سخت زیادہ گالیاں کوئی دے ہی نہیں سکتا ہاں اگر کسی کے نزدیک ایمان اسلام کفر وارتداد لعنت وغیرہ معمولی اشیا ہوں تو وہ بحث سے خارج ہیں۔

حضرات بلاوجہ کوئی شخص اپنے بڑوں کو اور خود اپنی ذات کو ایسا لکھا سکتا ہے اور ان الفاظ کو ٹھنڈے دل سے سن سکتا ہے۔ اس پر اگر کوئی لفظ ہم نے خان صاحب کی شان میں لکھ دیا۔ ہے تو غنی ہے کہ دیکھو اعلیحضرت کو یہ لکھ دیا وہ لکھ دیا مگر انصاف نہیں فرماتے کہ خان صاحب بھی دوسروں کے بڑوں کو بلاوجہ کچھ فرماتے ہیں یا نہیں حق یہ ہے کہ ایسے وقت پر ضبط کرنا یا تو کسی بڑے حلیم کا کام ہے یا اس شخص کا کہ جس میں خدا وند عالم نے حمیت ، اور غیرت کا کوئی بھی جزو نہ رکھا ہو۔ خیر جو کچھ بھی ہو مگر ہم اس تحریر میں انصاف اہل اسلام کے حوالہ کر کے ضروری عرض کرتے ہیں کہ اس ظلم و ستم کے بعد ہم نے رسالہ "انتصاف البری" شائع کیا اور خان صاحب اور اُن کے جملہ معتقدین کی خدمات میں یہ عرض کیا کہ جو جو مضامین کفریہ آپ نے ہمارے اکابر کی طرف منسوب فرمائے ہیں اور اُن کی صراحت کا دعویٰ فرمایا ہے مہربانی فرما کر ان رسائل کے صفحہ و سطر سے ہم کو مطلع فرما دیں یہ کوئی علمیت اور قابلیت کا کام نہیں آپ نے فرمایا ہے کہ فلاں مضمون فلاں کتاب میں اور فلاں مضمون فلاں کتاب میں صراحۃً موجود ہے۔ بس اسی قدر عرض ہے کہ ہماری نظروں میں وہ مضامین اُن رسائل میں کیا اُن حضرات کی جملہ تصانیف میں ہزاروں کوس تک بھی نظر نہیں آتے۔ اور اگر وہ مضامین کفریہ جن کی صراحت کا دعویٰ فرمایا گیا ہے صراحۃً نہ دکھا سکیں تو یہ اقرار فرمائیں کہ دعویٰ صراحۃً کا غلط محض اور کذب خالص اور بہتان

بے بنیاد تھا پس اُن مضامین کو بطریق لزوم ہی ثابت فرمادیں۔

مگر چونکہ واقعی وہ مضامین نہ اُن عبارات میں ہیں نہ رسائل میں نہ مصنفین کے دل دماغ و خیال میں اس وجہ سے یہ نا ممکن ہے کہ کوئی صاحب اُن مضامین کو دکھا سکیں یا لزوماً ثابت کر سکیں، اور جب وہ مضامین ہی نہیں ہیں جن کی بنا پر تکفیر ہوئی تھی تو اب اس فتویٰ حسام الحرمین سے ہم کو اور ہمارے اکابر اور اُن کے اصاغر کو کیا مضرت اس کا تو ہم بھی اقرار کرتے ہیں کہ یہ مضامین کفریہ ہیں، اس میں جس کسی مسلمان سے بھی استفتا کیا جائے گا وہ کفر ہی کا فتویٰ دے گا مگر گفتگو تو فقط اسی قدر ہے کہ آیا یہ مضامین اُن کتابوں میں بھی ہیں یا نہیں اگر نہیں اور واقع میں نہیں تو پھر تکفیر کس کی اور کس بنا پر۔

یہ ہماری استدعا تھی کہ خان صاحب اور اُن کے متبعین پر اس کا ظاہر فرمانا فرض تھا مگر افسوس لیکن نہایت حسرت سے یہ ظاہر کیا جاتا ہے کہ برس گذر گئے اگر خان صاحب اور اُن کے جملہ معتقدین اس کو ظاہر نہ فرما سکے۔ جب اصل ہی میں نہیں تو ظاہر کہاں سے فرماتے۔

اس پر بعض حضرات کا یہ خیال تھا کہ جب اُن عبارات کا وہ مطلب نہیں ہے جو خان صاحب دعوے فرماتے ہیں تو آخر اُن کا مطلب پھر کیا ہے۔ خان صاحب بھی ایسے معمولی شخص نہیں ہیں وہ کیوں فرماتے ہیں کہ یہ مضامین صراحۃً اُن کتابوں میں موجود ہیں۔ واقعی یہ وہ بات ہے کہ جس کی وجہ سے بہت سے لوگ شبہ میں پڑ گئے ہیں اور اُن کو یہ شبہ ہو گیا ہے کہ خان صاحب جو فرماتے ہیں وہ ضرور صحیح ہو گا کیونکہ اگر صحیح نہیں ہوتا تو پھر علماء حرمین شریفین اُن کے ساتھ

تکفیر میں کیوں شریک ہوتے۔

بات یہ ہے کہ جس کو جناب خاں صاحب کے ساتھ کسی وجہ سے حسن ظن ہو وہ یہ خیال فرما سکتے ہیں اور ان کو ایسا خیال فرمانا ضرور ہے مگر ہم ایسے حضرات کے ایمان واسلام اور خدائے وحدہٗ لاشریک کی عظمت وجلال اور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو واسطہ ڈال کر عرض کرتے ہیں کہ لوجہ اللہ تعالےٰ ہماری چند سطور کو بغور ملاحظہ فرما لیا جائے پھر اس کے بعد جو کچھ آپ فیصلہ فرمائیں۔ آپ کو اختیار ہے ایک شخص کے ساتھ حسن اعتقاد کی وجہ سے لاکھوں کروڑوں مسلمانوں کو کافر ومرتد بے ایمان سمجھنا پھر وہ بھی ایسا قطعی کہ جو اُن کو کافر نہ کہے یا کافر کہنے میں شک تردد تامل احتیاط کرے وہ بھی قطعی کافر ہے۔ آخر اس کا سبب کیا ہے۔ ایک شخص کے ساتھ حسن ظن اور ایک غریب مسلمان لاکھوں کروڑوں مسلمانوں کا اسلام ظاہر کرتا ہے اگر حق واضح ہوجائے اور غلط حسن ظن جاتا رہے تو کیا حرج ہے آخر حسن ظن بھی تو خدا ہی کے لیے تھا۔ اور ہماری عرض پر غور کرنا بھی اسی کی خوشنودی کے لیے ہے پس ہم امید کرتے ہیں کہ مخالفین یعنی جو جناب مولوی احمد رضا خان صاحب کو عالم فاضل پیر ومرشد مجدد مائۃ حاضرہ وغیرہ وغیرہ حمیدہ اوصاف کا جامع خیال فرماتے ہیں ایک دفعہ اس مختصر تحریر کو ملاحظہ فرمالیں پھر انشاء اللہ تعالےٰ ان کو حق خود بخود ہی واضح ہوجائے گا۔ واللہ تعالیٰ ھو الموفق وعلیہ التکلان۔

چونکہ یہ امید نہیں رہی کہ مولوی احمد رضا خان صاحب یا اُن کا کوئی معتقد بھی انصاف البری کا جواب دے گا یا اُن مضامین کفریہ کو اُن عبارات اور رسائل سے ثابت کرے گا اس وجہ سے یہی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان عبارات کا صحیح اور صاف مطلب عرض

کر دیا جائے مگر اختصار ہی کے ساتھ ہو اس وقت ہم کو دو باتیں عرض کرنی ہیں ایک تو یہ کہ ان عبارات کا مطلب کیا ہے۔ دوسرے یہ کہ اہل حرمین شریفین نے اُن عبارات کا کیا مطلب سمجھا جو تکفیر فرمائی اگر اُس کا وہی مطلب سمجھا جو خان صاحب نے بیان فرمایا ہے اور اسی بنا پر تکفیر فرمائی ہے تو خان صاحب کا ارشاد صحیح ہے وہ اپنی رائے میں منفرد نہیں ہیں، اور اگر علمائے حرمین شریفین نے وہ مطلب نہیں سمجھا جو خان صاحب فرماتے ہیں تو تکفیر کیوں فرمائی ان دونوں مطلبوں کو دو فصلوں میں عرض کیا جاتا ہے وباللہ تعالیٰ ہو الموفق

فصل اوّل

خان صاحب حضرت مولانا مولوی محمد قاسم صاحب قدس سرہ العزیز کی نسبت حسام کے صفحہ ۱۲ پر فرماتے ہیں:۔

"اور قاسمیہ قاسم نانوتوی کی طرف منسوب جس کی تحذیر الناس ہے اور اُس نے اپنے رسالہ میں لکھا ہے بلکہ بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے، بلکہ بالفرض اگر بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا، عوام کے خیال میں تو رسول اللہ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ سب میں آخر نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں حالانکہ قاتلہ اللہ تمہ اور الاشباہ والنظائر وغیرہا میں

تصریح فرمائی کہ اگر محمد صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کو سب سے پچھلا نبی نہ جانے
تو مسلمان نہیں، اس لیے کہ حضور اقدس صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کا آخر الانبیاء ہونا
یعنی زمانے میں پچھلا ہونا ضروریات دین سے ہے اور یہ وہی نانوتوی
ہے جسے محمد علی کانپوری ناظم ندوہ نے حکیم الامت محمدیہ کا لقب دیا
بے پاکی ہے اُسے جو دلوں اور آنکھوں کو پلٹ دیتا ہے ولا حول ولا
قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ تو یہ سرکش شیطان کے چیلے بالا تکرار معصیت
عظیم میں سب شریک ہیں، آپس میں مختلف رایوں میں سب پھوٹے ہوئے
ہیں جو شیطان فریب کر اوسے ان کے دلوں میں ڈالتا ہے انتہی۔

اس عبارت میں خان صاحب نے جو انداز برتا ہے وہ ظاہر ہے ان دلخراش
الفاظ کا جواب تو اس وقت دینا ہی منظور نہیں، غرض یہ ہے کہ خان صاحب نے
اس عبارت میں ایک تو حضرت مولینا مولوی نانوتوی قدس سرہ العزیز پر یہ الزام لگایا
ہے کہ وہ سیدنا و مولینا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے خاتم زمانی ہونے کے منکر
ہیں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا خاتم زمانی ہونا ضروریات دین میں سے ہے اور
جو کسی ضروری دین کا منکر ہو وہ کافر لہذا بحکم خان صاحب حضرت مولینا نانوتوی قدس
سرہ العزیز معاذ اللہ کافر اور جو کافر کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر اور حضرت مولینا مولوی محمد علی
صاحب ناظم ندوہ خلیفہ اعظم حضرت مولینا مولوی فضل الرحمن صاحب قدس سرہ العزیز
گنج مراد آبادی وہ حضرت مولینا نانوتوی قدس سرہ العزیز کو بجائے کافر کہنے کے حکیم
الامت کا لقب دیتے ہیں تو معاذ اللہ وہ بھی کافر تو اب جس قدر اہل اسلام حضرت مولینا
مولوی محمد علی صاحب دامت برکاتہم کو کافر نہ کہیں جیسے حضرت مولینا گنج مراد آبادی صاحب

اب اہلِ انصاف انصاف فرمائیں کہ اگر اس طرح کی عبارت، بھی کسی کتاب کی عبارت سمجھی جائے تو اور کتاب تو اور کتاب اللہ العظیم قرآن مجید سے بھی متعدد جا بجا ہے اکثر مضامین کفریہ بنا سکتا ہے کسی بشری کتاب کی کیا حقیقت ہے۔

یہ عبارت تین مختلف صفحوں سے لی گئی ہے پہلا فقرہ صفحہ ۱۴ کا ہے اور دوسرا صفحہ ۲۸ کا اور تیسرا صفحہ ۳ کا۔ منصفین روزگار جو جناب خان صاحب کے اعلیٰ درجہ کے معتقد ہیں انہیں کی خدمات عالیہ میں عرض ہے کہ ایک عبارت کا ما تقدم و ما تأخر حذف کر دینے سے مضمون بدل جاتا ہے اور جہاں صفحہ کے صفحہ غائب ہوں وہاں کیا حال ہوا ہوگا خان صاحب اور اُن کے جملہ معتقدین مریدین کی خدمات میں بجائز ادب عرض ہے کہ آپ اُن کو مجدد مائۃ حاضرہ کہیں یا نہ مانیں مگر اس حرکت کا کسی کے پاس جواب ہے یا یہ حرکت محمود شمار ہو سکتی ہے اور کیا انہیں طریقوں سے کوئی کسی کا کفر قطعی ثابت کر سکتا ہے؟

اور یہیں سے یہ بھی معلوم ہو گیا ہوگا کہ اہلِ حرمین شریفین کا فتوے کفر دینا کس بنا پر ہے اور تکفیر کس کی ہوئی مصنف کے فرشتوں کو بھی اُس عبارت کی خبر نہیں جو اُس کی طرف منسوب کی گئی ہے پھر تکفیر اُس کی کیسے ہو سکتی ہے۔

علاوہ ازیں نیک نیتی کی ایک اور دلیل ملاحظہ ہو کہ اوّل صفحہ ۱۴ کی عبارت نقل فرمائی:

"بلکہ بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے"

اس عبارت سے یہ ثابت کیا کہ مصنف تحذیر حضور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ

میں بھی دوسرے نبی کی تجویز مخالف خاتمیت محمدیہ نہیں جانتے مگر یہ مضمون چونکہ خاتمیت زمانی کے مخالف نہ تھا تو ۱۲ صفحہ کو دو کر ۲۸ صفحہ کی عبارت نقل فرمائی اور دوسرا بلکہ ترقی کا ذکر کیا:

"بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔"

یہ مضمون خاص تو انکار خاتمیت زمانی میں خان صاحب کے نزدیک بہت ہی صریح ہے کیونکہ جب آپ کے بعد بھی نبی ہونا خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں ڈالتا تو پھر آپ خاتم زمانی کیسے ہو سکتے ہیں تو اب گویا خان صاحب نے کفر قطعی ثابت ہی کر لیا، پھر اس پر بھی اور ترقی منظور ہے گویا حضرت مولینا نانوتوی قدس سرہ العزیز کے نزدیک نفس رتبہ خاتمیت زمانی ہی کوئی چیز نہیں لہذا اس کے انکار پر ان کے نزدیک کوئی قباحت ہی نہیں اس وجہ سے خان صاحب نے صفحہ ۳ کی عبارت نقل فرمائی،

"عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ سب میں آخر نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔"

جناب، خان صاحب نے ان تینوں عبارات کو ایک عبارت بنا کر یہ مطلب نکال لیا کہ حضرت مولینا قدس سرہ العزیز کے نزدیک سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بلکہ آپ کے بعد بھی نبی ہونا خاتمیت محمدیہ کے مخالف نہیں بلکہ نفس خاتمیت زمانی ہی کوئی فضیلت کی چیز نہیں۔

مسلمانو! خیال تو فرماؤ کہ یہ خبیث مضمون ایسا ہے کہ عالم تو عالم ادنےٰ مسلمان بھی اس
کے قائل کو کافر ہی کہے گا مگر قابل غور تو یہ امر ہے کہ آیا کوئی شخص بھی خان صاحب کو ان کی
اس شرارت یا حرکت پر معذور رکھ سکتا ہے اگر صفحہ ۳ پھر ۱۴ پھر ۲۸ کی عبارت باترتیب
نقل ہوتی تب بھی کچھ گنجائش ہو سکتی تھی کہ باترتیب مضمون کی عبارت نقل فرماتے چلے گئے مگر
اب تو یہ عذر بھی نہیں ہو سکتا بلکہ ضرور بالقصد ایک مضمون کفریہ بنانے کے واسطے خان صاحب
نے ترتیب کو بدلا اور مضمون کفریہ تراشا ہے نیز اس کا فیصلہ تو اہل انصاف کے سپرد ہے
ہم کو تو یہ عرض ہے کہ دنیا میں کوئی اہل عقل و انصاف یہ کہہ سکتا ہے کہ یہ عبارت تحذیر
الناس کی ہے یا مصنف علامہ نے یہ کہا ہے، پھر اس عبارت پر جو تکفیر ہوئی ہے
اس تکفیر کا مرجع کون ہوگا۔ ہم کیا عرض کریں خان صاحب کے معتقد کیا خود وہ بھی اپنے
کو مجدد مأتہ حاضرہ کہتے ہیں ستر علوم کے موجد بتاتے ہیں اس علم و فضل پر یہ حرکت ہم کچھ
بھی نہ کہیں گے کہ کون سی بات ہے کچھ بھی ہو حضرت مولانا نانوتوی قدس سرہ العزیز
کا دامن تقدس تنقیص شان سرور عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم و انکار ختم زمانی سے بالکل
پاک و صاف ہے۔

دوسرے یہ لحاظ فرمانا چاہیے کہ صفحہ ۱۴ کی عبارت حضرت مولانا فرماتے ہیں:

"بلکہ بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں کوئی نبی ہو تو آپ کا خاتم
ہونا بدستور باقی رہتا ہے"

اور صفحہ ۲۸ پر فرماتے ہیں:

"بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق
نہ آئے گا"

ہر دو مقام پر حضرت مولینا مرحوم خاتمیت کا اقرار فرما رہے ہیں اور یہ امر مد نظر ہے
کہ خاتمیت جو قطعی ہے وہ باقی رہنی چاہیئے پھر حضرت مولینا مرحوم پر یہ الزام کہ وہ خاتمیت
کے منکر ہیں کس قدر دھوکہ ہے یہ تو کوئی بھی نہیں کہہ سکتا کہ حضرت مولینا خاتمیت کے منکر
بھی ہوں اور یہ بھی فرمائیں کہ خاتم ہونا بدستور باقی رہے۔ اور خاتمیت محمدیہ میں کچھ فرق نہ
آئے گا ہر شخص ادنے غور سے سمجھ سکتا ہے کہ حضرت مولینا مرحوم اس مقام پر کوئی
اور خاتمیت ثابت فرماتے ہیں جو خاتمیت زمانی کے علاوہ ہے اور اسی خاتمیت محمدیہ
کا یہ حاصل بیان فرما رہے ہیں کہ اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں یا بالفرض آپ کے بعد بھی
کوئی نبی فرض کیا جائے تو بھی خاتمیت محمدیہ میں فرق نہ آئے گا، وہ خاتمیت کون سی ہے
وہ خاتمیت مرتبی اور خاتمیت ذاتی ہے۔ حضرت مولینا مرحوم کا مطلب یہ ہے کہ فخر عالم
صلے اللہ علیہ وسلم خاتم فقط اس معنی کو نہیں ہیں کہ آپ سب سے پچھلے نبی ہیں اور آپ کے
بعد کوئی نبی نہیں ہوگا آپ کو خاتم فقط ان معنے اعتقاد کرنا یہ تو عوام کا خیال ہے (یہی
مفاد عبارت مندرجہ کا ہے) اور محققین کے نزدیک جیسے آپ خاتم زمانی ہیں ویسے ہی
خاتم ذاتی اور خاتم مرتبی بھی ہیں۔

خاتم ذاتی اور خاتم مرتبی کا مطلب یہ ہے کہ جس قدر کمالات اور مراتب نبوت
ہیں وہ سب آپ کی ذات ستودہ صفات پر ختم ہیں زمانہ نبوت بھی آپ پر ختم
مکان نبوت بھی ختم جس قدر مراتب قرب و کمال الٰہیہ ہیں وہ سب آپ میں صلے اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم علی وجہ الکمال موجود ہیں اور سب کا خاتمہ یہیں ہوا ہے اور جو کمال بھی کسی کو

عـہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۱۲

ملا ہے وہ آپ ہی کے ذریعہ سے ملا ہے۔ سب کے کمالات کے لیے آپ ہی وسیلہ اور واسطہ ہیں کہ آپ بلا واسطہ کسی بشر کے خدائے ذوالجلال والاکرام سے مراتب کمالات و مناصب نبوت حاصل ہوئے ہیں۔ پھر جملہ انبیاء علیہم السلام و اولیائے کرام بلکہ تمام مخلوقات کو جو کچھ بھی کمال حاصل ہوا آپ کے ذریعہ اور واسطہ سے حاصل ہوا ہے ہر نبی اور ولی وغیرہ جو کمال سے متصف ہوئے ہیں، اس میں واسطہ آپ ہی کی ذات مقدس ہے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جیسے خدائے تعالٰی نے نور آفتاب کو دیا اور آفتاب کے ذریعہ سے تمام عالم منور ہے اسی طرح سے جس قدر کمالات جس کسی انسان کو ملے ہیں یا مل سکتے ہیں وہ سب اللہ تعالٰی نے آپ کی ذات ستودہ صفات میں جمع فرما دیئے اور آپ کے ذریعہ سے تمام عالم حسب استعداد تقسیم ہوئے اور ہوتے ہیں تو گویا جہاں کہیں بھی کوئی وصف کمال نظر آتا ہے، اس کی انتہا اور خاتمہ کو خیال کرو گے تو وہ آپ ہی کی ذات مبارکہ ہوگی صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم جیسے اولیاء کو ولایت دربار احمدی سے ملتی ہے اگر انبیاء علیہم السلام کی نبوت کو دیکھو گے تو وہ بھی وہیں سے فیض یافتہ نظر آئے گی۔

یہ مطلب نہیں کہ معاذ اللہ اور انبیاء علیہم السلام حقیقتہً نبی نہیں یہ تو صریح کفر ہے دوسرے انبیاء علیہم السلام بھی حقیقتہً نبی اور فخر عالم صلے اللہ علیہ وسلم بھی حقیقتہً نبی مگر فرق اس قدر ہے کہ اوروں میں یہ وصف آپ کے واسطہ سے آیا ہے اور آپ کے لیے منش بالعطائے الٰہی ہے کسی بشر کا واسطہ نہیں ہے جیسے آفتاب بھی حقیقتہً روشن اور

ے صلے اللہ علیہ وسلم ۱۲ منہ

آئینہ میں حقیقتاً روشنی مگر آفتاب میں اور روشنی کسی آئینہ سے نہیں آئی، ہاں دنیا کے تمام
آئینے آفتاب ہی کے فیض یافتہ ہیں اور اس کے فیض کے دست نگر ہیں یہی مثال
آفتاب نبوت سرور عالم صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کی اور دیگر انبیاء علیہم السلام کی سمجھنی چاہیئے
غرض یہ وصف جامع اور اتم صفات کا مرتبہ جو حضرت سید الرسل صلے اللہ علیہ وسلم کو
ثابت ہے، اس وصف کے مفہوم میں یہ بات داخل نہیں (گو لازم مزدود ہے) کہ ایسا
شخص آخر ہی میں ہو بلکہ فرض کرو اگر فخر عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سب میں پہلے یا درمیان
میں ہوتے جب بھی آپ اس وصف کے ساتھ ایسے ہی متصف رہتے جیسے اب
متصف ہیں، اور آپ سب میں آخر عالم میں جلوہ افروز ہوئے یہ مطلب نہیں کہ معاذ اللہ
آپ کے لیے یہ وصف خاتم زمانی ثابت نہیں یا اس کا انکار کرنا جائز ہے بلکہ یہ وصف تو
بجائے خود ثابت ہے اور اس کا ثبوت قطعی یقینی قرآن سے، احادیث سے، تواتر سے
اجماع سے ان کا منکر کافر ہے۔ ہاں جیسا یہ وصف ثابت ہے اس سے اعلیٰ درجہ
کا وصف بھی ثابت ہے کہ جس کے مفہوم میں یہ دوسرا وصف داخل نہیں گو لازم مزدود
ہے اور یہ بات کوئی نئی نہیں ہے اس کی بے شمار مثالیں موجود ہیں۔ مثلاً کوئی بڑا گورنر
آخر میں آوے اور جو قلعہ کسی نے آج تک فتح نہ کیا ہو اس کو فتح کرے اور بادشاہ
بھی جانتا تھا کہ اس قلعہ کو سوائے اس کے کوئی فتح ہی نہیں کر سکتا اور ہم اس جرنیل
اعظم کو بھیجیں گے بھی سب کے بعد میں تاکہ لوگوں پر اس کا فضل یہ بھی ظاہر
ہو جاوے کہ یہ وہ شخص ہے کہ سب کے آخر میں بھیجا جاتا ہے اور اس کے
ساتھ وہ جرنیل اعظم سید بھی ہو اور حضرت پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں
بھی ہو اور علوم حرب کے سوا دیگر علوم نقلیہ اور عقلیہ میں بھی بے مثل ہو بلکہ جس قدر بھی

تمام ملک میں فن سپہ گری کیا بلکہ علوم و فنون شریفہ کے جاننے والے ہوں، اُن
سب نے اس جرنیل اعظم کے سامنے زانوئے شاگردی طے کئے ہوں اور اس کی
شاگردی کے ثمرے بہرہ یاب ہوئے ہوں، اب اگر کوئی شخص یوں کہنے لگے
تمہیں معلوم بھی ہے اس قلعہ کو فتح کرنے والا اور سب میں آخر آنے والا آخر الجیوش
اور سب میں پیچھے آنے والا تو ہے ہی مگر یہ خیال کرنا کہ اس میں فقط ایک یہی کمال
ہے کہ وہ سب میں آخر میں آگیا ہے یہ عوام کا خیال ہے کیونکہ آخر زمانہ جیش
میں آنا یہ اگر کمال ہے تو آخر زمانہ کی وجہ سے نہیں کیونکہ اس زمانہ میں تو اور بہت
سے لوگ شریک جنگ ہوئے اگر زمانہ میں فضیلت ہے تو اس فضیلت میں سب
شریک ہیں بلکہ فضیلت کی وجہ یہ ہے کہ چونکہ پہلے سے سب میں افضل تھا وہ اس
زمانہ میں آیا تو اب زمانہ کو اس کی وجہ سے عزت ہوئی نہ کہ زمانہ کی وجہ سے اس
کی عزت ہوئی ہاں چونکہ بعض وقت سب سے اعلیٰ کو سب سے پیچھے بھیجتے ہیں تو اس
وجہ سے تاخر زمانی بالعرض اوصاف کمال میں شمار ہوتا ہے تو آخر زمانہ جیش میں آنا
بھی اس کے اوصاف اور کمال ذاتیہ میں شمار کرنا عوام کا خیال ہے جو لوگ حقیقت شناس
ہیں وہ جانتے ہیں کہ اس کے علاوہ اس میں یہ بھی کمال ہے کہ وہ سید بھی ہے
پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سے بھی ہے علاوہ فنون حرب کے علوم عقلیہ و نقلیہ
کا ماہر بھی ہے اور سنو تمام مملکت میں جس قدر اہل کمال ہیں وہ سب اس کے
شاگرد ہیں اور اس سے فیض یافتہ ہیں اور اس کمال میں یہ ایسا فرد فرید اور بے نظیر ہے
کہ چاہے یہ سب میں اوّل آتا یا پیچھے میں مگر یہ وصف اس کا بہرحال باقی تھا بلکہ فرض کرو کہ
اگر اس وقت بھی کسی فوج کے دستہ کو بادشاہ کے ملک میں کوئی جرنیل کسی جگہ روانہ

ہو تو وہ بھی اسی کا شاگرد ہے بلکہ فرض کرو کہ اگر اس کے بعد بھی کہیں کوئی جرنیل ہو جاوے تو
اس کو بھی جمیع کمالات میں اسی کا شاگرد جانیو گو یہ امر مسلم ہے کہ اب سلسلہ جنگ وجدال
ختم ہے بادشاہ نے حکم دے دیا ہے کہ اب کوئی کتنی ہی بڑی جنگ ہو ہرگز کوئی جرنیل نہ
آئے گا جس قدر جرنیل آنے تھے آ لئے بس اب اسی جرنیل اعظم ہی کی ہدایت پر اس کے
ماتحت ہمیشہ کام کریں گے، اگر کوئی اپنے کو جرنیل کہے تو وہ جھوٹا اور واجب القتل ہے
اور یہ حکم قطعی تمام رعایا پر پہنچ چکا ہے تو اس میں کیا خرابی ہے نہ اس میں اس جرنیل اعظم کے
سب سے پچھلے جرنیل ہونے کا انکار ہے نہ اس کے بعد اور جرنیل کے آنے کی اجازت
ایسا کلام تو تاکید مطلب کے وقت بولا ہی کرتے ہیں اور اسی میں عمل کو بیان کیا کرتے ہیں
یعنی گو سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں یا آپ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ
کے بعد کسی نبی کا آنا محال شرعی ہے دلائل قطعیہ نقلیہ کے خلاف ہے اس کا انکار کفر
ہے لیکن اگر یہ محال فرض بھی کر لیا جائے تو اس سے آپ کی خاتمیت ذاتی میں فرق
نہیں آ سکتا وہ بدستور باقی رہتی ہے اس کی نظائر اہل فہم خیال فرماویں گے تو بے شمار
ملیں گے۔

افسوس حضرت مولینا نانوتوی قدس سرہ نے قدرہ بات کہی تھی کہ عاشقان احمدی
قربان ہو جاتے مگر کیا کیا جائے حسد بھی بہت بری چیز ہے کہ آدمی کو اقرار نہیں کرنے
دیتی گو جہنم میں چلا جائے حق یہ ہے کہ اس مضمون خاتمیت زمانی اور خاتمیت ذاتی کو
جیسا حضرت اقدس نے بیان فرمایا ہے یہ آپ ہی کا حصہ ہے جس شخص کو شوق ہو
وہ متعدد دفعہ تحذیر الناس کا مطالعہ فرمائے تب لطف آئے گا یہ ہیچمدان تو اس
قابل بھی نہیں کہ اس عالی جناب کے مضامین و شیہ کو سمجھ بھی سکے چہ جائیکہ بیان کر

سکے مگر ہاں ان کے خدام میں ہونے ہی کو اپنے لیے ذریعۂ نجات سمجھتا ہے۔ اللّٰھم
احشرنی معہ وعم اولیائک اجمعین امین یا ارحم الراحمین۔

یہ مضمون یہاں بہت ہی مختصر عرض کیا گیا ہے واقعی بات یہ ہے کہ ہماری بساط
ہی سے باہر ہے کہ اس عالی جناب قدس سرہ العزیز کے کسی مضمون کو پوری طرح
سے سمجھ سکیں یا بیان کر سکیں، مگر ہاں اس سے زیادہ تفصیل مطلوب ہو تو شہاب ثاقب
اور تزکیۃ الخواطر ملاحظہ ہو۔

یہاں فقط دو امر قابل بیان ہیں ایک تو یہ کہ جناب سرور عالم صلے اللہ تعالے علیہ
وسلم کو مصنف ہو سکتا، خاتمیت ذاتی جانتا اور یہ سمجھتا کہ دنیا میں جس کسی کو کوئی نعمت
ملی ہے گو وہ نبوت ہی کیوں نہ ہو آپ ہی کے ذریعہ اور واسطہ سے ملی ہے۔ یہ
اعتقاد صحیح ہے یا نہیں۔

دوسرے یہ کہ حضرت مولینا نانوتوی قدس سرہ العزیز اس خاتمیت ذاتی کے
ساتھ آپ کو خاتم زمانی بھی سمجھتے ہیں یا نہیں، اور یہ بات کہ حضرت ممدوح اس
مقام پر خاتمیت ذاتی ہی کو بیان فرما رہے ہیں، یہ تو وہ مضمون ہے کہ اس کے
ذکر ہی کی حاجت نہیں کیونکہ تحذیر الناس کا تو موضوع ہی یہ ہے اور ساری کتاب
ہی اس سے بھری ہوئی ہے۔

سو اول امر کی تصدیق اس سے زیادہ اور کیا ہو گی کہ جناب خان صاحب نے
باوجود اس عناد کے بھی حضرت مولینا کے اسی مضمون کو اختیار فرمایا ہے۔ اگر یہ
مضمون قابل اعتراض ہوتا تو خود کیوں کہتے ملاحظہ ہو خان صاحب کا رسالہ جزاء اللہ
عدوہ صفحہ ۲۶ و ۲۷،

" اقوال وہ مفیض تو یہ ہیں، تو یہ لیتے بھی یہی ہیں اور دیتے بھی یہی ہیں یہ تو بہ نزدیں تو کوئی تو بہ نزد کر سکے، تو یہ ایک نعمت عظیم ہے بلکہ اجل نعم ہے، اور نصوص متواترہ اولیائے کرام وائمہ عظام و علماء اعلام سے مبرہن ہو چکا کہ ہر نعمت قلیل یا کثیر صغیر یا کبیر جسمانی یا روحانی دینی یا دنیوی ظاہری یا باطنی روز اول سے اب تک اور اب سے قیامت تک قیامت سے آخرت آخرت سے ابد تک مومن یا کافر مطیع یا فاجر، ملک یا انسان، جن یا حیوان بلکہ تمام ماسوائے اللہ میں جسے جو کچھ ملی یا ملتی ہے یا ملے گی اس کی کلی انہیں کے صبا کرم سے کھلی اور کھلتی ہے اور کھلے گی انہیں کے ہاتھوں پر بٹی اور بٹتی ہے اور بٹے گی، یہ سر الوجود اور اصل الوجود خلیفۃ اللہ الاعظم و ولی نعمت عالم ہیں صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ خود فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انا ابو القاسم واللہ یعطی وانا اقسم۔ میں ابو القاسم ہوں اللہ دیتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں۔ رواہ الحاکم فی المستدرک و صححہ واقرہ الناقدون اللہ رب عزوجل فرماتا ہے،

وما ارسلنک الا رحمۃ للعالمین۔	ہم نے تم کو نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لیے۔

فقیر غفر اللہ تعالیٰ نے اس جانفزا وایمان افروز و دشمن گداز و شیطان سوز بحث کی تفصیل جلیل اور اس پر نصوص قاہرہ کثیرہ وافرہ کی تکثیر اپنے رسالہ مبارکہ سلطنت مصطفےٰ فی ملکوت کل الورٰے میں ذکر کی والحمد للہ رب العالمین انتہی۔

گو خان صاحب نے اس مضمون کا سرقہ کیا ہے مگر خیر یہاں اس کا ذکر نہیں بلکہ بغرض محال یہی فرمایئے کہ یہ مضمون خاص خان صاحب ہی کا ہے مگر حضرات اب غور فرمائیں کہ خاتمیت ذاتی جو حضرت مولانا قدس سرہ العزیز نے ثابت فرمائی ہے اُس سے تو زیادہ خان صاحب بیان فرما رہے ہیں، اب میں عرض کرتا ہوں کہ اگر کوئی یوں کہے کہ تمام عالم کو جو نعمت ملی یا ملتی ہے یا ملے گی چاہے وہ نبوت ہی ہو یا کچھ اور وہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے فیض اور ذریعہ اور وسیلہ سے ملی اور دنیا میں جس قدر بھی نعمتیں نظر آتی ہیں، اُن کا سلسلہ مخلوقات میں آپ[1] ہی کی ذات والا صفات پر ختم ہوتا ہے تو جس قدر انبیاء سابقین میں سب کو نعمت نبوت ملی آپ ہی کے ذریعہ سے ملی۔

بلکہ بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور نبی ہو جب بھی وہ آپ ہی کا فیض ہو گا اور آپ کا خاتم وصف نبوت ہونا بدستور باقی رہے گا، بلکہ بالفرض بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ کیا یہ مضمون کفر صریح قطعی ہے کہ جو اس کے قائل کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر ہے۔ کیا اس میں ختم زمانی کا انکار ہے یہاں تو فقط اس قدر عرض کرنا مقصود ہے کہ یہ وصف ولی نعمت اور قاسم الخیرات و البرکات ہونے کا سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو جو ثابت ہے وہ ہر وقت ثابت ہے چاہے سب پہلے فرض کیے جائیں یا وسط میں یا بعد میں اور آپ کا صلے اللہ علیہ وسلم ولی نعمت ہونا افراد انسانی محقق الوجود ہی کے لیے نہیں بلکہ اگر نفع صور کے بعد بھی کوئی

---

[1] صلے اللہ علیہ وسلم ۱۲ منہ

یا مین قیامت کے وقت میں یا بعد قیام قیامت کے ایسی ایسی لاکھ زمینیں فرض کرو اور اس میں کروڑوں عالم آباد فرض کرو تو وہ تمام عالم بھی فیوض محمدی علے صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ سے ایسے ہی مستفیض ہوں گے، جیسے یہ عالم موجود تو کیا اس میں انکار قیامت لازم آتا ہے نہیں نہیں قیامت بھی بجائے خود مسلم ہے، اور بعد نفخ صور قبل قیام قیامت، و بعد قیام قیامت لاکھ زمینوں کا ہونا اور اس پر آدمیوں کا ہونا یہ سب امور خلاف شرع ہیں اگر یہاں تو یہ غرض ہی نہیں ہے کہ یہ امور ثابت ہیں۔ اگر ثابت ہوتے تو بالفرض کا لفظ کیوں زیادہ کیا جاتا یہ بالفرض کا لفظ تو بتا رہا ہے کہ اگر چہ یہ بات ممکن الوقوع نہیں ہے لیکن اگر اس محال کو بھی تم تسلیم کر لو گے تب بھی ہمارے مطلب میں نقصان لازم نہیں آتا۔

یہی مطلب حضرت مولانا مرحوم کا بھی ہے کہ آپ ؐ کے زمانہ مبارک میں یا آپ کے بعد کسی نبی کا بھی ہونا محال لیکن بالفرض بطور فرض محال اگر فرض بھی کر لو گو یہ فرض شرعاً غلط اور اس کو جائز الوقوع تسلیم کرنے والا قطعی کافر مگر آپ کے لیے جو وصف خاتمیت ذاتی کا ہے اس میں کچھ فرق نہیں آئے گا، تعجب ہے اُن حضرات سے جو عشق احمدیہ اور محبت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ کے مدعی ہی نہیں بلکہ اپنے سوا سب کو بے ادب اور تنقیص شان والا کرنے والا کہہ کر تکفیر کے فتوے کی بے جا کوشش فرماتے ہیں وہ کس طرح سے اس پاک اور صاف مضمون کے مخالف ہیں، چونکہ ہم کو یہ مضمون یہاں نہایت مختصر عرض کرنا ہے اس وجہ سے فقط اسی پر بس کرنے کو جی چاہتا تھا، لیکن شاید اکثر

عہ ۵ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۱۲ منہ

حضرات کو مشاغل فرصت نہ دیں کہ تحذیر الناس کو پورا ملاحظہ فرمائیں اس وجہ سے مناسب یہی معلوم ہوتا ہے کہ خان صاحب نے جو تحذیر الناس کی تین سطر کی عبارت گھڑ کر ایک مسلسل عبارت بنائی ہے ان ٹکڑوں کا ما تقدم و ما تاخر بھی لکھ دیا جائے کیونکہ معروضہ سابقہ کے بعد ناظرین خود سمجھ جائیں گے کہ ایک عالم ربانی عاشق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے عشق میں مدہوش اور محبت نبوی صلے اللہ علیہ وسلم اس کے رگ و ریشہ میں موجزن ہے اور اس کا اندازہ کر رہا ہے کہ اس کی آنکھوں میں نور مصطفوی صلے اللہ علیہ وسلم ایسا گھر کر گیا ہے کہ زبانِ حال سے یوں نغمہ سرا ہے ؎

سمایا ہے نظروں میں جب سے تو میری
جدھر دیکھتا ہوں اُدھر تُو ہی تُو ہے!

اس پاک نفس کی ناحق تکفیر کی جاتی ہے اور جرم بجز اس کے اور کچھ نہیں ہے کہ سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے عشق میں محو ہے ہر جگہ جمالِ محمدی نظر آتا ہے آپ ؐ کے لیے قواعد شرعیہ کے مطابق قرآن و حدیث سے وہ فضل ثابت کرتے ہیں کہ اس سے زیادہ ممکن نہیں ہے۔

خان صاحب نے جو صفحہ ۳ کا فقرہ خاص غرض سے صفحہ ۲۸ کی عبارت کے بعد نقل کیا ہے وہ وہ ہے جس سے تحذیر الناس شروع ہوتی ہے:

"بعد حمد و صلوٰۃ کے قبل عرض جواب یہ گذارش ہے کہ اول معنے

؎ صلے اللہ علیہ وسلم ۱۲ منہ

خاتم النبیین معلوم کرنا چاہیے تاکہ فہم جواب میں کچھ وقت نہ ہو تو عوام کے
خیال میں تو رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کا خاتم ہونا بایں معنے ہے کہ
آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی
ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت
نہیں پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین فرمانا
اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے الخ۔"

حضرت مولانا قدس سرہ العزیز یہ فرماتے ہیں کہ عوام صرف آپ کے لیے صلی اللہ
تعالٰے علیہ وسلم خاتم زمانی ہونا ثابت کرتے ہیں مگر ظاہر ہے کہ اس وصف میں بالذات
کمال نہیں کیونکہ اس صورت میں پچھلے زمانہ میں شرافت تسلیم کی جائے گی اور پھر یہ کہا جائے گا کہ
چونکہ آنحضرت صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم فلاں زمانہ شرف اور برگزیدہ میں تشریف لائے اس
وجہ سے بھی آپ مشرف اور برگزیدہ ہیں حالانکہ زمانہ اور مکان سب کو فخر عالم صلے اللہ
علیہ وسلم کی ہی ذات مقدسہ کی وجہ سے شرافت ہے یعنی جس زمانہ میں سرور عالم صلی اللہ
تعالٰے علیہ وسلم جلوہ افروز عالم ہوئے وہ زمانہ تمام زمانوں سے افضل ہوگیا اور جس مکان کو
شہود سے حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے قدم رنجہ فرمایا وہ عالم کے تمام امکنہ سے اشرف ہوگیا تو
پچھلے زمانہ میں آنا بالذات فضیلت نہیں ہاں بالعرض اس میں بے شک فضیلت ہے
جس کا انکار نہیں تو مناسب مقام مدح یہ ہے کہ یہاں خاتمیت کے ایسے معنے لیے
جائیں جس میں مدح ذاتی ہو اور بالذات وہ وصف کمال ہو تاکہ مقام مدح میں بیان
کیے جانے کے لائق ہو اور خاتمیت زمانی اس کو لازم ہو اور جدا نہ ہو سکے تاکہ آپ صلعم کا

صلعم صلے اللہ علیہ وسلم ہے۔

خاتم زمانی ہونا بھی باقی رہے اور مقام مدح پر خاتمیت کے معنے بھی وہ لیے جائیں جن میں مدارِ مدح اور کمال ہو جن کو اسی صفحہ میں فرماتے ہیں:

"بلکہ بنائے خاتمیت اور بات پر ہے جس سے تاخر زمانی اور سد باب مذکور خود بخود لازم آجاتا ہے اور فضیلت نبوی دوبالا ہو جاتی ہے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے الخ"

پھر حضرت ممدوح نے اس کو مفصل بیان فرمایا ہے، فجزاہ اللہ عنا وعن سائر المسلمین خیر الجزاء آمین۔

پھر خاتمیت زمانی و مکانی و رتبی یعنی خاتمیت کو آپ کے لیے صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ثابت فرمایا اور منکر خاتمیت زمانی کو کافر کہا ہے جس کی تفصیل ذکر ہو چکی یہ تو پہلے فقرہ کا حال تھا، اب صفحہ ۱۴ کے فقرہ کو ملاحظہ فرمائیے، حضرت مولانا قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں:

"پھر بامعنی مذکورہ تطویل بقدر ضرورت پر اکتفا کر کے عرض پرداز ہوں کہ اطلاق خاتم اس بات کو مقتضی ہے کہ تمام انبیاء کا سلسلہ نبوت آپ پر ختم ہوتا ہے جیسے انبیاء گزشتہ کا وصف نبوت میں حسب تقریر مسطور اس لفظ سے آپ کی طرف محتاج ہونا ثابت ہوتا ہے اور آپ کا اس وصف میں کسی کی طرف محتاج نہ ہونا اس میں انبیاء گزشتہ ہوں یا کوئی اور اسی طرح اگر فرض کیجئے آپ کے زمانہ میں بھی اس زمین میں یا کسی اور زمین یا آسمان میں کوئی نبی ہو تو وہ بھی اس وصف نبوت میں آپ ہی کا محتاج ہوگا اور اس کا سلسلہ نبوت بہرطور آپ پر مختتم ہوگا اور کیوں نہ ہو عمل کا

سلسلہ علم پر ختم ہوتا ہے جو عالم ممکن للبشر ہی ختم ہو لیا تو پھر سلسلہ علم و عمل
کیا چلے غرض اختتام اگر بایں معنی تجویز کیا جائے جو میں نے عرض کیا تو
آپ کا خاتم ہونا انبیاء گذشتہ ہی کے لیے خاص نہ ہوگا بلکہ اگر
بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا
بدستور باقی رہتا ہے۔ انتہیٰ

بس یہاں سے یہ فقرہ اخیرہ خاں صاحب نے نقل فرمایا ہے اور پہلی عبارت سب
محذوف ہے صاف ظاہر ہے کہ حضرت مولانا ممدوح خاتم زمانی کا انکار نہیں فرماتے بلکہ
اس کے منکر کو تو کافر کہتے ہیں، ہاں ایک اور معنی بھی خاتم کے بیان فرماتے ہیں جس سے
آپ کی فضیلت انبیاء متقدمین ہی پر نہیں بلکہ اگر افراد فرضی بھی بطور محال فرض کر لیے جائیں تو ان
پر بھی فضیلت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ ویسی ہی باقی رہتی ہے جیسی افراد محققہ پر اس
سے ختم زمانی کا انکار سمجھنا ہم نہیں کہہ سکتے کہ کس عقل کا کام ہے کوئی شخص کہے انسان جس
قدر بھی ہیں وہ ناطق ہیں اگر کوئی انسان فرض کیا جائے کہ دس ہزار اس کے ہاتھ پیر ہوں آسمان
پر اس کا سر اور زمین کے نیچے طبقہ تک اس کے پیر ہوں تو وہ بھی ضرور ناطق ہوگا، اس
کا کوئی یہ مطلب سمجھے کہ جو افراد انسانی موجود ہیں وہ ضاحک یا کاتب وغیرہ نہیں ہیں۔ تو نہ معلوم
یہ الٹی منطق کس کتاب میں پڑھی ہے افراد موجودہ کے لیے جو احکام ثابت ہیں ان کا
انکار کس لفظ کا ترجمہ ہے زیادہ تفصیل کی ضرورت نہیں ما سبق سے ظاہر ہے۔

اب اس عبارت کو بھی ملاحظہ فرمائیے جس کو خاں صاحب نے نمبر ۲ میں نقل فرمایا ہے
اور وہ عبارت صفحہ ۲۸ کی ہے:

۔ ہاں اگر خاتمیت بمعنی اتصاف ذاتی بوصف نبوت لیجئے جیسا اس

"جو میں نے عرض کیا ہے تو پھر سوائے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور کسی کو افراد مقصودہ بالخلق میں سے مماثل نبوی صلے اللہ علیہ وسلم نہیں کہہ سکتے بلکہ اس صورت میں فقط انبیاء کی افراد خارجی ہی پر افضلیت ثابت نہ ہوگی افراد مقدرہ پر بھی آپ کی افضلیت ثابت ہو جائے گی بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلے اللہ علیہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین یا فرض کیجے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے بالجملہ ثبوت اثر مذکور دونا مثبت خاتمیت ہے معارض و مخالف خاتم النبیین نہیں جو یوں کہا جائے کہ یہ ارشاد یعنی مخالف مدلول آیۂ خاتم النبیین ہے الخ صفحہ ۲۸۔

ناظرین ملاحظہ فرمائیں کہ دونوں عبارتوں میں حضرت ممدوح خاتمیت ذاتی کا مفہوم بیان فرما رہے ہیں اور یہ ارشاد ہے کہ اس معنے میں فخر عالم صلے اللہ علیہ وسلم جملہ افراد نبی کے محتاج الیہ ہیں خواہ وہ افراد محققہ ہوں یا مقدرہ پھر مقدرہ چاہے محال ہی کیوں نہ ہوں یہاں تو وصف خاتمیت کو بیان فرمانا منظور ہے کہ آپ[عہ] کے لیے وصف خاتمیۃ ذاتیہ بہر صورت ثابت ہے جب کہ بفرض محال فخر عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں اس زمین یا آسمان میں یا کسی دوسری زمین میں یا آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد ہی کہیں بھی کوئی نبی فرض کیا جائے گو یہ فرض شرعاً محال ہے مگر ہمارے حضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس نبی سے بھی ایسے ہی اعلیٰ اور اشرف ہوں گے جیسے انبیاء سابقین سے

عہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۱۲ منہ

جیسے ان کے فرد اعلے ہیں اُن افراد فرضیہ کے بھی ایسے ہی افرد اعلے ہوں گے گویہ
نبی کا فرد نا ممکن اور اس کو جائز الوقوع ماننے والا کافر ایک وجہ سے نہیں ہزار وجہ سے
کافر ہوا اس سے بحث نہیں یہاں تو فقط یہ بیان کرنا ہے کہ ہزار ہا افراد فرضیہ بھی
مان لو تو سرور عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اُن سے بھی ضرور اعلیٰ و افضل ہوں گے

وذالک بلیق بجنابہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ مطلب نہیں کہ خاتم زمانی کا انکار ہے
خاتم زمانی تو بجائے خود ثابت اور محقق ہے ہی اس کا انکار تو کفر ہے بلکہ خاتم زمانی کے
ثبوت ہی سے تو مضمون کے حسن کو دوبالا کر دیا کہ گو یہ صورت محال ہے۔ لیکن بالفرض اگر
اس محال کو مان بھی لو مگر ہمارے مطلب میں پھر بھی فرق نہیں آتا گو خود محال محال ہے۔ مگر ہمارا مقصود یعنی
فضیلت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ ایسا محقق امر ہے کہ اس محال کی تقدیر پر بھی محقق اور ثابت ہے

مقام استدلال اور ترقی میں یہ قاعدہ عام اور صحیح ہے یہ بات قابل خدشہ نہیں ہے
چنانچہ اس عبارت میں تصریح فرمادی کہ اثر مذکور منافی خاتمیت نہیں بلکہ دونا مثبت خاتمیت
ہے خاتم زمانی کے ساتھ فخر عالم صلے اللہ علیہ وسلم کا خاتم ذاتی اور مرتبی ہونا بھی ثابت ہوا۔ اور
فقط افراد محققہ ہی پر نہیں بلکہ افراد مقدرہ پر بھی فضیلت ثابت ہوگی۔

پھر خان صاحب سے بکمال ادب عرض ہے کہ کل نبی ولو کان مثل افضل الانبیاء
والسابقین فضل منہ سیدنا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یہ قضیہ حقیقیہ صحیح ہے یا نہیں
نبی کے ہر فرد پر چاہے وہ محقق ہو یا مقدر پھر مقدر فخر عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے
قبل ہو یا بالفرض ساتھ یا بالفرض محال بعد سب پر یہ حکم ہوگا یا نہیں اگر حکم ہے تو حضرت
مولینا ممدوح نے کیا جُرم لا دیا اور اگر صحیح نہیں تو پھر آپ ہی فرمایئے کہ اس صورت
میں آپ مسلمان رہیں گے یا نہیں۔

ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ جس قدر بھی مخلوقات چاہے وہ موجود ہو چکے ہوں یا بعد میں موجود ہوں یا کبھی بھی نہ ہوئے ہوں نہ آئندہ کو ہوں اگرچہ بفرض محال وہ عزت و شرافت میں مثل افضل انبیاء سابقین ہی کیوں نہ ہوں اُن سب سے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اعلیٰ وافضل ہیں اور سب کے سب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے محتاج ہیں اور فخر عالم صلے اللہ علیہ وسلم سب کے محتاج الیہ اور رحمۃ للعالمین ہیں تو فرمائیے اس فضیلت کے بیان کرنے سے ہم کافر ہو گئے، ہم نے تنقیص شان والا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کی!

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت مولانا مرحوم کا یہ مطلب ہے جو بندہ نے عرض کیا اب ہم بھی دیکھیں کہ کونسا مسلمان ہے جو اس کا مخالف کرے گا۔

ہر کلی کے افراد چار طرح کے نکل سکتے ہیں، خارجیہ ذہنیہ پھر محققہ اور مقدرہ کیا یہ کلی یعنی نبی ایسی نہیں ہے نبی کے افراد خارجیہ محققہ ومقدرہ ذہنیہ محققہ مقدرہ نہیں ہیں رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم افضل من کل نبی ولو کان مثل افضل الانبیاء السابقین قضیہ عرف یہ ہے کہ اس قضیہ کو ہم حقیقتہ لیتے ہیں یہ صحیح ہے یا نہیں اس کا سمجھ فرما دیا جائے پھر جس کی چاہے تکفیر فرمائیے جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو فرما دیا ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین تو جملہ افراد نبی کے فخر عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاتم ہوں گے وہ افراد خارجیہ ہوں یا ذہنیہ محققہ ہوں یا مقدرہ اگرچہ بفرض محال مثل افضل انبیاء السابقین ہی کیوں نہ ہوں یا مساوی یا کم یہ امر آخر ہے کہ جو افراد فخر عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد فرض کئے جاویں گے وہ شرعاً محال ہوں گے مگر اُن کے محال ہونے سے اس قضیہ کا غلط ہونا تھوڑا ہی لازم آتا ہے، اُن کا محال ہونا امر آخر ہے اور آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

بعض افراد کے لیے خاتم اور اُن سے افضل ہونا امر آخر ہے۔

دنیا میں ایک ہی چاند ہے لیکن یہ کہنا صحیح ہے کہ چاند کے جس قدر بھی افراد ہیں ان کا نور شمس ہی سے مستفاد ہے اگر افراد کیا غیر متناہی فرض کر لیے جاویں گو یہ فرض خلاف واقع اور محال عادی ہے مگر چاند کے افراد کا خارج میں منحصر فی فرد ہونا امر آخر ہے اور نور کل قمر مستفاد من الشمس کی صحت امر آخر ہے۔

چونکہ فخر عالم صلے اللہ تعالے علیہم کے لیے وصف خاتم زمانی ہونے کا بھی قرآن سے بدلالت مطابقی والتزامی و احادیث متواترۃ المعنے اور اجماع اُمت سے ثابت ہو چکا ہے۔ لہٰذا سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا اس میں جو تامل تردد شک بھی کرے وہ کافر ہے مگر سرور عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے جو وصف خاتم ذاتی ہونے کا ثابت ہے وہ بھی حق اور ثابت ہے گو نفس الامری صورت یہی ہے کہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا باب بند ہو چکا اب شرعاً کوئی نبی نہیں ہو سکتا لیکن یہ کہنا کہ اگر بفرض محال سرور عالم صلے اللہ تعالے علیہم کے بعد کوئی نبی ہو تو سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم اس کے بھی خاتم ہوں گے۔ یہ حکم بھی بلا ریب صحیح ہے نہیں معلوم اس میں کیا تردد ہے اور کیا وجہ کفر کی ہے قائل نے یہ کب کہا ہے کہ فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی نبی شرعاً جائز ہے وہ تو یہی فرماتے ہیں کہ جو اس کو جائز رکھے کہ فخر عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی شرعاً ممکن الوقوع ہے کافر ہے فتدبر و تشکر۔

ناظرین نے ملاحظہ فرما لیا ہوگا کہ تحذیر الناس کی عبارات بلا غبار ہیں اگر پوری عبارات علماء حرمین شریفین یا کسی کے روبرو پیش ہوتیں تو نہ کسی کو تامل ہوتا نہ خان صاحب کی دال گلتی مگر یہاں تو قصہ یہ تھا کہ تنہا پیش قاضی روی راضی آئی۔ اب ناظرین ملاحظہ فرمالیں کہ حضرت

مولینا مرحوم خاتم زمانی کے منکر ہیں یا خاتم زمانی اور ذاتی دونوں معنوں کو فخر عالم صلے اللہ تعالے
علیہ وسلم کے لیے ثابت فرماتے ہیں گو یہ مضمون مختصر ہے مگر انشاء اللہ تعالے اہل عقل و
انصاف کے لیے کافی ہے واللہ تعالیٰ ھو المستعان وعلیہ التکلان۔

گو امر اول کے متعلق یہاں ہی پر اکتفا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ لیکن چونکہ یہ مقام
مزال اقدام ہے اس لیے اس کا ماحصل اور عرض کیے دیتا ہوں بغور ملاحظہ ہو خداوند عالم
کی ہر ایک صفت غیر متناہیہ ہے کوئی مرتبہ کسی صفت کا ایسا نہیں جس سے اعلےٰ و بالا
مرتبہ نہ ہو سکتا ہو، مثلاً ایک صفت خلق کا ہی تعلق مخلوقات کے ساتھ ہے۔ خدا کی کوئی
مخلوق ایسی نہیں جس پر صفت خلق کی انتہا قرار دی جائے اور یہ کہہ دیا جائے کہ اس سے اعلےٰ
مخلوق کا پیدا کرنا معاذ اللہ تعالے اس کی قدرت ہی میں نہیں گو یہ امر آخر ہے کہ وہ اپنے
اختیار اور قدرت سے کسی مخلوق سے اعلیٰ و افضل پیدا نہ کرے مگر اس سے اعلےٰ و افضل
اگر چاہے تو پیدا ضرور کر سکتا ہے، اس کی قدرت محدود و مجبور ہرگز نہیں ہے کہ کسی مرتبہ
پر آکر رک جائے اور ختم ہو جائے۔ اسی طرح نبوت کو بھی سمجھنا چاہیے کہ مراتب نبوت
بھی خدا کی قدرت نامحدود میں غیر متناہیہ ہیں مگر جو نبوت عالم میں متحقق ہوئی ہے اس کا
سر دفتر اس رئیس نقطہ اس ذروہ کمال قرب علے الاطلاق حضرت فخر عالم صلے اللہ تعالے علیہ وسلم
کو بنایا ہے۔ اس سلسلہ میں جس قدر بھی انبیاء علیہم السلام متحقق ہوئے ہیں یا بالفرض محال
غیر متناہیہ افراد فرض کر لو پھر انبیاء سابقین علیہم السلام سے مرتبہ میں کم ہوں یا مساوی یا زیادہ
اور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے یا بالفرض ساتھ یا بالفرض محال بعد کے ہوں اسی خاص
سلسلہ نبوت کے ماتحت جو عالم میں مخلوق اور متحقق ہے بلکہ اگر اس سلسلہ کے ماتحت
غیر متناہی سلاسل نبوت تجویز

جاویں اور ہر سلسلہ میں غیر متناہی ہیں غیر متناہی انبیاء ایک سے ایک اعلیٰ و افضل فرض کیے جاویں تو سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم اُن سب افراد محققہ اور مقدرہ ذہنیہ اور خارجیہ سے ضرور اعلےٰ و افضل اور سب کے مربی اور سرور ہوں گے۔ اس سے کوئی فرد مستثنےٰ نہیں، لہٰذا فخر عالم روحی فداہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سرور عالم علے الاطلاق ہیں ہاں یہ ضرور ہے کہ خاتم الانبیاء علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والتسلیم کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا یہ فرض فرض محال ہے خاتم الانبیاء واشرف المخلوقات کی تفضیلِ تام ہر عالم و سلسلہ کا مدار بیان کرنے کی غرض سے یہ محال فرض کیا گیا ہے ورنہ جو اس کو محال نہ جانے اور کسی نبی کا وجود بھی آپ کے بعد متحقق یا جائز الوقوع تسلیم کرے وہ قطعی کافر اور ملعون ہے پھر چاہے نبی تشریعی کے یا ظلی اور بروزی نام رکھے دروازہ نبوت قیامت تک بند ہو گیا — اب کوئی نبی نہیں ہو سکتا جو دعویٰ کرے وہ کذاب دجال ہے نبی ہرگز نہیں واللہ تعالیٰ ہو الموفق۔

دوسرا امر یعنے یہ کہ حضرت مولانا ممدوح حضرت سرور عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خاتم زمانی ہونے کی نسبت کیا اعتقاد رکھتے ہیں اس کی نسبت بھی مفصل بحث تو تحذیر الخواطر میں ملاحظہ ہو یہاں فقط بقدر ضرورت عرض ہے۔

حضرت مولانا مرحوم تحذیر الناس میں فرماتے ہیں،

"بلکہ بناء خاتمیت اور بات پر ہے جس سے تاخر زمانی اور سد باب مذکور خود بخود لازم آ جاتا ہے اور فضیلت نبوی دوبالا ہو جاتی ہے"

(تحذیر الناس صفحہ ۲)

یہاں حضرت ممدوح تصریح فرماتے ہیں کہ بناء خاتمیت ایسی بات پر ہے جس سے آپ کا نبی آخر الزمان ہونا خود لازم آ جاتا ہے اور فضیلت محمدیہ دوبالا ہو جاتی ہے۔

"و بالجملہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وصف نبوت میں بالذات اور سوا آپ کے اور انبیاء موصوف بالعرض اس صورت میں اگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اول یا اوسط میں رکھیئے تو انبیاء متاخرین کا دین اگر مخالف دین محمدی ہوتا تو اعلیٰ کا ادنیٰ سے منسوخ ہونا لازم آتا ہے" (تحذیر الناس صفحہ ۴)

یہاں صاف طور پر ثابت فرمایا ہے کہ فخر عالم صلے اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء سے اول یا درمیان میں تشریف لا ہی نہیں سکتے تھے بلکہ یہ ضروری تھا کہ سرور عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب انبیاء علیہم السلام کے آخر ہی میں تشریف لا کر خاتم زمانی اور سب سے پچھلے نبی ہوتے صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

"و ایسے ہی ختم نبوت بمعنی معروض کو تاخر زمانی لازم ہے چنانچہ اضافت الی النبیین بایں اعتبار اتم" (تحذیر الناس صفحہ ۸)

یہاں یہ بیان فرمایا ہے کہ جو معنے ختم نبوت کے حضرت مولٰنا قدس سرہ العزیز نے بیان فرمائے ہیں ان کے لیے تاخر زمانی یعنی آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خاتم زمانی ہونا لازم ہے۔

"و اب دیکھئے کہ اس صورت میں عطف بین الجملتین اور استدراک و استثناء مذکور بھی بغایت درجہ چسپاں نظر آتا ہے اور خاتمیت بھی بوجہ احسن ثابت ہوتی ہے اور خاتمیت زمانی بھی ہاتھ سے نہیں جاتی ہے"

(تحذیر الناس صفحہ ۱۰)

ملاحظہ فرمایا جائے کہ خاتمیت زمانی کی کیسی صاف تصریح ہے۔ تحذیر الناس میں ایسی متعدد عبارتیں موجود ہیں جن کا مفصل ذکر تذکرۃ الخواطر میں ملاحظہ ہو۔ یہاں بقدر کفایت

عرض کرنا ہے اس وجہ سے ایک لمبی عبارت نقل کرتا ہوں۔

"سو اگر اطلاق اور عموم ہے تب تو ثبوت خاتمیت ظاہر ہے ورنہ تسلیم لزوم خاتمیت زمانی بدلالت التزامی ضرور ثابت ہے ادھر تصریحات نبوی مثل انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لانبی بعدی او کما قال جو بظاہر بطرز مذکور اسی لفظ خاتم النبیین سے ماخوذ ہے کافی کیونکہ یہ مضمون درجہ تواتر کو پہنچ گیا ہے پھر اس پر اجماع بھی منعقد ہو گیا گو الفاظ مذکور بسند تواتر منقول نہ ہوں سو یہ عدم تواتر الفاظ باوجود تواتر معنوی یہاں ایسا ہی ہوگا جیسا تواتر اعداد رکعات فرائض و وتر وغیرہ باوجودیکہ الفاظ احادیث مشعر تعداد رکعات متواتر نہیں جیسا اس کا منکر کافر ہے ایسا ہی اس کا منکر بھی کافر ہے انتہیٰ تحذیر الناس صفحہ ۱۰"

فرمایئے اس سے زیادہ ختم زمانی کا اقرار اور کیا ہو سکتا ہے کہ اس کے منکر کو کافر فرماتے ہیں، مگر افسوس کہ کفر کے ہائی کورٹ سے یہی حکم صادر ہوتا ہے کہ حضرت مولانا مرحوم ختم زمانی کے صریح منکر ہیں، اب حضرات منصفین خود غور فرمائیں کہ جناب خان صاحب کا ارشاد صحیح ہے یا ہماری عرض تحذیر الناس کی پوری وہ عبارت جہاں سے خان صاحب نے قطع و برید کر کے حسام الحرمین لکھ کر فتویٰ حاصل کیا ہے، اگر وہ عبارت تمامہا خان صاحب نقل فرما دیتے تو حضرات علماء حرمین شریفین نہ معلوم پھر کس کی تکفیر فرماتے مگر اس کا کیا علاج ہے کہ ؎

قلم در کف دشمن است

جو چاہا لکھ دیا اور لکھوا لیا مگر اس بحث کا پورا لطف تو خدا چاہے تزکیۃ الخواطر ہی

میں آئے گا۔ مگر ذرا اپنی انصاف کے متوجہ کرنے کو مناظرہ عجیبہ کی بھی دو ایک عبارت اور نقل کر دوں یعنی تحذیر الناس کے طبع کے بعد بعض علماء کو تحذیر کے بعض مقامات پر اشکالات پیش آئے ہیں، اور اُن کو حضرت مولانا مرحوم کی خدمت میں پیش کیا ہے اُن کا جواب حضرت خلد آشیاں نے خود زیب قلم فرمایا ہے وہ بھی زمانہ سے چھپا ہوا ہے، افسوس ان تمام عبارتوں کے ہوتے ہوئے خان صاحب نے رحم نہ فرمایا اور کس بے دردی سے تکفیر کا حکم لگا دیا کہ جو کافر نہ کہے وہ بھی کافر اور حضرت مرحوم کے اس ارشاد کو بھی مدِ نظر نہ رکھا۔

"الغرض ناظران اوراق کی خدمت میں یہ عرض ہے کہ بے وجہ قوارۂ کفر نہ بنیں کہ جو سامنے آیا ایک کفر کا چھینٹا جڑ امولویوں کا کام یہ نہیں کہ مسلمانوں کو کافر بنائیں ان کا کام یہ ہے کہ کافروں کو مسلمان کریں اقبال نہ ہو تو پہلے علماء کے افسانے یاد کرو سو اس زمانہ کے علماء سے ہو سکے تو اس گنہگار کو جس کا اسلام برائے نام ہے، دستگیری فرما کر ورطۂ ہلاکت سے نجات دیں اور ساحل سعادت تک پہنچائیں وما علینا الا البلاغ ۔"

(تحذیر صفحہ ۴۳)

ل ناظرین خان صاحب کے دین و ایمان پر افسوس فرما دیں گے کہ خان صاحب اس فقرہ کو استدلال میں پیش کرتے ہیں کہ حضرت مولانا مرحوم تو خود ہی فرماتے ہیں کہ میں برائے نام مسلمان ہوں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ جس کا یہ مدعی ہو جس سے انصاف کی امید خوا ہے بلکہ بحالِ ہر مسلمان خود ہی فیصلہ فرمالیں ۱۲ منہ

انشاء اللہ اس حقانی کلام کے بعد بھی یہ عناد مگر یہ تو جب ہو کہ ناواقفیت یا بے علمی ہو اور جب کلام جان بوجھ کر کیے جائیں تو پھر کون سنتا ہے۔

ملاحظہ فرمایئے مناظرہ عجیبہ صفحہ ۳:

"مولانا حضرت خاتم المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت زمانی تو سب کے نزدیک مسلم ہے اور یہ بھی سب کے نزدیک مسلم ہے کہ آپ اول المخلوقات ہیں انتہی"

پھر ملاحظہ ہو صفحہ ۲۸:

"مولانا خاتمیت زمانی کی میں نے توجیہ اور تائید کی ہے تغلیط نہیں کی مگر ہاں گوشہ عنایت و توجہ سے دیکھتے ہی نہیں تو میں کیا کروں انتہی"

پھر ملاحظہ ہو صفحہ ۳۹:

"مولانا خاتمیت زمانی اپنا دین و ایمان ہے ناحق کی تہمت کا البتہ کچھ علاج نہیں سو اگر ایسی باتیں جائز ہوں تو ہمارے منہ میں بھی زبان ہے انتہی"

یہ تمام عبارات کیسی صاف ہیں ناظرین با تمکین خود انصاف فرمائیں آخر میں ایک عبارت اور عرض کرتا ہوں:

"امتناع بالغیر میں کسے کلام ہے اپنا دین و ایمان ہے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی اور نبی کے ہونے کا احتمال نہیں جو اس میں تامل کرے اس کو کافر سمجھتا ہوں صفحہ ۱۰۲"

بس ناظرین اب آپ ہی انصاف فرمالیں کیا دنیا میں کوئی قاضی مفتی، منصف فیصلہ دے سکتا ہے کہ مولوی احمد رضا خان صاحب حق پر ہیں اُن کا یہ فعل نیک نیتی پر مبنی ہے ابھی یہیں بہت کچھ عرض کرنا ہے جس کا موقع انشاء اللہ تعالے تزکیۃ الخواطر ہے الف تو اُس میں ہوگا ایک سے تیس مجدد بنا کر نہ دکھا دیئے ہوں تو بات ہی کیا ہوئی واللہ تعالیٰ ہو المستعان۔

تحقیق فتوی منسوب بجانب حضرت مولینا گنگوہی قدس سرہ العزیز

پھر صفحہ ۱۲ و ۱۵ حسام الحرمین پر خان صاحب نے حضرت رشید الاسلام والمسلمین مولینا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہ العزیز کی نسبت بہت سے سب و شتم کے بعد تحریر فرمایا ہے:

"پھر تو ظلم و گمراہی میں اس کا حال یہاں تک بڑھا کہ اپنے ایک فتوے میں جو اس کا مہری دستخطی میں نے اپنی آنکھ سے دیکھا ہے بمبئی وغیرہ میں بار ہا مع رد کے چھپا صاف لکھ دیا جو اللہ سبحانہ تعالیٰ کو بالفعل جھوٹا مانے اور تصریح کرے کہ معاذ اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ جھوٹ بولا اور یہ بڑا عیب اُس سے صادر ہو چکا تو اس سے کفر بالائے طاق گمراہی در کنار فاسق بھی نہ کہو اس لیے کہ بہت سے امام ایسا کہہ چکے ہیں جیسا اس نے

کہا اور بس نہایت کا در یہ ہے کہ اس نے تمادی میں خطا کی الخ "

ناظرین خان صاحب کی تہذیب کو ملاحظہ فرمائیں کہ کس قدر تہذیب سے کام لیا
ہے مگر خیر اس وقت تو ہم کو خان صاحب کی تہذیب کا جواب دینا منظور نہیں ہے
فقط اس قدر عرض ہے کہ اول تو خان صاحب کی جرأت آپ حضرات ابھی ملاحظہ فرما
چکے ہیں کہ تحذیر الناس جو مطبوعہ رسالہ ہے جس کو چھپے ہوئے بھی چالیس برس یا اس سے
زائد ہو گئے ہیں اس میں خان صاحب نے کس قدر تحریف و تبدیل مسخ و فسخ سے کام
لیا ہے اور اس سے زائد یہ ہے کہ بندہ کے ذمہ یہ الزام لگا دیا کہ اسکات المعتدی میں
صاف صاف خدا کو جھوٹا کہہ دیا حاشیہ صفحہ ۱۲ خدائے واحد قہار کو جھوٹا کاذب کہنا
اشرف دین کا مذہب بتا دیا خدا کو سچا یا جھوٹا ماننا حنفی شافعی کا سا مسئلہ اختلافی ٹھہرا لیا۔
جس ملعون لعنۃ اللہ علیہ نے صراحۃً اپنے واحد قہار کو جھوٹا کہہ دیا اسے مسلمان
سنی حنفی بنا دیا صفحہ ۲۱ و ۲۲ صلائے مناظرہ گو یہ رسالہ آپ نے ایک معتقد ہی کے
نام سے شائع کیا ہے مگر درحقیقت انہیں کا ہے اگر ان کا نہیں تب بھی ان کے صلاح و
مشورہ سے ضرور چھپا ہے یہ بھی ہو تو اس قدر تو معلوم ہوا کہ اس برگزیدہ جماعت کا یہ موروثی
مرض ہے۔ بھلا اسکات المعتدی چھپا ہوا رسالہ ہے اول سے آخر تک کوئی صاحب
اس مضمون کو حرف بحرف دکھا تو دیں جس کا الزام لگایا ہے جب ابن شہیر خدا کے مقابلہ
میں ان حضرات کا یہ حال ہے تو اگر حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہ العزیز پر یہ افترا
کر لیں تو کوئی تعجب کی بات نہیں ہے بہرحال یہ فتویٰ نہ ہم نے آج تک دیکھا نہ
ہمارے پاس کسی نے بھیجا حالانکہ خان صاحب نے اپنی احتیاط تکفیر کے بارہ میں
اس قدر نقل فرمائی ہے کہ اللہ اکبر تزکیۃ الخواطر میں وہ تمام عبارتیں منقول ہیں خان صاحب

کی تمہید ایمان کے صفحہ ۳۴ و ۲۴ پر ملاحظہ ہوں پھر کوئی پوچھے کہ حضرت الشاہ صاحب الخط
پھر وہ بھی اطراف بریلی اور بدایوں میں جہاں جعل سازی رات دن کا مشغلہ ہے آپ نے
حضرت مولینا گنگوہی سے تصدیق فرمائی کہ یہ فتوے آپ کا ہے یا نہیں۔
تکفیر کے ہائی کورٹ کو کیا ضرورت تھی ان کو تو تکفیر سے کام تھا جھٹ نام لے کر
فتویٰ دے دیا، یہ بھی نہیں کہ اگر واقعی فلاں شخص نے ایسا کہا ہے تو اس پر یہ فتوے
ہے یہ کیسے لکھتے اس میں تو قطعی تکفیر نہ ہوتی پھر آگے جو علم ہے کہ ان کی تکفیر میں جو
شک کرے، تردد تامل کرے وہ بھی کافر ہے یہ حکم کیسے جاری ہوتا۔
اس کے سوا خاں صاحب کی نقل عبارت کی حقیقت تو ابھی عرض کر چکے ہیں جب
اصل فتوے ہی ہمارے پاس نہیں ہے تو ہم کیا کہہ سکتے ہیں کہ اس کی اصل عبارت کیا
ہے اور خاں صاحب کا حاشیہ و شرح تبدیل و تحریف کس قدر ہے جو کچھ بھی ہو یہ
فتویٰ یقینی جعلی اور مصنوعی ہے اور بڑی دلیل یہ ہے کہ حضرت مولینا گنگوہی قدس
سرہ العزیز کا دستخطی و مہری اور مطبوعہ فتوے موجود ہے کہ حضرت مولینا ممدوح ایسے
شخص کو کافر کہتے ہیں اور ہم نے حضرت مولینا قدس سرہ العزیز سے دریافت
بھی کر لیا، حضرت نے فرمادیا کہ میری طرف یہ نسبت محض غلط ہے پھر اس میں کیا گنجائش
رہ گئی۔

ملاحظہ ہو فتاویٰ رشیدیہ جلد اول کا صفحہ ۱۸

ذات پاک حق تعالیٰ جل جلالہٗ کی پاک و منزہ ہے اس سے کہ
بصفت کذب کیا جاوے معاذ اللہ تعالیٰ اس کے کلام میں ہرگز ہرگز
شائبہ کذب کا نہیں ہے قال اللہ تعالیٰ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ قِیْلًا

جو شخص حق تعالیٰ کی نسبت یہ عقیدہ رکھے یا زبان سے کہے وہ کذب
بولتا ہے وہ قطعاً کافر ملعون ہے اور مخالف قرآن و حدیث کا اور اجماع
امت کا ہے وہ ہرگز مومن نہیں تعالیٰ اللہ عما یقول الظالمون
علواً کبیراً انتہیٰ۔

ناظرین انصاف فرمائیں کہ جو شخص اس قدر صاف لفظوں میں یہ حکم تحریر فرمائے
کہ جو کوئی خداوند تعالیٰ کو معاذ اللہ متصف بصفت کذب کہے وہ قطعاً کافر ملعون ہے
پھر یہ بھی نہیں کہ یہ عقیدہ رکھے بلکہ زبان سے بھی کہے وہ بھی ویسا ہی ہے اس کی
نسبت جناب خاں صاحب کا جزمی حکم کہ وہ قطعی کافر ہے جو اسے کافر نہ کہے وہ بھی
کافر ہے ہم کیا کہیں خود ناظرین ہی انصاف فرمائیں کہ مجدد مائۃ حاضرہ ہیں یا مجدد مائۃ ماضیہ
اہل اسلام خاں صاحب سے خود دریافت فرمائیں کہ وہ فتویٰ کون سا ہے اور آپ کو
کون سی دلیل شرعی قطعی سے یہ علم قطعی ہوا جس پر آپ نے تمام سے کہ بلا تردد و تامل
حکم تکفیر جاری فرما دیا اللہ انصاف! انصاف! انصاف!!!

اب فرمائیے اس میں علماء حرمین شریفین زادہما اللہ تکریماً کا کیا قصور ہے جو کچھ بھی
اجر ہو وہ خاں صاحب ہی کا حق ہے حضرات علماء حرمین کا فتوے تکفیر اس پر
ہے جو خداوند ذوالجلال والاکرام کو معاذ اللہ تعالیٰ جھوٹا کہے ہم اور ہمارے اکابر
اس سے بالکل بری اور پاک ہیں۔ تعالیٰ اللہ عما یقولون علواً کبیراً۔

تحقیق معنی عبارت براہین قاطعہ

پھر خان صاحب حسام کے صفحہ ۱۵ پر یہی گندے الفاظ جو ان کی عادت شریفہ ہے لکھ کر تحریر فرماتے ہیں:

"اور یہ بھی اسی تکذیب خدا کرنے والے گنگوہی کے دم چھلے ہیں کہ اُس نے اپنی کتاب براہین قاطعہ میں تصریح کی اور خدا کی قسم وہ قطع نہیں کرتے مگر اُن چیزوں کو جس کے جوڑنے کا اللہ عزوجل نے حکم فرمایا ہے کہ اُن کے پیر ابلیس کا علم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے اور یہ اس کا بُرا قول خود اُس کے برا الفاظ میں صفحہ ۴۷ پر ہے شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔"

پھر کچھ گالیاں دے کر اور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق لکھ کر صفحہ ۱۶ پر تحریر فرماتے ہیں:

"اور بے شک نسیم الریاض میں فرمایا دیکھا کہ اس کا نص اسی کتاب میں گذر چکا ہے کہ جو کسی کا علم حضور اقدس صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کے علم سے زیادہ بتائے اس نے بے شک حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو عیب لگایا اور حضور کی شان گستاخی تو وہ گالی دینے والا ہے اور اس کا حکم وہی ہے جو گالی دینے والے کا ہے اصلا فرق نہیں اس میں سے ہم

کوئی صورت کا استغفار نہیں کرتے اور ان تمام احکام پر صحابہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہم کے زمانہ سے اب تک اجماع چلا آیا ہے پھر میں کہتا ہوں
اللہ کے مہر کر دینے کے اثر کو دیکھو کیونکر اندھیارا اندھا ہو جاتا ہے اور راہ
حق کو چھوڑ کر چوپٹ ہونا پسند کرتا ہے ابلیس کے لیے تو زمین کے علم
محیط پر ایمان لایا ہے اور جب محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا
ذکر آیا تو کہتا ہے یہ شرک ہے حالانکہ شرک تو اسی کا نام ہے کہ اللہ عز و
جل کے لیے شریک ٹھہرایا جائے تو جس چیز کا مخلوق میں سے کسی ایک
کے لیے ثابت کرنا شرک ہو وہ تو تمام جہان میں جس کے لیے ثابت
کی جائے یقیناً شرک ہوگا کہ اللہ کا کوئی شریک نہیں ہو سکتا تو دیکھو ابلیس
لعین کا اللہ عزوجل کے ساتھ شریک ہونے کا کیسا ایمان رکھتا ہے شرکت
تو محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے متعلق ہے غضب الٰہی کا گھٹا
ٹوپ اس کی آنکھوں پر دیکھو علم محمد صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں تو نص مانگتا
ہے اور نص پر بھی راضی نہیں جب تک قطعی نہ ہو اور جب حضور اقدس
صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم کی نفی پر آیا تو خود اسی بحث میں صفحہ ۴۶ پر
اس ذلت دینے والے کفر سے چھ سطر پہلے ایک باطل روایت کی سند
پکڑی الخ صفحہ ۱۵، ۱۹۰۷ء

خاں صاحب کے بہت سے سخت الفاظ تو ہم نے نقل ہی نہیں کیے اور جو
بمجبوری نقل کیے ہیں وہ بھی قابل برداشت نہیں ہم بھی خاں صاحب کو ایسی ہی سناتے
کر دو اور ان کے معتقد بھی بلبلا اٹھتے مگر چونکہ ہم تحریر میں عہد کر لیا ہے کہ کوئی لفظ بھی

خاں صاحب کو ان لغویات کے جواب دیں نہ لکھا جائے اس وجہ سے حضرات ناظرین نہایت اطمینان سے ہماری معروضات کو ملاحظہ فرماویں۔

خان صاحب نے براہین قاطعہ کے متعلق اپنی علمیت اور قابلیت چند وجوہ سے ظاہر فرمائی ہے اور اُن کو یہ خیال ہے کہ اس کا جواب کون دے سکتا ہے مگر حق یہ ہے کہ ایک ادنیٰ طالب علم بھی ایسی بات نہیں لکھ سکتا جو مجدد وقت نے لکھی ہے یہ موقع ایسا تھا کہ ہم بھی خوب مفصل عرض کرتے مگر چونکہ رسالہ مختصر ہے اس وجہ سے تفصیل کو تزکیۃ الخواطر پر محول کر کے عرض رساں ہیں۔

جناب خان صاحب نے براہین قاطعہ کی عبارت سے چند امور ایجاد فرمائے ہیں۔

ایک تو یہ کہ سرور عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے علم سے شیطان لعین کے علم کو زیادہ کہا اور یہ شان احمدی میں گالی ہے اور اس کا حکم باجماع کفر قطعی ہے اور جو ایسے کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر ہے۔

دوسرا یہ کہ شیطان کے لیے علم محیط ارض ثابت کیا اور آپ کے لیے صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ثابت کرنا شرک کہا حالانکہ جو شرک ہے وہ سب کے لیے شرک ہے اس کے کیا معنی کہ شیطان لعین ارذل الخلق کے لیے ثابت کیا جائے تو شرک نہ ہو بلکہ ثابت بالنص القطعی کہا جائے اور افضل المخلوقات کے لیے وہی علم ثابت کیا جائے تو شرک۔

تیسرے یہ کہ علم محیط ارض سرور عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے لیے ثابت کیا جائے تو نص طلب کی جاتی ہے اور وہ بھی قطعی اور حضور پرنور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم

کے علم کی جب نفی کی تو حدیث باطل الروایۃ سے سند پکڑی

اور چونکہ حضرت مخدوم الامۃ، فخر الاماثل حضرت مولینا گنگوہی قدس سرہ العزیز نے براہین قاطعہ پر تقریظ لکھی اس وجہ سے جس قدر الزام جناب مولینا مولوی خلیل احمد صاحب مدت فیوضہم العالیہ کو دیا حضرت مولینا مرحوم کو تضاعف حسنات کے لیے اس میں شریک کیا گیا۔

ناظرین پر واضح ہو کہ براہین کے جو حوالے جناب لکھے جاویں گے وہ مطبوعہ بار دوم کے ہوں گے۔ اس میں وہ ملاحظہ فرمائیں خانصاحب نے جو الزام لگایا ہے کہ ابلیس لعین کے علم کو سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ کہہ دیا یہ ایسی بات ہے کہ ادنے سے ادنے مسلمان بھی نہیں کہہ سکتا چہ جائیکہ ایک فاضل زمان، عالم باعمل، محدث دوران، شیخ وقت، متبع سنت گو بات یہ ہے کہ کسی نے ساون میں آنکھیں بنوائی تھیں تو اس کو سب سبز ہی سبز نظر آتا تھا کفر کے ہائی کورٹ میں کیسا ہی صاف مضمون ہو سب کفر ہی کفر نظر آتا ہے ناظرین پر انشاء اللہ تعالیٰ آفتاب کی طرح روشن ہو جائے گا کہ یہ مطلب براہین قاطعہ کی عبارت سے لاکھوں برس تک بھی نہیں نکل سکتا چہ جائیکہ صراحۃً جس کا خانصاحب نے دعویٰ فرمایا ہے اور یہی وجہ ہے کہ خانصاحب استیصاف البری کے جواب سے لاجواب رہے اور جس کام کے لیے سفر عرب کیا اور صدہا مصیبتیں جھیلیں ہزار ہا روپیہ خاک میں مل گیا سب مضمون سے وہ مبہم تر ہوا اور اس میں عمر گنوا دی اور خانصاحب یہ نہ بتا سکیں کہ یہ مضمون فلاں سطر پر یا فلاں عبارت سے نکلتا ہے۔ خانصاحب کے معتقدین اور جملہ اہل اسلام باطمینان خاطر ملاحظہ فرمائیں براہین قاطعہ صفحہ ۵۱ سطر ۱:

"پس کوئی ادنیٰ مسلمان فخر عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے شرف و کمالات میں
کسی کو مماثل آپ کا نہیں جانتا انتہیٰ"۔

یہ مضمون کس قدر صاف ہے اس کے بعد بھی یہ گنجائش ہو سکتی ہے کہ یہ کہہ دیا جائے کہ براہین میں تصریح کی کہ ابلیس لعین کا علم سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے۔ وہ تو صاف صاف یہ فرماتے ہیں کہ سرور عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تقرب و شرف کمالات میں کوئی بھی آپ کا مماثل نہیں چاہیے وہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہی کیوں نہ ہوں شیطان خبیث کو کون پوچھتا ہے۔ اس صریح مضمون کے بعد وہ مضمون براہین کے ذمہ لگا دینا خاں صاحب ہی کا کام ہے۔

اور ملاحظہ ہو براہین قاطعہ صفحہ ۴۹ سطر ۱۲:

"تمام امت کا یہ اعتقاد ہے کہ جناب فخر عالم علیہ السلام کو اور سب مخلوقات کو جس قدر علم حق تعالیٰ نے عنایت کر دیا اور بتلا دیا اس سے ایک ذرہ بھی زیادہ علم ثابت کرنا شرک ہے۔ سب کتب شرعیہ سے یہی مستفاد ہے الخ"

فرمایئے کوئی مسلمان ہے جو اس کے خلاف کہہ سکے کیا یہی اعتقاد نہیں اس میں کون سا کفر ہے اس کے بعد ایمان کہیں ہے جس قدر علم اللہ تعالیٰ نے سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمایا ہے اُس سے زیادہ ایک ذرہ کا نہیں اگر ذرہ کا علم بھی کوئی اس سے زیادہ ثابت کرے گا تو کیا مشرک نہ ہوگا یا خاں صاحب کا یہ مطلب ہے کہ جس قدر علم سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو خدا نے برتر نے نہیں دیا ہے اس کو بھی ثابت کرو تب بھی شرک نہ ہوگا گو دل میں ہو مگر زبان سے تو ایسا

نہیں فرما سکتے اس عبارت سے وہ مضمون ثابت ہو گئے ایک تو یہ کہ صاحب براہین کا عقیدہ یہ ہے کہ جس قدر علم اللہ تعالےٰ نے آپ کو دیا ہے صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اُس سے زیادہ آپ کو نہیں ہو سکتا اور جس قدر علم شیطان ملک الموت وغیرہ جملہ مخلوقات کو دیا ہے اُس سے زیادہ اُن سب کو نہیں ہو سکتا۔ اب اگر خان صاحب کے نزدیک خدائے برتر نے معاذ اللہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو شیطان سے کم علم دیا ہے تو اس کا اعتقاد رکھیں۔

صاحب براہین تو یہ فرماتے ہیں:

کہ ہم کو تفصیل معلوم نہیں اللہ تعالےٰ نے اپنی جملہ مخلوقات کو جس قدر علم عنایت فرمایا ہے اُس کو وہی جانتا ہے ہاں فخر عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت یہ اعتقاد ہے کہ جملہ مخلوقات چاہے انبیاء علیہم السلام ہوں یا ملائکہ کرام انسان ہوں یا جن الجان سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے تقرب و شرف کمال میں کوئی مماثل اور برابر نہیں ہو جائیکہ اعلیٰ و افضل ہوں۔

اب ہر ذی فہم پر ظاہر ہے کہ اگلی عبارت میں جو سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی وسعت علم کی نفی کی اور شرک فرمایا ہے وہ ضرور وہی علم ہے کہ جو بے اعطائے الٰہی ہو تو حاصل یہ ہوا کہ:

شیطان کو جس قدر علم با عطائے الٰہی حاصل ہے وہ ہی سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے علم ذاتی کس نص قطعی سے ثابت ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔

براہین قاطعہ جس علامہ زمن کی کتاب ہے وہ معلوم ہے کسی جاہل سنے نا خواندہ نے

ادھر اُدھر کی عبارتیں بے سوچے سمجھے جمع نہیں کیں کہ آج مطلب بیان کرنے میں دقت ہو تو اب دیکھو لو کہ کسی مخلوق کو کون سا علم ثابت کرنا شرک ہے جونسا علم ثابت کرنا شرک ہے اُسی کی حضرت مولینا نفی فرماتے ہیں اور ظاہر ہے کہ جو علم باعطائے الٰہی ہے وہ تو شرک ہو ہی نہیں سکتا اور اس کو تو خود ہی تسلیم فرماتے ہیں اور اس کی بھی تصریح فرمادی کہ جو علم کسی کو اللہ تعالیٰ نے دیا ہے اُس سے ایک ذرہ زیادہ ثابت کرنا شرک ہے تو اب اہل فہم کے نزدیک کوئی تردد نہیں رہا کہ براہین کی عبارت کا یہ مطلب ہو گیا کہ:

> شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت یعنی علم اعطائی کی نص سے ثابت ہوئی فخر عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی وسعت علم ذاتی کی کونسی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔

کیونکہ جس قدر علم فخر عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ نے دیا ہے وہ تو ہے ہی اُس سے زیادہ ہی کا علم ثابت کرنا شرک ہے تو حاصل یہ ہوا کہ شیطان و ملک الموت کے لیے علم اعطائی ثابت کیا اور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم سے علم ذاتی کی نفی کی اور آپ کے علم اعطائی کی مقدار آپ ہی جانیں یا آپ کا مولےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وہ تمام مخلوقات کے علم سے زائد ہے تو اس تقدیر پر تو تمام عالم کے علم کا بھی حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم سے مساوی ہونا بھی لازم نہیں آتا چہ جائیکہ زائد اور وہ بھی فقط ابلیس لعین کا۔

خان صاحب ملاحظہ فرمایا عبارت کتنی تو دشوار ہے ہی مگر سمجھنا اس سے بھی زیادہ مشکل ہے خدا وند عالم ہماری مدد فرمائے اس مختصر المختصر میں بھی آپ کو لب کشائی کی جگہ نہ چھوڑیں گے اور نہ کسی طالب حق کو انشاء اللہ تعالیٰ تردد رہے گا۔

اور دیکھئے براہین قاطعہ صفحہ ۵۰،

"عقیدہ اہل سنت کا یہ ہے کہ کوئی صفت صفات حق تعالیٰ کی بندہ میں نہیں اور جو کچھ بھی اپنی صفات کا ظل کسی کو عطا فرماتے ہیں اس سے زیادہ ہرگز کسی میں ہونا ممکن نہیں سمع و بصر علم و تصرف حق تعالیٰ کا حقیقی ہے اور مخلوق کا مجازی بس کما قال شیخ الاجلہ رحمۃ پھر جس کو جس قدر کوئی علم و قدرت وغیرہ عطا فرمادیا ہے اس سے زیادہ ہرگز ذرہ بھر نہیں بڑھ سکتا، شیطان کو جس قدر وسعت و ملک الموت کو اور آفتاب و ماہتاب کو جس وضع پر بنایا ہے اس سے زیادہ کی ان کو کچھ قدرت نہیں اور زیادہ ان سے کوئی کام نہیں نکلتا اور نہ اس کثرت و قلت پر فضل کی کمی زیادتی موقوف ہے الخ"

کوئی مسلمان ہے جو اس مضمون کے ایک لفظ پر حرف گیری کر سکے یا نقطہ لگا سکے افسوس جناب خان صاحب ایسے ایسے شیریں مضامین کو نہیں نقل فرماتے ایک محبوب اشانی یوسف ثانی کے نقطہ خال و سیاہ و بال کا نقشہ پیش کر کے اس کے حسن خداداد پر بٹہ لگانا چاہتے ہیں خان صاحب یاد رہے حسن ہمیشہ مجموعی من حیث المجموع ہی میں ہوتا ہے۔ آپ کی اس قطع و برید سے کیا ہوتا ہے ابھی بفضلہ تعالیٰ دنیا میں اہل حق و انصاف موجود ہیں یہ عبارت بھی اسی مفہوم کو ادا کرتی ہے علم و سمع و بصر و قدرت و تصرف جس قدر بھی جس کو مرحمت ہوا ہے بس اسی قدر ہے اس سے زائد نہیں ہو سکتا اور زائد کا ثابت کرنا شرک محض اور کفر خالص ہے کہ جس میں کسی بدعتی کو بھی ذرا بھر اختلاف نہیں بدعتی کیا معنے مشرکین خالص بھی اس کو روا نہیں رکھتے تو بس مطلب پھر واضح ہو گیا کہ شیطان کے لیے علم اصلائی ثابت کیا اور فخر عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے

علم اعطائی کی نفی نہیں کی اُس میں تو آپ کا صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کوئی ایک شخص کیا مجموعۂ عالم بھی مقابل نہیں چہ جائیکہ زائد ہاں نفی علم ذاتی کی کی ہے جو شرک محض ہے۔

اب وہ معصوم خان صاحب نے اس صاف عبارت کا یہ مطلب کیسے نکال لیا کہ حضور عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے شیطان کا علم زائد ہے۔ مسلمانوں آپ بھی تو خیال فرمائیں کیا اس عبارت کا وہ مطلب ہے جو ہم عرض کرتے ہیں یا جو خان صاحب۔ اچھا اور سنو ملاحظہ ہو عبارت براہین قاطعہ جو پچھلی عبارت کے بعد ہے:

حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت خضر علیہ السلام سے بہت افضل ہیں۔ معہذا علم مکاشفہ اُن کا حضرت خضر علیہ السلام سے بہت کم تھا اور پھر جس قدر حضرت خضر علیہ السلام کو ملا اُس سے زیادہ پر وہ قادر نہ تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو باوجود افضلیت کے نہ ملا تو وہ حضرت خضر علیہ السلام مفضول کے برابر بھی اس علم مکاشفہ کو پیدا نہ کر سکے۔ پس آفتاب و ماہتاب کو جو اس بیشہ وسعت نور پر بنایا اور ملک الموت اور شیطان کو جو یہ وسعت علم دی اس کا حال مشاہدہ نصوص قطعیہ سے معلوم ہوا اب اُس پر کسی افضل کو قیاس کر کے اُس میں بھی خلل یا زائد اُس مفضول سے ثابت کرنا کسی عاقل ذی علم کا کام نہیں صفحہ ۵۰ و ۵۱ ۔

حضرت مولانا ارشاد فرماتے ہیں کہ:

صفات الٰہیہ کے اظلال اور عکوس جو بندوں کو ملتے ہیں اس میں کسی کا اختیار نہیں جتنا جس کو چاہا دے دیا اُس میں زیادتی کرنا کسی کے قبضہ

قدرت دیں نہیں اگر کسی اعلے و افضل کو یک صفت کم عنایت ہوئی تو اب
اس ادنی میں یہ قدرت نہیں کہ خدا نے تو کم عنایت فرمائی تھی یہ اپنی افضلیت
کی وجہ سے خود اس کو پیدا کر سکے، جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام و حضرت خضر
علیہ السلام کے قصہ سے ظاہر ہے باوجودیکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت
خضر علیہ السلام سے اعلیٰ و افضل تھے مگر علم مکاشفہ جو حضرت خضر علیہ السلام کو
خداوند عالم نے زیادہ عنایت فرمایا تھا اور اس قدر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو
نہ ملا تھا تو وہ اپنی افضلیت کی وجہ سے اتنا بھی پیدا نہ کر سکے چہ جائیکہ زائد تو
اب اگر کوئی وصف کسی ادنے میں ہو تو اعلیٰ میں بھی بغیر اعطائے الٰہی بوجہ اس
کی افضلیت کے ثابت کرنے لگے اور

یہ خیال کرے کہ اس اعلے
نے بوجہ اپنے کمال کے اس وصف کو خود حاصل اور پیدا کر لیا ہوگا یہ عقیدہ
بالکل غلط اور شرک ہے۔

تو اس پر تطبیق دے کر ارشاد فرماتے ہیں:

کہ جب یہ قاعدہ معلوم ہو گیا تو اب آفتاب و ماہتاب کی وسعت نور
اور شیطان اور ملک الموت کے وسعت علم کو جو مشاہدہ اور نصوص قطعیہ
سے ثابت ہے اس کو محض قیاس سے کہ جب ادنی میں ہے تو اعلے
میں ضرور خود بخود موجود ہو گی
ثابت کرنا کسی عاقل ذی علم کا کام
نہیں۔"

چنانچہ پھر چند سطروں کے بعد تحریر فرماتے ہیں:

"اگر فضیلت ہی موجب اس کا ہے تو تمام مسلمان اگرچہ فاسق ہوں
اور خود مؤلف بھی شیطان سے افضل ہے تو مؤلف سب عالم میں بسبب
افضلیت کے شیطان سے زیادہ نہیں تو اس کے برابر تو علم غیب بزعم خود
ثابت کر دیوے اور مؤلف خود اپنے ذہن میں تو بہت بڑا اکمل الایمان
ہے تو شیطان سے ضرور افضل ہو کر اعلم من الشیطان ہوگا انتہی"

(صفحہ ۵۱)

یہاں یہ ہرگز مقصود نہیں کہ سرور عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خداوند عالم نے کس قدر
علم دیا ہے اور شیطان یا ملک الموت کے علم سے علم محمدی کو کیا نسبت ہے یہاں تو
فقط یہی ثابت کرنا منظور ہے کہ کوئی علم ادنیٰ میں دیکھ کر اعلیٰ میں بھی اس قیاس سے
ثابت کرے کہ وہ چونکہ اعلیٰ ہے تو ضرور اس میں خود بخود اس سے زیادہ علم ہوگا اور وہ
خود بوجہ اپنی افضلیت و کمال کے اس علم کو پیدا کرے گا یہ قیاس فاسد ہے اور اس کی بنا
پر عقیدہ کر لینا جائز نہیں کسی افضل میں کس قدر علم درحقیقت نفس الامر اور واقع میں ہے یہ دوسرے
دلائل کا محتاج ہے اور اپنے موقع پر ثابت ہوچکی کہ اس قیاس اعلیٰ علی الادنیٰ پر عقیدہ مقرر
کرنے کا مجاز نہیں ہے۔ چنانچہ پہلی عبارت کے بعد فرماتے ہیں:

"اول تو عقائد کے مسائل قیاسی نہیں کہ قیاس سے ثابت ہو جائیں بلکہ
قطعی ہیں قطعیات نصوص سے ثابت ہوتے ہیں کہ خبر واحد بھی یہاں مفید نہیں
لہٰذا اس کا اثبات اس وقت قابل التفات ہو کہ مؤلف قطعیات سے
اس کو ثابت کرے اور خلاف تمام امت کے ایک قیاس فاسد سے عقیدہ

نعلق سو اگر فاسد کیا جائے تو کب قابل التفات ہو گا صفحہ ۱۸"

خان صاحب آپ نے خیال فرمایا تکفیر کے شوق میں آپ نے توجہ نہ فرمائی چونکہ یہاں عقیدہ کی نفی فرمائی ہے یہی اس وجہ سے فرمایا کہ یہاں نص قطعی چاہیئے عقیدہ اسی امر کا ہو سکتا ہے جو نص قطعی سے ثابت ہو لہذا متعلق اس قیاس سے کہ جب سرور عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم افضل المخلوقات ہیں تو آپ کو علوم ملک الموت اور علوم شیطان خود بخود ذاتی بغیر اعطائے الٰہی ضرور حاصل ہوں گے یہ قیاس فاسد مثبت مدعی نہیں کہ عقیدہ کے واسطے نص قطعی چاہیئے یہاں تو قیاس صحیح اور خبر واحد بھی مفید مدعی نہیں چہ جائیکہ قیاس فاسد۔

معلوم ہو گیا کہ سرور عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم محیط ارض ثابت کرنے میں دلیل قطعی اور نص کیوں طلب کی گئی، معلوم ہوا ہو تو ہم سے سنیئے غرض یہ ہے کہ جو شخص محض قیاس فاسد سے آپ کے لیے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علم ذاتی کا عقیدہ کرتا ہے اور مشرک بنتا ہے اس سے کہا جاتا ہے کہ اے مسکین عقیدہ کے لیے نص قطعی چاہیئے قیاس فاسد سے کیا شدنی ہے یہاں تو قیاس صحیح اور خبر واحد بھی کام نہیں دے سکتی۔ باقی آپ کا یہ اعتراض کہ نفی علم میں حدیث باطل الروایت سے بھی استدلال کر لیا جس کو شیخ عبدالحق قدس سرہ العزیز نے خود رد کیا ہے۔ خان صاحب کیا کہیں افسوس آپ سے مناظرہ نہ ہوا ورنہ تب ہی بتاتے اور اسی وقت آپ کی مجتہدیت ثابت کو عرض کرتے مگر آپ نے اگر کوئی ہوشیاری کا کام کیا ہے تو یہی کہ ہم سے مناظرہ نہ کیا افسوس دل کی دل ہی میں رہ گئی اگر کوئی اہل علم بھی ایسی بات کہتا جو آپ نے فرمائی ہے تو آج ڈوب کر مر جاتا مگر خدا کا شکر ہے کہ آپ اس زمرہ سے پہلے

ہی خارج ہیں۔

خان صاحب آپ کو معلوم نہیں کہ یہاں علم ذاتی میں گفتگو ہے اُس کی نفی تو قطعی ہے وہاں تو حضرت مولینا مدظلہ العالی نے یہ بھی تبرع کیا ہے جو اس قدر بھی لکھ دیا کیونکہ علم ذاتی علم محیط کو مستلزم ہے جس کا مقتضا استغراق علم ہے اس کے لیے ایک چیز کی نفی علم بھی کافی ہے اہل فہم یہاں سے سب کچھ سمجھ جائیں گے یہ بات عمداً چھوڑی ہے تزکیۃ الخواطر میں مفصل عرض کر کے آپ کی علمیت کو ظاہر کیا جائے گا، اور یہ بھی بتایا جائے گا کہ شیخ علیہ الرحمۃ اس حدیث کے مضمون کو باطل نہیں فرماتے اور وہ مضمون صحیح ہے اگر علم ہے تو سمجھ جاؤ ورنہ اس پر اعتراض کر کے دیکھو اور یہ تو ایک مخفی بات ہے یہیں سے امر ثالث کا جواب دینا منظور تھا۔ اس اجمال کو اہل علم ہی سمجھیں گے۔

اصل کلام یہ تھا کہ حضرت مولینا مدظلہ العالی یہاں یہ بیان فرماتے ہیں کہ:

کسی ادنے پر قیاس کر کے اعلےٰ میں علم و قدرت وغیرہ ذاتی ثابت نہیں کر سکتے پس تو عبارت معلومہ کا یہ مطلب ہو گیا کہ شیطان اور ملک الموت کو یہ وسعت یعنی علم اعطائی کس نص سے ثابت ہوئی، فخر عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے وسعت علم ذاتی کی کونسی نص قطعی ہے کہ جس کی بنا پر علم ذاتی سرور عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عقیدہ کیا جائے کیونکہ در باب اعتقاد نص قطعی ہی کی ضرورت ہے اور چونکہ ہر کسی کے لیے بھی علم ذاتی ثابت کرنا شرک تھا اس واسطے فرمایا کہ وسعت علم ذاتی کی کونسی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو (جن سے علم ذاتی کے غیر اللہ تعالیٰ کے لیے نفی ثابت ہوتی ہے) رد کر کے شرک ثابت کرتا ہے۔

اہل انصاف پر تو کھلا چاہیے مطلب واضح ہو گیا ہو گا مگر شاید نعمان صاحب کے بعض ہوا خواہ جو مدت سے اُن کو مجدد و عالم فاضل متقی سمجھے ہوئے ہیں اُن کو شاید کچھ دغدغہ باقی ہو تو بہت اچھا اور سُنیئے۔

ملاحظہ ہو عبارت براہین قاطعہ جس کو نعمان صاحب نے پیش کیا ہے اُس سے پہلے کی ڈیڑھ سطر عبارت اور ہے نعمان صاحب اگر کل کو نقل فرما دیتے تو کچھ جھگڑا ہی نہ تھا۔

"الحاصل غور فرمانا چاہیئے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے انتہیٰ صفحہ ۵۱"

ناظرین ملاحظہ فرمائیں کہ کس قدر صاف اور بے غبار عبارت ہے پہلے یہ بات ثابت فرما کر،

"جملہ مخلوقات میں صفات الٰہیہ کے اظلال اور عکوس آئے حقیقۃً صفات باری تعالیٰ کے ساتھ کوئی متصف نہیں ہو سکتا ہاں ظلاً جس قدر جس کو دیا جاتا ہے وہ اپنی حد سے ایک ذرہ بھی نہیں بڑھ سکتا ہے اعلیٰ سے اعلیٰ کوئی شخص کسی میں اگر علم و قدرت سمع بصر ایک ذرہ کے برابر بھی تجویز کرے تو یہ شرک ہے اور افضلیت کی وجہ سے کوئی صفت جو کسی ادنیٰ میں ہے

اور اس کو نہیں ملی۔ ہے وہ خود بغیر اعطائے الٰہی نہیں پیدا کر سکتا فقط قیاس سے یہ کہنا کہ جب ادنیٰ میں یہ صفت موجود ہے تو اعلیٰ میں تو ضرور ہو گی اور وہ اس کو خود ہی پیدا کرے گا یہ قیاس فاسد ہے، اس سے عقیدہ ثابت نہیں ہو سکتا عقیدہ کے لیے دلیل قطعی چاہیئے۔

اس مضمون کو بیان فرما کر پھر فرماتے ہیں:

الحاصل غور کرنا چاہیئے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر یعنی یہ گروہ بعض واقعات زمین کا علم رکھتے ہیں تو جب اُن کو باوجودیکہ سرور عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بہت ہی کم ہیں علم بعض مواضع ارضیہ کا حاصل ہے تو بوجہ اعلیٰ و افضل ہونے کے علم محیط زمین کا فخر عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسد سے ثابت کرنا شرک نہیں تو اور کون سا ایمان کا حصہ ہے کہ علم ذاتی بغیر اعطائے الٰہی ایک ذرہ کا بھی کسی کے لیے ثابت کرنا شرک ہے پھر علم محیط زمین کا ثابت کرنا اگر شرک نہ ہو گا تو اور کیا ہو گا اس میں بے شک ادنیٰ حصہ بھی ایمان کا نہ ہو گا۔

خان صاحب کو ایک بہت بڑا دھوکہ ہوا ہے جو اُن کی شان کے بالکل خلاف ہے ہم نہیں چاہتا تھا کہ خان صاحب کو بے مناظرہ کے بتا دیا جاوے مگر خیر دوسرے اہل اسلام کے صدقہ میں اُن کو بھی نفع ہو جائے گا اور یہ بھی ممکن ہے کہ خان صاحب نے یہ تمام معاملہ بے تفقیر کیا ہو بلکہ ظاہر یہی ہے کہ مضمون فہم عالی سے عالی ہے۔

حضرت مولانا دام ظلہم تو یہ فرماتے ہیں کہ:

شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے قیاس فاسد سے ثابت نہ کرنا چاہیے یہ مطلب نہیں ہے کہ شیطان و ملک الموت کو علم محیط زمین کا ثابت ہے مگر فخر عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے ثابت نہ کرنا چاہیے تا کہ خان صاحب کا شبہ ثانیہ واقع ہو، جو چیز ایک کے لیے ثابت کرنا شرک ہے وہ تمام عالم کے لیے شرک ہے علم محیط فقط مقیس ہیں ہے مقیس علیہ میں نہیں وہاں تو فقط یہ ہے کہ ان کا حال دیکھ کر وہاں علم محیط ثابت نہ کرو۔

خان صاحب دیکھا آپ کا اتنا بڑا اعتراض جس پر آپ کو بہت ناز تھا اور آپ یہ سمجھتے تھے کہ اس کا کوئی جواب ہی نہیں ہو سکتا تھا اس کو ظفر الدین الجید میں بھی غالباً پیش کیا ہے اس کی یہ حقیقت ہے خان صاحب علم تو اور ہی چیز ہے آخر کیڑا تو کتاب ہی میں پیدا ہوتا ہے مگر کیا اسے علم سے کوئی بھی حصہ ہوتا ہے۔

ہم فخر نہیں کرتے شکر کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو ایسے بڑے اور بزرگوار حضرات فرمائے کہ ان کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ہماری استعداد کے موافق جہل مرکب سے بچا دیا اور گو ایسی پاکیزہ محققانہ عبارت کہ ہم نہ لکھ سکیں پر ان کی برکت سے سمجھتے ہیں۔

اللّٰھم انفعنا بعلومھم و اٰمنا و وفقنا لما تحب و ترضیٰ۔ تو حاصل یہ ہوا کہ ملک الموت اور شیطان کا حال دیکھ کر کہ ان کو اکثر مواقع کا علم ہے تو آپ کو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ضرور تمام زمین کا محیط ہوگا خلاف نصوص قطعیہ کے ثابت کرنا شرک محض اور ایمان سے بالکل علیحدہ ہو جاتا ہے۔ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت

علم جو حق نصوص سے ثابت ہو جس قدر اللہ تعالیٰ نے ان کو جس قدر علم دیا ہے اس کو وہ جانتے ہیں اس سے زیادہ ایک ذرہ بھی نہیں جان سکتے اس قیاس فاسد کی بناء پر کہ جب شیطان اور دیگر مخلوقات کو اس قدر زمین کا علم حاصل ہے تو افضل المخلوقات کو تمام زمین کا علم محیط ضرور خود بخود بغیر اعطاء کے ثابت ہوگا یہ بالکل شرک اور بے ایمانی کی بات ہے۔ فخر عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وسعت علم ذاتی کی کون سی نص قطعی ہے جو باب عقائد میں مفید ہو اور جس کی بناء پر عقیدہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے علم ذاتی کا کیا جائے اور جس سے تمام نصوص کو جو نفی علم ذاتی پر دال ہیں رد کر کے شرک ثابت کیا جائے۔

سرور عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم اعطائی کس قدر ہے اس کا یہاں ذکر ہی نہیں تاکہ آپ کے علم مبارک سے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علم شیطان کو کوئی نسبت دی جاوے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم اعطائی کس قدر ہے جس قدر اللہ تعالیٰ نے آپ کو دیا صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کس قدر عنایت فرمایا تفصیل اس کی وہ جانتا ہے کہ جس نے دیا اور لیا ہم اس قدر جانتے ہیں کہ سرور عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تقرب و شرف کمالات میں تمام مخلوق مل کر بھی مماثل نہیں ہو سکتی چہ جائیکہ زائد اور وہ بھی خبیث دجال کا بڑا بھائی ابلیس لعین لعنۃ اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ اتباعہ ومتبوعہ واعوانہ وانصارہ۔

ہر عبارت کے مطلب میں ماتقدم و ماتأخر کا لحاظ ضروری ہے براہین کی عبارت کا ماتقدم ملا کر دیکھ لیجئے جو ہم نے عرض کیا ہے اس کے سوا کوئی احتمال ہی نہیں کہاں تو خان صاحب یہ فرماتے تھے کہ:

" جب ایک مسلمان کے کلام میں ننانوے (۹۹) وجہ کفر کی ہوں اور ایک اسلام کی تو مفتی کو اسی وجہ پہ حمل کرنا چاہیئے جس میں متکلم مسلمان رہے "

یا وہی خان صاحب ہیں کہ آج صاف مطلب کا ذکر بھی نہیں کرتے اور الٹا مطلب گھڑ کر کفر کا فتوے دے رہے ہیں اور نئا قوتے (۹۹) وہ اسلام کی چھوڑ کر اپنی طرف سے خلاف منشاء متکلم و کلام کے معنے تجویز فرماتے ہیں۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ناظرین شاید خیال فرماتے ہوں گے کہ جواب تو بے شک اعلیٰ درجہ کا ہے اور یہ بھی ثابت ہو گیا کہ براہین کی عبارت کا مطلب یہی ہے اس کے سوا کوئی دوسرا احتمال ہو ہی نہیں سکتا نہ معلوم خان صاحب نے وہ کفریہ مضمون کہاں سے ایجاد فرما لیا مگر ابھی تک خان صاحب کی عبارت کوئی پیش نہیں کی گئی تو جواب یہ ہے کہ بہت اچھا اس جواب کے دو جزو ہیں ایک تو یہ کہ علم ذاتی بغیر عطائے الٰہی مختص بجناب عز اسمہ تعالیٰ و تقدس ہے کسی کے لیے اگر کوئی ایک ذرہ کا علم ذاتی بھی ثابت کرے گا تو وہ قطعی کافر ہے۔ دوسرے یہ بات کہ براہین کی عبارت میں جو سرور عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے وسعت علم کی نفی کی ہے اس سے مراد علم ذاتی ہے بس ان باتوں کے ثابت ہو جانے کے بعد تکفیر ہرگز نہیں ہو سکتی پھر تکفیر جانے اور خان صاحب اہل اسلام بالکل مطمئن ہو جائیں گے کہ اہل حرمین شریفین کی تکفیر بے شک اسی وجہ سے ہوئی کہ ان کے سامنے پوری عبارت نقل نہیں فرمائی گئی۔

اول خان صاحب نے مضمون کفریہ بیان فرما دیا پھر ما سبق ما لحق سے علیحدہ لا تقربوا الصلوٰۃ کی طرح عبارت پیش کی تو اہل حرمین شریفین تکفیر نہ کرتے تو کیا کرتے مگر اس تکفیر سے حضرت فخر الاسلام والمسلمین مولینا گنگوہی قدس سرہ العزیز اور جناب مولینا مولوی خلیل احمد صاحب دامت برکاتہم کا دامن تقدس بالکل پاک ہے۔

خان صاحب اپنے رسالہ اقامۃ الساعۃ کے صفحہ ۹ پر فرماتے ہیں:

"اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ علم ذاتی جو کسی کے دیئے سے نہ ہو اور

علم محیط کہ جملہ معلومات الٰہی کو بالتفصیل شامل ہو یہ صرف اللہ عزوجل کے لیے

ہے انتہیٰ"

پھر دوسرا رسالہ خالص الاعتقاد کے صفحہ ۲۰ پر فرماتے ہیں:

• علم ذاتی اللہ عزوجل سے خاص ہے اس کے غیر کے لیے محال

ہے جو اس میں سے کوئی چیز اگرچہ ایک ذرہ سے کمتر سے کمتر غیر خدا کے لیے مانے

وہ یقیناً کافر و مشرک ہے انتہیٰ"

پھر صفحہ ۲۷ پر فرماتے ہیں:

"انہیں عبارات سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ علم غیب خاصہ حضرت عزت

ہونا بے شک حق ہے اور کیوں نہ ہو کہ رب عزوجل فرماتا ہے قل لا

یعلم من فی السمٰوٰت والارض الغیب الا اللہ تم فرما دو کہ

آسمانوں اور زمین میں اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں اور اس سے مراد وہی

علم ذاتی و علم محیط ہے کہ وہی باری عزوجل کے لیے ثابت اور اس سے

مخصوص ہے انتہیٰ خالص الاعتقاد"

سچ ہے کہ ؎

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد

میلش اندر طعنۂ پاکاں برد

اس سے بھی تیز اسی رسالہ کے صفحہ ۳۳ پر فرماتے ہیں:

"مخالفین کو تو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے فضائل کریمہ کی دشمنی نے اندھا بہرا کر دیا انہیں حق نہیں سوجھتا مگر تھوڑی سی عقل والا سمجھ سکتا ہے کہ یہاں کچھ بھی دشوار نہیں علم یقیناً اُن صفات میں ہے کہ غیر خدا کو بعطائے خدا مل سکتا ہے تو ذاتی و عطائی کی طرف اس کا انقسام یقینی۔ یوں ہی محیط و غیر محیط کی تقسیم بدیہی ان میں اللہ عزوجل کے ساتھ خاص ہونے کی قابل صرف ہر تقسیم کی قسم اوّل ہے یعنی علم ذاتی و علم محیط حقیقی تو آیات و احادیث و اقوال علماء جن میں دوسرے کے لیے اثبات علم غیب سے انکار ہے اُن میں قطعاً یہی قسمیں مراد ہیں انتہیٰ"

خان صاحب اقوال علماء جن میں دوسرے سے علم غیب کی نفی اور انکار ہے اُن میں قطعاً یہی قسمیں علم ذاتی اور محیط حقیقی مراد ہیں مگر آپ کے ایمان و اسلام تدین نے آپ کو اس کی اجازت نہ دی کہ براہین میں بھی آپ یہی فرماتے کہ یہاں جو وسعت علم سرور عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نفی کی گئی ہے یہاں بھی قطعاً یقیناً یہی علم ذاتی مراد ہے کیوں خان صاحب ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور فرمانا تو یہ اور عمل یہ سلمانوں خوب سمجھ لو کہ براہین قاطعہ ہی نہیں تحذیر الناس، حفظ الایمان کی جس قدر بھی عبارات خان صاحب نے نقل فرما کر دنیا میں غل مچایا ہے ادنیٰ اہل علم کو ادنےٰ ساعت کے لیے بھی یہ خیال نہیں ہو سکتا کہ ان عبارات کے وہ مطالب کفریہ ہیں جو خان صاحب نے تصنیف فرمائے ہیں یہی تو وجہ ہے کہ خان صاحب ہزار حیلے حوالے فرماتے ہیں مگر مناظرہ پر نہیں آتے وہ خود بھی جانتے ہیں کہ عبارتیں صاف مطالب واضح ہیں اس میں گنجائش ہی کیا ہے جو مناظرہ کرے "کہ خدا چاہے ایسا ذلیل ہوگا کہ اولاد سے کم مرے گا

یہاں تو یہ حکم جس عالم کے کلام میں کسی سے علم غیب کی نفی کی گئی ہے اس سے قطعاً یہی علم ذاتی و محیط حقیقی کی نفی مراد ہے۔ مگر ایک شیخ وقت کے کافر بنانے اور اہل حرمین شریفین کے دھوکہ دینے کے واسطے قطعی یقینی مراد ہے اعتراض فرمایا جاتا ہے اور جو قطعی اور یقینی غلط معنے ہیں وہی مراد لے کر قطعی اور یقینی تکفیر فرمائی جاتی ہے لے چودھویں صدی جب تیرے مجدد ایسے ہیں تو دجال کیسے ہوں گے۔ ناظرین ہم کچھ نہیں عرض کرتے آپ ہی انصاف فرمائیں کہ جناب خاں صاحب نے کیا غضب کیا ہے۔

ایک اور تماشا ہے کہ علم ذاتی اور محیط حقیقی کو مختص بالباری تعالےٰ فرماتے ہیں اور آیات و احادیث و اقوال علماء میں جہاں دوسرے سے علم غیب کی نفی کی گئی ہے وہاں قطعاً یہی مراد ہیں اور براہین قاطعہ میں علم محیط ہی کی نفی ہو رہی ہے، اور اُس میں گفتگو اور مولٰنا یہی فرما رہے ہیں کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔

اوّل تو لفظ محیط صاف قرینہ علم ذاتی کا ہے کیونکہ یہ دونوں لازم ملزوم ہیں جس سے خاں صاحب بھی انکار نہیں فرما سکتے اور کریں تو کیا ہم کہیں چلے گئے ہیں خاں صاحب ہی کے اقوال پیش کر دیں گے اُن کو چاہے یاد نہ رہا ہو مگر ہم کو اُن کا قول خوب یاد ہے۔

دوسرے لفظ خلاف نصوص قطعیہ یہ تو فرمایا جائے کہ فخر عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے علم ثابت کرنا خلاف نصوص قطعیہ کے کون سا ہے کچھ انصاف ہے فرمائیے

کوئی دوسرا احتمال ہے خلاف نصوص قطعیہ آپ کے نزدیک تو بجز علم ذاتی محیط کے کوئی اور ہو ہی نہیں سکتا۔ پھر آپ کو علم ذاتی مراد لینے میں کیا تامل ہے۔

تیسرا قرینہ بلا دلیل محض قیاس فاسد سے ثابت کرنا۔ فرمایئے محض قیاس فاسد سے بلا دلیل علم ذاتی ہی ثابت ہوگا یا علم اعطائی بھی آپ کے نزدیک اس کا فرد ہے فرمایئے اب بھی مراد علم ذاتی ہے یا نہیں۔

چوتھا لفظ شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے فرمایئے شرک کون سا علم ہے ذاتی یا اعطائی۔ فرمایئے حضرت مولینا کے کلام اقدس کے معنے سمجھ شریف میں آئے فرمایئے اب بھی مطلب صاف ہو گیا کہ حضرت مولینا تو فخر عالم روحی فداہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے علم ذاتی کی نفی فرما رہے ہیں جس کی نفی کرنی باتفاق جملہ اہل اسلام فرض قطعی اور اثبات کفر و شرک صریح ہی اور شیطان اور ملک الموت کے علم اعطائی کا بیان فرما کر یہ فرماتے ہیں کہ ان کے علم اعطائی پر قیاس کر کے سرور عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے علم ذاتی محیط زمین کا ثابت نہ کرو کہ یہ کفر خالص اور شرک ہے اس میں ایمان کا کوئی حصہ نہیں۔

فرمایئے خان صاحب اب تو ہم نے اپنا مطلب آپ ہی کے کلام سے ثابت کر دیا۔ خان صاحب کتاب یوں لکھتے ہیں، مناظرہ یوں ہوتا ہے، نقش الٹی اسے کہتے ہیں یہ کون سی بات ہے کہ چوروں کی طرح بات گھڑ دی، خصم کے مقابلہ میں جان چرا گئے سچا علم نور ہے اس کے مقابلہ میں ظلمات جہل پاش پاش ہو جاتی ہیں۔ ہم کچھ نہیں مگر الحمد للہ تعالیٰ کہ ہمارے بڑے جن کے ہم کفش بردار ہیں وہ سب کچھ ہیں خان صاحب یہ وہ مسائل ہیں جن پر آپ کو ناز ہے تمام عمر اسی میں گذری ہے یہاں آپ کے

نوم مبارک کی یہ حالت ہے اگر کہیں آپ نے مسائل علمیہ میں بات چیت کی تو خدا جانے حقیقت کھل جائے گی۔

ہم نے استمداد بالغیر کے بارہ میں رسالہ لکھا ہے نہایت مہذب رسالہ ہے اس کا جواب تحریر فرمایئے ہم نے آپ کے علم غیب میں بھی چند رسائل دیکھے مگر کیا کہیں ایک سو بیس عبارتیں ہی نقل فرما دی ہیں اگر کہیں قلم اٹھ گیا تو اس میں بھی عرض کر کے بتا دیں گے۔

پھر اس وقت تو یہ عرض ہے کہ خان صاحب کے کلام سے بھی یہ ثابت ہو گیا کہ علم ذاتی مختص بالباری تعالیٰ ہے ایک ذرہ بلکہ اس سے کمتر کا علم بھی کسی کے لیے کوئی ثابت کرے گا تو وہ کافر ہے اور جہاں کہیں آیات واحادیث واقوال علماء میں کسی سے نفی علم غیب کی ہے یہی مختص بالباری تعالیٰ مراد ہے پس مدعی ثابت ہو گیا کہ براہین قاطعہ میں بھی سرور عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جو علم غیب کی نفی کی ہے وہ علم ذاتی ہی کی نفی ہے۔ فالحمد للہ علیٰ وضوح الحق وما ذا بعد الحق الا الضلال۔

گو ہم نے بفضلہ تعالیٰ پوری طرح سے ثابت کر دیا کہ براہین قاطعہ میں مراد علم ذاتی کی نفی ہے مگر ابھی تک قرائن ہی بیان کیے ہیں گو ایسے وقت میں تو بقول خان صاحب ادنےٰ سے ادنےٰ قرینہ بھی کافی تھا اور یہاں تو واضح قرائن موجود ہیں کہ یقیناً مراد ایسی واضح ہو گئی کہ دوسری جانب کا احتمال بھی باقی نہیں رہا اور یہ بھی قریب قریب کیا بالکل صریح ہی سمجھنا چاہیئے مگر تاکہ خان صاحب کا علم و فضل و زہد و تقویٰ و مجددیت اتباع سنت عشق رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پورا ہی ثابت ہو جائے اور آیندہ کو مسلمان خان صاحب

سے پورے خبردار ہو جائیں تو اب ہم تصریح ہی پیش کرتے ہیں مسلمان متوجہ ہو کر سنیں۔

جو عبارت خان صاحب نے براہین قاطعہ کی نقل فرمائی ہے اس کے ۱ سطر کے بعد اسی قول میں فرماتے ہیں :

"اور یہ بحث اس صورت میں ہے کہ علم ذاتی آپ کو کوئی ثابت کر کے یہ عقیدہ کرے جیسا جہلا کا عقیدہ ہے اگر یہ جانے کہ حق تعالیٰ اطلاع دے کر حاضر کر دیتا ہے تو شرک تو نہیں مگر بدون دلیل شرعی کے اس پر عقیدہ درست بھی نہیں اور بدون صحت ایسی بات کو عقیدہ کرنا موجب معصیت کا ہے انتہیٰ صفحہ ۵۱ و ۵۲ "

ذرا دیکھئے ناظرین اب بھی کوئی بات باقی رہ گئی قرآن سے بڑھ کر مصنف نے خود اسی قول میں اپنی مراد بتا دی کہ یہ تمام بحث اس صورت میں ہے کہ آپ کے لیے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کوئی علم ذاتی ثابت کرے اور علم ذاتی اگر کوئی کسی کے لیے بھی ثابت کرے تو وہ تو خان صاحب کے نزدیک بھی شرک ہے۔ پھر فرمائیے مصنف براہین قاطعہ نے کیسا حق صریح کہا ہے جس سے کوئی مسلمان انکار کر ہی نہیں سکتا پھر خان صاحب کا یہ صریح کمک نقل کس بنا پر تھا اور باوجود اس تصریح اور علم کے خان صاحب کو کس چیز نے اس کی ہدایت دی۔

مسلمانو! ہم تو خان صاحب کو اس وقت رہ رہ کر بتاتے کہ وہ بھی یاد رکھتے گو آج یہ کام آپ ہی کے سپرد کر دیا ہے۔ ہم کچھ نہیں کہتے بس اب فیصلہ آپ ہی کے ہاتھ ہے اگر ایسے صاف اور کھلے ہوئے مضامین پر بھی اختیار ہے کہ جس کا جو جی

چاہے عبارت کا مطلب کر دے اور فتویٰ دے دے تو اب مسلمان تو دنیا میں رہنے کا نہیں مگر اس کا نتیجہ بجز ذلت اور رسوائی کچھ نہیں کوئی شخص کسی کے کہنے سے کافر و مسلمان نہیں ہو سکتا۔

ہم یہاں حضرت مولٰنا مولوی خلیل احمد صاحب مدظلہم کا فتویٰ بھی نقل کرتے جو ہم نے مولٰنا سے خود دریافت کیا ہے اور قطع الوتین میں اُس کا خلاصہ شائع ہو چکا ہے مگر اب اُس کی کوئی حاجت معلوم نہیں ہوتی اور ہم اس بحث کو یہیں ختم کرتے ہیں اگر نعمان صاحب نے کچھ زبان کھولی تو پھر انشاء اللہ تعالیٰ اچھی طرح[1] عرض کریں گے

واللّٰہ تعالیٰ ھو المستعان و علیٰ رسولہ الصلوٰۃ والتسلیم ما تعاقب الملوان۔

---

[1] قولہ اچھی طرح عرض کردیں گے۔ لیکن چونکہ نعمان صاحب سے بیہودہ بحث اور فضول ہے اس وجہ سے یہ خیال آتا ہے کہ شائقین کہیں حضرت مولٰنا موصوف کے فتوے سے محروم نہ رہ جائیں، لہٰذا اس حاشیہ میں فتوے مذکور کی نقل مناسب معلوم ہوتی ہے۔ نقل

فتویٰ حضرت مولٰنا مولوی خلیل احمد صاحب مدرس اوّل مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور لطف برایٰن قاطعہ دامت برکاتہم۔

استفتاء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بخدمت شریف مخدوم مکرم جناب مولٰنا مولوی خلیل احمد صاحب مدرس اوّل مدرسہ مظاہر العلوم

تحقیق مطلب عبارت حفظ الایمان

پھر خاں صاحب حسام صفحہ ۹۰ پر فرماتے ہیں:

مولوی اس فرقہ وہابیہ شیطانیہ کے بڑوں میں ایک اور شخص اسی گنگوہی

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۷) سہارنپور ساکن انبیٹھہ دامت برکاتہم۔ بعد عرض تحیۂ ماثورہ عرض ہے۔ مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی حسام الحرمین میں آپ کی نسبت یہ تحریر فرماتے ہیں کہ اپنی کتاب براہین قاطعہ میں تصریح کی کہ ابلیس کا علم نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے۔ امور ذیل دریافت طلب ہیں۔

۱۔ کیا اس مضمون کی آپ نے براہین قاطعہ یا کسی دوسری کتاب میں تصریح فرمائی ہے۔

۲۔ اگر تصریح نہیں تو بطریق لزوم کے اشارۃً یا کنایۃً بھی یہ مضمون آپ کی عبارت سے مفہوم ہوتا ہے یا نہیں۔

۳۔ اگر یہ مضمون صراحۃً مفہوم نہیں ہوتا اور لزوماً مفہوم ہوتا ہے تو یہ معنے آپ نے مراد لیے ہیں یا نہیں۔

۴۔ اگر یہ مضمون آپ نے نہ صراحۃً بیان فرمایا نہ اشارۃً نہ کنایۃً آپ کے کلام کو لازم نہ آپ کی مراد تو جو شخص ایسا اعتقاد رکھے یا کہے کہ سرور عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم سے ابلیس کا علم زیادہ ہے اس کو آپ مسلمان جانتے ہیں یا کافر۔

۵۔ اس عبارت کو خاں صاحب براہین قاطعہ سے نقل کرتے ہیں اور اس مضمون مذکورہ

کے دم چھلوں میں ہے جسے اشرف علی تھانوی کہتے ہیں اُس نے ایک
چھوٹی سی رسلیا تصنیف کی، چار ورق کی بھی نہیں اور اُس میں تصریح

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۸) کو اس کا مفاد صریح بیان کرتے ہیں اس عبارت کا صحیح مطلب کیا ہے
بینوا توجروا۔

بندہ محمد مرتضیٰ حسن عفی عنہ

الجواب و منہ الوصول الی الصواب

مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی نے جو بندہ پر یہ الزام لگایا ہے بالکل بے اصل اور لغو ہے۔ میں اور میرے اساتذہ ایسے شخص کو کافر مرتد و ملعون جانتے ہیں، جو شیطان علیہ اللعن کیا کسی مخلوق کو بھی جناب سرور عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے علم میں زیادہ کہے چنانچہ براہین کے صفحہ ۴ میں یہ عبارت موجود ہے۔

"پس کوئی ادنے مسلم بھی فخر عالم علیہ الصلوٰۃ کے تقرب و شرف کمالات میں کسی کو مماثل آپ کا نہیں جانتا انتہی"

خان صاحب بریلوی نے یہ مجھ پر محض اتہام لگایا ہے اس کا حساب روز جزا ہو گا۔ یہ کفری مضمون کہ شیطان علیہ اللعن کا علم نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے زیادہ ہے۔ براہین کی کسی عبارات میں نہ صراحتہ ہے نہ کنایتہ۔ اور جس عبارت کو خان صاحب براہین سے نقل کر کے لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں وہ یہ ہے:

کی کہ غیب کی باتوں کا جیسا علم رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہے ایسا
تو ہر بچہ اور ہر پاگل بلکہ ہر جانور اور ہر چار پائے کو حاصل ہے اور اس

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۹) شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر
عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام
نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔" (براہین صفحہ ۵۱)

اس بحث میں یہ عبارت بھی براہین کی ملاحظہ ہو:

"تمام امت کا یہ اعتقاد ہے کہ جناب فخر عالم علیہ السلام کو اور سب
مخلوقات کو جس قدر علم حق تعالیٰ نے عنایت کر دیا اور بتلا دیا اس سے ایک
ذرہ بھی زیادہ کا علم ثابت کرنا شرک ہے۔" (براہین صفحہ ۵۱)

پھر جس کو حق تعالیٰ نے علم و قدرت وغیرہ عطا فرما دیا ہے اس سے زیادہ ہرگز
ذرہ بھر بھی نہیں بڑھ سکتا۔ شیطان کو جس قدر وسعت دی اور ملک الموت کو
اور جناب رسالت مآب کو جس وسیع پر بتلایا ہے اس سے زیادہ کی ان کو کچھ
قدرت نہیں۔" (براہین صفحہ ۵۱)

ان عبارات سے ظاہر ہو گیا کہ عبارات مذکورہ کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ نعوذ باللہ شیطان
کا علم آپ کے علم کے مساوی بھی ہو چہ جائیکہ زیادہ بلکہ عبارات مذکورہ کا یہ مطلب ہے کہ شیطان و
ملک الموت کو یہ وسعت (یعنی جس قدر علم ان کو باعطائے الٰہی ملا ہے) نص سے ثابت ہے
فخر عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وسعت علم (یعنی وسعت علم ذاتی) کی کون سی نص قطعی ہے تو
جس سے یہ ثابت ہو کہ آپ کو صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علم ذاتی بغیر اعطائے الٰہی حاصل ہے)

کی ملعون عبارت یہ ہے کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰) جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے یہ عبارت ایسی صاف ہے کہ اس میں آپ کی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم توہین نہ شیطان کی فضیلت، ہاں شاید مولوی احمد رضا خان صاحب اور ان کے ہوا خواہ یہ فرما دیں کہ یہ مطلب کہاں سے نکال لیا کہ مراد علم ذاتی کی نفی ہے۔ جواب یہ ہے کہ یہ بات بھی براہین کے اسی قول میں مذکور ہے ملاحظہ ہو صفحہ ۴۶۔

والا یہ بحث اس صورت میں ہے کہ علم ذاتی آپ کو کوئی ثابت کر کے یہ عقیدہ کرے جیسا جہلا کا یہ عقیدہ ہے۔ اگر یہ جانے کہ حق تعالیٰ اطلاع دے کر حاضر کر دیتا ہے تو شرک تو نہیں مگر بدون ثبوت شرعی کے یہ عقیدہ درست بھی نہیں اور بدون حجت ایسی بات کا عقیدہ کرنا موجب معصیت کا ہے انتہیٰ۔

اس صاف اور صریح عبارت کے بعد بھی کیا کسی شخص کو کوئی شبہ رہ سکتا ہے نہ تو خان صاحب بریلوی نے محض اتہام اور کذب خالص بندہ کی طرف منسوب کیا ہے مجھ کو تو مدت العمر کبھی وسوسہ بھی اس کا نہیں ہوا کہ شیطان کیا کوئی ولی فرشتہ بھی آپ کے علوم کی برابری کر سکے چہ جائیکہ علم میں زیادہ ہو۔ یہ عقیدہ جو خان صاحب نے بندہ کی طرف منسوب کیا ہے کفر خالص ہے اس کا مطالبہ خان صاحب سے روز جزا ہوگا۔ میں اس سے بالکل بری ہوں اور پاک وکفیٰ باللہ شہیدا۔

اہل اسلام عبارت براہین کو بغور ملاحظہ فرما دیں مطلب صاف اور

کیا مراد ہے بعض غیب ہے یا کل اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و بکر بلکہ صبی و مجنون

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱) واضح ہے۔

مرزا خلیل احمد | خلیل احمد | وفقہ اللہ لما تحبہ و ترضاہ

ناظرین ملاحظہ فرمائیں کہ اب بھی لب کشائی کی گنجائش باقی ہے اور اب بھی کوئی صاحب کہہ سکتے ہیں کہ براہین قاطعہ میں تصریح کی کہ سرور عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ابلیس لعین کا علم زیادہ ہے معاذ اللہ تعالیٰ منہ کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا۔

پہلے اتہام کی تو یہ حقیقت تھی جو مفصل مذکور ہوئی۔

دوسرا اتہام یہ لگایا گیا تھا کہ شیطان کے لیے علم محیط ثابت کیا گیا اور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے ثابت کرنا شرک کہا حالانکہ جو شرک ہے وہ تمام عالم کے لیے شرک ہے۔ اس کا جواب بھی بحمدہٖ تعالیٰ مفصل مذکور ہو چکا کہ یہ فقط خان صاحب کی نقل کی خوبی ہے۔ نہ براہین قاطعہ میں شیطان ملعون کے لیے علم محیط ارض ثابت کیا گیا نہ آپ کے لیے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اُسے شرک کہا گیا مطلب یہ ہے کہ علم ابلیس کو دیکھ کر اس قیاس سے سرور عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم محیط ارض کا ثابت کرنا جائز نہیں یہ عقیدہ ہے اس میں خبر واحد بھی کافی نہیں پھر جائیکہ قیاس اور وہ بھی فاسد۔ اور شیطان کے لیے علم وہ ثابت کیا گیا ہے جو اس ملعون کو خداوند عالم نے دیا اور سرور عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے علم ذاتی کی نفی کی گئی جو بغیر اعطائے الٰہی خود بخود حاصل ہو تو جس کو شرک کہا ہے وہ

بلکہ جمیع حیوانات بہائم کے لیے بھی حاصل ہے الی قولہ اور اگر تمام علوم غیب مراد ہیں اس طرح کہ اُس کی ایک فرد بھی خارج نہ رہے تو اس کا بطلان

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۲) علم ذاتی ہے اور جس کو ثابت کیا ہے وہ علم عطائی ہے جس کا مفصل بیان پہلے ہو چکا لہٰذا یہ تمام بھی ہبا ہو گیا۔

تیسری بات یہ ہے کہ جب علم نبوی کی نفی کی تو:

ایک باطل روایت کی سند پکڑی جس کی دین میں اصل نہیں اور اُن کی طرف اُس کی نسبت کر رہا ہے جنھوں نے اُسے روایت نہ کیا بلکہ اس کا صاف رد کیا اور یہ کہا کہ شیخ عبدالحق روایت کرتے ہیں کہ مجھ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں حالانکہ شیخ نے مدارج النبوۃ میں یوں فرمایا ہے۔ یہاں یہ اشکال پیش کیا جاتا ہے کہ بعض روایات میں آیا ہے کہ نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے یوں فرمایا میں تو ایک بندہ ہوں اس دیوار کے پیچھے کا حال مجھے معلوم نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ یہ قول محض بے اصل ہے اس کی روایت صحیح نہ ہوئی الخ (حسام صفحہ ۱۹)

اور علم نبوی میں نفس مانگی جاتی ہے وہ بھی قطعی۔ یہ اعتراض بھی خان صاحب کا اور اُن کے اذناب کا مایہ الفخر ہے اس کا خنشاہم نے جواب دیا تھا مگر بخیال مذکور قدرے توضیح اس کی مناسب ہے، بیان سابق سے واضح ہو گیا کہ سرور عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے علم ذاتی کی نفی کی جاتی ہے، جناب خان صاحب میں آپ سے دریافت کرتا ہوں کہ اگر کوئی مشرک بد دین سرور عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے محض قیاس فاسد سے علم ذاتی ثابت

دلیل نقلی و عقلی سے ثابت کیے میں کہتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ کی مہر کا اثر دیکھو
یہ شخص کیسے برابری کر رہا ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۳) کرنے لگے تو آپ اس سے کیا یہ نہ فرمادیں گے کہ یہ عقیدہ فاسدہ کس نص قطعی سے ثابت ہے یا آپ اس کو چپ چاپ تسلیم فرمالیں گے گو دل میں ہو مگر ظاہر میں تو آپ ایسا نہیں کر سکتے کیونکہ خالص الاعتقاد وغیرہ میں اس کی آپ تصریح فرما چکے ہیں کہ اگر کوئی ذرہ اور ذرہ سے ادنیٰ کا بھی علم ذاتی کسی مخلوق کے لیے ثابت کرے تو قطعی مشرک ہے پھر اگر مولانا نے یہ فرمادیا کہ عقائد میں نصوص قطعیہ کی ضرورت ہے عقائد قیاس فاسد کیا اخبار صحیحہ سے بھی ثابت نہیں ہو سکتے تو کیا بے جا کیا۔ آپ کو حق سے اس قدر مخالفت ہے کہ جس کو آپ بھی حق جانتے ہیں اس کو بھی اگر مخالف کہہ دے تو انکار کرنا ضرور ہے۔ خان صاحب اگر یہی بحث ہے تو بہت اندیشہ ہے کہ ہم توحید و رسالت کے ساتھ تمام احکام اسلام کے دل و جان سے معتقد ہیں۔

ایسی ضد کا کیا ٹھکانا دین حق پہچان کر
ہم ہوئے مسلم تو وہ مسلم ہی کافر ہو گیا

خان صاحب ہم تو انشاء اللہ تعالےٰ جنت میں بھی جاویں گے۔ بات یہی ہے کہ مخالف ہو تو ایسا ہو جیسے آپ۔

دوسری بات کا جواب یہ ہے کہ اگر حضرت مولانا براہین میں یہ فرماتے کہ حضرت شیخ نے مدارج النبوۃ میں روایت کیا ہے تب تو بے شک آپ کا اعتراض کسی درجہ میں قابل التفات ہوتا بھی کہ اسی جگہ اس روایت کو بے اصل فرماتے ہیں اور فقط روایت کرنا

اور چنیں اور چناں الخ (صفحہ ۲)

جب اس عبارت کا بھی ما تقدم اور ما تأخر ملا لیا جاوے تو ایسی ہی

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۴) نقل فرمادیا اور جرح کو نقل نہ کیا مگر جب مطلق روایت کرنا ذکر کیا ہے تو اب ہمارے ذمہ فقط اسی قدر ضرور ہے کہ شیخ کا اس روایت کو ذکر کرنا ثابت کر دیں اور اس جگہ شیخ نے اس کی نسبت لا اصل لہ نہ کہا ہو بس براہین کا حوالہ صحیح ہو گیا اب ظاہر ہے کہ جب شیخ نے ایک جگہ اس کی نسبت لا اصل لہ فرمایا اور ایک جگہ سکوت تو ناقل نے نقل خلاف واقع نہیں کی بلکہ جہاں سے اس نے نقل کیا ہے وہاں تو فقط نقل ہی نقل ہے وہی ناقل کتاب ہے۔

خاں صاحب لمر تقیس علی نفسہ آپ نے یہ خیال کیا کہ جیسے آپ نے دیدہ و دانستہ تحذیر الناس کی عبارت میں تلاش خراش کر کے ایک فقرہ صفحہ ۱۴ کا پھر دوسرا فقرہ صفحہ ۲۸ کا اور پھر آخر میں صفحہ ۳ کا تحریر فرما کر کھلی خیانت کی اور صفحہ ۱ وغیرہ کی عبارات تحذیر الناس کو قصداً خیانۃً چھپایا اسی طرح آپ نے مولانا کو خیال فرمایا خاں صاحب اس کی ضرورت بدعقیدوں کو پڑتی ہے جو جھوٹے ہوتے ہیں سچوں کو اس کی نہ ضرورت نہ اُن سے یہ ہو سکے یہ طرز آپ ہی کو مبارک رہے۔

سُنیئے ہمارے ذمہ فقط اسی قدر ضروری تھا جو اوپر ذکر کیا لیکن جاڑ کیا یاد رکھو گے ایسا مناظرہ کرنے والا کے لئے ہم اس جگہ سے شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز کی عبارت پیش کریں گے جہاں شیخ موصوف اس حدیث کو موقع استدلال میں پیش فرماتے ہیں جو شیخ قدس سرہ العزیز کے نزدیک معتبر ہونے کی دلیل

صاف ہے جیسے پہلی عبارات اس کا تو حاصل فقط اسس قدر ہے کہ اگر آپ کو
صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عالم الغیب کہتے ہو اور لفظ عالم الغیب میں جو لفظ غیب

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۵) ورنہ اگر یہ روایت باطل اور بے اصل محض ہوتی تو مقام استدلال
میں اس کا پیش کرنا شیخ رحمۃ اللہ تعالےٰ کو باوجود علم کے حرام ہوتا جب شیخ ثقہ ہیں تو
ثقہ کا مقام استدلال میں کسی حدیث کو پیش کرنا بے شبہ اس کے نزدیک قابل احتجاج
ہونے کی دلیل ہے پھر پیش بھی کس حدیث کے مقابلہ میں جو صحیحین کی حدیث اسکے ہم مضمون
ہو احادیث صحیحین کے معنے کی تخصیص میں جس حدیث کو شیخ پیش فرمائیں تو اب بھی
اگر وہ شیخ کے نزدیک قابل احتجاج نہ ہوگی تو کب ہوگی۔

اس مضمون کی احادیث صحیحین میں موجود ہیں۔ رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے
ہیں کہ جیسے میں آگے سے دیکھتا ہوں ویسے ہی پیچھے سے دیکھتا ہوں اس مضمون کی
حدیث مشکوٰۃ شریف کے کئی بابوں میں وارد ہوئی ہے۔

پہلی حدیث باب صفۃ الصلوٰۃ کی فصل ثالث کے اخیر میں واقعہ ہے اس حدیث
کو نقل فرماکر شیخ علیہ الرحمۃ اشعۃ اللمعات میں فرماتے ہیں جس کا ترجمہ یہ ہے:
"جان کر دیکھنا آنحضرت صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا آگے اور پیچھے
سے بطریق خرق عادت کے وحی یا الہام سے تھا اور کبھی کبھی تھا نہ ہمیشہ
اور تائید اس کی اس سے ہے جو حدیث میں آیا ہے کہ جب ناقہ مبارکہ
آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی گم ہو گئی اور نہ ملی اور یہ نہ معلوم ہوا کہ
کہاں گئی تب منافقوں نے کہا کہ محمد (صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کہتے ہیں کہ

واقع ہے جو علّامہ الوسی نے لفظ عالم الغیب کی ہوا ہے اس سے بعض علوم غیبیہ مراد
ہیں چاہے وہ ایک ہی چیز کیوں نہ ہو تو اس میں حضور کی کیا تخصیص

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۶) میں آسمان کی خبر پہنچاتا ہوں اور اس کی خبر نہیں کہ اُن کی ناقہ
کہاں ہیں تب آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا واللہ میں نہیں جانتا
مگر وہ کہ میرے پروردگار نے مجھ کو بتا دیا اب میرے پروردگار نے مجھ کو
دکھا دیا کہ وہ فلاں جگہ ہے اور اس کی مہار ایک درخت کی شاخ میں بندھی
ہوئی ہے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ میں بشر ہوں میں نہیں جانتا کہ اس دیوار کے
پیچھے کیا ہے۔ یعنی بے بتلائے حق سبحانہ کے اشعۃ اللمعات جلد
اول صفحہ ۳۶۲"

خان صاحب فرمایئے اب بھی کچھ شرم آئی یا نہیں دیکھا براہین میں صحیح نقل کیا تھا یا
نہیں کہ شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ تعالےٰ روایت کرتے ہیں، شیخ نے روایت کی یا آپ
نے اشعۃ اللمعات آپ کی ہے یا شیخ علیہ الرحمۃ کی پھر وہ بھی حدیث کی کتاب
جہاں اس کی تحقیق کی جگہ ہے ۔

خان صاحب اس سے زیادہ تر عجیب بات یہ ہے کہ اسی مدارج النبوت میں
دوسری جگہ حضرت شیخ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں، جس کا ترجمہ یہ ہے،
"جان کہ اس جگہ ایک ادب اور قاعدہ ہے کہ بعض اصفیاء اور اہل تحقیق
نے ذکر کیا ہے اور اس کی شناخت اور رعایت موجب حل اشکال اور
سبب سلامتی حال کی ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر ربوبیت جل وعلا شانہ سے

ہے۔ یعنی ایک ذرا ایک غائب چیز کا علم تو ہر شخص زید و عمرو بکر وغیرہ بلکہ صبیان و مجانین
بلکہ حیوانات کو بھی ہوتا ہے اور علت اطلاق عالم الغیب کی یہی ہے تو چاہیئے کہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۔۔) کوئی خطاب یا عتاب اور سطوت اور سلطنت اور استغنا اور
استعلا واقع ہو جیسے انک لاتہدی اور لیحبطن عملک ولیس لک
من الامر شیء و تریدون زینۃ الحیوۃ الدنیا و امثال اس کی یا
جانب نبوت سے عبودیت یا انکسار یا افتقار یا عجز اور مسکنت وجود میں آئے
جیسے انما انا بشر مثلکم و اغضب کما یغضب البشر
ولا اعلم ما وراء ھذا الجدار و ما ادری ما یفعل بی و بکم اور
امثال اس کے درمیان آئیں ہم کو نہ چاہیئے کہ اس میں دخل دیں اور اشتراک لفظ سے کام
لیں بلکہ حد ادب اور سکوت اور خموشی پر توقف کریں۔ (مدارج النبوۃ صفحہ ۷۰)

اگر یہ حدیث بالکل بے اصل تھی تو یہاں شیخ کیوں نقل فرماتے ہیں کیا لغو اور بے اصل
باتوں کو ایسے مواقع میں بیان فرماتے ہیں غرض براہین کا جس قدر دعویٰ تھا وہ تو بفضلہ تعالیٰ
ثابت ہو گیا کہ شیخ علیہ الرحمۃ نے اس حدیث کو روایت فرمایا ہے اور وہ بھی اس طرح
جس سے ان کے نزدیک مزید معتبر ہے اور یہی مدعی تھا فللّٰہ الحمد و علیٰ رسولہ
الصلوٰۃ والتسلیم۔

اب رہی یہ بات کہ حضرت شیخ علیہ الرحمۃ اور حافظ ابن حجر نے اس کو ایک جگہ لا اصل لہ
فرمایا اور دوسری جگہ اس طرح بیان فرمایا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی اصل ہے تو
اس کا جواب زرقانی شرح مواہب لدنیہ میں ملاحظہ فرمایا جائے وہ تحریر فرماتے ہیں

ان کو بھی عالم الغیب کہا جائے سو اگر تم اس کو جائز رکھتے ہو تو پھر یہ لفظ کمال پر دال نہ ہوا اور اگر جائز نہیں رکھتے تو تخلف حکم کا دلیل اور علت سے لازم

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰) کہ لا اصل لہ کا یہ مطلب نہیں کہ یہ روایت باطل ہے بلکہ اس کی سند ذکر نہیں کی گئی، اصل میں اس کو ابن جوزی نے ذکر کیا ہے اور ظاہر ہے کہ کس قدر متساہل ہیں کہ ذرا سے شبہ میں ضعیف کیا موضوع ہونے کا حکم لگا دیتے ہیں وہ اس کی نقل کرنے والے ہیں تو یہ روایت باطل بے اصل تو ہو نہیں سکتی ہاں چونکہ روایت کی سند بیان نہیں فرمائی اس وجہ سے شبہ پڑ گیا مگر چونکہ اس کا مضمون صحیح ہے اس وجہ سے اس کو استشہاد و تائید میں دونوں پیش کرتے ہیں اور یہ معتبر ہونے کی اعلیٰ درجہ کی دلیل ہے۔

چنانچہ مواہب میں تو یہاں تک لکھ دیا:

"جب یہ صحیح ہو گیا کہ تحقیق آپ نہیں جانتے جو آپ کے دیوار کے پیچھے ہے اور نہ دوسرے کی دیوار کے پیچھے ہے مگر جو آپ کو آپ کے رب تبارک و تعالیٰ نے بتا دیا۔"

ہم کو تو فقط یہ ثابت کرنا چاہیے تھا کہ شیخ نے بلا انکار اس کو روایت کیا سو وہ بفضلہ تعالیٰ مع شیٔ زائد ثابت کر دیا۔ اس سے زیادہ کی ہم کو ضرورت نہیں ہاں یہاں بعض بعض مباحث علیہ باقی ہیں اگر خان صاحب نے ہمت فرمائی تو انشاء اللہ تعالیٰ ذکریٰ الخواطر حصہ دوم میں عرض کریں گے ورنہ خان صاحب کی قلعی کھولنے کے لیے یہ بھی کافی ہے۔ کیا خان صاحب کے علم و دیانت و تبحر علمی پر اگر ہوں تو یہ بنا حجتہ

آتا ہے اور یہ ناجائز یہاں سرور عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معلومات کی کیست
کا کوئی کہیں ہزار ہزار کوس تک بھی ذکر نہیں چونکہ بندہ کے سوال پر حضرت مولینا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۹) نہیں ہے کہ فرماتے ہیں:

مگر باطل الروایت سے سند پکڑنی - جو دعویٰ قرآن و حدیث و اجماع
امت و تواتر سے ثابت ہو کہ کسی مخلوق کو علم ذاتی نہیں ہو سکتا جس مخلوق کو
جس قدر علم حق تعالے نے عطا فرمایا ہے اُس سے زیادہ وہ ایک ذرہ کا
علم بھی پیدا نہیں کر سکتا۔ اس کی تائید میں اگر ایسی روایت بیان کی جس کا مضمون
قطعاً یقیناً صحیح جس کو ابن جوزی رحمہ اللہ تعالے جیسا محتاط محدث روایت
کرے، اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ خود اس کو اپنے دعوے کی
تائید میں بیان فرمائیں، ایک جگہ نہیں دو جگہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ تعالے اس کو
احادیث صحیحین کا معارض بتائیں گو کسی ہی درجہ میں کیوں نہ ہو اگر ان کے نزدیک
بالکل باطل اور بے اصل ہوتی تو اس جمع و تطبیق کی کیا ضرورت ہوتی جو تخمیس
میں فرمایا:

وبذالك يجمع بينه وبين قوله لا اعلم ما وراء جداري هذا انتهى۔	اور اسی سے جمع کیا جاتا ہے اس میں اور آپ کے قول میں کہ نہیں جانتا ہوں میں جو میری اس دیوار کے پیچھے ہے ۱۲ منہ

مواہب لدنیہ جس پر امام سخاوی فرماتے ہیں:

مگر اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث ضرور اصل ہے اور خود حافظ

مولوی اشرف علی صاحب مدظلہم نے خود ہی ایک مختصر تحریر فرمادی ہے جس کا خلاصہ قطع الوتین میں شائع ہو چکا ہے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اسی کو اس جگہ بجنسہ نقل کر دیا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۰) ابن حجر ہی لا اصل لہ فرماتے ہیں تو یہ بظاہر تعارض ہے جس کا جواب شارح نے یوں دیا ہے:

"کہ ممکن ہے کہ مراد لا اصل لہ سے یہ ہے کہ اس کی اصل معتبر نہیں کیونکہ اس کو بے سند ذکر کیا ہے حافظ ابن حجر کی یہ مراد نہیں کہ یہ روایت باطل ہے زرقانی صفحہ ۸۶ جلد رابع"

پھر خان صاحب کا اس روایت کو باطل کہنا خان صاحب ہی کی ہمت ہے کسی اہل علم سے تو ہو نہیں سکتا۔

اور افسوس تو آپ کی ذاتی خیانت اور بددیانتی پر ہے کہ جہاں سے آپ نے مدارج النبوۃ کی یہ عبارت مذکورہ نقل کی ہے اسی کے بعد شیخ فرماتے ہیں:

"کہ اگر صحیح ہو تو ہم یہ کہیں گے کہ وہ انکشاف مخصوص بحال نماز ہے الخ"

اگر شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ روایت باطل اور بے اصل محض تھی تو پھر شیخ کو اس جواب کی کیا ضرورت تھی چونکہ ابن جوزی رحمہ اللہ تعالیٰ جیسے محدث محتاط نے اس کو ذکر کیا تھا گو بے سند ہی سہی اس وجہ سے احتمال ہے کہ یہ حدیث صحیح ہو اور باطل محض تو ہو ہی نہیں سکتی لہٰذا اس تقدیر پر بھی جواب دینا ضرور تھا۔

فرمائیے کچھ شرم آئی یا نہیں اب شیخ علیہ الرحمۃ پر اعتراض فرمایئے کہ روایت باطلہ

جائے۔ ناظرین انصاف فرمائیں گے کہ کلام کس قدر صاف ہے۔

علاوہ ازیں تصنیف را مصنّف نیکو کند بیان جب مصنّف خود فرماتے ہیں:

"کہ میرا مطلب یہ ہے تو اب کسی کو چون و چرا کی گنجائش کیا

ہے۔ ہاں ہم کو بھی علمی طور پر کچھ عرض کرنا ہے مگر اس کو ترکیۃ الخواطر

کے لیے چھوڑ دیا، یہاں حضرت مولانا دامت برکاتہم کی تحریر پر

بس کرتا ہوں"

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۱) سے دو جگہ تائید مدعٰی فرمائی۔ باوجودیکہ ایک جگہ خود اس کو لا اصل لہ کہا، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالٰی نے خود ہی لا اصل لہ فرمایا اور خود ہی جمع کی نظر کی جس سے اس کے لیے اصل کا ہونا مفہوم ہوتا ہے۔

خان صاحب یہ تمام باتیں علم کی یہی کتابوں کا صرف ترجمہ بے سمجھے دیکھ دیکھ کر مضامین لکھنے میں یہ ذلت اور رسوائی ہوتی ہے جو آپ کو ہوئی تعالٰی و ندعالم نے بوجہ عداوت سنت اور دشمنی اولیاء اللہ تعالٰی کے آپ کی عقل کو اندھا کر دیا ہے۔ ومن لم یجعل اللہ لہ نورًا فما لہ من نور۔ اب بھی توبہ کر لو ورنہ سخت ذلت اور عذاب شدید کا سامنا ہے۔ اعاذنا اللہ تعالٰی! منہ و سائر المؤمنین ۱۲ منہ

نقل بسط البنان مصنفہ حضرت مولنا مولوی اشرف علی صاحب تھانوی دامت برکاتہم در تحقیق مطلب و مراد عبارت حفظ الایمان

باسمہ تعالیٰ حامدا و مصلیا و مسلما

بخدمت اقدس حضرت مولنا المولوی الحافظ الحاج الشاہ اشرف علی صاحب

مدت فیوضکم العالیہ۔

بعد سلام مسنون عرض ہے کہ مولوی احمد رضا خان صاحب (بریلوی) یہ بیان کرتے ہیں اور حسام الحرمین میں آپ کی نسبت لکھتے ہیں:

کہ آپ نے حفظ الایمان میں اس کی تصریح کی کہ غیب کی باتوں کا علم جیسا کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ہے ایسا ہر بچے اور ہر پاگل بلکہ ہر جانور اور ہر چار پائے کو حاصل ہے۔

اس لیے امور ذیل دریافت طلب ہیں۔

۱۔ آیا آپ نے حفظ الایمان میں یا کسی کتاب میں ایسی تصریح کی ہے؟

۲۔ اگر تصریح نہیں کو بطریق لزوم بھی یہ مضمون آپ کی کسی عبارت سے نکل سکتا ہے۔

۳. کیا ایسا مضمون آپ کی مراد ہے؟

۴. اگر آپ نے نہ ایسے مضمون کی تصریح فرمائی نہ اشارۃً مگر عبارت ہے نہ آپ کا مراد ہے تو ایسے شخص کو جو یہ اعتقاد رکھے یا صراحتہً یا اشارۃً کہے اُسے آپ مسلمان سمجھتے ہیں یا کافر؟

بینوا توجروا

بندہ: محمد مرتضی حسن عفا عنہ

الجواب

مشفق و مکرم سلمہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم آپ کے خط کے جواب میں عرض کرتا ہوں۔

۱. میں نے یہ خبیث مضمون کسی کتاب میں نہیں لکھا اور لکھنا تو درکنار میرے قلب میں بھی اس مضمون کا خطرہ نہیں گزرا۔

۲. میری کسی عبارت سے یہ مضمون لازم بھی نہیں آتا چنانچہ اخیر میں عرض کروں گا۔

۳. جب میں اس مضمون کو خبیث سمجھتا ہوں اور میرے دل میں بھی کبھی اس کا خطرہ نہیں گزرا جیسا کہ اوپر معروض ہوا تو میری مراد کیسے ہو سکتا ہے۔

ل یعنی غیب کی باتوں کا علم الخ ۱۲ م

ل " " "

۴۔ جو شخص ایسا اعتقاد رکھے یا بلا اعتقاد صراحتہً یا اشارۃً یہ بات کہے میں اس شخص کو خارج از اسلام سمجھتا ہوں کہ وہ تکذیب کرتا ہے نصوص قطعیہ کی اور تنقیص کرتا ہے حضور سرورِ عالم فخرِ بنی آدم صلے اللہ علیہ وسلم کی۔ یہ تو جواب تھا آپ کے سوالات کا، اب آخر میں اس جواب کی تتمیم کے لیے مناسب سمجھتا ہوں کہ حفظ الایمان کی اس عبارت کی مزید توضیح کروں جس کی بنا پر مجھ پر یہ تہمت لگائی گئی ہے گو کہ وہ خود بھی واضح ہے۔

اوّل میں نے دعویٰ کیا ہے کہ علم غیب جو بلا واسطہ ہو وہ تو خاص ہے حق تعالیٰ کے ساتھ اور جو بواسطہ ہو وہ مخلوق کے لیے ہو سکتا ہے مگر اس سے مخلوق کو عالم الغیب کہنا جائز نہیں اور اس دعوے پر دو دلیلیں قائم کی ہیں۔

وہ عبارت دوسری دلیل کی ہے، جو اس لفظ سے شروع ہوئی ہے پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر مطلب یہ ہے کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا یعنی محض اس بنا پر کہ آپ کو علوم غیبیہ بواسطہ حاصل ہیں آپ کو عالم الغیب کہنا اگر صحیح ہو تو اس سے اگر کل غیر متناہیہ مراد ہوں تو وہ نقلاً و عقلاً محال ہے اور اگر بعض علوم مراد ہوں گو وہ ایک ہی چیز کا علم ہو اور گو وہ چیز ادنیٰ ہی درجہ کی ہو تو اس میں حضور سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید عمرو وغیرہ کے لیے بھی حاصل ہے تو لفظ ایسا بمعنی مطلب نہیں کہ جیسا علم واقع میں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے الخ

نعوذ باللہ منہا بلکہ مراد اس لفظ ایسا سے وہی ہے جو اوپر مذکور ہے

یعنی مطلق بعض علم گو وہ ایک ہی چیز کا ہو اور گو وہ چیز ادنیٰ ہی درجہ کی ہو کیونکہ اوپر یہی مذکور ہو چکا ہے کہ بعض سے مراد عام ہے۔ اور عبارت آئندہ بھی اس کی

دلیل ہے۔

وھو قولہ کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے پس اگر زید ہر مخفی ادنیٰ چیز کے علم حاصل ہونے کو بھی عالم الغیب کے اطلاق کے صحیح ہونے کا سبب بتلاتا ہے تو زید کو چاہیئے کہ ان سب کو عالم الغیب کہا کرے کیونکہ ان کو بھی بعض مخفی چیزیں معلوم ہیں خود اس عبارت میں سرسری نظر کرنے سے یہ مطلب واضح ہو رہا ہے۔ پہلی عبارت۔ سر چند سطر بعد دوسری عبارت میں تصریح ہے کہ نبوت کے لیے جو علوم لازم و ضروری ہیں وہ آپ کو تمام حاصل ہو گئے تھے۔

انصاف شرط ہے جو شخص آپ کو جمیع علوم عالیہ شریفہ متعلقہ نبوت کا جامع کہہ رہا ہے کیا وہ نعوذ باللہ زید و عمرو صبی و مجنون و حیوانات کے علم کو مماثل آپ کے علم کے بتلا دے گا کیا زید عمرو وغیرہ کو یہ علوم حاصل ہیں یا یہ علوم تو آپ کے مثل دوسرے انبیاء و ملائکہ علیہم السلام کو بھی حاصل نہیں۔

اس تقریر سے معلوم ہو گیا ہو گا کہ عبارت مذکورہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے علم کے مشابہ معاذ اللہ علم زید عمرو وغیرہ کو نہیں کیا گیا اور لفظ ایسا ہمیشہ تشبیہ کے لیے نہیں آتا بلکہ اہل لسان اپنے محاورات فصیحہ میں بولتے ہیں کہ اللہ تعالے ایسا قادر ہے مثلاً تو کیا یہاں حق تعالے کے قادر ہونے کو دوسرے کے قادر ہونے سے تشبیہ دینا مقصود ہے ظاہر ہے کہ ہرگز نہیں بلکہ اس حق پر جو محذور لازم کیا گیا۔ اس میں غور کرنے سے تو معلوم ہو سکتا ہے کہ مشابہت کی نفی کی گئی ہے چنانچہ بعض مطلق علوم غیبیہ کے مراد لینے پر یہ خرابی بتلائی ہے کہ اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے الخ

یعنی اس صورت میں آپ کی تخصیص نہ رہے گی بلکہ زید و عمرو وغیرہ بھی اس صفت

میں آپ کے شریک و مشابہ ہو جائیں گے حالانکہ آپ کی صفات خاصہ کمالیہ میں کوئی
آپ کا شریک و مشابہ نہیں ہے اس لیے یہ شق باطل ہوئی اور اگر بزعم معترض تشبیہ
کے لیے بھی ہو تب بھی علم زید و عمرو و بکر کو علم رسول سے تشبیہ نہیں دی گئی بلکہ مطلق بعض
علوم سے جس کا اوپر ذکر ہے بلکہ بفرض محال اگر علم رسول سے بھی تشبیہ ہوتی ہے تب
بھی من کل الوجوہ نہ ہوئی بلکہ صرف اتنے امر میں کہ جس طرح مطلق بعض غیوب کا حصول آپ
کے لیے محقق ہو جائے گی اطلاق عالم الغیب کے لیے اگرچہ یہ دونوں بعض متغائر ہوں
ایسی تشبیہ من بعض الوجوہ تو نص قطعی قرآنی میں موجود ہے۔ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ
اِنْ تَكُوْنُوْا تَاْلَمُوْنَ فَاِنَّهُمْ يَاْلَمُوْنَ كَمَا تَاْلَمُوْنَ۔

قولہ: مقبول کی ایک حالت کو غیر مقبول کی ایک حالت سے اور دوسرے میں غیر مقبول
کی ایک حالت کو مقبول کی ایک حالت سے تشبیہ دی۔ ہے البتہ اگر کوئی صرف اسی تشبیہ
پر اکتفا کرے وجوہ تفاوت و تفاضل کو بیان نہ کرے تو بے شک صحیح ہے لیکن جب اس
کا بھی ساتھ ساتھ بیان ہو جیسا قرآن مجید میں مِّثْلُكُمْ کے بعد يُوْحٰٓى اِلَيَّ ہے اور تَاْلَمُوْنَ
کے بعد وَتَرْجُوْنَ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا يَرْجُوْنَ ہے اور جیسا کہ تقریر مذکور میں
کہ کلام متلاحق و متناسق ہے آپ کا جامع علوم لازمہ نبوت ہونا مصرح ہے یا طرز
بیان تفاوت پر دال ہو پھر کیا قباحت ہے اور جب کہ تشبیہ ہی نہ ہو تب تو شبہ
کا کوئی موقع ہی نہیں اور ایک شق یہاں اور محتمل تھی کہ آپ کو عالم الغیب، تو کہیں گے یا تو بنا
بر جمیع علوم غیر متناہیہ کے اور یا بنا بر مطلق بعض علوم کے تاکہ اشتراک لازم آوے بلکہ
بنا بر علوم وافرہ عظیمہ کے جو دوسروں کو حاصل نہیں۔ سو یہ شق یہاں صراحۃً مذکور نہیں مگر اس
کی طرف بھی مع جواب کے اس قول میں اشارہ کر دیا ہے کہ اگر التزام نہ کیا جائے تو

بنی غیر نبی میں وجہ فرق بیان کرنا ضروری ہے یعنی اگر آپ کو عالم الغیب کہنے اور دوسروں کو عالم الغیب نہ کہنے کا التزام کیا جاوے۔ مثلاً اسی کو اصطلاح قرار دیا جاوے کہ علوم کثیرہ شریفہ کے عالم کو عالم الغیب کہا جائے اور علوم قلیلہ خسیسہ کے عالم کو عالم الغیب نہ کہا جائے تو شرعاً اس فرق کے معتبر ہونے پر دلیل لانا ضروری ہے یعنی یہ ثابت کرنا چاہیئے کہ عالم علوم شریفہ کثیرہ پر شریعت نے عالم الغیب کو اطلاق کرنے کی اجازت دی ہے پس جو شق مصرحاً موجود ہے جس میں وہ عبارت متنازع فیہا ہے اس میں بعض علوم سے مراد مطلق بعض ہے قطع نظر شریفہ وقلیلہ وکثیرہ سے پس وہاں وہی شخص مخاطب ہے جو مطلق بعض علوم کے حصول کو سبب بناتا ہے عالم الغیب کے صحت اطلاق کا اور ظاہر ہے کہ اس شخص پر وہ محذور قطعاً لازم ہے جو وہاں لازم کیا گیا ہے اور جو شق اشارۃً مذکور ہے وہاں وہ شخص مخاطب ہوگا جو بعض خاص علوم کو سبب بناوے عالم الغیب کی صحت اطلاق کا اور اس شق مذکور اشارۃً پر گو وہ محذور ہی لازم نہیں کیا جو کہ شق مصرح پر ہے تاکہ اس بحث کی گنجائش ہو کہ علوم شریفہ کثیرہ کی بناء پر اطلاق کرنا عالم الغیب کا مستلزم نہیں علوم خسیسہ قلیلہ کی بناء پر عالم الغیب کے اطلاق کرنے کو بلکہ اس شق مذکور اشارۃً پر محذور ہی دوسرا ہے جو ابھی بیان ہوا کہ شرعاً اس فرق کے معتبر ہونے پر دلیل لانا ضروری ہے خوب سمجھ لیا جائے اور جاننا چاہیئے کہ مجیب ہونے کی حیثیت سے ہمارے ذمہ اتنا بھی نہ تھا جتنا بیان کیا گیا۔ صرف بعض ناشی اشتباہات رفع کرنے کی غرض سے یہ زیادت گوارا کی گئی، باقی اس سے زیادہ تو کسی درجہ میں بھی ہمارے ذمہ نہیں ہے مگر ہم تبرعاً تمیم اعتراض کے متعلق اور بیان کیے دیتے ہیں۔

••••••••

امرِ اوّل

اصل مسئلہ کی دلیل سمی قطع نظر اس سے کہ آپ کو عالم الغیب کہنا جائز ہے یا نہیں جس کی بحث اُوپر مذکور ہوئی کیونکہ سوال میں مقصود اصل مسئلہ کی تحقیق نہیں ہے بلکہ عالم الغیب کے اطلاق کو پوچھا ہے اُسی کا جواب دیا گیا ہے۔ اب اصل مسئلہ لکھتا ہوں۔ قرآن مجید میں ہے کہ آپ فرما دیجئے وَلَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْءُ۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جمیع غیوب الی یوم القیامۃ کا علم مستلزم ہے دوام عافیت و عدم مس ضرر کو اور ظاہر ہے کہ عین وقت وفات تک مس ضرر ہوا۔ چنانچہ خود مرض بھی اس کی ایک فرد ہے پس عدم مس آخر عمر تک مرتفع رہا تو علم جمیع غیوب مذکورہ آخر عمر تک بھی منتفی ہوا اگر کہا جائے کہ یہ منتفی علم بالذات ہے۔

جواب

یہ ہے کہ جو تالی اس مقدم پر مرتب کی گئی ہے وہ دلیل ہے مقدم کے عام ہونے کی کیونکہ استکثار خیر و عدم مس مطلق علم کے لوازم سے ہے کہ نہ علم بالذات کے لوازم سے ہے یہ حکم بالکل بداہت عقل کے خلاف ہے کہ اگر آئندہ کا واقعہ خود منکشف ہو تب تو مس سوء نہ ہو اور جو خدائے تعالیٰ کے بتلانے سے منکشف ہو تو مس سوء ہو اور حدیث میں ہے کہ بعض اُمتیوں کی نسبت قیامت میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا جائے گا اِنَّكَ لَا تَدْرِيْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَكَ

اس سے معلوم ہوا کہ قیامت کے بعض ازمنہ تک بھی کہ آخر عمر سے بہت متأخر ہے آپ پر بعض کونیات ظاہر نہیں ہوئے نہ بالذات، نہ بالعطا کیونکہ بالعطا کے بعد آپ اُن کو نہ بلاتے مع صریح اس اطلاع کے بعد سُحْقًا سُحْقًا فرمادیا گو ایسے دلائل بہت ہیں مگر ہم دو شاہدوں پر اکتفا کرتے ہیں۔ پس آیت و حدیث دونوں سے معلوم ہوا کہ آخر وقت بھی بعض کونیات آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر مخفی رہیں، جن کا تعلق منصب نبوت سے نہ تھا پس ہمارا دعویٰ ثابت ہوگیا اور مخالف کا دعویٰ کہ آپ کو آخر عمر میں تمام واقعات الیٰ یوم الآخرۃ میں سے کسی قسم کا علم مخفی نہ رہا تھا منتفی ہوگیا رہا یہ کہ اس کا اعتقاد بطلان کے کس درجہ میں ہے سو مقام اس کی تفصیل کا متحمل نہیں مجمل یہ ہے کہ اس اعتقاد کی صورتیں مختلف ہیں بعض درجہ بدعت و معصیت میں ہیں جن میں انکار قطعی کا نہیں ہے اور بعض درجہ کفر کا ہے جن میں انکار قطعی کا ہے۔

امر ثانی عہ

بعض اکابر مت سلف علمائے امت کے کلام سے اپنی عبارت کے مشابہ عبارتیں نقل کرتا ہوں کہ نظیر میں خاصہ ہے دفع استبعاد کا شرح مواقف کے موقف سادس مرصد اول میں فلاسفہ کے جواب میں ہے۔

قلنا ما ذكرتم مردود بوجوه اذ لا اطلاع على جميع المغيبات لا يجب للنبي اتفاقا منا ومنكم ولهذا قال سيد الانبياء ولو كنت اعلم الغيب لاستكثرت من الخير وما مسني السوء والبعض اي الاطلاع على البعض لا يختص به اي بالنبي

عہ اور اس عبارت سے بھی امر ثانی ادا مشبہ مطالع الانظار شرح طوالع الانوار بیضاوی۔۔

درکار ہے کیا لا یختص کا یہی مفہوم نہیں جو عبارت حفظ الایمان کا ہے۔

امر ثالث

میں نے سُنا ہے کہ میری دلیل کے مقدمات پر نقض کیا گیا ہے کہ اس بنا پر چاہیئے کہ آپ کو عالم بھی نہ کہیں کیونکہ یہ مقدمات اس میں بھی جاری ہیں مگر مجھ کو حیرت ہے کہ اتنا صریح فرق معترض کے خیال میں نہ آیا یہ نقض اس وقت واقع ہوتا۔ جب کہ آپ کو عالم مطلق بعض علوم کی بنا پر کہا جاتا۔ آپ کو تو عالم خاص علوم عظیمہ مختصہ کی بنا پر کہا جاتا ہے اور اس میں یہ مقدمات جاری نہیں ہوتے اور اگر یہی جواب عالم الغیب کے اطلاق کا دیا جائے تو اس کا جواب دیں، بطلان اوپر شق مذکور اشارہ میں گذر چکا ہے کہ یہ اطلاق عالم کا شرع میں وارد ہے اور عالم الغیب کا اس بنا پر اطلاق وارد نہیں فافترقا دوسرے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۰) رحمہ اللہ کی عبارت ذیل جو صفحہ ۵۳ طبع استنبول و صفحہ ۱۹۹ طبع مصر ہے۔ تقریب المکلا الی ان النبی من کان مختصا بخواص ثلاث الاولی ان یکون مطلعا علی الغیب لصفاء جوہر نفسہ و شدة اتصالہ بالمبادی العالیة من غیر سابقة کسب و تعلیم و تعلم الثانیة کونہ بحیث یطیعہ الہیولی العنصریة القابلة للصور المفارقة الی بدل اثنائہ الثالثة ان یشاہد الملائکة علی صور متخیلة و یسمع کلام اللہ تعالی بالوحی و تعد ورد علی نہجہا بانہم ان ارادوا بالاطلاع علی الغیب الاطلاع علی جمیع الغائبات فہو لیس بشرط فی کون الشخص نبیا بالاتفاق وان ارادوا بہ الاطلاع علی بعضہا فلا یکون ذلک خاصة النبی اذ ما من احد الا و یجوز ان یطلع علی بعض الغائبات من دون سابقة تعلیم و تعلم ایضا النفوس البشریة کلہا متحدة بالنوع فلا تختلف حقیقتہا بالصفاء والکدر فما جاز لبعض جاز ان یکون لبعض آخر فلا یکون الاطلاع خاصة النبی ۱۲ منہ

اگر اس جواب سے بھی قطع نظر کی جائے تب بھی غایۃ ما فی الباب ایک علمی سوال رہے گا۔
جس کا اہل علم سے کچھ تعجب نہیں اہل علم کی یہ سنت مستمرہ ہے کہ علمی گفتگو کی جائے افسوس
تو جاہلانہ و سوقیانہ سب و شتم اور رمی بالکفر اور پھر کھینچ تان کر بہتان باندھنے کا ہے اور مقصود اس
مقام پر اس کا دفع کرنا ہے جو بحمد اللہ بوجہ احسن حاصل ہو گیا اور اس پر بھی زبان اور قلم کو
روکنا پسند نہ ہو گا تو میں اس کا انتقام خدا کے سپرد کر کے وہی کہوں گا جو حق تعالیٰ نے
ایسی جاہلانہ و معاندانہ جدال پر جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کہنے کا حکم فرمایا ہے۔
قال اللہ تعالیٰ اِنْ جَادَلُوْكَ فَقُلْ اِنَّهٗ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ اللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ
الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ اور یہ کہوں گا کہ

"با خدا داریم کار و با خلائق کار نیست"

البتہ اب تک میں نے ایسی لغویات کے جواب کی طرف التفات نہیں کیا کیونکہ تجربہ
سے اس پر کوئی معتد بہ نفع مرتب نہ ہونے کی وجہ سے اس کو اضاعت وقت سمجھتا ہوں
اب جو آپ نے طریقہ کے موافق پوچھا میں نے اپنے معلومات ظاہر کر دیئے اس سے
یہ شبہ بھی نہیں ہو سکتا ہے کہ اب تک کیوں نہیں لکھا شاید اب رجوع کر لیا ہو سو وجہ نہ لکھنے
کی یہی تھی کہ کسی نے بھلے مانسوں کی طرح پوچھا ہی نہ تھا، باقی رجوع تو وہ ہے جو پہلے اور
قول اور عقیدہ ہوا اور اب اس کو ترک کر کے دوسرا عقیدہ اور قول اختیار کیا ہو بفضلہ تعالے
میرا اور میرے سب بزرگوں کا عقیدہ ہمیشہ سے آپ کے افضل المخلوقات فی جمیع الکمالات
العلمیہ والعملیہ ہونے کے باب میں یہ ہے کہ

"بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر"

اب میں اس تحریر کو ختم کرتا ہوں اور لقب بسط البنان لکف اللسان عن کاتب حفظ الایمان سے ملقب کرتا ہوں۔

والسلام علی من اتبع الہدیٰ

کتبہ اشرف علی شعبان ۱۳۲۹ھ

ناظرین غور فرمائیں کہ اس تحریر کے بعد بھی کسی کو کچھ گنجائش باقی ہے مگر خان صاحب ہیں کہ ابھی تک اپنی اسی ہٹ پر ہیں اور وہی کہی بات چلی جاتی ہے خیر ہم کو خان صاحب سے غرض نہیں اب تو اہل اسلام کی خدمات عالیہ میں عرض ہے کہ وہ معروضات سابقہ کو بغور ملاحظہ فرماکر تصفیہ فرمائیں کہ خان صاحب کا ارشاد بجا ہے یا بے جا، صحیح ہے یا غلط۔[1] تفصیل مطلوب ہو تو تذکیۃ الخواطر کے حصہ دوم کا انتظار فرمائیں، الحمی میں انشاء اللہ تعالیٰ

---

[1] کون صحیح ہے یا غلط اس کی زیادہ تشریح اور تفصیل منظور ہو تو ملاحظہ ہو رسالہ توضیح البیان فی حفظ الایمان اس میں حفظ الایمان کی عبارت کی پوری اور کامل بحث ہے جس میں یہ ثابت کیا ہے کہ حفظ الایمان کی عبارت کا مطلب بالکل صاف ہے خان صاحب جو مطلب بیان کرتے ہیں وہ محال ہے ہو ہی نہیں سکتا ضرور ملاحظہ فرمایا جاوے اس میں خان صاحب ہی کی عبارت سے جو حفظ الایمان کے متعلق ہے دو وجہ سے خان صاحب کا اور کفر ثابت کیا گیا ہے اگر کامل بحث حفظ الایمان کے متعلق دیکھنی ہو تو رسالہ مذکورہ کو ضرور ملاحظہ فرماویں

۱۲ منہ

مفصل عرض ہوگی۔

فصل دوم

اب یہ بات کہ خان صاحب کی طرح حضرات علمائے حرمین شریفین نے بھی عبارات مذکورہ کا وہی مطلب سمجھا کہ جو خان صاحب نے سمجھا تو اس میں خان صاحب کے خیال کی تائید ہوئی۔

یہ وہ بات ہے کہ معروضات سابقہ کے بعد کوئی اہل علم زبان سے بھی نہیں نکال سکتا۔ حضرات علمائے کرام کے روبرو عبارات کس نے پیش کیں جن کا مطلب وہ حضرات سمجھے جب عبارات کا حال یہ ہے کہ ایک فقرہ ۱۴۰ صفحہ کا ایک صفحہ ۲۸ کا ایک صفحہ ۲ کا پھر اس کو مسلسل بنایا گیا تو اب کوئی شخص اس کا کیا مطلب سمجھے گا جو اصل مطلب ہے کیسے سمجھ سکتا ہے اس کی مثل تو لا تقربوا الصلوٰۃ کی سی ہے یا جیسے پہلے دو آیتیں ایک جگہ ذکر عرض کی تھیں، علی ہذا القیاس عبارت براہین قاطعہ میں بھی غضب کیا کہ اول آخر تمام قرائن کیا معنے تصریح موجود ہے کہ مراد نفی سے علم ذاتی ہے اس کو سب کو ترک کیا اور ایک جزو بیان کر دیا۔ جس کی مصنف کے فرشتوں کو بھی خبر نہیں یہی حال حفظ الایمان کے ساتھ کیا پھر یہ کہنا کہ حضرات علمائے حرمین شریفین نے بھی وہی مطلب سمجھا جو خان صاحب نے سراسر غلط اور کذب خالص ہے بلکہ میں تو یہ عرض کرتا ہوں کہ جو مطلب خان صاحب نے بیان فرما کر صراحت کا دعوے فرمایا ہے وہ بھی یقیناً قطعاً جانتے ہیں کہ ان عبارت کا صریحی مطلب کیا التزامی بھی نہیں ہو سکتا اور یہی وجہ ہے کہ انتصاف البری میں علمائے

دیا کہ جس کسی شخص کا جی چاہے وہ گفتگو کرے مگر کسی نے بھی سانس نہ لیا فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا۔

پھر اس پر تماشہ یہ ہے کہ ہم نے جو معارضہ بالقلب کی ایک صورت پیش کر کے رد التکفیر اور احدی التسعۃ والتسعین اور الکوکب الیمانی میں خان صاحب کو

"کردنی خویش آمدنی پیش"

کا منظر دکھایا تو آج تک ہوش میں نہیں آئے کذلک العذاب ولعذاب الآخرۃ اکبر لو کانوا یعلمون۔

اگر زندگی باقی ہے تو بقیہ مضامین کو ترکیۃ الخواطر میں ملاحظہ فرمائیے خدا چاہے جہاں مزا آئیگا اصل یہ ہے کہ ہر امر میں علم و تدین کی ضرورت ہے بے راستبازی کے کوئی کام نہیں چلتا اللہ تعالےٰ جملہ اہل اسلام کو توفیق خیر مرحمت فرمادے اور سرور عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی سچی پیروی آمین والحمد للہ رب العلمین وصلی اللہ تعالیٰ علے خیر خلقہ سیدنا ومولانا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔

تنبیہ

یہ رسالہ حقیقۃً "حسام الحرمین" کا جواب ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ خان صاحب نے جو علمائے حرمین شریفین سے مضامین کفریہ ظاہر فرما کر فتوئے تکفیر حاصل کیا ہے، یہ فتویٰ انہیں کفار کے حق میں ہے جو ان مضامین کفریہ کے قائل ہوں یعنی خداوند جل و علا

خدا کو معاذ اللہ تعالیٰ نے جھوٹا کہیں اور سرور عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ختم زمانی اور سب سے پچھلا نبی ہونے کے منکر ہوں اور علم نبوی علی صاحبہ الف الف صلوٰۃ و تسلیم سے علم ابلیس لعین وغیرہ کو زیادہ یا علم صبیان و مجانین وغیرہ کو مساوی کہیں ایسے شخص کو ہم اور ہمارے اکابر بھی کافر کہتے ہیں۔ جس کی تفصیل "قطع الوتین ممن تقول علی الصالحین" میں مذکور ہے ہمارے اکابران اتہامات اور بہتانوں سے بالکل بری اور پاک ہیں۔

مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی نے جو ان مضامین کفریہ کو ہمارے حضرات اکابر اہلِ اسلام کی طرف منسوب کیا ہے۔ بالکل غلط اور سراسر غلط ہے

اور جن عبارات میں ان مضامین کا صراحتہ ہونا بیان فرمایا ہے اُن میں صراحتہ تو درکنار اشارۃً بھی نہیں۔

بلکہ اُن عبارات کا مطلب وہ صاف اور پاک ہے جس میں کوئی ادنےٰ اہلِ علم بھی شبہ نہیں کر سکتا۔ اور بجز اُس مطلب کے جو ہم نے پہلے بالتفصیل عرض کیا ہے۔ کوئی دوسرا مطلب عبارات معلومہ کا ہو ہی نہیں سکتا جس کا حال معروضات سابقہ سے اہلِ انصاف پر ہویدا اور روشن ہو گیا ہے کہ خداوند عالم خان صاحب کو بھی انصاف کی توفیق عنایت فرمائے۔ اور اگر توفیق ازلی مساعدت نہ فرمائے۔ تو اہل اسلام کو تو خدا چاہے ضرور ہی نفع ہو گا۔

اور اگر خان صاحب یا اُن کے متبعین نے اس تحریر کا جواب لکھا تو ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس سے بھی زیادہ مطلب واضح کرنے کے لیے مستعد ہیں۔

یہ عرض تو "تحذیر الناس۔ براہین قاطعہ۔ حفظ الایمان" کی عبارات کے

متعلق تھی اور خان صاحب جو ایک فتویٰ سے مدعی ہیں کہ حضرت مخدوم الامت حافظ الملت خاتم المحدثین خادم سنت سید المرسلین[ع] حضرت مولانا مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہ العزیز نے معاذ اللہ تعالیٰ معاذ اللہ العظیم اس فتوے میں صاف لکھ دیا کہ جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو بالفعل جھوٹا مانے اور تصریح کرے کہ معاذ اللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ نے جھوٹ بولا اور یہ بڑا عیب اس سے صادر ہو چکا تو اسے کفر بالائے طاق گمراہی درکنار فاسق بھی نہ کہو اس لئے کہ بہت سے امام ایسا ہی کہہ چکے ہیں جیسا اس نے کہا اور بس، نہایت کار یہ ہے کہ اس نے تاویل میں خطا کی انتہیٰ۔

(حسام صفحہ ۱۵)

اس کی نسبت یہ عرض ہے کہ:

یہ فتویٰ جعلی اور مصنوعی حضرت مولانا ممدوح پر افترائے خالص اور کذب محض ہے۔

چنانچہ اس کی تفصیل بھی "قطع الوتین" میں مذکور ہے۔ اور اس تحریر میں بھی عرض کیا گیا اور تذکرۃ الخواطر حصہ اول میں بھی مندرج ہے اور خان صاحب اور ان کے متبعین اگر ایسا فتویٰ جعلی اور مصنوعی بنالیں تو کوئی تعجب خیز امر نہیں خان صاحب اور ان کے متبعین نے اس قسم کا افترا اور بہتان جدہ پر بھی کیا ہے جس سے وہ یا ان کے کوئی معتقد انکار ہی نہیں فرما سکتے۔

خان صاحب نے "صلائے مناظرہ" ـ "اسکات المعتدی" کا جواب عبدالرحمٰن

ع صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۱۲ منہ

کے نام سے شائع فرمایا جس کی عبارت ذیل ملاحظہ کے لیے لکھی جاتی ہے۔

حاشیہ پر فائدہ لکھا ہے،

"اسکات المعتدی نے صاف صاف خدا کو جھوٹا کہہ دیا۔"

(صفحہ ۳)

یہ تو حاشیہ ہے اب اصل عبارت ملاحظہ ہو:

"اور ان میں بھی اہم واعظم باری عزوجل کی تکذیب بالفعل کا مسئلہ ہوا کہ اس نے تمام مسائل ایمان و قرآن کی یکسر جڑ کاٹ دی۔ قائل کی قید بالاستیعاب جملہ تمام انواع واقسام ارتداد و کفر سے پاٹ دی۔ ہم کو گمان تھا کہ یہ ناپاک تبلیث ملعون ہر ملعون سے بدتر ملعون مسئلہ کہ گنگوہی صاحب کا ایجاد بندہ ہے، انہیں سے آغاز پھر انہیں کے ساتھ اس کا بد انجام ہو گیا۔ اور اب میں کوئی اتنا جیوٹ سپلانہ ہو گا۔ جو یوں سربپھاڑ کر واحد قہار کو جھوٹا کاذب کہنا ائمہ دین کا مذہب بتائے گا۔ خدا کو سچا جھوٹا ماننا حنفی شافعی کا سا صرف اختلاف ٹھہرائے گا۔ جس ملعون لعنۃ اللہ و لعن من جاء نے صراحۃً اس واحد قہار کو جھوٹا کہہ دیا اُسے مسلمان سنی متقی بتائے گا۔ الا لعنۃ اللہ علی الظالمین۔"

آپ حضرات و بقیہ ذریات پر کسی ایسے مرتد کو مرتد نہ ماننے بلکہ عالم دین و پیشوائے مسلمین جاننے کے سبب کفر عائد ہوتا۔ یہ معلوم نہ تھا کہ مرتد مردہ اور ارتداد زندہ کا پ کا پادری اسکات المعتدی بعینہ حرف بحرف یہی نداء ملعون سنتا آیا۔ اس نے اپنے جد امجد و استاذ الاستاذ سے پیسا پاکر سوال ۵۲، ۵۴ / ۵۴ میں اسی خلیط سے

Scanned by CamScanner

بدتر عقیدہ گمراہی کو پھیلایا۔ انتہی بلفظہ الشریف صفحہ ۳۱، ۳۲ ملاحظہ فرمایا

اول تو خان صاحب کی تہذیب کو ملاحظہ فرمایا جائے کہ اپنی تہذیب اور متانت پر مجدد ماۃ حاضرہ ہونے کا فخر حاصل ہے، دوسروں اور ان کے اکابر کو کیسے شائستہ الفاظ سے یاد فرمایا جاتا ہے اور پھر ان سے یہ امید کہ وہ آپ کو مجدد ماجات اور کعبہ مرادات تسلیم کریں اسی پر شور و غل ہے کہ مجدد ماۃ حاضرہ کو کچھ کہہ دیا وہ کہہ دیا۔ یہاں ان خشن اور درشت الفاظ کا جواب دینا مقصود نہیں فقط اہل انصاف کو متنبہ کرنا مقصود ہے کہ خان صاحب کی ۲۶ سالہ تہذیب و متانت حیثیت و لیاقت مجددیت و قابلیت یہ ہے۔ اسی پر معتقدین اور خود اعلیٰ حضرت کو ناز ہے۔

ثانیاً اسکات المعتدی کے سوال ۵۲، ۵۳، ۵۴ کی عبارت ذیل ملاحظہ فرما کر خان صاحب کی جرأت و حقانیت و دیانت علم و تقویٰ کو ملاحظہ فرماویں کہ خان صاحب نے کس دلیری سے جراغ ہاتھ میں لے کر بلا تامل جو جی چاہا لکھ دیا۔

۵۲۔ "محقق دوانی نے جن حضرات کا مذہب جواز خلف فی الوعید لکھا ہے اس جواز سے مراد امکان وقوعی ہے یا محض بالغیر تو دعویٰ کرنا، کی دلیل کیسے صحیح ہوگی کیونکہ عدم وقوع یقینی ہے۔ اور اگر مراد امکان وقوعی ہے تو ان قائلین کو کافر یا فاسق خارج از اہل سنت والجماعت کیا کہا جائے گا۔ محقق دوانی نے ان کی نسبت کیا کہا ہے؟"

۵۳۔ "محقق دوانی کا ایسا جواب دینا کہ جس کی وجہ سے جواز خلف فی الوعید لازم نہ آئے یہ جواب سمجھے ہو یا نہ ہو یہ امر آخر ہے لیکن ان کی تاویل سے اس شخص کا مذہب جو جواز خلف فی الوعید کا قائل ہے نہیں بدل سکتا

فتوی اُس کے باب میں مقصود ہے کہ وہ وقوع کذب کا قائل ہو کر
کافر ہوا یا نہیں؟

۵۴۔ وعلی ہذا القیاس صاحب مسامرہ نے جو تحریر اکابر اشاعرہ کا مسئلہ
حسن و قبح عقلی میں نقل کیا ہے وہ لوگ بھی وقوع کذب کے قائل ہوئے
یا نہیں اُن کی نسبت کیا حکم ہے۔ آپ نے جو اس کلام کی تاویل المعتمد المستند
کے اندر کی ہے آپ کی شان مجددیت عموم فضل سے نہایت مستبعد ہے
مسامرہ کی عبارت بغور ملاحظہ ہو تب اس تاویل کا حال بخوبی معلوم ہو جائے
گا۔ استحالہ کذب متفق علیہ ہو اور فرق فقط دلیل کا ہو تو اس تقریر پر جو معتزلہ
نے نفی کلام نفسی پر شبہ وارد کیا ہے اس کا جواب کیا ہو گا۔ غور سے
جواب دیا جائے۔ اگر عبارت مسامرہ سے ان اکابر اشاعرہ کا مطلب فعلیۃ
کذب ثابت ہو تب یہ اکابر اشاعرہ کافر فاسق کیا ہوئے۔ انتہی بلفظہ
اسکات المعتدی صفحہ ۱۳؎

ناظرین بانکین آپ ہی ملاحظہ فرمائیں کہ خان صاحب نے جو صلائے مناظرہ
میں عبارت مذکورہ تحریر فرما کر یہ دعوے کیا ہے کہ اسکات المعتدی میں بعینہ حرف
بحرف یہی ندا ہے۔ ان سوالات میں کہاں معاذ اللہ تعالے خدا کو جھوٹا کہا گیا
کہاں شافعی حنفی کا سا سہل اختلاف بتایا گیا، کہاں اُس کے قائل کو مسلمان سنی
متقی بنایا گیا۔ کہاں معاذ اللہ تعالے خدا کو جھوٹا کہنا ائمہ دین کا مذہب
جتایا گیا۔

نعمان صاحب کوئی بات تو سچی بھی فرما دیا کیجئے۔ کیا کسی عبارت کا مطلب

دریافت کرنا بھی آپ کے یہاں معاذ اللہ تعالے خدا کو جھوٹا کہنا ہے اللہ دین کا
مذہب بتانا وغیرہ وغیرہ ہے۔ ہمارا مذہب یہ کیوں ہوتا ہمارا مذہب تو یہ ہے
کہ جو خداوند تعالے عزوجل کو ایسی قبیح صفت سے متصف بالفعل کہے اس کو
کافر ملعون سمجھتے ہیں۔ ہاں آپ کی علمیت قابلیت بے شک معلوم کرنی ہے کہ آپ
اس مقام کو کس طرح بناتے ہیں۔ آپ تو سترہ علم کے مجدد ہیں اس مقام کو تو حل کر دیں
جھوٹ افترا باندھنے کو دوات قلم تھا۔ مگر یہ نہ ہو سکا کہ جواب بھی تحریر فرما دیتے یہ
کیسے ہوتا یہ تو بفضلہ تعالے نصیب دشمنان ہے افسوس کیا سائل کا سوال بھی آپ کے
یہاں اس کا اعتقاد ہوتا ہے۔ مطلب آتا نہیں گالیاں دی جاتی ہیں کیا اس مقام کا
یہی مطلب ہے۔

اب تو برس گذر گئے ان شاء اللہ تعالے اب تک بھی مطلب سمجھ میں نہ آیا ہو گا ہاں
یہ ضرور فرما دیا کہ فلاں نے یہ کہہ دیا وہ کہہ دیا جی حضور سب کچھ کہا کچھ سرکار بھی تو فرمائیں
جیسے عبدالرحمن کے نام سے صلائے مناظرہ چھپوایا ہے اور نہیں تو ان تین سوالات
ہی کے جواب دیئے ہوتے علمیت تبحر سب معلوم ہو جاتا۔

حضرات ناظرین خان صاحب کی جسارت اور دلیری کو ملاحظہ فرمایا۔ کہ بندہ کے
مقابلہ میں تو خان صاحب کا یہ حال بنے۔ جن نے خان صاحب ہی کے کلام سے
فقط خان صاحب ہی کو نہیں بلکہ گھر بھر اشد سے بچے نطفہ تک دور و نزدیک کے معتقدین
کا کفر بھی خان صاحب ہی کے کلام سے ثابت کر دیا جس سے سانس و بال سب بند
ہے۔ پھر اگر حضرت مولینا گنگوہی قدس سرہ العزیز پر جن کو خواب تک کی خبر نہ
رد کی نہ خان صاحب کی تحریر اور تدبیر کی وفات سے چند ہی روز قبل بندہ کے

استفسار پر حضرت قدس سرہ العزیز کو معلوم ہوا کہ بعض حضرات نے یہ اتہام باندھا ہے اسی وقت حضرت مخدوم الامت نے بندہ کو صاف انکار تحریر فرما دیا کہ یہ نسبت میری طرف غلط ہے جو اصل تحریر بندہ کے پاس بفضلہ تعالےٰ موجود ہے) خان صاحب نے افترا کر لیا تو کیا تعجب ہے۔

غرض ایک فتوے کو بنالینا یہ خان صاحب کا بائیں ہاتھ کا کام ہے وہ نہ ہم پر حجت نہ اُس سے کسی کی تکفیر ہو سکے اور اگر خان صاحب کی بہت ہی رعایت کی جائے اور بفرض محال یہ احتمال محال ہی تجویز کیا جائے کہ یہ فتوے خاص خان صاحب کا مصنوعی نہیں بلکہ کسی لائق شاگرد کی مشاقی ہے تو پھر بھی اس قدر ہرحق ضرور ہے کہ خان صاحب کو کس دلیل شرعی سے یہ ثابت ہو گیا کہ فتوےٰ خاص حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہ العزیز کا ہے۔ جس کی بنا پر نام لے کر تکفیر قطعی جزمی خان صاحب کو جائز ہوئی۔ خان صاحب کو یہ چاہیئے تھا کہ یہ لکھتے،

"کہ اگر واقعی یہ فتوےٰ فلاں شخص کا ہے تو وہ کافر ہے"

لیکن یہ احتیاط تو وہ کرے جس کو اسلام اور اہل اسلام سے محبت ہو اور جو مسلمانوں کو بقرۃ عین دیکھ ہی نہ سکے وہ ایسے احتیاطی الفاظ کس طرح لکھ سکتے تھے۔

الحاصل خان صاحب نے جو تکفیر فرمائی ہے اُس کا کوئی محل صحیح نہیں ہے نہ عبارات اکابر میں مضامین کفریہ ہیں نہ صراحۃً نہ اشارۃً نہ فتوے کی نسبت یہ یقین ہے کہ جن کی طرف نسبت کیا گیا ہے واقعی اُنہیں کا ہے۔ بس اب ناظرین ہی انصاف فرمالیں کہ خان صاحب کی یہ حرکت کس دیانت داری اور علم پر مبنی ہے ہم کچھ بھی

نہیں کہیں گے۔ ناظرین خود ہی انصاف فرمالیں کہ خان صاحب کی حسام الحرمین کی کیا حقیقت ہے۔

ایک امر اور بھی قابل گذارش ہے وہ یہ کہ مولوی احمد رضا خان صاحب تو تھے ہی بڑے میاں سو بڑے میاں چھوٹے میاں سبحان اللہ۔ خان صاحب تو تھے ہی مولوی ریاست علی خان صاحب شاہجہانپوری اُن سے بھی تیز نکلے آپ نے بھی "فصل الخطاب فی تقسیم عبدالوہاب" لکھ ہی دیا یہ تو مولوی صاحب کی ہمت نے قبول نہ کیا کہ بجنسہٖ وہی عنوان رکھتے جو خان صاحب بریلوی نے اختیار کیا تھا۔ بات تو وہی ہے مگر کچھ عنوان بدل دیا۔ چونکہ مولوی ریاست علی خان صاحب نے ان عبارات کی نسبت بھی خامہ فرسائی فرمائی ہے اس وجہ سے اُن کی خدمت میں بھی عرض ہے کہ وہ بھی اس رسالہ کو بغور ملاحظہ فرماویں اور اس کا جواب دیں اور اگر حق ظاہر ہو جائے تو قبول میں کچھ شرم و حیا نہ فرماویں اہل علم کی شان اس سے کم نہیں ہوتی بلکہ اُن کی شان اسی میں ظاہر ہوتی ہے کہ قبولِ حق میں ذرا بھی پس و پیش نہ کریں۔

مولوی صاحب کا رسالہ کوئی ایسا رسالہ نہیں جس کے جواب کی طرف توجہ کی جائے اس میں جدید بات کوئی نہیں ہے وہی پرانی باتیں ہیں جو پہلے اہل بدعات نے لکھی ہیں اور اُن کے اہل حق کی طرف سے جوابات بھی شائع ہو چکے ہیں۔ چنانچہ ہم نے بھی مسئلہ استمداد بالغیر کو اپنے رسالہ "سبیل السداد فی مسئلۃ الاستمداد" میں مفصل لکھا ہے۔ اور خان صاحب کے بھی تمام اقوال سے بحث کی ہے خان صاحب اس کے جواب کی طرف بھی متوجہ ہوں اگر خان صاحب شاہجہانپوری نے ان دونوں رسالوں کا جواب لکھا تو پھر ہم انشاء اللہ تعالیٰ فصل الخطاب کا بھی جواب لکھ دیں گے ورنہ وہ رسالہ ایسا نہیں جس کی طرف خاص توجہ کی جائے۔

ہم کو تعجب آتا ہے سُنتا ہے کہ شاہجہانپوری خان صاحب کو بھی اپنے رسالہ پر فخر ہے اور فرماتے ہیں کہ ہمارے رسالہ کا کسی نے جواب نہ دیا بہت اچھا ہم نے فصل الخطاب کے چند مقامات کا اس رسالہ اور سبیل السداد میں رد کیا ہے خان صاحب انہیں کا جواب دے لیں پھر ہم سے بقیہ امور کے جواب کا مطالبہ فرمادیں۔ ورنہ تمام عمر ترش چھاچھ کے بلونے سے کچھ حاصل نہیں۔

اہل انصاف سے انصاف کی اُمید ہے اور خداوند جل وعلی شانہ سے یہ استدعا ہے کہ وہ اس مختصر تحریر کو قبول فرماکر اہل اسلام کو نفع پہنچائے اور اس ناچیز کے لیے ذریعہ نجات بنائے۔ آمین بحرمت النبی وآلہ الامجاد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین۔

کتبہ العبد الاحقر محمد مرتضیٰ حسن الحنفی النقشبندی الچشتی القادری

السہروردی الرفیعی القاسمی الرشیدی المحمودی غفرلہ اللہ تعالےٰ

بحرمت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم والاولیا اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔ جمادی الاولیٰ سنہ ۱۳۳۰ ہجری

تمت بالخیر

اِعلانُ

لِدفعِ البغیِ و الطغیانِ

تالیف

رئیس المناظرین حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوری
ناظم تعلیمات و شعبۂ تبلیغ دار العلوم دیوبند
خلیفۂ مجاز حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی

انجمن دعوتِ اہلسنت وجماعت

باسمہٖ تعالیٰ حامداً و مصلیاً و مسلماً

اعلان لدفع البغی و الطغیان

حضرات! مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی نے جو اکابر امت پر اتہامات لگائے تھے کہ معاذ اللہ تعالیٰ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ختم زمانی کے منکر ہیں یا ابلیس لعین کے علم کو علم نبوی سے زائد یا علم زید و عمرو و صبی و مجانین و بہائم کے برابر یا خداوند عالم جل و علیٰ شانہٗ کو جھوٹا کہتے ہیں۔ ان کا دفعیہ تو بفضلہ تعالیٰ "قطع الوتین" میں حضرات اکابر کی عبارات اور ان کے اقرار سے کر دیا گیا کہ یہ خان صاحب کا افتراء محض ہے۔ ہمارے حضرات ان مضامین کو کفر خالص اور اس کے قائل اور معتقد کو بے ایمان محض، مرتد ملعون سمجھتے ہیں۔ لہٰذا جو تکفیر اہل حرمین نے ان مضامین کے معتقدین کے لئے فرمائی ہے بالکل صحیح ہے ہم بھی ایسے شخص کو کافر ہی کہتے ہیں۔

ہاں جن عبارات کو خان صاحب نے پیش فرما کر عالم کو دھوکا دیا تھا ان عبارات کا ماسبق و مالحق دور کر کے "لا تقربوا" سے استدلال کیا تھا اس کا ظاہر کرنا ضروری تھا اس اہم امر کا دفعیہ بفضلہ تعالیٰ "رسالہ السحاب المدرار فی ترجیح اقوال الاخیار" اور "ترجیح البیان فی حفظ الایمان" سے پوری طرح سے ہو گیا۔ جو شخص غور اور انصاف سے ان رسائل کو دیکھے گا، انشاء اللہ تعالیٰ خانصاحب کا علم، زہد و تقوی و درع خوب اچھی طرح معلوم ہو جائے گا کہ خان صاحب یا تو اعلیٰ درجے کے جاہل ہیں کہ معمولی اردو عبارات کا مطلب بھی نہ سمجھے یا پرلے درجے کے خائن اور بد دیانت، کہ جان بوجھ کر دیدہ دانستہ تمام امت مرحومہ کی تکفیر پر کمر بستہ ہو گئے۔

خان صاحب تو تھے ہی دوسرے خان مولوی ریاست علی خان صاحب شاہجہانپوری بھی انگلی کاٹ کر شہیدوں میں داخل ہو گئے۔ آپ نے بھی رسالہ

"فصل الخطاب" لکھ ہی دیا۔ اور خانصاحب کے قدم بقدم چلنا شروع کیا ہے۔ جناب نے بھی عبارات مذکورہ پر قلم اٹھایا ہے۔ خان خاناں بریلوی اور شاہجہانپوری اور ان کے تمام اذناب اور ہم خیال کی خدمات میں بکمال ادب عرض ہے کہ اب صبر و سکوت کا وقت نہیں یہ عبارات آپ کے نزدیک صریح قطعی طور سے مضامین کفریہ پر دال ہیں۔

اب علم، قابلیت، لیاقت سب کے ظاہر فرمانے کا وقت ہے۔ تہذیب سے قلم اٹھایئے اور داد علمی دیجئے ورنہ اگر شرم وحیا ہے تو تمام عمر کو مولویت سے توبہ کر لو اور اپنی جہالت کا اشتہار دے دو ورنہ توبہ شائع کر دینا لازم ہے۔ ہم خدا کے فضل پر بھروسہ کرکے عرض کرتے ہیں کہ ہم نے جو کچھ عرض کیا ہے وہ سب لاجواب ہے جس کو ناظرین خود ان شاء اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں گے کہ سنا ہے کہ خانصاحب شاہجہانپوری کو اپنے رسالہ پر ناز ہے۔ ہم نے مسئلہ استمداد بالغیر میں رسالہ "سبیل السداد فی مسئلۃ الاستمداد" لکھا ہے اور تحذیر الناس و براہین قاطعہ و حفظ الایمان کی عبارت کے متعلق یہ دونوں رسالے ہیں۔ خانصاحب میں اگر واقعی کوئی ہمت اور علمیت قابلیت ہے تو جواب دیں ورنہ اگر خان بریلوی ہی کی محض اتباع فرمائی تو یاد رہے کہ خان صاحب داروغہ جہنم ہیں۔

ہمارے رسائل کا جواب لکھ کر فخر فرمائیں تو ہم بھی داد دیں گے ورنہ تنہا پیش قاضی روی راضی آئی تو اہل اسلام کی شان کے لائق نہیں ہے اب جس میں ہمت ہو مقابل ہو ورنہ آئندہ کبھی نام نہ لیں کہ ہم ایسے ویسے۔ خان بریلوی سے ہم بار بار عرض کرتے ہیں کہ جو رسائل آپ کے ہمارے خلاف میں لاجواب ہیں آپ ان کو پیش فرمائیں، جو رسائل ہم کو دستیاب ہوئے ان کا جواب ہماری جانب سے لکھا گیا بقیہ کا جواب بھی حاضر ہے۔ مگر خان صاحب ہیں کہ رسائل نہیں دیتے لہٰذا اعلان کے ساتھ عرض

کرتے ہیں کہ خان صاحب کے جملہ ارباب سن لیں کہ پھر کبھی نہ کہنا کہ ہمارا فلاں رسالہ لاجواب رہا، اگر لاجواب رسائل کو دیکھنا ہے تو دیکھو ردا لتحذیر، احدی الشعۃ والثمنین الکوکب الیمانی علی اولاد الزوانی، جن سے خان صاحب کا دم تلے کا تلے اور اوپر کا اوپر ہی رہ گیا۔

جس میں ہمت ہو جواب لکھے۔ مگر انشاء اللہ تعالیٰ محال ہے۔

قل جاء الحق و زھق الباطل ان الباطل کان زھوقا ۔

وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقہ سیدنا و مولانا محمد

والہ وصحبہ اجمعین ۔ فقط

المعلن

ابن شیر خدا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ

جمادی الاولیٰ سنہ ۱۳۳۱

اَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا ؏

بئس المهاد لمن نخلف المیعاد

الملقب بہ

الیوم الموعود علیٰ ناکث العہود

جس میں مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی کا وہ نقض عہد و عہد خلافی روپوشی بیان کی گئی ہے۔ جو متعلق معاہدہ محررہ ، ربیع الثانی ۱۳۲۸ھ کے خان صاحب سے وقوع میں آئی۔ یہ وہ معاہدہ ہے جو بڑے بڑے معزز حضرات جناب قاضی عبد الغنی صاحب منگلوری، جناب شیخ وحید الدین صاحب و جناب شیخ بشیر الدین صاحب رئیسان میرٹھ، و جناب منشی بہاؤ الدین صاحب کے دستخطوں سے مزین اور موثق کیا گیا ہے دیو بند کے بے نظیر جلسہ دستار بندی میں یہ معاہدہ مرتب کیا گیا تھا مگر خان صاحب نے اُس سے ایسا فرار کیا کہ ذکر تک بھی نہیں کرتے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

باسمہٖ تعالیٰ حامداً و مصلیاً و مسلماً

اما بعد

مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی کے اذناب و اتباع غور سے ملاحظہ فرمائیں۔ اہل اسلام سے انصاف کی امید ہے۔

۱۴ر محرم ۱۳۲۶ھ کو بندہ نے ایک رجسٹری مع ۲۰ر کے ٹکٹ کے جو جواب کے لئے رکھی گئی تھی۔ بطلب مناظرہ خان صاحب کی خدمت میں بھیجی جس کا مضمون یہ تھا کہ۔

"یا تو آپ مناظرہ فرمائیں ورنہ کوئی اپنا قائم مقام کیجئے جس سے گفتگو ہو۔ یہ بھی منظور نہ ہو تو جس شخص کو آپ منتخب فرمائیں۔ اول اس سے ایک مسئلہ میں گفتگو ہو، اگر بفضلہ تعالےٰ ہم اس پر غالب آئیں تو پھر آپ گفتگو فرمائیں۔"

اس کے بعد ۲۱ر محرم مذکور کو دوسرا خط گیا۔ پھر ۹ر صفر ۱۳۲۶ھ مذکورہ کو تیسرا خط رجسٹری شدہ گیا، پھر چوتھا خط دستی گیا۔ مگر خان صاحب نے کسی کا بھی جواب نہ دیا۔ ہم نہیں سمجھ سکتے کہ یہ کیا معمہ ہے کہ باوجود جواب اور رجسٹری کے لئے متعدد دفعات ٹکٹ بھیجنے کے بھی جواب نہ دینا کس مذہب و ملت میں جائز ہے؟ بلکہ طرفہ یہ کہ وہ ٹکٹ بھی ہضم کر لئے۔ اور مکرر طلب کرنے کے بعد بھی واپس نہ کئے۔ تدین اور تقویٰ کا اندازہ تو یہیں سے ہو سکتا ہے۔ میاں ظفر الدین نے اگر جواب دیا تو کیا؟ اول تو وہ میرے مخاطب نہیں۔ دوسرے حقوق العباد کے مطالبہ سے خان صاحب کیسے سبکدوش ہو سکتے ہیں؟ ان خطوط کی تفصیل رسالہ "اسکات المعتدی" میں موجود ہے ملاحظہ ہو۔

۱۲ر رجب ۱۳۲۷ھ کے "اہلحدیث" میں جناب مولانا مولوی سلیمان صاحب

کی تحریک خان صاحب سے مناظرہ کے بارے میں شائع ہوئی۔ بندہ نے ۳؍شعبان ۱۳۲۷ھ کو ایک مضمون بعنوان " بریلوی مجدد سے مناظرہ " " اہلحدیث " میں شائع کرایا۔ جس کے متعلق مولوی غلام احمد صاحب ایڈیٹر " اہل فقہ " نے کچھ لکھا۔ جس کا جواب یہاں سے فوراً گیا۔ اور ۲۷؍شعبان ۱۳۲۷ھ کو " اہل فقہ " میں مع جواب الجواب شائع ہوا۔ اس کا جواب بھی "اہل فقہ" میں بھیجا گیا۔ لیکن چھاپنے کا وعدہ فرما کر پرچہ مذکور خود ہی دارالبوار میں قرار کو گیا۔ مگر خان صاحب نے اس کا جواب بھی کچھ نہ دیا۔

پھر ۱۹؍شوال ۱۳۲۷ھ کو ایک خط رجسٹری شدہ بعنوان " آخری اتمام حجت " اور بھیجا جو " چُپ شاہ بریلوی گرفتار " کے ساتھ ۲۱؍ذی الحجہ ۱۳۲۷ھ کے " النجم " اور ۹؍محرم ۱۳۲۸ھ کے " اہلحدیث " میں شائع ہوا۔ اس کا جواب بھی وہی قدیمی سکوت تھا۔

پھر ۲۸؍محرم ۱۳۲۸ھ کو ایک رجسٹری اور بھیجی۔ جس میں یہ دریافت کیا تھا کہ، " صلائے مناظرہ " آپ کی کتاب ہو یا اس کے مضامین کی صحت کے آپ ذمہ دار ہوں تو جواب پیش کروں؟ مگر ؎

مگر خموشی معنی دارد کہ در گفتن نمی آید

ان تمام واقعات کے تحریری ثبوت ہیں۔ جس کا جی چاہے دیکھ سکتا ہے۔ خانصاحب ایک سے بھی انکار نہیں فرما سکتے۔ دو سال کی مدت تک خان صاحب کا بالکل "صُمٌّ بُکْمٌ" رہنا اور مناظرہ کے نام سے سانس بھی نہ لینا اس کا جواب وہ یا ان کے معتقدین کیا دے سکتے ہیں؟ جو کچھ اعذار بارد ہ خان صاحب کے اذناب کے جوش اور حرکت سے ظہور میں آئے ان کو پوری طرح سے قطع کر دیا گیا۔ جس کی وجہ سے مگس رانی کے بھی قابل نہیں رہے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔

آدمی کیسا ہی بے انصاف اور ہٹ دھرم کیوں نہ ہو اور زبان کو کیسا ہی اقرارِ حق سے روکے مگر فطری طور سے قہری غلبہ حق کے آثار جو ہوتے ہیں وہ بھی کسی کے چھپانے سے چھپ نہیں سکتے۔ یہ عذر کہ فلاں نے ہم سے مناظرہ نہیں کیا اس وجہ سے ہم تم سے بھی مناظرہ نہیں کرتے۔ یا ہم نے اس قدر ردی کاغذ سیاہ کئے ہیں، ان کا حرف بحرف جواب دو۔ تب مناظرہ کریں گے۔ کیسا لغو اور شرمناک بے حیائی کا جواب ہے۔

ابھی دینی مسائل اور وہ بھی تکفیرِ اہلِ اسلام کے متعلق، اور تکفیر بھی کیسی زبردست کہ خان صاحب کے مخالفین کو اگر کوئی کافر نہ کہے یا ان کے کفر میں شک بھی کرے تو وہ بھی کافر مرتد بیوی پر طلاق۔ (واہ رے مجدد شیطان کے وکیل علی الاطلاق)۔

پھر غضب یہ کہ اگر طلبِ مناظرہ ہو تو افتاب سے یہ آواز نکلتی ہے کہ تم مناظرہ کے قابل نہیں ہو۔ اس ظلم کی کوئی حد ہے کہ آپ زید کے کفر میں شک کرنے والے کو بھی کافر کہیں۔ ہم اس کو مسلمان کہیں مناظرہ کریں تو جواب یہ ہے کہ میں تو زید ہی سے مناظرہ کروں گا۔ فتویٰ تکفیر ہم پر۔ مناظرہ کروں گا زید سے۔ دنیا بھر کی تکفیر۔ اور تکفیر بھی کیسی قطعی یقینی اجماعی پر گفتگو کرنے میں عذر۔ جب کسی شخص کا کفر صریحی قطعی اجماعی ہے تو اس میں گفتگو سے کیوں اعراض ہے؟ ابھی نماز کی فرضیت قطعیت اجماعی ہے اس میں کوئی سو دفعہ گفتگو مناظرہ کرے ڈرنے اور دبکنے کی کیا بات ہے؟

کتابوں کی نسبت بارہا کہا گیا کہ بذریعہ ویلو کے بھیج دو۔ اوّل تو جواب سب کا ہو چکا ہے اور اگر کوئی بات قابل جواب رہی ہو گی تو ایسا دندان شکن جواب تیار ہے جس کا مزہ ہمیشہ یاد رہے گا۔

غرض یہ تمام امور وہ تھے کہ خان صاحب کے اذناب میں بھی جو اہل فہم تھے وہ کہہ اٹھے کہ خان صاحب مناظرہ سے ضرور بھاگتے ہیں۔ اور اہلِ دیوبند کا لوہا مان گئے۔ اور اس کو خان صاحب نے بھی احساس کیا اور ضرور کیا۔ اس کی اصلی تدبیر تو یہ تھی کہ خان صاحب

مردِ میدان ہو کر مناظرہ کے لئے آمادہ ہو جاتے۔ مگر اس کے لئے تو حق کی ضرورت تھی، علم کی حاجت تھی، یہ نصیبِ دشمناں۔ لیکن خان صاحب نے جو ہمیشہ سے اہل باطل کا انداز رہا ہے وہی طرز اختیار کیا اور ایک نئی چال چلے۔ مگر وَلَا يَحِيقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ وہ مکر خان صاحب ہی پر لوٹ پڑا۔ اور ایسی ذلت کا طوق بن کر گلے کا ہار بنا کہ خان صاحب بہت پیچ و تاب کھاتے ہیں۔ مگر وہ روسیاہی کا ٹیکہ دفع ہی نہیں ہو سکتا۔

عظیم الشان جلسہ دستار بندی دیوبند۔ منعقدہ ۶، ۷، ۸، ربیع الثانی کو خان صاحب نے ایک شخص مولوی محمد حسین کو بھیجا۔ دجالی وکیل نے وہ بددیانتی کی کہ بلا اطلاع "ضروری نوٹس" پر عبارتِ ذیل دستی پریس سے چھاپ کر ۷ کی صبح کو "ضروری نوٹس" تقسیم کرنا شروع کیا۔ جو فوراً پولیس نے ضبط کر کے ممانعت کر دی۔

"ہم خدامِ اہلسنت انعقادِ مناظرہ کے لئے حاضر ہوئے اور صدر دفتر مہمانان میں موجود ہیں۔ للہ کوئی تاریخ اس رفع نزاع کے لئے مقرر فرمائیے ورنہ ہم اپنی تبلیغ کامل کر چکے۔ مطبوعہ طلسمی پریس۔ اس پریس پر ہر ایک صاحب خود لکھ کر فوراً چھاپ سکتے ہیں۔ اور صرف عہ ہیں۔ اس وقت یہیں صدر دفتر سے مل سکتی ہے بعدہٗ میرٹھ خیر نگر بازار سے۔ محمد حسین تاجر۔

جھوٹوں پر خدا کی لعنت۔ مولوی صاحب! یہ عبارت لکھ کر جو آپ نے "ضروری نوٹس" تقسیم کرنا شروع کیا تھا اس سے قبل آپ نے کسی سے یہ غرض ظاہر فرمائی تھی؟ اور اس نے مناظرہ یا تقرر تاریخ سے انکار کیا تھا؟ جو یہ عبارت لکھ کر آپ نے اشتہار تقسیم کیا؟ مطلب یہ تھا کہ دس بیس اشتہار لوگوں میں تقسیم کر کے چلتے ہوں اور کہنے کو یہ موقع مل جائے کہ ہم نے اتنے بڑے جلسہ میں بھی درخواستِ مناظرہ کی اور کوئی مقابلہ میں نہ آیا۔ مگر یہ معلوم نہ تھا کہ "الحق یعلوا ولا یعلیٰ" یہ اشتہار آخر کار لعنت کا طوق بن کر گلے

کا باعث ہونے والا ہے۔ اور یہ بھی چالاکی اور جعل سازی، جال بن کر موجب ہلاکت ہوگئی۔ ع

لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

اگلا مضمون نہایت ہی دلچسپ ہے۔ جب ہم کو یہ چالاکی معلوم ہوئی تو تفتیش کی کہ "خدام اہلسنت" کہاں فروکش ہیں؟ معلوم ہوا کہ جناب شیخ بشیر الدین صاحب رئیس میرٹھ کے خیمہ میں۔ اس وقت بندہ اور مولوی ثناء اللہ صاحب اور چند اور علماء حاضر ہوئے۔ مولوی محمد حسین صاحب کو طلب کیا۔ اس وقت خیمہ میں علاوہ اور لوگوں کے جناب قاضی عبد الغنی صاحب منگلوری و جناب شیخ وحید الدین صاحب و جناب شیخ بشیر الدین صاحب رئیسان میرٹھ موجود تھے۔ ان کے مواجہہ میں گفتگو شروع ہوئی۔ مولوی محمد حسین صاحب کے پاس ایک خط بھی خاص خان صاحب کا بنام جناب شیخ بشیر الدین صاحب تھا۔ جو اس وقت پڑھا گیا۔

بندہ نے جناب شیخ صاحب سے عرض کیا کہ آپ مولوی محمد حسین صاحب کو جانتے ہیں، آدمی معتبر ہیں؟ آپ کو ان کا یقین ہے؟

شیخ صاحب نے فرمایا۔ ہاں۔ تب مولوی صاحب سے دریافت کیا کہ آپ خان صاحب کی جانب سے وکیل ہیں؟ شرائط مناظرہ پر گفتگو کر سکتے ہیں؟

مولوی صاحب نے فرمایا۔ ہاں۔ تب جناب مولوی ثناء اللہ صاحب نے اپنا معاہدہ مرتب کیا۔ اور بندہ نے اپنا جس کی نقل بعینہٖ یہ ہے۔

"آج منجانب مولوی محمد حسین صاحب بریلوی وکیل منجانب مولوی احمد رضا خان صاحب فریقِ اوّل۔ و مولوی مرتضیٰ حسن صاحب وکیل منجانب مولوی اشرف علی صاحب فریقِ دوئم؛ درباره امور اختلافی فریقین یہ امر قرار پایا کہ مباحثہ منجانب فریقین مقام دہلی بوقت مقررہ جو بعد میں طے کیا جائے

گا، عمل میں آئے گا۔ مفصل تصریح امورِ متنازعہ و دیگر شرائط بذریعہ اشخاص مقررہ جن میں دو دو منجانب ہر فریق اور ایک سرپنچ مقبولہ فریقین مقرر کئے جائیں گے، طے کئے جائیں گے۔ ہر فریق کو اختیار ہے کہ مناظرہ خود کرے یا اپنا وکیل مقرر کرے۔ لہذا یہ یاد داشت لکھ دی کہ سند ہو۔ تحریری مناظرہ ہوگا مثل نگینہ کے "

العبد بندہ محمد مرتضیٰ حسن عفی عنہ	العبد کمترین محمد حسین عفی عنہ
وکیل مولانا اشرف علی صاحب	وکیل منجانب اعلیٰحضرت فاضل بریلوی
گواہ شد گواہ شد	گواہ شد گواہ شد
یوسف : بشیر الدین آنریری مجسٹریٹ	وحید الدین : عبد الغنی

۷ ربیع الثانی ۱۳۲۸ھ کو یہ معاہدہ ہوا۔ اور ۱۰ ربیع الثانی کو بندہ نے ایک کارڈ رجسٹری شدہ خان صاحب کی خدمت میں بدیں مضمون بھیجا کہ۔

" فلاں معاہدہ کی رو سے بندہ کو حق حاصل ہے کہ اپنے پنچ پیش کر کے آپ کے پنچوں کا نام دریافت کروں تاکہ شرائطِ مناظرہ پر گفتگو کریں۔ سرپنچ کا نام آپ ہی تحریر فرمائیے تاکہ ممکن ہو تو ہم اسی کو قبول کر لیں۔ جواب سے جلد مطلع فرمائیے[1] "

یہ خط کیا تھا؛ خان صاحب کے واسطے قہرِ الٰہی تھا۔ ہوش و حواس سب جاتے

---

[1] تعجب ہے کہ یہاں سے پنچوں کا نام لکھ کر بھیجا گیا جس کا جواب خان صاحب نے آج تک نہیں دیا اور دجالی وکیل یہ مشہور کرتے پھرتے ہیں کہ خان صاحب کی رجسٹریاں بطلب تعین پنچ دیوبند جاتی ہیں اور ایک کا جواب نہیں آتا۔ ۱۲

رہے۔ تمام چالیں بھول گئے۔ اور کچھ نہ سوجھی۔ ۱۴ ربیع الثانی کو جناب مولانا مولوی اشرف علی صاحب دامت برکاتہم کی خدمت میں ایک کارڈ رجسٹری شدہ روانہ کیا جس کی عبارت یہ ہے۔

"مولوی اشرف علی صاحب توہین وتکذیب خدا و رسول جل وعلا وصلی اللہ علیہ وسلم کا الزام جو مدتوں سے آپ اور مولوی گنگوہی و نانوتوی وانبہٹوی صاحبان وغیرہم پر ہے سُنا گیا کہ آپ اُس میں مناظرہ پر آمادہ ہوئے ہیں اور اس میں اپنا وکیلِ مطلق کسی شخص مرتضیٰ حسن نامی چاندپوری کو کیا ہے اگر یہ بات واقعی ہے تو الحمد للہ مدت کی تمنائے اہلِ اسلام بعونہٖ تعالےٰ پوری ہونے کی خوشخبری ہے۔ آپ فوراً اپنے مہری دستخطی تحریر خود اپنے قلم سے لکھ کر بھیجیں کہ

"میں نے "بطش غیب" و "تمہیدِ ایمان" و "حسام الحرمین" کے سوالات واعتراضات کا جواب دینے کے لئے مرتضیٰ حسن کو اپنا وکیلِ مطلق ونائب عام کیا۔ اس کا تمام ساختہ پرداختہ قول، فعل، سکوت قبول نکول عدول جو کچھ ہو گا سب بعینہٖ میرا اقرار پائے گا۔ مجھے اس میں کوئی عذر کی گنجائش نہیں ہو گی الخ"۔"

خان صاحب کے جملہ اذناب واتباع انصاف نہیں تو بے انصافی۔ اور ایمان نہیں تو بے ایمانی ہی سے غور فرمائیں کہ "دجّالِ مأتہ حاضرہ" نہ معلوم پچپن سالے میں آگئے یا تمام دنیا کو اپنا سا بے حیاء مسلوب الحواس تصور کر لیا ہے۔ حیلہ بازی اور چال اور جعل سازی سے باز نہیں آتے۔

خود مولوی محمد حسین کو اپنا وکیل بنا کر دستخطی خط دے کر مناظرہ کے واسطے بھیجا۔ نہایت مہذب اور معزز حضرات کی وساطت سے معاہدہ لکھا گیا۔ وکلاء کے دستخط ہوئے اُس

معاہدہ کا ذکر نہیں - وکالت کی ہکر نہیں - خان صاحب فرماتے ہیں " سُنا گیا ہے "
خان صاحب ! ابھی آپ نے سنا ہی ہے دیکھا نہیں - ایسے سخت فولادی معاہدہ
کو بھی ہضم کرنا چاہتے ہیں - ذکر تک نہیں - یاد رکھئے دست شروع ہو جائیں گے -

خود کردہ را چہ علاج

جب آپ نے جناب شیخ بشیر الدین صاحب کی خدمت میں اپنے دست خاص سے
مناظرہ کے واسطے عریضہ بھیجا - آپ کے وکیل نے وکالت کا اقرار کیا - جناب شیخ صاحب
نے اس کی تصدیق کی - پھر ایسے معاہدہ کے بعد آپ مولانا مدظلہ العالی کی خدمت میں مضمون
بالا کا عریضہ روانہ فرمائیں - چہ معنیٰ دارد ؟

مگر ہاں ! " دجال مائۃ حاضرہ " ہونے کا پورا ثبوت دینا تھا ، دیا - اگر یہ آپ
کے لچھن نہ ہوتے تو یہ لقب کیوں ملتا ؟

اگر آپ مولوی محمد حسین کو جھوٹا جعل ساز ، مفتری ، کذاب جانتے تھے کہ انہوں
نے معاہدہ جعلی بنا لیا تو آپ لے اپنا خط اور وکیل ہی بنا کر کیوں بھیجا تھا ؟ اور اگر بدحواسی
میں وہ نا معقول حرکت ہو گئی تھی تو معاہدہ کے بعد جناب شیخ صاحبان وغیرہ معززہ
حضرات جن کے دستخط معاہدہ پر ہیں ان سے دریافت فرمایا تھا کہ یہ معاہدہ واقعی ہے یا
نہیں ؟ یہ دستخط آپ ہی نے فرمائے ہیں یا دجالی وکیل کی ہوشیاری و عیاری ہے ؟
پھر اگر کوئی فریق اپنے وکیل کے ساختہ پرداختہ سے منحرف ہوتا تو اس کا فرار ثابت ہوتا - اور
دنیا خود دیکھ لیتی کہ کون سچا ہے اور کون جھوٹا ؟

اس معاہدہ کے بعد جیسے ہم نے ۱۰ ربیع الثانی کو بذریعہ رجسٹری کے اپنے پنچ لکھ
کر بھیجے اور ان سے پنچوں کے نام دریافت کئے تھے یہی ان کو بھی کرنا تھا - کہ اپنے پنچوں کو
معین فرماتے نہ کہ اس معاہدہ کا نام بھی نہ ہو اور دوسرا اشر بے وقت کا شروع کر دیا - اس
" دجالی خط " کا ہر ہر حرف مکاری اور عیاری سے بھرا ہوا ہے - اگر پورا ظاہر کیا جائے تو ایک

رسالہ ہو جائے، ناظرین ہی کے انصاف پر چھوڑا جاتا ہے۔ کہاں وکیل فقط شرائطِ مناظرہ طے کرانے کے واسطے مقرر ہوں۔ آخر میں یہ مضمون موجود کہ ہر فریق کو اختیار ہے چاہے خود مناظرہ کرے یا اپنا وکیل پیش کرے پھر بھی "دجالِ مأتہ حاضرہ" تحریر فرماتے ہیں کہ اپنا وکیلِ مطلق کسی شخص کو کیا ہے، اور یہ مضمون جہری طلب کرتے ہیں کہ

"مرتضیٰ حسن کو اپنا وکیلِ مطلق و نائب عام کیا۔ اُس کا تمام ساختہ پرداختہ قول، فعل، سکوت، قبول، نکول۔ آہ"

ناظرین! اس ایمان داری کو غور فرمائیں کہ مضمونِ معاہدہ سے اس خط کو کس قدر تباین ہے؟ اور کس قدر دہشت اور رعب "دجالِ مأتہ حاضرہ" پر طاری ہے؟ آج برسوں کے بعد "بطشِ غیب" کو اپنی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ حالانکہ نہ آپ مستفتی اور نہ صاحبِ رسالہ، نہ آپ کی طرف سے سوالات۔ اے بندۂ ہوٰی! اس بات کو شرائطِ مناظرہ ہی میں پیش کیا ہوتا۔ اگر اس کا جواب ہمارے ذمہ ثابت ہوتا تو دیکھا ہوتا کہ جواب ملتا ہے یا نہیں؟

بالجملہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب دامت برکاتہم نے یہ دجّالی پُر فریب، غیر مناسب خط بندہ کے پاس بھیجدیا۔ چونکہ میں مکان گیا ہوا تھا اس وجہ سے مجھ کو دیر میں ملا۔ ملنے کے بعد معاً ۳۰ ربیع الثانی ۱۳۲۸ھ کو بندہ نے خان صاحب کی خدمت میں پھر رجسٹری بھیجی۔ جس کا خلاصہ یہ تھا۔

"کہ شرائط مناظرہ طے ہونے تک میں حضرت مولانا دامت برکاتہم کا وکیل ہوں اور مولوی محمد حسین صاحب آپ کے۔ یہ خط بھی بحیثیتِ وکیل ہونے کے لکھتا ہوں۔ آپ کو بھی اختیار ہے کہ آپ خود جواب دیں یا اپنے وکیل سے دلوائیں جیسے ہم نے پنچ معین کئے ہیں آپ بھی معین فرمائیں۔ اگر شرائطِ مناظرہ میں یہ طے ہو جائے کہ "بطشِ غیب" وغیرہ کا جواب ہمارے ذمہ ہے تو خدا چاہے جواب فوراً حاضر ہوگا۔ اب آپ اِس کے سوا اور کچھ نہیں کر سکتے کہ

یا معاہدہ کی تکمیل فرمائیں یا اپنے ہارنے اور فرار کا اقرار ۔ اگر ان تدابیر سے آپ
معاہدہ کو رلانا چاہتے ہیں تو یہ بڑا مضبوط فولادی معاہدہ ہے ہرگز ہرگز نہ
ٹوٹ سکتا ہے نہ رُل سکتا ہے ۔ ایسے مہتم بالشان معاہدہ کا آپ اپنی تحریر میں ذکر
بھی نہ فرمائیں، جائے تعجب اور افسوس ہے ۔ یاد رکھو جو اس معاہدہ سے
بھاگے گا اس کا فرار کالشمس فی نصف النہار ثابت ہو جائے گا۔"

خان صاحب نے اس رجسٹری کا بھی جواب آج تک کچھ نہ دیا ۔ اب ناظرین خود
انصاف فرمالیں کہ کون ہارا کون جیتا ؟ کون بھاگا کس نے پیچھا کیا ؟ کون مناظرہ کا
مردِ میدان ہے اور کون خانہ نشین روپوش ؟ کون مناظرہ کا طالب ہے کون ہارب ؟
کون مناظرہ کرنا چاہتا ہے اور کون حیلوں سے ٹلانا ؟ امید ہے کہ اہلِ انصاف پر حق
پوشیدہ نہ رہے گا ۔

الحمد لله الّذی به تتمّ الصّالحات و علیٰ نبیّه و
اٰله وصحبه افضل التّحیّة و التّسلیمات ۔

الداعی الی الحق والصواب

بندہ محمد مرتضیٰ حسن عفی عنہ

○
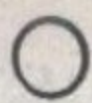
بفضلہ تعالیٰ رسالہ انیقہ " بئس المهاد لمن يخلف الميعاد " طبع ہو کر اہلِ بدعت
کی وعدہ خلافی اور فرار ظاہر ہو گیا ۔

○

الطامۃ الکبریٰ

علیٰ من کذب وتولّٰی

تألیف

رئیس المناظرین حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن چاندپوری

ناظم تعلیمات و شعبہ تبلیغ دار العلوم دیوبند

خلیفہ مجاز حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی

انجمن دعوت اہلسنت وجماعت

إِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ لَيْسَ لِوَقْعَتِهَا كَاذِبَةٌ ،

کفر بھاگا ، دین جاگا ، سنتِ نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والرحمۃ کا بول بالا ، بدعت کا منہ کالا ، اہل حق کی فتح و نصرت ، بدعتیوں کی شکست و ہزیمت ، سچا جیتا ، جھوٹا ہارا ، إِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوْا وَّالَّذِينَ هُم مُّحْسِنُونَ کا جلوہ رسالہ

الطامۃ الکبریٰ علیٰ من کذّب وتولّیٰ

مصنف منصف حضرت مولانا مولوی سید محمد مرتضیٰ حسن صاحب دامت مجدہم ابن شیر خدا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالے وجہہ کی حقانیت کی شوکت اس رسالہ کے ملاحظہ سے بخوبی واضح ہو جائے گی۔ اس کو اگر مراۃ المناظرہ کہا جائے تو زیبا ، خاں صاحب اور ان کی تمام جماعت کے لئے پیغام اجل کہئے تو بجا ، خانصاحب کو مناظرہ کی دعوت پر دعوت وہاں سب جنم نہ اقرار نہ اجابت۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً و مصلیاً و مسلماً

حضرات اہلِ اسلام قابلِ غور اور لحاظ ہے کہ اس زمانہ میں جہاں نئی نئی طرح کی مشینیں اور کلیں آلات اور اسباب معیشت کے لئے ایجاد ہو رہے ہیں جن سے زمانہ متحیر ہے۔ اسی طرح مذاہب باطلہ اور فرقِ عاطلہ کی ایجادات بھی حیرت انگیز ہیں۔ اسلام کے تباہ اور برباد کرنے کی وہ وہ نرالی چالیں چلی جاتی ہیں کہ ابلیس بھی حیران ہو تو کچھ تعجب نہیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے دعوے مجددیت کیا، پھر اس کے بعد مثیل مسیح ہو گئے، پھر نبوت بروزی کے مدعی۔ آخر الامر دائرۂ دعوت کو اس قدر عام کیا کہ جو ان کو نبی نہ مانے وہ ویسا ہی کافر ہے جیسا کہ جناب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ ماننے والا۔ لیکن پھر بھی محبت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور اتباع کا وہ دعوے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے بھی ثابت نہ ہو گا۔ مناظرہ کے وہ لمبے چوڑے دعوے کہ قادیان سے لے کر تمام ہندوستان، یورپ، افریقہ، عرب و عجم کو محیط۔ کون سا بادشاہ ہے جس کو مرزا صاحب نے دعوت نہ دی ہو؟ مگر تمام عمر میں مناظرہ کسی سے بھی نہ کیا جہاں مناظرہ کا وقت آیا مخالفت کا بھی الہام ہو گیا، دعا گئی۔

اسی طرح قادیانی کے چھوٹے بھائی مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی ہیں کہ گو صراحۃً دعوی نبوت تک تو نوبت نہیں پہنچی ہے، پر ہاں یہ ضرور ہے کہ جو ان کو مجدد نہ مانے اس کو کسی طرح الزام لگا کر، بہتان باندھ کر کافر ضرور بنایا جائے۔ لیکن چونکہ مخبر صادق روحی فداہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم صادق و مصدوق خبر دے چکے ہیں کہ قیامت تک تیس ۳۰ دجال پیدا ہوں گے جن کا ہر شخص مدعی نبوت ہو گا۔ مسلمان بھی انہی سے سب کے مقابلہ

کے لئے طیار ہیں۔ ایسے ظلمات سے آفتاب اسلام کا نور مکدر نہیں ہو سکتا۔ چونکہ آج کل رسائل و اشتہارات کی طبع اور اشاعت کے وسائل بکثرت ہیں، اہل باطل نے بھی ان اسباب سے نفع اٹھایا۔

ادویات، اسباب تجارت کے متعلق بہت سے جھوٹے جھوٹے اشتہار جھوٹوں نے دے کر بہت کچھ کمایا، آخر بہت سے لوگ دھوکہ میں آ ہی جاتے ہیں۔

اسی طرح دین کے غارت گروں نے بھی اس سے تمتع حاصل کیا۔ اور غلط رسائل جھوٹے اشتہارات خلاف واقع واقعات لکھ لکھ کر شائع کئے۔ اس الوپ[1] جال میں بہت سے غریب شکار ہو گئے۔

خان صاحب نے بھی اپنی کس مپرسی کی حالت میں اس تدبیر اور چلتے ہوئے نسخہ سے بہت کچھ حاصل فرمایا۔ اہل اللہ پر جھوٹے الزامات لگائے، جمع عبارات میں خیانت کی، مطلب کے بیان کرنے میں عوام اہل اسلام کو کیا، اہل حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتکریماً کو دھوکہ دیا۔ عبارت کا مقدم و مؤخر دور کرکے مطلب خود بیان فرما دیا جو خالص کفر تھا۔ اس پر ہر مسلمان ضرور کفر ہی کا فتوےٰ دیتا۔ ہندوستان میں یہ چلتا ہوا منتر ہاتھ آیا کہ دیکھو فلاں شخص پر اہل حرمین شریفین نے کفر کا فتویٰ دے دیا۔ لیکن اہل فہم خوب سمجھ سکتے ہیں کہ اس میں دو مفتی کا قصور — اور جس پر بہتان باندھا اس کا کچھ بگڑا۔ ہاں کورکلے کی دلالی میں مستفتی کی روسیاہی ضرور ہو گئی۔ گھر میں رسائل لکھ کر دبا دئے یا خاص خاص مرید اور معتقدین میں شائع کرکے ممانعت کر دی کہ دیکھو کسی نامحرم کو نہ دکھا دینا۔ خصم رسائل طلب کرے اور رجسٹری بھیجے، اشتہار شائع کرے، برس گزر گئے لیکن ایک رسالہ بھی نہ بھیجا۔ اس پر یہ نعرے کہ ہم چھتیس ۳۶ سال سے مناظرے کے طالب ہیں کوئی ہمارے مقابلہ ہی پر نہیں آتا۔ جی ہاں چھتیس ۳۶

---

[1] الوپ یعنی مخفی و پوشیدہ ۱۲

سال کیا معنی اس طرح تو چھتیس صدیاں بھی گزر جائیں گی تب بھی کوئی مناظرہ نہ کر سکے گا۔

جب اتفاق ایک رسالہ خان صاحب کا ہم کو ملا تو اسی وقت سے ہم پیچھے پڑ گئے۔ مگر خان صاحب نے سانپ کی طرح ایسی منڈی نیچی کی کہ وہ ٹکڑے تو ہو گئے لیکن باہر نہ آئے۔ تحت الثریٰ کی طرف رخ رہا۔

۱۷ محرم ۱۳۳۶ھ کو ایک رجسٹری بطلب مناظرہ روانہ کی۔ پھر ۲۱ محرم ۱۳۳۶ھ پھر ۹ صفر ۱۳۳۶ھ۔ پھر بذریعہ اخبارات طلب مناظرہ ہوتے۔ اور ۲۲ دسمبر ۱۹۱۰ء کو، پھر ۳۱ جنوری ۱۹۱۱ء، پھر ۲۳ فروری ۱۹۱۱ء کو، پھر ۲ مارچ ۱۹۱۱ء کو، پھر ۲۶ اپریل ۱۹۱۱ء کو، پھر ۱۱ مئی ۱۹۱۱ء کو، پھر ۲۰ مئی ۱۹۱۱ء کو، پھر ۲۴ جولائی ۱۹۱۱ء کو، پھر ۱۳ اکتوبر ۱۹۱۱ء کو رجسٹریاں، پھر ۳۱ اکتوبر ۱۹۱۱ء کو پوسٹ سارٹیفکٹ حاصل کردہ، اور ایک اسی قسم کا خط ۱۸ فروری ۱۹۱۱ء کو خاص بنام خان صاحب متعلق مناظرہ روانہ کیا گیا۔

خان صاحب کے متعلقین کے نام ۱۲ فروری ۱۹۱۱ء کو، پھر ۲۱ فروری ۱۹۱۱ء کو۔ اور دوسرے صاحب کے نام ۳ فروری ۱۹۱۱ء، پھر ۳۱ مارچ ۱۹۱۱ء، پھر ۱۳ اپریل ۱۹۱۱ء، پھر ۲۳ جولائی ۱۹۱۱ء کو رجسٹریاں اور دو پوسٹ سارٹیفکٹ حاصل کردہ خط بھیجے۔

ایک اللہ کے بندے چھوٹے معتقد کے پاس ۲۹ مارچ ۱۹۱۱ء کو، پھر ۱۷ اپریل ۱۹۱۱ء کو، پھر ۲۴ جولائی ۱۹۱۱ء کو رجسٹریاں متعلق مناظرہ بھیجیں جن کی رسیدیں موجود ہیں ہر شخص ملاحظہ کر سکتا ہے۔ مگر "مر گئے ہیں کیا ہو گئے جو جواب دیں" یا جس سے مناظرہ کی بو بھی آ گئے۔ یہ تو حال خان صاحب اور ان کے ہوا خواہوں کی خدمت میں خطوط، اور رجسٹریوں کا ہے جو بطلب مناظرہ روانہ ہوئیں۔

اب رسائل اور اشتہارات جو اس طرف سے شائع ہوئے ان کا بھی ملاحظہ ہو۔

اسکات المعتدی ؛ آخری تمام حجت ؛ بئس المہاد لمن یخلف المیعاد ؛ انتصاف البری من الکذاب المفتری ؛ رد التکفیر علی الفحاش الشنظیر ؛ نو ہزاری اشتہار ، مناظرہ کی انتہائی کوشش ؛ القسورہ علی الحمر المستنفرہ ؛ عبدالغنی کی ہوس خام ؛ تحذیر الاخوان عن رضا الشیطان ؛ عیسیٰ روح ویسے فرشتے ؛ الطین اللازب علی الاسود الکاذب ؛ قاصمۃ الظہر فی بلند شہر ؛ نار الغضا فی جوانح الرضا ؛ التسہیل الجمیل ؛ کوکب الیمانی علی الجہلان والخراطین ؛ بریلوی کا نادان دوست ؛ الکوکب الیمانی علی اولاد الزوانی ؛ قطع الوتین لمن تقول علی الصالحین ؛ احدی القسعۃ والتسعین علی الواحد من الشلاقین ؛ رجوم المذنبین ؛ الشہاب الثاقب علی المسترق الکاذب ؛ جہد المقل حصہ اول ؛ جہد المقل حصہ دوم ؛ زجر النابح ؛ اثبات القدرۃ الالٰہیہ باقامۃ الحجۃ الالہامیہ ؛ ابطال الادلۃ الواہیہ باثبات القدرۃ الالٰہیہ ؛ تنزیہ الالٰہ السبوح ؛ احسن الکلام ؛ فصل الخطاب ؛ الہاد الحق الصریح ؛ جوابات الاعتراضات الواہیہ ؛ تہدید المنکرین لقدرۃ رب العالمین ؛ وغیرہ۔

خاں صاحب نے "عصمت بی بی از بے چادری" یہ فرمایا کہ میرے خطاب کے لائق دنیا میں کوئی ہے ہی نہیں۔ ان کے مناظرہ کے واسطے اگر بڑے بھائی صاحب کا قول غلط ہے تو آسمان ہی سے کوئی نازل ہوگا، ورنہ تکفیر تمام دنیا کی کریں اور مناظرہ کا کوئی طالب بھی ہو، جواب دہی کے لئے قابلِ خطاب نہیں۔

اہلِ انصاف خود فرمائیں کہ اگر خاں صاحب کا یہ جواب کسی درجہ میں صحیح ہے تو پھر یہ فرمانا کہ پچیس برس سے ہم طالبِ مناظرہ رہے اور کوئی بھی ہمارے مقابلہ میں نہ آیا، کس قدر لغو ہے۔ "آپ کو علماء کے زمرہ میں کس نے شمار کیا اور کس نے قابلِ خطاب سمجھا جو آپ کے لغویات کا جواب دیتا۔ اور اگر کوئی متوجہ بھی ہو تو رسائل کی زیارت کیسے نصیب ہو جو جواب لکھے، ہم نے فقط "الغزولات تیج المخطوطات" کی وجہ سے اپنا وقت ضائع کیا ہے۔

قول آپ نے حضرت مولانا اشرف علی صاحب سے اصالتاً یا وکالتاً مناظرہ کی اجازت دی۔ حضرت مولانا موصوف نے بندہ کو اپنا وکیل شرائط وغیرہ طے کرنے کو مقرر فرمایا۔ جس کا ذکر " الیوم الموعود علی ناکث العہود " میں مفصل مذکور ہے۔ مگر خانصاحب نے اسے ایسا ہضم کیا کہ ذکر بھی نہ کیا۔ گو ڈکاروں میں اس کا مزہ آج تک آرہا ہے۔ پھر حضرت مولانا مدظلہ و مولوی مولانا خلیل احمد صاحب دامت برکاتہم۔ اور حضرت شمس الاسلام والمسلمین رأس الفقہاء والمحدثین حضرت مخدوم الامت فخر الائمہ حضرت مولانا مولوی محمود حسن صاحب لازال شموس فواضلہم بازغۃ، نے اہل بلند شہر کی استدعا پر اپنی دستخطی تحریر مستعدی مناظرہ پر بھیج دی۔ جس سے خان صاحب کے ایسے ہوش وحواس گئے کہ کچھ جواب ہی نہ بن پڑا۔ جس کا حال مفصل " قاصمۃ الظہر فی بلند شہر " میں مذکور ہے پھر مراد آباد میں تو خان صاحب سے سب ہی مناظرہ کرنے کو مستعد تھے۔ چنانچہ آج ہندوستان میں جو مشاہیر علماء ہیں انہوں نے رجسٹریاں بھیجیں۔ مگر خان صاحب جان چھوٹنے میں تو بڑے مجائی سے بھی حیلہ ثابت ہوئے، ان کو تو مخالفت مناظرہ کی وحی ہوتی تھی، یہاں تدبیر ایسی بنائی جاتی ہے کہ وحی سے بھی بڑھی چڑھی ہوتی ہے کیوں کہ دونوں کا ملہم ایک ہی ہے۔

خان صاحب کے گروہ کے عمدۃ المدققین زبدۃ المحققین خان صاحب کے اعلحضرت مولوی ہدایت رسول صاحب ہیں کہ آج ان کے اسم گرامی سے شاید بڑے گھر میں قلی تک بھی ناواقف نہ ہوں گے۔ سرکار کو بھی ان کے ساتھ بہت ہی حسن ظن ہے۔ لکھنؤ، بنارس، دہلی، بمبئی میں خانی وزیر اعظم کے لئے خاص سرکاری کا سپیشل نہیں تو خاص کمرہ سفر کے لئے ضرور ہوتا ہے۔ جناب کی نقل وحرکت سے پہلے ہی سرکاری پولیس انتظام کے لئے متعین ہوتی ہوگی۔ خان صاحب کو گو یہ مرتبہ حاصل نہ ہوا ہو مگر وزیر کے ملفوظات تو ضرور ہی قلم بند ہوتے ہوں گے۔ جب خان صاحب کی اردلی میں ایسے ایسے حافظین امن مصلحان قوم ہوں تو پھر منتظمان سرکاری کو اگر فساد کا خوف ہو تو کیا بے جا ہے مناظرہ رکوانے

کی خان صاحب آپ کی یہ تدبیر تھی۔ فرمائیے ہمارے ساتھ بھی کوئی سرکاری سارٹیفکٹ حاصل کردہ سب محکموں کے پاس شدہ تھے یا اس قسم کے حضرات آپ ہی کے جلوہ میں تھے؟

فرمائیے! مناظرہ رکوانے کی کوشش کس نے کی؟

"یا بے حیائی تیرا ہی آسرا ہے"

مدرسہ عالیہ دیوبند، مراد آباد، امروہہ امینیہ وغیرہ کے اکثر حضرات مع حضرت مولانا اشرف علی صاحب دامت برکاتہم کے، رونق افروز تھے۔ پھر بھی مناظرہ مقصود نہ تھا اور وکلاء نے تو پہنچتے ہی تار دیا تھا۔ اچھا کمرہ ریل کے وقت سے پہلے گاڑی کے کواڑ بند کر کے کون گیا تھا؟ تشریف لانے کی کیا دھوم دھام تھی اور جانے میں یہ سُون سان۔ گھر والے کا اسباب باندھ لیا اور جو اسی میں اپنا چھوڑ گئے۔ وعظ کا بھی اعلان تھا کیوں نہ ہوا؟ کمرہ ہمارا آدمی اسٹیشن پر گیا تھا؟ آپ نے گاڑی کی کھڑکی نہ بند کر لی تھی؟ جب آپ روانہ ہوئے تب وہ نہ آئے تھے؟ جب آپ بریلی پہنچ گئے تب حضرت مولانا اشرف علی صاحب اور دیگر حضرات مراد آباد سے روانہ نہ ہوئے تھے؟ کہو مناظرہ سے کون بھاگا؟

جب حضرت مولانا موصوف مطلع فرما چکے تھے کہ ہم نے فلاں فلاں کو وکیل مقرر کیا ہے اور وکلاء کئی روز پیشتر سے موجود تھے، شرائط وغیرہ کے متعلق گفتگو کیوں نہ شروع کی تھی؟ اور جب مولانا موصوف چار بجے دن کے تشریف لے آئے تھے اور اسی وقت آدمی نے جا کر اطلاع دی تھی کہ حضرت مولانا تشریف لے آئے ہیں۔ عمائدِ شہر پیغام مناظرہ لے کر گئے جب آپ بریلی سے تشریف لے ہی آئے تھے۔ مولوی ہدایت رسول صاحب ساتھ ہی تھے جن کی وجہ سے مناظرہ ہو ہی نہیں سکتا تھا۔ پھر اس قدر سراسیمگی سے تشریف لے جانے کی کیا ضرورت تھی؟

ہم بتاتے ہیں۔ آپ کے خاص ہمدم ہیں۔ جب عمائدِ شہر درمیان میں پڑنے لگے تو آپ کو خوف ہو گیا کہ اب کوئی نہ کوئی مناظرہ کی صورت ضرور پیدا ہو کر رہے گی۔ یہاں نہ ہوگی تو

بریلی، دہلی وغیرہ کوئی نہ کوئی جگہ ضرور مقرر ہو جائے گی پہلے تو یہ عذر بھی تھا کہ چھوٹوں سے مناظرہ نہیں کرنا، گو وہ چھوٹے بھی بفضلہ تعالیٰ آپ سے اور آپ کے بڑوں سے ہزار ہا درجہ بڑے تھے۔ چھوٹے جن کے تھے ان کے تھے۔ شیر کا بچہ شیر سے چھوٹا ہے تو بھیڑی یا بڑی بھیڑ سے تھوڑا ہی چھوٹا ہوتا ہے؟ مگر اس وقت تو یہ بھی عذر نہیں ہو سکتا تھا کیونکہ

۱ : حضرت مولانا مولوی سید احمد حسن صاحب مرحوم امروہی۔

۲ : تاج العلماء و زینت العلم حضرت مولانا مولوی محمود حسن صاحب۔

۳ : فخر العلماء و الملۃ و الاسلام حضرت مولانا مولوی اشرف علی صاحب۔

۴ : شرف العلماء و الامت حضرت مولانا مولوی حافظ احمد صاحب مہتمم مدرسہ عالیہ دیوبند ابن حضرت مولانا حجۃ الخلف و السلف حضرت قاسم العلوم و الخیرات حضرت مولانا مولوی محمد قاسم صاحب قدس سرہ العزیز۔

۵ : مولانا مولوی حافظ عبد الرحمٰن صاحب مدرس اول مدرسہ مراد آباد۔

۶ : مولانا مولوی سید انور شاہ صاحب۔

۷ : بحر العلوم زمانہ و علامہ مولانا مولوی حسین احمد صاحب مہاجر مدنی۔

۸ : مولانا مولوی کفایت اللہ صاحب مدرس مدرسہ امینیہ دہلی۔

۹ : مولانا مولوی عبد الغفور صاحب وغیرہ حضرات۔

جس طرف نظر پڑتی تھی فضلاء وقت ہی نظر آتے تھے۔ چھوٹے چھوٹوں اور بڑوں دونوں سے اور بڑے بڑوں سے مناظرہ کے لئے مستعد تھے۔ اور وہاں بڑے ہی گھر سے نکلے تو قسم کھا کر کہ

قسم ہے مولوی ہدایت رسول صاحب کی گالیوں کی۔

قسم ہے ان کی پھکڑ بازیوں کی۔

قسم ہے ان کی جہالت کی۔

قسم ہے ان کی ذات اور شرافت کی۔

قسم ہے ان کی بغاوت و عداوت کی۔

قسم ہے ان کے جیل خانوں کی تکالیف اور محنت و مشقت کی، وہ مرکز کفر و تکفیر ہی ہے جو مناظرہ کریں، نکاح درست اولاد صحیح النسب ہی ہو جائے جو مناظرہ کریں۔

یہی وجہ تو تھی جو گاڑی کے پٹ بند کر کے تین بجے سے پہلے ہی اسٹیشن پر تشریف لے گئے اور گاڑی پانچ بجے روانہ ہوتی تھی۔ خاں صاحب ہم سے اور یہ باتیں ۹ بجے تو خوف تھا کہ اب مناظرہ ضرور سر پڑے گا جو موت سے زیادہ سخت اور ناگوار ہے۔ اسی وجہ سے چنپت ہو گئے۔ مسلمانو! خیال تو فرماؤ بھلا یہ مشاہیر علماء جلیل القدر جن کا ہندوستان کیا دوسرے ممالک میں بھی نظیر بدقت ملے گا۔ ان حضرات سے خاں صاحب مناظرہ کو یہ کہہ کر ٹال دیں کہ میرے مقابلہ کے لائق کوئی ہے ہی نہیں۔ مناظرہ ہوگا تو فقط ایک حضرت مولانا اشرف علی صاحب سے۔ اگر بڑے ہو تو بڑوں سے گفتگو کرو، چھوٹے ہو تو چھوٹوں سے۔ اگر حضرت مولانا اشرف علی صاحب نے "حفظ الایمان" لکھی ہے تو صاحب براہین قاطعہ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب دامت برکاتہم امام المناظرین سے گفتگو کرنے میں کیوں ڈرتے ہو؟ حضرت مولانا مولوی حافظ احمد صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند (دیوبند) تو صاحب "تحذیر الناس" کے خلف الصدق ہیں جو مناظرہ کے لئے بخوشی بھیجتے ہیں۔

حضرت مولانا مولوی محمود حسن صاحب دامت برکاتہم و نیز حضرت مولانا مولوی سید احمد حسن صاحب امروہی مرحوم شاگرد رشید حضرت قاسم العلوم والخیرات ہیں ان کو تو خاص حق ہے کہ "تحذیر الناس" اور "براہین قاطعہ" و فتوے منسوب بجانب حضرت رشید الاسلام والمسلمین قدس سرہ کی بابت مناظرہ کر سکیں۔ پھر بھی خاں صاحب یوں ہی فرمائیں کہ دنیا میں میرے مقابلہ کے لائق ہے ہی کوئی نہیں۔ تو اہل انصاف خود سمجھ سکتے ہیں کہ یہ کس درجہ کی بات ہے؟

اور یہ کہنا کہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب، حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے گدی نشین ہیں، کس قدر کالا جھوٹ ہے۔ بھلا کس تاریخ میں، کون سا مہینہ تھا؟ کہ وہ جس روز ہم موجود ہوتے تھے، جس روز مولوی ہدایت رسول صاحب نے لکھنؤ میں بیان کیا تھا جو سرکار کو بھی پسند ہوا تھا۔ یا بمبئی میں جب مقدمہ ہوا تھا اور مولوی صاحب کا وعظ سننے کے لئے قیدی بے قرار ہوگئے تھے۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

اور اگر یہ مراد ہے کہ حضرت مولانا تھانوی، حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہ العزیز کے سچے جانشین ہیں تو یہ سچ ہے۔ مگر ان سے زیادہ دوسرے حضرات ہیں۔ پھر کسی سے مناظرہ وکرنا کس قدر فرار اور بے حیائی ہے؟ اب بھی کہو گے کہ چھتیس ۳۶ برس سے مجدد مناظرہ و مناظرہ کی پکار کرتا تھا مگر کسی نے جواب نہ دیا۔ حق یہی ہے کہ نہ خاں صاحب نے کسی سے مناظرہ کرنا چاہا اور نہ وہ اس قابل تھے۔

اچھا جانے دو تمام امور تسلیم کرکے جواب عرض ہے کہ۔ واقعہ مرادآباد کے بعد حضرت مولانا مولوی خلیل احمد صاحب نے حج سے مراجعت کے بعد رجسٹری طلب مناظرہ بھیجی جواب نہ دارد۔ حضرت مولانا اشرف علی صاحب نے وکیل متعین فرما کر پھر رجسٹری بھیجی دم نکل گیا۔ "شحنہ وغیرہ" پچھلے بچوں میں یہ چھاپ دیا کہ اب کسی کی وکالت منظور نہ ہوگی۔ وکالت کا زمانہ ختم ہوگیا۔

وکالت کی کوئی تاریخ مقرر فرمائی تھی یا کسی پنڈت نے بتلا دیا تھا کہ اس تاریخ کے بعد وکالت منظور نہ کیجیو، کچھ تو شرم سے کام لینا چاہئے۔ خاں صاحب منہ پر گھوبر آتی ہے کیا کہا تھا؟ منہ سے آواز نکلی تھی یا کہاں سے؟ آپ کی جانب کی وہ تحریر پیش کی جائے جس میں کہا تھا کہ " خود مناظرہ کرو یا وکیل پیش کرو " اب کیا ہوگیا؟ پہلے یہ عذر تھا کہ یہ وکیل خود بن بیٹھے ہیں خط جعلی ہے۔ جب مولانا نے سات آٹھ ہزار کے مجمع عام میں فرما دیا کہ " مرتضیٰ حسن، مولانا مولوی سید مرتضیٰ حسن صاحب، مولانا مولوی سید حسین احمد صاحب

میرے وکیل ہیں، شرائطِ مناظرہ یہ طے کریں، اس کے بعد مجھ کو اختیار ہے کہ مناظرہ خود کروں یا میں حضرات کریں "۔ پھر اس مضمون کی رجسٹری بھی بھیج دی۔ پھر " رشحہ وغیرہ " میں لکھا کر "اب کسی کی وکالت بھی منظور نہ ہوگی، وہ وقت نکل گیا "۔ قربان جائیے اس بے حیائی کے۔ مسلمانو! دیکھا یہ ہے مجدد البدعات کا مناظرہ۔

اور یہ وجہ کہ خاں صاحب کے پیر بھائی نے ان کی طرح یہ خباثت کی ہے کہ " سیف النقی " میں فرضی حملے دیئے ہیں اس وجہ سے قابلِ خطاب ہم نہیں۔

اوّل تو یہ آپ کے گھر کا معاملہ ہے وہ جھوٹے یا تم، ہم سے اس کا کیا تعلق؟

دوسرے وہ " النقل الاکبر " کے ٹکڑے ہیں مقابلہ کیوں نہیں کرتے؟

تیسرے اگر وہ واقع میں بددیانت ہیں اس وجہ سے قابلِ خطاب نہیں تو آپ ان سے زیادہ قابلِ خطاب نہیں۔ کیونکہ آپ سے زیادہ کون خائن ہوگا؟ صاحب " سیف النقی " نے کسی کو کافر بنانے کی کوشش نہیں کی۔ آپ نے تو اکابر اہلِ اسلام اور ان کے جملہ ہم خیال جن کی تعداد کروڑوں سے بھی زائد ہوگی، ان کے کافر بنانے کو خیانت کی عبارت کو تراشا ضرالیب کفریہ خود گھڑے، آپ تو اس خیانت کے بدلے میں " مجدد " ہو جائیں اور صاحب " سیف النقی " قابلِ خطاب بھی نہ رہے۔ خاں صاحب! انصاف شرط ہے۔ یہ تو آپ کا خاندانی اثر ہے۔ اس میں بھلا کیا قصور ہے؟

چوتھے اگر مان بھی لیا جائے تو فقط وہی قابلِ خطاب نہ ہوں گے جیسے آپ ہم سے خیانت کر کے اس قابل نہ رہے کہ ہم آپ سے خطاب کریں، نہ کہ آپ ہم کو قابلِ خطاب نہ سمجھیں، کیا الٹی منطق ہے؟ الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔

یہ تو ہم کہتے تھے کہ بدایون بریلی کے اطراف میں جعلساز زیادہ ہوتے ہیں۔ رجسٹری شدہ دستاویزیں بنا لیتے ہیں۔ ایک فتوٰی مہری و دستخطی جعلی بنا لینا کیا دشوار ہے؟ " المسکات المحتدی " مطبوعہ رسالہ ہے۔ اس پر آپ نے کیسا جیتا بہتان باندھ لیا؟ پھر آپ کا کوئی بھائی اگر

واقعی ایسا اقرار کرے تو وہ آپ کا حقیقی پیر بھائی ہے۔

خان صاحب! اگر آپ میں صداقت کا قطرہ ہے تو "صلائے سنا ظرو" میں جو یہ لکھا ہے کہ "السکات المعتدی" نے صاف صاف خدا کو جھوٹا کہہ دیا۔ حاشیہ صفحہ ۱۳۔ واحد قہار کو جھوٹا ائمہ دین کا مذہب بتایا الخ ص ۳۱ و ۳۲" یہ "السکات المعتدی" میں دکھا تو دو۔ خان صاحب! آپ کو یہ خیال نہ آیا کہ آخر جب اُدھر سے مطالبہ ہوگا تو کیسے دکھاؤں گا؟ جب آپ ایسے بے حیا ہیں تو آپ کے پیر بھائی اگر ایسے ہی ہیں تو آپ کو شکایت کا موقع نہیں۔ یہ سچے اور صحیح واقعات ہیں جس نے تم کو قوی اور آپ کو زندہ در گور بنا دیا ہے۔

کوئی بدعتی ہے، کوئی قبر پرست ہے، کوئی غیر اللہ کو سجدہ کرنے والا ہے؟ کوئی قبر کا طواف کرنے والا ہے، کہاں سوتے ہو؟ جاگو نفخ صور ہو گیا جواب کے لئے زندہ ہو جاؤ، ابن شیر خدا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ للکار رہا ہے، جنگل گونج گیا ہے، تمہارے بڑے بڑوں کی ہوش باختہ ہو گئے، یہاں لفاظی چکر بازی کام نہیں آسکتی۔ جھوٹے ہو جھوٹے ہو ہرگز نہیں دکھا سکتے۔

دیکھا آپ کا مجدد یوں ذلیل کرتا ہے یہ دنیا میں ہے۔ وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَكْبَرُ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ۔

خان صاحب "دروغ گو را حافظہ نباشد" چونکہ وکالت کا زمانہ گزر گیا اس وجہ سے اب آپ کو وکالت منظور نہیں، اصالۃً گفتگو فرمائیں گے؟ آپ نے "قاصمۃ الظہر فی بلند شہر" کا تو ضرور مطالعہ فرمایا ہوگا۔ اس میں نہیں دیکھا کہ حضرات ثلاثہ کا دستخطی اقرار نامہ مستندی مناظرہ پر شائع ہے۔ اس کا جواب آپ نے کیا دیا؟ تف ہے اس جھوٹی تحریر اور دعوے پر۔ خدا سے شرم کرو آخر مرنا ہے۔ دنیا میں بھی لوگ کیا کہیں گے ۳۶ برس سے دعویٰ مناظرہ ہے کم از کم ایک رسالہ تو ایسا نکال دو جو ہمارے متعلق ہو اور اس کو ہمارے اکابر کی خدمت میں بھیجا ہو؟

تیسرا باعث قصد یہ ہے کہ اگر آپ گفتگو کریں تو بہلا کچھ حرج نہیں، آپ ہی کی قابلیت، علمیت، مجددیت اچھی طرح کھلے گی۔ اگر آپ وکالت پر راضی نہیں تو ہم بھی اصالۃً ہی مناظرہ چاہتے ہیں۔ "انتصاف البری" "رد التکفیر" "احدی القسمۃ والتسعین" "الکوکب الیمانی" چھپ کر شائع ہو چکے ہیں۔ اس پر مناظرہ نہ کرنے کی کیا وجہ ہے؟ اگر آپ مناظرہ کرنے کی ہم کو اجازت نہ دیں تو یہ آپ کا فعل ہے۔ ہم تو طالب ہیں جب تک آپ زندہ ہیں برابر طلب رہے گی، کبھی تو شرم آئے گی، اور آخر کار اجازت دو ہی گے۔ آخر نہ دینے کی کیا وجہ ہے؟ اگر سامنے نہیں آتے تو رسائل مذکورہ میں جو آپ کا اور آپ کے جملہ معتقدین مریدین متبعین کا کفر، ارتداد آپ ہی کے فتوے اور علماء حرمین شریفین کے فتوے سے ثابت کیا ہے۔ آپ کا نکاح عالم میں کسی سے صحیح نہیں، اولاد حرامی ہوتی ہے، نسب ثابت نہیں ہوتا۔ آیا یہ تمام نتائج آپ ہی کی تحریر سے لازم آتے ہیں یا نہیں؟ آخر دوسروں کے نام سے اور تحریریں چھاپتے ہو، گالیاں دیتے ہو، "خالص الاعتقاد" وغیرہ لکھتے ہو، مگر اپنا اسلام ثابت کیوں نہیں کرتے؟

دیکھو اب بھی سنبھل جاؤ۔ اور اگر ذرہ بھر بھی ایمان، اسلام ہے تو جو طریقہ بھی پسند ہو بیان فرماؤ۔ اور ہم کو اجازت دو کہ مناظرہ کریں۔ ہم کرنے کو بالکل تیار ہیں۔ اگر خود اجازت نہیں دیتے تو کسی اور کو پیش کرو اسی سے کر لیں گے۔ آخر مناظرہ کس طرح سے ہو؟ یہ کوئی انصاف کی بات ہے کہ اپنے چھپے چھوڑ "رشحۃ الحیرۃ" میں لکھ دیا کہ "اس کے بعد کسی کی کوئی بات نہ سنی جائے گی"۔

خان صاحب! آئینہ بھی دیکھا ہے، آپ کون ہیں کہ جو آپ فرما دیں آپ کا خصم اسے ضرور ہی تسلیم کر لے۔ یوں کہو کہ جو انصاف کی بات ہوگی ہم آپ دونوں کو واجب التسلیم ہوگی۔ مناظرہ نہیں کرتے نہ کرو مگر اپنا ایمان، اسلام، اولاد کا صحیح النسب ہونا تو ثابت کرو۔

خان صاحب ہم نے نہ کہا تھا کہ آپ کو اپنے علم سے نہ بھڑنا چاہئے۔ ع

سمجھایا ہم نے خاں کو گرعشق میں نہ پڑ

پھر ناز سہل ہے سنبھل جائے تو جانوں کر ع

کہ عشق آساں نمود اوّل ولے افتاد مشکلہا

وہ آپ کے مفت کے مفتی قاضی، محدث، فاضل، نوعمری عالم، طبی حامیٔ بدعت ماحیٔ سنت، مخالفِ دین عدوِ اسلام مدعی فگن، وہابی شکن کس بن میں چلے گئے کہاں ہیں؟ مناظرہ بالمشافہ نہ کرتے مگر رسائل مذکورہ کا کسی کی جانب سے جواب لکھ کر شائع کر دیجیے ہم بھی جانتے آپ کے معتقدین بھی سمجھتے کہ مناظرہ کسی وجہ سے منظور نہیں ہے مگر جواب تو دے دیا۔ ہائے اسلام کہاں ہے؟ جس کو ثابت کریں۔ ایمان کب تھا جو ظاہر کریں۔ دیانت امانت کہاں تھی جو ساتھ دیں۔ نکاح کب صحیح ہوا تھا جو اولاد صحیح النسب ہو سکے۔ خان صاحب یہ زقوم کے لقمے "طعام الاثیم" آپ شیر مادر کی طرح نہ اتارتے، یہ الفاظ چھپ چھپا کے کبھی بھی نہ سنتے۔ آپ تو بلا وجہ گالیاں دیتے ہیں۔ بھلا خان بہادر کو اس قدر برداشت کہاں تھی؟ مگر "وقعت الواقعة ليس لوقعتها كاذبة" سچی بات کا جواب ہی کیا ہے؟ یہ تو آپ ہی کے حکم سے لازم آتا ہے۔ ہم تو فقط آپ کا مطلب بیان کرتے ہیں۔ غلط ہو تو بتلا دو ہم وہ کلمے لکھیں گے۔

خان صاحب کے شیدائی فدائی مجدد مائۃ حاضرہ وغیرہ ماننے والو کہاں ہو؟ "ردالتکفیر" "اھدی التسعۃ والتسعین" "الکوکب الیمانی" کو ملاحظہ فرماؤ، اگر ہمت ہے جواب دو۔ مگر یاد رکھو کہ انشاء اللہ تعالےٰ قیامت آجائے گی جواب نہیں دے سکتے۔

ہمارے حضرات اکابر پر جو مضامین کفریہ کا اتہام لگایا تھا، ہم صاف لکھ چکے کہ ہمارے حضرات ان مضامین کفریہ سے صاف و پاک متبرا و منزہ ہیں۔ جو ان مضامین کفریہ کا معتقد ہو وہ کافر ہے۔ ہمارے حضرات کی عبارت کا یہ مطلب قیامت تک بھی نہیں ہو سکتا۔ اگر کسی میں ہمت ہے تو ثابت کر دے۔ دیکھو "انتصار البری من الکذاب المفتری"

"تو ہزاری اشتہار" "اسمٰعیل علی الجلیل" وغیرہ آپ حضرات بھی اگر سچے ہیں تو ثابت کر دیں کہ خان صاحب اور ان کے معتقد، خانصاحب اور حضرات علماء حرمین شریفین کے حکم سے کافر، مرتد وغیرہ نہیں ہیں۔ کہو کسی میں ہمت ہے؟ اگر ہو تو لکھو۔ اس میں کیا اندیشہ ہے؟ آخر فضول باتوں میں وقت ضائع کرتے ہو، غلط اشتہار جھوٹے رسائل لکھتے ہو، اس کام کی بات میں وقت صرف نہیں کرتے۔

یاد رکھو قیامت آنے والی ہے، اہل بدعت کی قیامت ہو چکی، حساب و کتاب ہو چکا اب بدلہ ملنا باقی ہے۔

خیر یہ تو قصہ ختم ہوا ہم نے استمداد بالاولیاء وغیرہ کے بارے میں ایک رسالہ لکھا ہے جو عنقریب شائع ہونے والا ہے اور بالکل علمی طرز کا ہے اس کو سب صاحب دیکھیں اور انصاف سے جو امر حق ہو اس کی اتباع کریں۔ اس میں جناب مولوی کرامت اللہ خان صاحب دہلوی مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی، مولوی ریاست علی خان صاحب شاہجہانپوری سے نہایت تہذیب اور متانت سے مخاطب ہیں۔

ہم اب انشاء اللہ تعالے دوسرے مسائل میں بھی تحریر لکھنے کو مستعد ہیں، مگر نہایت متانت اور تہذیب سے، اگر خان صاحب سے امید نہیں کہ اس کا جواب دیں اور تہذیب سے کام لیں۔ مگر ہم وعدہ کرتے ہیں کہ اگر کسی خان صاحب نے انصاف سے جواب دیا تو انشاء اللہ تعالے جواب بھی ایسا ہی مہذب لکھیں گے جیسا اصل رسالہ ہے۔ امید ہے کہ فریقین اس کے دیکھنے سے خوش ہوں گے۔ اگر خان صاحب نے اہل علم کا انداز اختیار فرمایا تو دوسرے مسائل میں بھی ہم خدا سے توفیق کے خواستگار ہیں کہ وہ ہماری مدد فرمائے۔ آمین۔ اور انصاف سے حق ظاہر کیا جائے انشاء اللہ تعالیٰ فریقین کو لطف آجائے گا۔

خان صاحب اگر اپنی گندہ ذہنی سے باز نہ آئیں گے تو اس کا جواب دوسرے رسائل میں دیا جائے گا علمی رسائل اس سے بالکل پاک ہوں گے جس کو ناظرین خود ہی ملاحظہ فرمائیں گے۔

افسوس ہے کہ خان صاحب اب تک بھی ہمارے اکابر کی شان میں بلا وجہ سخت
گستاخیاں کر کے ہم سے بالجبر تیز الفاظ لکھواتے ہیں۔ ناظرین ہم کو معذور سمجھیں پہلے خان صاحب
کے الفاظ ملاحظہ فرمالیں، پھر ہم کو جو چاہیں کہیں۔ لیکن ہم خان صاحب سے بار بار عرض کرتے ہیں
کہ اگر علم ہے تو عالمانہ تحریر لکھو، جواب موجود ہے۔ گالیاں دینا اہل علم کا کام نہیں، مگر خان صاحب
اپنی خصلت سے باز نہیں آتے۔ اہل انصاف ہم کو بھی معذور سمجھیں اور کوئی صورت مناظرہ کی
نکالیں تاکہ خان صاحب کا حال اچھی طرح طشت از بام ہو جائے، مگر مشکل ہے۔

واللہ تعالیٰ ہو المستعان وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا ومولانا محمد وآلہ
وصحبہ اجمعین

۱۹ رجب المرجب سنہ ۱۳۳۰ھ

○

باہتمام مولوی محمد مسعود خان مالک مطبع نامی حقانی واقع بریلی میں بسعی کارپردازی و بہ تصحیح مولوی
حافظ محمد حسن صاحب چھپا۔

إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا ۔

الحمد للہ تعالےٰ کہ رسالہ مظہرہ واقعہ بریلی مسمّٰی بہ

الطین اللازب علی الاسود الکاذب

الملقب بہ

الفتح المبین علی اعداء الاسلام والمسلمین

مع ضمیمہ تکمیل الفتح یعنی واقعہ بلند شہر

جس میں اُس غیبی فتح و نصرت کا حال بیان کیا گیا ہے جو بمقام بریلی ۲۶ ذیقعدہ ۱۳۲۵ھ کو مولوی احمد رضا خان صاحب اور ان کے اتباع پر اہلِ حق کو حاصل ہوئی ہے۔ یعنی رسالہ "تقدیس الرحمٰن عن تکذیب المیعاد"، و رسالہ "انصاف البری من الکذاب المفتری"، و رسالہ "رد التکفیر علی الفحاش الشتغیر" کا جواب جو اعلیٰ خان صاحب اور ان کے اتباع نے تسلیم فرما لیا۔ جن امور کی صراحت کا دعویٰ کر کے علماء ربانیین کی تکفیر کی تھی اُس کی صراحت تو درکنار لزوم بھی ثابت کرنے سے عاجز ہیں۔ والحمد للہ تعالےٰ علیٰ ذالک۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باسمہ تعالیٰ حامداً ومصلیاً ومسلماً

خداوند کریم جل وعلا شانہٗ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ مولوی احمد رضا خان صاحب اور ان کے اتباع کا عجز بہت ہی جلد ظاہر ہو گیا۔ ہم کو یہ معلوم نہ تھا کہ رسالہ "ردّ التکفیر علی الفحاش الشنظیر" اور رسالہ "انتصاف البری من الکذاب المفتری" سے خان صاحب اور ان کی جماعت میں ایسا خلافِ توقع زلزلہ پڑ جائے گا۔ ہم کو تو ابھی بہت کچھ لکھنا اور کہنا ہے۔ یہ خبر نہ تھی کہ ع

سحر ہے دور میرا رنگ فق ابھی سے ہے

کا مصداق ہو جائے گا۔ ابھی تو دو ہی طرح سے خان صاحب اور ان کے اتباع کا کفر ثابت کیا ہے، جب متعدد طرق سے کفر ثابت ہو گا تو کیا ہو گا؟ ابھی تو چند ہی خیانتیں ظاہر کی گئی ہیں۔ جب رسالے شائع ہوں گے تو کیا قیامت برپا ہو گی؟

فَاِذَا نَزَلَ بِسَاحَتِهِمْ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ۔

کا نقشہ خداوند قدیر نے آنکھوں سے دکھایا۔

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ رسالہ "ردّ التکفیر" اور "انتصاف البری" کو شائع ہوئے تھوڑا ہی زمانہ گزرا ہے، مگر خان صاحب کے سنگین سالہ ایوانِ ضلالت کو گویا ڈائنامیٹ یا بم کے گولے سے اڑا دیا گیا۔ تمام جماعت میں ہل چل مچ گئی۔ بڑے بڑے معتقد مذبذب ہو گئے۔ کہاں خان صاحب "مجدد مائۃ حاضرہ" تھے یا اُن کے اسلام میں بھی اب شبہ پڑ گیا اور ان ہی پر تکفیر نہیں لوٹی بلکہ جو شخص خان صاحب کے کفر میں کسی حال، کسی طرح شک و شبہ بھی کرے وہ کافر ہے۔ لیکن تماشا یہ ہے کہ یہ تکفیر مخالفین کے

ہاتھوں سے نہیں ہوئی ، اہل دیوبند نے کفر کا فتویٰ نہیں دیا ۔ اگر یہ بات ہوتی تو جواب بالکل آسان تھا کہ مخالف جماعت نے عناداً تکفیر کر دی ہے ؂

ہر کس از دستِ غیر نالہ کند

سعدی از دستِ خویشتن فریاد

اے جب تقدیر بگڑتی ہے تو اپنا خون ہی دشمن ہو جاتا ہے ؂

دل و دیدہ اپنے جو یار تھے ہمیں بحرِ غم میں ڈبا گئے

ہمیں جن سے چشمِ امید تھی وہی آنکھ ہم سے چرا گئے

یہ تکفیر تو اہل حرمین زادہما اللہ تعالیٰ شرفاً و تکریماً کے مقدس ہاتھوں سے ہوئی ہے جس کا جواب ہی نہیں ؏

چارہ گر یہ ہی اگر ہوتا تو پھر بھی سہل تھا

بڑھاپے میں کرم کا لکھا ہوا سامنے آیا ہے

وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ

یہ تو خدا ہی کا حکم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد صادق ہوا ہے ۔

وهو قال رسول الله عليه وسلم من دعا رجلاً بالكفر او قال يا عدو الله وليس كذالك الاحار عليه ۔

خان صاحب ! " کردنی خویش آمدنی پیش "

آپ کے ہی ہاتھوں کی لکھی ہوئی تحریر ، آپ ہی کی کتابوں کی عبارات ، آپ کے ہی مسلمہ مسائل ، آپ کے ہی مقررہ اصول سے کفر لازم اور عائد ہوا ہے ، اسے کون اٹھا سکتا ہے ؟ اس کا کیا جواب ہو سکتا ہے ؟ اس کا تو جواب یوں ہو سکتا ہے کہ اپنے ہی ہاتھوں کو کاٹ دیجئے ۔ مگر اب اس سے بھی کچھ نہیں ہو سکتا ؏

گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں

رسالہ "انتصاف البریٰ" میں جن جن الزامات کی بنا پر حضرت مولانا مولوی محمد قاسم صاحب حجۃ اللہ تعالیٰ فی العالمین حمایت الاسلام والمسلمین۔

و حضرت مولانا مولوی رشید احمد صاحب امام الشریعۃ والطریقۃ رشید الحق والملۃ قدس اللہ اسرارہم۔

و جناب مولانا مولوی خلیل احمد صاحب و جناب مولانا مولوی اشرف علی صاحب دامت برکاتہم اور اس ناچیز کی تکفیر فرمائی گئی تھی۔ اور جن امور کے صریح ہونے کا دعوے کرکے تکفیر کی اور کرائی تھی ان کا ثبوت طلب کیا گیا تھا۔ اگر صراحۃً ثابت نہ کرسکیں تو اس کا اقرار کریں کہ دعوے صراحت کذب خالص اور دروغ بے فروغ تھا۔ پھر ان امور کو لزوماً بھی ثابت کریں۔ مگر لزوم بیّن ہو گو لزوم مفید نہیں۔ کیونکہ تکفیر صراحت کی بنا پر ہے۔ لزوم پر تکفیر خاں صاحب کے نزدیک بھی نہیں ہو سکتی۔

ان دونوں رسالوں میں مناظرہ کا عام اعلان دیا گیا تھا کہ کوئی صاحب خاں صاحب سے تکفیر کو اٹھا دیں۔ اور جن امور کے صریح ہونے کا دعوے کیا گیا ہے دکھا دیں۔ مجھ کو یہ امید تھی کہ یہ دونوں امر ایسے عظیم بالشان ہیں کہ جن کی طرف خاں صاحب اور ان کے اتباع ضرور توجہ فرمائیں گے۔ پہلے اپنے ذمہ سے تکفیر اٹھائیں گے پھر جن امور کی صراحت کی بنا پر تمام عالم کی تکفیر فرمائی ہے ان کی صراحت دکھائیں گے۔ ورنہ اول صورت میں اپنا اور اپنی جماعت کا کفر تسلیم کرنا ہوگا۔ اور ثانی میں ارتکاب گناہ کبیرہ اور بالقصد امت مرحومہ کی تکفیر کرنا اور خیانت اور بد دیانتی و کذب خالص محض جھوٹ کا الزام لازم آئے گا۔

۲۴ ذیقعدہ ۱۳۲۸ھ یوم یکشنبہ بتقریب شرکت جلسہ دستار بندی مدرسہ اشاعت العلوم واقعہ سرائے خام الطالب جناب مولوی محمد حسین صاحب بانی و مدرس اول مدرسہ مذکورہ بریلی میں جانا ہوا۔ جناب مولانا و بالفضل اولانا حامی سنت و ماحی بدعت،

مولوی محمد ابراہیم صاحب محدث ومفسر و واعظ دہلوی نے دن کو وعظ فرمایا اور جناب
خان صاحب کے اعتقادات اور اعمال کی ایسی تشریح اور متانت سے رد فرمایا کہ بیان
میں آنا مشکل ہے مولوی صاحب کا وعظ، اور خوش بیانی، علم وفضل، حق گوئی، بیان
پر قدرتِ تامہ کے ساتھ مضامین کی سلاست اور برجستگی، ردِ بدعات، تائیدِ سنت،
تو ایسی مسلّم ہے کہ مخالف بھی اس پر لب کشائی نہیں کر سکتے۔ پھر نہایت متانت کیساتھ
خلوص اور نیک نیتی۔ واقعی آپ کے بیانِ پُر لطف کا ایسا اثر ہوا کہ منکر بھی خوب جانتے
ہیں۔ مولوی صاحب نے خان صاحب کا پورا ردّ فرمایا۔ گو نام تو نہ تھا مگر الکنایة
ابلغ من التصریح کا ضرور مزا آتا تھا۔

ہم لوگوں کو اس کا ظن غالب تھا کہ آج شب کے بیان سے قبل اس طرف سے کوئی
پیام مناظرہ آئے گا۔ مگر جب شام تک کوئی اثر مرتب نہ ہوا تو بعد مغرب ایک شخص کو رسالہ
"قمع المماد لمن تخلف المیعاد" جس میں سنہ ۱۳۲۶ھ سے تا غایت سنہ ۱۳۲۸ھ تک کا مفصل حال
متعلق مناظرہ اور وہ معاہدہ جو خان صاحب کے وکیل مولوی محمد حسین صاحب نے دیوبند کے بے نظیر
جلسہ دستار بندی میں جناب شیخ وحید الدین صاحب و جناب شیخ بشیر الدین صاحب
نگہبان میرٹھ لال کرتی، وجناب قاضی عبد الغنی صاحب منگلوری وغیرہ معزز حضرات کے
روبرو لکھا تھا اور ان حضرات کے اس پر دستخط بھی درج تھا۔ جس کا خلاصہ یہ تھا کہ
"بمقام دہلی مناظرہ ہو طرفین کے دو دو پنچ شرائط مناظرہ طے فرمائیں جس کا خان صاحب
انکار کرتے ہیں۔ اور رسالہ "انتصاف البری من الکذاب المفتری" اور رسالہ "رد التکفیر
علی الفحاش الشنظیر" دے کر جناب خان صاحب کی خدمت میں بھیجا اور یہ عرض کیا کہ اب
تو جناب خان صاحب یا ان کے وکیل کی بھی شرط نہیں لگاتے پھر مناظرہ میں کیوں دیر اور
تامل ہے۔ وہ مناظرہ نہ فرمائیں ان کی جماعت میں سے کوئی شخص ہی "رد التکفیر" اور
"انتصاف البری" کے مضامین پر گفتگو کرے اپنی تکفیر اٹھائیں اور مخالفین کی تکفیر ثابت

کریں۔

بعد عشاء شب دوشنبہ کو جناب مولانا مولوی حسین احمد صاحب فیض آبادی ثم المدنی مد فیوضہم العالیہ (مصنف رسالہ "الشہاب الثاقب علی المسترق الکاذب" و رسالہ "رجوم المذنبین علی رؤس الشیاطین" جواب حسام الحرمین) نے دو گھنٹہ

لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ و ولدہ و الناس اجمعین۔

کا وعظ بیان فرمایا اور اسی طرح فضائل جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم اجمعین کو بیان فرمایا کہ سامعین پر محویت کا عالم طاری تھا اور تحیر بھی تام تھا کہ ایسے لوگوں کو کس طرح کہا جاتا ہے کہ یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کو جائز رکھتے ہیں؟ دنیا میں ان سے بڑھ کر کوئی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کر ہی نہیں سکتا۔ یہ تو وہ تعظیم آپ کی کرتے ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم) کہ اس کے بعد وہی مرتبہ ہے جو خدا کے لئے مخصوص ہے۔ اگر یہی رسول اللہ علیہ وسلم کی توہین کرتے ہیں تو پھر تعظیم کون کرے گا؟

اس کے بعد جناب مہاجر مدنی نے جو بحمد دیو بند کے تعلیم یافتہ ہونے اور ان حضرات کی کفش برداری کے فخر کو باعث عزت و نجات دارین کا ذریعہ خیال فرماتے ہیں، صاف اور کھلے لفظوں میں بیان فرمایا کہ ہمارے اکابر حضرت مولانا مولوی محمد قاسم صاحب حجۃ اللہ تعالٰی فی العالم و حضرت مولانا مولوی رشید احمد صاحب رشید الحق والملۃ قدست اسرارہم و جناب مولانا مولوی حافظ خلیل احمد صاحب و جناب مولانا مولوی اشرف علی صاحب دامت برکاتہم پر جو فلاں فلاں الزام لگا کر تکفیر کی اور کرائی گئی ہے وہ بالکل جھوٹ اور افتراء محض اور کذب خالص اور بہتان ہے۔ اور اس کی کیا وجہ ہے کہ جب ہم طلب مناظرہ کرتے ہیں تو یہ جواب ملتا ہے کہ ہم خاص فلاں شخص سے مناظرہ کریں گے؟ تکفیر تو تمام علماء کی فرماتے ہیں اور جو کوئی گفتگو کا پیغام دے تو جواب یہ ملتا ہے کہ گفتگو فقط فلاں ہی شخص

سے کریں گے، یہ کون سا انصاف ہے ؟

غرض جناب مولانا مولوی حسین احمد صاحب مدفیضہم کا بیان ایسا صاف اور صریح تھا کہ نام لینے کی بھی حاجت نہ تھی سب سمجھتے تھے کہ اس کلام کے مخاطب جناب خان صاحب ہیں۔ اور واقعی مولوی صاحب نے اپنے مدلل بیان سے ثابت فرما دیا تھا کہ حضرات علمائے دیوبند بالکل ان اتہامات سے بری ہیں۔

اس کے بعد جناب مولانا مولوی محمد ابراہیم صاحب مدفیوضہم احسن الواعظین نے بیان فرمایا کہ میں بھی حضرات موصوفین کی کفش برداری کا فخر رکھتا ہوں مگر مجھ کو دیوبند کے تعلیم یافتہ حضرات کے بیان سننے کا آج ہی اتفاق ہوا ہے۔ ان حضرات کا مخالف بحکم حدیث شریف

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یرمی رجل رجلا بالفسوق ولا یرمیہ بالکفر الا ارتدت علیہ ان لم یکن صاحبہ کذالک وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من لعن شیئا لیس لہ باھل رجعت اللعنۃ علیہ۔

خود ملعون ہے اور اثر اس کا پہلے چہرہ پر پڑتا ہے کہ دنیا ہی میں روسیاہ ہو جاتا ہے اور اس کے بعد صبح سے بھی زیادہ خانصاحب کے متعلق بیان فرمایا۔ مگر صراحۃً نام ان بیانات میں بھی نہ تھا۔ ادھر تو ایک صاحب سائل اور پیغام لے کر گئے تھے اور پھر یہ صاف اور تیز بیانات ہوئے ان سے امید قوی تھی کہ ضرور خانصاحب کے یہاں سے جواب حسب وعدہ آئے گا مگر صبح کو جو وہ صاحب ملے تو جواب یہی ملا کہ جناب خان صاحب نے یہ فرمایا کہ میں نے مولوی اشرف علی صاحب کو مناظرہ کے واسطے خط لکھا ہے، بلند شہر کا ایک شخص لے کر گیا ہے اور تمہاری خاطر سے اور بھی لکھ دوں گا۔ مولوی محمد حسین صاحب کے معاہدہ کی نسبت یہ فرمایا!

" وہ جاہل ہے ہم نے اس کو سفیر بنا کر بھیجا تھا اس نے اپنے کو وکیل سمجھ لیا۔ "

میں نے پھر یہ عرض کیا کہ تعجب ہے تکفیر جاری ہو اور مناظرہ مولانا پر منحصر ہو گے فقط انہی کی تکفیر ہوتی تب بھی اس کلام کا کوئی محل ہو سکتا تھا۔ دوسرے "رد التکفیر" اور "انتصاف البری" میں تو کسی کی تخصیص ہی نہیں کی۔ ان کی تمام جماعت میں بھی کوئی ایسا آدمی نہیں جو ان پر سے تکفیر اٹھا دے۔ اور خان صاحب نے مخالفین پر جن امور کے صراحۃً بیان کرنے کا الزام لگایا ہے ان کو اردو رسائل میں دکھا دے۔ اور مولوی محمد حسین کی نسبت وہ اسی جواب کو شائع کر دیں مسلمان اس کی نورانیت کو خود دیکھ لیں گے۔ آپ پھر جائیں اور یہی کہیں ہم کو مناظرہ سے بالکل ناامیدی ہو گی۔ اور حسب دستور مولانا مولوی محمد ابراہیم صاحب مدفیوضہم اور دوسرے صاحبوں کے بیانات ہو گئے مگر خان صاحب کی جانب سے شام تک کوئی خبر نہ آئی۔

شب سہ شنبہ کو بعد عشاء حضرت مخدوم مطاع خلف الصدق قاسم العلوم حجۃ اللہ فی العالمین جناب مولانا مولوی حافظ احمد صاحب مہتمم مدرسہ عالیہ دیوبند دامت برکاتہم نے

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَآ أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ؕ

کا بیان ایسی وضاحت اور خوبی و متانت کے ساتھ فرمایا کہ سامعین حیران ہو گئے اور یہ ثابت ہو گیا کہ ؎

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

پہلے تو عقیدہ ہی تھا آج اس کا گویا مشاہدہ بھی ہو گیا۔ اور واقعی توہین رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ان حضرات پر اتہام ہی اتہام ہے۔ جب ان تمام بیانات کا شور بریلی میں ہوا تو اعلیٰحضرت نے سنگیں جواب دیا کہ

"وہ لوگوں کو مجھ سے برگشتہ کرنے کے واسطے بیان کرتے ہیں ورنہ عقیدہ یہ نہیں۔"

قربان جائیے اِس حسن ظن اور نفس پروری کے ۔

پر تمام بیانات کے ختم ہونے کے بعد وہ صاحب جو خاں صاحب کے ہاں گئے تھے ، بارہ بجے شب کو ملے اور یہ فرمایا کہ میں آپ کو خوشخبری دینے آیا ہوں کہ خانصاحب کے گروہ کے ایک شخص ملے تھے وہ یہ کہتے تھے کہ صبح کو مولوی ظفر الدین صاحب آپ سے مناظرہ کے لئے آئیں گے ۔ میں نے کہا کہ چونکہ مولوی ظفر الدین صاحب خاں صاحب کے دارالافتار کے مفتی اور خلیفۂ اعظم ہیں اس وجہ سے ان کا گفتگو کرنا گویا خانصاحب کا ہی گفتگو کرنا ہے ۔ خدا کرے کہ یہ خبر صحیح ثابت ہو۔

بارہ بجے سہ شنبہ کو ایک بجے دن کے گاڑی میں واپس ہونے کا قصد مصمم تھا اور صبح کو بعض احباب سے ملنے کا قصد تھا مگر تمام ارادوں کو ملتوی کر کے صبح سے نو بجے تک منتظر رہا ۔ قریب دس بجے کے ان ہی صاحب کے ساتھ ایک شخص فرزند علی خانصاحب کے مدرسہ کے طالب علم جو فرماتے تھے کہ میں " میزان الصرف " پڑھتا ہوں تشریف لائے اور یہ فرمایا کہ مولوی ظفر الدین صاحب نے یہ دریافت کیا ہے کہ " انتصاف البری " آپ ہی کا رسالہ ہے ؟

بندہ نے کہا کہ ہاں میرا ہی رسالہ ہے ۔ اور جو شخص گفتگو کرنے کو مستعد ہے آئے اور " رد التکفیر " اور " انتصاف البری " پر گفتگو کرے ۔ فرزند علی نے کہا کہ اس کو لکھ دو ۔ بندہ نے کہا کہ میرا رسالہ مطبوعہ اور پھر اس قدر مجمع کے روبرو اقرار ، وہ کافی نہیں ؟ آپ کے پاس کیا سند ہے کہ آپ میاں ظفر الدین کے فرستادہ ہیں ؟ اس کلام سے نادم ہو کر کہا کہ اچھا میں جاتا ہوں ۔

پھر ہم لوگ جلسہ میں چلے گئے وعظ ہوتا رہا ۔ بارہ بجے کے بعد تک کوئی خبر نہ آئی ۔ تمام مہمانوں کی پرانے شہر میں دعوت تھی وہاں سب حضرات گئے ۔ وہیں ہم کو خبر معلوم ہوئی کہ کوئی صاحب مولوی احمد رضا خاں صاحب کے یہاں سے آتے ہیں کھانا کھاتے

ہی بعد تین بجے دن کے ہم سرائے میں آ گئے تو وہیں فرزند علی اور ایک صاحب میاں شاہد علی صاحب اور ایک مولوی صدیق علی صاحب ایک تحریر مولوی ظفر الدین صاحب کی جانب سے لئے ہوئے تھے۔ جس کا حاصل یہ تھا کہ دس دس آدمی طرفین کے ہوں اور دار مناظرہ جامع مسجد میں ہو۔ اور " سیف النقی " کی عبارات منقولہ کی تصحیح نقل ہمارے ذمہ ہو۔ اور " حسام الحرمین " میں جو خانصاحب نے " تحذیر الناس " اور " براہین " وغیرہ کی عبارات نقل کی ہیں ان کی تصحیح ان کے ذمہ ہو۔ " رد التکفیر " کا کوئی ذکر نہ تھا۔ حالانکہ بقاعدہ الاھم فالاھم پہلے ان کو اپنے ذمہ سے کفر اٹھانا لازم تھا پھر کسی کی تکفیر کی فکر کرتے۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ اپنے اسلام سے دوسروں کی تکفیر ان کے نزدیک زیادہ مہتم بالشان ہے۔

غیر بندہ نے عرض کیا کہ صبح فرزند علی نے مجھ سے " انتصاف البری " کی نسبت یہ امر دریافت کیا ہے۔ بنائے گفتگو " رد التکفیر " اور " انتصاف البری " ہے جو شرائط ان میں ہیں اس کے موافق گفتگو ہوگی۔ " سیف النقی " میری کتاب نہیں اس کا مصنف " النعل الاکبر علی رأس الاضر " میں اعلان دے رہا ہے کہ جب چاہو تاریخ مقرر کر کے حوالہ دیکھ لو۔ اس سے تو گفتگو نہیں کی جاتی دوسروں سے تصحیح نقل مطلوب ہو عجب تماشا ہے۔ " رد التکفیر " میں جو عبارات بندہ نے نقل کی ہیں ان کی تصحیح بندہ کے ذمہ ہے۔ پھر مولوی احمد رضا خان صاحب اور ان کے اتباع پر جو کفر لازم آیا ہے اس کا اٹھانا مولوی ظفر الدین صاحب کا کام ہوگا۔

مولانا محمد قاسم صاحب شمس الاسلام والمسلمین رحمۃ اللہ علیہ پر جو الزام لگایا ہے کہ "وہ منکر ختم زمانی ہیں" اور یہ کہ " براہین " میں تصریح کی گئی ہے کہ " ابلیس کا علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ ہے" اور " حفظ الایمان " میں تصریح کی کہ " غیب کی باتوں کا جیسا علم رسول اللہ علیہ وسلم کو ہے ایسا تو ہر بچے اور پاگل بلکہ ہر جانور اور ہر چارپائے کو حاصل ہے"

"اسکات المعتدی" کی نسبت لکھا کہ خدا کو صاف صاف جھوٹا لکھ دیا۔ واحد قہار کو جھوٹا کاذب کہنا ائمہ دین کا مذہب بنایا۔ خدا کو سچا جھوٹا ماننا حنفی شافعی کا سا سہل اختلاف ٹھہرایا، جس ملعون لعنہ اللہ و من حماہ نے صراحۃً اس واحد قہار کو جھوٹا کہہ دیا اسے مسلمان سنی و متقی بتایا۔ "حسام الحرمین" وغیرہ میں ان مضامین کی صراحۃً کا دعویٰ کیا ہے اور اسی صراحت کی بنا پر تکفیر ہے۔ ورنہ اگر یہ مضامین ان عبارات سے بطریق لزوم مفہوم ہوتے تو علماء حرمین تو درکنار خاں صاحب بھی تکفیر جائز نہیں رکھتے۔

لہٰذا کتب مذکورہ سے جو عبارات خاں صاحب نے نقل کی ہیں یا تو ان کتب میں یہ "عبارات حسام" بالفاظہا موجود ہوں یا یہ مضمون صراحۃً بالفاظ دیگر جو ان ہی الفاظ کے ہم معنی ہوں اور مضامین مذکورہ ان سے صراحۃً نکلتے ہوں دکھا دیئے جائیں تب تکفیر ہو سکتی ہے۔ اور اگر ان کتب میں "عبارات منقولہ حسام" بعینہا یا مضامین مذکورہ صراحۃً نہ ہوں بلکہ ان سے بطریق لزوم نکلتے ہوں تو اس کو لکھ دیجئے کہ دعویٰ صراحۃً کا غلط محض اور کذب خالص تھا اور تکفیر غلط اور گناہ کبیرہ تھی۔ پھر لزوم مضامین مذکورہ بطریق لزوم بیّن ثابت کیجئے۔ ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ بطریق مطلق لزوم بھی گو غیر بیّن ہو، یہ مضامین ان کتابوں اور خاص عبارتوں میں موجود نہیں ہیں۔

اور میں مسافر ہوں آپ مقیم۔ ان کے واسطے بریلی کا ہر گوشہ یکساں حکم رکھتا ہے، بالخصوص سرائے عام جگہ ہے یہاں وہ تشریف لائیں، ان کو اس پر اصرار کیوں ہے کہ گھر ہی میں مناظرہ نہ ہو۔ میاں شاہد علی صاحب اور صدیق علی صاحب نے فرمایا کہ اسے لکھ دو۔ بندہ نے اسی وقت لکھ دیا۔ اس کو ملاحظہ فرما کر فرمانے لگے کہ یہ نہیں بلکہ ہم تو وہ عبارات دکھا دیں گے جو اعلیٰحضرت نے کتب مذکورہ سے نقل فرمائی ہیں۔ بندہ نے کہا تو اس گفتگو سے کیا حاصل؟ ۔ جو عبارات واقعیہ "تحذیر الناس" و "براہین" و "حفظ الایمان" و "اسکات المعتدی" کی نقل کی گئی ہیں ان کا تو ہم کو انکار نہیں ہے

انکار تو اس کا ہے کہ ان عبارات سے جن اتہامات یعنی توہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و توہین خداوند عالم کو تراشا گیا اور صراحۃً کا دعوے کیا ہے وہ ان میں لزوماً بھی نہیں چہ جائیکہ صراحۃً جس پر بنائے تکفیر ہے۔ ہم بفضلہ تعالیٰ آپ کے دھوکوں میں آنے والے نہیں ہیں۔ بات صاف کیجئے۔ اس پر ان حضرات نے فرمایا کہ " براہین " کی عبارت آپ پڑھیں۔ بندہ نے عرض کیا کہ اس کے پڑھنے کا وقت، وقتِ مناظرہ ہے۔ یہ وقت شرائط کے طے ہونے کا ہے۔ انہی عبارات کے مطلب بیان کرنے کو تو مناظرہ ہوگا۔ اس پر تمام حاضرین نے اتفاق کیا۔ جس کو ان حضرات کو بھی ماننا اور تسلیم ہی کرنا پڑا۔

عصر کا وقت ہو گیا تھا وہ صاحب بھی چلے گئے۔ مجمع کثیر تھا صدہا آدمی تھے۔ ہم نے نماز عصر پڑھی۔ بعدہ وہیں مسجد میں منتظر رہے۔ مغرب سے دس پانچ منٹ قبل وے تشریف لائے معلوم ہوا کہ کسی مسجد میں خان صاحب کا تمام مجمع فرزند ارجمند و مولوی ظفر الدین صاحب وغیرہم سب موجود ہیں۔ وہیں سے مشورہ ہو کر یہاں پر جناب تشریف لاتے ہیں مگر وہ نہیں آنے کے۔ عرض کیا گیا۔ ارشاد فرمایا۔ وہی مرغی کی ایک ٹانگ بندہ نے پھر وہی تقریر کی۔ فرمایا لکھ دو۔ نہ معلوم پہلا کاغذ گم ہو گیا تھا یا دوسری کوئی غرض تھی۔ بندہ نے اسی وقت پھر وہی مضمون لکھ کر دے دیا۔ نماز مغرب کا بہانہ ہو گیا۔ پھر اس کے بعد کوئی شخص ان صاحبوں میں سے تشریف نہیں لائے۔

بعد مغرب وہی شخص جن کو اول ہم نے بھیجا تھا پیغام لائے۔ جس کا حاصل یہ تھا کہ وہ سرائے میں ہرگز نہ آئیں گے آپ کو " نو محلے " کی مسجد میں طلب کرتے ہیں۔ عرض کیا گیا کہ ہمیں " نو محلے " کی مسجد یا جامع مسجد غرض وہ جہاں بلائیں جانے میں کوئی تامل نہیں۔ چاہے خانصاحب کے گھر ہی میں کیوں نہ بلائیں مگر وہ حفظ امن کا پورا بندوبست کر کے طلب کریں یا سرائے میں آجائیں عام جگہ ہے یا ایسی جگہ جہاں وہ اور ہم دونوں مساوی حیثیت رکھتے ہیں۔ دہلی میں چلیں یا دیوبند چلیں ان کا اور ان کے ساتھ دو

سکتے تو اس کا مقتضیٰ یہ ہے کہ ہم بھی ان کی تمام جماعت کو قابل خطاب نہ سمجھیں۔ مگر ان کی تمام جماعت کو " ردالتکفیر " اور " انتصاف البری " ہی میں اعلان دیا ہے تو بحث بھی وہی ہوگی جو ان میں مذکور ہے۔ ہاں اگر خان صاحب اور ان کے جملہ اتباع بنائے کفر نہیں اٹھا سکتے۔ اور جن امور کی صراحت کا الزام لگا کر تکفیر کی اور کرائی تھی ان کی صراحت ثابت نہیں کر سکتے تو اس کو لکھ دو۔ پھر عبارات منقولہ پیش کر کے ان سے لزوماً وہ امور کفریہ ثابت کرو جن کا دعویٰ ہے۔ اور حضرت مولانا مولوی رشید احمد صاحب قطب ارشاد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر جو فتوے مصنوعی بنایا ہے اس کی صحت اور بعد صحت آیا وہ موجب علم قطعی کا ہو سکتا ہے یا نہیں، جس کی بنا پر تکفیر کی گئی ہے ثابت کرو۔ مگر معلوم ہو گیا کہ گفتگو کرنی ان کو منظور نہیں اور نہ گفتگو کر سکتے ہیں۔ فقط معتقدین کی تسلی کے واسطے یہ شور و غل مچایا گیا ہے تاکہ غلط اشتہار شائع کرنے کا موقع ملے۔ سو میں خدا چاہے اس کو بھی طے کئے دیتا ہوں۔

آپ اُن صاحبوں سے جو سنہری مسجد میں فروکش ہیں بتاکید تمام فرما دیں کہ میں اب بیان کروں گا اور ان عبارات کا مطلب بھی بیان کروں گا جن کا غلط مطلب آپ صاحبوں نے بیان کر کے خلق اللہ کی تکفیر کر کے عالم کو گمراہ کیا ہے اور آپ کا پورا رد کروں گا۔ خانصاحب کی نسبت کوئی لفظ اشارۃً بھی غیر مہذب نہ ہوگا۔ آپ صاحب ضرور تشریف لائیں اور میری تقریر لکھیں، نوٹ کریں، پھر اس کا تحریراً یا تقریراً رد فرمائیں۔ یہ نہ ہو کہ کل کو کہو کہ ہمیں اس کے بیان کی اطلاع نہ ہوئی۔ ورنہ یہ کرتے اور وہ کرتے۔ میں خدا چاہے آج تسمہ بھی لگا ہوا نہ رہنے دوں گا۔ اور کل گیارہ بجے دن تک انتظار کروں گا۔ اگر کوئی امر مناظرہ کے متعلق طے ہو گیا تو فبہا ورنہ ایک بجے کی گاڑی میں چلا جاؤں گا۔ پیچھے نہ کہنا کہ وہ مناظرہ سے فرار کر گئے۔ اُس کے بعد بندہ نے عشاء کے کچھ دیر بعد بیان شروع کیا اور دو بجے رات ختم کیا۔ اوّل تمام قصہ دن کا نقل کر کے یہ بیان کیا کہ کل کو ہمارے بعد خان صاحب کی طرف

بھتے تو اس کا مقتضیٰ یہ ہے کہ ہم بھی ان کی تمام جماعت کو قابلِ خطاب نہ سمجھیں۔ مگر ان کی تمام جماعت کو " رد التکفیر " اور " استعفاف البری " ہی میں اعلان دیا ہے تو بحث بھی وہی ہو گا جو ان میں مذکور ہے۔ ہاں اگر خان صاحب اور ان کے جملہ اتباع بنا کفر نہیں اٹھا سکتے۔ اور جن امور کی صراحت کا الزام لگا کر تکفیر کی اور کرائی تھی ان کی صراحت ثابت نہیں کر سکتے تو اس کو لکھ دو۔ پھر عبارات منقولہ پیش کر کے ان سے لزوماً وہ امور کفریہ ثابت کرو جن کا دعویٰ ہے۔ اور حضرت مولانا مولوی رشید احمد صاحب قطب ارشاد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر جو فتوے مصنوعی بنایا ہے اس کی صحت اور بعد صحت آیا وہ موجب علم قطعی کا ہو سکتا ہے یا نہیں جس کی بنا پر تکفیر کی گئی ہے ثابت کرو۔ مگر معلوم ہو گیا کہ گفتگو کرنی ان کو منظور نہیں اور نہ گفتگو کر سکتے ہیں۔ فقط معتقدین کی تسلی کے واسطے یہ شور و غل مچایا گیا ہے تاکہ غلط اشتہار شائع کرنے کا موقع ملے۔ سو میں خدا چاہے اس کو بھی طے کئے دیتا ہوں۔

آپ اُن صاحبوں سے جو سنہری مسجد میں فروکش ہیں بتاکید تمام فرما دیں کہ میں اب بیان کروں گا اور ان عبارات کا مطلب بھی بیان کروں گا جن کا غلط مطلب آپ صاحبوں نے بیان کر کے خلق اللہ کی تکفیر کر کے عالم کو گمراہ کیا ہے اور آپ کا پورا رد کروں گا۔ خانصاحب کی نسبت کوئی لفظ اشارۃً بھی غیر مہذب نہ ہو گا۔ آپ صاحب ضرور تشریف لائیں اور میری تقریر کو لکھیں، نوٹ کریں، پھر اس کا تحریراً یا تقریراً رد فرمائیں۔ یہ نہ ہو کہ کل کو کہو کہ ہمیں اس کے بیان کی اطلاع نہ ہوئی۔ ورنہ یہ کرتے اور وہ کرتے۔ میں خدا چاہے آج تسمہ بھی لگا ہوا نہ رہنے دوں گا۔ اور کل گیارہ بجے دن تک انتظار کروں گا۔ اگر کوئی امر مناظرہ کے متعلق طے ہو گیا تو فبہا ورنہ ایک بجے کی گاڑی میں چلا جاؤں گا۔ پیچھے نہ کہنا کہ وہ مناظرہ سے فرار کر گئے۔ اس کے بعد بندہ نے عشاء کے کچھ دیر بعد بیان شروع کیا اور دو بجے رات ختم کیا۔ اول تمام قصہ دوان کا نقل کر کے یہ بیان کیا کہ کل کو ہمارے بعد خان صاحب کی طرف

ــعاً اس قسم کے اشتہارات نکلنے کا اندیشہ ہے۔ کیونکہ جھوٹ بولنا اُن کی متاعِ عمر و راس المال ہے۔ اس وجہ سے اس مجمع عظیم الشان کو شاہد بناتا ہوں کہ اصل قصہ وہ ہے جو اکثر حضار کو معلوم ہے۔ پھر اپنے حضرات کی عبارات کو پڑھ پڑھ کر صاف صاف مطلب اور اصل مطلب کی تصحیح عقل اور نقل اور اُن کی کتابوں سے تصریح کے سابق و لاحق سے ظاہر کی۔ اور پھر خاں صاحب کی کتابوں سے بیان کیا اور یہ بھی ثابت کر دیا کہ ان عبارات کا وہ مطلب جس کی بناء پر خاں صاحب تکفیر کرتے اور کراتے ہیں قیامت تک نہیں ہو سکتا نہ صراحۃً نہ کنایۃً نہ اشارۃً۔ بانواع دلالت یہ الفاظ ان معنی پر دلالت نہیں کر سکتے جن معنی کو خاں صاحب نے لے کر خاص عباد اللہ کی تکفیر کی اور کرائی ہے۔ اور علماء ربانیین کی تضلیل کی ہے۔ وہ معنی کسی طرح اور کسی طریقہ سے اُن عبارات سے ثابت نہیں ہو سکتے جن کو حضار نے تسلیم کر لیا اور مان لیا کہ بے شک خاں صاحب نے صریح دھوکہ دیا ہے۔

غرض ہر طرح سے اپنے حضرات کی برأت اور خاں صاحب کے دھوکے کھول دیئے جس کو تمام حضار خوب جانتے ہیں۔ آخر میں یہ کہہ دیا کہ اگر کل گیارہ بجے تک کوئی بات طے نہ ہوئی تو ہم بارہ بجے چلے جائیں گے۔ پھر بعد کے اشتہارات سب غلط اور محض لغو تصور کئے جائیں گے۔ الحمد للہ تعالیٰ کہ حاضرین پر حق واضح اور خانصاحب کا مکر صاف صاف کھل گیا۔ ثم الحمد للہ تعالیٰ علی ذالک۔

صبح کو جو اٹھے تو معلوم ہوا کہ اشتہار شائع ہونے والا ہے کہ فرار ہوا، وہ بھاگا، وہ مارا، لیجیو دیکھیو۔ آخر بارہ بج گئے کوئی نہ آیا۔ جب کھانا کھا لے گئے اور سواری کا اسٹیشن پر جانے کو تیار ہو گئی تو اس وقت فرزند علی ایک تحریر لے کر آیا۔ اور بعد کھانے کے اس کو پیش کیا۔ میں سمجھا کہ غالباً وہ ہی ہوں گے جس کی خبر سُنی گئی ہے۔ بندہ نے جواب دیا کہ جو شخص درمیان میں تھے ان ہی کی وساطت سے لاؤ۔ یہ مناظرہ ہے لڑکوں کا کھیل نہیں ہے۔ میں نے حسب وعدہ اس وقت تک انتظار کیا مگر کوئی امر طے نہ ہوا۔ اب ہم چلتے

ہیں۔ اگر اس تحریر کو دیتا ہے تو فوراً بذریعہ درمیانی شخص کے میرے پاس بھیج دیجئے۔
فرزند علی نے کہا کہ آپ اس کے لینے سے انکار کرتے ہیں! بندہ نے کہا کہ میں انکار نہیں کرتا
ہزار دفعہ دو گے تو لاکھ دفعہ لونگا۔ غرض پھر اسی وقت مولوی محمد ابراہیم صاحب نے اپنے بیان
میں اس کا ذکر کر کے رد کر دیا۔ اور بیان فرما دیا کہ یہ ہے مولوی احمد رضا خان صاحب اور
ان کے اتباع کا تدین کہ ابھی تک مقام مناظرہ اور بحث اور شرائط تو طے نہیں ہوئے
مناظرین نے ایک دوسرے کی صورت تک نہیں دیکھی اور اشتہار نصرت شائع ہو گئے

اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْن

حضرات اہل اسلام یہ عرض فقط اس غرض سے ہے تاکہ خان صاحب کی طرف
سے جو اشتہارات خلاف واقع شائع کئے جائیں اس سے اہل اسلام کو دھوکہ نہ ہو۔ اس
پر اگر کسی صاحب کو ہماری اس تحریر پر وثوق نہ ہو تو ہم یہ بھی نہیں کہتے کہ خواہ مخواہ ہماری
کل معروضات کو صحیح ہی خیال فرمایا جائے۔ جس کسی اہل اسلام کو حقیقۃ الامر دریافت کرنی
ہو یا اس قصہ کو طے کرانا منظور ہو یا تو دہلی مقام مقرر فرما دیں یا باضابطہ ذمہ داری سے
مجھ کو طلب فرمائیں اور امور مذکورہ میں گفتگو کرا کر دیکھ لیں۔ مگر یاد رہے کہ قیامت آجائے
گی جس روز خان صاحب یا ان کی جماعت "ردالتکفیر" یا "انتصاف البری" پر
تر قلمے "سے گفتگو کریں گے۔ خدا چاہے یہ ہو ہی نہیں سکتا۔ "دارالسلطنت" ہی میں
جب خاص مولوی ظفر الدین صاحب جو مفتی اور خلیفہ اعظم خان صاحب کے ہیں وہ بھی
ان امور کو صراحۃً ثابت نہ کر سکے تو اور کون ثابت کر سکے گا؟

خدا کا شکر ہے کہ ہمارے تینوں رسالوں "بئس المهاد لمن خلف الميعاد"
اور "انتصاف البری من الكذاب المفتری" اور "ردالتكفير على الفحاش الشنظير"
کا بہت ہی جلد لاجواب ہونا اس نے ثابت کر دیا اور خان صاحب گردی بہت ہی جلد
تمام ہو گئی۔

اب ہم خدا چاہے اور رسائل لکھنے شروع کریں گے۔ جن میں خان صاحب کی تکفیر نہیں کے رسائل سے ثابت کر کے خان صاحب سے داد چاہیں گے۔ یہ امر ملحوظ رہے کہ اگر خان صاحب اور اس کی جماعت نے " ردالتکفیر " کا جواب نہ دیا تو اپنی تکفیر کے عود اور کفر کے التزام کا اقرار سمجھا جائے گا۔

علیٰ ہذا القیاس " انتصاف البری " کا جواب نہ ہو سکا تو ثابت ہو جائے گا کہ مخالفین پر جن امور کی صراحت کی بنا پر تکفیر کی گئی ہے وہ تو بفضلہ تعالیٰ اس تکفیر سے پاک وصاف رہے، وہ تکفیر بھی " خانۂ انوری " کی طرح دولت سرائے خان صاحب ہی کی تلاشی ہو گی۔ گو امر ظاہر ہے مگر اہل اسلام کی خیرخواہی کی بنا پر مکرر اور صاف کر کے عرض کرتا ہوں کہ خان صاحب اور ان کی جماعت نے اپنے عجز کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہے مگر اس قدر معتقدین کو ایسی جلدی ہاتھ سے دے دینا بہت دشوار ہے اس وجہ سے وہ ضرور کچھ تلبیس فرمائیں گے۔

لہٰذا عرض ہے کہ جو دعوے ہے جس کی بنا پر وہ تکفیر کرتے اور کراتے ہیں یہ ہے کہ مثلاً حضرت مولانا آیت اللہ منیر الاسلام والمسلمین جناب مولانا مولوی محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم زمان ہونے سے انکار کیا اس کی تصریح ان سے طلب کرنی چاہئے۔ اگر وہ اس کو صراحت سے ثابت نہ کر سکے بلکہ کسی عبارت سے لزوماً ثابت کریں یعنی یہ فرما دیں کہ اس عبارت کے مضمون سے یہ بات نکلتی اور لازم آتی ہے۔ تو اول تو یہ امر بھی قیامت تک ہونا محال ہے کیونکہ حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ اس کی تصریح فرما چکے ہیں کہ جو آپ کو صلی اللہ علیہ وسلم خاتم زمانی نہ جانے وہ کافر ہے۔ تاہم ان سے یہ کہنا چاہئے کہ پھر آپ تکفیر کیسے کرتے ہیں ؟ تکفیر تو تصریح اور التزام میں ہے نہ کنایہ اور لزوم میں۔ علیٰ ہذا القیاس اور مضامین جو " انتصاف البری " میں مفصل مذکور ہیں اور جن کی صراحت کا دعوے کر کے خان صاحب نے تکفیر کی اور کرائی ہے

ان کو بھی صراحۃً ہی طلب کرنا چاہیے ورنہ تکفیر نہیں ہو سکتی جو ان کا مدعا ہے۔

مگر یہ ہمارا دعوٰی ہے کہ بفضلہ تعالیٰ وہ اور ان کی تمام جماعت بھی قیامت تک اپنے ان دعاوی کو جن کی بنا پر حضرات اکابر کی تکفیر کی ہے ان عبارات سے جن کو خاں صاحب نے نقل کیا ہے لزوماً بھی ثابت نہیں کر سکتے۔ لیکن اگر تسلیم بھی کر لیا جائے اور بفرض محال مان بھی لیں کہ وہ کفریات بطریق کنایہ یا لزوم ان عبارات سے ثابت بھی ہوتے ہیں، تو گفتگو اس میں ہے کہ خاں صاحب! لزوم اور کنایہ پر بھی کیا کفر کا فتوٰی ہوتا ہے؟ اور اگر ہوتا ہے تو آپ کا بھی مسلک ہے یا نہیں؟ آپ کا بھی مرضی اور مختار ہے یا نہیں؟ مگر یاد رہے کہ یہ محال فرض کے مرتبہ میں بھی نہیں آسکتا۔ کیا مجال ہے کہ جو تمام جماعت بھی مل کر ان کفریات کو ان عبارات منقولہ سے بطریق لزوم ہی ثابت کر دے چہ جائیکہ صراحۃً۔ ہاں مسلمانو! تم کو کیا دھوکہ دیا جائے گا کہ اعلیٰ حضرت نے جو عبارات نقل کی ہیں وہ ہم بتاتے ہیں کہ فلاں صفحہ و سطر پر لکھی ہوئی ہیں۔ تو جواب یہ دینا کہ قبلہ لکھی ہیں اور ضرور لکھی ہیں مگر اعلیٰ حضرت نے جو ان عبارات سے اپنا من گھڑت نتیجہ صریح کفر نکال کر یہ لکھا ہے کہ یہ اس کتاب میں صراحۃً مذکور ہے۔ وہ نتیجہ جو باعث تکفیر ہے اس نتیجہ کی عبارت یا اس کا مضمون صریح بعبارت دیگر جو نتیجہ کی عبارت کے ہم معنی ہو وہ کہاں ہے؟ آپ نے تکفیر ان کتابوں کی عبارت پر تو نہیں فرمائی۔ تکفیر تو اپنے مصنوعی نتیجہ کی بنا پر کی ہے۔ مقصود اس کا ثبوت صراحۃً ہے ورنہ اگر ان عبارات ہی میں وہ مطلب صراحۃً تھا تو پھر آپ کو اپنی عبارات بڑھانے اور لکھنے کی کیا ضرورت ہوئی؟

یہ ہے وہ دھوکہ جو عوام کو "انتصاف البری" کے جواب میں دیا جائے گا مسلمان اس کو بغور ملاحظہ فرمالیں کہ صراحۃً کا دعوٰی ہے اور ہم یہ کہتے ہیں کہ لزوم اور کنایہ بھی نہیں ہے انشاء اللہ تعالیٰ ثم انشاء اللہ تعالیٰ۔ اسی طرح سے خاں صاحب کی جملہ تصانیف کو قیاس فرمالیں۔ زندگی ہے تو قلعی کھل جائے گی۔

اور " ردالتکفیر " میں تو خدا جانے بجز اپنا کفر تسلیم کرنے کے اتنا بھی دھوکہ سمجھ میں نہیں آتا۔

" بغیۃ المعاد " کی نسبت شائع کریں کہ

" مولوی محمد حسین صاحب جاہل ہیں وہ سفیر تھے اس نے اپنے آپ کو وکیل سمجھ کر وہ معاہدہ لکھ دیا ہے ؟

پھر ہم بھی بتائیں گے کہ یہ عذر گناہ بدتر از گناہ کس قدر ناموزوں و بیجا ہے ؟

خان صاحب ! خیر خواہی سے عرض کرتے ہیں کہ اب بھی وقت نہیں گیا ہے اپنے حال پر رحم کھاؤ ، اور توبہ کرلو ورنہ بڑی ندامت لاعلاج اٹھانی پڑے گی۔

یاد رکھو اگر خورجہ میں آپ تشریف لائے تو آپ ہوں گے اور بندہ۔ مسلمانو! خدا سے ڈرو اور مولوی احمد رضا خان صاحب کا ساتھ چھوڑ دو۔ ہم سچ کہتے ہیں ہم کو ان کی حالت پر بہت رحم آتا ہے اور اس وقت آخری شب میں ان کے لئے خلوص دل سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ ان کو اور ان کے معتقدین کو بھی ہدایت فرمائے اور ہمارے اور ان کے گناہ بخش کر سب کو جنت میں داخل فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

خان صاحب بے جا ہٹ چھوڑ دو ، یہ تشدد اچھا نہیں ، نتیجہ خراب ہوگا۔ اگر واقعی آپ ہم کو کافر سمجھتے ہو تو مخلصانہ سمجھ لو اور سمجھا دو ، ورنہ یاد رکھو کہ انشاء اللہ بحرِ علم درکنار اور تو اور تمہاری جماعت کے واسطے تو ادنیٰ اور حقیر طلباء بھی کافی ہے۔ آپ کی جماعت میں علم نہیں ، خوفِ خدا نہیں ، تقویٰ نہیں ، نفس پروری اور اتباع ہوائی ہے۔ خدا ہر مسلمان کو محفوظ رکھے آمین۔

میاں ظفر الدین بہاری بس پانچ روپیہ کے واسطے دین کھونا اچھا نہیں ہے۔ تم مولوی محمد حسین صاحب کے شاگرد ہو قیامت ہے کہ جان بوجھ کر حق کو چھپاتے ہو۔ یہ تم نے عقل مندی کی کہ مناظرہ نہ کیا۔ میں تم کو مخلصانہ سمجھاتا ہوں۔ اگر یہ کلمات آپ کو ناگوار ہوں

تو اس کا بدلہ یہ ہے کہ آپ مجھ کو دو دو سو گالیاں لکھ کر بھیج دو۔ میں گالیوں کا جواب نہ دوں گا مخالفین سلسلہ اسلام اہل اسلام پر ہنستے ہیں۔ اہل علم کا کام گالیاں دینا نہیں ہے۔ آپ صاحبوں کو اختیار ہے۔ ہم تحریر تعلّی سے نہیں کہتے، عدیم الفرصت کثیر المشاغل ہیں ورنہ ایک رسالہ روزانہ آپ کی خدمت میں پیش کیا کرتے۔ کیا خاں صاحب! آپ کو کثرت رسائل پر فخر ہے؟ ایسی نقل تو ہر شخص کر سکتا ہے۔ اگر تصنیف دیکھنی ہو تو حضرت مولانا قاسم العلوم رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفات دیکھئے خداوند عالم ہدایت فرمائے گا۔ تو جاؤ چالیس دن یہ عمل بھی کر کے دیکھ لو مگر طلب حق منظور ہو۔ ع

خوب پہچانتے ہیں چور کو متقالے والے

ہم نے تو پہلے ہی پیشین گوئی کر دی تھی کہ آپ اور آپ کی جماعت میں یہ ہمت نہیں ہے کہ مناظرہ کرے اور جو دعاوی باطلہ آپ نے فرمائے ہیں انھیں ثابت کر کے دکھلائے۔ خدا چاہے تو آپ کے دھوکہ میں اب مسلمان نہیں آسکتے۔ جو ناواقفیت کی وجہ سے علمائے ربانیین سے بدظن ہو گئے تھے سب تائب ہوں گے۔ والتائب من الذنب کمن لا ذنب لہ۔

واللہ تعالیٰ ھو الموفق للصواب منہ الھدایۃ والیہ المرجع والمآب وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا ومولانا محمد وّ آلہ وصحبہ افضل من تاب واناب مادام النہار آب واللیل غاب والحق یعلو ویزین والباطل یعاب ویشین وانا المدعو بسید

محمد مرتضیٰ حسن عفی عنہ

یکم ذی الحجہ ۱۳۲۸ھ

فتح پر فتح اور کامیابی پر کامیابی
یعنی
جدید فتح بلند شہر

الٰہی لک الحمد وعلیٰ رسولک الصلوٰۃ والسلام

واللہ یؤید بنصرہ من یشاء۔ الٰہی وہ زبان کہاں سے لاؤں جس سے تیرا شکر ادا ہو۔ انت کما اثنیت علیٰ نفسک۔

مسلمانو! دروغ کو فروغ نہیں صحیح ہے۔ مولوی احمد رضا خان صاحب اور ان کے اتباع پے بہ پے مجمع عام میں مناظرہ سے انکار فرماتے ہیں۔ فللہ الحجۃ البالغۃ۔

خورجہ کے شیخ عبد الغنی صاحب اور بلند شہر کے حافظ محمد عظیم صاحب کے درمیان یہ معاہدہ قرار پایا تھا کہ شیخ عبد الغنی صاحب حضرات دیوبند اور حافظ محمد عظیم صاحب مولوی احمد رضا خان صاحب کو "خورجہ" میں بغرض مناظرہ و تصفیہ امورِ متنازعہ کے جن پر تکفیر جانبین کی ہو رہی ہے لانے کے ذمہ دار ہیں۔ تفصیل اس کی مستقل رسالہ میں شائع ہو گی۔[1] مگر بالاجمال یہ ہے کہ شیخ صاحب نے حضرات دیوبند جناب مولانا مولوی محمود حسن صاحب مدرس اول مدرسہ دیوبند[2] جناب مولانا مولوی خلیل احمد صاحب مدرس اول مدرسہ سہارنپور[3] جناب مولانا مولوی اشرف علی صاحب تھانوی مد فیوضہم العالیہ سے دستخطی

---

[1] حسب وعدہ یہ تفصیل ایک مستقل رسالہ "قاصمۃ الظہر فی بلند شہر" میں شائع ہو چکی ہے اب بحمد اللہ تعالیٰ انجمن ارشاد المسلمین نے اسے دوبارہ شائع کر دیا ہے۔

ان کو بھی صراحۃً ہی طلب کرنا چاہیئے ورنہ تکفیر نہیں ہو سکتی جو ان کا مدعا ہے۔

گو یہ ہمارا دعوٰے ہے کہ بفضلہٖ تعالٰے وہ اور ان کی تمام جماعت بھی قیامت تک اپنے ان دعاوی کو جن کی بنا پر حضرات اکابر کی تکفیر کی ہے ان عبارات سے جن کو خان صاحب نے نقل کیا ہے لزوماً بھی ثابت نہیں کر سکتے۔ لیکن اگر تسلیم بھی کر لیا جائے اور بفرضِ محال مان بھی لیں کہ وہ کفریات بطریقِ کنایہ یا لزوم ان عبارات سے ثابت بھی ہوتے ہیں، تو گفتگو اس میں ہے کہ خانصاحب! لزوم اور کنایہ پر بھی کیا کفر کا فتوٰے ہوتا ہے ؟ اور اگر ہوتا ہے تو آپ کا بھی مسلک ہے یا نہیں ؟ آپ کا بھی مرضی اور مختار ہے یا نہیں ؟ مگر یاد رہے کہ یہ محال فرض کے مرتبہ میں بھی نہیں آسکتا۔ کیا مجال ہے کہ جو تمام جماعت بھی مل کر ان کفریات کو ان عباراتِ منقولہ سے بطریقِ لزوم ہی ثابت کر دے چہ جائیکہ صراحۃً۔ اے مسلمانو! تم کو کیا دھوکہ دیا جائے گا کہ اعلیٰ حضرت نے جو عبارات نقل کی ہیں وہ ہم بتاتے ہیں کہ فلاں صفحہ و سطر پر لکھی ہوئی ہیں۔ تو جواب یہ دیا کہ قبلہ لکھی ہیں اور ضرور لکھی ہیں مگر اعلیٰ حضرت نے جو ان عبارات سے اپنا حسن کفرِ ثبت نتیجہ صریح کفر نکال کر یہ لکھا ہے کہ یہ اس کتاب میں صراحۃً مذکور ہے وہ نتیجہ جو باعثِ تکفیر ہے اس نتیجہ کی عبارت یا اس کا مضمون صریح بعبارت دیگر جو نتیجہ کی عبارت کے ہم معنی ہو وہ کہاں ہے ؟ آپ نے تکفیر ان کتابوں کی عبارت پر تو نہیں فرمائی۔ تکفیر تو اپنے مصنوعی نتیجہ کی بنا پر کی ہے۔ مقصود اُس کا ثبوت صراحۃً ہے ورنہ اگر ان عبارات ہی میں وہ مطلب صراحۃً تھا تو پھر آپ کو اپنی عبارات بڑھانے اور لکھنے کی کیا ضرورت ہوئی ؟

یہ ہے وہ دھوکہ جو عوام کو " انصاف البری " کے جواب میں دیا جائے گا۔ مسلمان اس کو بغور ملاحظہ فرمالیں کہ صراحۃً کا دعوٰے ہے اور ہم یہ کہتے ہیں کہ لزوم اور کنایہ بھی نہیں ہے فللہ الحمد تعالٰے ثم الشاء اللہ تعالٰے۔ اسی طرح سے خان صاحب کی جملہ تصانیف کو قیاس فرمالیں۔ زندگی ہے تو قلعی کھل جائے گی۔

اب خدائی لشکر کے ساتھ لڑتے ہے اور مباحثہ فرماتے ہے۔ علمائے ربانیین کی تکفیر سے ل نیا ضد توبہ کا وقت ہے ورنہ پھر بجز بے سود حسرت کے اور کچھ نہ ہو گا۔

عام اطلاع

چونکہ رسالہ " بسط البنان لکف لسان کاشف الاخفاء " اور " انصاف البری عن الکذاب المفتری " اور " رد التکفیر علی الفحاش التنفیر " بفضلہ تعالیٰ تینوں رسالے لاجواب ہیں۔ تو اس وجہ سے خان صاحب اور ان کے اتباع کو سخت تشویش ہوئی۔ یہ تو نہ ہو سکا کہ جواب تحریر فرماتے۔ کہاں جلدی جواب چھاپنے پر فخر تھا یا اب مہینے گزر گئے۔ صدائے برنخواست کا مضمون ہے۔ لیکن رفع ندامت کے واسطے یہ تدبیر فرمائی کہ " نو ہزاری اشتہار " پر نو ہزار کا مطالبہ کرا دیا۔

کیوں صاحب! دوسروں ہی کو نصیحت تھی کہ ایمان پیارا ہے، ایمان پیارا ہے آپ کو ایمان پیارا نہیں کہ " رد التکفیر " کا جواب دیتے اور اپنا ایمان ثابت فرماتے؟ اس کو تو ایسا تسلیم فرمایا کہ گویا ازل سے اپنی تکفیر کے مشتاق بیٹھے تھے۔ ہاں نو ہزار کا نام سن کر بمصداق حدیث شریف۔ ہوس جیسی شباب میں آئی کہ جھٹ دامن پھیلا دیا اور بظاہر مولوی ظفر الدین صاحب کے نام سے رجسٹری جس کی سرخی یہ ہے۔

" جناب مولوی تھانوی صاحب اور ان کے اتباع سچے ہوں تو اپنے اشتہار کے موافق " نو ہزار " تحصیل بریلی میں ایک ماہ کے اندر جمع کر دیں پھر ہمارے دعووں کا ثبوت دیکھیں "

محررہ بارہ ذی الحجہ یوم پنجشنبہ دار الافتاء سے بھجوا دی۔ جو چودہ ذی الحجہ یوم شنبہ کو مجھ کو ملی۔ اور ۱۹ ذی الحجہ یوم پنجشنبہ ہی کو اس کا جواب " القسورۃ علی الحمر المستنفرۃ " یہاں سے بذریعہ رجسٹری جوابی بھیجا گیا۔ جس کا جواب آج یوم شنبہ بارہ یوم تک نہ آنے۔

ہاں معتقدین کی تسلی کے واسطے اس رجسٹری کو بعینہٖ چھاپ دیا تاکہ معتقدین خوش ہو جائیں اور کہنے کو موقع ملے کہ روپے ہی جمع نہ کے سوا رکیسے دکھاتے ؟ رجسٹری کے جواب کی ان کو کیا خبر ہو گی ؟

اسی طرح سے ایک اشتہار ۲۰ر دسمبر کو میاں عبد الغنی صاحب رامپوری کے نام سے بعنوان "مناظرہ" خان صاحب نے مراد آباد چھپوایا ۔ جو بندہ کے پاس ۵ر محرم کو پہنچا ۔ اور ۷ر محرم کو اس کا جواب بعنوان

"مولوی عبد الغنی صاحب رامپوری اور نو ہزار کی ہوس خام"

چھپوا دیا ۔ کیوں کہ دونوں تحریروں کے درحقیقت مضمون بنانے والے ایک ہی مولوی احمد رضا خان صاحب تھے ۔ لہٰذا مضمون بھی دونوں اشتہاروں کا ایک ہی تھا ۔ یعنی جن دو باتوں پر نو ہزار کا انعام موقوف تھا ان میں سے ایک بھی نہیں ۔ مگر نو ہزار دے دو ۔ کیا خوب سائل بھی ہوں تو ایسے ۔ جس کو تفصیل مطلوب ہو ملاحظہ ہو ۔

"القسورہ علی ادوار الحمر الکفرہ" اور اشتہار "مولوی عبد الغنی صاحب رامپوری اور نو ہزار کی ہوس خام"

موخر الذکر کی تنبیہ میں یہ بھی ذکر کیا ہے کہ جو اشتہار وغیرہ خانصاحب کی جانب سے اس مضمون کا شائع ہو گا یہ سب کا جواب ہے ۔ ہاں جدید بات کا جواب ہمارے ذمہ ہے ۔ اب خان صاحب کے معتقدین کی خدمات میں عرض ہے کہ خان صاحب سے رسائل اور "نو ہزاری اشتہار" کے جواب کا مطالبہ فرمائیں اور ان کے باطل طریقہ کو چھوڑ کر توبہ فرمائیں ۔ وماذا بعد الحق الا الضلال ۔

دونوں اشتہاروں میں "نو ہزاری اشتہار" کے دیر سے پہنچنے کی شکایت فرما کر خوش ہوتے ہیں ۔ اور ۱۰ر ذیقعدہ جو اشتہار پر لکھی ہوئی ہے اس سے اعتراض کر کے ناشر اشتہار کو سیاہ فرماتے ہیں ۔ حالانکہ وہ تاریخ اشاعت سے مراد ہے ۔ اور یہ ۱۶ر ذیقعدہ

تاریخ اشاعت کی نہیں ہے بلکہ تاریخ تحریر ہے جس کی بریلوی رجسٹری بتاریخ ۲۲ ذی الحجہ کو شائع نہیں ہوئی حالانکہ مطبوعہ تحریر پر بھی ۲۳ ذی الحجہ ہی لکھی ہوئی ہے۔ نہ معلوم کیسے قلوب ہیں کہ جو ان لغو باتوں سے دل خوش کر سکتے ہیں۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ؛

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد و
اٰلہ وصحبہ اجمعین ؛

أسوء النقم على مكفر نفسه من حيث لا يعلم

المعروف بہ

ردّ التکفیر علی الفحاش الشنظیر

تالیف

رئیس المناظرین حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن چاندپوری

ناظم تعلیمات و شعبۂ تبلیغ دار العلوم دیوبند

خلیفۂ مجاز حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی

انجمن دعوتِ اہلسنت وجماعت

وَلَا یَحِیْقُ الْمَکْرُ السَّیِّئُ اِلَّا بِاَھْلِہٖ

السوء المقعد علی مکفر نفسہ من حیث لا یعلم

المعروف بہ

ردّ التکفیر علی الفحاش الشنظیر

جس میں مولوی احمد رضا خان صاحب کے فتویٰ حسام الحرمین اور انہیں کے مسلمات سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ جیسے خان صاحب نے اپنے تمام مخالفین کی تکفیر کی اسی طرح اپنی اور اپنے تمام معتقدین کی بھی ڈبل تکفیر فرمائی ہے۔ یعنی خانصاحب کا یہ حکم ہے کہ مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی کو بھی بلاشبہ کافر سمجھو جو انہیں کافر نہ سمجھے وہ بلاشبہ کافر ہے۔

اب ان کے تمام اذناب کی خدمت میں عرض ہے کہ وہ اب یا خانصاحب اور اپنے کو قطعی کافر تصور فرمائیں یا اس تکفیر کے اٹھانے کی فکر فرمائیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

باسمہٖ تعالیٰ حامداً و مصلیاً و مسلماً

اما بعد

حضرات یہ مضمون بھی قابلِ ملاحظہ ہے کہ اس وقت تک تو مدافعت تھی اور ہم پر بے جا الزامات اور اتہامات اور بلا وجہ تکفیر کا دھبہ جو دجالی حملوں کا اثر تھا وہ رفع کیا گیا ہے۔ ۳۵ سال سے جو دجالی کوششیں تھیں وہ بفضلہٖ تعالیٰ ھَبَاءً مَّنْثُوْرًا ہو گئیں اور اہلِ انصاف کو خدا و رب عالم چاہے تو حق ظاہر ہی ہو جائے گا۔ لیکن نقل مشہور ہے کہ "سو سنار کی ایک لوہار کی" ہماری تکفیر تو اسی قدر تھی کہ ہم پر الزامات لگائے گئے تھے۔ ہم خود مقر ہیں کہ جن میں وہ باتیں پائی جاویں ان کو ہم اور جملہ اہلِ اسلام کافر سمجھتے ہیں لیکن ہم ان الزامات سے بالکل بری ہیں۔ ہمارے اندر بفضلہٖ تعالیٰ ایک بات بھی ان میں سے نہیں۔ اگر ہیں تو مناظرہ کرو، کھلے میدان میں مقابل بنو۔ ورنہ تم جھوٹے اور ہم سچے۔

مگر بمصداق حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم آپ نے جو ۳۵ سال سے اخیارِ اُمت سے لے کر جملہ امت کی تکفیر فرمائی تھی وہ ۳۵ سالہ ڈبل تکفیر اس پچپن سالہ میں آپ ہی کے کلام سے، آپ ہی کے مسلمات سے، آپ اور آپ کی جماعت پر لوٹتی ہے۔ ہم کو دیکھنا ہے کہ یہ رجعت جو ہوئی اور ۳۵ سالہ عمل چلہ کے ختم ہونے پر جواب ہو گیا۔ اس کی کیا اصلاح ہوتی ہے؟ اب میدان میں آؤ۔ دیکھیں تم اپنے فرضی الزامات سے ہماری تکفیر کرتے ہو یا تمہارے کلام اور تمہارے ہی فتوے اور تمہارے ہی حکم سے ہم تمہاری اور تمہاری جماعت کی تکفیر ثابت کرتے ہیں؟ اب تک تو تمہا پیش قاضی روی راضی آئی "کا مضمون تھا، لوہے کے چنے تو اب چبانے ہوں گے

بجوش ہوش سنئے! اور آپ کے تمام اذناب خوب جوش و حرکت میں آکر اس بگڑ کو آپ سے اڑائیں ورنہ اُس کو وہ فردوسی نیش زنی سمجھئے جو آخر الامر ناک میں گھس گیا اور دماغ میں ہمیشہ جوتے کی مالش کراتے کراتے اپنے مقر میں چلا گیا۔ کیوں نہ ہو "نعل اکبر" تو آپ کے لئے بھی تیار ہو چکا ہے۔ ملاحظہ سے گزرا ہوگا۔

ہم نے اپنے کسی مضمون میں لکھا تھا کہ یہ "حسام الحرمین" آپ اپنا ہی گلا کاٹنے کے واسطے حرب سے لائے ہیں۔ مخالف کو اس سے بفضلہٖ تعالیٰ کچھ بھی نقصان نہیں پہنچا۔ اگر اس کا جواب ہم نے "رد الحسام فی کید رأس اللئام" لکھا تو بتائیں گے کہ آپ ہی کے مسلمات سے "دجال مأۃ حاضرہ" پر غیر متناہی وجوہ سے کفر عائد ہوتا ہے۔ اس کی تفصیل کا تو یہ موقع نہیں، ہاں "مشتے نمونہ از خروارے" "قطرہ از بحارے" پیش ہے۔ اگر آپ اور آپ کی تمام جماعت بھی مل کر اس اپنے اور اپنی تمام جماعت کے کفر کو جو آپ ہی نے فتوے دیا دلایا ہے اٹھائیں تو اور تو نہیں، سنا ہے کہ دود کشی اور حقہ نوشی کا آپ کو بہت شوق ہے مرنے کے بعد ایک چلم تمباکو کسی بھنگر کو دے دیں گے کہ وہ اس کی فاتحہ آپ کے نام کر دے۔

"دجال بریلوی" کے اذناب ان کو "مجدد مأۃ حاضرہ" "اعلیٰ حضرت شیخ وقت فاضل بریلوی، عالم اہلسنت والجماعت" وغیرہ وغیرہ۔ دو دو سطروں کے القاب دیتے تھے آج وہی شخص اپنے ہی فتوے سے خود اور اپنے اذناب کو کافر کہتا ہے ؎

کل جماعت میں پھرتے تھے سبھوں کو مونڈتے
آج اس کوچہ میں اُن کی بھی حجامت بن گئی

اور ان کا قصور کیا ہے کہ وہ "دجال" کو مسلمان کہتے ہیں۔ مولوی احمد رضا خان صاحب کے فتوے اور "حسام الحرمین" کا یہ خلاصہ ہے کہ جو خان صاحب کو مسلمان سمجھے اور کافر نہ کہے اور کسی حال اور کسی طرح بھی ان کے کفر میں شک کرے یا ان کو کافر نہ

کے وہ بھی کافر ہے۔ صاحبو! یہ لغو تو دنیا میں "دجّال" کی اتباع کا مل گیا اب آنحضرت کے منتظر رہنا چاہیے۔

ہاں یہ ملحوظ خاطر رہے کہ یہ ہم نہیں کہتے وہی فرماتے ہیں۔ انہیں کی عبارت صغریٰ انہیں کی کبریٰ ہے۔ ہم تو فقط نتیجہ نکالنے والے ہیں یا بشرط ضرورت کوئی مقدمہ مطویہ کھول دیں گے۔

مقدمہ اولیٰ : ہر وہ شخص کہ دعوئ اسلام کے ساتھ ضروریات دین سے کسی چیز کا منکر ہو یقیناً کافر ہے۔ (حسام، ص ۷، سطر ۹)

اس کے پیچھے نماز پڑھنی اور اس کے جنازے کی نماز پڑھنی، اور اس کے ساتھ شادی بیاہ کرنے، اور اس کے ہاتھ کا ذبیحہ کھانے، اور اس کے پاس بیٹھنے، اور اس سے بات چیت کرنے، اور تمام معاملات میں اس کا حکم بعینہ وہی ہے جو مرتدوں کا حکم ہے۔ جیسا کتب مذہب مثل ہدایہ و غرر و ملتقی الابحر و درمختار و مجمع الانہر و شرح نقایہ برجندی و فتاویٰ ظہیریہ و طریقہ محمدیہ و حدیقہ ندیہ و فتاویٰ عالمگیری وغیرہا متون و شروح و فتاویٰ میں تصریح ہے۔ (حسام، ص ۷)

مقدمہ ثانیہ : حسام الحرمین، انہیں پر فتوائے تکفیر ہے جو مدعی اسلام ہو کر بعض ضروریات دین کے منکر ہیں۔ چنانچہ عبارت حسام شاہد ہے۔

"اور چاہیے کہ ہم گنائیں ان اشقیاء میں سے بعض فرقے جو ہمارے شہروں و زمانہ میں پائے جاتے ہیں" (حسام، ص ۷)

پھر اسی صفحہ کے آخر میں ہے۔

"ان کافروں کے کفر پر آگاہی لازم ہے جو اسلام کے نام کو اپنا پردہ بنائے ہوئے ہیں" انتہیٰ

اس نتیجہ کے لئے صورت قیاس یہ ہوئی کہ یہ فرقے منکر ضروریات دین ہیں۔ اور جو

شخص منکرِ ضروریاتِ دین ہو وہ کافرِ یقینی، تو یہ فرقے بھی یقینی کافر ہیں۔

مقدمہ ثالثہ: یہ فرقے جو یقینی کافر ہیں یہ سب کافر، مرتد ہیں باجماعِ امت اسلام سے خارج ہیں۔ ملاحظہ ہو عباراتِ "حسام" صفحہ ۲۵۔

• خلاصۂ کلام یہ ہے کہ یہ طائفے سب کے سب کافر، مرتد ہیں باجماعِ امت اسلام سے خارج ہیں۔

مقدمہ رابعہ: ایسے فرقے جو بوجہ انکار بعض ضروریاتِ دین کے، کافر و مرتد وباجماعِ امت خارج از اسلام ہیں۔ جو شخص ان کے کفر و عذاب میں شک کرے یا کافر نہ کہے یا ان کے بارہ میں توقف کرے یا ان کی باتوں کی تحسین کرے یا کہے کچھ معنی رکھتے ہیں یا اس کلام کے کوئی صحیح معنی ہیں تو یہ شخص بھی باتفاق ائمہ اعلام کافر ہو جائے گا۔ ملاحظہ ہو عبارت "حسام" صفحہ ۲۵۔

• اور بے شک بزازیہ اور درر اور غرر اور فتاوئے خیریہ اور مجمع الانہر اور درمختار وغیرہ معتمد کتابوں میں ایسے کافروں کے حق میں فرمایا ہے کہ جو ان کے کفر و عذاب میں شک کرے خود کافر ہے۔ اور شفا شریف میں فرمایا ہم اسے کافر کہتے ہیں۔ جو ایسے کو کافر نہ کہے جس نے ملتِ اسلام کے سوا کسی ملت کا اعتقاد کیا یا ان کے بارے میں توقف کرے یا شک لائے۔ اور بحرالرائق وغیرہ میں فرمایا۔ جو بددینوں کی بات کی تحسین کرے یا کہے کچھ معنی رکھتے ہیں یا اس کلام کے کوئی صحیح معنی ہیں۔ اگر اس کہنے والے کی وہ بات کفر تھی تو یہ جو اس کی تحسین کرتا ہے یہ بھی کافر ہو جائے گا۔ اور امام ابن حجر نے کتاب الاعلام کی اس فصل میں جس میں وہ باتیں گنائی ہیں جن کے کفر ہونے پر ہمارے ائمہ اعلام کا اتفاق ہے، فرمایا جو کفر کی بات کہے وہ کافر ہے اور جو اس بات کو اچھا بتائے یا اس پر

راضی ہو وہ بھی کافر ہے "

مقدمہ خامسہ : ہر کافر، مرتد، بددین کو کافر کہنا سمجھنا اس میں توقف و شک و تردد نہ کرنا بھی ضروریات دین سے ہے۔ کیونکہ اس کا کافر کہنے والا اس کے اندر کسی حال، کسی طرح شک و شبہہ لا کر اس کے کافر کہنے میں توقف کرنے والا بلا شبہہ کافر ہے۔ اور مسلمان جب تک کسی ضروریات دین کا منکر نہ ہو بلا شبہہ و بالاجماع کافر نہیں ہو سکتا جو مفاد عبارات مذکورہ "شفاء شریف" و "بحر الرائق" کا ہے۔ اور نیز ملاحظہ ہو عبارت "حسام" صفحہ ۴۸۔

" یہ طائفے جن کا تذکرہ سوال میں واقع ہے غلام احمد قادیانی۔ اور رشید احمد (مولانا مولوی، حضرت صاحب محدث گنگوہی رحمۃ اللہ تعالےٰ) اور جو اس کے پیرو ہوں جیسے (مولانا مولوی) خلیل احمد (صاحب دامت برکاتہم) اور (مولانا مولوی) اشرف علی (صاحب دامت برکاتہم) وغیرہ ان کے کفر میں کوئی شبہہ نہیں نہ شک کی مجال بلکہ جو ان کے کفر میں شک کرے بلکہ کسی طرح کسی حال میں انہیں کافر کہنے میں توقف کرے اس کے کفر میں شبہہ نہیں کہ کوئی تو دین میں چھکنے والا ہے اور ان میں کوئی ضروریات دین کا انکار کرتا ہے "

اور نیز ملاحظہ ہو "ازالۃ العار" کی عبارت جو "تمہید بے ایمانی" کے صفحہ ۴۴ پر مذکور ہے۔

" اس باب میں قول متکلمین اختیار کرتے ہیں ان میں جو کسی ضروری دین کا منکر نہیں نہ ضروری دین کے کسی منکر کو مسلمان کہتا ہے اسے کافر نہیں کہتے "

اب ان مقدمات خمسہ کے بعد اس قدر عرض اور ہے کہ حضرت خاتم المحققین رئیس

لہ خطوط و ترسیم برکے اضافی عبارت حسام کی نہیں ہے۔

المدرسین، سند المفسرین، عارف باللہ، فخر الاسلام والمسلمین، حجۃ اللہ فی العالمین حضرت مولانا المولوی محمد قاسم صاحب قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم پر تو "حسام الحرمین" وغیرہ میں یہ الزام لگایا گیا ہے کہ

"بلکہ ختم زمانی ہیں آپ کے بعد بھی ہونے میں کوئی حرج نہیں بتاتے"

حضرت قدوۃ السالکین، زبدۃ العارفین، فقیہ زمان، مؤید مذہب النعمان ابو حنیفۂ دوران، خاتم المحدثین حضرت مولانا الحافظ الحاج مولوی رشید احمد صاحب برد اللہ تعالیٰ مضجعہ کی نسبت ایک تو اتہام محض و کذب خالص یہ افتراء کیا گیا ہے کہ

"فعلیت کذب باری تعالیٰ شانہ کے قائل کی تضلیل وتفسیق بھی نہیں فرماتے دوسرے "براہین قاطعہ" میں شیطان علیہ اللعن کو جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اوسع علماً واکثر کہا؟ اس پر تقریظ لکھی تعریف فرمائی حالانکہ اس میں جناب سرور عالم فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دی گئی۔ اور یہ صریح کفر ہے۔"

یہی آخری اتہام توہین کرنے، گالی دینے کا جناب مولانا مولوی خلیل احمد صاحب و جناب مولانا مولوی اشرف علی صاحب دامت برکاتہما کے ذمہ بوجہ عبارت مذکورہ "براہین قاطعہ" اور "حفظ الایمان" کے لگایا گیا ہے۔

اب قابل گزارش یہ امر ہے کہ حضرات اصحاب اربعہ موصوفہ پر ان امور مذکورہ کی وجہ سے یہ قطعی حکم لگایا گیا ہے کہ جو ان کے کفر میں شک کرے بلکہ کسی طرح کسی حال میں انہیں کافر کہنے میں توقف کرے اس کے کفر میں بھی شبہ نہیں الخ۔ حسام ص ۹۴۔

— یہ جو تکفیری حکم ان کی ذات سے تو مخصوص ہی نہیں۔ بلکہ اس کی علت اور مبنی وہی اتہامات ہیں جن کا ذکر ابھی ہوا ہے۔

تو جو شخص بھی ختم زمانی کا منکر ہوگا آپ کے بعد نبی کو ممکن الوقوع کہے گا جائز

جناب سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کرے گا، گالی دے گا۔ کذبِ باری تعالیٰ کو واقع یا جائز الوقوع مانے گا، کذب کو محال نہ کہے گا۔ اس کا بھی یہی حکم مذکور ہوگا؟ یا یہ حکم فقط حضرات اربعہ موصوف کی ذات سے تعلق اور خصوصیت رکھتا ہے اور وہ شخص انہیں کے ساتھ ہے اگر اب کوئی کچھ کہہ دے؟ ہرگز نہیں۔ "حسام الحرمین" کا یہی فتویٰ ہے کہ جو منکر ضروری دین ہے وہ بحکم مقدمہ اولیٰ و ثانیہ قطعی کافر ہے۔ اور بحکم مقدمہ ثالثہ اس کا کفر و ارتداد اجماعی ہے۔ اور بحکم مقدمہ رابعہ و خامسہ اس کا کافر کہنا لازم اور ضروری ہے۔ جو اس کے کافر کہنے میں شک و شبہہ، توقف و تامل، کفِ لسان و احتیاط کرے وہ بھی بلا شبہہ کافر ہے۔ کسی طرح کسی حال، اس کے کافر کہنے میں توقف جائز نہیں۔ جو کسی وجہ سے بھی توقف کرے وہ بھی قطعی کافر ہے جس کے کفر میں کچھ بھی شبہہ نہیں باقی رہا۔ کافر قطعی کے احکام مذکورہ بذیل مقدمہ اولیٰ اس پر اور اس کے اتباع پر جاری ہوں گے۔ اور پھر بحکم مقدمہ خامسہ اس کے کافر کہنے میں بھی جو کسی طرح کسی حال میں شک و شبہہ، توقف و تامل، احتیاط و کفِ لسان کرے وہ بھی قطعی کافر۔ علیٰ ہذا القیاس پھر اس کا بھی یہی حکم و ہلم جرًا۔

اب اصل مقصود ملاحظہ ہو۔ کہ جو الزامات مولوی احمد رضا خاں صاحب نے حضرات اربعہ موصوف پر لگائے تھے جن کی وجہ سے وہ جنگی اور ڈبل تکفیر کی تھی، وہی امور بلکہ ان سے بھی زیادہ دوسرے فرقے اور شخص کی نسبت خاں صاحب تسلیم فرما کر پھر بھی اس کی تکفیر اور کافر کہنے سے احتیاط اور کفِ لسان فرماتے ہیں، اس کے کافر کہنے میں توقف کرتے ہیں اور خود اور اپنے تمام اتباع کو بلا شبہہ اپنے ہی فتوے سے کافر قطعی بناتے ہیں۔ یہاں اس سے بحث نہیں ہے کہ واقع میں بھی وہ شخص ملزم اور مجرم اور کافر ہے یا نہیں؟ اور وہ الزامات بجا ہیں یا بے جا؟ یہاں تو فقط اسی قدر عرض کرنا ہے کہ جس شخص پر خاں صاحب کا یہ دھرے ہے۔

" بالجملہ ماہ نیم ماہ و مہرِ نیم روز کی طرح ظاہر و زاہر کہ اس فرقہ متفرقہ یعنی وہابیہ اسماعیلیہ اور اس کے امام نافرجام پر جزماً قطعاً یقیناً اجماعاً بوجوہ کثیرہ کفر لازم بلاشبہ جماہیر فقہائے کرام و اصحاب فتویٰ اکابر و اعلام کی تصریحات واضحہ پر سب کے سب مرتد کافر باجماع ائمہ ان سب پر اپنی تمام کفریات ملعونہ سے بالتصریح توبہ و رجوع اور ازسرِ نو کلمۂ اسلام پڑھنا فرض واجب "

الکوکبۃ الشہابیہ ، ص ۲۱ و ۲۲

ادھر تو ان الفاظ کے زور شور کو ملاحظہ فرمایئے کہ تکفیر میں ملتی صاحب نے کوئی دقیقہ نہیں چھوڑا۔ پھر حسام الحرمین صفحہ ۱۳ کی عبارت کہ جو ان کے کفر میں شک کرے بلکہ کسی طرح کسی حال میں انہیں کافر کہنے میں توقف کرے اس کے کفر میں بھی شبہ نہیں۔ اھ۔

پھر عبارات منقولہ مقدمہ رابعہ ملاحظہ ہوں۔ کہ ایسے کفار کے کفر میں تامل تاویل کرنے والے شک و شبہ لانے والے کو کس طرح کافر کہا جا رہا ہے۔

لیکن پھر بھی اس گروہ کی نسبت خان صاحب اس عبارت منقولہ " الکوکبۃ الشہابیہ " کے بعد تحریر فرماتے ہیں

" اگرچہ ہمارے نزدیک مقام احتیاط میں اکفار (یعنی کافر کہنے) سے کف لسان (یعنی زبان روکنا) ماخوذ و مختار ، و مرضی و مناسب "

(الکوکبۃ الشہابیہ ، ص ۲۲ ؛ تمہید ایمانی ص ۴۲)

کیوں جناب یہ احتیاط کیسی اور توقف کیسا ؟ یہاں تو کسی طرح کسی حال میں کافر نہ کہنے سے بلاشبہہ کافر ہوتا ہے۔ حسام ص ۲۵ کی عبارات ملاحظہ ہوں۔ پھر صفحہ ۴۴ کو دیکھئے کہ اس کی رُو سے آپ اپنے حکم سے بلاشبہہ کافر ہو گئے۔ اب جو آپ کے کافر کہنے میں شک و شبہ کرے اور کسی طرح کسی حال میں آپ کو کافر کہے ، کافر کہنے میں

توقف کرے، اس کے کفر میں بحکم فتوئے جناب شبہ نہیں۔ اور آپ کے تمام گروہ بھی
بلاشبہ کافر ہوئے۔

دیکھو ارشادِ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم کیسا صحیح ہوا؟ اور تم پر تکفیر کفر ہو کر
کیسی لوٹی؟ اور اپنے ساتھ تم نے اپنے تمام اذناب اور معتقدین کو بھی کافر بنایا۔ ہماری
تکفیر دجالِ امت نے کی تھی جس کا اثر ہم پر بفضلہ تعالٰے کچھ بھی نہ ہوا اور وہ تکفیر اسی پر ہوتی
جو ضروریاتِ دین کا منکر ہو، اللہ تعالٰے اور اس کے رسول صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم کی
توہین کرتا ہو، سب وشتم سے اپنا ایمان برباد کرے ایسے بے ایمان پر ہماری طرف سے
بھی خدا کی بے شمار لعنتیں، ہم اس کے کفر میں کسی طرح کسی حال میں شک نہیں کرتے بجز
تم پر اور تمہارے کل معتقدین پر تو بقول تمہارے خدائی تکفیر اور سیدنا محمد رسول اللہ
صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم کی تذلیل وتکفیر لوٹ آئی آپ سب مل کر بھی کیسے اٹھا سکتے ہیں؟
جس شخص کی نسبت آپ کا یہ مقولہ اور اعتقاد ہو کہ اس نے کھلا کلمۂ کفر کہا، اللہ
تعالٰے کا کذب جائز مانا جو بالاجماع کفر و ارتداد ہے، خدا کا جھوٹ بولنا ممتنع بالغیر
بھی نہ کہا، بلکہ محال عادی بھی نہ مانا، یہ صریح کفر ہے۔ اس میں ایمان و دین و شرائع کا
ابطال، صراحۃً اللہ تعالٰے کو قابلِ ہر گونہ نقص و عیب و آلودگی مانا۔ سب صفاتِ الٰہیہ
کو اختیاری مانا حادث کہا جو کلمۂ کفر ہے جو اس میں شک کرے وہ کافر۔ انبیاء
علیہم السلام و ملائکہ و قیامت و جنت و نار وغیرہ تمام ایمانیات کے ماننے سے
صاف انکار کیا، کھُلم کھلا غیر نبی کو نبی بنایا۔ اس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰے علیہ
وسلم کو بے دھڑک صریح سب و دشنام گالیوں کے الفاظ لکھ دیئے۔ جس کی نسبت آپ
تحریر فرماتے ہیں۔

مسلمانو! کیا ان گالیوں کی محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم کو
اطلاع نہ ہوئی یا مطلع ہو کر ان سے ایذاء نہ پہنچی ہاں ہاں واللہ واللہ

انہیں اطلاع ہوئی ، واللہ واللہ انہیں ایذا پہنچی ، واللہ واللہ جو انہیں
ایذا دے اس پر دنیا و آخرت میں اللہ جبار و قہار کی لعنت۔ مسلمانو تم
نے دیکھا کیسے خبیث و ناپاک وجوہ کے حیلے سے اس شخص نے تمہارے پیارے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دی اور ہنوز دعوی اسلام باقی ہے ملاحظہ
ہو صفحہ ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۲۲ و ۳۱ و ۳۹ الکوکبۃ الشہابیہ۔

خان صاحب یہاں تو لزوم بلکہ التزام ہی کا فرق کر لیتے۔ جب آپ کے نزدیک ،
شخص مذکور نے بوجوہ کثیرہ صریح کفر کیا ، توہین خدا جل وعلا و سب و شتم و دشنام دہی
جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کی اس سے ایسی صادر ہوئی جس پر آپ مؤکد
دو دو دفعہ قسمیں کھا رہے ہیں۔ جس نے ضروریات دین کا انکار کیا ، کھلم کھلا غیر نبی کو
نبی بنایا وہ بھی بعد خاتم النبیین صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کے وغیرہ وغیرہ جو صراحۃً کفر ہیں
پھر بھی آپ اس شخص اور اس کے اتباع کے کافر کہنے سے روکتے ہیں توقف فرماتے ہیں تأمل
و شک کرتے ہیں ، اسی کو مختار و مرضی و مناسب فرماتے ہیں۔ اب " حسام " کے
موافق آپ کے اور آپ کے اتباع کے کفر میں کیا شک باقی رہ گیا ؟ واللہ واللہ کہہ کر
قسمیں کھاتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کو گالیاں دیں ، ایذا پہنچائی اور پھر
بھی اس کی تکفیر سے کف لسان ، توقف ، احتیاط ۔ وہ خبیث نجس گندی زبان دوزخ
میں جلے اور دنیا میں سڑے جس کے نزدیک جناب رسول مقبول صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کی
گالیاں و ایذا محقق ہو اور پھر بھی کافر کہنے سے احتیاط کرے اور دنیا بھر کو کافر
کہنے کا حکم دے۔ بلکہ جو کافر نہ کہے کسی طرح کسی حال شک و شبہہ کرے کافر نہ کہے
اس کے کفر میں بھی شبہہ نہیں۔

مسلمانو مسلمانو ! آپ نے دیکھا ہم جو خان صاحب کو " دجال مائۃ حاضرہ "
کہتے اس میں بجا ہے یا نہیں ؟ اب تو آپ کو بھی یقین ہو گیا ہو گا کہ واقعی بریلوی خان دشمن

دین وایمان ہیں۔ کہاں تو تعظیم وتکریم جناب رسول مقبول صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کی دھوم اور مسلمانوں پر زبردستی رسول اللہ صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کی توہین کا الزام لگا کر تکفیر کی بھرمار تھی۔ کہاں جس کے توہین کرنے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کو گالی دینے پر بار بار قسمیں کھاتے ہیں اس کی تکفیر اور کافر کہنے سے زبان کو روکتے ہیں احتیاط فرماتے ہیں۔ کیا خوب۔

" نو سو چوہے کھا کے بلی حج کو چلی "

یہ وہی احتیاط ہے جو کسی نے عزل وکرنے میں کی تھی۔

خان صاحب اگر آپ کے نزدیک مناسب اور مختار اور مرضی یہ تھا کہ کافر نہ کہا جائے تو پھر اتنا بڑا رسالہ " جھک مارنے " اور مسلمانوں کو گمراہ کرنے کو کیوں لکھا، اوّل نام ضمیر غیر مختار غیر محقق کیوں لکھے تھے ؟

پھر طرفہ یہ کہ دوسروں کو غیر مقلد وہابی کہیں اور خود اتنے بڑے لامذہب غیر مقلد وہابی خود پرست کہ جمہور فقہائے کرام و اصحاب فتاویٰ اکابر و اعلام باجماع جس کو مرتد و کافر جزماً قطعاً ٹھرائیں ، اور جو تکفیر نہ کرے اس کو کافر کہیں ، یہ لامذہب غیر مقلد خفیہ وہابی عبدالہوی سب کے خلاف اپنی رائے پیش کرے کہ " میرے نزدیک وہ مناسب اور مرضی اور مختار ہے جو اجماع کے مخالف جماہیر فقہا۔ اور اصحاب فتوے کی جزم کے قطع کے خلاف۔ یہ تو کہو تم ہو کون ؟ کس کھیت کے بتھوے ہو ؟ تمہیں پوچھتا کون ہے ؟ فتویٰ میں صاحب مذہب امام صاحب امام الائمہ حضرت ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالے یا ان کے تلامذہ یا دیگر اصحاب فتاوی کا فتویٰ نقل کرنا چاہئے تھا نہ اپنی رائے۔ کیا مقلد فتوے اسی طرح دیا کرتے ہیں ؟ مسلمانو ! دیکھا باوجود دعویٰ تقلید کیسا تو تہب ثابت ہوا ؟ جو لوگ اصولاً وفروعاً امام صاحب رحمہ اللہ تعالے کے پیرو ہوں ان کو تو غیر مقلد گلابی وہابی کہا جائے اور مقلد کون ؟ یہ حچپر تقلید کرنے والے۔

بھلا بدعتی بھی کبھی ائمہ مجتہدین کا مقلد ہوا ہے ؟ وہ تو ہمیشہ عبد الہوی ہوا کرتے ہیں اور اگر ان کے نزدیک حجت بھی ہو تو کس کا قول ؟ لکڑ شاہ ، آگ شاہ ، برباد شاہ ، کوکلے شاہ ، مچھیہ شاہ ، افیمی ، بھنگڑوں کا قول ۔ وہ بزرگان دین کی محبت کا اظہار فقط اپنے شیطانی خیالات کے اخفاء کی وجہ سے کرتے ہیں ورنہ ان کو صوفیائے کرام سے کیا تعلق ہے ؟

بہر حال اگر مقلد ہو تب تو اس وجہ سے کفر لازم ہوا کہ جماہیر فقہاء اجماعا جس کو کافر کہیں اسے کافر نہ کہہ کر اپنی لسان سے کافر ہوئے ۔ اور کافر بھی کیسے ؟ قطعی ۔ بلا شبہ اب حسب تحریر جناب کے جس قدر احکام کفار کے مقدمۂ اولیٰ کے ذیل میں بیان کئے گئے ہیں وہ سب آپ پر اور آپ کے گروہ پر لازم ۔

اور اگر مقلد نہیں ہو غیر مقلد لامذہب وہابی ہو ، تو ان کے کفر و ارتداد پر بھی فتویٰ دے چکے ہو اس وجہ سے بھی تم خود اپنے ہی فتوے کی بنا پر کافر ہوئے اور جو تمہیں کافر نہ کہے وہ بھی کافر ہے ۔ دیکھو "حسام" صفحہ ۳۴ ، سطر آخر و سطر ۹ ۔

واہ رے مرکز کفر و ضلال ۔ ہر طرف سے آنکھ بند کر کے "کفر" دجال ماتہ صاحب کو تلاش کرتا ہے ۔

اور اگر تھوڑی دیر کو یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ جو کچھ "دجال صاحب" نے تمام فقہاء و ائمہ اعلام و اصحاب فتاویٰ و اجماع کے خلاف ۔ حالانکہ اجماع کا منکر کافر ہے حکم احتیاطی صادر فرمایا ہے واقع میں وہی حق اور بجا بھی ہو ۔ اور خان صاحب کو اس درجہ کا علم و فضل درجہ اجتہاد و افتاء حاصل ہے کہ تمام فقہاء اور اجماع کا خلاف صاحب خلاف کرنے کے مجاز ہیں لیکن جن فقہاء ۔ اور اصحاب فتاوے و ائمہ اعلام نے اس فرقہ وہابیہ اور اس کے امام کی نسبت فتویٰ کفر صادر فرمایا ہے وہ جمہور فقہاء و اصحاب فتاویٰ باجماع ائمہ اعلام مولوی احمد رضا خان صاحب کو تو کافر ہی کہیں گے ۔ بہر حال اس سے

تو مفر نہیں کہ جمہور فقہاء و اصحاب فتاوٰی و ائمہ اعلام باجماع مولوی احمد رضا خاں صاحب اور ان کے اتباع کو بقول خاں صاحب کافر قطعی جانتے ہیں اور جملہ احکام مذکورہ بذیل مقدمہ اولیٰ خاں صاحب اور ان کے اتباع پر جاری ہوں گے۔ اور یہ اعتراض بجائے خود رہے گا کہ امام بریلوی نے اقوال نامرضیہ غیر مختار خلاف مذہب کیوں لکھے؟ اور تمام کتاب کو مع نام، کفریات سے کیوں مملو کیا ع

ولن یصلح العطار ما افسدہ الدھر

اور تمام مراحل اگر بفرض محال خاں صاحب طے بھی فرمالیں یہ تو فرمائیں کہ یہ احتیاط جو "الکوکبۃ الشہابیہ" میں فرمائی گئی وہ احتیاط "حسام" میں کیوں نہیں کی گئی؟ ان اصحاب اربعہ سے کیا عداوت اور بغض ہے؟ وہ کون سی احتیاط اور وجہ احتیاط ہے جو وہاں پائی جاتی ہے اور یہاں مفقود ہے۔

دیکھو "تمہید ایمانی" ص ۴۴۔ کہ

"علماء محتاطین انہیں کافر نہ کہیں۔ یہی صواب ہے، یہی جواب ہے اور اسی پر فتویٰ، اور یہی ہمارا مذہب اور اسی پر اعتماد اور اسی میں سلامتی اور اسی میں استقامت اھ!!

اب مذہب اور سلامتی اور استقامت اور فتوے کہاں خاک میں مل گیا؟ اور اپنے ہی ہاتھوں سے "حسام الحرمین" کو خلاف احتیاط و مخالف صواب یعنی غلط اور غیر مفتیٰ بہ اور خلاف مذہب اور غیر معتمد اور مخالف سلامتی و استقامت قرار دیا۔ ورنہ کوئی وجہ معقول ایسی بیان فرمائیں کہ وہاں تو اس احتیاط کا موقع ہو، اور یہاں نہ ہو۔ مگر اس کے بعد بھی کفر سے بچنا محال ہے۔

اور غضب تو یہ ہوا کہ لزوم و التزام و فرق مذہب متکلمین و فقہاء کی یہاں راہیں بند ہوگئیں۔ بغور ملاحظہ ہو رسالہ "الکوکبۃ الشہابیہ" اور "صمصام" دعلوم

خان صاحب کو کیا بدحواسی لاحق ہوئی کہ "حسام الحرمین" لکھتے وقت پچھلا لکھا پڑھا سب بھول گئے۔ یہ اس قدر تعارض و تضاد تو دو رسالوں میں ہے کاش کہ دجالی تصانیف کچھ اور بھی مل جاتیں تب لطف آتا۔

تاہم اپنے لکھنے کے موافق بانواع متعددہ بوجوہ خیر متناہیہ دجال اور اس کے اتباع کا کفر انہیں کے مسلمات سے ان شاء اللہ تعالیٰ ثابت کردوں گا۔ اور جو طریقہ "دجال بریلوی" کا ہے اگر وہ برتا جائے تو اسی ایک نوع میں بوجوہ خیر متناہیہ ان پر کفر لازم آتا ہے سمجھنے والے سمجھیں گے۔ اور بشرط ضرورت موقع ہوا تو ہم بھی بیان کریں گے۔

اس تقریر کا خلاصہ یہ ہوا کہ بحکم "حسام الحرمین" مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی مع اذناب و اتباع کے کافر، اور جو انہیں کافر نہ کہے ان کے کافر کہنے میں کسی وجہ سے بھی شک و شبہہ کرے وہ بھی بلا شبہہ قطعی کافر۔ کیونکہ جو گروہ جزماً قطعاً بلا شبہہ بوجوہ کثیرہ کافر ہے جماہیر فقہائے کرام و اصحاب فتوے اعلام اسے کافر کہیں باجماع ائمہ وہ کافر جس نے بے دھڑک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالیاں دیں اور گالیاں بھی صریح کھلم کھلا غیر نبی کو نبی بنایا وہ بھی آپ کے بعد۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ جو خاتم النبیین کے خلاف وغیرہ وغیرہ۔ پھر یہ کفریات بھی صراحۃً یہ بھی نہیں کہ لزوم ہوتا کہ التزام کا فرق کچھ کام دے۔ اور پھر یہ جماعت بھی کون سی، وہابیہ۔ اور شخص قائل بھی کون، ان کا امام۔ جس کی نسبت "حسام" میں یہ حکم ہے۔

"اب مجھے ایسا علم یقین حاصل ہوا جس میں اصلاً شک نہیں کہ یہ کافروں کے جہاں کے منادی ہیں" اھ

پھر ان فرقوں کی تفصیل کر کے لکھا ہے۔

"اور ظاہر میں ان سب میں ہلکے اور درحقیقت ان سب سے سخت یہ وہابیہ۔

ہیں۔ خدا ان پر لعنت کرے ۔ اھ ؎ ص ۴۴۔

ایسے قطعی کافروں کے کافر کہنے سے خاں صاحب رکتے ہیں ان کی تکفیر میں توقف کرتے ہیں۔ ان کے کافر کہنے کو اپنا مذہب مختار اور مرضی بتاتے ہیں اور احتیاط اسی کو کہتے ہیں کہ ان کو کافر نہ کہا جائے۔ اس وجہ سے خود بھی کافر ہوئے اور جو کسی وجہ کسی حال میں خاں صاحب اور ان کے اتباع کو کافر نہ کہے تو وہ بلاشبہ کافر۔ پھر اسی فتوے کے حکم سے ان کے وکلا بھی تمام کافر۔

تو حاصل " دجالی فتوٰی " اور " حسام لقطع المسلمین والاسلام " کا یہ ہوا کہ وہ خود بھی کافر اور ان کے موافق بھی کافر۔ اور جو ان کے مخالف وہ بھی کافر۔ گویا تمام امت کو اس گمراہ نے کافر بنایا۔ اور خود ہی " شفا شریف " کا قول نقل کیا ہے کہ:

" جو کوئی ایسی بات کہے جس سے تمام امت کو گمراہ ٹھہرانے کی طرف راہ نکلے وہ یقیناً کافر ہے " اھ الکوکبۃ الشہابیہ، ص ۱۳۔

تو یہ دوسرا طریقہ خاں صاحب اور ان کی جماعت کی تکفیر کا انہیں کے اقوال سے ہوا۔ بخوف تطویل انہیں دو وجہوں پر اکتفا کرتا ہوں۔ باقی آئندہ اگر موقع ہوا ورنہ یہی کافی ہے۔

" دجالی گروہ " پر جو انہیں کے حکم سے بوجوہ کفر عائد ہوتا ہے پہلے اس کو اٹھائیں پھر کسی کو کافر کہیں۔ " دجال " تو کیا جواب دیں گے شاید کوئی اذناب میں سے حرکت کرے اگرچہ مگر لنگڑا دیا بھی دکر دیا تو پھر کہنا انشاء اللہ تعالیٰ ثم انشاء اللہ تعالیٰ۔ ذرا سنبھل کر حرکت ہو۔

ناظرین شاید ہمارے بعض الفاظ کو سخت خیال فرمائیں گے تو جن حضرات جنہوں نے " دجالی رسائل " کو نہ دیکھا ہوگا۔ اور جس نے وہ الفاظ خبیثہ دیکھے ہوں گے جو خاں صاحب نے اور ان کے اذناب نے ہمارے مقدس حضرات کی نسبت لکھے ہیں وہ تو ضرور یہ کہیں گے کہ ان کا مقابلہ شریف آدمی سے ہو ہی نہیں سکتا۔ دوسرے اس گروہ کو بغیر ایسے

الفاظ کے لطف ہی نہیں آتا۔ اس وجہ سے ہم بھی مجبور ہیں۔ امید ہے کہ ناظرین بھی معذور خیال فرماکر اصل بحث اور مقصد کیجانب ملاحظہ فرماکر محض لوجہ اللہ تعالے حق کا اتباع فرمائیں گے۔

واللہ تعالیٰ ھو المستعان و علیہ التکلان و باللہ التوفیق والصلوٰۃ والسلام علی حبیبہ و نبیہ و آلہ و اصحابہ نجوم الھدایۃ و شموس التحقیق۔

محمد مرتضیٰ حسن عفی عنہٗ

کچھ اس طرح سے کیا میں نے شکوۂ الحاد
نگاہیں جھک گئیں ان کی دکچھ جواب بنا

مولوی احمد رضا خانصاحب بریلوی قبر میں بیقرار و مضطر

معتقدین انکا ایمان ثابت کرنے میں مبہوت و متحیر

○

باسمہٖ تعالیٰ حامداً و مصلیاً و مسلماً

فَاِنَّ اللّٰہَ یَاْتِیْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِھَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُھِتَ الَّذِیْ کَفَرَ

فیصلہ کن مناظرہ

فتویٰ پٹھانی، بدعت کی خانہ ویرانی

اقراری بے ایمانی

○

مولوی حامد رضا خانصاحب بریلوی!

بندے نے آپ کی خدمت میں جو کچھ عرض کیا تھا اس کا جواب نہ آپ نے دیا نہ آپ کے کسی مرید و معتقد نے۔ بریلی اور مراد آباد دونوں جگہ کے اشتہار نظر سے گزرے مگر کام کی بات دونوں میں نہیں۔ ہمارا یہ مطالبہ کہ آپ اپنے والد صاحب کا اپنے تمام گروہ کا اہلِ سلام ہونا ثابت فرمادیں اس پر ہم نے کیا بے جا کیا یہ جب کہ فاضل احمد رضا خان صاحب کا بھی

ہمارے اکابر کو کافر کہتے ہیں۔ اور خود اپنے آپ اور اپنے جملہ مریدین و معتقدین کو بھی ایسا ہی کافر کہتے ہیں کہ جو ان کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر ہے، مرتد ہے۔ اس کا نکاح عالم میں کسی سے صحیح نہیں۔ زنا ہے محض اور اولاد محروم الارث حرامی ہے۔ خان صاحب کے فتوے سے تمام دنیا کافر ہے۔ ہم نے تو خان صاحب کے فتویٰ کا اپنے اکابر کی نسبت جواب دے دیا۔ اگر آپ بھی مسلمان ہیں اور اپنے والد صاحب کو مسلمان جانتے ہیں تو ان کا اسلام ثابت کرنا آپ کا فرض ہے۔ ورنہ سکوت سے یہی خیال ہوگا کہ وہ آپ مسلمان نہ آپ کے باپ نہ ان کو مسلمان جاننے والے۔

حضراتِ اکابر دیوبند پکے اور سچے مسلمان ہیں

کیونکہ جن مضامین خبیثہ کفریہ کو ان کی طرف منسوب کیا گیا ہے (یعنی العیاذ باللہ العظیم انکارِ ختم نبوت زمانی، اور یہ کہ خدا بالفعل جھوٹ بولتا ہے فعلیت کذب محال نہیں یا شیطان لعین کا علم سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے یا جیسا کہ سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم ہے ایسا ہر جانور اور مجنون اور صبی اور بہائم کو حاصل ہے۔)

وہ حضرات تصریح فرما چکے کہ ان مضامین خبیثہ کو ہم کفر سمجھتے ہیں۔ نہ ان مضامین کفریہ کا ہمیں خطرہ گزرا نہ ہم اس کے معتقد، نہ یہ ہماری عبارت کا مطلب نہ ہماری مراد، اور جو مردود ایسا کہے اس کو کافر سمجھتے ہیں۔ پھر حضرات موصوفین کی تکفیر کی کیا وجہ ہو سکتی ہے خان صاحب ہی کے فتوے سے وہ حضرات پکے سچے مسلمان مومن ہیں۔ جس کی تفصیل بندہ کے رسائل "تزکیۃ الخواطر" اور "السحاب المدرار" و "قطع الوتین" و "الختم علی لسان الخصم" وغیرہ میں مفصل مذکور ہے۔

ان مسائل کا اگر خانصاحب یا ان کے کسی مرید معتقد نے جواب دیا ہو تو مہربانی

فرماکر ہمیں بھی مطلع فرمایئے کہ فلاں رسالہ کا فلاں، اور فلاں کا فلاں جواب ہے۔ اور براہِ کرم
بذریعہ وی پی بھیج دیجئے۔ پھر دیکھئے کہ بحول اللہ تعالےٰ وقوتہٖ کیسا شافی اور کافی جواب عرض
ہو سکتا ہے۔ اور جدید رسالہ " ایمان و کفر کی کسوٹی " مسلمان ضرور ملاحظہ فرمائیں۔ اس میں
اکابر دیوبند کا مناظرہ پر مستعد ہونا اور ان کا ایمان و اسلام اور خانصاحب کا کفر و ارتداد
سب کچھ خاں صاحب کے ہی فتوے سے ثابت کر کے خانصاحب کے اشد کفریات مطبوعہ
۸۳ " خاں صاحب ہی کے الفاظ میں اُنھیں کی کتاب سے لکھے گئے ہیں۔ مسلمان اس رسالہ
کو ضرور دیکھیں۔

حضراتِ دیوبند نے مناظرہ سے کبھی پہلو تہی نہیں کی

تقریباً بیس سال ہوئے جب اہلِ عورجہ و بلند شہر کے ہر فریق نے اپنے اپنے علماء کے
بلانے کا وعدہ کیا تھا تو حضراتِ دیوبند نے تو مستعدیِ مناظرہ کی تحریر ذیل بھیج دی تھی

" فوٹو کا فتویٰ منسوب بجانب حضرت مولانا رشید احمد صاحب محدث گنگوہی
قدس اللہ سرہٗ العزیز، اور بعض عباراتِ تحذیر الناس و براہینِ قاطعہ وحفظ الایمان
کی وجہ سے جو ہم پر اور ہمارے اساتذہ رحمہم اللہ تعالےٰ اجمعین پر مولوی احمد رضا
خاں صاحب بریلوی نے الزام و اتہام، توہینِ خداوند عالم جل وعلیٰ شانہٗ،
و توہینِ جنابِ سرورِ عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کا لگا کر تکفیر کی اور
کرائی ہے۔

امورِ مذکورہ میں خاں صاحب سے ہم تحریری مناظرہ کرنے کو بالکل مستعد
و آمادہ ہیں۔ بقاعدۂ مسلمہ خاں صاحب الاہم فالاہم ان مسائل کے طے ہونے کے
بعد اور بھی جو ان کے اور ہمارے درمیان مسائل مختلف فیہا ہیں گفتگو کے لئے آمادہ ہیں
خاں صاحب بھی اپنی تحریر مستعدیِ مناظرہ میں بھیج دیں۔ فقط۔ اگر مناظرہ

کے وقت کسی کو کوئی عذر پیش آوے تو وہ اپنا وکیل باضابطہ پیش کرے گا۔

جس کا ساختہ پرداختہ بعین منکل کا سمجھا جائے گا۔"

خلیل احمد بقلم خود　　　بندہ محمود حسنی عنہ　　　اشرف علی بقلم خود

○

یہ تحریر بندہ کے متعدد رسائل میں ۱۳۲۰ھ ہجری سے برابر شائع ہو رہی ہے۔ فرمائیے خان صاحب! مناظرہ پر مستعد ہوئے؟ اپنے بلند شہر کے مریدوں کے پاس کوئی تحریر مستعدیِ مناظرہ کی بھیجی؟ فرار کس طرف سے ہوا؟ پھر اب حضرات دیوبند کے ذمہ کیا باقی رہا؟ وہ اپنا ایمان، اسلام، مناظرہ کے لئے مستعد ہونا پوری طرح آفتاب سے زیادہ روشن طریقہ سے ثابت فرما چکے۔ اب مطالبہ رہتا ہے تو صرف مولوی احمد رضا خاں صاحب کے اسلام کا ان کی زندگی میں بھی مطالبہ رہا اور رسائل لکھے۔ مگر خان صاحب نے اپنی مبارک زبان، یا قلم، یا کسی مرید معتقد کے نام سے کوئی حرف، کوئی لفظ لکھا ہو تو اس سے مطلع فرمایئے۔

تعجب ہے کہ جو شخص اپنا ایمان اسلام ہر طرح سے ثابت کر چکا ہو اس کے اثبات اسلام کا مطالبہ ہو اور جو شخص اقراری کافر مرتد ہو اس سے اگر کہا جائے کہ آپ اپنا ادنیٰ سے ادنیٰ درجہ کا مسلمان ہونا کسی طرح سے ثابت فرما دیجئے تو نہ وہ بولے، نہ اس کے مرید و معتقد اور مطالبہ اسلام کو گالیوں سے تعبیر کیا جائے تو اس کا حاصل یہ ہوا کہ خان صاحب کو اور ان کے مریدین و معتقدین کو مسلمان کہنا گویا ان کے نزدیک بڑی گالی ہے۔ ہم نے اگر اس سے زائد کوئی جرم کیا ہو تو اسے ظاہر فرمایا جائے۔ عقل و نقل، انصاف و دیانت سے ہمارے ذمہ جو امور تھے ان کو مدت ہوئی ہم پورا کر چکے۔ اب تو جس قدر مطالبات ہیں خان صاحب اور ان کے اذناب کے ذمہ ہیں جن سے وہ جان چراتے پھرتے ہیں۔

ہم مولوی احمد رضا خاں صاحب کو اس طرح سے مسلمان جانتے ہیں۔

کہ انہوں نے حضرت شہید مرحوم اور حضرات دیوبند پر محض افتراء و کذب خالص سے

کام لیا ہے۔ تو اس صورت میں نہ وہ کافر، نہ وہ کافر۔ ہاں خان صاحب مرتکب گناہ کبیرہ اور اپنے اقرار سے اعلیٰ درجہ کے فاسق ثابت ہو سکتے ہیں مگر خان صاحب اور ان کے معتقد جب ان کو سچا اور پکا متقی پرہیزگار مسلمان جانتے ہیں اور یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ انھوں نے جو کچھ اپنے مخالفوں کی نسبت لکھا ہے وہ صحیح ہے اور وہ اپنے مخالفوں کو ایسا ہی سمجھتے تھے جیسا کہ لکھا ہے۔ تو پھر خان صاحب کو عالم میں کوئی منہ نہیں کہ مسلمان کہہ سکے۔ سب پہلے ان کو کافر مرتد، ہم کہیں گے۔ اور کسی کی مجال نہیں جو ان کا اسلام ثابت کر سکے۔ تو چونکہ خان صاحب کے مسلمان تسلیم کرنے کی صورت ان کے مریدین کے نزدیک باطل اور غلط ہے اس وجہ سے وہ ان کے نزدیک ضرور کافر ہیں اور باوجود کافر ہونے کے ان کو مسلمان کہہ کر خود کافر ہوتے۔ لہٰذا یہی مسئلہ باقی ہے جو زیر بحث ہوگا اور کسی مسئلہ میں کوئی نزاع ہی نہیں۔ خان صاحب خود ہی طے فرما چکے ہیں۔

اب ہمارا یہ عرض کرنا کہ گفتگو خان صاحب کے سلسلہ میں ہوگی، بالکل بجا ہوا۔ اور گفتگو ہوگی کیا؟ اہل بدعت کو معلوم بھی نہیں اور گفتگو ہو کر فیصلہ بھی ہو گیا۔ بریلی سے جو اشتہار نکلا ہے اس میں تو خان صاحب کے کفر کے متعلق ایک حرف بھی جواب کا نہیں بلکہ سکوت سے کفر کو تسلیم کر لیا ہے۔

مراد آباد کے اشتہار میں یہ لکھا گیا ہے کہ

"مولوی اسمٰعیل صاحب مرحوم کی نسبت توبہ کرنا مشہور ہے اس بنا پر خان صاحب نے تکفیر میں احتیاط برتی"

بس ایک یہ جواب ہے جو خان صاحب کے بعد کسی مراد آبادی کو سوجھا ہے۔ اگر اس جواب کو کوئی صاحب ان کے ذمہ دار عالم تحریر فرماتے ہیں تو ہم بھی کچھ عرض کرتے بالفعل اس قدر عرض ہے کہ۔

(۱) "توبہ مشہور ہے" اس سے کیا مراد ہے؟

۲ : زبانی توبہ ہے تو کس کے سامنے اور کب اور کن الفاظ میں۔ ؟

۳ : اور تحریری ہے تو کس کتاب میں لکھا ہے ؟

۴ : بہر صورت خاں صاحب کو بھی اس توبہ کی خبر ہوئی یا نہیں ؟

۵ : اگر خبر ہوئی تو اس توبہ سے وہ تکفیر جو قطعی جزما یقینی اجماعی خاں صاحب کے نزدیک تھی وہ اٹھ بھی سکتی ہے یا نہیں ؟

۶ : جو ذریعہ خبر کا ہے وہ قطع، یقین، گمان، شک، وہم کس امر کا مفید تھا ؟

۷ : اور کہیں خاں صاحب نے بھی اس کو تحریر فرمایا ہے کہ میں فلاں وجہ سے تکفیر نہیں کرتا ؟

۸ : اگر کہیں فرمایا ہے تو وہ کتاب و صفحہ ذکر فرمایا جائے ؟

۹ : اگر کہیں ذکر نہیں کیا، تو آج یہ وجہ بنا کر خاں صاحب کو کوئی کفر سے بچا سکتا ہے ؟ جو صاحب جواب تحریر فرمادیں ذرا سوچ سمجھ کر، خاں صاحب کی تحریرات سے کچھ ہم کو بھی واقفیت ہے۔

۱۰ : یہ بھی فرمایا جائے کہ مولانا اسمٰعیل صاحب مرحوم کی طرف تو اس قدر بے شمار اور قطعی یقینی کفریات ملعونہ کو جن پر بار بار خدا کی قسم کھاتے ہیں منسوب کر کے پھر بھی اس وجہ سے کہ " توبہ مشہور ہے " " ان کے کافر کہنے میں احتیاط برتی " ان کو مسلمان ہی سمجھا اور اس کو اپنا مذہب اور مفتی بہ قرار دیا۔ اور حضرات دیوبند نے ان مضامین ملعونہ کفریہ سے صراحۃً انکار فرمایا، اس کے معتقد کو کافر بتایا اور یہ کہا کہ یہ مضامین خبیثہ ہمارے قلب میں بھی نہیں گزرے۔ مگر پھر بھی ان کی تکفیر ایسی قطعی ہو کہ جو انہیں کافر نہ کہے وہ بھی کافر۔ شہید دہلوی مرحوم کے کافر نہ کہنے کی اگر وہ وجہ ہوتی جو مراد آبادی صاحب فرماگئے ہیں تو خاں صاحب یہ فرماتے کہ۔

"ان حضرات دیوبند کو اب جو کوئی کافر کہے، وہ کافر ہے"

مگر بات تو وہی ہے جو ہم بار بار عرض کر چکے ہیں، کہ خان صاحب کو اصل میں ایمان اسلام خداوند عالم جل وعلیٰ شانہٗ و سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عداوت تھی۔ یہ سب کچھ اسی وجہ سے کیا ورنہ ہمیں سمجھا دو۔

دیکھو کالا کافر" اور "نئے مجدد کا نیا ایمان" وغیرہ

جو رسائل مرادآبادی اشتہار میں لکھے ہیں، ہمیں نہیں معلوم کہ ہمارے رسائل مذکورہ میں سے کون کس کا جواب ہے۔ مہربانی فرما کر ہمارے پاس بذریعہ وی پی بھیج دیں پھر ہم بتادیں گے کہ کس میں خان صاحب کا اسلام ثابت کیا گیا۔ اور کس میں ہمارے رسائل کا جواب دیا گیا ہے؛

مرادآبادی اشتہاری اخیر میں بڑے فخر سے رسالہ "دیوبندی مولویوں کا ایمان" مرتبہ مولوی عبدالغنی صاحب رامپوری، کے جواب کا ہم سے مطالبہ فرماتے ہیں۔ گویا ان کے نزدیک یہ لاحل بات ہے۔ او شیطان ملعون! تجھ پر خدا کی لعنت! تو انسان کا اس قدر دشمن ہے کہ اسے کافر ہونے کے بعد بھی بے ذلیل کئے نہیں چھوڑتا۔

اشتہاری مولوی صاحب کو واضح ہو کہ اس رسالہ کا جواب اسی وقت "احدی للتسعۃ والتسعین علی الواحد من الثلاثین"۔ الملقب بہ "النعل المعکوس علی الاضر المنکوس" مطبع نامی میرٹھ میں طبع ہو کر شائع ہوا ہے جس کے ٹائٹل کے اخیر میں یہ لکھا ہوا ہے۔

"یہ رسالہ خان صاحب کے اس رسالہ کا جواب ہے جس کو مولوی عبدالغنی کے نام سے بعنوان "دیوبندی مولویوں کا ایمان" شائع کیا ہے"

اور فقط اسی کا جواب نہیں بلکہ "الکوکبۃ الشہابیہ" اور "صمصام سنت" اور "سل السیوف" کا بھی جواب ہے۔ اور بعد جواب، آخر میں پندرہ ۱۵ سوال ہیں جن سے خان صاحب اور ان کے اتباع کا قطعی، یقینی، اقراری کافر ہونا ثابت کیا ہے

جس کا جواب آج تک نہ ہو سکا نہ خدا چاہے ہو۔

یہ عاجز تو بفضلہٖ تعالےٰ ابن شیرِ خدا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالےٰ وجہہ ہے، مگر خان صاحب اور ان کے اتباع اقراری کافر و مرتد غیر صحیح النکاح اکثر ہیں۔ ہمارے ذمہ بفضلہٖ تعالےٰ کسی بدعتی کا قرض نہیں ہے جو تقاضا سنیں، یہاں حساب بیباق ہے۔

بس اب بات یہی ہے کہ ناظرین کرام کی واقفیت کے لئے خان صاحب کے کچھ عقائد کفریہ لازمہ جو خدا و نبی عالم کی نسبت ہیں بطور نمونہ لکھتے ہیں۔ مولوی حامد رضا خان صاحب یا ان کا کوئی ذمہ دار عالم جواب دے اور وہ تصدیق فرما دیں تو پھر ناظرین کو لطف آجائے۔

جمال بھائی، قاسم بھائی آپ کا جو مطلب تھا وہ بے پیسہ کوڑی خرچ کئے حاصل ہو گیا، مناظرہ شروع ہو گیا آپ اپنے انتہائی مولویوں کو مستعد فرما کر جواب دلوائیں۔ اور اگر ایمان داری سے اشتہار دیا تھا تو جو روپیہ جب خرچ کرنے والے تھے۔ طرفین کی تحریرات کو طبع کرا کر ملک میں شائع فرما دیں۔ دنیا اندھی نہیں ہے پہلے بھی دیکھ چکی ہے اور خدا چاہے پھر بھی دیکھ لے گی کہ حق کہاں ہے اور کافر کون ہے اور مسلمان کون ہے؟ والامر بید اللہ تعالیٰ۔

○

نقلِ کفر کفر نباشد

خانصاحب کے عقائدِ کفریہ لازمہ کا نمونہ

ایسے عقائد دنیا میں کسی کافرِ اصلی کے بھی نہ ہونگے

۱ : خدا کا سچا ہونا ضروری نہیں جھوٹا بھی ہو سکتا ہے۔ (لعنۃ اللہ علی الظالمین)

۲ : خدا کی ایسی ذات ہے جس میں ہر عیب اور نقص کی گنجائش ہے۔ (بدعتیوں کا یہی معتقد ہے)

۳ : خدا اپنی مشیخت بنی رکھنے کے لئے قصداً ایسی بننے سے بچتا ہے اگر چاہے تو ہر گندگی سے آلودہ ہو جائے۔

(اسی وجہ سے کوئی گندگی نہیں جس سے بدعتی آلودہ نہ ہوتے ہوں)۔

۴ : خدا وہ ہے .... اگر چاہے تو جاہل رہے۔

(جب ہی خداوند عالم نے اہل بدعت کو علم سے محروم رکھا ہے)۔

۵ : خدا وہ ہے جس کا بہکنا۔ ۶ : بھولنا۔

۷ : سونا ۸ : اونگھنا۔

۹ : غافل ہونا۔ ۱۰ : ظالم ہونا

۱۱ : حتیٰ کہ مر جانا سب ممکن ہے۔ ۱۲ : کھانا

۱۳ : پینا ۱۴ : پیشاب کرنا

۱۵ : پاخانہ پھرنا۔

۱۶ : ناچنا ۱۷ : تھرکنا

۱۸ : نٹ کی طرح کلا کھیلنا ۱۹ : عورتوں سے جماع کرنا

۲۰ : لواطت جیسی بے حیائی کا مرتکب ہونا۔

۲۱ : حتیٰ کہ مخنث کی طرح خود مفعول بننا۔

کیا کہنا ہے سنتر علم کے مجدد ہی جو ٹھہرے، اگر خدا بھی نیا نہ ہو تو پھر دین نیا کیسے ہوسکتا ہے؟ بد عقیدہ! اب بھی حضرات دیوبند سے مناظرہ کا نام لوگے؟ یہ وجہ ہے جو خان صاحب کا اسلام ثابت کرنا موت نظر آتا ہے۔ یہ بلی کا گو ہے جس کو چھپانا چاہتے ہو۔ آپ آریوں سے مناظرہ کریں گے، تم کو تو ستائن دھرمی بھی اپنے میں ملانا منظور نہ کریں گے اگر یقین نہ ہو تو دریافت کر لو۔ کہو فتاویٰ رضویہ میں ایسے خبیث عقائد گنوا کر پھر بھی ان ملعون عقائد کے معتقد کو کہیں مسلم! کہا ہے یا نہیں؟ جب تمہارے یہاں یہ عقائد بھی عین ایمان و اسلام ہے تو تمہارا کفر کیا ہے؟ ؏

ننگ دارد کفر از اسلام شاں

مراد آبادی صاحب خصوصیت سے فرمائیں کہ یہی مولوی احمد رضا خان صاحب آپ کے امام ہیں، یہی آپ کا اور ان کا ایمان ہے جو لوگوں کے روبرو پیش کیا جاتا ہے۔ اسی ایمان پر لوگوں کو کافر کہتے ہو؟ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ دنیا میں کوئی کافر ہے جس کا اعتقاد خداوند عالم جل مجدہ کی نسبت ایسا ہو؟ تعالی اللہ عَمَّا یَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ عُلُوًّا کَبِیْرًا۔

خداوند جل مجدہ کی صفات کمال تو ایسی ہونی چاہئیں کہ جن کو تخلقوا باخلاق اللہ کی وجہ سے قابلِ عمل کہا جاسکے (فقد بر) اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ۔

۲۲ : کوئی خباثت، کوئی خصیت خدا کی شان کے خلاف نہیں۔

۲۳ : خدا کھانے کا منہ

۲۴ : بھرنے کا پیٹ

۲۵ : خدا میں مردی و زنی کی علامت ہے اور بالفعل موجود ہے۔

۲۶ : خدا خنثیٰ مشکل ہے (یعنی اس میں مرد اور عورت دونوں کی علامتیں ہیں اور مرد اور عورت دونوں ہے) تامّل۔

۲۷ : کم سے کم آپ اپنے کو ایسا بنا سکتا ہے۔

۲۸ : خدا اپنے کو ڈبو سکتا ہے۔

۲۹ : خدا کے جورو بیٹے سب ممکن ہیں۔

۳۰ : خدا ماں باپ سے پیدا ہوا ہے۔

(ملاحظہ فتاویٰ رضویہ ج ۱ ۔ ص ۴۵ ، ۴۶)

خان صاحب اچھا ہی ہوا کہ ملک سے جلدی چلا گیا ورنہ نہ معلوم اور کیا کیا کہتے۔ لیکن کلیات کے درجہ میں تو کوئی گالی چھوڑی نہیں، ہاں کچھ تفصیل اور فرما دیتے۔ وہابیوں وغیر مقلدوں کو بہت گالیاں دیتے ہو، اگر وہابی اور غیر مقلد کے یہ معنی ہیں کہ خداوند عالم جل مجدہٗ اور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان مبارک میں گستاخ اور بے ادب ہو، تو خان صاحب پھر وہابی اور غیر مقلد بھی آپ ہی ہیں اور ایسے پکے اور سچے کہ شیطان بھی انگشت بدندان ہوگا کہ خان صاحب تو ابو الکرو دس کے بھی استاذ نکلے۔ نعوذ باللہ العظیم۔

ایسی گالیاں تو خدا کو کسی نے بھی نہ دی ہوں گی لے خدا تو بڑا حلیم ہے۔

او ناپاک نامراد بدبخت طبع! تو اپنے جن فرزندوں پر ناز کرتی ہے ان سے کہہ سکتی ہے کہ جن ماں باپ سے خدا کو پیدا مانتے ہو ان کا نام کیا ہے، بتاؤ

وہ کس کام کے رہ گئے! تثلیث کے تو نصاریٰ قائل تھے اگر وہی بات رہی تو جدت کہاں تھی، لہٰذا اب بجائے تثلیث کے تربیع ہوئی ماں باپ اور خدا اور ایک بیٹا۔ ہر چہ ترا! مبارک ہو بڑھتی دولت ہے۔ انتہٰی بخیر الکم۔

○

خاں صاحب کے عقائد کفریہ ملعونہ اور خدائے قدوس جل مجدہٗ اور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق ایسے ناپاک اور گندہ ہیں جن کا ذکر کرنا بھی دشوار ہے۔ مگر خاں صاحب کا از کری کفر و ارتداد ثابت کرنے کے لئے مجبوری تمیں [3] بیان کئے گئے۔ فتدبر فیہ۔

جس شخص کے ایسے عقائد ملعونہ کفریہ ہوں، بلکہ اس سے بھی اور بدتر خاں صاحب کا اس کی نسبت یہ حکم ہے

"علمائے محتاطین انھیں کافر نہ کہیں یہی صواب ہے

وھو الجواب وبہ یفتی وعلیہ الفتویٰ وھو المذھب وعلیہ الاعتماد وفیہ السلامۃ وفیہ السداد۔ یعنی یہی جواب ہے اور اسی پر فتوے ہو اور اسی پر فتوے ہے اور یہی ہمارا مذہب اور اسی پر اعتماد اور اسی میں سلامت اور اسی میں استقامت"

(تمہید ایمانی: ص ۴۲)

○

مسلمانو! یہ ہے خاں صاحب کا مذہب اور دین ایمان۔

خاں صاحب کی کفری لسٹ میں ابھی بہت کچھ ہے یہ ایک نمونہ ہے۔

دیکھئے مولوی حامد رضا خاں صاحب اور مراد آبادی اشتہاری کیا جواب مرحمت فرماتے ہیں!

مسلمانو ! خدارا انصاف فرماؤ۔ ایسی بے ایمان اور بے حیا قوم جس کے اس قدر ناپاک اور گندے عقائد ہوں جو دنیا میں کسی جاہل سے جاہل قوم سے بھی نہ سنے ہوں وہ ابرار و اتقیائے امت پر یہ الزام لگا سکتی ہے کہ انہوں نے خدائے قدوس کی توہین کی۔ تم نے توہین اور گستاخی اور غلیظ سے غلیظ گالی اور ناپاک سے ناپاک گندگی کی بات باقی رہنے دی کونسی چھوڑی ہے جس کا امکان بلکہ وقوع خدائے قدوس کے لئے تم نے ثابت نہ کیا ہو ! یہ عیوب تو تمہارے نزدیک کمالات الوہیت ہیں پھر وہ نقصانات کون سے ہیں جو کسی اور ثابت کرنا ہے؟ وہاں ایک یہ مرتبہ باقی ہے کہ صفات کمال، علم و قدرت و توحید ذاتی و صفاتی تمہارے نزدیک نقصانات ہوں اور ان کا ثابت کرنا تمہارے نزدیک کفر ہو تو حق ہے، مگر یہ تمہاری اصطلاح ہے۔ تم جسے کافر کہو وہ پکا مسلمان اور جو تمہارے دھرم میں اسلام ہے وہ کفر ہے۔ واقعی اگر یہ بات نہ ہوتی تو خان صاحب "مجدد" کس چیز کے ہوتے، یہ پہچ ہے

"نئے مجدد کا نیا ایمان"

اس کو ۔ "کالا کافر" کہتے ہیں۔

مراد آباد میں برتن بہت ڈھیر ہیں۔ معلوم ہوتا ہے بدعتیوں کو کوئی نیا پانڈا (قالب) مل گیا ہے۔ جس طرح کا چاہا خدا ڈھال لیا اور پوجا کرنے لگے۔ کہتے اہلسنت والجماعت ہیں، مگر مسلمان ہوتے تو جنت میں یہ ترقی کہاں ممکن تھی اب تو جہنم میں کل جہنمی بھی کہتے ہوں گے کہ ہم سب جہنمیوں کے افسر خان صاحب ہی ہیں۔ فرمائیے خان صاحب نے ان عقائد کفریہ سے توبہ فرمائی ہے یا نہیں ؟ مولانا اسمٰعیل صاحب شہید مرحوم کی اہل بدعت میں فرضی توبہ اب ۱۳۴۶ھ میں مشہور ہو رہی ہے مگر ہائے قسمت خانصاحب کیلئے فرضی توبہ کا بھی کوئی مشتہر ہوا

جمال بھائی قاسم بھائی فرمایئے اب تو آپ خوش ہوئے ؟ ایسا ہی مناظرہ آپ چاہتے تھے ؟ آپ اپنے علماء سے جواب دلوایئے ۔ پھر ہم بھی انشاء اللہ تعالےٰ نہایت تہذیب اور متانت سے جواب عرض کریں گے اور وہی کہیں گے جو خاں صاحب نے خود فرمایا ہوگا۔

ہم نے مفصل جواب " کفر و ایمان کی کسوٹی " لکھا ہے اس میں تفصیل سے اپنے حضرات کی ستعددی مناظرہ اور ان کا صریح قطعی ایمان " اسلام " خاں صاحب ہی کی عبارات سے ایسا ثابت کیا ہے جس میں خدا چاہے چون و چرا کی گنجائش نہیں الخ

علیٰ ہذا القیاس خاں صاحب کا کافر مرتد ہونا بھی انہیں کے کلام سے ثابت کیا ہے نیز یہ بھی جواب انہیں کافر مرتد نہ کہے ، اس کہنے میں تامل ، تردد ، شک ، احتیاط کرے تو وہ بھی ویسا ہی کافر ہے کہ عالم میں کسی سے اس کا نکاح صحیح نہیں ۔

یہ سب کچھ جناب خاں صاحب کی متعدد عبارات سے ثابت کیا گیا ہے ۔ یہ رسالہ ہر مسلمان کے گھر میں رہنا ضروری ہے تاکہ ہر بریلوی کے لیے " لاحول " کا کام دے ۔

قیمت ۱۰/ر علاوہ محصول

دیکھئے خاں صاحب کی اولاد اور معتقدین اب بھی خاں صاحب کا اسلام ثابت فرمائیں گے یا نہیں ؟ اب بھی اسلام ثابت نہ کرنا اقراری کفر و ارتداد ہوگا۔

اعاذ نا اللہ العظیم من ھذہ الکفریات الخبیثۃ ۔

بندہ سید محمد مرتضیٰ حسن عفی عنہ ابن شیر خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ

ناظم تعلیمات و شعبہ تبلیغ دار العلوم دیوبند ۹ ربیع الثانی ۱۳۴۶ھ

إِنَّهَا لَظَىٰ نَزَّاعَةً لِّلشَّوَىٰ ۔ تَدْعُوا مَنْ أَدْبَرَ وَتَوَلَّىٰ

رسالہ

نار الغضا فی

جوانح الرضا

مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی کی " ابحاثِ آخرہ " کا جواب ہے جس میں یہ امر پیش نظر کر دیا گیا ہے کہ خاں صاحب نے جو جواب اہل "بلند شہر" کو دیا ہے وہ در حقیقت جواب نہ تھا بلکہ مناظرے ہی سے جواب تھا۔ اہل "بلند شہر" نے خانصاحب کو یہ لکھا تھا کہ اہل خورجہ کے پاس حضرات دیو بند نے "مستدعی مناظرہ" کی تحریر لکھ کر بھیج دی ہے۔ آپ بھی اسی مضمون کی تحریر لکھ کر ہمارے پاس بھیج دیجئے۔

خاں صاحب سے یہ تو ہو نہ سکا کہ "مستدعی مناظرہ" پر تحریر بھیج کر شرائط زبانی طے کرتے۔ "سوال از آسمان جواب از ریسمان" کر دیا۔

آخر میں خاں صاحب نے وہ پوشیدہ کارڈ بھی چھاپ دیا ہے جو جلسۂ عظیم الشان دستار بندی مدرسہ دیو بند کے معاہدہ کو چھپانے اور اڑانے کی غرض سے تھانہ بھون بھیجا تھا۔ حالانکہ اس کا جواب رسالہ " بَجْسُ الْجِهَادِ " میں مفصل ہو چکا ہے۔ اب خانصاحب اس درجہ مجبور ہو گئے کہ معتقدین کے قائم رکھنے کے واسطے ایسے ایسے لغو اور لا یعنی رسائل بھی چھاپنے لگے۔ ایسے معتقدین غور فرمائیں کہ جو معاہدہ جلسۂ دستار بندی دیو بند میں معزز حضرات کی وساطت سے لکھا گیا تھا اس سے خانصاحب کیوں مکر رہے جس کا ذکر بھی نہیں کرتے۔ یہ ہے خانصاحب کی "مستدعی مناظرہ"۔

٥

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باسمہ تعالیٰ حامداً و مصلیاً و مسلماً

مولوی احمد رضا خان صاحب! مزاج شریف۔

آپ کئی ماہ سے بالکل مطمئن بیٹھے ہوئے خدا کا شکر ادا کرتے ہوں گے کہ کوئی مہیب آواز "ابن شیر خدا" کی نہیں آئی۔ یاد رہے ہم آپ سے غافل نہیں ہیں۔ آپ کے بڑے بھائی مرزا غلام احمد قادیانی کی امت سے "مونگیر" مناظرہ تھا۔ اس سے فراغت کے بعد پھر آپ کی خدمت کے لئے حاضر ہیں۔ آپ کی "ابحاث اخیرہ" اور "رشحۂ آخرہ" یہ نکلتے دم کی ہچکیاں ہیں اور یہ آپ کا پچھلا پھوڑ ہے۔

خان صاحب! اب ہاتھ پیر مارنے سے کیا ہوتا ہے۔ جب آپ نے دیکھا کہ بڑے بھائی میرزا صاحب نے مجددیت کے بعد نبوت و رسالت کا دعوے کیا تو آپ کے مالیخولیا نے بھی زور کیا۔ آپ بھی دیسے سروں میں الاپنے لگے ہیں۔ مگر یاد رہے کہ

حیب کردن را ہنرے باید

آپ کو اتنی عقل نہیں ہے مرزا صاحب پر تو صدہا اعتراضات ہوئے لیکن چونکہ "معلم الملکوت" ان کا پورا مددگار تھا اور ہر وقت "روح القدس" کہہ کر کچھ مدد کرتا ہی تھا اس وجہ سے وہ کچھ نہ کچھ کہہ بھی نکلتے تھے۔ آپ میں چونکہ پٹھانی کی ٹر اور بد دماغی بھی ساتھ لگی ہوئی ہے آپ اس کی استعانت سے بھی مستغنی ہو کر خود اس جہاز ضلالت کے مستقل ناخدا بن بیٹھے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کنارے ہی پر لنگڑ و بیان کھانے لگے۔ اور یاروں کے ایک ہی خوطہ میں ہوش و حواس جاتے رہے۔ ایک "رد التکفیر" ہی کے جواب

سے لاجواب ہوکر اپنا کفر ایسا تسلیم کیا کہ خالی لا نسلم بھی زبان سے نہ نکلا۔ اور کیوں نکلے وہ تو مقصود ہی ہے۔ آپ کے بڑے بھائی مرزا صاحب نے اپنے مخالفوں کو کافر کہا تھا پس آپ نے بھی اپنے مخالفوں پر جبث کفر کا فتوے جاری فرما دیا۔ الکفر ملۃ واحدۃ۔ تشابہت قلوبھم کا مصداق ظاہر ہو گیا۔ لیکن مرزا صاحب کی کامیابی سے آپ مغرور نہ ہوں۔ ہنوز دلی دور است۔

انھوں نے بھی پہلے مجددیت ہی کا دعوے کیا تھا۔ جب مجددیت پر اکثر مسلمانوں نے کچھ انکار نہ کیا تب نبوت اور رسالت کا دعوے کیا۔ مگر جب مسلمانوں نے نبوت اور رسالت کو نہ مانا اور چاروں طرف سے تکفیر شروع ہوئی، آپ سمجھ گئے کہ یہ دعوے مسموع نہ ہوگا لہٰذا آپ نے مجددیت ہی پر قناعت کی۔ لیکن اصل مقصود یعنی امت کی تکفیر کو نہایت مضبوط ہاتھوں سے پکڑا اور اپنے مخالفین حتی کہ موافقین کو بھی اپنے نزدیک کافر بنا ہی چھوڑا۔ مگر چونکہ بالآخر بہت سے نادان مرزا صاحب کی نبوت کے بھی قائل ہو ہی گئے ہیں اس وجہ سے آپ کو بھی سودا شروع ہوا۔ اور جیسے مرزا صاحب نے اول اول "براہین احمدیہ" میں دور دور کی باتیں کہی تھیں آپ نے بھی آہستہ آہستہ تمہید شروع کر دی۔ مسلمان ہوشیار ہو جائیں ملاحظہ ہو "الجواب اخیرہ" صفحہ ۲ سطر ۹۔

"مجھے میری سرکار ابد قرار حضور پُر نور سید الابرار صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے محض اپنے کرم سے اس خدمت پر مامور فرمایا ہے۔"

جناب! آپ تو اپنے ہی مسلمات اپنے ہی فتوے کی بنا پر اسلام سے بھی خارج ہیں پھر آپ کو "سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خدمت پر مامور فرمایا" چہ معنی دارد؟ پھر آپ کو "مامور فرمانے" کا کس طریقہ سے علم ہوا؟ کسی آیتِ قرآنی میں اشارہ ہے یا کوئی الہام ہوا ہے؟ کیونکہ اب مرزا صاحب کے ملہم کو فراغت ہے، شاید آپ ہی پر "روح القدس" ہو کر نازل ہو گیا ہوگا۔ کیا یہ نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھوٹ

نہیں ہے؟ ایسے لوگوں کے واسطے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہنم میں ٹھکانا بنانے کو ارشاد نہیں فرمایا؟ آپ یوں کہیں کہ " مجھے مامور فرمایا " اس کا ثبوت عمومات سے تو بیکار ہے ۔ یا تو قرآن و حدیث میں مرزا صاحب کی طرح استعارات اور مجازات سے کام لیجئے ۔ وہ تو " غلام احمد " ہو کر معاذ اللہ احمد و محمد بن بیٹھے ۔ اور آپ کا تو نام بھی احمد رضا ہے ۔ فانظر الی اثار ختم اللہ کیف عمت قلوبکم واحاطت عقولکم یا دعوے الہام اور وحی فرمائیے ۔ بے اس کے چارہ نہیں ۔

پھر ملاحظہ ہو " ابحاث اخیرہ " صفحہ ۲ سطر ۱۴ ۔

" میری سرکار نے مجھے پہلے ہی سنا دیا تھا کہ

ولتسمعن من الذین اوتوا الکتاب من قبلکم و من الذین اشرکوا اذی کثیرا وان تصبروا وتتقوا فان ذالک من عزم الامور ؟

کیوں جناب ! یہ آیت آپ کو سرکار صلی اللہ تعالے علیہ وسلم نے کب سنائی تھی ؟ ہاں ہاں الہام کی تھی ۔ وحی کی ابتداء یوں ہی ہوتی ہے ۔

دیکھو " براہین احمدیہ " مرزا غلام احمد قادیانی کو بھی پہلے پہلے آیات قرآنی کا یوں ہی الہام ہو کر وحی شروع ہو گئی تھی ۔ فنا فی الرسول ہو کر رسالت بروزی اور ظلی کی بنیاد یوں ہی قائم ہوتی ہے ۔

مسلمانو ! مولوی احمد رضا خان صاحب اور سرکار صلی اللہ تعالے علیہ وسلم نے ان کو یہ آیت سنائی تھی ۔ ذرا اس کلام کے پہلو غور سے سوچنے چاہئیں ؎

کوئی مطلوب ہے اس پردۂ زنگاری میں

پھر ملاحظہ ہو " ابحاث اخیرہ " صفحہ ۲ سطر ۱۱ ۔

”سرکار سے مجھے یہ خدمت سپرد ہوئی کہ عزت سرکار کی حمایت کروں
نہ کہ اپنی الخ“

جی ہاں! مرزا صاحب آپ سے زیادہ سرورِ عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی تعظیم اور تکریم ظاہر کرتے ہیں۔ ان کے الفاظ دیکھئے تو بالکل فنا فی الرسول ہی معلوم ہوتے ہیں سب دجالوں کا یہی حال ہوا ہے کہ سرورِ عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ہی کی محبت و عظمت ظاہر کرکے مسلمانوں کو تباہ کیا ہے۔ اگر یہ دام نہ ہو تو مسلمان کیسے پھنسیں؟ مسلمان تو آپ ہی کی محبت ظاہر کرنے سے قابو میں آتے ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

چنانچہ یہی دام آپ نے پھیلا کر سنت ہی نہیں بلکہ اسلام کی جڑ بھی کاٹنی شروع کر دی ہے۔ آپ نے میدان خالی پایا ہے، دیکھئے اب کیا گل کھلاتا ہے؟ مگر بفضلہٖ تعالےٰ خادمانِ سنت مسلح موجود ہیں۔ ایک نہیں تمسوں کے واسطے لاحول موجود ہے۔ خدا چاہے سب کے چراغ گل ہوں گے۔ آپ بھی دل کی ہوس ضرور نکال لیں، بدعتی اور رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی حمایت؟ نقل مشہور ہے ”وہ کرے جلیبیوں کی حفاظت“ اور آپ کے سپرد ہو دین کی خدمت؟ خان صاحب خفا نہ ہوں بجز تکفیر اہلِ اسلام آپ سے اسلام کی کون سی خدمت اور اعانت وحمایت ہوئی ہے؟ مخالفانِ اسلام سے آپ نے کس قدر مباحثے کئے؟ آریہ، عیسائی، مرزائی، نیچری وغیرہ وغیرہ کے رد میں کس قدر رسائل تحریر فرمائے؟ سوائے شیخی اور تعلی کے آپ سے کیا ظہور میں آیا؟ ہاں سنتِ نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ کے مٹانے میں آپ نے بے شک وہ کوشش کی کہ ؎

این کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

مرزا صاحب اور آپ دونوں ایک ہی صدی کے مجدد ہیں۔ بجز تکفیر اہلِ اسلام

اور باہم فتنہ و اختلاف کے اور تو کچھ بھی آپ صاحبوں سے ظہور میں نہ آیا۔ چونکہ آپ کی "ابحاث اخیرہ" اور "رشحات اخیرہ" یہ پچھلا زور ایک ہی چیز ہے۔ اس وجہ سے بالفعل دونوں کا ایک ہی جواب عرض ہوتا ہے۔ ضرورت ہوئی تو مفصل عرض داشت پیش کی جائے گی۔

جناب خان صاحب! یہ تو فرمائیے کہ یہ خط آپ نے پینک میں لکھا ہے یا بدمستی میں؟ آخر معاملہ کیا ہے؟ اہل خورجہ اور اہل بلند شہر میں یہ معاہدہ قرار پایا تھا کہ تم حضرات دیوبند سے مستعدی مناظرہ پر تحریر منگالو، ہم مولوی احمد رضا خان صاحب سے مستعدی مناظرہ پر تحریر منگالیں گے۔ پھر تاریخ معین کر کے عام اعلان دے دیا جائے گا۔ ہر دو فریق مناظرہ کر لیں گے۔ اور حق واضح ہو جائے گا۔ جیسے حضرات دیوبند میں سے حضرت مولانا مولوی محمود حسن صاحب فخر العلماء۔ اور حضرت مولانا مولوی خلیل احمد صاحب رئیس المتکلمین۔ اور حضرت مولانا مولوی اشرف علی صاحب سید الواعظین دامت برکاتہم نے اپنی مستعدی مناظرہ کی تحریر اہل خورجہ کے پاس بھیج دی تھی۔ جو رسالہ "قاصمۃ الظہر فی بلند شہر" میں چھپ گئی ہے۔ آپ بھی اپنی تحریر مستعدی مناظرہ پر اہل بلند شہر کو دے دیتے۔ اس سیدھی بات کو اس قدر اینچ پینچ میں ڈالنا اس کے کیا معنی؟ حضرت مولانا مولوی اشرف علی صاحب دامت برکاتہم کی خدمت میں یہ خط لکھنا اس کا کیا حاصل؟ چنانچہ آپ کی اس تحریر کی نامعقولیت کو خود اہل بلند شہر نے تسلیم کر لیا۔ اور آج تک تھانہ بھون نہ لے گئے۔ اور یہ کہہ دیا کہ

"بے شک یہ تحریر ہماری تحریر سے بے تعلق ہے"

جس کی مفصل کیفیت رسالہ "قاصمۃ الظہر فی بلند شہر" سے ظاہر ہے۔

اہل بلند شہر آپ سے مستعدی مناظرہ پر تحریر طلب فرمائیں، اور خط لکھا جائے حضرت مولانا ممدوح کو۔ عجیب الٹی منطق ہے۔ آپ حضرت مولانا ممدوح کو ہزار عرائض

لکھیں مگر حافظ محمد عظیم صاحب بلند شہری کو اہلِ خورجہ کے روبرو آپ نے ایسا ذلیل کیا ہے کہ قیامت تک وہ اس ذلت سے انکار نہیں کر سکتے۔ آپ اپنی مستعدی مناظرہ کی تحریر اہلِ بلند شہر کو پہلے دیتے پھر جو لکھنا تھا لکھتے۔

خان صاحب! بلند شہر کی ہار اور آپ کا فرار ایسا ہے کہ قیامت تک نہیں ڈھل سکتا۔ اور ابھی کیا ہے؟ مولوی کرامت اللہ خان صاحب دہلوی جو مجمعِ عام میں آپ سے مناظرہ کرانے کا وعدہ کر گئے تھے اور آپ کو انہوں نے خط بھی لکھا تھا مگر آپ نے ان کو جواب نہ دیا۔ ابھی تو وہ شائع ہوگا۔ آپ ان چیلنج حوالوں سے جان نہیں بچا سکتے۔ اس خط سے کیا شرمندگی ہے فرمایئے۔ یہ "ایجابِ اخیرہ" آپ کے لئے ذلت جلیلہ ہوئے یا نہیں؟ دنیا بھر کی تکفیر اور مناظرہ فقط حضرت مولانا تھانوی صاحب سے ہو؟ آخر اس کی کوئی وجہ بھی ہے؟ کچھ تو حیا سے کام لیجئے۔ آپ سے تو آپ کے بڑے بھائی مرزا غلام احمد قادیانی ہی چلتے ہوئے ثابت ہوتے۔ جب ہی تو انہوں نے مجددیت سے چٹ پٹ نبوت اور رسالت کے مدعی ہو کر ایک نئی امت بنالی۔ اور آپ بد قسمتی سے مجددیت ہی کے پہلے سبق میں غائیں غائیں کر رہے ہیں۔ اس بیل کی پیک نہ فرمائیں۔ ع

سب حسینانِ جہاں کی ایک سی قیمت نہیں

آپ کے لئے یہ مجددیت ہی بہت ہے۔ "ثلاثون" میں آپ وہ دونوں داخل ہیں البتہ چھوٹے بڑے بھائی کا فرق ضرور ہے۔

قولہ: "اصحاب" فقیر نے آپ کی طرف کے ہر قابلِ جواب اشتہار کے جواب دیئے۔ الخ؛ ایجابِ اخیرہ۔

جی ہاں! کیوں نہیں۔ مرزا صاحب کی طرح آپ کے یہاں بھی "اصحاب" ہونے لگے۔ ابھی تو ابتداء ہی ہے بعدہٗ الف گرا دیجئے۔ برسات لجہ دو ماہ کیجئے "ضرور"

لیجئے ورنہ دیکھئے یہ سودا کہاں تک پہنچے گا؟ خان صاحب! الکذوب قد یصدق یہ تو آپ نے خوب ہی لکھا کہ ہر قابل جواب اشتہار کا جواب لکھا۔ اور جن کا جواب نہیں لکھا وہ بے شک آپ کے نزدیک بھی ضرور لاجواب ہیں۔ مگر جس کو آپ نے قابل جواب سمجھا ہے۔ یہ بھی آپ کی محض غلطی ہے۔ اس طرف کا کوئی رسالہ اور اشتہار بھی بفضلہ تعالیٰ قابل جواب نہیں۔ ان میں وہ پختہ باتیں لکھی گئی ہیں کہ بفضلہ تعالیٰ ایک بھی انصافاً قابل جواب نہیں سب لاجواب ہیں۔

قولہ: "مگر جناب کے مہذب عالم، مقدس متکلم مولوی مرتضیٰ حسن صاحب دیوبندی چاندپوری کے کمال شستہ دشنام نامہ۔" بریلوی چپ شاہ گرفتار" کی نسبت قطعی ممانعت کر دی جس کا آج تک ادھر والوں کو انتظار ہے۔ الجاث اخیرہ۔

خان صاحب! کچھ تو شرم سے کام لیجئے۔ اس "الجاث اخیرہ" اور "ثم اخیرہ" کو کسی سے دکھلا لیجئے آپ اس پیرانہ سالی پر ایسے فحاشں بدگو ہیں کہ اس لت کا چھوٹنا آپ سے محال ہے۔ "جناب" کو ہمیشہ "خباب" لکھتے ہو۔ یہ آپ کی تہذیب کا ادنیٰ نمونہ ہے۔ آپ کس منہ سے دوسروں پر اعتراض کرتے ہو۔ آپ اپنی بدزبانی سے توبہ کیجئے۔ پھر اس طرف سے عمداً چاہے ایک لفظ بھی خلاف طبع نہ ہو گا۔ دوسروں کے بڑوں کو کھوٹی کھوٹی گالیاں دو، پھر ان کے خدام کچھ لکھیں تو رونا شروع کر دینا یہ بھی کوئی انصاف ہے؟

خان صاحب! ابھی کیا ہے؟ ع

آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

کیا "بریلوی چپ شاہ گرفتار" ہی لاجواب ہے۔ اسی کے جواب کی نسبت آپ نے قطعی ممانعت فرما دی ہے۔ فرمائیے تو سہی۔ اسکات المعتدی، ساطع الحق، اتمام حجت،

۴: مس المهاد - ۵: انتصاف البری - ۶: رد التکفیر - ۶: نو ہزاری اشتہار -
۷: عبد الغنی کی ہوس خام - ۸: المطین اللازب علی الاسود الکاذب - ۹: قاصمۃ الظہر
فی بلند شہر - ۱۰: القسورہ علی الحمر المستنفرہ - ۱۱: رجوم المذنبین - ۱۲: الشہاب
الثاقب علی المسترق الکاذب - ۱۳: تنزیہ الالہ السبوح عن عیب کذب مقبوح
۱۴: السہیل علی الجہیل - ۱۵: احدی التسعۃ والتسعین علی الواحد من الثلاثین -
۱۶: جہد المقل - ۱۷: زجر المنازع - ۱۸: اثبات القدرۃ للکلمۃ باقامۃ الحجۃ الالہامیہ -
۱۹: ابطال الاوہام الواہیہ باثبات القدرۃ الالہیہ - وغیرہ، رجسٹریوں
اور اشتہاروں کا جواب کس نے دیا ہے اور کیا؟

فرمائیے! کچھ حیا و شرم ہے یا نہیں؟ کیا فضول بے تکی ہانک دینا اس کا نام
بھی جواب ہے؟ خیر یہ بھی سہی مگر نام تو لیجئے تب حقیقت کھلے گی۔ خان صاحب
یہ جھوٹ اور ہمارے ساتھ؟ ابھی تک آپ کے ہوش و حواس درست نہیں ہوتے
ہیں؟ ابھی تک جھوٹ سے باز نہیں آئے؟ چور کا منہ چاند سا ع

بے حیا باش ہر چہ خواہی کن

اب تذکارات کے اظہارات ملاحظہ ہوں۔

۱: آپ خوب جانتے ہیں کہ کس قدر رسائل مذکورہ وغیرہ آپ کے رد میں شائع ہوئے
اور بفضلہ تعالیٰ لاجواب رہے۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک لاجواب
رہیں گے۔

۲: آپ مناظرہ کا نام سنتے ہی بیہوش ہو گئے سوائے ہائے ہائے لا ادری کے یہ بھی نہ
کہہ سکے کہ میں مناظرہ نہ کروں گا۔

۳: "اسکات المعتدی" کے سوالات میں سے ایک کا بھی جواب نہ دیا۔ رسائل کی
رجسٹریاں گئیں واپس کی گئیں۔ "پانچ ہزار" کا اشتہار بھی دیا گیا مگر بجز اقرار

کے انکار نہ کر سکے۔

۴: جو آپ کے وکیل ہو کر گئے تھے بمقابلہ رؤسا ءعظام ان سے معاہدہ ہوا اگر آپ نے صاف ہضم کر لیا۔

۵: رؤساء عظام کے مواجہہ میں ان کے دستخطوں کے ساتھ جو معاہدہ ہوا تھا، اس معاہدہ کو تو بالکل ہضم کر گئے اور جدید مضمون کا خط لکھ کر اس کی تصدیق حضرت مولانا تھانوی صاحب دامت برکاتہم سے کرانا خلاف تمرین اور کس قدر بد دیانتی اور معاہدہ سے گریز تھا۔ اس کا جواب مولانا ممدوح کیا ارشاد فرماتے جو وکیل تھا اس نے فوراً جواب دیا۔ اگر آپ کو تامل تھا تو انھیں رؤساء سے دریافت فرما لیتے جن کو پہلے خط لکھا تھا اور جن کے ذریعہ سے معاہدہ ہوا تھا۔ جن کے دستخط اسی معاہدہ پر ہوئے ہیں۔

۶: مولوی علی رضا صاحب کے خط کا جواب رسالہ "التسہیل علی الجلیل" میں ملاحظہ ہو۔

۷: آپ نے جب ہماری رجسٹریوں کو واپس کیا تو ہم نے "پانچ ہزار کا اشتہار" دیا کہ کوئی اس کی تغلیط کرے مگر کسی میں ہمت نہ ہوئی کہ جو ایک توڑا بھی لیتا۔ لیکن سندی نعل مبارک سلامت رہے پھر روپوں کی کیا کمی، مجدد ہی جو ٹھہرے۔

۸: "انتصاف البری" کے مضامین پر "چار ہزار کا اشتہار" دیا کہ جن مضامین کفریہ کی صراحت کا دعوٰی کیا ہے ان کی صراحت بعبارت مذکورہ دکھا دو تو "چار ہزار" پیش کروں گا۔ آنکھ بند کر کے ہاتھ تو بہت پھیلائے مگر ایک بھی نہ ملا۔ فرمائیے کتنا ڈبل گریز ہے! ہمت ہے تو اب مستعد ہو جاؤ۔

۹: صاحب سیف النقی "اپنی کتاب کے خود ذمہ دار ہیں۔ وہ "النعل الاکبر" کا

آپ کو اعلان دے رہے ہیں ان کے جوابوں کا مطالبہ انہیں سے ہونا چاہیئے یا آپ کے پیر بھائی مولوی بدر الحسن صاحب سے۔ ہم اس کے ذمہ دار نہیں ہیں۔ آپ جانیں اور وہ۔ اگر وہ جھوٹے ہیں تو اغلب ہے کہ یہ کارروائی خود آپ ہی نے اپنے بھائی صاحب سے کرائی ہو گی۔ ہمارے جوابوں کا ہم سے مطالبہ کرو تب حقیقت معلوم ہو۔ مگر یہاں تو زبان ہی بالکل بند ہے۔

چپ شاہ بریلوی ہی کیوں ہوئے۔

۱۰ : الحمد لوجہ تعالےٰ حق ظاہر ہو گیا کہ کون مناظرہ پر مستعد ہوا اور کون بھاگا؟ کس نے جواب نہ دیا کس نے طلب کرنے پر بھی اپنے رسائل نہ بھیجے؟ (جس پر فرضی اور بیجا ناز ہے) کس نے رجسٹریوں کے جواب نہ دیئے؟ تمام دنیا کی تکفیر کر کے کسی سے مناظرہ نہ کیا۔ جان بچانے کے واسطے یہ کہہ دیا کہ میں تو فقط ایک ہی سے مناظرہ کے لئے تیار ہوں۔ اور کسی سے مناظرہ نہ ہو گا۔ شرم! شرم!! شرم!!!

خان صاحب! تمام دنیا کی تکفیر کر کے مناظرہ فقط ایک سے کرنا وہ بھی فقط زبانی کہنے کے لئے۔ یہ ایسا الزام ہے جس کو آپ کبھی نہیں اٹھا سکتے۔ آپ کا یہ کہنا کہ حضرت مولانا تھانوی صاحب دامت برکاتہم۔ مولانا گنگوہی قدس سرہ العزیز کے قائم مقام کئے گئے ہیں۔

اوّل تو یہ آپ کا دجل اور کذب محض ہے۔ کس نے ان کو سجادہ نشین اور قائم مقام بنایا۔؟

دوسرے اگر یہ بات صحیح بھی ہوتی تب بھی مناظرہ خاص انہیں سے کرنا اس کے کیا معنی؟

آپ نے "تحذیر الناس" میں سے عبارت ملتقط کی ایک فقرہ صفحہ ۱۴ کا دوسرا صفحہ ۲۸ کا۔ تیسرا صفحہ ۳ کا۔ پھر کوئی علامت ایسی نہیں دی جس سے

یہ معلوم ہو کہ یہ عبارت متغط یا ملخص ہے، گویا مسیلمہ کذاب کے قائم مقام بن کر یہ کہنے کا طریقہ نکال دیا کہ کوئی مسیلمہ کذاب ثانی یہ کہہ سکتا ہے کہ

ان الذین امنوا وعملوا الصالحات اولٓئک

اصحاب النار ھم فیھا خالدون ٭

قرآن میں موجود ہے۔ علی ہذا القیاس ایک آیت کہیں کی لی اور ایک کہیں کی، اور مضامین کفریہ بنا کر یہ کہہ دے کہ دیکھو قرآن میں یہ مذکور ہے۔ جیسے کہ آپ نے "تحذیر الناس" کی عبارت میں دجل کو جائز رکھا ہے، اسی طرح کوئی مسیلمہ کذاب یہ کہہ سکتا ہے یا نہیں؟ فرمائیے کذاب کون ہوا؟ یہ ہے آپ کا ایمان اور اسلام اور مجدد ہونا۔

فرمائیے مرزا صاحب کے آپ چھوٹے بھائی ہوئے یا بڑے؟

تذکارات کے تو مختصراً اظہارات ہو چکے اب استفسارات پر غور فرمائیے۔

۱: آپ پر اور آپ کے جملہ معتقدین متبعین پر جو "حسام الحرمین" اور آپ کی تصنیفات کی رُو سے کفر کا فتوےٰ ہوا ہے۔ کیا آپ اس کے اٹھانے کے لئے آمادہ ہیں؟ یا آمادہ ہو سکتے ہیں؟

۲: کیا آپ بحالت صحت نفس و ثبات عقل و نہ ہونے بدحواسی و عدم اکراہ معتقدین و عدم خوف انحراف جہال اہل بدعت کے یہ اقرار کرتے ہیں کہ سوالات "امکان المستدیٰ" اور "انتصاف الہدیٰ" اور "رد التکفیر" کے جوابات دیں گے۔ اور ان پر جو شبہات بعد کو پیدا ہوں گے ان کے بھی جواب برابر دیتے رہیں گے۔ حتیٰ کہ واضح ہو ہو جائے؟

۳: کیا آپ اسی پر اکتفاء فرمائیں گے یا "جہد المقل" اور "اثبات القدرۃ الالٰہیۃ وابطال الادلۃ الواہیہ" اور "زجر المناخ" اور "تنزیہ الالٰہ السبوح" اور

اور "رجوم المذنبین" اور "الشہاب الثاقب" اور "احدی التسعۃ والتسعین" کے بھی علی الترتیب جواب دیں گے ؟

۴۔ اگر آپ اپنا اور اپنی جماعت کا کفر تسلیم فرمالیں تو آپ کو اختیار ہے۔ پھر کچھ مطالبہ نہیں۔ ورنہ "رد التکفیر" اور "احدی التسعۃ والتسعین" کا جواب آپ کے ذمہ ہے اس سے سبکدوشی ممکن نہیں ہے۔

۵۔ میرا وکیل ہونا تو جلسہ مُراد آباد میں ہزارہا آدمیوں کے روبرو بھی حضرت مولانا تھانوی صاحب دامت برکاتہم فرما چکے ہیں اس کے علاوہ رؤسا و عظام اس کے شاہد ہیں۔ نہ اس وکالت سے آپ انکار کر سکتے ہیں اور نہ اس معاہدہ سے گریز کا الزام قیامت تک اٹھا سکتے ہیں۔ ہاں آپ یہ لکھ دیں کہ ہم نے محمد حسین صاحب کو وکیل بنا کر جلسہ دیوبند میں نہیں بھیجا تھا وہ جھوٹے ہیں۔ قصہ ختم ہے۔ یہ سب کچھ ہے مگر خاں صاحب آپ اس معاہدہ کو چھپاتے کیوں ہیں ؟ آپ نے تو اپنے خط میں معاہدہ کا ذکر ہی نہیں کیا۔ آپ نے تو ایک سماعی بات لکھی تھی وہ فولادی تحریر کیسے ہضم ہو سکتی ہے ؟

۶۔ جب بندہ وکیل ہے تو وکیل کو بے شک استحقاق ہے کہ جس لائق آپ ہیں اس کے موافق آپ سے تخاطب کر کے آپ کی تسلی کر دے۔ میرے خط کا مجھ کو جواب نہ دینا یہ بے شک آپ کا فرار ہے۔ کیا ہم کو یہ حق حاصل نہ تھا کہ محمد حسین صاحب کی وکالت کی نسبت آپ سے تصدیق کرتے ؟

مگر چونکہ جناب شیخ بشیر الدین صاحب رئیس میرٹھ نے اُن کی تصدیق فرمائی کہ یہ سچے آدمی ہیں۔ لہٰذا ہم کو یقین ہو گیا اور یقین ہے کہ ضرور آپ نے ان کو وکیل بنا کر بھیجا تھا جس کے موافق انہوں نے معاہدہ لکھا مگر چونکہ وہ معاہدہ آپ کے لئے قیامت تھا اس وجہ سے کہاں تو رکیبان لال کورتی

آپ کے شفیع بنے تھے کہاں ان کے دستخطوں کا بھی اعتبار نہیں اور معاہدہ کا مطلق ذکر ہی نہیں، گویا کچھ ہوا ہی نہیں۔

یہ تو کہو کہ مولوی محمد حسین صاحب آخر کیا طے کرا کر گئے تھے؟

۷۔ "سیف النقی" کا مصنف خود اپنی تصنیف کا ذمہ دار ہے چنانچہ "النعل الاکبر" کا اشتہار وہ آپ کو دے رہا ہے پھر اس کی نسبت کسی دوسرے سے گفتگو لاحاصل اور فضول نہیں تو اور کیا ہے؟ یا اپنے پیر بھائی جناب مولوی حکیم بدر الحسن صاحب کو لکھئے وہ جواب دیں گے۔

۸۔ "سیف النقی" اگر کسی نے اپنے مفید معنی جان کر طبع کرائی یا وہ فروخت کرتا ہے تو اس پر کیا جرم ہے؟ یا کوئی تاجر مصنف کے جوابوں کا ذمہ دار ہے؟ کیا آپ کے "اجابت اخیرہ" کا یہی حاصل ہے کہ ایسی دور از کار باتوں میں وقت ضائع کیا جائے بلند شہر کے لوگوں کا، اور یہ جواب۔ واہ ری مجددیت۔ جیسی روح ویسے فرشتے۔ خاں صاحب! کچھ تو شرم کرنی چاہئے۔

۹۔ خدائے واحد ذوالجلال والاکرام کی قسم کھا کر کہو کہ ہم نے جو کچھ لکھا ہے صحیح ہے یا غلط؟ فرمائیے مناظرہ سے آپ بھاگے یا ہم؟ آپ دنیا بھر کی تکفیر فرمائیں، اور جو کوئی مناظرہ کا مطالبہ کرے اس کو جواب نہ دیا جائے۔ یا بہت مطالبے کے بعد جواب دیا جائے تو یہ کہ میں تو ایک حضرت تھانوی صاحب دامت برکاتہم ہی سے راضی ہوں، وہی کرلیں جس طرح چاہیں کرلیں۔ خود کرلیں یا ان کا وکیل کرلے۔ مگر آپ وکیل سے بھی ناخوش ہیں وہی کرلیں اور کسی کو اجازت نہیں۔

خصم تو تمام دنیا کو بنایا مگر راضی فقط ایک ہی سے ہیں۔ کیوں جناب یہی حیا ہے یہی شرم ہے؟ مسلمانوں پر اتہام لگاؤ، تکفیر کراؤ، پھر مطالبۂ مناظرہ پر سکوت محض جواب ندارد۔ تمام مسلمان مطالبہ کریں مگر ہیچ

؎ خموشی معنی دارد کہ در گفتن نمی آید

ایک کان گونگا ایک بہرا۔ ایک آنکھ اندھی ایک کانی۔ شرم و حیا، تہذیب نہ دارد۔ دوسروں کے بڑوں کو بجائے جناب کے " خباب " بجائے جیم و نون کے "خا، باء" لکھو، پھر تہذیب کا دعوےٰ۔ مسلمان بغور ملاحظہ فرمائیں کہ ہر جگہ ہمارے اکابر کو بجائے "جناب" کے خان صاحب نے "خباب" لکھا ہے۔

یہ ہے دجالی تہذیب، رجسٹریاں واپس، خطوط ہضم، رسائل نگل کر ڈکار بھی نہ لی جائے۔ اشتہارات کا جواب نہ دارد۔ پھر مناظرہ کا دعوےٰ۔ "الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔"

جلسۂ عظیم دستار بندی دیوبند میں اپنا وکیل بنا کر محمد حسین صاحب کو بھیجو، مگر لال کورتی کو خط لکھو، انہیں کی وساطت سے ان کے دستخطوں سے معاہدہ ہو، اس کا ذکر تک بھی نہ ہو، نیا مضمون معاہدہ گھڑ کر حضرت مولانا تھانوی حفظہ اللہ تعالیٰ کے نام سے تصدیق چاہو، پھر بھی مناظرہ کا شوق ظاہر فرماؤ، آپ ہی جیسے حیادار کا کام ہے۔

اہل خورجہ اور اہل بلند شہر کے معاملہ میں تحریر طلب کریں اہل بلند شہر، اور خط لکھو تھانہ بھون! ماشاء اللہ کیا اچھا مناظرہ ہے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جو تحریر حضرات دیوبند نے اہل خورجہ کے پاس بھیجی تھی وہ یہاں نقل کر دی جائے۔ تاکہ ناظرین انصاف فرمائیں کہ یہ آپ کی تحریر بجا ہے یا بے جا! مناظرہ کی طلب ہے یا مناظرہ کے نام سے آپ کو موت نظر آتی ہے!

نقل تحریر حضرات دیوبند جو اہل خورجہ کے پاس بھیجی گئی۔

باسمہٖ تعالیٰ حامداً و مصلیاً و مسلماً

• ڈلو کا فتوےٰ منسوب بجانب حضرت مولانا مولوی حافظ رشید احمد صاحب محدث گنگوہی قدس سرہ العزیز، و بعض عبارات "تحذیر الناس" و

"براہین قاطعہ" و "حفظ الایمان" کی وجہ سے جو ہم پر اور ہمارے اساتذہ رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین پر، مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی نے الزام و اتہام توہین خداوند عالم جل علیٰ شانہ، و توہین جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کا لگا کر تکفیر کی اور کرائی ہے امور مذکورہ میں خان صاحب سے ہم تقریری مناظرہ کرنے کو بالکل مستعد و آمادہ ہیں۔

بقاعدہ مسلم خان صاحب، "الاہم فالاہم" ان مسائل کے طے ہونے کے بعد اور بھی جو ان کے اور ہمارے درمیان مسائل مختلفہ ہیں، گفتگو کیلئے آمادہ ہیں۔ خان صاحب بھی اپنی تحریر مستعدی مناظرہ کے بارے میں بھیج دیں۔ فقط۔

اگر مناظرہ کے وقت کسی کو کوئی عذر پیش آوے تو وہ اپنا وکیل باضابطہ پیش کرے گا کہ جس کا ساختہ پرداختہ علین مؤکل کا سمجھا جائے گا۔

خلیل احمد عفی عنہ بقلم خود　　بندہ محمود عفی عنہ　　اشرف علی عفی عنہ بقلم خود

○

اب ناظرین خود انصاف فرمالیں کہ خان صاحب کی تحریر بجا ہے یا بے جا؛ حق ہے یا باطل؛ اس کا جواب تو فقط اس قدر تھا کہ "میں بھی مناظرہ کے لئے طیار ہوں" یہ دور از کار باتیں جو اس خط میں بھری ہوئی ہیں ان سے کیا تعلق؟ وقت پر جو شرائط طرفین میں طے ہو جائیں اس پر فریقین کار بند ہوتے۔ غضب تو یہ ہے کہ خان صاحب اپنے خصموں کو بھی اپنا معتقد ہی سمجھ لیتے ہیں۔ اور حکم نامے بھیجتے ہیں کہ یوں ہوگا، اور یوں نہ ہوگا۔ مجھ سے یوں مناظرہ کر لو۔

آپ "رشحۂ آخیرہ" میں تحریر فرماتے ہیں۔

" یاد رہے کہ ان شرائط کے سوا کوئی بات مسموع نہ ہوگی۔ بے ان کے قبول کے اب ہم بھی آپ کی کوئی تحریر نہ لیں گے۔ تا بہ اذناب چہ رسد؟

اجی جناب! ذرہ پردہ سے تو باہر آئیے! شرائطِ مناظرہ ہی میں بات چیت ہو۔ تب بھی حقیقت معلوم ہوجائے گی۔ خدا چاہے آپ بھی فرمائیں گے کہ پہلے انکار تھا اب جس طرح چاہے کرلو۔ پہلے یہ تو فرما دیجئے کہ " ظفر الدین الطیب " وغیرہ کس شمار و قطار میں ہیں، کس کے رسائل ہیں؟ کیا اس کے مصنف آپ ہیں یا طالب مناظرہ خود ہوتے تھے؟ آپ وہ رسائل پیش فرمائیے جس کے مصنف آپ ہوں۔ پھر ہم جواب پیش کریں گے۔ مرد ہو کر بات کہو۔ تب جواب پورا ملے گا۔ گھر میں بیٹھ کر حکم لگا سنے سے کام نہیں چلتا کہ ہم سے خاص اس طرح کرو تو راضی ہوں ورنہ اور کسی طرح راضی نہ ہوں گے۔ اجی جناب خصم سے بھی تو دریافت کرلیجئے کہ وہ کس طرح کرے گا پھر فرمائیے کہ یوں کرو۔

اس کے بعد آپ دوسرا خط نقل فرماتے ہیں جس کی سرخی میں ہماری وکالت کو "ساختہ" اور معاہدہ کو "سازش" تحریر فرماتے ہیں۔ گو اس کا جواب رسالہ " بجس المهاد " میں ہوچکا ہے۔ مگر آپ کی مزید تسلی کے لئے یہاں پر اس معاہدہ کو نقل کئے دیتے ہیں۔

نقل معاھدہ

" منجانب مولوی محمد حسین صاحب بریلوی وکیل منجانب مولوی احمد رضا خاں صاحب فریقِ اوّل۔ و مولوی مرتضیٰ حسن صاحب وکیل منجانب مولوی اشرف علی صاحب فریقِ دوم۔ دربارہ امور اختلافی فریقین میں یہ امر قرار پایا کہ مباحثہ منجانب فریقین بمقام دہلی بوقتِ مقررہ جو بعد میں طے کیا جائے گا عمل میں آوے گا۔ مفصل تصریح امور متنازعہ و دیگر شرائط بذریعہ

اشخاص مقررہ جن میں دو دو منجانب ہر فریق، اور ایک سرپنچ مقبولہ فریقین مقرر کئے جائیں گے، طے کئے جائیں گے۔ ہر فریق کو اختیار ہے کہ مناظرہ خود کرے یا اپنا وکیل مقرر کرے۔ لہٰذا یہ یادداشت لکھ دی کہ سند ہو تحریری مناظرہ ہو گا شُل لکھے سند کے۔

العبد	العبد
کمترین محمد حسین عفی عنہ۔ وکیل منجانب اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی	بندہ محمد مرتضیٰ حسن عفی عنہ وکیل منجانب مولانا اشرف علی صاحب
گواہ شد گواہ شد	گواہ شد گواہ شد
وحیدالدین، عبدالغنی	یوسف، بشیرالدین انریری مجسٹریٹ۔

نقل معاہدہ محررہ جلسۂ عظیم دستار بندی دیوبند

○

ناظرین کرام! انصاف فرمائیں کہ کیسا صاف اور پختہ معاہدہ ہے جو ایسے جلیل القدر حضرات کے روبرو لکھا گیا ہے۔ کہ پہاڑ ٹل جائے مگر وہ نہیں ٹل سکتے۔ اور تماشا یہ کہ خود خان صاحب ہی نے ان رؤساء کو وسیلہ قرار دیا تھا۔ پھر انہیں کا لکھا ہوا دستخطی خاص معاہدہ، اس کو "فرضی اور سازشی" کہا جاتا ہے۔ پھر خط میں کہیں اس کا ذکر تک بھی نہیں، ایک سماعی قول بیان فرمایا جاتا ہے۔ وہ بھی مضمون معاہدہ کے بالکل خلاف۔ پچ ہے کہ "دجال" کذاب ہی ہوتا ہے۔ اس کو صدق سے کیا تعلق؟

اس کا جواب بندہ نے خان صاحب کی خدمت میں پیش کر دیا جس کو سال بھر سے زیادہ عرصہ ہو گیا۔ جواب ندارد۔ اور خدا چاہے قیامت تک لاجواب رہے گا۔ یہ ہے وہ فولادی معاہدہ جس کو آپ نہ نگل سکیں، نہ ہضم کر سکیں۔ اسی سے تو ایلاؤس ہو گیا ہے جو یہ نجاست آلودہ مضامین تحریر فرماتے ہو۔

خاں صاحب! ہم بفضلہٖ تعالیٰ آپ کی نبض کو خوب پہچانتے ہیں۔ ہم سے اور چالاکی؟ وہ دن گئے جو لوگ آپ کے دھوکوں میں آگئے تھے۔ مکر و حیلہ چھوڑیئے، پہلے اپنا اسلام و ایمان ثابت کیجئے۔ بشرطیکہ آپ اپنے نزدیک مسلمان ہوں۔ اور اپنا اسلام و ایمان پیارا ہو۔ اور اگر ایمان ہی نہیں تو خیر۔ اس کا صاف اعلان کر دیجئے۔ ایمان و کفر کا معاملہ ہے کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ ورنہ اس میں سکوت آپ کے کفر کا اقرار سمجھا جائے گا۔ بعدہٗ جو الزامات "حسام الحرمین" میں آپ نے لگا کر تکفیر کرائی ہے اس پر بشرائط "انتصاف البری" گفتگو کر لیجئے۔ جب آپ کو اب وکالت منظور نہیں تو بہت اچھا ہم کو بھی وکالت منظور نہیں۔ ہم بھی آپ ہی سے گفتگو کریں گے۔ اگر کچھ ایمان، اسلام، علم، دیانت ہے تو مستعد ہو جاؤ۔ ورنہ فضول غائیں غائیں کرنے سے کیا فائدہ؟

الحمد للہ تعالیٰ کہ حق اہل حق و انصاف پر واضح ہو گیا ہے۔ آپ کے گھر کا مطبع ہے کمانے کے طرق متعددہ ہیں جو چاہے لکھئے۔ مگر یاد رہے کہ اب مسلمان آپ کے مکر سے خبردار ہو گئے ہیں۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد و آلہ و صحبہ اجمعین ۔

○

خاں صاحب! آپ کو بشارت ہو کہ "قطع الوتین من تقول علی الصالحین" بھی جناب حاضر خدمت ہوتا ہے۔ جس میں واقعی قطع وتین ہی کر دیا ہے۔ حضرت مولانا مولوی محمد قاسم صاحب حجۃ الاسلام۔ و حضرت مولانا مولوی رشید احمد صاحب رشید الاسلام نور اللہ تعالیٰ مرقدہما کی تحریر۔ اور جناب مولانا مولوی خلیل احمد صاحب، و جناب

مولانا مولوی اشرف علی صاحب دامت برکاتہم ۔ و حضرات مدرسین و مہتممین مدرسہ عربیہ دیوبند کے فتوے مہری اس میں مطبوع ہیں ۔ کہ خان صاحب نے " حسام الحرمین " کے اندر جو ہم لوگوں پر اتہام کفر برپا کیا ہے ہم اس سے بری اور پاک ہیں۔

فرمایئے ! اب آپ کیا کریں گے ؟ یہ حضرات تو بری ہو گئے ۔ مسلمان ہو تو اپنا اسلام بھی ثابت کر دو ، ورنہ اقراری کفر ثابت ہو جائے گا ۔ خان صاحب ! مضمون بدلا ہوگا تو آپ کیا لکھیں گے ؟ گالیاں لکھنے سے توبہ فرمایئے ۔ اور ٹھکانے سے جواب دیجئے ہم تہذیب سے ایسے گفتگو کریں گے کہ اس کو بھی خلقت دیکھے گی ۔ ذرا مضامین کے میدان میں قدم رکھئے ۔ تب آپ کی قابلیت مجددیت سب اچھی طرح ظاہر ہو جائے گی ۔ گو حق اب بھی اہل حق پر واضح ہو گیا ہے ۔

العارض

بندہ محمد مرتضیٰ حسن چاندپوری

مدرس مدرسہ عالیہ عربیہ حنفیہ دیوبند

قطع الوتین

ممن تقوّل علی الصالحین

الملقب بـ

قطع اللسان من الخان الخوّان

تالیف

رئیس المناظرین حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن چاندپوری

ناظم تعلیمات و شعبہ تبلیغ دار العلوم دیوبند

خلیفہ مجاز حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی

انجمن دعوتِ اہلسنت وجماعت

إِنَّ اللّٰهَ يُدَافِعُ عَنِ الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُورٍ

الحمد للہ تعالیٰ کہ خان خواں کے اتہامات جو اہلِ ایمان پر تھے اس نے اپنے فضل و کرم سے رفع فرما دیئے اور نصرتِ مظلوم کا وعدہ پورا ہو گیا۔ اہلِ ایمان کو خرسند اور اہلِ بدعت کو مرنے سے پہلے مردہ کرنے والا رسالہ ہدایت کا مقالہ "حمایت المحسنین عن غوایات المبتدعین" یعنی

قطعُ الوتین ممن تقوَّل علی الصالحین

الملقب بہ

قطعُ اللسان من الخان الخوان

مصنفہ ابن شیر خدا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ۔ جس میں مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی کے اتہامات کی جڑ ہی کاٹ دی۔ خان صاحب نے جو حسام الحرمین کے اندر حضرت مولانا مولوی محمد قاسم صاحب حجۃ الاسلام اور حضرت مولانا مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی رشید الاسلام قدس سرہما۔ اور مولانا مولوی خلیل احمد صاحب و مولانا مولوی اشرف علی صاحب دامت برکاتہما پر اتہامات لگائے تھے اور مضامین کفریہ منسوب کئے تھے، حضرات موصوفین ہی کے کلام سے یہ ثابت کر دیا کہ یہ مقدس حضرات ان کفریات سے بالکل بری ہیں۔ خانصاحب نے اہلِ حرمین شریفین کو دھوکہ دے کر فتویٰ تکفیر حاصل کیا تھا۔ اب خانصاحب اگر سچے ہیں تو یہ شائع کر دیں کہ تکفیر محض غلط اور دھوکہ دہی تھی۔ مگر ان سے یہ ناممکن ہے۔ اب متقدین کو یہی فرمائیں گے کہ مخالفین کے رسائل مت دیکھو، بات نہ کرو ورنہ کافر ہو جاؤ گے۔ اور ہم کہتے ہیں کہ خانصاحب کے رسائل خوب دیکھو ان کا بطلان خوب واضح ہو جائے گا۔

الحق یعلو و لا یعلیٰ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

"اعلام لبرائۃ الاعلام" : حضرات اہل اسلام ! ان سطور کو بغور ملاحظہ فرمائیں۔ مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی اور ان کے مخالفین میں یہ ایک بہت بڑا فیصلہ ہے۔ جس سے حضرات دیوبند کی برأت الزامات کفریہ سے جن کو خان صاحب نے "حسام الحرمین" میں تراشا تھا، اس طریقہ سے ثابت ہوتی ہے کہ مخالف سے مخالف بھی انشاء اللہ تعالےٰ چون وچرا نہ کر سکے اور جناب خان صاحب کا عمر بھر کا اندوختہ ایک ہی رسالہ میں سوختہ ہو جائے۔

بات یہ ہے کہ جب خان صاحب کو تمام امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ کی تکفیر کا شوق ہوا اور ہند میں خان صاحب اہل علم میں شمار تھے نہ ان کے فتوائے تکفیر کی کوئی عزت و وقعت ہو سکتی تھی۔ کیوں کہ خان صاحب کا کسی کو کافر کہہ دینا ایسا ہی تھا جیسے لڑکے کھیل میں اگر کسی سے ناراض ہوئے تو چٹ یاری کٹ کر دی۔ ایسے ہی خان صاحب کو جہاں کسی شخص سے کوئی خلاف پیش آیا کسی نہ کسی طرح سے اس پر کفر کا فتوے دے دینا ضروری امر تھا۔ اس وجہ سے جناب خان صاحب نے اس پیرانہ سالی اور ضعف کی حالت میں سفر عرب کیا۔ جس میں طرح طرح کی تکالیف اور صرف مالی گوارہ فرمایا۔ حرمین شریفین کے پاک نفس علماء اُن کو اس کا کیسے خیال آ سکتا تھا کہ حرمین شریفین کا سفر بھی کوئی مسلمان اس ناپاک غرض سے کر سکتا ہے ؛ جناب خان صاحب نے سوالات فرمائے۔

چونکہ جواب سوال کے مطابق ہوتا ہے، ان حضرات نے سوالات کے مطابق
جوابات دیئے اور یہ لکھ دیا کہ یہ عقائد کفریہ ہیں۔ اگر حضرت مولانا محمد قاسم صاحب
نانوتوی و مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہما اور جناب مولانا مولوی خلیل احمد
صاحب انبھٹوی و جناب مولانا مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کے یہ عقائد
ہیں تو بے شک کافر ہیں۔ لیکن جب اصل واقعہ کی اطلاع ہوئی تو بعض حضرات علماء
مدینہ طیبہ نے حضرات علماء دیوبند سے دریافت فرمایا کہ ان مسائل میں آپ صاحبوں
کا کیا عقیدہ ہے؟ یہاں سے صاف صاف عقائد لکھ کر بھیج دیئے۔

تب حضرات علماء کرام ساکنان بلد حرام و مجاورین حرم سید الانام علیہ التحیۃ
والسلام و علمائے شام و دمشق و مصر نے لکھ دیا کہ واقعی یہ عقائد اہل سنت والجماعت
کے ہیں۔ ان عقائد کی وجہ سے نہ کوئی شخص اسلام سے خارج ہو سکتا ہے نہ اہلسنت
والجماعت سے۔ نہ ایسا شخص بدعتی ہے نہ وہابی۔ گو بعض حضرات نے بعض مسائل میں
اختلاف بھی کیا جیسا کہ علماء میں اختلاف ہوا کرتا ہے۔ تاہم یہ صاف تحریر فرما دیا کہ یہ
عقائد اہلسنت والجماعت کے ہیں نہ وہابیہ وغیرہ کے، جو فرقہ اہلسنت والجماعت سے
خارج ہیں۔

جب اس فتوے کی جناب خان صاحب کو خبر ہوئی تو ہوش و حواس جاتے رہے
وہ تمام سفر کی تکلیف اور صرف مال کثیر سب فضول و رائیگاں ہو گیا۔ اور آئندہ کیلئے
تمام عمر کو علماء حرمین شریفین سے بھی دست بردار ہوتے۔ کیونکہ خان صاحب کا حکم یہ
ہے کہ جن کو وہ کافر کہتے ہیں۔ اس کو اگر کوئی کافر نہ کہے یا کافر کہنے میں شک کرے،
تامل و تردد بھی کرے وہ بھی کافر قطعی ہے۔ اور اب علماء حرمین شریفین اور علماء مصر و
شام و دمشق، حضرات علماء دیوبند کو مسلمان اہل سنت والجماعت فرما رہے ہیں۔ تو
خان صاحب کے فتوے کے موافق العیاذ باللہ وہ سب کے سب کافر مرتد ملعون ہوگئے۔

پھر اب ان سے فتوے کیسے دریافت کریں گے ؟

تو ہم کو یہ خوف ہوا کہ چونکہ اس رسالہ کے شائع ہونے کا دن خان صاحب کے لئے قیامت کبریٰ سے کم نہ ہو گا (چنانچہ بدحواسی میں آن کر ایک خط اپنے صاحبزادہ حامد رضا خان کے نام سے بعنوان " مکہ مکرمہ کا تازہ خط " چھاپ بھی دیا جو اور مضر ہوا۔ اور لوگوں کو معلوم ہو گیا کہ ضرور مولانا مولوی خلیل احمد صاحب کے رسالہ پر حضرات علمائے مکہ مکرمہ نے دستخط فرمائے، اور خان صاحب کے ہم خیال ہندیوں نے ان کو رد کیا۔ جس کا قدرے حال " فصل الخطاب " میں لکھا گیا ہے) کہیں ایسا نہ ہو کہ خان صاحب رسالہ شائع ہونے سے پہلے ہی سفر آخرت کا تہیہ فرمالیں۔ اور ہمارے مشورہ پر عمل کرلیں کہ اب نفع آپ کے مرنے ہی میں ہے۔ کیونکہ کفریات سے توبہ کی تو آپ سے امید نہیں۔ مناظرہ کی طاقت نہیں۔ اور اگر مناظرہ ہوا تو خدا چاہے چاروں شانے چت نظر آویں گے۔ تو اب زندگی میں بجز ذلت کے اور کچھ حاصل نہیں۔

مگر یہ ضرور ہے کہ سفر آخرت بھی کسی بڑی پالیسی پر مبنی ہو گا۔ جس میں غالباً ہمارے ساتھ اب علماء حرمین شریفین بھی ضرور شامل ہوں گے۔ اس وجہ سے یہ تحریر ہم شائع کرتے ہیں کہ خان صاحب کفن میں اس کو بھی شامل لیتے جائیں۔ اور ایسی تدبیر کریں کہ گو یہ لوگ کیسے ہی کفر سے اپنی بریت کریں مگر نہیں۔ ان کو تو کسی نہ کسی طرح ضرور کافر بنایا جاوے۔ اگر سلسلہ نبوی کے موافق کافر نہیں ہو سکتے تو بدعتی سلسلہ سے ضرور ہی ان کو خارج کر دیا جائے۔

اور نیز چونکہ خان صاحب کی طرف سے یہ بھی شور تھا کہ اگر ان حضرات کے یہ عقائد کفریہ نہیں ہیں تو کیوں نہیں شائع کر دیتے کہ ہمارے یہ عقائد نہیں، ہم ان عقائد کو کفریہ جانتے ہیں۔

گو اس اعلان کی ضرورت نہ تھی جس کی تفصیل " تزکیۃ الخواطر عما القی فی امنیۃ الاکابر "

میں بیان کی گئی ہے۔ اور " انتصاف البری " اس وجہ سے لکھا تھا کہ اگر خان صاحب میں ہمت ہے تو ان مضامین کفریہ کو عبارات معہودہ سے ثابت فرمائیں۔ مگر تجربے سے معلوم ہو گیا کہ خان صاحب کیا ان کی تمام جماعت مل کر بھی اس کو ثابت نہ کر سکی۔

اور نیز چونکہ ہم خان صاحب کی تمام بے جا حجتوں کو طے کرنا چاہتے ہیں اس وجہ سے دونوں حضرات قدس اسرارہما کی عبارات تو " تحذیر الناس " و " مناظرہ عجیبہ " اور " فتاوی رشیدیہ " مطبوعہ کی نقل کرتے ہیں۔ اور جو حضرات بقید حیات ہیں ان کے اصلی فتووں کی بقدر ضرورت عبارت نقل کر کے " قطع الوتین " ہی کئے دیتے ہیں۔ کہ پھر کوئی بات ہی باقی نہ رہے۔

اب اہل اسلام ملاحظہ فرمائیں۔ کہ عالی جناب مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی نے حضرت قاسم العلوم والخیرات حجۃ اللہ تعالیٰ فی العالم حضرت مولانا مولوی حافظ الحاج محمد قاسم صاحب نانوتوی قدس سرہ العزیز پر یہ اتہام لگایا ہے کہ حضرت مولانا مرحوم نے رسالہ " تحذیر الناس " میں جناب سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خاتم زمانی ہونے سے انکار کیا۔ اور آپ کو سب سے پچھلا نبی نہ مانا۔

حالانکہ حضرت مولانا مرحوم " تحذیر الناس " ہی کے صفحہ ۱۰ سطر ۳ میں فرماتے ہیں کہ

" سو اگر اطلاق اور عموم ہے تب تو ثبوت خاتمیت زمانی ظاہر ہے۔ ورنہ تسلیم لزوم خاتمیت زمانی بدلالت التزامی ضرور ثابت ہے۔ ادھر تصریحات نبوی مثل انت منی بمنزلة هارون من موسٰی الا انه لا نبی بعدی او کما قال۔ جو بظاہر بطرز مذکور اسی لفظ خاتم النبیین سے ماخوذ ہے اس باب میں کافی۔ کیوں کہ یہ مضمون درجہ تواتر کو پہنچ گیا ہے۔ پھر اس پر اجماع بھی منعقد ہو گیا۔ گو الفاظ مذکور بسند متواتر

منقول: ہوں۔ سو یہ عدم تواتر الفاظ باوجود تواتر معنوی یہاں ایسا ہی ہوگا جیسا تواتر اعداد رکعات فرائض و وتر وغیرہ۔ باوجودیکہ الفاظ مشیر تعداد رکعات متواتر نہیں جیسا اس کا منکر کافر ہے ایسا ہی اس کا منکر بھی کافر ہوگا۔" انتہی۔ کلامہ الشریف۔

مسلمان خیال فرمالیں کہ حضرت مولانا نانوتوی قدس سرہ العزیز خاتمیت زمانی کو قرآن سے بدلالت مطابقی و التزامی، پھر حدیث متواتر المعنی، پھر اجماع سے ثابت فرماکر جو منکر خاتم زمانی ہو اس کو کافر فرمارہے ہیں۔ لیکن خان صاحب باوجود اس اقرار صریح کے انکار کا الزام لگا کر حضرت مولانا ہی کو نہیں بلکہ جو ان کو کافر نہ کہے اس کو بھی کافر کہتے ہیں۔

مسلمانو! ملاحظہ فرمایا۔ ختم زمانی کا اس سے زیادہ کیا اقرار ہوگا کہ اس کے منکر کو کافر کہتے ہیں۔ مگر خان صاحب فرماتے ہیں کہ نہیں یہ تو ختم زمانی کا انکار ہے، ان کو ضرور کافر کہو۔

علاوہ اس عبارت "تحذیر الناس" کے ملاحظہ ہوں عبارات "مناظرۂ عجیبہ" کی جو اسی "تحذیر الناس" کے متعلق بعض علماء سے گفتگو ہوئی ہے۔ حضرت مولانا ممدوح رحمہ اللہ تعالیٰ مضمحہ فرماتے ہیں۔

(۱) صفحہ ۳۹ سطر ۸۔ "مولانا! حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت زمانی تو سب کے نزدیک مسلم ہے۔ اور یہ بھی سب کے نزدیک مسلم ہے کہ آپ اوّل المخلوقات ہیں۔" انتہی۔

(۲) پھر اسی کتاب کے صفحہ ۷۰، سطر ۹، پر فرماتے ہیں۔

"مولانا! خاتمیت زمانی کی میں نے تو توجیہ اور تائید کی ہے تغلیط تو نہیں کی۔ مگر ہاں آپ گوشۂ عنایت و توجہ سے دیکھتے ہی نہیں تو میں کیا کروں؟

۳ : پھر اور ملاحظہ ہو صفحہ ۹ ۳، سطر ۱۳ :

" مولانا! معلوم نہیں یہ اعتراض ہے یا عتاب ہے اعتراض کی تو کوئی بات اس میں سے نہ نکلی۔ اگر نکلا تو غیظ و غضب ہی نکلا۔ مولانا! خاتمیت زمانی اپنا دین ایمان ہے ناحق کی تہمت کا البتہ کچھ علاج نہیں۔ سو اگر ایسی باتیں جائز ہوں تو ہمارے منہ میں بھی زبان ہے "

۴ : پھر اس " مناظرہ عجیبہ " کے صفحہ ۴۴، سطر ۱۵، پر فرماتے ہیں۔

" اپنے اعتقاد کا حال تو اول " تحذیر " میں عرض کر چکا تھا۔ جس میں سے تقریر ثانی کے موافق خاتمیت زمانی علی الاطلاق بجملہ مدلولات مطابقی لفظ خاتم ہو جائے گی "

۵ : پھر صفحہ ۵۰، سطر ۱، پر تحریر فرماتے ہیں۔

" بلکہ اس سے بڑھ کر لیجئے صفحہ نہم کی سطر دہم سے لے کر صفحہ یازدہم کی سطر پنجم تک وہ تقریر لکھی ہے جس سے خاتمیت زمانی اور خاتمیت مکانی اور خاتمیت مرتبی تینوں بدلالت مطابقی ثابت ہو جائیں۔ اور اسی تقریر کو اپنا مختار قرار دیا ہے۔ چنانچہ شروع تقریر سے واضح ہے "

۶ : پھر اسی صفحہ کی سطر ۳، پر فرماتے ہیں۔

" سو پہلی صورت میں تو تاخر زمانی بدلالت التزامی ثابت ہے۔ اور دلالت التزامی اگر دربارۂ توجیہ الی المطلوب دلالت مطابقی سے کمتر ہو مگر بوجہ دلالت ثبوت اور دل نشینی میں مدلول التزامی مدلول مطابقی سے زیادہ ہوتا ہے۔ اس لئے کہ کسی چیز کی خبر تحقیق اس کے برابر نہیں ہو سکتی کہ اس کی وجہ اور علت بھی بیان کی جائے "

پھر اسی صفحہ کی سطر ۱۰ پر یوں رقم فرماتے ہیں۔

" خیر بات کہیں جا پڑی۔ حاصل مطلب یہ ہے کہ خاتمیت زمانی سے مجھ کو انکار نہیں، بلکہ یوں کہیئے کہ منکروں کے لئے گنجائش انکار نہ چھوڑی۔ فضیلت کا اقرار ہے بلکہ اقرار کرنے والوں کے پاؤں جما دیئے۔ اور نبیوں پر ایمان ہے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر کسی کو نہیں سمجھتا۔"

۸ : اور اسی کتاب کے صفحہ ۳۸، سطر ۱۲، پر فرماتے ہیں۔

" مگر معلوم نہیں کہ ان معنوں کو مولانا مخالف اجماع کیوں کر سمجھتے ہیں۔ اجی حضرت! مخالفت تو جب ہوتی جب کہ معارض معنی آخریت زمانی ہوتا۔ معنی مختار احقر تو مثبت خاتمیت زمانی ہیں معارض ہونا کجا۔ اگر امر مجمع علیہ کو تسلیم کر کے کوئی نکتہ زائد کہنا بدعت ہے تو میں کیا تمام مفسرین اور حضرات صوفیائے کرام مبتدع ہوں گے۔"

۹ : اخیر میں اسی کتاب کے صفحہ ۴۳، سطر ۱۰، پر ارشاد فرماتے ہیں۔

" امتناع بالغیر میں کسے کلام ہے؛ اپنا دین و ایمان ہے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی اور نبی کے ہونے کا احتمال نہیں جو اس میں تأمل کرے اس کو کافر سمجھتا ہوں۔"

مسلمانو!

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ حضرت مولانا ممدوح علیہ رحمۃ الملک السبوح کیسی صاف عبارات میں "ختم زمانی" کا اقرار فرماتے ہیں اور "منکر ختم زمانی" کو کافر، خارج از اسلام تحریر فرماتے ہیں۔ مگر خان صاحب کی ایمان داری اور حیا، اور امانت قابل ملاحظہ ہے کہ حضرت ممدوح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نسبت اپنے رسالہ "جزاء اللہ عدوہ" میں صفحہ ۴۲ پر فرماتے ہیں۔

" جس میں آج کل کے بعض ضُلّال قاسمان کفر و ضلال نے تحریف معنوی کی اور معاذ اللہ حضور کے بعد اور نبوتوں کی نیو جمانے کو خاتمیت بمعنی نبوت بالذات لئے۔ یعنی معنی خاتم النبیین صرف اس قدر ہیں کہ حضور اقدس

صلی اللہ علیہ وسلم نبی بالذات ہیں اور انبیاء نبی بالعرض۔ باقی زمانہ میں تمام انبیاء کے بعد ہونا حضور کے بعد اور کسی کو نبوت ملنا ممتنع ہونا یہ معنی ختم نبوت نہیں۔ اور صاف لکھ دیا کہ حضور کے بعد بھی کسی کو نبوت مل جائے تو ختم نبوت کے اصلاً منافی نہیں" انتہٰی بلفظہ الخبیث۔

مسلمانو! آپ ہی حضرات ملاحظہ فرمائیں کہ کس قدر کذب خالص اور بہتان صریح ہے۔ یہ ہے "مجدد مائۃ حاضرہ" اور "صاحب حجۃ قاہرہ"۔

آپ نے عبارات "تحذیر الناس" و "مناظرۂ عجیبہ" کو ابھی ملاحظہ فرمایا ہے۔ کیا ان میں خاتمیت زمانی کا ثبوت بدلائل عقلیہ و نقلیہ نہیں بیان فرمایا؟ کیا منکر کو کافر نہیں کہا؟ کیا آپ کے بعد نبی ہونے کو ممتنع نہیں فرمایا؟ کیا خاتمیت بالذات کے ساتھ خاتمیت مرتبی اور خاتمیت زمانی کو ثابت نہیں فرمایا؟ کیا اسی کو اپنا مذہب و دین سلسلام نہیں کہا؟ پھر بھی یہ جھوٹوں کا مجدد کس ڈھٹائی سے لکھتا ہے، اس کا انصاف دنیا میں اہل اسلام کے ہاتھ ہے، اور آخرت میں ان شاء اللہ تعالیٰ فیصلہ ہو کر ہی رہے گا۔

پھر اسی رسالہ کے صفحہ ۸۵ پر لکھتا ہے۔

"مگر یہ ضال مضل محرف قرآن مغیر ایمان ہے۔ کہ نہ ملائکہ کی سنی، نہ انبیاء کی، نہ مصطفیٰ کی مانی، نہ ان کے خدا کی، سب طرف سے ایک کان گونگا ایک بہرا۔ ایک دیدہ اندھا ایک پھوٹا، اپنی ہی ہانک لگائے جاتا ہے کہ سب ناسمجھی کے اوہام، خیالات عوام ہیں۔ آخر الانبیاء ہونے میں فضیلت ہی کیا ہے" انتہٰی بلفظہ الملعون۔

مجدد صاحب کی عبارت تو ملاحظہ فرمائیے۔ پھر خود اور ان کے معتقد ہم کو بدزبان کہتے ہیں۔ شرم نہیں آتی۔ یہ کتاب ۱۳۱۷ھ کی چھپی ہوئی ہے۔ فرمائیے تو سہی یہ الفاظ خبیثہ کس کے جواب میں لکھے ہیں؟ ہم نے اس بدزبان کو کیا کہا تھا؟ جس کے بدلہ میں اس نے یہ نجاست ظاہر کی؟

کون شخص ہے جس کے بڑوں کو بلا وجہ ایسے خبیث الفاظ لکھے جائیں اور وہ کچھ بھی نہ کہے؟

معلوم ہوتا ہے کہ آپ مجدد ہی نہیں ماشاءاللہ میلے بھی ہیں۔ اگر اس عبارت کی جگہ دیدہ کسوں، گوڈوں کسوں قسم کھا کر بیان فرماتے تو اور اچھا ہوتا بشرم نہیں آتی گھر میں بیٹھ بیٹھ کر ناک پر ہاتھ رکھ کر مٹک مٹک کر میلیوں کی طرح لکھنا تو آتا ہے مگر "انصاف البری" اور "نوہزاری اشتہار" میں جو دریافت کیا گیا کہ یہ کہاں لکھا ہے؟ تو سب مر گئے ایک نے بھی جواب نہ دیا۔ گھر والے کی قسم کھا کر کہیں جواب دیا، یا اب دیں گے، یا دے سکتے ہیں؟ جھوٹے پر خدا کی لعنت۔

اہل اللہ پر یہ جھوٹ، سچ ہے الفقر سواد الوجہ فی الدارین ہاں ہاں جبھی آپنے کو "فقیر احمد رضا" لکھتے ہیں۔ یہی معنی مراد ہوں گے۔

خیر اب تو مخاطب اہل اسلام ہیں۔ حضرات! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ حضرت مولانا ممدوح رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کا ختم زمانی سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کیا اعتقاد ہے؟ اور کیا تحریر فرماتے ہیں؟ یہ رسائل چھپے ہوئے قریب تیس چالیس سال کے ہوگئے ہیں۔ باوجود ان صاف صریح عبارتوں کے، خان صاحب آنکھ بند کر کے جو دل میں آتا ہے لکھتے چلے جاتے ہیں۔ نہ خوف خدا ہے، نہ خلق اللہ سے شرم ہے۔

تعجب یہ ہے کہ اس رسالہ "جزاءاللہ عدوہٗ" کے آخر میں علماء دیوبند اور گنگوہ کا فتوے بھی نقل کیا ہے کہ "جو منکر ختم زمانی ہو وہ کافر ہے" اور پھر حضرت ممدوح پر یہ الزام بھی لگا دیا ع

چہ دلاور ست دزدے کہ بکف چراغ دارد

اگر حضرت مولانا ممدوح معاذاللہ معاذاللہ "ختم زمانی" کے منکر ہوتے تو حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرات علماء دیوبند منکر کی تکفیر کیسے کرتے؟

یہ ہے خان صاحب کی دیانت اور افترا اور بہتان۔ العیاذ باللہ آجکل تو کھلے کافر بھی ایسی حرکات کرنے سے شرماتے ہیں، مگر مجدد صاحب ہیں کہ اسی کو کمال جانتے ہیں اور اسی پر فخر کرتے ہیں۔

خان صاحب بریلوی نے حضرت مولانا مولوی حافظ الحاج رشید احمد صاحب رشید الحق والملت والدین قدست اسرارہم پر یہ الزام لگایا کہ جو کوئی شخص خدا کو جھوٹا کہے اور تصریح کرے کہ اللہ تعالٰے نے جھوٹ بولا اور یہ عیب اس سے صادر ہوا، معاذ اللہ تعالٰے معاذ اللہ تعالٰے تو اسے کافر تو بالائے طاق فاسق بھی نہ کہو۔ ۱۲

حالانکہ حضرت مولانا موصوف رہ کا فتوٰے اسی بارہ میں "فتاوٰے رشیدیہ" حصہ اول کے صفحہ ۱۱۹ پر چھپا ہوا ہے۔

"ذات پاک حق تعالٰے جل جلالہٗ کی پاک و منزہ ہے اس سے کہ متصف بصفت کذب کیا جائے۔ معاذ اللہ تعالٰے اس کے کلام میں ہرگز ہرگز شائبہ کذب کا نہیں ہے۔ قال اللہ تعالٰی وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا۔ جو شخص حق تعالٰے کی نسبت یہ عقیدہ رکھے یا زبان سے کہے کہ وہ کذب بولتا ہے وہ قطعاً کافر ملعون ہے۔ اور مخالف قرآن و حدیث کا اور اجماع امت کا ہے۔ وہ ہرگز مومن نہیں تعالٰی اللّٰهُ عَمَّا يَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ عُلُوًّا كَبِيْرًا" انتہٰی کلامہ الشریف

یہ فتوٰے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک کا لکھا ہوا ابھی موجود ہے اور حضرت ممدوح کے زمانہ حیات میں دہلی بھی ایک مرتبہ چھپا ہے۔ اور وصال سے چند روز قبل جب بندہ کو دربھنگہ میں یہ افترا معلوم ہوا تو عریضہ لکھ کر دریافت کیا تو حضرت ممدوح رحمۃ اللہ علیہ نے صاف تحریر فرمادیا کہ یہ نسبت میری طرف غلط ہے۔ وہ کرامت نامہ بھی محفوظ ہے۔

مسلمانو! خدا کے لئے انصاف فرماؤ۔ جو شخص خداوند عالم جل جلالہ کے جھوٹ سے متصف ہونے کے عقیدہ کو کفر قطعی اور مخالف قرآن و حدیث و اجماع امت بتلائے اور اس خبیث عقیدہ کے معتقد ہی کو نہیں بلکہ جو زبان سے کہے اس کو بھی کافر ملعون، مخالف قرآن و حدیث و اجماع امت کہے اور یہ کہ وہ مومن ہرگز نہیں۔ اس پر خان صاحب کا یہ اتہام کہ "وہ خدا کی نسبت کذب بالفعل کا قائل ہے جو خدا کو معاذ اللہ یوں کہے کہ وہ جھوٹا ہے یہ عیب اس سے صادر ہوتا ہے وہ کافر کیا فاسق بھی نہیں" کس قدر صریح بہتان ہے۔ آپ نے ملاحظہ فرمایا یہ ہے خان صاحب کا تدین اور یہ ہے "حسام الحرمین" کی حقیقت۔ قیامت ضرور قائم ہوگی اور ذرہ ذرہ کا حساب ہوگا۔

اب جو استفتاء حضرت مولانا مولوی حافظ الحاج خلیل احمد صاحب دامت فیوضہم سے کیا گیا ہے اس کو اور اس کے جواب کی عبارت کو بھی ملاحظہ فرمائیے۔

خان صاحب بریلوی نے جو حضرت مولانا موصوف پر یہ الزام قائم فرمایا ہے کہ

"وہ علم ابلیس لعین کو علم سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کہتے ہیں اور اس کی "براہین قاطعہ" میں تصریح کی"

بندہ نے اس بارہ میں حضرت مولانا موصوف سے استفتاء کیا ہے جو بعینہ مع بعض عبارات جواب کے منقول ہے۔ اہل اسلام ملاحظہ فرمائیں اور خان صاحب کی مجددیت کی داد دیں۔

نقل استفتاء

بخدمت شریف مخدوم مکرم جناب مولانا مولوی خلیل احمد صاحب مدرس اول مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور ساکن انبہٹہ دامت برکاتہم۔

بعد عرض تحیۃ ماثورہ عرض ہے۔ مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی "حسام الحرمین" میں آپ کی نسبت تحریر فرماتے ہیں کہ آپ نے کتاب

"براہین قاطعہ" میں تصریح کی کہ "ابلیس کا علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے"؟ امور ذیل دریافت طلب ہیں۔

۱: کیا اس مضمون کی آپ نے "براہین قاطعہ" یا کسی دوسری کتاب میں تصریح فرمائی ہے؟

۲: اگر تصریح نہیں تو بطریق لزوم کے اشارۃً، کنایۃً بھی یہ مضمون آپ کی عبارت سے مفہوم ہوتا ہے یا نہیں؟

۳: اگر یہ مضمون صراحۃً مفہوم نہیں ہوتا اور لزوماً مفہوم ہوتا ہے تو یہ معنی آپ نے مراد لئے ہیں یا نہیں؟

۴: اگر یہ مضمون آپ نے نہ صراحۃً بیان فرمایا نہ اشارۃً وکنایۃً آپ کے کلام کو لازم، نہ آپ کی مراد تو جو شخص ایسا اعتقاد رکھے یا کہے کہ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم سے ابلیس کا علم زیادہ ہے، اس کو آپ مسلمان جانتے ہیں یا کافر؟

۵: جس عبارت کو خان صاحب "براہین" سے نقل کرتے ہیں اور اس مضمون مذکور کو اس کا مفاد صریح بیان کرتے ہیں، اس عبارت کا صحیح مطلب کیا ہے؟

بینوا توجروا۔

بندہ محمد مرتضیٰ حسن عفی عنہ

ملخص عبارات جواب

حضرت مولانا خلیل احمد صاحب مدت فیوضہم العالیہ

الجواب ومنہ الوصول الی الصواب

مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی نے جو بندہ پر یہ الزام لگایا ہے بالکل بے اصل اور لغو ہے۔ میں اور میرے اساتذہ ایسے شخص کو کافر و مرتد و ملعون جانتے ہیں جو شیطان علیہ اللعن کیا کسی مخلوق کو بھی جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے علم میں زیادہ کہے۔ چنانچہ "براہین" کے صفحہ ۷، میں یہ عبارت موجود ہے۔

"پس کوئی ادنیٰ مسلم بھی فخر عالم علیہ الصلوٰۃ کے تقرب شرف کمالات میں کسی کو مماثل آپ کا نہیں جانتا"۔ انتہیٰ

خان صاحب بریلوی نے مجھ پر یہ محض اتہام لگایا ہے اس کا حساب روز جزا ہو گا۔ یہ کفر یہ مضمون کہ "شیطان علیہ اللعن کا علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ ہے" براہین کی کسی عبارت میں نہ صراحۃً ہے نہ کنایۃً۔

غرض خان صاحب بریلوی نے یہ محض اتہام اور کذب خالص بندہ کی طرف منسوب کیا ہے۔ مجھ کو تو مدت العمر کبھی وسوسہ بھی اس کا نہیں ہوا کہ شیطان کیا کوئی ولی فرشتہ بھی آپ کے علوم کی برابری کر سکے چہ جائیکہ علم میں زیادہ ہو۔ یہ عقیدہ جو خان صاحب نے بندہ کی طرف منسوب کیا ہے کفر خالص ہے۔ اس کا مطالبہ خان صاحب سے روز جزا ہو گا۔ میں اس سے بالکل بری ہوں اور پاک۔ وکفیٰ باللہ شہیدا۔

اہل اسلام عبارات براہین کو بغور ملاحظہ فرمائیں۔ مطلب صاف اور واضح ہے۔

حررہٗ خلیل احمد وفقہ اللہ لما یحب و یرضٰی

خلیل احمد

مسلمان ملاحظہ فرمائیں کہ یہ کیسا جھوٹ اور اتہام ہے۔ ہم اس کے متعلق کیا لکھیں۔
مسلمان خود ہی ملاحظہ فرمائیں کہ یہ کس قدر اتہام ہے۔ جو شخص جس عقیدہ کو کفر کہے اس کو
اس کے ذمہ مڑھ دیا جائے کس قدر ظلم صریح اور تکفیر کا شوق ہے۔

○

خان صاحب نے حضرت مولانا مولوی الحافظ الحاج اشرف علی صاحب دامت
برکاتہم پر افتراء عظیم کیا ہے کہ "حفظ الایمان" میں تصریح کی کہ غیب کی باتوں کا جیسا علم
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے ایسا تو ہر بچے اور ہر پاگل بلکہ ہر جانور اور ہر چارپائے کو
حاصل ہے"

بندہ نے حضرت مولانا ممدوح سے استفسار کیا جو مع بعض عبارات جواب کے
منقول ہے۔

نقل استفتاء۔

باسمہٖ تعالیٰ حامداً و مصلیاً و مسلماً۔

بخدمت اقدس حضرت مولانا مولوی حافظ الحاج شاہ
اشرف علی صاحب مدت فیوضکم العالیہ۔ بعد سلام مسنون عرض ہے کہ مولوی احمد رضا
خان صاحب بریلوی یہ بیان کرتے اور "حسام الحرمین" میں آپ کی نسبت لکھتے ہیں کہ
آپ نے "حفظ الایمان" میں اس کی تصریح کی کہ

"غیب کی باتوں کا علم جیسا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے ایسا
ہر بچے، اور ہر پاگل بلکہ ہر جانور اور ہر چارپائے کو حاصل ہے"

لہٰذا امور ذیل دریافت طلب ہیں

۱: آیا آپ نے "حفظ الایمان" میں یا کسی کتاب میں ایسی تصریح کی ہے؟

۲: اگر تصریح نہیں تو بطریق لزوم بھی یہ مضمون آپ کی کسی عبارت سے نکل سکتا ہے؟

۳: آیا ایسا مضمون آپ کی مراد ہے؟

۴: اگر آپ نے نہ ایسے مضمون کی تصریح فرمائی نہ اشارۃً مفادِ عبارت ہے نہ آپ کی مراد ہے، تو ایسے شخص کو جو یہ اعتقاد رکھے یا صراحۃً یا اشارۃً کہے اسے آپ مسلمان سمجھتے ہیں یا کافر؟ بینوا توجروا۔

بندہ محمد مرتضیٰ حسن عفی عنہ

○

ملخص عباراتِ جواب

حضرت مولانا ممدوح دامت برکاتہم

مشفق مکرم سلمکم اللہ تعالیٰ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

آپ کے خط کے جواب میں عرض کرتا ہوں

۱: میں نے یہ خبیث مضمون کسی کتاب میں نہیں لکھا۔ اور لکھنا تو درکنار میرے قلب میں بھی اس مضمون کا کبھی خطرہ نہیں گزرا۔

۲: میری کسی عبارت سے یہ مضمون لازم بھی نہیں آتا۔ چنانچہ اخیر میں عرض کروں گا۔

۳: جب میں اس مضمون کو خبیث سمجھتا ہوں اور دل میں بھی کبھی اس کا خطرہ نہیں گزرا جیسا اوپر معروض ہوا، تو میری مراد کیسے ہو سکتا ہے۔

۴: جو شخص ایسا اعتقاد رکھے یا بلا اعتقاد صراحۃً یا اشارۃً یہ بات کہے میں اس شخص کو خارج از اسلام سمجھتا ہوں کہ وہ تکذیب کرتا ہے نصوصِ قطعیہ کی اور تنقیص کرتا ہے حضور سرورِ عالم فخرِ بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم کی۔

یہ تو جواب ہوا آپ کے سوالات کا۔

میرا اور میرے سب بزرگوں کا عقیدہ اور قول ہمیشہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے افضل المخلوقات فی جمیع الکمالات العلمیہ والعملیہ ہونے کے باب میں یہ ہے ع

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

اب میں اس تحریر کو ختم کرتا ہوں۔ اور لقب "بسط البنان لکف اللسان عن کاتب حفظ الایمان" سے ملقب کرتا ہوں۔ والسلام علی من اتبع الھدیٰ۔

کتبہ اشرف علی

مسلمان اب خود غور فرمالیں کہ خان صاحب نے کیا کیا بہتان اور افترا پردازیاں کرکے اہل حرمین شریفین کو دھوکہ دے کر فتوے تکفیر حاصل کیا ہے۔ اس پر اگر وہ حضرات کفر کا فتوے نہ دیتے تو کیا کرتے؟ ان مضامین کفریہ پر تو ہر شخص کفر ہی کا فتوے دے گا۔ ہم سے بھی اگر پوچھتے تو کفر ہی کا فتوے دیا جاتا۔ مگر ظاہر ہے کہ یہ کفر اسی پہ لازم آئے گا کہ جو ان عقائد کفریہ کا معتقد ہو۔

حضرات موصوفین نہ وہابی نہ ان عقائد کے معتقد اب مسلمان خود غور فرمالیں کہ یہ تکفیر کہاں جائے گی اور کس پر لوٹ کر آئے گی؟ اگر نہ معلوم ہو تو ملاحظہ فرمائیے۔ "رد التکفیر" "احدی التسعۃ والتسعین" "بریلوی کا نادان دوست"

حضرت مولانا نانوتوی اور حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہما زندہ نہیں ہیں مگر ان کی کتابیں طبع شدہ موجود ہیں۔ اور حضرت مولانا مولوی خلیل احمد صاحب اور حضرت مولانا مولوی حافظ اشرف علی صاحب دامت برکاتہما اس عالم میں رونق افروز ہیں ان کا دستخطی خاص فتوے بندہ کے پاس موجود ہے۔ جس کی ضروری عبارت یہاں درج کی گئی ہے۔ جن صاحب کا جی چاہے ملاحظہ فرماسکتے ہیں۔ یا ان حضرات سے براہ راست دریافت فرمالیں۔ یا یہ حسام ہند بھیج کر پوچھ لیں۔ کہ جو مضمون آپ کی طرف نسبت کیا ہے حق ہے یا نہیں؟ کیونکہ عجب نہیں کہ خان صاحب یہ فرمائیں کہ یہ عبارات ان حضرات کی نہیں ہیں بنائی ہیں۔ بغرض زیادت توثیق فتوے حضرات مدرسین مدرسہ عالیہ اسلامیہ حنفیہ دیوبند کو بھی نقل کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے تاکہ پھر کسی بات کی گنجائش ہی نہ رہے۔

نقلِ استفتاء

باسمہ تعالیٰ حامداً ومصلیاً ومسلماً

کیا فرماتے ہیں حضرات علماءِ دیوبند مدرسین مدرسہ عالیہ دیوبند و تلامذہ و معتقدین حضرت مولانا مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی قدس سرہ العزیز حجت اللہ فی الارض فخر الاسلام والمسلمین۔ و حضرت مولانا مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہ العزیز رشید الحق والملت والدین۔ امور مفصلہ ذیل میں۔

۱: مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی فرماتے ہیں کہ حضرت مولانا نانوتوی قدست اسرارہم نے "تحذیر الناس" میں سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی "ختمِ زمانی" کا انکار فرمایا ہے۔

۲: خان صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت مولانا مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی قدست اسرارہم اللہ تعالیٰ کے کذب بالفعل کو جائز کہتے ہیں۔ اور معاذ اللہ تعالیٰ جو خدا کو جھوٹا کہے اور اس عیب کا صدور اس سے جائز کہے۔ وہ کافر کیا فاسق بھی ہیں نہیں؟

۳: نیز خان صاحب مولانا خلیل احمد صاحب کی نسبت فرماتے ہیں کہ انہوں نے "براہین قاطعہ" میں تصریح کی کہ ابلیس کا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے۔"

۴: خان صاحب یہ بھی فرماتے ہیں کہ جناب مولانا مولوی اشرف علی صاحب دامت برکاتہم نے "حفظ الایمان" میں تصریح کی کہ "جیسا علم غیب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاصل ہے ایسا تو ہر بچے اور ہر پاگل بلکہ ہر جانور کو حاصل ہے۔" اور ان تمام مضامین کو "حسام الحرمین" میں لکھا ہے۔ اور علماءِ حرمین شریفین سے تکفیر

کا فتویٰ حاصل کیا ہے۔ اب امورِ ذیل دریافت طلب ہیں۔

۵ : (۱) آیا امورِ مذکورہ واقعی حضرات موصوفین نے صراحۃً یا اشارۃً بیان فرمائے ہیں؟

(۲) اگر بیان نہیں فرمائے تو آپ حضرات کا ان امور کی نسبت کیا اعتقاد ہے؟

(۳) جو شخص ایسا اعتقاد رکھے وہ آپ حضرات اور آپ کے اساتذۂ کرام کے اعتقاد کے نزدیک کیسا شخص ہے؟

صاف صاف بیان فرمائیے تاکہ حق واضح ہو جائے۔

۶ : جن عبارات کو خاں صاحب نقل فرما کر ان مضامین مذکورہ کی صراحت کا دعویٰ فرماتے ہیں وہ مضامین ان عبارات سے اگر صراحۃً نہیں، لزوماً بھی نکل سکتے ہیں یا نہیں؟

۷ : اگر لزوماً بھی ان عبارات کا مفاد وہ مضامین کفریہ نہیں ہیں تو کسی اور جگہ ان مضامین کو صراحۃً یا ضمناً بیان کیا ہے؟

○

مصنفہ مولانا مولوی محمد قاسم صاحب رحمہ اللہ تعالےٰ رحمۃ واسعۃ۔ اور فتوے مرقومہ حضرت مولانا مولوی رشید احمد صاحب سقاہ اللہ من سلسبیل الجنۃ وارواہ کی جو عبارات اس تحریر میں شائع کی گئی ہیں وہ واقعی ان تحریرات میں بجنسہٖ موجود ہیں جس کو کچھ بھی تامل ہو وہ بلا تامل ان تحریرات مطبوعہ کو ملاحظہ کرے جو مکرر سہ کرر مطبوع ہو کر شائع ہو چکی ہیں اور بذیل تصدیق عبارات مذکورہ ہماری ہی تصدیق کریں۔

اور جناب مولانا مولوی خلیل احمد صاحب اور جناب مولانا مولوی اشرف علی صاحب مدظلہما ودامت برکاتہما کے فتووں کی جو عبارتیں اس تحریر میں مرقوم ہیں وہ فتوے بھی ان حضرات کے دستخطی ہم لے بچشم خود ملاحظہ کئے۔

اب ہم جملہ اہل ایمان کو باذن اللہ اطمینان دلاتے ہیں کہ ان جملہ عبارات میں سے کسی ایک کی نسبت بھی کسی قسم کا خلجان نہ فرمائیں اگر کوئی پاگل، جنونی، بریلوی یا بدایونی اس بارہ میں وسوسہ ڈالے تو لاحول سے کام لو۔ اور اصل تحریرات کو ملاحظہ فرمالو۔ ہمارے پاس آکر ہاتھ کے ہاتھ اپنی آنکھوں سے دیکھ جاؤ۔

اس کے بعد بایمان صادقہ و شہادات واثقہ یہ عرض ہے کہ ہم نے بفضل اللہ حضرت مولانا قاسم الخیر والبرکات اور حضرت مولانا رشید الحق والدین کو بچشم خود دیکھا ان کے اقوال واحوال، عبادات ومعاملات کو مدت العمر مشاہدہ کیا۔ ہم نے ان سے زیادہ عالم باعمل، عاشق رسول اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم و متبع طریق سنت، و پابند شریعت زاہد فی الدنیا، راغب فی الآخرہ کسی کو نہیں پایا۔ ان کی نسبت کسی دشمن دین وحیاء کا یہ کہنا کہ نعوذ باللہ وہ خدائے متعال سے صدور کذب کو جائز کہتے ہیں، یا حضرت سید المرسلین صلوات اللہ علیہ وعلی اتباعہ اجمعین کی "خاتمیت زمانی" کے منکر ہیں، اس کا

لہ یعنی اسی رسالہ میں اوپر جو دو فتوے مختصا منقول ہوئے۔ ۱۲

کی دلیل ہے کہ وہ قائل حضری بے شک قائل اتخذ اللہ ولدًا کا سچا جانشین اور پورا وارث ہے۔ اور اس کا سلسلۂ نسب بھی اس سے جا ملے تو کیا عجب جبکہ ان مقدس حضرات کے نزدیک، بلکہ ان کے مخلصین و خدام کے عقیدہ میں ایسا شخص خدا کا دشمن رسول کا مخالف ایمان سے خارج لعنت کا مستحق ہے۔ جنہوں نے ان کے اقوال کو سنا ہے، اور ان سے فیض علم حاصل کیا ہے ان کو تو یہ امر ایسا بدیہی ہے کہ اس کے مقابلہ میں تمام "کلاب النار" کی عو عو اور ان کی افترا پردازی اتنا بھی اثر نہیں کر سکتی جتنی اڑد پر سفیدی۔ مگر وہ حضرات جن کو ان کے اقوال و احوال کا سچا علم مقالات صادقہ کے ذریعہ سے ہوا ہے ان پر بھی ان شاء اللہ ایسے صریح بہتان کا کوئی اثر نہیں ہو سکتا۔ ان مقدسین حضرات کے احوال، اقوال سے جو خدا اور رسول کی اطاعت و عشق و محبت ٹپکتا تھا۔ اس کے مقابلہ میں اہل ہوی کے زبانی دعاوی محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سن کر ؏

تعصی الالٰہ وانت تظہر حبہ

یاد آتا ہے۔ جو بالکل بے اصل اور صرف زبانی جمع خرچ اور محض دھوکہ کی ٹٹی ہے اور کوئی بہت ہی حسن ظن سے کام لے تو "یہود" نے جو اپنے مالک سے محبت کا معاملہ کیا تھا اس سے یہ محبت زیادہ نہیں ہو سکتی۔

جیسے روافض نے محبت اہل بیت کی آڑ لے کر اور ائمہ کرام اہل بیت کو "عالم ما کان وما یکون" کا خطاب دے کر اور ان کے اقوال کو ناسخ احکام نصوص مان کر اور ان کو اپنی موت و حیات کا مختار بنا کر اہل حق کو دشمن اہل بیت کہنا شروع کر دیا تھا، ویسے ہی "رأس المبتدعین مجدد بدعات" نے حضرت فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو "عالم الغیب" کا منصب تجویز کر کے اور قیامت تک کے سادات کو مومن و جنتی ظاہر کر کے اپنے آپ کو محب رسول صلی اللہ علیہ وسلم قرار دیا اور تمام اہل حق اور اولیاء اللہ کو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مخالف مشہور کر کے دنیا کی سرخروئی کی طمع میں "سواد الوجہ

فی الآخرۃ" بلکہ فی الدارین کو منظور کیا۔

ہر دو حضرات مقدس رحمہما اللہ تعالیٰ کی زبانی تحقیقات سامعین کے دل ودماغ میں محفوظ اور ان کی تحریرات مطبوعہ وغیر مطبوعہ لوگوں کے پاس موجود ہیں۔ جن کے سننے اور دیکھنے سے بالبداہت ادنیٰ فہم یقین کرسکتا ہے کہ توحید و رسالت وغیرہ اصول اسلام کی جو تحقیقات ان پر فائض ہوئی ہیں اہل بدع مدعیان محبت و افضلیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کا انکشاف تو درکنار زبانی جمع خرچ بھی ان کے متعلق نصیب نہیں ہو سکتا۔ اور ان کے اذہان کج رفتار کے اعتبار سے ان تحقیقات خاصہ حقہ کو "مَالَا عَیْنٌ رَأَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰی قَلْبِ بَشَرٍ" کا مصداق کہنا سراسر حق ہے۔

اس کی مثل بعینہٖ ایسی ہی ہے کہ محققین اہل سنت نے دربارۂ کمالات مرتضوی وفضائل ائمہ اہل بیت جو تحقیقات واقعیہ قرآن وحدیث سے استنباط فرمائی، روافض خذلہم اللہ تعالیٰ کو ان کا تو خواب بھی نصیب نہیں ہوا۔

ہاں کیا تو یہ کیا کہ اپنے غلو نفسانی اور افراط شیطانی کے جوش میں آکر محبت اہلبیت کا یہ ثبوت دیا کہ ان کو "عالم ماکان ومایکون" اور ان کی شان "یحلون ما یشاءون و یحرمون مایشاءون" یعنی حیات وموت کے مالک و مختار وغیرہ وغیرہ قرار دے کر اپنے آپ کو محب اہل بیت اور اہل حق کو دشمن اہل بیت کہنا شروع کردیا۔ اور فضائل مخترعہ کو آڑ بنا کر خلق اللہ کی راہ مارنے لگے۔

اسی طرح پر مجدد بدعات بلکہ خاتم المبتدعین کو حضرت فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل عالیہ اور کمالات واقعیہ کی تو ہوا بھی نہیں لگی، اپنی طرف سے اختراع کرکے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو "عالم الغیب" وغیرہ قرار وخطاب دے کر اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو آڑ بنا کر اپنے آپ کو محب رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل حق کو دشمن

رسول صلی اللہ علیہ وسلم مشہور کرنے پر کمر باندھی۔

لَعۡنَةُ اللّٰهِ عَلَى الۡكَاذِبِيۡنَ

ایسے افترا ءات کاذبہ اور وساوس شیطانیہ کا اگر اعتبار ہو تو آج امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ معتزلہ اور مرجیہ میں، اور حضرت امام شافعی اور حضرت حسن بصری اور امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم قدریہ میں شمار ہوتے۔ بلکہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ دشمنان رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور دشمنان اہلبیت میں گنے جاتے۔

اس لئے اہل ایمان خواص وعوام کو ضروری ہے کہ ایسے جھوٹے افتراء پردازوں کی آواز پر کان نہ رکھیں اور مقدسین بزرگان دین کی شان میں کوئی خطرہ بھی دل میں نہ آنے دیں۔ اور خوب سمجھ لیں کہ عہد عیں موجودہ کا دھوکہ روافض کے دھوکے سے بہت بڑھا ہوا ہے۔ انہوں نے محبت اہل بیت کرام کو آڑ بنایا تھا اور انہوں نے محبت رسول علیہ السلام کی پناہ لے رکھی ہے۔

علی ہذا القیاس۔ جناب مولانا خلیل احمد صاحب سلمہٗ اور جناب مولانا اشرف علی صاحب سلمہٗ پر جو اس فرقہ ضالہ نے ہرزہ گوئی کی ہے سراسر افتراء اور بہتان ہے۔ یہ دونوں حضرات بحمد اللہ بقید حیات زینت افزائے مسند رشد و ہدایت اور اپنے مقدسین اسلاف کے سچے جانشین ہیں۔ جس کا جی چاہے دیکھ لے۔ اور خود اُن سے تحقیق کرلے۔ ہم کو ان کے احوال واقوال سے پوری واقفیت اور ان کے اوصاف و کمالات سے پوری آگاہی ہے۔ جو ناپاک باتیں انکی طرف منسوب کی جاتی ہیں۔ ان حضرات کو بفضل اللہ قیامت تک ایسا خطرہ بھی نہیں آسکتا۔ اللہ کے فضل سے وہ ان لوگوں میں ہیں کہ جن کے طفیل سے عالم میں سلسلۂ ہدایت باقی ہے۔ ولو کرہ الاعداء والحاسدون۔

اُن کی تالیفات متعدد کثیرہ مشہور ہیں، ان کو جس کا جی چاہے دیکھ لے۔ اُن کی تالیفات کی نسبت اپنے گندے مضامین کو منسوب کرنا ایسا ہی ہے جیسا کسی بے حیاء بے دین نے " لا تقربوا الصلوٰۃ " کو دیکھ کر کہہ دیا تھا کہ نماز کی ممانعت کلام مجید میں موجود ہے۔ نعوذ باللہ منہ۔

اب ہم کو ہر استفسار کے متعلق کچھ عرض کرنے کی حاجت نہیں رہی۔ مگر محض بغرض توضیح و تحقیق، ہر سوال کے متعلق حسب ذیل، صداقت و ایمان داری سے کچھ کچھ عرض کئے دیتے ہیں۔

۱: تحذیر الناس میں " ختم زمانی " کا انکار کہیں نہیں کیا۔ بلکہ اس کا ثبوت مدلل " تحذیر الناس " اور دیگر تحریرات حضرت مولانا قدس سرہ میں بوضاحت موجود ہے۔ اور " منکر ختم زمانی " کو کافر فرمایا ہے۔

۲: حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہ کا کوئی فتوے ایسا نہیں جس میں کذب بالفعل باری تعالے نعوذ باللہ واقع یا ممکن الوقوع فرمایا ہے۔ بلکہ ایسے عقیدے کو اپنے فتوے میں صریح کفر تحریر فرمایا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ حق سبحانہ کا جھوٹ، بولنا محال ہے۔

۳: مولانا خلیل احمد صاحب نے ہرگز ہرگز اس کی تصریح نہیں فرمائی کہ علم ابلیس نعوذ باللہ علم حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ اور بڑھ کر ہے اور نہ ان کا یہ عقیدہ ہے۔ ایسے عقیدہ کو مولانا سلمہ، باطل اور کفر فرماتے ہیں۔

۴: مولانا اشرف علی صاحب نے یہ " مضمون صریح غلط اور کفر " کسی تحریر میں نہیں لکھا کہ نعوذ باللہ " آپ کا علم غیب کچھ اور پاگل بلکہ ہر ہر جانور کے برابر ہے "۔ ایسے مضامین علمائے حرمین شریفین کو لکھنا اور فتوے حاصل کرنا سخت بیحیائی اور سراسر افتراء ہے۔

۵: یہ مضامین کاذبہ، کفریہ حضرات موصوفین میں سے کسی نے صراحۃً یا اشارۃً کبھی ہرگز بیان نہیں فرمائے۔ جو ایسا عقیدہ رکھے وہ ہمارے بزرگوں کے اعتقاد میں ضال و مضل ملعون کافر زندیق، جہنمی، مرتد، ملحد، اور اس شیطان کا بھی استاد ہے جو اکابرین اور اولیاء اللہ کی تکفیر کا دلدادہ ہو۔

۶: جن عبارات سے مجدد البدعات اپنے مضامین افتراء اور اختراع کردہ کو بالتصریح ثابت کرتے ہیں ان سے اشارۃً اور لزوماً بھی قیامت تک وہ مضامین اہل فہم و انصاف کے نزدیک ثابت نہیں ہو سکتے۔ ہاں ایسا ثبوت تو ہو سکتا ہے جیسا کسی نے کہا تھا فیں یا زبر غف، علیں باز بر عف میرا نام محمد یوسف ؎

باچنیں بے ہودہ گوئی مے تواں گفتن اگر
قرتنے داری بگو ورنہ ہجے داری بیار

۷: ان مضامین مستقرہ و کفریہ کا اثر نہ تحریرات مسئولہ میں ہے اور نہ ان حضرات کی تحریرات باقیہ اور دیگر تالیفات میں کہیں پتہ اور نشان ہے۔

صراحۃً یا ضمناً اصالۃً یا تبعاً کہیں ایسے مضامین خبیثہ کا کسی تقریر یا تحریر میں اصلاً اثر نہیں۔ اور نہ ان کے اتباع میں ان صریح کفریات کا کوئی معتقد۔

ان حضرات پر ایسی لغویات کا افتراء اس قدر بے اصل جھوٹ ہے کہ نادان اجہل معتقدین بریلوی کو تو میں نہیں کہہ سکتا مگر بریلوی خان بھی خوب جانتے ہیں کہ یہ یاروں کی کارسازی ہے۔ جس کی اصل کچھ بھی نہیں۔ جس کا نتیجہ انشاء اللہ دنیا میں ناکامیابی اور آخرت میں خسران ہے۔ اعاذنا اللہ والمسلمین من ذالک، واللہ الموفق والمعین۔

کتبہ الاحقر عزیز الرحمٰن عفی عنہ
مفتی مدرسہ عربیہ دیوبند
(مہر: وتوکل علی العزیز الرحمٰن)

اشہد انہ معتقدنا و معتقد مشائخنا
بندہ محمود عفی عنہ
(مہر: الٰہی عاقبت محمود گرداں)

الجواب صحیح
غلام رسول عفی عنہ

خدا کو حاضر ناظر سمجھ کر عقائد مذکورۃ الصدر کی تصدیق کرتا ہوں اور یہی عقائد ہمارے اساتذہ اور احباب کے ہیں۔

حررہ محمد المدعو بالسہول غفرلہ
مدرس مدرسہ عربیہ دیوبند

الجواب صحیح
الاحقر الزمان گل محمد خان
مدرس مدرسہ عربیہ عالیہ دیوبند

[مہر: گل محمد خان]

الجواب صحیح
شبیر احمد عثمانی عفی عنہ

ان جوابات میں جو کچھ تحریر فرمایا ہے بالکل حق اور صحیح ہے۔ یہی ہمارا عقیدہ ہے اس کے خلاف جو کچھ ہمارے اکابر کی طرف یا ہماری طرف منسوب کیا گیا ہے بالکل غلط خلاف واقع اور بہتان محض ہے۔

الاحقر حبیب الرحمٰن عفی عنہ
مددگار مہتمم مدرسہ دیوبند

الاحقر محمد احمد بن حضرت
مولانا محمد قاسم صاحب

[مہر: احمد محمد ۱۳۱۸ھ]

الجواب صواب
محمد انور عفا اللہ عنہ

العبد
منظور احمد مدرس
مدرسہ عربیہ دیوبند

محمد ابو الحسن [illegible] عفی عنہ مدرس مدرسہ
دیوبند

[مہر: محمد حسین]

فرمایئے! اب تو کوئی عذر باقی نہیں رہا؟ فرمایئے جناب خان صاحب! اب آپ کیا فرمائیں گے اور ان حضرات اور ان کے معتقدین کی تکفیر کی کیا تدبیر ہوگی؟

مسلمانو! مسلمانو! مسلمانو!

خداوند عالم جل وعلا شانہٗ کی عظمت اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی عزت کو ملحوظ نظر رکھ کر فرماؤ کہ اب بھی خان صاحب کا دھوکا اور حضرات موصوفین کا سچا اور پکا مسلمان ہونا آپ صاحبوں پر روشن ہو گیا یا کچھ کسر باقی ہے رہیں وہ عبارات "تحذیر الناس" و "براہین قاطعہ" و "حفظ الایمان" کی جن کو خان صاحب نقل فرما کر خلقت کو گمراہ کرتے ہیں۔ اس کی نسبت ملاحظہ ہو رسالہ "انتصاف البری من الکذاب المفتری" اس میں صاف صاف لکھ دیا ہے کہ قیامت تک بھی خان صاحب اور ان کے اذناب اِن مضامین کفریہ کو اُن عبارات سے صراحۃً تو درکنار ہزار وسائط بھی ثابت نہیں کر سکتے۔

چنانچہ مدت گزر گئی اور کسی میں ہمت نہ ہوئی جو مرد میدان ہوتا اور خدا چاہے نہ ہو اور زیادہ تفصیل منظور ہو تو "تزکیۃ الخواطر عما القی فی امنیۃ الاکابر" کا انتظار فرمانا چاہئے۔ یا ملاحظہ ہو "الشہاب الثاقب علی المسترق الکاذب" اور نیز ان دونوں فتووں میں بھی ان دونوں حضرات نے اُن عبارتوں کے مطلب صاف صاف بیان فرما دیئے ہیں۔ اگر یہ فتوے پورے طبع ہوتے تو معلوم ہو جاتا گا۔

"براہینِ قاطعہ" میں علم ذاتی کی نفی کی ہے جو بالاتفاق خاصۂ باری تعالےٰ ہے اور "حفظ الایمان" میں مطلق بعض غیب کو بیان کیا ہے جو ایک غیب کو بھی شامل ہے ذکر علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو۔ چنانچہ دونوں باتیں ملاحظۂ "براہین" اور "حفظ الایمان" سے ظاہر ہیں۔ اصلی عبارات ان مضامین کفریہ سے بالکل پاک و صاف ہیں۔ اس جگہ اسی قدر اشارہ پر کفایت ہے۔ خان صاحب سمجھ جائیں گے۔

نتیجہ

یہ ہوا کہ حضرات علماء کرام دیوبند ارباب رشد و ہدایت کا ایمان و اسلام تو اظہر من الشمس ہو گیا۔ مگر خان صاحب بریلوی اور ان کے اذناب کا ایسا ڈبل کفر ثابت ہوا کہ وہ مر بھی جائیں گے تو اٹھنا محال ہے۔ اگر مسلمان ہیں تو ثابت فرمائیں۔ یہ بات بھی قابل یاد رکھنے کے ہے کہ اب خان صاحب کے ہواہ خواہ بمقتضائے ع۔

جب کیا تنگ بتوں نے تو خدا یاد آیا

یہ فرمانے لگے ہیں کہ ہائے لیجیو خیبر لیجیو ابن شیر خدا کے ایک ہی وار میں بدن خون خون ہو گیا۔ وہ تو ہم کو کافر کہتے ہیں۔ اجی معاذ اللہ ہم کیوں کافر کہتے ہم کافر بنانے کے لئے نہیں پیدا ہوئے ہیں۔ ہم سے تو جہاں تک ہو سکے گا تاویل کر کے مسلمان ہی کہیں گے۔ ہاں ہم یہ ظاہر کرتے ہیں کہ جس فتوے کی بنا پر آپ نے اپنے مخالفین کی تکفیر فرمائی ہے اسی کے حکم سے آپ پر بھی تکفیر لازم آتی ہے۔ اس کو آپ اگر اٹھا سکیں تو اٹھائیں ورنہ اپنے کفر کو تسلیم فرمائیں یا توبہ کریں۔ اگر کچھ بھی نہ کریں گے تو یہ سمجھا جائے گا کہ آپ نے اپنا کفر تسلیم فرما لیا کیوں کہ کفر اسلام کی بات ہے ہلکا معاملہ نہیں ہے۔ پھر مخالف دریافت کرتا ہے کہ بولو کون ہو، کافر یا مسلمان ؟ اس پر سکوت کیسا ؟ اب ہم کو دیکھنا ہے کہ خان صاحب اپنا اسلام ثابت کرتے ہیں یا نہیں ؟ اگر اب بھی سکوت کیا تو فرمائیے آپ کو "ابوجہل" کہا جائے یا نہیں ؟

ضروری تنبیہ

خان صاحب سے اس حسام مہند کا کچھ جواب ممکن نہیں۔ ہاں یہ دھوکہ دے سکتے ہیں کہ دیکھو اب میرے شور و غل مچانے پر کفر سے توبہ کر لی۔ صاحبو! یاد رکھئے اب دھوکہ کا وقت نہیں ہے توبہ وہ کرے جس نے کفر کیا ہو۔ یہاں تو ان مضامین کفریہ کا خیال بھی

نہیں، توبہ کیسی؟ بلکہ اپنے قدیمی ایمان و اسلام اور خان صاحب کے دھوکہ کو ظاہر کیا ہے۔ کہ ہمارا اعتقاد یہ ہے۔ خان صاحب جن امور کو ہماری طرف نسبت کرتے ہیں محض افتراء اور بہتان ہے۔ جس کا حساب روزِ حساب ہوگا اور ضرور ہوگا۔

التماس

اب خان صاحب فرمائیں کہ جن حضرات علمائے حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تکریماً و علمائے مصر و شام و دمشق نے حضرات علمائے دیوبند جن کی خان صاحب نے ذیل تکفیر دی تھی کہ جو ان کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر ہے، کے عقائد کی نسبت یہ لکھا ہے کہ: "ان کے عقائد اہل سنت والجماعت کے ہیں" ان کی نسبت خان صاحب کا کیا حکم ہے؟ تمام عرب معاذ اللہ خان صاحب کے نزدیک کافر ہوگیا یا کچھ اور رائے ہے؟ وہ "رسالہ مصدقہ" علمائے حرمین شریفین کا جہاں تک ہم معلوم ہے آپ کے پاس بھی پہنچ چکا ہے۔ فرمایئے! دیکھا مناظرہ اس کا نام ہے۔ اگر کسی میں جان ہے تو جواب دے۔ اور ہمت ہے تو تمام عرب کی تکفیر کا اعلان شائع کردے۔ ورنہ "حسام الحرمین" کا جواب کیا ہوگا؟

ہم سے جو مطالبہ تھا ہم تو بفضلہ تعالیٰ بالکل سبکدوش ہوگئے۔ جن عقائد باطلہ کو ہمارے اکابر کی طرف منسوب کیا تھا، ہم نے اُن سے اپنے حضرات کی براءت ثابت کردی۔

اب خان صاحب سے مطالبہ ہے کہ اپنا اسلام ثابت فرمائیں۔ قاعدہ "الاہم فالاہم" پڑھ کر سناتے تھے۔ اس کے موافق پہلے اپنے ایمان میں گفتگو کریں اور اگر ایمان و اسلام سے کوئی اور چیز پیاری ہے تو اس کو فرمائیں۔ "حسام الحرمین" کا بڑا غل تھا۔ اس لکڑی کی تلوار کا حال تو عالم نے دیکھ لیا۔ اب اگر سچے ہو تو یاروں کے "ذوالفقار علی" کے رد کرنے کے لئے کوئی پوشیدہ تیر نکالئے۔ مگر یاد رہے یہ وہ ہاتھ

نہیں جس کو عالم میں کوئی چیز بھی روک لے۔

خان صاحب! یاد رہے ہم آپ سے دنیا ہی میں نہیں خدا چاہے تو آخرت میں بھی دو دو باتیں کریں گے۔ اگر وہاں بھی آپ یہی جواب دے کر کہ

"ہمارے لائق تمام محشر میں کوئی بھی قابلِ خطاب نہیں"

سبکدوش ہو جائیں تو خیر ورنہ جواب کے لئے تیار اور مستعد ہو جائیں۔

جاہل معتقد جواب بغلیں بجاتے ہیں کہ ہمارے اعلیٰ حضرت سے کون بات کر سکتا ہے؟ ان کے خطاب کے لائق کون ہے؟ کیا وہ خان صاحب کو اس عدالت کی حاضری سے بھی مستثنیٰ خیال فرما سکتے ہیں؟

خان صاحب! ابھی کیا ہے؟ اگر خداوندِ عالم کو منظور ہے تو جو آپ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے اہلِ بیت کے ساتھ عداوت کی ہے اس کو دنیا میں اور آخرت میں ظاہر کرنا ہے۔ آپ ہی کے کلام سے یہ ثابت کر دینا ہے کہ جو عداوت اہلِ بیت رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے ساتھ آپ نے کی ہے وہ یزید پلید نے بھی نہیں کی۔ جس پر سیّد ہونے کا نام ہے آپ اس کے دشمن ہیں۔ آپ نے وہ تحقیق کی ہے جس کی بنا پر سوائے حسنین رضی اللہ تعالےٰ عنہما کے کوئی شخص بھی کسی کو سیّد نہیں کہہ سکتا۔

فرمائیے! یزید نے یہ کب کہا تھا؟ یزید تو سیّد کہہ کر قتل کرتا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد تو دنیا میں مانتا تھا۔ آپ نے تو گویا سادات کو دنیا سے منقطع ہی کر دیا۔ آپ گو محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مدعی ہوں، لیکن انشاء اللہ تعالےٰ دربارِ رسالت میں آپ سرخرو نہیں ہو سکتے۔

کیوں خان صاحب! کیا یہی محبت ہے کہ دنیا میں کوئی شخص کسی کو بھی سیّد نہ کہہ سکے؟ ہم یہ بھی، خدا چاہے آپ ہی کے کلام سے ایسا ثابت کر دیں گے کہ جس کا جواب

ناممکن ناممکن ناممکن۔ اگر جواب کا وعدہ فرمائیے تو اور رسائل سے پہلے اسی کو پیش کر دوں۔

خان صاحب! "الکوکب الیمانی علیٰ اولاد الزوانی" بھی شائع ہونے والا ہے جس میں آپ ہی کے رسالہ "ازالۃ العار" سے یہ ثابت کیا ہے کہ آپ ہی کے حکم سے آپ کا اور آپ کی اولاد کا۔ اور آپ کے جملہ معتقدین کا دنیا میں کسی سے نکاح درست نہیں: اولاد صحیح النسب نہیں ہوتی۔ یہ ہمارا حکم نہیں یہ بھی آپ ہی کا فتویٰ ہے۔ اور مجددیت کی ایک شاخ ہے۔

جناب خان صاحب! زبان تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عنایت ہی نہیں فرمائی۔ البتہ آپ کو اور آپ کے اذناب کو آپ کی تحریر پر بڑا ناز تھا "صلائے مناظرہ" کے ایک ہفتہ کے اندر چھپنے کا بڑا فخر تھا۔ کیوں جناب وہ گھر کا مطبع اب کیا ہوا؟ ع

مدتیں گزریں زمانہ ہو گیا

ہماری تحریرات کا جواب کیوں نہیں ہوتا؟ "حسام الحرمین، الکوکبۃ الشہابیہ" وغیرہ کے جواب کا مطالبہ تھا سرکار اب تو سب کے جواب ہو گئے۔ اب ہمارے جواب کیوں نہیں دیئے جاتے؟

آپ کے عالم لودھی فاضل طبیی مجتبیٰ پوکھریروی میاں جی نے "چپ شاہ بریلوی" کا جواب گالیوں کا طومار لکھ کر آپ کا کفر ستر اکھ دجوہ سے دریافت کیا تھا گو ایک برس سے زیادہ کی مدت جواب کے لئے مقرر فرمائی تھی۔ مگر یہاں جب بھیجا کہ جب میعاد ختم ہونے کو گیارہ ہی دن باقی رہ گئے تھے۔ لیکن بفضل خدا آٹھویں ہی دن مولوی عبدالحفیظ صاحب دربھنگوی سلمہ ربہ القوی نے رسالہ "بریلوی کا نادان دوست" لکھ کر ۱۰ رجب ۱۳۲۹ھ کو بذریعہ رجسٹری آپ کے یہاں اور میاں جی موصوف کے گھر بھیج دیا اور ہفتہ کے اندر جواب مانگا تھا۔ جس کی مدت ختم ہو گئی۔ اور کہیں سے جواب

کی صدا نہ آئی۔

فرمائیے! ستر لاکھ وجہ سے آپ کا اور آپ کے معتقدین کا آپ ہی کے کلام سے کفر ثابت ہو گیا یا نہیں؟ آپ نے اسے تسلیم فرما لیا یا نہیں؟ خان صاحب یہی آپ کے معتقدین سنا کرو، مناظرہ کی دھوم مچاتے تھے۔ ان غریبوں کو آپ کا حال کیا معلوم تھا کہ ع

حاصل نخواہد بجز پندار نیست

کے سوا کچھ بھی نہیں۔ اگر آپ مہذب جواب لکھیں گے تو اس طرف سے بھی خدا چاہے مہذب ہی جواب لکھا جائے گا۔

آپ کی "ابحاث اخیرہ" کا جواب "نار الغضا فی جوانح الرضا" ہو چکا۔ ہفتہ عشرہ میں خدا چاہے طبع ہو کر شائع ہو جائے گا۔ آپ کے بعض متبعین ہم سے "شحنہ اخیرہ" کا جواب طلب کرتے ہیں۔ اگر "نار الغضا" کافی ہے تب تو ضرورت نہیں۔ ورنہ جواب موجود ہے۔ چونکہ ہم کو مونگیر میں آپ کے بڑے بھائی مرزا غلام احمد قادیانی کے گروہ سے مناظرہ کرنے میں مصروفیت ہوئی اس وجہ سے آپ کی خدمت میں دیر ہوئی۔ اب آپ ہیں اور ہم۔

اب ۱: اسکات المعتدی، ۲: آخری اتمام حجت۔ ۳: الیوم الموعود علی ناکث العہود۔ ۴: انتصاف البری من الکذاب المفتری۔ ۵: اسواء التھم علی مکفر نفسہ من حیث لا یعلم۔ ۶: نو ہزاری اشتہار۔ ۷: القسورہ علی الحمر المستنفرہ۔ ۸: حبط الغنی کی ہوس خام۔ ۹: مناظرہ کی انتہائی کوشش۔ ۱۰: الفتح المبین علی اعداء الاسلام والمسلمین ۱۱: قاصمۃ الظہر فی بلند شہر۔ ۱۲: رجوم المذنبین۔ ۱۳: الشہاب الثاقب علی المسترق الکاذب۔ ۱۴: تنزیہ الملک السبوح من عیب کذب مقبوح۔ ۱۵: التسہیل علی الجہیل۔ ۱۶: النعل المعکوس علی الاعضر المنکوس۔ ۱۷: جہد المقل۔ ۱۸: زجر المناع۔

۱۹ ؛ اثبات القدرت الالٰہیہ باقامۃ الحجۃ الالہامیہ ۔ ۲۰ ؛ ابطال الادلۃ الواہیہ باثبات القدرت الالٰہیہ ۔ ۲۱ ؛ نار الغضار فی جوانح الرضا ۔ ۲۲ ؛ کوکب الیمانیین علی الجہلان والخزاطین ۔ ۲۳ ؛ الکوکب الیمانی علی اولاد الزوانی ۔ ۲۴ ؛ قطع الوتین من تقول علی الصالحین ۔ وغیرہ اشتہارات اور رجسٹری شدہ خطوط کا جواب مرحمت فرمائیے ۔

۳۶ برس سے مناظرہ کا دعوٰے ہے ۔ اگر سچے ہو تو فی سال ایک سال کے حساب سے ۳۶ رسالہ بیان کرو جو ہمارے مقابلہ میں لکھے ہوں ، اور ہمارے پاس پہنچے ہوں ۔ دو چار رسالہ گھر میں لکھ کر نام شائع کر دینے سے کیا ہوتا ہے ۔ اگر سچے ہو تو ہم للکار کر کہتے ہیں ۔ آپ اور آپ کے معتقدین سب سن لیں ۔

آپ وہ رسائل پیش کریں جن کے مصنف خود بدولت جناب خاں صاحب آپ ہوں اور ہمارے مقابلہ میں لکھے ہوں ۔ مگر یہ یاد رہے مسائل وہ ہوں کہ جن میں بقاعدہ الاہم فالاہم ہماری تکفیر کی ہو یا خروج از اہلسنت والجماعت ہونا ثابت کیا ہو ۔ ولیسے مسائل جزئیہ فروعیہ تو ہمیشہ ہی ہوتے رہتے ہیں ۔ ہاں اوّل صورت سے عجز کا اقرار کریں اور اپنے دعوٰی کی تکذیب فرمائیں ۔ پھر مسائل فروعیہ میں بھی ہم ہر طرح سے مستعد ہیں مگر پہلے اپنا اسلام ثابت کریں ۔ ورنہ گفتگو فضول اور لاحاصل ہے ۔

◎

خلاصۃ الکلام

اب حضراتِ اہلِ اسلام کی خدمات عالیہ میں عرض ہے کہ خان صاحب کا دعویٰ ہماری تکفیر کا تھا اور حکم یہ تھا کہ جو ان کے مخالفین کو کافر نہ کہے یا کافر کہنے میں کسی طرح کسی حال، تردد کرے، شک کرے وہ بھی کافر قطعی ہے۔

اور ہمارا دعوےٰ یہ تھا کہ خان صاحب اسی تحریر کے حکم سے خود کافر، جو اُسے کافر نہ کہے اس کے کافر کہنے میں تامل، تردد کرے وہ قطعی کافر۔ مگر یہ ہمارا فتوےٰ نہ تھا۔ بلکہ انہیں کے فتوے کا حکم تھا، کوئی ہم کو ملزم نہ بنائے۔ اس کے بھی ملزم ہیں تو خان صاحب ہی ہیں۔

ہم نے یہ جواب دیا کہ جن امور کی بنا پر خان صاحب ہماری تکفیر کرتے ہیں وہ امور ہمارے نزدیک بھی عقائد کفریہ ہیں۔ نہ وہ ہمارے عقائد نہ ہم نے صراحتہً لکھے، نہ لزوماً ہمارے کلام سے ثابت۔ بلکہ جن حضرات پر اتہام اور الزام لگاتے تھے ان کی کتابوں کی عبارات اور ان کی تحریریں پیش کردیں۔ لہٰذا ہم تو اپنے الزام سے بفضلہٖ تعالیٰ بری ہو گئے۔ اور عنقریب رسالہ مصدقہ "علماءِ حرمین شریفین و علماءِ مصر و شام و دمشق" بھی شائع ہوتا ہے۔ جس سے یہ ثابت ہو جائے گا کہ وہ حضرات بھی ہم کو مسلمان اہل سنت والجماعت ہی جانتے ہیں۔ اور ہمارا کوئی عقیدہ خلافِ اہل سنت والجماعت نہیں۔ اب خان صاحب کے ذمہ ہمارا دعوےٰ باقی ہے کہ خان صاحب بھی ہماری طرح اپنی بریت ثابت کریں۔ ورنہ اب ان کا کفر ضرور اقراری ہو جائے گا۔

ہم اہلِ اسلام سے اسی کی تصدیق چاہتے ہیں کہ ہمارے ذمہ جو بات تھی اس کو ہم ادا کر چکے یا نہیں؟ اور خان صاحب اب تک ملزم باقی ہیں یا نہیں؟ اگر قوم ہم کو بذریعہ

عام اشتہار کے یا خاص تحریر کے مطلع فرمائے تو ہم خان صاحب پر فاتحہ پڑھیں اور جو لوگ کھلم کھلا اسلام کے مخالف ہیں ان کی طرف متوجہ ہوں۔ ورنہ جو اور صفائی مطلوب ہو، اس کے پیش کرنے کو ہر وقت حاضر ہیں۔ تکفیر خان صاحب کے گھر کی چیز نہیں ہے کہ جس کو چاہا دی، نہ دی۔

افسوس کہ خان صاحب نہ خود مخالفین اسلام کا مقابلہ کرتے ہیں نہ ہم کو اجازت دیتے ہیں۔ ان کا مطلب یہی ہے کہ مسلمان گھر ہی گھر میں لڑ کر مر جائیں۔ اب فیصلہ اہل اسلام کے ہاتھ ہے۔

جز مسئلہ تکفیر اکابر امت کا تھا۔ اس کا حال تو معلوم ہو گیا۔ کہ عالی جناب خان بریلوی نے کس قدر دیانت کو کام فرمایا ہے۔ اور مسائل کو بھی اسی پر قیاس فرما لینا چاہیئے خان صاحب نے یہ ہی کیا ہے کہ صحیح مسائل کے عنوان متوحش بنا کر اہل اسلام کو اکابر امت سے بدظن کرنے کی کوشش فرمائی۔ اور جس کے مخالف ہوئے اس کو وہابی بنا دیا مگر الحمد للہ تعالےٰ کہ اب وہ وقت نہیں رہا جو اہل اسلام خان صاحب کے دھوکہ میں آئیں۔ بدعتی تو خود ہوں اور دوسروں کو وہابی لکھیں۔ ماشاء اللہ! اور آپ کون؟ اہل سنت۔ ع

برعکس نہند نام زنگی کافور

بزرگان قوم یہ بھی فرماتے ہیں کہ ایسے جھگڑے علماء کی شان کے مناسب نہیں۔ کفر تکفیر کے باب کا کھولنا قوم کی بدقسمتی کی دلیل ہے۔ مگر افسوس یہ ہے کہ کسی معاملہ میں پڑ کر سلجھاتے بھی نہیں۔

خان صاحب نے ہندوستان میں کس فرقہ کی تکفیر، تضلیل، تفسیق وغیرہ وغیرہ نہیں فرمائی۔ ہندوستان میں ان سے کون بچا ہے؟ ہم نے بقول انہیں کے برسوں تک سکوت کیا بگڑ کیا اثر ہوا؟ جس قدر علماء ہند نے توجہ نہ کی وہ سر پر چڑھتے رہے اور جہاں

کوئی کھڑا ہو گیا، گھر میں دبک گئے۔ اب اہل اسلام ہمارے ان کے درمیان صاف فیصلہ کر دیں۔ اور طرفین کی تحریر کو ملاحظہ فرمائیں۔ یکطرفہ فیصلہ ہم بھی نہیں چاہتے خان صاحب کسی کی بات مانیں یا نہ مانیں مگر ہم انشاء اللہ تعالیٰ اہل اسلام کے ارشاد سے باہر نہ ہوں گے۔

خان صاحب کے متعلق اگر ہم فرض منصبی ادا کر چکے ہیں تو ہم کو اجازت ملے کہ کیا ان کی طرف متوجہ ہوں، ورنہ جو اور بات مطلوب ہو تو اس کے پیش کرنے کو حاضر ہیں۔

حضرات علمائے دیوبند
اور
جناب مولوی کرامت اللہ خان صاحب دہلوی

خان صاحب نے اور ان کے اذناب نے یہ بھی مشہور کر رکھا تھا کہ جناب مولوی کرامت اللہ خان صاحب دہلوی بھی حضرات علمائے دیوبند کی تکفیر فرماتے ہیں اس وجہ سے ان کے معتقدین اور مریدین کو بھی اپنے ساتھ شامل فرمانا چاہتے تھے۔ خدا کا شکر ہے کہ اس نے یہ قصہ بھی طے فرما دیا۔ کہ جناب مولوی صاحب موصوف نے میرے خط کے جواب میں صاف تحریر فرما دیا کہ گو مجھ کو بعض مسائل میں حضرات دیوبند سے اختلاف ہے مگر کافر نہیں جانتا۔ اس میں خان بریلوی کے ساتھ نہیں ہوں۔

یہ امر مسلّم ہے کہ علماء میں اختلاف ہمیشہ سے ہوتا چلا آیا ہے۔ مگر خان صاحب بریلوی نے تو یہ غضب کیا تھا کہ جو ان کا مخالف ہو وہ کافر۔ ہم کو اس وقت فقط یہ ظاہر کرنا ہے کہ جناب مولوی کرامت اللہ خان صاحب ہم کو کافر نہیں جانتے۔ اور بریلوی خان صاحب کا حکم یہ تھا کہ جو حضرات علمائے دیوبند کے اکابر کو کافر نہ کہے وہ کافر۔

لہذا مولوی کرامت اللہ خان صاحب اور ان کے جملہ معتقدین اور مریدین اب ہمارے ساتھ ہیں۔ اور جو حال ہمارا وہی ان کا ہے۔ بریلوی صاحب کے نزدیک مولوی صاحب اور ان کے جملہ معتقدین بھی تکفیر کے مستحق ہو گئے۔ اور اس میں کچھ ملال کی بات نہیں۔ تمام عرب حرمین شریفین مصر و شام و دمشق کے علماء بھی خان صاحب کے نزدیک تکفیر کے مستحق ہیں۔

گویا آج کل مسلمانی کی علامت ہی یہ ہو گئی ہے کہ اُسے خان بریلوی کافر لکھیں جسے وہ کافر نہ کہیں سمجھ لو کہ دال میں کالا ضرور ہے۔ ہمارا تو یہ خیال ہے کہ جس شخص میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہے وہ اب خان صاحب کے ساتھ نہیں رہ سکتا۔ اور مسلمانوں کی تکفیر کو پسند نہ کرے گا۔ گو خان صاحب کے یہاں سے اس پر بھی تکفیر کا فتوے جاری ہو جائے۔ خان صاحب اپنے فتوے کے موافق تمام دنیا میں ایک شخص کو بھی مسلمان نہیں کہہ سکتے۔ چاہے ان کا موافق ہو یا مخالف۔ پر اب ان کے ساتھ وہی رہے گا جس پر خدائی مہر لگ چکی ہے۔

جناب مولوی کرامت اللہ خان صاحب کا خط بھر نقل ہوتا ہے۔ دیکھئے اب خانصاحب مولوی صاحب کی نسبت کیا فرماتے ہیں۔

◎

نقل خط

جناب مولوی کرامت اللہ خانصاحب دہلوی

بجواب عریضہ بندہ جس میں اکابر حضرات کے اسلام کی نسبت دریافت کیا تھا

حامدًا و مصلیًا و مسلمًا

ذوالمجد والکرم جناب مولانا مولوی مرتضیٰ حسن صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ مزاج شریف!

ٹکٹ آدھ آنہ کا واپس ہے۔ کیا طریقہ برادرانہ یہی ہے کہ ٹکٹ خط میں رکھ دیا جائے بندہ کو آدھ آنہ بھی میسر نہیں مقام تعجب ہے۔ جواب آپ کو احقر دے چکا۔ اس کو آپ مجملاً فرماتے ہیں۔ غور فرمائیں جب آپ مکرر سہ کرر فرما چکے کہ جن عقائد پر علماء حرمین شریفین نے تکفیر کی ہے۔ ہم بھی ان عقائد کو کفر جانتے ہیں۔ ہم مہر کرنے پر مستعد ہیں۔ اب کیا رہا اور کون تکفیر کا قائل ہو سکتا ہے؟ ہاں ان عبارات کا فیصلہ مولانا احمد رضا خاں صاحب سے فرمالیں۔ اگر بندہ ہی سے استفسار ہے تو احقر ان حضرات کو ہرگز کافر نہیں کہتا۔ اور نہ تکفیر کا ساتھی، اگرچہ بعض مسائل میں اختلاف ہے جس کو ہم آپ سے فیصلہ کر لیں گے۔ مگر مسئلہ تکفیر اہم الشان ہے اس میں بندہ شریک نہیں۔ اُن مسائل میں بندہ کا وہ عقیدہ ہے جو جناب شیخ الکل حضرت مرشدنا و ہادینا حاجی شاہ امداد اللہ فانی فی اللہ باقی باللہ قدس سرہم کا عقیدہ ہے اس کے خلاف کو بندہ پسند نہیں کرتا۔ والسلام

محررہ محمد کرامت اللہ عفا عنہ

مولوی صاحب نے جو خان صاحب سے عبارات کے مطالب کے فیصلہ کی نسبت لکھا ہے ہم ہر وقت مستعد اور حاضر ہیں۔ "انتصاف البری عن الکذاب المفتری" کو چھپے ہوئے زمانہ ہو گیا اس میں بھی استدعا ہے مگر خان صاحب اس طرف متوجہ ہی نہیں ہوتے اور نہ، خدا چاہے متوجہ ہو سکتے ہیں۔ اور اگر متوجہ ہوں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ اس دن کی ذلت کو بھی دیکھ لیں گے۔ الحق یعلو ولا یعلی۔

واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا ومولانا محمد واٰلہ وصحبہ اجمعین

بندہ مرتضیٰ حسن عفی عنہ

اُولٰٓئِکَ حِزْبُ الشَّیْطٰنِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّیْطٰنِ ھُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝

٭

الحمدللہ کہ تحریر بے نظیر و رسالہ عجیب و غریب بجواب اوراق مشتمل برنفاق مسماۃ "سیف العرفان" جو منجانب حزب الشیطان عرفان علی بیلپوری کے نام سے مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی نے شائع کئے تھے۔

المسمّٰی بہ

التسہیل علی الجعیل

جس میں

مولوی احمد رضا خان صاحب اور ان کے اتباع کا "نو ہزاری اشتہار" کے جواب سے عجز انہیں کے قول و فعل سے ثابت کیا گیا ہے۔ اور ایک ظفر الدین کے خط کا جواب جو بنام مولوی کاظم علی و رضا علی ہے قابل دید دیا گیا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باسمہ تعالیٰ حامداً و مصلیاً و مسلماً

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش — من انداز قدت را می شناسم

جناب مولوی احمد رضا خان صاحب آداب عرض ہے۔ یہ گرگٹ کے سے ڈھنگ بدلنے لا حاصل ہیں۔ آپ اپنے کو "عرفان علی" کہیے یا دوسرے اسم مخفی سے تعبیر فرمائیے چھپ نہیں سکتے۔

زردیٔ رنگ رخ و خشکیٔ لب را چہ علاج

آپ کی تحریر سے جو خاص سنڈاسی بدبو آتی ہے اس کو آپ کیسے چھپا سکتے ہیں؟ دوات و قلم ہاتھ میں ہے جو چاہا لکھ دیا مگر انداز بدلنا آپ کے قبضہ کی بات نہیں ہے۔ لا تبدیل لخلق اللہ۔ ہاں جناب عرفان علی صاحب یہ بھی تو فرمائیے۔ میاں عبد الغنی صاحب کا آل طنبورا کہاں ٹوٹ گیا جو آپ نے یہ مجرا بے تکا بجانا شروع کیا۔

اوّل تو یہ کس قدر نامردی اور کمزوری کی دلیل ہے کہ جس خصم کے مقابلہ میں تلوار اٹھائی جائے اس کے روبرو نہ ہوں۔ ہم کو رسائل باوجود طلب کے بھی نہ بھیجے جائیں اور معتقدین میں شائع کر کے فخر... اسی ہمت پر مقابلہ کا ارادہ ہے؟ اس کا تو خیال فرمایا ہوتا کہ آپ کے تمام معتقدین جاہل اور متعصب ہی نہیں بلکہ بہت سے بندگان خدا طالب حق بھی ہیں جو آپ کے دھوکہ میں آ گئے ہیں۔

دوسرے جناب خان صاحب ایسے پریشان و بدحواس ابھی سے ہو گئے تو آگے کو خطرہ ہی ماقطعہ ہے۔ ع

سحر ہے دور مرا رنگ فق ابھی سے ہے

ہم نے نو ہزار روپیہ کے انعام کا اشتہار دیا۔ آپ نے ایک اشتہار ظفر الدین اور دوسرا قوال خیر فعال عبد الغنی کے نام سے شائع کیا۔ اوّل میں بریلی اور ثانی میں مراد آباد نو ہزار طلب فرمائے۔ بندہ نے "القسورہ علی الحمر المستنفرہ" بجواب اوّل اور مولوی عبد الغنی

کی ہوس خام جواب اشتہار ثانی میں یہ ثابت کیا کہ دو شرطوں پر نو ہزار کا انعام تھا ان میں سے ایک شرط بھی متحقق نہیں۔ پھر انعام کیسا ؟ آپ جواب لکھنے بیٹھے تھے تو یہ ثابت فرمانا تھا کہ ہمارا متبنّٰی اور قوال فلاں وجہ سے انعام پانے کا مستحق ہے۔ اس کی نسبت تو آپ نے ایک جملہ بھی نہ لکھا، پھر جواب کس چیز کا دیا ؟

خان صاحب جب کسی تحریر کا موضوع بھی آپ کو معلوم نہیں ہوتا اور یہ بھی تمیز نہیں ہوتی کہ اس تحریر کا مقصود کیا ہے تو پھر بے سود تضیع اوقات سے کیا حاصل ؟ اب فرمایئے "سیفِ جمانت" آپ کی گردن اور آپ کے متبنّٰی کے سر اور قوال کے تال طنبورے پر پڑی یا کسی دوسرے کو بھی مضرت ہوئی۔ خان صاحب ان لکڑیوں نہیں بلکہ کاغذی تلواروں سے ابنِ شیرِ خدا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کیا پروا کرتا ہے۔ شیروں کے سامنے تلوار اٹھانی تو مشکل ہے ان کپڑوں کو پاک رکھنا بھی بہت مشکل ہے ؎

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے

یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

تیسرے جس قدر مواخذات ہم نے کئے تھے وہ بھی تسلیم فرمائے یعنی

١ : جن مضامین کفریہ کی صراحت کا دعویٰ کیا ہے وہ مضامین کفریہ ان کتابوں میں صراحۃً نہیں۔

٢ : اہلِ حرمین شریفین کو دھوکہ دے کر فتوے حاصل کیا۔

٣ : وہ فتوے صاحب "تحذیر الناس" وغیرہ پر نہیں بلکہ اس پر ہے جو وہ عقائد کفریہ رکھتا ہو۔

٤ : ہمارے حضرات ان عقائد سے پاک ہیں۔

٥ : اس فتوے کے حاصل کرنے میں خان صاحب نے گناہ کبیرہ کیا، فاسق ہوئے۔

٦ : وہ مضامین کفریہ ان کتابوں میں لزوماً بھی نہیں۔

٧ : اگر بفرض محال ہوں تو ان پر تکفیر نہیں ہو سکتی جب تک قائل کی مراد ہونا ثابت نہ

کر دیا جائے۔

۸ : معانی کفریہ قائل کی مراد ہونا، خاں صاحب قیامت تک ثابت نہیں کر سکتے۔

۹ : جس طرح خاں صاحب نے "حسام" میں فتویٰ تکفیر حاصل کیا ہے اس بنا پر وہ اور ان کی تمام جماعت اسی "حسام" کے حکم سے کافر قطعی ہے۔

۱۰ : جو خاں صاحب اور ان کے معتقدین کے کفر میں کسی طرح کسی حال شک و شبہ، تامل و تردد کرے وہ بھی قطعی کافر ہے۔

جب ان تمام امور کا جواب نہ دے سکے تو پھر جواب ہی کس امر کا دیا۔ گو حقیقت میں باقاعدہ مناظرہ جواب ختم ہو گیا۔ اور آپ اصلی بات اور اپنی ہار کو پوشیدہ فرمانا چاہتے ہیں مگر خاں صاحب یاد ہے اب تو آپ دلدل میں پھنس گئے ہیں جس قدر حرکت کریں گے قیامت تک خلاصی رستگاری نصیب نہ ہو گی سوائے تحت الثریٰ اور مقر نہیں۔ جو بات جتنی وہ تو ہم نے ظاہر کر دی مگر زائد باتوں میں بھی کہیں دل کی دل ہی میں نہ رہ جائے اس وجہ سے مختصر عرض ہے۔

آپ نے بندہ کے اس کلام پر

" اب خاں صاحب اور ان کے معتقدین بھی بول اٹھے کہ یہ عبارات ان مقدس حضرات کی نہیں یہ کفریہ مضمون مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی کے قلب و قلم کے تراشیدہ ہیں؟

اپنے نامۂ اعمال کو حسب عادت قدیم کذب خاص سے سیاہ کر کے یہ تحریر فرمایا ہے۔

" ذرا بتلایئے تو کہ اہل اسلام کی کون سی کتاب یا کس اشتہار میں شائع ہوا ہے کہ یہ مضمون کفریہ شیخ جی تھانوی وغیرہ کی "حفظ الایمان" وغیرہ میں نہیں ہیں تمام دیوبندی کتب مل کر تو اس کا ثبوت دے دے؟

جناب عالی! اہل اسلام کی تو کسی کتاب میں یا کسی اشتہار میں یہ مضمون بیشک نہیں ہے مگر جو لوگ دوسروں کی تکفیر کر کے خود ہی کافر ہو گئے ان کے کلام سے ثبوت ہم دے سکتے ہیں

ملاحظہ ہو اسی عبارت کے بعد آپ یہ تحریر فرماتے ہیں۔

"مولوی عبد الغنی صاحب نے تو صرف اتنا لکھا ہے کہ اعلیٰ حضرت کے الفاظ کتب مخالفین میں مانگتا کسی مسلم الکلام کا کام نہیں"

اس کو تو آپ نے خود بھی تسلیم فرما لیا کہ وہ عبارات ملعونہ کفریہ تو اعلیٰ حضرت ہی کی ہیں جن کی نسبت ہم نے انعام کا وعدہ کیا تھا "حفظ الایمان" وغیرہ کی نہیں ہیں۔ اور انہی کی نسبت بندہ نے یہ عرض کیا تھا کہ یہ عبارات یعنی جو پہلے مذکور ہو ئیں یعنی "ختم زمانی کا انکار" "ابلیس کا علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ ہے" یا "غیب کی باتوں کا جیسا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے ویسا ہر بچہ و ہر پاگل بلکہ ہر جانور اور ہر چارپایہ کو حاصل ہے" یا "خدا کو صاف صاف جھوٹا کہہ دیا" وغیرہ

ان مقدس حضرات یعنی صاحب "تحذیر الناس" وغیرہ کی نہیں۔ یہ کفریہ مضمون یعنی جو بھی عبارات مولوی احمد رضا خان صاحب مذکور ہوئے مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی کے قلب و قلم کے تراشیدہ ہیں۔ یہ عبارات ملعونہ خان صاحب کی ہیں یہ تو آپ کو، خان صاحب کو، عبد الغنی، ظفر الدین سب کو مسلم۔ اور ظاہر ہے کہ جب یہ عبارات کفریہ خان صاحب کے قلب اور قلم کی تراشیدہ ہوئیں تو مضمون کس کا ہوگا؟ جس کی عبارت اسی کا مضمون۔ اب رہی یہ بات کہ یہ مضمون خان صاحب کا اپنا نہ ہو بلکہ مخالفین کا مضمون اپنی عبارت میں نقل کیا ہو۔

اس کا جواب یہ ہے کہ "انتصاف البریہ" میں اسی کو طلب کیا ہے کہ جن مضامین کی صراحۃً کا دعوے کیا ہے تحذیر الناس وغیرہ میں بعبارات مذکورہ نہ دکھا سکو تو دوسری عبارت میں بطریق صراحت جو اس عبارت مذکورہ کے ہم معنی ہو دکھا دو۔ اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو یہ اقرار کرو کہ دعوے صراحت جھوٹ گناہ کبیرہ۔ تکفیر حق کی بھی وہ ناجائز۔ علماء حرمین شریفین کو دھوکہ دیا۔ پھر ان مضامین کو بطریق لزوم ہی ثابت کر دو۔ مگر تمام جماعت پر قبرستان کی

مٹی پڑ گئی، وہ ہی نکلے جو دم نکالے۔ فرمائیے! اب بھی آپ کو معلوم ہو گیا کہ الفاظ اور مضامین کا فرق کیا ہے؟

بندۂ خدا تمام عمر رسائل لکھے، سترعلم کے مجدد ہوئے مگر اردو عبارت سمجھنے کا بھی سلیقہ نہ ہوا۔ ہنوز تمیز گاؤ خر ندارد۔ عبارت آپ کی مضمون آپ کا دوسروں کی کتاب میں اُس مضمون کو صراحۃً کیا لزوماً بھی ثابت نہ کر سکو تو بندہ نے کیا بے جا لکھ دیا کہ

"یہ کفریہ مضمون مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی کے قلب اقدس کے تراشیدہ ہیں"

اس کے بعد جو آپ نے قرآن شریف کی آیات نقل فرمائی ہیں دشمن ایمان یہ تو خیال کرو کہ قرآن شریف میں جو مقولات نصاریٰ کے لکھے ہیں کیا قرآن اور ان کی ایک زبان ہے، یا قرآن شریف میں جو مضامین ان کی طرف منسوب کئے ہیں نصاریٰ اُس سے منکر ہیں، یا اُن کے وہ مقولے ثابت نہیں ہیں، یا قرآن شریف نے صراحۃً مضمون کا دعوٰے فرمایا ہے اور اُن کی کتابوں میں وہ مضامین صراحۃً تو در کنار لزوماً بھی نہیں؟ یہاں تو خان صاحب بریلوی پر یہ خدائی قہر نازل ہوا ہے کہ منقول اور منقول عنہ کی ایک زبان یا دو۔ مگر بہر دو صورت دعوٰے صراحۃً اور صراحۃً وتعیین مراد ہے موجب تکفیر اور تحذیر الناس و براہین وغیرہ میں وہ مضامین کفریہ صراحۃً تو در کنار لزوماً بھی نہیں۔ پھر کہاں قرآن پاک، کہاں بریلوی کی نجس کتاب۔ ع

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

اب اگر آپ جیسی عقل رکھنے والا لکھا یا چھپا کافر آپ سے کچھ کہے گا تو فرمائیے اس کا جواب معلوم ہو گیا یا نہیں؟

پھر آپ اللہ کا ہزار ہزار شکر اس پر فرماتے ہیں کہ ہم نے اصل عبارت تحذیر الناس وغیرہ کو تسلیم کیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ ابھی بدالیون کی دائیوں کی گود میں آغوں آغوں کھلا رہے ہیں۔ جناب اِن واقعیہ عبارات سے کس نے انکار کیا ہے اور کس کی مجال ہے جو ان پر

تکفیر کر سکے ؟

رہے اہلِ حرمین شریفین کی تکفیر، تو وہ تکفیر صاحب تحذیر الناس وغیرہ کی نہیں ہے۔ وہ درحقیقت خان صاحب کی تکفیر ہے جس نے ان حضرات کی طرف مضامین کفریہ منسوب کئے۔ علماء حرمین شریفین کے سامنے جب اوّل ایک مضمون کفریہ بیان کیا گیا، پھر ایک عبارت نقل کی گئی جس کا ماسبق و مالحق ندارد، اس کی بناء پر اگر کوئی تکفیر کر دے تو مکفر کا کیا قصور؟ اور جس کی عبارت ہے اس کو کیا مضرت ؟ روسیاہ فقط وہی ہوگا جس نے دھوکا دیا۔

اس کے بعد آپ فتویٰ مصنوعی کی نسبت تحریر فرماتے ہیں۔

اور "سیف النقی" کا الزام دیتے ہیں۔ ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ "سیف النقی" کا مصنف اپنے جوابوں کا ذمہ دار ہے۔ اگر وہ جھوٹا ہے تو بھی آپ ہی کے خاندان کے ہیں "صاحب البیت ادری بما فیھا" آپ جانیں مولوی بدر الحسن صاحب بریلوی کے پیر بھائی اور مولوی نقی علی صاحب۔ ہم تو جو حوالہ دیتے ہیں اس کے ذمہ دار ہیں۔ پھر آپ کرایہ دینے کا وعدہ فرما کر اصل فتوے دیکھنے کے واسطے بریلی طلب کرتے ہیں

اوّل آج تک ہمارے پاس نہ فوٹو پہنچا، نہ رد بھیجا۔ اب آپ کیا خاک دکھائیں گے ؟

دوسرے ؏

حضرت ناصح جو آئیں دیدہ و دل فرشِ راہ
پہلے کوئی یہ تو سمجھا دے کہ سمجھائیں گے کیا

آپ فوٹو بھی دکھلا دیں گے، اصل بھی دکھلا دیں گے، مگر یہ تو فرمائیے کہ فتوے مصنوعی نہیں ہے، کسی بدایونی یا بریلوی صناع کی کاریگری نہیں ہے۔ جناب مولانا رشید احمد صاحب قدس سرہ کے دستِ مبارک ہی کا لکھا ہوا ہے۔ اس کا ثبوت شرعی جو موجب قطع و یقین ہو دے سکیں گے یا نہیں ؟ اگر آپ ایسا کر سکیں تو کرایہ روانہ فرمائیے ہم آ جائیں

تاریخ حاضر خدمت ہونے کو تیار ہیں۔

پھر اس کے بعد آپ " تحذیر الناس " و " براہین قاطعہ " و " حفظ الایمان " کی عبارات نقل فرماتے ہیں۔ اس کی نسبت مختصراً یہ عرض ہے کہ " الشہاب الثاقب علی المسترق الکاذب " ملاحظہ ہو۔ اس میں صاف بیان کر دیا ہے کہ ان عبارات میں اُن مطالب کفریہ کی بو بھی نہیں بغور و انصاف ملاحظہ فرمایئے۔ یا " تزکیۃ الخواطر عما القی فی اطیبۃ الاکابر " کے طبع ہونے کا انتظار فرمایئے۔ اور پختہ اور سچے طالب حق ہو تو دیوبند تشریف لایئے۔ اگر طلب صادق ظاہر ہوئی تو کرایہ طرفین کا حاضر کر دوں گا۔ پھر دیکھئے آپ کو حقیقت خدا چاہے معلوم ہو جائے گی۔ اسی واسطے تو مناظرہ کی درخواست کی جاتی ہے کہ جو عبارات تحذیر وغیرہ کی ہیں آیا واقعی ان میں یہ مضامین کفریہ ہیں یا نہیں ؟ اگر سچے ہو تو باقاعدہ مناظرہ کر لو حق ظاہر ہو جائے گا۔

ہم نے میاں عبد الغنی صاحب سے بھی درخواست کی تھی کہ اگر انعام دلاتو رنج کی کیا بات ہے آپ " انصاف البری " پر گفتگو کر کے مضامین کفریہ کو صراحتہً دکھا دیں ہم توبہ کرنے کو مستعد ہیں ورنہ اقرار کر لو کہ دعوائے صراحت کذب خالص اور بریلوی کا دھوکہ ہے۔ مگر افسوس بھکہ اس مضمون پر آکر آپ کی زبان بھی گل گئی۔

یہ امر بالکل محقق ہے کہ بریلوی صاحب یا تو اعلیٰ درجہ کے جاہل ہیں کہ سمجھ کا مادہ ہی نہیں ہے یا ہٹ دھرم کہ جان بوجھ کر خود بھی تباہ ہوتے ہیں اور عالم کو بھی اپنے ساتھ گمراہ کرتے ہیں۔ تعجب پر تعجب ہے کہ آپ حضرات کتنے لمبے چوڑے دعوے کرتے ہیں مگر میدنے بھر گئے کسی میں یہ ہمت نہیں کہ " انصاف البری من الکذاب المفتری " کے مضامین پر گفتگو کر کے وہ مضامین کفریہ " تحذیر الناس " وغیرہ میں دکھا دیں ہم توبہ کر لیں گے۔ ورنہ تم اپنے کذب کا اقرار کر لینا۔ اور نہ " رد التکفیر علی الفحاش الشنظیر " میں جو " حسام الحرمین " وغیرہ کتب خان صاحب سے مولوی احمد رضا خان صاحب اور ان کے جملہ معتقدین اور جو

ان کے کفر میں شک و شبہ کرے اس کا کافر قطعی ہونا ثابت کیا ہے اس کفر کو اتحاد ہے۔

بات فقط اس قدر ہے کہ یا تو آپ ہمارا کفر "حسام الحرمین" کے کفریات سے ثابت کر دیں اور جن کی صراحت کا دعوے کیا ہے وہ مضامین کفریہ صراحتہً "تحذیر الناس" وغیرہ میں دکھا دیں ہم توبہ کر لیں گے۔

مگر یاد رکھو کہ مولوی احمد رضا خان صاحب اور ان کے اتباع اس دعوے میں بالکل جھوٹے ہیں وہ اس کو قیامت تک ثابت نہیں کر سکتے۔

جو خداوند عالم جل و علیٰ شانہٗ کو جھوٹا بالفعل کہے معاذ اللہ یا جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرے، تنقیص کرے نعوذ باللہ العلی العظیم من ہذا الکفر العظیم وہ ہمارے نزدیک کافر ہے ملعون مرتد ہے۔

جب ہمارا یہ عقیدہ ہے تو پھر یہ خبیث مضمون ہمارے کلام میں کوئی کیسے نکال سکتا ہے؟ مگر واہ رے فاضل بریلوی کہ ایک شخص کفر سے تنزیہ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ ہم اور ہمارے بڑے ان کفریات سے بری ہیں، ہم بھی ایسے شخص کو کافر کہتے ہیں جس کا یہ کفریہ عقیدہ ہو۔ مگر خان صاحب ہیں کہ فرماتے ہیں کہ نہیں تم ضرور کافر ہو۔ خدا کو نعوذ باللہ جھوٹا کہتے ہو۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دیتے ہو تم ضرور کافر ہو۔ گو تمہارا عقیدہ کفریہ نہ ہو تم ہزار مرتبہ انکار کرو کہ ہماری عبارتوں کا یہ مطلب نہیں، مگر ہم ضرور یہ کہیں گے کہ تمہارا عقیدہ ضرور کفریہ ہے۔ تمہاری عبارات کا مطلب بھی کفری مضمون ہے گو ہم ان باتوں میں سے ایک بات کو بھی ثابت نہ کر سکیں۔

بات یہ ہے کہ اس قدر کثیر التعداد مسلمان خان صاحب نہیں دیکھ سکتے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و اہل بیت نبوی سے روافض کی طرح جو خفیہ عداوت اختیاری یا اضطراری خان صاحب کو ہے وہ اجازت نہیں دیتی کہ خان صاحب امت نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ کی تعداد کو زیادہ کر دیں گو ان کے جلنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ "قُلْ مُوتُوا بِغَيْظِكُمْ"

اور یہ عداوت خاں صاحب کو زندہ ہی مسلمانوں سے نہیں ہے بلکہ وہ یہ چاہتے ہیں کہ بس چلے تو مُردوں کا بھی کفن اتار لیں۔ اور جو لوگ جنتی ہیں ان کو بھی آدم علیہ السلام کی طرح " اِنِّیْ لَکُمَا لَمِنَ النّٰصِحِیْنَ " کی قسم کھا کر نکلوا ہی دیں۔ مگر اس کا وبال اُن کی گردن پر ہوگا۔ کسی کا کچھ بھی نہیں بگڑنے کا۔ ملاحظہ ہو " انصاف البری من الکذاب المفتری "

الغرض وہ ہمارا کفر ثابت کریں یا ہم مولوی احمد رضا خاں صاحب اور ان کے جملہ اتباع اور معتقدین اور جو ان کے کفر میں کسی طرح کسی حال میں شک و شبہ کرے اس کا کفر قطعی انہیں کے " حسام الحرمین " سے ثابت کریں وہ اس کو اٹھا دیں جس کا مفصل بیان "رد التکفیر" میں ہے۔ کام کی بات یہ ہے اور فضول لغو باتوں سے کیا حاصل۔ ان فضول لغو اشتہاروں سے کچھ شنی نہیں۔ وَاللّٰہُ یُؤَیِّدُ بِنَصْرِہٖ مَنْ یَّشَآءُ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

اس کے بعد ظفر الدین صاحب کا خط بنام مولوی کاظم علی صاحب و رضا علی کا لکھا ہے۔ نہ معلوم یہ واقعہ اصلی ہے یا محض فرضی۔ کیونکہ بریلوی صاحب کا کذب ایسا محقق ہو گیا ہے کہ ان کی اگر کوئی صحیح بات بھی ہو تو بھی اعتبار نہیں ہوتا جب تک کسی دوسرے طریقے سے اس کا علم نہ ہو جائے۔

۱: اوّل تو میاں ظفر الدین وغیرہ مضغۂ گوشت کس لائق ہیں جو کچھ لکھیں۔

۲: دوسرے اگر لکھیں بھی تو انکار محض کے سوا وہاں کیا ہے۔ ہر تحریر میں بے چارے ایک ضعیف اور ناتواں خاں کا ضعف اور کمزوری ہی نظر آتی ہے۔ زیادہ تر قابل افسوس یہ امر ہے کہ سوائے ایک پرانی راگ کے اور کچھ لکھنا ہی نہیں جانتے۔ وہی ایک بات کہ چھتیس سال سے مناظرہ کی درخواست بھی جواب نہ دیا۔ حالانکہ ان لغویات کے منظم جوابات شائع ہو چکے ہیں مگر معتقدین کے بھلانے کے واسطے کوئی ذکر تحریر ہونی چاہئے۔ الغرض

یتشبث بکل حشیش ۔ تنکوں کے سہارے جان بچانا چاہتے ہیں جو نا ممکن ہے
اصل واقعہ کے متعلق تو مخاطب اگر کوئی صاحب ہیں تو وہی جواب دیں گے ہمارے متعلق جوبات
ہے اس کو لکھتے ہیں۔ صفحہ ۶ کی عبارت بتغیر یسیر حالات تو بلقائے تو پیش ہے ؎

گر قبول افتد زہے عز و شرف

اہل عقل و انصاف کے نزدیک تو مناظرہ سالہا سال سے درجہ کمال کو پہنچا ۱۳۲۶ھ
سے ابی بشیر عدو الکفار رہا ہے یہاں تک مقابلہ کیا ہے۔ مگر بریلوی مع اپنی تمام جماعت کے
صُمٌّ بُکْمٌ عُمْیٌ فَھُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ کا مصداق ہے۔ وللہ الحمد۔

پھر حسام الحرمین تشریف کی اشاعت نے تو بفضل اللہ تعالیٰ تم بعون رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم۔ حق واضح کو آفتاب سے زیادہ روشن کر دیا۔ خدا اور رسول جل وعلی وصلی اللہ علیہ
وسلم کے دشمن اور عدو اسلام والمسلمین مولوی احمد رضا خان صاحب کی خفیہ عداوت و بغاوت
و بغض و کفر و عناد کو انہیں کے مسلمات سے طشت از بام کیا۔ بفضلہ تعالیٰ عدو اسلام مع
اتباع صُمٌّ بُکْمٌ عُمْیٌ فَھُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ رہیں۔

ہر عاقل سمجھ سکتا ہے کہ کفر و ارتداد بھی کوئی سہل الزام ہے اور وہ بھی اپنے اقوال سے
اپنے مسلمات سے جس میں کسی تاویل کی گنجائش ہی نہ ہو۔ مدتوں سے اس قوت عظیمہ کے ساتھ قائم و
شائع کیا جائے کہ اگر بریلوی صاحب اور ان کے اتباع مسلمان ہیں تو میدان میں بالتخصیص اسے
کوئی بھی ان سب کفریات کو اٹھا دے۔ بت بلایا ڈالا، اشتہارات، رسائل رجسٹری کر کر
بھیجے، گھر جا کر ہزاروں کے مجمع میں اعلان دیا کہ مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی اپنے
مسلمات سے اپنے ہی کلام سے خود کافر ہو گئے "حسام الحرمین" ان کی گردن پر چل گئی، اٹھو
اگر دم باقی ہے تو مرہم پٹی کر لو۔ پھر ایسی صورتوں میں اگر ملزم میں اس کے اٹھانے کی قوت ہوتی
تو وہ کیوں دم بخود رہتے۔ "رد التکفیر" کا اشتہار بریلی وغیرہ کس جگہ نہیں پہنچا؟ اشتہار
دیئے جائیں، رسائل لکھے جائیں، مگر جواب نہیں۔ تو "رد التکفیر" کا زبان نہیں تو اس کیلئے

قلم شکستہ ہیں تو اپنے کفر اٹھانے کے لیے ہو الطفال بے خبر پہنچنے کیلئے منتخب ہوئے وہ بھی رونا
اسی کا روتے ہیں کہ ہائے " رد التکفیر " کا کوئی علاج نہیں - یہ تو وہ درد ہے کہ رونے بھی
نہیں دیتا۔ اس نے تو اکابر و اصاغر سب کو کافر بنا دیا - اور کفر بھی کیسا مسلم جو اٹھ ہی نہیں
سکتا۔ " اسکات المعتدی " کے سوالات و اعتراضات کے جوابات سے ان کو بھی بخار چڑھتا
ہے۔ دانت زبان سب بند ہو جاتے ہیں - کبھی " تحذیر الناس " وغیرہ کی عبارات تراشش
خراش کر پیش کی جاتی ہیں، کبھی علماء حرمین کو دھوکا دے کر جو فتویٰ لیا ہے اس کو پیش کیا جاتا
ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ جن مضامین کی صراحت کا دعوےٰ کیا ہے ان کو " تحذیر الناس " وغیرہ
میں دکھا دیں - اور " انتصاف البری من الکذاب المفتری " کے حملے سے جان بچے - جس
جماعت پر اس کا مسلم کفر پیش کیا جائے اور وہ اس کے جواب میں اس قدر عاجز ہو کہ ایک حرف
بھی نہ لکھ سکے اس سے زیادہ کفر تسلیم کرنے کی کیا صورت ہو سکتی ہے ؟

ملاحظہ ہو " قہر المعاد لمن تخلیف المیعاد " - " انتصاف البری من الکذاب المفتری "
" رد التکفیر علی الفحاش الشنظیر " - " الطین اللازب علی الاسود الکاذب " - " قاصمۃ الظہر فی
بلند شہر " - " رجوم المذنبین علی رؤس الشیاطین " - " الشہاب الثاقب علی المسترق
الکاذب " وغیرہ وغیرہ - کیا ظہور حق میں اب کچھ کسر باقی ہے ؟

بایں ہمہ زیادہ تسکین عوام و دہن دوزی شور الحیان خواص لیام کے لئے ادھر سے حضرت
مولانا مولوی محمود حسن صاحب تاج المحدثین - و جناب مولانا مولوی خلیل احمد صاحب صدر مدرس
مدرسہ سہارنپور - و جناب مولانا مولوی اشرف علی صاحب تھانوی دامت برکاتہم نے اپنا دستخطی
خاص مضمون مستعدی مناظرہ پر خود جہ لکھ کر بھیج دیا جو " قاصمۃ الظہر فی بلند شہر " میں چھپ
گیا ہے۔ اور پھر بریلی بھی حضرات اکابرین حضرت جناب مولانا مولوی محمود حسن صاحب - و
جناب مولانا مولوی احمد حسن صاحب امروہی - و جناب مولانا مولوی حافظ احمد صاحب ابن
قاسم العلوم والخیرات مہتمم مدرسہ عربیہ دیوبند دامت برکاتہم کی رجسٹریاں بطلب مناظرہ گئیں اور

اب تک جاری ہیں اور خدا چاہے جاری رہیں گی۔ مگر مولوی احمد رضا خاں صاحب اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْیَاءٍ اور اَجْسَادٌ بِلَا اَرْوَاحٍ میں داخل ہیں۔ نہ سانس ہے نہ اُوبال نہ ان کے معتقدین میں سے کوئی ان کو لاج دلاتا ہے کہ نام علم رکھاتے ہو، مجدد کہلاتے ہو، کفر و ارتداد کا الزام تم پر تمہارے مسلمات لازم و ثابت ہے، لگاتار تم پر تقاضے سوال ہیں، کچھ تو منہ کھولو۔ لیکن افسوس کہ آپ نے بھی کوشش کی مگر اُس مردہ جسم کی مسیحائی نہ ہو سکی اپنے جی کو اگر آپ میں کچھ ہمت ہے تو خاں صاحب کو شرم و غیرت دلا کر باہر نکال لائیے۔ پہلے تو اکابر سے گفتگو چاہتے تھے اب تو اکابر ہی کی رجسٹریاں جا رہی ہیں اب کیا عذر پیش کرو گے؟ علم سازی سے کچھ نہیں ہو سکتا۔ آدمیت سے بات کرو تاکہ کچھ نتیجہ نکلے۔ ورنہ ختم ازلی آپ کے ساتھ ہے۔

اس کے بعد آپ نے تین سوال فرمائے ہیں جن کا جواب " بَسْطُ البنان " اور " امتحان البری " ہے۔ بغور ملاحظہ فرمائیے۔ مگر دیکھئے کہیں رسائل کا نام سن کر بے ہوش نہ ہو جاؤ۔

اجی خاں صاحب! اب تو مولانا اشرف علی صاحب اور اُن کے اساتذہ کرام کی بھی رجسٹریاں آپ کے پاس جا چکیں، اب کیا سوال باقی رہ گیا ہے، اب تو مرد میدان ہی بننے سے کام چلے گا ورنہ معتقدین ہاتھ سے گئے۔ ایمان جانے کا تو آپ کو کچھ بھی خیال نہیں۔ تھا ہی کب جو جاتا، اور اگر ہوتا تو " ردّ التکفیر " کا جواب ضرور دیتے۔ مگر معتقدین کی فکر تو لازمی اور ضروری ہے۔

جناب خاں صاحب اور میاں ظفر الدین صاحب آپ نے جو یہ خط چھاپا تو اس سے کیا نفع ہوا۔ آپ نے جو بارھویں ذی الحجہ کی تحریر جس میں نو ہزار روپیہ تحصیل بریلی میں طلب فرمائے تھے اور بجواب نو ہزاری اشتہار کے لکھ کر بندہ کے پاس بذریعہ رجسٹری بھیجے تھے۔ اور اس کا جواب " القسورۃ علی ادوار الحمر الکفرۃ " بندہ نے آپ کے پاس بذریعہ رجسٹری بھیجا۔ اوّل تو بعد جواب اس تحریر کا چھاپنا فضول تھا۔ مگر معتقدین کے خوش کرنے کی غرض سے اگر طبع کرانا ضروری

تھا تو اس کے جواب کا ذکر کرنا اور جواب دینا لازم تھا۔ یہ نیا خط تو چھاپ دیا اور جس کا جواب آپ کے ذمہ تھا۔ اس کو ایسا ہضم کر گئے کہ بالکل غائب۔ یہ کیا کمزوری کی بات ہے ابھی تو خدا چاہے ہمیں بہت کچھ کرنا ہے۔ آپ اس قدر کیوں پریشان ہیں۔ آخر میں آپ کا اوّل شعر پیش کرتا ہوں ؎

سچے ہو تو کیوں ڈرتے ہو ہاں سامنے آؤ
گر اُٹھ سکے تو کفر کو تم اپنے اٹھاؤ

مگر یاد رکھو یہ ناممکن ہے۔ یہ تو آپ کے مسلمات سے عائد ہوا ہے خود کردہ را چہ علاج یا تو توبہ کرو ورنہ یہ تکفیر قبر و حشر میں بھی ساتھ نہ چھوڑے گی۔ مرکز کفر نہ بنو توبہ کرلو۔

مولوی احمد رضا خاں صاحب کے خط کا جواب " ابحاث آخرہ " کے جواب میں ملاحظہ ہو۔ خورجہ کا قصہ " قاصمۃ الظہر فی بلند شہر " میں دیکھو۔ آپ کے اعلیٰ حضرت اگر ستر ہزار بھی ایسے عرائض لکھیں گے تو خورجہ کا ماتم دور نہیں ہو سکتا ، جناب وہ تو حشر تک ساتھ ہے۔ بریلی کے خط کی کہاں تک اصل ہے ، کو بھی کچھ نہیں کہہ سکتا۔ تاہم " ابحاث آخرہ " کے جواب کو ملاحظہ فرمایئے خدا چاہے تشفی ہو جائے گی۔

خاں صاحب ! ان جھوٹی اور لغو باتوں سے معتقدین کی اب تسلی دشوار ہے۔ مراد آباد کے قصے کے متعلق بھی آپ نے اور آپ کے معتقدین نے بہت بے پر کی اڑائی ہے۔ مگر دیکھئے خدا چاہے ابھی اصل واقعہ معلوم ہونے کے بعد لوگ " لعنۃ اللہ علی الکاذبین " پڑھ کر آپ کو سنا دیں گے۔

دیکھو پھر نصیحت کرتا ہوں کہ خاں صاحب توبہ کرلو۔ جان بوجھ کر جھوٹ نہ بولو۔ پھر وہ بھی تکفیر اہل اسلام میں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا منہ دکھاؤ گے ؟

والسلام علی من اتبع الھدیٰ والصلوٰۃ والسلام علی خیر الوریٰ و بدر الدجیٰ و نور الھدیٰ وعلی آلہ وصحبہ شموس الھدایۃ ونجوم لرجوم شیاطین الغوایۃ۔

يَحْلِفُونَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوا وَلَقَدْ قَالُوا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوا بَعْدَ إِسْلَامِهِمْ وَهَمُّوا بِمَا لَمْ يَنَالُوا ـ

وہ حلف اٹھاتے ہیں کہ ہم نے نہیں کہا اور بیشک انہوں نے کلمہ کفر کہا اور اسلام کے بعد کافر ہو گئے اور انکا مقصود حاصل نہ ہوا

پ

رضاخانی جماعت کے سرگروہ مولوی احمد رضا خاں صاحب نے جو اولیاء اللہ کی طرف خلاف واقع عقائد کفریہ منسوب کر کے ان کی توہین کی تھی اس کا ثمرہ ہاتھوں ہاتھ انہیں مل گیا کہ وہ خود اپنے کفر کے جال میں پھنس گئے ۔ اور ایسے پھنسے کہ قیامت تک چھٹکارہ ناممکن ہے ۔ اسکا صحیح نقشہ رسالہ

الکفر المتبین فی الصریح المتعین

الملقب

علم وجہالت کی کسوٹی ۔ المسمی شکوہ الحاد

میں کھینچ کر صاف طور پر حضرت ابن شیر خدا مولانا سید محمد مرتضیٰ حسن صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے واضح کر دیا ہے کہ حضرت مولانا اسمٰعیل شہیدؒ کی کرامت ہے کہ خان صاحب بریلوی نے جو کفر کا جال شہید مرحوم پر پھینکا تھا خود خان صاحب ہی اس جال میں پھنس کر اپنے ہی فتوے سے کافر و مرتد ، ملعون و مردود بن گئے ۔ اللہ تعالےٰ مسلمانوں کو بچائے اس سے کہ وہ اولیاء اللہ کی توہین کریں ۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

باسمہٖ تعالیٰ حامداً و مصلیاً و مسلماً ۔

حکیم عرفان علی صاحب رضوی بریلوی نے علمائے کرام کو عموماً اور مولوی حامد رضا خان صاحب کو خصوصاً مخاطب کر کے دریافت کیا تھا کہ "رسالہ کفر و اسلام کی کسوٹی" وغیرہ میں اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی کو انہیں کے فتوے سے ایسا کافر اور مرتد ثابت کیا ہے کہ اس فتوے کے علم کے بعد جو شخص خان صاحب کے کفر و ارتداد میں شک کرے وہ بھی ویسا ہی کافر ہے جیسا کہ خان صاحب ۔ اور اس کے جواب کا بڑے زوروں سے مطالبہ تھا ۔ مگر افسوس کے ساتھ یہ ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ سالہا سال کے گزرنے کے بعد بھی اس کا جواب نہ اعلیٰ حضرت نے دیا نہ ان کے متبعین نے ۔ اس وجہ سے صاحبزادہ صاحب کو خصوصیت سے مخاطب بنایا تھا کہ وہی کچھ ہماری تسلی فرمائیں ۔ مگر نتیجہ کچھ نہ نکلا ۔ کیونکہ دارالافتاء مفتی جماعت رضائے مصطفےٰ سے ابو المعالی ابرار حسن صدیقی کے نام سے ایک اشتہار اس کے جواب میں شائع ہوا جس کا عنوان "ایک انوکھی دیوبندی سادگی" ہے ۔ اگر یہ کہا جائے کہ اس اشتہار میں ابجی معنی ہی نہیں ملائے گئے تو بے جا نہیں ۔

اس انوکھے اشتہار کا خلاصہ یہ ہے کہ "الکوکبۃ الشہابیہ" میں فقہاء کے مسلک پر مولانا شہید رحمۃ اللہ علیہ پر کفر کا فتوے دیا اور محققین فقہاء اور متکلمین کے مسلک پر کف لسان اور سکوت کیا ۔ اور "حسام الحرمین" الشریفین میں علماء متکلمین کے طور کلام ہے ۔ متکلمین کا مسلک احتیاط تھا ۔ لہٰذا مثل یزید بنا کر قائل کو مسلمان کہا نہ کافر ۔

ہمیں یہ معلوم نہ تھا کہ علمائے اہلسنت والجماعت میں بھی یہ "خنثیٰ مشکل منزلۃ بین المنزلتین"

کا مسئلہ ہے کہ کوئی شخص نہ مسلمان ہو نہ کافر۔ یہ تو کھلا ہوا اعتزال ہے۔ کہ مسلم کا قواعد شرعیہ سے کافر ہونا ثابت ہوگا تو اسے کافر کہیں گے نہ وہ مسلمان ہے۔ قائل کا نہ مسلمان کہنا نہ کافر عجیب ہٹ دھرمی کا سا دو ٹوک جواب ہے۔" اس کا مزا اس کی معلوم ہوتا ہے کہ مفتی صاحب کو اس وقت "تمہید ایمان" پر بھی نظر نہ تھی۔

ملاحظہ ہو "تمہید ایمان" ص ۴۴۔

"اور امام الطائفہ اسمٰعیل دہلوی کے کفر پر بھی حکم نہیں کرتا کہ ہمیں ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اہل لا الٰہ الا اللہ کی تکفیر سے منع فرمایا ہے جب تک وجہ کفر آفتاب سے زیادہ روشن نہ ہو جائے۔ اور حکم اسلام کے لئے اصلاً کوئی ضعیف سے ضعیف محل بھی باقی نہ رہے۔ فان الاسلام یعلو ولا یعلیٰ"

فرمایئے اس عبارت میں مولانا اسمٰعیل صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ کو مسلمان کہا یا نہیں؟ جب مسلمان کی تکفیر ناجائز ہوئی تو وہ مسلمان رہا یا نہیں؟ متکلمین کا کیا مذہب ہے؟ ایسے شخص کو مسلمان کہو یا نہ مسلمان نہ کافر؟ پھر اس سے اک اور زیادہ عجیب بات بیان فرماتے ہیں۔

"یہ لفظ کہ "جو ان کے کفر میں شک کرے کافر ہے" کوکبہ" (الکوکبۃ الشہابیہ) میں نہیں جو طور فقہی پر ہے "حسام الحرمین" میں ہے جو طور متکلمین پر ہے تو اس لفظ کو اس کتاب سے کاٹ کر اس کتاب کی عبارت سے جوڑ دینا نری جہالت و خباثت نہیں تو کیا ہے؟"

(اشتہار مذکور سطر ۱۳)

خدا کی قدرت ہے کہ آج اعلیٰ حضرت کے یہاں وہ لوگ ہیں کہ جن سے اعلیٰ حضرت کی روح کو دیوبندیوں سے بھی زیادہ صدمہ پہنچا ہوگا۔ "ایمان و کفر کی کسوٹی" میں یہ تو نہیں کہا کہ من شك فی کفرہ و عذابہ فقد کفر

"الکوکبۃ الشہابیہ" کی عبارت ہے یا اس کی عبارت کے ساتھ اس کو جوڑ کر ایک مسلسل عبارت بنائی ہو۔

یہ تو مفتی صاحب کو بھی اقرار ہے کہ دونوں فتوے اعلیٰ حضرت ہی کے ہیں۔ اور یہ بھی اعتراف ہے کہ دونوں فتووں کے ملانے سے خاں صاحب خود کافر ہو گئے۔ اگر ایک مصنف کے دو کلام دو رسالوں میں ہوں اور باہم متعارض و متناقض ہوں، اگر ان کو ملا کر تعارض و تناقض ثابت کرنا نری جہالت و خیانت ہے تو پھر اعلیٰ حضرت کا "حسام الحرمین" میں "تحذیر الناس" کا ایک فقرہ صفحہ ۱۴ کا، اور دوسرا صفحہ ۲۸ کا۔ اور تیسرا صفحہ ۳ کا لے کر ایک مسلسل عبارت بنا دینا اور پھر اس پر قائل کو کافر کہنا اور کہلوانا یہ کتنی بڑی جہالت اور خیانت اور خباثت ہوگی؟ حالانکہ "تحذیر الناس" میں اس افترائی اور غلط مضمون کے خلاف تصریح موجود ہے۔ کیا مولوی حامد رضا خاں صاحب اس مفتی کے دونوں ہاتھ قلم کرا کر خاں صاحب کی روح کو راحت پہنچائیں گے یا خود جواب کی تکلیف گوارا فرما کر اس مفتی کے قول کو صحیح ثابت کریں گے؟

نیز اس مفت کے مفتی کے کلام سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اگر یہ عبارت "الکوکبۃ الشہابیہ" میں ہو تو پھر اعتراض بالکل صحیح ہے۔ بہت اچھا۔ ملاحظہ ہو "الکوکبۃ الشہابیہ" صفحہ ۱۳ کا حاشیہ۔ فتدبر فیہ۔

افسوس! اس مفتی کو یہ بھی خبر نہیں کہ "حسام الحرمین" میں کتب فقہیہ کی عبارتیں ہیں یا علم کلام کی؟ اور یہ بھی خبر نہیں کہ فقہاء اور متکلمین میں اختلاف ہے یا نہیں؟ اور اختلاف ہے تو کیا؟ اور کہاں ہے؟ اور خاں صاحب پر جو اُن کے فتوے سے لازوال ازلی کفر لازم آیا ہے یہاں متکلمین و فقہاء متفق ہیں یا مختلف؟

لہٰذا امورِ ذیل کا جواب مولوی حامد رضا خاں صاحب خود یا ساری جماعت کی اعانت سے مل کر عنایت فرمائیں۔ ورنہ سکوت کی صورت میں اقرارِ کفر مفہوم ہوگا۔

اور خان صاحب کے بہت سے مریدین اور بھی دیوبندی ہو جائیں گے ۔ جیسے بہت سے ہو گئے ۔

بالخصوص مولوی نعیم الدین مراد آبادی جو اپنے کو خاص جانشین جناب خانصاحب کا فرماتے ہیں وہ تو ضرور ہی جواب دیں ۔ ورنہ بجائے استاذ العلماء کے کچھ اور ہی خطاب مناسب ہو گا ۔

مولوی حامد رضا خان صاحب اور سنت کے مفتی اور نعیم الدین مراد آبادی وغیرہ، عبارت ذیل کو پڑھیں اور خان صاحب کو خوب رو رو کر کوسیں کہ کوئی بھی راستہ خان صاحب نے ان کے لئے نہ چھوڑا ۔ ملاحظہ ہو "حسام الحرمین" صفحہ ۲۴

" وقد[1] قال فی البزازیة والدرر والغرر والفتاوی الخیریة ومجمع الانہر والدر المختار وغیرہا من معتمدات الاسفار فی مثل ہؤلاء الکفار من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر اھ

وقال فی الشفاء الشریف ونکفر من لم یکفر من دان بغیر ملة الاسلام من الملل او وقف فیہم او شک اھ

وقال فی البحر الرائق وغیرہ من حسن کلام اہل الاہواء او قال معنوی او کلام لہ معنی صحیح ان کان ذالک کفرا من القائل کفر المحسن اھ

وقال الامام ابن حجر فی الاعلام فی فصل الکفر المتفق علیہ بین ائمتنا الاعلام من تلفظ بلفظ الکفر یکفر وکل من استحسنہ او رضی یکفر اھ ۱

[1] حاشیہ صفحہ آئندہ ۔

پھر یہ کتابیں فقہ کی ہیں یا علم کلام کی ؟ اب " حسام الحرمین " اور " کوکبہ " میں کیا فرق رہا ؟ جیسے " کوکبہ " میں فتوے فقہاء کے قول پہ ہے ، انہیں فقہاء اور کتب کی یہ عبارات ۔ کہو کافر ہوئے یا شمل یزید ، نہ کافر نہ مسلمان ؟

بالفعل ان دس امورِ ذیل کا جواب مرحمت ہو آئندہ بعد الجواب عرض کیا جائے گا ۔

لہ حاشیہ صفحہ گزشتہ :۔ اور بے شک بزازیہ اور درر و غرر اور فتاوی خیریہ اور مجمع الانہر اور درمختار وغیرہا معتمد کتابوں میں ایسے کافروں کے حق میں فرمایا کہ جو ان کے کفر و عذاب میں شک کرے خود کافر ہے ۔ اور شفاء شریف میں فرمایا ہم اسے کافر کہتے ہیں جو ایسے کو کافر نہ کہے جس نے ملت اسلام کے سوا کسی ملت کا اعتقاد کیا ان کے بارے میں توقف کرے یا شک لائے ۔ اور بحر الرائق وغیرہ میں فرمایا جو بد دینوں کی بات کی تحسین کرے یا کہے کچھ معنی رکھتی ہے یا اس کلام کے کوئی صحیح معنی ہیں اگر اس کہنے والے کی وہ بات کفر تھی تو یہ جو اس کی تحسین کرتا ہے یہ بھی کافر ہو جائے گا ۔ اور امام ابن حجر نے کتاب الاعلام کی اس فصل میں جس میں ، وہ باتیں گنائی ہیں جن کے کفر ہونے پر ہمارے ائمہ اعلام کا اتفاق ہے ۔ فرمایا جو کفر کی بات کہے وہ کافر ہے اور جو اس بات کو اچھا بتلائے یا اس پر راضی ہو وہ بھی کافر ہے "

باسمہ تعالیٰ حامداً و مصلیاً و مسلماً

(١)

فقہاء اور متکلمین میں کیا فرق ہے؟ فتوے دینا فقہاء کا کام ہے یا متکلمین کا؟ فتوے علم کلام کی کتابوں سے دیا جاتا ہے یا کتب فقہ سے؟ ایک شخص فقیہ اور متکلم بھی ہو سکتا ہے یا نہیں؟ یہ بھی بتا دیا جائے کہ وہ فقہاء اور متکلمین کون کون حضرات ہیں جن میں اختلاف ہے؟ پھر یہ اختلاف کس درجہ کا ہے حقیقی یا لفظی؟ اگر حقیقی ہے تو جو شخص فقہاء کے نزدیک کافر ہے وہ شرعاً اور خدائے قدیر اور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے نزدیک بھی کافر ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو پھر متکلمین شرعی کافر کو مسلمان کہہ کر کیا ہوں گے؟ اگر شرعاً اور واقع اور نفس الامر میں کافر نہیں تو فقہاء کا کیا حشر ہوگا؟ اور یہ اختلاف کسی خاص صورت میں ہے یا ہر جگہ جس کو فقہاء کافر کہیں اس کو متکلمین مسلمان کہیں یا کسی صورت میں اتفاق بھی ہو سکتا ہے یا ہے تو وہ کون سی صورتیں ہیں؟ یہ مسئلہ متنازعہ فیہا یعنی شہید مظلوم کی تکفیر کس کا فرد ہے؟ اور جس کا فرد ہے اس کی وجہ بھی صاف بیان ہو تاکہ "حسام" اور "کوکبہ" میں فرق یا اتحاد بھی معلوم ہو جائے۔

(٢)

جب کسی مسئلہ میں کسی عالم سے فتوے دریافت کیا جائے تو اس کو قول مفتی بہ بیان کرنا چاہئے یا قول غیر مفتی بہ اور مرجوح؟ جس میں سلامتی، استقامت، درستی، ہدایت ہو اسی پر فتوے دینا چاہئے یا جس قول میں اس کے خلاف ہلاکت اور کھلی گمراہی اور ضلالت اور جس پر اعتماد نہ ہو؟

(٣)

اگر کوئی شخص فتوے میں وہ قول بیان کرے جس میں ایک مسلمان کو کافر کہا جائے اور

اس کو مذہب فقہاء قرار دے کر جزماً قطعاً یقیناً اجماعاً بوجوہ کثیرہ کفر لازم کہہ کر بلاشبہ جماہیر فقہاء کرام و اصحاب فتوے واکابر و اعلام کی تصریحات واضحہ پر ایسے کافر مرتد باجماع ائمہ اس کو اپنی تمام کفریات ملعونہ سے توبہ و رجوع اور از سر نو کلمہ اسلام پڑھنا فرض اور واجب بتلائے لیکن خود تکفیر کے ہمارے نزدیک مقام احتیاط میں اکفار سے کف لسان ماخوذ و مختار و مرضی و مناسب تو یہ شخص

(۱) : معتقد ہوا یا غیر معتقد ؟

۲ : اور دعوئ تقلید کر کے اس کو جماہیر فقہاء اور اصحاب فتاوے کے خلاف کرنا جائز ہے تو پھر اس میں اور عدم تقلید میں کیا فرق ہوا ؟ اور اگر ہر شخص کے لئے یہ جائز نہیں بلکہ اس کے لئے کوئی خاص شرط ہے تو کیا ہے ؟ اور کیوں ہے ؟ اور وہ شرط خان صاحب میں پائی جاتی تھی یا نہیں ؟

۳ : اگر جائز نہیں تو پھر اس کا حکم کیا ہے ؟ یہ شخص باوجود معتقد ہونے کے یوں کہے کہ میں اس مسئلہ میں بجائے فقہاء کے قول متکلمین اختیار کرتا ہوں اور وہی میرے نزدیک مختار اور مرضی اور پسندیدہ ہے ۔ تو پھر قول فقہاء کو جو اس کے نزدیک غیر مختار اور غیر مرضی اور غیر مناسب تھا ذکر کرنا اور اس پر فتویٰ دینا یا فتوے ظاہر کرنا اور اختلاف متکلمین کو اس جگہ ظاہر نہ کرنا اور یہ نہ کہنا کہ زید کا کفر اتفاقی نہیں بلکہ اختلافی ہے اس میں عوام کو دھوکہ دہی ہے یا نہیں ؟ عوام الفاظ مذکورہ سے جو زید کو ایک بڑے رسالے کے دیکھنے کے بعد جس میں معتبر کتب فتاوے اور علماء کے اقوال بلا ذکر اختلاف متکلمین مذکور ہوں جزماً قطعاً یقیناً کافر سمجھیں گے تو یہ عوام زید کو کافر کہنے میں گنہگار ہوں گے یا نہیں ؟ اور حدیث کے مطابق وہ زید کی تکفیر انہیں پر لوٹ آئے گی یا نہیں بلکہ تکفیر مفتی پر لوٹے گی ؟ اور مفتی مذکور نے جو عوام کو گمراہ کیا اس کا وبال مفتی پر ہوگا یا نہیں ؟

مفتی مذکور نے ۹۲ صفحہ کے رسالہ میں تو زید کو جمہور فقہاء اور اصحاب فتاوی کے نزدیک

کافر بتایا اور خود کافر کہنے سے احتیاط کی۔ مفتی کی رائے کو پوچھتا کون ہے؟ وہ تو فقہاء کا فتوے دریافت کرتے تھے ان کی نسبت وہ جزئیل الفاظ تکفیر لکھ دیئے کہ خدا کی پناہ۔
پھر برسوں کے بعد اپنے رسالہ میں فقہاء اور متکلمین کے اختلاف کو ذکر کیا۔ دوسرے رسائل میں اختلاف کو ذکر کرنا جن کو عوام شاید مدت العمر بھی نہ دیکھیں۔ یہ رسالہ لکھنا اس تلبیس اور عوام کو گمراہ کرنے کا تدارک ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اور جمہور فقہاء کے نزدیک یہ مفتی کافر ہوگا یا نہیں؟ نہیں تو کیوں؟ جو شخص جس کے نزدیک جزماً قطعاً یقیناً کافر ہے اس کو اگر یہ مفتی کافر نہ کہے گا تو " من شك فی کفرہ و عذابہ فقد کفر " کے تحت میں یہ مفتی خود کیوں کافر نہ ہوگا؟ ورنہ جزماً اور قطعاً بھی اگر موجب تکفیر نہیں تو پھر "وحی" تھوڑے ہی آئے گی۔ یہ بھی بتایا جائے کہ کسی کلام کا جزماً قطعاً یقیناً انکار ضروریات دین ہونا یا اس کا لازم آنا یہ کیسے پہچاننا چاہئے؟ ایک شخص کہے کہ اس کلام میں قطعاً انکار ضروریات دین ہے یا انکار کو مستلزم ہے اور دوسرا کہے کہ ہرگز نہیں تو اس کا فیصلہ کیسے ہو، ہر شخص کی جو رائے ہو اس پر عمل کرے یا کوئی معیار ہے تو کیا ہے؟ غور سے بیان فرمایا جائے۔

(۴)

فقہاء اور متکلمین میں ایسے مسلمان کے بارے میں جس سے کلمہ کفر صادر ہو اختلاف کس کتاب میں بیان کیا گیا ہے؟ اس کا حوالہ مع صفحہ و سطر بیان کر کے یہ بتایا جائے کہ وہ اختلاف کیا ہے؟

خان بریلوی اور اس کے اتباع کے بیان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر کسی مسلمان سے کوئی کلمہ کفر سرزد ہو جس کے ظاہری معنی کفر کے ہوں، اگر اس میں کوئی احتمال بعید صحیح بھی ہو مگر یہ صریح کلمہ کفر اپنے معنی کفر ہی میں آپ متعین نہ ہو کہ اس میں کوئی احتمال بعید صحیح صحیح نہ ہو تو اس کلمہ کی وجہ سے فقہاء تو اس مسلمان کو کافر کہیں گے اور متکلمین کافر نہ کہیں گے۔

Scanned by CamScanner

اس سے امورِ ذیل قابلِ جواب ہیں۔

۵

خان صاحب "تمہید ایمان" صفحہ ۳۵۔ سطر ۸ میں فرماتے ہیں۔ "شرح فقہ اکبر" میں ہے۔

"قد ذکروا ان المسئلۃ المتعلقۃ بالکفر اذا کان لہا تسع وتسعین احتمالاً للکفر واحتمال واحد فی نفیہ فالاولی للمفتی والقاضی ان یعمل بالاحتمال النافی[1]"

فتاوٰے خلاصہ و جامع الفصولین و محیط و فتاوٰی عالمگیریہ وغیرہ میں ہے۔

"اذا کانت فی مسئلۃ وجوہ توجب التکفیر ووجہ واحد یمنع التکفیر فعلی المفتی والقاضی ان یمیل الی ذالک الوجہ ولا یفتی بکفرہ تحسینا للظن بالمسلم ثم ان کانت نیۃ القائل الوجہ الذی یمنع التکفیر فہو مسلم وان لم یکن لا ینفعہ حمل المفتی کلامہ علی وجہ لا یوجب التکفیر[2]"

---

[1] ترجمہ:۔ جو مسئلہ کہ کفر کے متعلق ہے اس کے متعلق "شرح فقہ اکبر" میں یہ ذکر کیا گیا ہے کہ جب کسی مسئلہ میں ننانوے وجہ کفر کی ہوں اور ایک وجہ کفر کی نفی پر۔ تو مفتی اور قاضی کو بہتر ہے کہ وجہ نفی کفر پر عمل کرے۔

[2] جب کسی مسئلہ میں بہت سی وجہیں کفر کو واجب کرتی ہوں اور ایک وجہ کفر کو منع کرتی ہو تو مفتی پر واجب ہے کہ رجعت کرے اس وجہ کی طرف۔ اور کافر ہونے پر فتوٰے نہ دے کیونکہ مومن کا مومن کے

بقیہ حاشیہ بر صفحہ آئندہ

اسی طرح فتاوٰی بزازیہ و بحر الرائق و مجمع الانہر و حدیقۂ ندیہ وغیرہا میں ہے۔

تاتارخانیہ و بحر و سل الحسام و تنبیہ الولاۃ وغیرہا میں ہے۔

• لا یکفر بالمحتمل لان الکفر نہایۃ فی العقوبۃ فیستدعی نہایۃ فی الجنایۃ ومع الاحتمال لا نہایۃ[لہ]

بحر الرائق و تنویر الابصار و حدیقۂ ندیہ و تنبیہ الولاۃ وغیرہا میں ہے۔

• والذی یحرر ان لا یفتی بکفر مسلم امکن حمل کلامہ علی محمل حسن[۲] پھر صفحہ ۳۷ سطر ۳ پر ہے۔

"تو کیوں کر ممکن کہ علماء باوصف ان تصریحات کے کہ ایک احتمال اسلام بھی نافی کفر ہے۔ جہاں بکثرت احتمالات سلام موجود ہیں حکم کفر لگائیں لاجرم اُس سے مراد وہی خاص احتمال کفر ہے۔ مثل ادعائے علم ذاتی وغیرہ ورنہ یہ اقوال آپ ہی باطل اور ائمہ کرام کی اپنی ہی تحقیقاتِ عالیہ کے مخالف ہو کر خود ذاہب و زائل ہوں گے۔ اس کی تحقیق جامع الفصولین و ردالمحتار و حاشیہ علامہ نوح و ملتقط و فتاوٰی حجہ و تاتارخانیہ و

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) کے متعلق گمان نیک ہونا چاہیئے۔ پھر اگر قائل کی نیت ہی وہ وجہ ہے کہ جو کافر کہنے کو منع کرتی ہے تو وہ شخص مسلمان ہے۔ اور اگر قائل کی یہ نیت نہ ہو تو مفتی کو اس کے کلام کا محمل کر لینا ایسی وجہ پر جو تکفیر کو واجب نہیں کرتی ہے اس شخص کے واسطے کچھ نافع نہیں ہے۔

[۱] احتمال کی بناء پر کافر نہیں کہا جائے گا کیوں کہ کفر انتہا درجہ کا عذاب ہے اور اس کے واسطے انتہا درجہ کا جرم ہونا چاہیئے اور انتہا درجہ کا جرم جب ثابت ہوگا کہ جب اور کسی بات کا احتمال نہ ہو۔

[۲] کلام کے واسطے محمل حسن ہوتے ہوتے ایک مسلمان پر کفر کا فتوٰے دینے سے گریز چاہیئے۔

مجمع الانہر و حدیقۂ ندیہ و سل الحسام وغیرہا کتب میں ہے۔ نصوص عبارات رسائل علم غیب مثل "اللؤلؤ المکنون" وغیرہا میں ملاحظہ ہوں۔ وباللہ التوفیق۔ یہاں صرف "حدیقۂ ندیہ شریف" کے یہ کلمات شریفہ بس ہیں۔

"جمیع ما وقع فی کتب الفتاوی من کلمات صرح المصنفون فیہا بالجزم بالکفر یکون الکفر فیہا محمولا علی ارادۃ قائلہا یعنی علوا ب الکفر واذا لم تکن ارادۃ قائلہا ذالک فلا کفر الخ مختصرا"

یعنی کتب فتاوی میں جتنے الفاظ پر حکم کفر کا جزم کیا ہے ان سے مراد وہ صورت ہے کہ قائل نے اس سے پہلوئے کفر مراد لیا ہو۔ ورنہ ہرگز کفر نہیں۔ اھ۔

یہی "تمہید ایمان" کی عبارات ہیں جو متکلمین کے طور پر لکھی گئی ہے۔ یہ عبارات فقہیہ ہیں یا کتب کلامیہ کی؟ ان کے مصنف فقہاء ہیں یا متکلمین؟ یہ مذہب فقہاء ہے یا متکلمین یا متفق علیہ؟ یہ عبارات ہیں جن سے بوضاحت یہ ثابت ہو گیا کہ فقہاء علیہم الرحمۃ وہی فرماتے ہیں جو متکلمین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین فرماتے ہیں۔ پھر اختلاف کیا ہے؟ مسلمان کے کلام میں جب ادنیٰ سے ادنیٰ اور ضعیف سا ضعیف احتمال بھی فقہاء کے نزدیک حکم کفر کی اجازت نہیں دیتا تو اس کے بعد احتیاط کا کون سا مرتبہ ہے جس کو خان صاحب اور ان کے اتباع متکلمین کی طرف منسوب کرتے ہیں؟

کیا یہ مطلب ہے کہ مسلمان سے اگر کوئی کلمہ کفریہ سرزد ہو اور اس میں کوئی احتمال ضعیف سے ضعیف بھی جس کو الفاظ متحمل نہ ہوں سلام کا نہ پایا جائے تو پھر بھی کسی احتمال کی بناء پر گو وہ بالکل غلط اور قطعاً باطل ہو متکلمین ایسے شخص کی تکفیر بھی نہ کریں گے؟ تو اب

تو دنیا میں کوئی مسلمان کافر ہی نہ ہو سکے گا۔ خان صاحب ہی فرماتے ہیں۔

تمہید ایمان ، ص ۳۰ ، سطر ۱۲ ، "ضروری تنبیہ"

" احتمال وہ معتبر ہے جس کی گنجائش ہو۔ صریح بات میں تاویل نہیں سنی جاتی ورنہ کوئی بات بھی کفر نہ رہے۔ مثلاً زید نے کہا خدا دو ہیں۔ اس میں یہ تاویل ہو جائے کہ خدا سے بحذف مضاف حکم خدا مراد ہے یعنی قضا دو ہیں۔ مبرم اور معلق۔ جیسے عمرو کہے میں رسول اللہ ہوں۔ اس میں یہ تاویل گڑھ لی جائے کہ لغوی معنی مراد ہیں یعنی خدا ہی نے اس کی روح بدن میں بھیجی ہے۔ ایسی تاویلیں زنہار مسموع نہیں "

جملہ اہل بدعات خصوصاً مولوی حامد رضا خان صاحب اور مولوی نعیم الدین مراد آبادی وغیرہ غور سے جواب دیں کہ صریح متعین ہے یا متبین ؟ دروغ گو را حافظہ نباشد کیسا سچا مقولہ ہے ؟

معلوم ہوا کہ خان صاحب کے نزدیک صریح متبین میں بھی تکفیر قطعی ہے اور تاویل کا احتمال ہرگز مسموع نہیں۔ پھر خان صاحب جو ازلی کفر سے بچنے کے لئے متکلمین کی آڑ لیتے ہیں وہ بتائیں کہ وہ متکلمین کا کون سا قول ہے جس سے انکا کفر رفع ہو سکے ؟ خان صاحب نے اس کلام میں احتمال معتبر اور غیر معتبر کی خود تصریح فرما دی ہے۔ اب خان صاحب کا حاصل یہ نکلتا ہے کہ فقہاء کے نزدیک کلمات غیر صریحہ میں بھی اگرچہ وہ اپنے معنی کفریہ میں ظاہر نہ ہوں تکفیر ہے بخلاف متکلمین کے کہ ان کے نزدیک تکفیر کے لئے کلمات کا معنی کفریہ میں صریح یعنی ظاہر اور متبین ہونا شرط ہے متعین ہونا شرط نہیں کہ معنی غیر کفریہ کا احتمال ہی نہ ہو بعید ہو یا قریب۔ فافہم وتدبر۔

بہت غور سے جواب دیا جائے۔ اس " ضروری تنبیہ " نے خان صاحب کے کفر پر پوری تصریح کر دی۔ اب کون ہے جو خان صاحب کو کافر نہ کہے ؟ اور کیوں نہ کہے

جب وہ خود تنبیہ فرما رہے ہیں ؟ تنبیہ سے متکلمین کا مذہب وہ ہو گیا جو فقہاء کی طرف منسوب تھا؛ در فقہاء کا مذہب دمعلوم کیا فرمائیں گے ؟

—— " شفا شریف " میں ہے۔

" ادعاء التاویل فی لفظ صراح لا یقبل "

صریح لفظ میں تاویل کا دعوٰے نہیں سنا جاتا۔

—— " شرح شفاء قاری " میں ہے۔

ھو مردود عند القواعد الشریعۃ۔

ایسا دعوٰے شریعت میں مردود ہے۔

—— " نسیم الریاض " میں ہے۔

لا یلتفت لمثلہ ویعد ھذیانا۔

ایسی تاویل کی طرف التفات نہ ہو گا اور وہ ہذیان سمجھی جائے گی۔

—— فتاوٰی خلاصہ وفصول عمادیہ وجامع الفصولین وفتاوٰی ہندیہ وغیرہا میں ہے۔

" واللفظ للعمادی قال انا رسول اللہ اوقال بالفارسیۃ من پیغمبرم یرید بہ من پیغام می برم یکفر "

یعنی اگر کوئی شخص اپنے آپ کو اللہ کا رسول یا پیغمبر کہے اور یہ معنی لے کر میں پیغام پہنچاتا ہوں، قاصد ہوں تو وہ کافر ہو جائے گا، یہ تاویل نہ سنی جائے گی۔ فاحفظ الخ "

(تمہید ایمان صفحہ ۳۷، ۳۸)

خان صاحب فرماتے ہیں۔

" یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ ان الفاظوں میں باوجود گنجائش ہونے کے

تاویلات کا اعتبار نہیں:

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خان صاحب کا مذہب تکفیر کے بارے میں فقہاء سے بھی بڑھ کر ہے کہ باوجود تاویل کے محتمل ہونے کے بھی قائل کی تکفیر ضروری ہے اور تاویل مسموع نہیں۔ باوجود تعارض صریح ہونے کے اب خان صاحب کے کفر سے بچنے کی کیا صورت ہے؟ ورنہ متکلمین اور فقہاء کے مذہب میں کوئی فرق باقی نہیں رہتا۔ اور چونکہ خان صاحب اپنا مذہب متکلمین کا مذہب بتاتے ہیں تو لازم آیا کہ بہ نسبت متکلمین کے فقہاء تکفیر میں بہت زیادہ احتیاط فرماتے ہیں کہ وہ صریح محتمل میں تکفیر نہیں کرتے۔ اور متکلمین کے نزدیک صریح متبین میں تاویل مسموع ہی نہیں۔ وہ تو خان صاحب کے فرمانے کے مطابق بے دھڑک قطعی کفر کا فتوےٰ دے کر خان صاحب کی پلٹی بھی اسی کے ساتھ رواں فرماتے ہیں۔ یہ سب نتائج بدعت ملعونہ کے اتباع کے ہیں۔ علم دین اور بدعت کا جمع ہونا محال ہے۔ العیاذ باللہ العظیم۔

"صریح متبین" و "صریح متعین" کے لفظ سنے تھے معنی کی اب تک بھی خبر نہیں۔ اب علمیت معلوم ہوگی۔

(۶)

اگر بفرض محال کوئی بدعتی بریلوی یا غیر بریلوی رضا خانی وغیرہ آنکھوں پر پٹی باندھ کر اس نمبر کا جواب گو بالکل غلط ہو، دے تو پھر قابل عرض یہ ہے کہ "الکوکبۃ الشہابیہ" کے صفحہ ۱۲ سطر ۳ پر فرماتے ہیں۔

"مگر اس مدعی اسلام بلکہ مدعی امامت کا کلیجہ چیر کر دیکھئے کہ اس نے کس جگر سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت بے دھڑک یہ صریح سب و دشنام کے لفظ لکھ دیئے اور روز آخر اللہ عزیز غالب قہار کے غضب عظیم و عذاب الیم کا اصلاً اندیشہ نہ کیا۔

مسلمانو! کیا ان گالیوں کی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع نہ ہوئی یا مطلع ہو کر اُن سے اُنہیں ایذاء نہ پہنچی؟ ہاں ہاں واللہ واللہ اطلاع ہوئی۔ واللہ واللہ انہیں ایذاء پہنچی۔ واللہ واللہ جو انہیں ایذاء دے اس پر دنیا و آخرت میں اللہ جبار و قہار کی لعنت اس کے لئے سخت کا عذاب شدت کی عقوبت الخ۔"

اس عبارت سے امور ذیل ظاہر ہوتے ہیں۔

۱ : خان صاحب کے نزدیک مولانا اسماعیل صاحب شہید مرحوم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بے دھڑک صریح گالیاں دیں۔

۲ : ان گالیوں کی سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو قطعاً و یقیناً اطلاع ہوئی۔

۳ : روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان گالیوں سے قطعاً ایذاء پہنچی۔

۴ : یہ کلام اگر گالیوں میں صریح بھی نہ ہوتا۔ مگر پھر بھی قائل کی مراد اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں ہی دینی ہیں۔ کیونکہ اگر مراد گالیاں نہ ہوتیں تو نہ آپ کو (صلی اللہ علیہ وسلم) گالیوں کی اطلاع ہوتی نہ اطلاع کے بعد ایذاء۔

اور ایسی صورت میں تو کلام کیسا ہی ہو سب فقہاء۔ اور متکلمین متفق ہیں کہ جب قائل کی مراد گالیاں ہیں تو قائل قطعاً کافر ہے۔ ایسے شخص کی جو تکفیر نہ کرے وہ بھی باتفاق ائمہ جزماً و قطعاً و یقیناً کافر ہے۔ جس کا فرد اول و آخر صریح قبیین و متعین بظاہر فقط ایک خان بریلوی ہی ہیں۔ اور پھر ان کے بعد اتباع کا حصہ ہے۔ دیکھیں اب اس کفر کو بریلوی کس طرح اٹھا سکتے ہیں؟ سچ ہے جو اللہ کے اولیاء سے دشمنی کرتا ہے اللہ اس سے خود لڑتا ہے۔ مولانا اسماعیل شہید ؒ کو کافر کہنے کا یہ ہاتھوں ہاتھ ملا ہے آخرت کی خبر خدا جانے۔

۵ : خان صاحب کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب جمیع ماکان و ما یکون

کا بالفعل ہے اور علم بھی تفصیلی۔ اور تفصیلی بھی تام جس میں غلطی کا احتمال نہیں۔

تو اب قائل کی گالیوں کا جب اس نے گالیاں دی ہیں آپ کو (صلی اللہ علیہ وسلم) تو ضرور علم ہونا چاہئے۔ (یہ مسئلہ علم غیب صحیح ہو یا غلط یہاں اس کی بحث نہیں۔ یہاں تو یہ بات ثابت کر کے کہ خان صاحب کے نزدیک یہ کلام باوجود صریح گالی ہونے کے قائل کی مراد اس سے گالی ہی ہے جس کا علم سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی "عالم الغیب" ہونے کی وجہ سے اُن کے نزدیک ہے اور ضرور ہے)۔

اب دریافت کرنا یہ ہے کہ خان صاحب کو اس کا علم کیسے ہوا کہ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی ان گالیوں کی اطلاع ہوئی۔ اور اطلاع ہو کر ایذا پہنچی۔ اس کی صورت صرف یہ ہے کہ خان صاحب کو اس کلام کا گالی ہونا اور پھر گالی کا مراد ہونا یہ دونوں امر ایسے قطعی ہیں کہ جن پر خان صاحب بار بار قسمیں کھاتے ہیں۔ فرمائیے اب خان صاحب کو کیا چاہئے تھا؟

اگر خان صاحب میں رائی کے لاکھویں کروڑویں حصہ کے برابر بھی ایمان ہوتا تو ان کا پہلا فرض تھا کہ قائل کی تکفیر کرتے اور اسے کافر کہتے۔ کیونکہ خود ہی فرماتے ہیں۔

"جب صاف صریح انکار ضروریات دین و دشنام دہی رب العالمین و سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اجمعین آنکھ سے دیکھیں تو اب بے تکفیر چارہ نہ تھا کہ اکابر دین کی تصریحیں سن چکے۔ من شك فى عذابه وكفره فقد كفر۔ جو ایسے کے معذب و کافر ہونے میں شک کرے خود کافر ہے۔ اپنا اور اپنے دینی بھائیوں عوام اہل اسلام کا ایمان بچانا ضرور تھا۔ لاجرم حکم کفر دیا اور شائع کیا۔"

(تمہید ص ۴۴)

خان صاحب! آپ کے پاس اور ایمان؟ آپ اور اہل اسلام کے ایمان بچانے کی

فکر فرمائیں !! چیل کے گھونسلے میں اور ماس !!!

(۷)

غرض یہ نہیں کہ معاذ اللہ مولانا اسمٰعیل صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ کافر ہیں انہیں کافر کہنا ضروری تھا خان صاحب نے انہیں کافر کیوں نہ کہا۔ بلکہ شہید مرحوم تو ایسے پکے اور سچے مسلمان ہیں کہ دیکھو جس نے انہیں فقہاء کے نزدیک ہی کافر بتایا وہ جھوٹا خود اپنے اقرار سے ایسا کافر ہوا کہ وہ تو کیا اس کی ستر پشتیں بھی اس کے اس سیاہ کفری ٹیکہ کو دھو نہیں سکتیں۔ بلکہ اب اگر خود خان صاحب کو کافر نہ کہیں گے تو وہ بھی خان صاحب کے ساتھ کافر ہو جائیں گے۔ من عادی لی ولیا فقد اذنته بالحرب۔ او کما قال۔

غرض یہ ہے کہ جب شہید مرحوم نے خان صاحب کے علم میں سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایسی غلیظ اور ناپاک گالیاں دیں کہ مخالفین اسلام بھی وہ گالیاں نہیں دے سکتے اور ایسی ناپاک گالیاں کسی اسلامی زبان یا قلم سے نہیں نکل سکتیں اور خان صاحب کو ان صریح گالیوں کا اس درجہ یقین اور علم ہے کہ جس پر بار بار قسمیں کھاتے ہیں۔ تو ان میں اگر ایمان کا شائبہ بھی ہوتا تو اس قائل کی تکفیر کرتے نہ کہ اس کو کافر نہ کہنا اپنا دین اپنا ایمان اور احتیاط سمجھتے۔

" تمہید " صفحہ ۴۲ پر لکھتے ہیں کہ۔

" علماء محتاطین انہیں (یعنی مولانا اسماعیل صاحب کو) کافر نہ کہیں۔ یہی صواب ہے۔" وهو الجواب وبه يفتى وعليه الفتوى وهو المذهب وعليه الاعتماد وفيه السلامة وفيه السداد " یعنی یہی جواب ہے اور اسی پر فتوےٰ ہوا اور اسی پر فتوےٰ ہے اور یہی ہمارا مذہب اور اسی پر اعتماد اور اسی میں سلامت

اور اسی میں استقامت الخ :

جو شخص کسی کے نزدیک سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بے دھڑک صریح گالیاں دے اور اس سامع کو یہ بھی یقین ہو کر کہنے والے کی مراد بھی گالیاں ہی ہیں اور ان گالیوں کی سرورِ عالم صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم کو خبر بھی ہوئی اور خبر ہو کر ایذا بھی پہنچی ۔ اور ان تمام واقعات کی اس سامع کو بھی خبر ہو جس پر وہ بار بار قسمیں کھاتے اور پھر بھی وہ سامع یہ کہے کہ میرا مذہب یہی ہے کہ اس گالی دینے والے کو کافر نہ کہو ۔ یہی صواب ہے یہی جواب اور اسی میں سلامت اور استقامت ہے ۔ تو علمائے دیوبند اور جملہ اہلِ اسلام اوّل سے آخر تک یہی کہتے ہیں اور یہ ہی کہیں گے کہ اس صواب اور جواب اور فتوے اور اعتقاد پر خدائے قہار اور اس کے انبیاء، اور مرسلین اور ملائکہ مقربین اور سمٰوٰت والارض وما فیہا سب کی لعنت ۔

اب سب مل کر اس لعنت کو اٹھائیں (بتلاؤ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بریلویوں کو محبت ہے یا دیوبندیوں کو ؟) اور یا صاف اقرار کرو کہ ہمارے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم کو العیاذ باللہ قطعاً گالیاں دیں اور برا کہا گیا ، مگر یہ کفر نہیں ہے بلکہ رضاخانی جماعت کا عین ایمان اور مذہب یہی ہے ۔

الا لعنۃ اللہ علی الظالمین ؛

(۸)

کلام مذکور کا خان صاحب کے نزدیک صریح گالی ہونا اور پھر مرادِ متکلم ہونا اور فقہاء اور متکلمین کا باتفاق اس کو کفر کہنا اور جو قائل کے کفر اور ارتداد میں شک کرے یا احتیاط کرے اس کا باتفاق فقہاء، اور متکلمین کافر ہونا خان صاحب ہی کے کلام سے اس طرح سے ثابت کیا گیا کہ خان صاحب کے نزدیک اس شہادت میں سرورِ عالم صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم بھی شریک ہیں ۔

خان صاحب کی ازلی جزمی قطعی تکفیر کے لئے یہ عبارت جزماً قطعاً یقیناً کافی وافی ہے لیکن بمقتضائے "ظُلُمَاتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ"۔ یہاں تو کفر کی منڈی ہے۔

اس عبارت سے قطع نظر خان صاحب "الکوکبۃ الشہابیہ" صفحہ ۳۳، سطر ۲ پر فرماتے ہیں۔

"اور انصاف کیجئے تو اس کھلی گستاخی میں کوئی تاویل کی بھی جگہ نہیں" انتہیٰ

یہاں تو خان صاحب نے بالکلیہ تاویل ہی کی نفی فرما دی۔ یعنی اس کلام میں بجز کھلی گستاخی اور دشنام دہی اور گالی کے کوئی قریب و بعید تاویل ہو ہی نہیں سکتی اس بنا پر یہ کلام صریح متعین ہوا کہ جس کے کفر ہوتے میں فقہاء اور متکلمین دونوں متفق ہیں۔ اب یہ عذر کہ خان صاحب نے فتوےٰ فقہاء کے مذہب پر دیا تھا اور احتیاط متکلمین کے مسلک پر فرمائی تھی۔ بالکل غلط اور محض افتراء ثابت ہوا۔ "الکوکبۃ الشہابیہ" فقہاء کے مسلک پر ہے "حسام الحرمین" متکلمین کے مذہب پر وہاں فقہاء کا مذہب بیان کیا، وہاں "من شك في عذابه وكفره" کب کہا تھا جو خان صاحب کافر ہوں۔

یہ غلط تاویلیں سب باطل ہو گئیں۔ خان صاحب یہاں کہیں یا نہ کہیں دنیا کہتی ہے، تمام امت کہتی ہے کہ جو سرورِ عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو گالی دے اور کلام صریح متعین ہو اس میں تاویل کی گنجائش نہیں۔ کہنے والا مردود، کافر۔ جو اسے کافر نہ کہے وہ مردود بھی کافر ہے۔

جب خان صاحب کے نزدیک یہ کلام توہین سیدالانام علیہ التحیۃ والسلام میں صریح متعین ہے تو یہاں فقہاء اور متکلمین میں اختلاف ہے کہاں؟ جو متکلمین کے دامن میں خان صاحب کو جگہ ملے۔ اب تو خان صاحب اپنے اقرار سے فقہاء اور متکلمین کے باجماع سب کے نزدیک ایسے کافر ہوئے کہ جو ان کے کفر میں بھی شک اور تردد کرے

وہ بھی کافر ہے۔ واہ خان صاحب واہ ؏

ہم تو ڈوبے ہیں مگر تم کو بھی لے ڈوبیں گے

خود تو گئے ہی تھے متعلقین کو بھی اپنے ساتھ لیا۔

(۹)

شاید اس جگہ کسی کو یہ شبہ ہو کہ خان صاحب کے موافقین ہی نہیں بلکہ مخالفین میں ابن شیر خدا کرم اللہ تعالٰی وجہہ جو خان صاحب پر ان کا اقراری کفر ثابت کرتے ہیں وہ بھی خان صاحب کو کافر نہیں کہتے تو پھر اس حساب سے تو وہ بھی کافر ہوئے ؟

فما ہو جوابکم ۔ فہو جوابنا ۔

یہ شبہ رضا خانی جب بہت عاجز ہوتے ہیں تو پیش کرتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت کا تو اسلام مسلّم ہے پھر اس میں گفتگو لا حاصل ہے۔

سو یاد رہے کہ ابن شیر خدا خان صاحب کو صرف اس بنا پر کافر نہیں کہتے کہ وہ خان صاحب کو اعلیٰ درجہ کا جھوٹا اور کذاب سمجھتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ میرے نزدیک جو افترات خان صاحب نے حضرت شہید مرحوم اور حضرات اکابر دیوبند پر باندھے ہیں خان صاحب کو جیسے اپنے وجود کا یقین ہے ویسے ہی اس کا بھی یقین ہے کہ یہ اکابر ان الزامات سے بالکل بری اور پاک ہیں اور ان کے صحیح کلاموں کے جو معنی خان صاحب نے بیان کئے ہیں وہ معنی بھی قطعاً غلط اور باطل ہیں۔ نہ وہ معنی کہنے والوں کی مراد، اور نہ کلام میں ان کا احتمال ۔ لیکن محض اپنی دنیاوی غرض کی بنا پر خان صاحب نے اپنے دین کو ان اکابر کی مخالفت سے تباہ کیا ہے۔ ورنہ وہ اکابر اور ان کے کلام ان غلط معنی سے خان صاحب کے نزدیک بھی بالکل بری اور پاک ہیں۔ اس صورت میں خان صاحب کا گو کذب و جھوٹا ہونا تو ثابت ہو گا مگر کفر سے بچ جائیں گے۔ لیکن جیسے ان کا اسلام ثابت ہو گا۔ اکابر دیوبند سے بھی جملہ اعتراض رفع ہو جائیں گے۔ اور جیسے وہ واقع میں

پکے سچے سنی حنفی مسلمان ہیں خان صاحب کے نزدیک بھی ان کا ایسا ہی ہونا ثابت ہو جائے گا۔ جو خان صاحب اور ان کے اتباع کے لئے جہنم میں جانے سے زیادہ دشوار ہے۔ ورنہ اگر خان صاحب کو ان اقوال میں سچا سمجھا جائے جیسے کہ ان کے اتباع اور معتقدین کا خیال ہے تو پھر خان صاحب کا کافر ہونا قطعی اور یقینی ہے۔ اور پھر وہ ایسے ہی کافر ہیں کہ جو ان کے کفر میں شک کرے وہ خود کافر ہے۔ لہٰذا چونکہ معتقدین خان صاحب ان کو سچا ہی نہیں بلکہ نہایت سچا اور "مجدد مائۃ حاضرہ" اور کیا کیا جانتے ہیں۔ اس وجہ سے اب خان صاحب اور ان کے معتقدین قطعاً کافر ہو گئے۔ بس اگر وہ اپنے کو مسلمان ایمان دار جانتے ہیں اور ایمان کی ان کے نزدیک کچھ قدر ہے تو خان صاحب کا اور اپنا ایمان ثابت کریں ورنہ محض دعوے سے کچھ نہیں ہوتا۔ وہ کافر اور ان کو مسلمان جاننے والا بھی ان کے ہی فتوے سے کافر ہو گیا۔

(۱۰)

بیان سابق کی تصدیق یہ ہے کہ خان صاحب اور ان کے معتقدین اگر واقع میں سچے ہیں اور ان کے نزدیک متکلمین اور فقہاء میں واقعی اختلاف ہے اور مولانا اسماعیل صاحب شہید رحمہ اللہ تعالیٰ کے کلام صریح قطعیۃ ہیں متعین نہیں۔ ان میں صحیح معنی کی گنجائش ہے جس کی بنا پر خان صاحب نے بر بنائے مذہب متکلمین تکفیر سے احتیاط کی ہے۔ تو پہلے "صراط مستقیم" کی ہی عبارت جس کے متعلق ابھی خان صاحب کی تصریحات مذکور ہوئیں اس کے صحیح معنی بیان کر دیں۔ پھر دیگر اقوال کے جو "الکوکبۃ الشہابیہ" میں مذکور ہیں۔ پھر ہر اہل انصاف دیکھے گا کہ "تحذیر الناس" "براہین قاطعہ" "حفظ الایمان" کی عبارات کے مطلب کیسے صاف اور صریح ہیں۔

لیکن خدا جانتا ہے یہ ناممکن اور ناممکن ہے کیونکہ یہ دونوں چیزیں علم اور دیانت پر

موقوف ہیں۔

قرن گزر گئے خان صاحب سے خود مطالبہ کیا گیا ہے کہ جس معنیٰ صحیح محتمل کی بنا پر شہید مرحوم کی تکفیر ناجائز ہے وہ بیان کیجئے۔ پھر اس سے صاف اور صریح مطلب مطلب اکابر دیوبند کے کلاموں کا سن لیجئے۔ مگر آوازے برنہ آمد۔

بالفعل فقط یہ دس سوال پیش کئے گئے ہیں۔ براہِ کرم ان کا جواب مرحمت فرمایا جائے اس کے بعد پھر عرض کیا جائے گا۔

ابرارحسن کے اشتہار میں جن مسائل کا حوالہ دیا گیا ہے۔ اس کے جواب میں یہ بھی بتلا دیا جائے کہ فلاں بات کا فلاں رسالہ میں فلاں صفحہ اور سطر میں جواب ہے۔ اور فلاں کا فلاں جگہ۔ مگر ایسا نہ کیا گیا۔ اور خدا چاہے محال ہے کہ حوالہ دیا جائے۔ کیوں کہ ان لاجواب باتوں کا جواب ہوتا تو "ازالۂ کفر" ہی گلے کا ہار کیوں ہوتا۔ تو معلوم ہو جائے گا کہ رسالہ "کفر و ایمان کی کسوٹی" کا خان صاحب کی طرف سے کوئی جواب نہ دیا گیا۔ نہ خدائے قدوس چاہے آپ دے سکتے ہیں۔ ور جناب مولوی حامد رضا خان صاحب اور اعلیٰ حضرت کے جملہ معتقدین بشرطیکہ دل میں اعلیٰ حضرت کو یا اپنے کو مسلمان جانتے ہوں یا اپنے مخالفین کو دل میں کافر سمجھتے ہوں تو جواب دیں ورنہ سکوت کی صورت میں اہل فہم خود فیصلہ فرمالیں گے کہ دنیا کی محبت نے آنکھوں پر پٹی باندھ دی ہے ورنہ یہ لوگ جیسے خود کافر ہیں دوسروں کو بھی کافر کہہ کر اپنا دل ٹھنڈا کرنا چاہتے ہیں۔ جو جہنم سے پہلے شاید ناممکن ہو۔ ہاں اگر اللہ تعالیٰ ہدایت فرمائے اور توبہ کی توفیق دے تو منزل آسان ہو سکتی ہے۔ آمین اللّٰھم آمین۔

اللّٰھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ و ارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابہ بحرمۃ النبی و الہ الامجاد وعلیہ وعلیھم الصلوۃ

والسلام و اخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ علیٰ خیر خلقہ ونور عرشہ سیّد الاوّلین والاخرین سیّدنا ومولانا محمّد و الہ وصحبہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین

۱۰ محرم الحرام سنہ ۱۳۵۱ھ
وقت ۲ بجے دن

○

کوکبِ الیمانین

علی الجعلانِ و الخراطین

تألیف

حافظ حسین احمد و کبیر احمد و عبدالودود

ساکنانِ بالاساتھ مظفرپور

انجمنِ دعوتِ اہلسنت وجماعت

وَاِنۡ یُّقَاتِلُوۡکُمۡ یُوَلُّوۡکُمُ الۡاَدۡبَارَ ثُمَّ لَا یُنۡصَرُوۡنَ ۝

مختصر کیفیت جلسہ بالاسا ۃ منعقدہ ۵، ۶، ۷، جمادی الاولیٰ ۱۳۲۹ھ

الحمد للہ سنت اور بدعت کی لڑائی، اخبار ضلع کے بدعتیوں کا فرار، مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی کی مع تمام جماعت کے، تحریری مناظرہ میں ہار، جلسہ بالاسا ۃ اور پوکھریرا کا مقابلہ، رسالہ موسومہ بہ

کوکبُ الیمانین علی الجعلان والخراطین

جس میں جلسہ بالاسا ۃ اور پوکھریرا کے تحریری مناظرہ کا حال مندرج ہے۔ مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی نے جب دیکھا کر بریلی میں گھر پر ابن شیر خدا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالےٰ وجہہ نے مناظرہ کے لئے للکارا اور کوئی جواب نہ ہو سکا تو اپنے ایک معتقد میانجی مجے کے جلسہ پوکھریرا ضلع مظفر پور کے اشتہار مطبوعہ ۲۸ محرم ۱۳۲۹ھ میں تحریری مناظرہ کا اعلان بھی دلوا دیا۔ کیونکہ ضلع مظفر پور دیو بند سے آٹھ، نو سو میل ہے کس کو خبر ہوگی اور کون مناظرہ کو جائے گا۔ پھر کہنے کو خوب موقع ہاتھ آئے گا کہ دیکھو باوجود اس قدر پیشتر اعلان دینے کے بھی کوئی مناظرہ کو نہ آیا۔ مگر یہ خبر نہ تھی کہ ابن شیر خدا وہاں بھی چین نہ لینے دیں گے اور بالاسا ۃ کے جلسہ میں ترکی بترکی وہ جواب دینگے کہ جنکا جواب مولوی عبد الرحمن صاحب مجتبیٰ صاحب اور خانصاحب قیامت تک بھی نہ دے سکیں گے۔ الحمد للہ تعالیٰ حق واضح ہو گیا۔ سنت جاگی بدعت بھاگی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ نَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَاِمَامِ الْمُتَّقِیْنَ الَّذِیْ لَا نَبِیَّ بَعْدَهٗ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ مَا دَامَتِ السُّنَّةُ مَنْصُوْرَةً مَقْبُوْلَةً وَالْبِدْعَةُ مَقْهُوْرَةً مَطْرُوْدَةً ۔ اَمَّا بَعْد ۔

مسلمانو! خدا کو حاضر ناظر جان کر صحیح بات ظاہر کرتے ہیں تاکہ آپ کو بھی معلوم ہو جائے کہ سنت اور بدعت کی لڑائی اور فتح و ہزیمت کس طرح ہوتی ہے؟ آسمانی لشکر کیسے نازل ہوتا ہے؟

قصہ یہ ہے کہ مولوی عبد الرحمٰن صاحب مجی دجیل مأتہ حاضرہ اپنے اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خاں صاحب کے روحی فرزند اور سچے جانشین مابہ الفخر نے جلسہ پوکھریرا منعقدہ ۵، ۶، ۷، جمادی الاولیٰ ۱۳۲۹ھ کا چار مہینہ قبل اشتہار دے کر آخیر میں مناظرہ کا بھی اعلان دے دیا تھا کہ جس کا جی چاہے سوال لکھ کر پیش کرے، جواب جلسہ میں دیا جائے گا اور زبانی سوال کرنے کا کوئی مجاز نہیں۔ وہ تو یہ سمجھے تھے کہ جب بڑے ہی کو کسی نے منہ نہ لگایا تو مجھے کون قابل خطاب سمجھے گا؟ اعلیٰ حضرت کی طرح تھوڑے ہی دنوں میں اگر مجدد نہیں تو مفسد مأتہ حاضرہ کا تو ضرور ہی لقب ہو جائے گا۔ دجال نہیں تو دجیل میں کیا کلام ہے یہ بھی نہ ہوا تو جُتَیل۔ تو خوب گولیاں چلائیں گے۔ مگر یہ خبر نہ تھی کہ بالاساتھ میں سہیل طلوع فرمائے گا اور بدعتی حشرات الارض کی ذلت اور ہلاکت کا باعث ہوگا سکان بالاساتھ خادمان سنت و خاکپائے حضرات علمائے کرام دیوبند کو نصرت و عزت اور مولوی عبد الرحمٰن صاحب مجی اور مولوی احمد رضا خان صاحب کو ذلت و رسوائی

ملے گی۔

تفصیل یہ ہے کہ حضرت مولانا مولوی حکیم سید محمد مرتضیٰ حسن صاحب دامت برکاتہم ابن شیر خدا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی ایک آواز پر ضلع دربھنگہ اور مظفر پور کے تمام علماء "بالاساتھ" میں مناظرہ کے لئے جمع ہو گئے۔ اور پہلے ہی دن دس لفافوں میں متعدد سوالات مولوی عبدالرحمٰن صاحب کے پاس بھیج دیئے اور برابر تقاضے پر تقاضے کئے مگر آج تک ایک کا بھی جواب نہ دیا۔ افسوس تو یہ ہے کہ اشتہار میں اٹھارہ ضلع کے علماء کو جمع کرنے کا اعلان دیا تھا مگر ایک سے بھی ایک سوال کا جواب نہ ہو سکا۔

مولوی عبدالرحمٰن صاحب فرماویں کہ ایک سوال کا بھی جواب کسی نے دیا ہے؟ اس سے زیادہ کیا ذلت اور رسوائی ہو سکتی ہے؟ اور اس کا کیا جواب ہو سکتا ہے؟ بات بنانے سے بھی نہیں بن سکتی۔ اب مسلمان انصاف فرمالیں کہ اس سے زیادہ اور کون سی دلیل مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی اور مولوی عبدالرحمٰن صاحب مجی کے اجلال کی ہو گی۔ اگر کوئی بھی ثابت کر دے کہ اس طرف سے ایک سوال کا بھی جواب دیا گیا ہے، گو وہ جواب صحیح نہیں غلط ہی ہو تو مولوی عبدالرحمٰن صاحب سچے، مگر تاقیامت انشاء اللہ تعالیٰ وقد شاء ثابت نہیں کر سکتا۔ وللہ الحمد۔

اس سے زیادہ تعجب خیز یہ بات ہے کہ خان بریلوی اپنی تجویز "رشحۂ اخیرہ" میں صاف تحریر فرما چکے ہیں کہ مناظرہ تقریری نہ ہو گا بلکہ تحریری ہو گا تاکہ کسی شخص کو اپنے کہے سے انکار نہ ہو سکے اور بہ نسبت تحریری کے تقریری دشوار اور مشکل بھی تو ہے اور ختم بھی نہیں ہوتا اسی وجہ سے "دجیل پوکھریرا" نے بھی اشتہار میں تحریری مناظرہ ہی کا اعلان دیا تھا۔ مگر جب اٹھارہ ضلع کے علماء مل کر بھی ایک سوال کا جواب نہ دے سکے تو مرتا کیا نہیں کرتا تقریری مناظرہ کی تیسرے دن چھیڑ شروع کی یہ جانتے تھے کہ تین دن کے اندر اگر کوئی شخص ہمارے یہاں آ ہی نہیں سکتا۔ جو آ کر بات چیت کریگا

قانوناً بروئے اشتہار مجیبی صاحب مجرم ہوگا۔ ادھر مجسٹریٹ ضلع کے حکم سے پولیس نوٹس دے چکا ہے اس کا بندوبست پہلے ہی کرچکے ہیں مگر لوگوں سے بکنے کا موقعہ تو مل جائے گا کہ دیکھو باوجود طلب کے پھر بھی کوئی نہ آیا۔ تعجب تو یہ ہے کہ سنا گیا ہے کہ ایسا کیا بھی ہے۔

" اللہ اللہ اس بے شرمی کا کیا ٹھکانا ہے جو لوگ صدہا کوس سے مناظرہ ہی کی غرض سے آئیں وہ مناظرہ سے پہلو تہی فرمائیں اور جس نے بھیجے ہوئے سوالوں میں سے ایک کا جواب بھی نہ دیا وہ مناظرہ پر مستعد ہو۔ انصاف، انصاف، انصاف۔

پھر تماشا یہ کہ آپ لکھتے ہیں کہ مناظرہ کرنے والا شخصی طور پر آئے۔ یعنی اس کے ساتھ بھی کوئی نہ ہو۔ پھر بارہ[12] بجے خط آیا اور دو[2] گھنٹہ کے اندر حاضری مناظرہ کا حکم۔ جو عین کھانا کھانے اور شدت گرمی کا وقت تھا پہنچا۔ اس پر طرہ یہ کہ جو شخص خط لایا تھا اسے کیا کچھ سکھا کر بھیجا تھا، جواب دیا تو لے جانے سے انکار۔ کہ صاحب ہم کو جواب لے جانے کا حکم نہیں۔ کیوں؟ تاکہ وہاں خالی ہاتھ جائے اور یہ کہہ دے کہ وہاں سے نہ کوئی آیا نہ جواب دیا۔ علم لوگ اصلی بات کو کیا جانیں۔ مگر شیرانِ خدا نے جن کی کمان ابن شیرِ خدا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ فرماتے تھے فوراً یہ جواب دیا۔

" کہ مہربانی فرما کر تحریری مناظرہ میں جس کا آپ نے اشتہار دیا تھا اور اس کے موافق حامیانِ سنت نے آپ کے علماء کے پاس آپ کے ذریعہ سے سوالات بھیجے اور جوابات نہ آئے۔ اس مناظرہ میں تو اپنا فرار و عجز تسلیم فرمائیے۔ بعد ازاں حضور ہا اشتہار کہ " زبانی سوالات کرنے کا جلسہ میں کسی کو مجاز نہیں؟ اس کی تنسیخ مہری فرمائیے، پھر فوراً بلائیے "۔

چونکہ مجیبی مولوی صاحب نے یہ سوچ رکھا تھا کہ میرے اشتہار کے موافق کسی کو اس جلسہ میں زبانی کلام کرنے کا مجاز نہیں حضرات حامیانِ سنت آئے اور ان کو قانونی مجرم بنایا۔ لہٰذا یہ امر ضروری تھا کہ وہ یہ لکھ کر بھیج دیتے کہ اس تحریر دستخطی و مہری کے ذریعہ سے ہم اپنے

اشتہاری مضمون کے برخلاف تقریری مناظرہ کی اجازت دیتے ہیں تاکہ پولیس وغیرہ دست
اندازی نہ کر سکتی اور کوئی قانونی جرم نہ رہتا۔ اور اس خط کا جواب دو گھنٹہ میں طلب کیا
جواب نہ آنے پر دوسرا خط پھر لکھا۔ شام تک جواب نہ دارد۔ جب تین دن بفضلہ تعالیٰ
پورے ہو گئے اور تحریری مناظرہ ختم ہو گیا اور ایک سوال کا بھی جواب نہ دیا اور کوئی عذر
باقی نہ رہا اور سرکاری انتظام اور قانونی جرم بھی اٹھ گیا۔ تب شب دوشنبہ ہی کو ہم خدام
حضرات دیوبند یعنی بندہ عبد الودود و کبیر احمد حنفی عثمانی نے مجتبیٰ صاحب کو خط بطلب
مناظرۂ تقریری لکھا کہ یا تو ہماری ذمہ داری میں آپ اپنے علما کو ہ بالا ساتھ لے کر
آئیں یا اپنے رؤساء فلاں فلاں کی ذمہ داری میں ہمارے علماء کو پوکھر یرا طلب فرمائیں۔
مگر اس کا ٹھکانے کا جواب تو وہ دیتا جس کو تقریری مناظرہ منظور ہوتا۔ جو تحریری
سوالات میں سے (باوجودیکہ اٹھارہ ضلع کے علماء کے جمع کرنے کا دعویٰ کرے) ایک
کا بھی جواب نہ دے سکے وہ تقریری مناظرہ کب اور کیسے کر سکتا ہے؟

بالجملہ حضرات دیوبند و گنگوہ کے خدام نے جو ہر شخص بجائے محمود مخدوم عالم ہے اور
ان آفتابوں کے ذرات نے جو مقامی مراکز کے درخشاں آفتاب ہیں ۸ رجمادی الاولیٰ
کی شام تک رہ کر طے فرما دیا اور ثابت کر دیا کہ مولوی عبد الرحمٰن صاحب مجتبیٰ اور مولوی
احمد رضا خان صاحب اور ان کے ہم خیال علماء تقریری مناظرہ سے بھی عاجز ہیں۔

جب مجتبیٰ صاحب کو کچھ نہ سوجھی تو بالآخر اٹھ کے چار بجے کے بعد یہ لکھ کر بھیجا کہ مجھ سے
حضرت مولانا مولوی حکیم سید محمد مرتضیٰ حسن صاحب دامت برکاتہم مناظرہ کریں اور
یہ لکھ بھیجیں کہ "میں گفتگو کروں گا اور میرا ہارنا سب کا ہارنا ہوگا، اور میرا جیتنا سب
کا جیتنا ہوگا۔ اور بر تقدیر مغلوبی اپنی کے علی الاعلان مع اپنے اعوان کے توبہ کروں گا تاکہ
جھگڑا ختم ہو جائے"

مقصود اس تحریر سے مجتبیٰ صاحب کا فقط یہی تھا کہ بھلا مجھ جیسے جاہل سے وہ گفتگو

کیسے فرمائیں گے بصاف لکھ دیں گے کہ تم کیا تمہارے بڑے مولوی احمد رضا خانصاحب بھی اس قابل نہیں ہیں۔ اگر ایسا ہوا اور حضرت مولانا موصوف نے مجیبؔ صاحب کو منہ نہ لگایا تو عوام میں تو کچھ بات بنانے کو ہاتھ آئے گی۔

مگر سبحان اللہ سچے ایسے ہوتے ہیں کہ اسی وقت حضرت مولانا موصوف نے لکھ بھیجا کر " میں آپ کے لکھنے کے موافق آپ سے مناظرہ کے لئے بالکل مستعد ہوں اور جو آپ نے لکھا ہے وہ بھی لکھنے کو مستعد ہوں۔ مگر آپ بھی مولوی احمد رضا خانصاحب سے یہ تحریر دستخطی مہری منگالیں کہ " آپ کا ہارنا جیتنا ان کا ہارنا جیتنا ہوگا " جب یہ تحریر آپ منگالیں مجھ کو مطلع فرمایئے۔ اس وقت مقام و شرائط مناظرہ طے ہو جائیں گے۔ چونکہ آپ اور ہم میں کفر و اسلام کا اختلاف ہے لہذا سب سے پہلے اسی میں گفتگو ہوگی جس کا خلاصہ " رد التکفیر " اور " انتصاف البری " ہے۔ اس کے بعد جس مسئلہ میں چاہیں گفتگو کریں۔ گفتگو بقاعدہ " الاہم فالاہم " ہوگی ورنہ فضول اور بے کار ہے الخ "

اب ہم کو دیکھنا ہے کہ مجیبؔ صاحب اس لاجواب اور فیصلہ کن تحریر کا کیا جواب دیتے ہیں۔ اگر سچے ہیں تب تو بریلوی صاحب سے تحریر مہری و دستخطی منگائیں گے اور حضرت مولانا موصوف کو مطلع کریں گے ورنہ یہ جھوٹ مکر خالص و دروغ بے فروغ ظاہر ہوگا۔ اور ثابت ہو جائے گا کہ تقریری مناظرے کا نام فقط دفع الوقتی اور جان بچانے کو تھا ورنہ جو تحریری مناظرے نہ کر سکا وہ تقریری کیا خاک کرے گا ؟

اب مسلمان خود انصاف فرمالیں کہ کون جیتا اور کون ہارا۔ ایک برس سے مولوی احمد رضا خان صاحب کی جلسہ میں آنے کی دھوم تھی اور اٹھارہ ضلع کے علماء کا بلانا ظاہر کیا تھا مگر افسوس کہ وقت پر ایک مشہور عالم بھی نہ تھے۔ یہ ہے مجیبؔ صاحب کے جلسہ کی حقیقت اور علماء کی جمعیت اسی دھوکہ پر اہل اسلام سے نقد و جنس جمع کیا تھا۔ تین دن کھانا دینے کا وعدہ تھا اور دو ہی دن دال چاول دے کر مسلمانوں کو صاف جواب دے دیا۔ کیا یہ

لہ حاشیہ بر ملاحظہ۔

یہ بد دیانتی اور دھوکہ نہیں ہے ؟

ایک اور بے ایمانی ملاحظہ ہو کہ عین جلسہ میں اعلان دے دیا کہ بریلوی صاحب کے پیر کے پوتے کو طاعون ہو گیا ہے۔ چونکہ عیادت کو ہر کام پر مقدم سمجھا لہٰذا اس جلسہ میں شریک نہ ہوں گے اگلے صفر ۱۳۳۰ھ میں تشریف لائیں گے اور نو ماہ بعد ظہور ہوگا۔

اول : تو اتنا معلوم اگر آنا تھا تو اب کیا عذر تھا عیادت کو بعد جلسہ بھی جا سکتے تھے یا صاحبزادے کو وہاں بھیج کر خود جلسہ میں آتے اور اگر اپنا ہی جانا ضروری تھا تو، عیادت کر کے بھی جلسہ میں شریک ہو سکتے تھے کیونکہ اس قدر زمانہ باقی تھا۔

دوسرے : اگر خدانخواستہ ان نامبارک قدموں سے "پوکھریرا" ملوث بھی ہوا تو کب اپنا کفر اور اپنے اتباع کا کفر جو انہیں کے فتوے اور حکم سے لازم آیا ہے اٹھائیں گے یا اٹھا سکتے ہیں یا "حسام الحرمین" کے حکم سے اپنے مخالفوں کا کفر ثابت کر دیں گے ہرگز نہیں انشاءاللہ تعالےٰ ہرگز نہیں۔ پھر کس منہ سے یہاں آئیں گے، الحمدللہ تعالیٰ کہ مسلمان اب میاں مجتبیٰ کے دھوکہ اور مکر سے بخوبی واقف ہو گئے ہیں کیا اب بھی چندہ دیں گے ؟ اور جو شریک جلسہ ہو چکے ہیں ان کے جال میں پھنسیں گے ؟ ۔

ہاں اب عام اہل اسلام کی خدمت میں عرض ہے اور اللہ تعالےٰ جانتا ہے کہ بجز اظہار حق اور کچھ مقصود نہیں۔ مجتبیٰ عبدالرحمٰن صاحب کا دروغ اور جھوٹ اور اعلان کا کذب اب پورے طور سے ثابت ہو گیا ہے۔ مسلمان ان کے دھوکہ سے بچیں اور ان کی کوئی صاحب کسی قسم کی اعانت و امداد نہ فرمائیں۔ بالخصوص جو حضرات علماء کرام دیوبند و حضرت مولانا مولوی فضل رحمٰن صاحب قدس سرہ العزیز گنج مرادآبادی، و حضرت مولانا مولوی سید محمد علی صاحب دامت فیوضہم سے کوئی واسطہ اور اعتقاد رکھتے

لہ (حاشیہ صفحہ گزشتہ) نقد رقم اور غلہ بطور چندہ جمع کیا تھا۔ ناشر

ہیں کیونکہ مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی اور مولوی عبدالرحمٰن صاحب مجتٰی یہ سب ان حضرات کو کافر کہتے ہیں اور جو ان کو کافر کہنے میں تامل کرے وہ بھی کافر ہے۔ دیکھو "حسام الحرمین" ص ۴۲۔

"یہ طائفے جن کا تذکرہ سوال میں واقع ہے غلام احمد قادیانی اور رشید احمد اور جو اس کے پیرو ہیں جیسے خلیل احمد اور اشرف علی وغیرہ ان کے کفر میں کوئی شبہہ نہیں نہ شک کی مجال بلکہ جو ان کے کفر میں شک کرے بلکہ کسی طرح کسی حال میں انہیں کافر کہنے میں توقف کرے اس کے کفر میں شبہہ نہیں"

پھر جو لوگ ان حضرات سے ربط رکھتے ہیں وہ کیسے عبدالرحمٰن مجتٰی صاحب کی مال و جان سے اعانت کریں گے، کیا کوئی شخص اس کو قبول کرے گا کہ مولوی عبدالرحمٰن صاحب مجتٰی اس کے استادوں اور بزرگوں اور پیروں کی خصوصاً اور علماء ہند، شکر کا بردوؔ اور اکابر ملت کو عموماً کافر کہے اور پھر بھی یہ لوگ اس کی اعانت کریں۔ مجتٰی صاحب مذکور جیسا واقعہ دیکھتے ہیں وہی ظاہر کرتے ہیں جہاں جس کے معتقد دیکھے وہاں یہ کہہ دیا کہ ہم انہیں کے موافق کام کرتے ہیں۔ مسلمان مطلع ہو جائیں اور ان کے دھوکہ سے بچیں۔ اگر وہ یہ کہیں کہ ہم کسی کو کافر نہیں کہتے تو امتحان بس یہی ہے کہ ان سے لکھوا لیا جائے کہ

"ہم حضرت مولانا مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی اور حضرت مولانا مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی اور حضرت مولانا مولوی فضل رحمٰن صاحب گنج مراد آبادی قدست اسرارہم اور جناب مولانا مولوی خلیل احمد صاحب انبیٹھوی و جناب مولانا مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کو کافر نہیں کہتے، جو انہیں کافر کہے وہ فاسق، گمراہ بلکہ بقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود کافر ہے"

اگر وہ اس تحریر پر دستخط کر کے مہر لگا دیں تو اس تحریر کو بصیغۂ رجسٹری ہمارے

پاس بھیج دو۔ محصول بعد کو ہم ادا کریں گے۔ پھر ہم ان کا دھوکہ اور بھی صاف پیش کریں گے۔ مگر مسلمانو! یاد رکھو وہ ایسا کبھی نہ کریں گے۔ وہ دھوکہ باز ہیں اس وجہ سے ان کی مدد ناجائز ہے۔ اور چونکہ وہ جو روپیہ حاصل کرتے ہیں اس کا کوئی پتہ بھی نہیں ہے اس وجہ سے بھی ان کی اعانت اور ان کو روپیہ پیسہ غلہ نقدی جنسی دینا دلوانا جائز نہیں ہے۔ اس کے بعد اہل سلام کو اختیار ہے کہ اپنا مال ضائع کریں یا محفوظ رکھیں۔ وما علینا الا البلاغ۔

اور غضب یہ کہ وہ خود مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی کے فتوے سے کافر اور خود خان صاحب بھی اپنے ہی قول سے کافر ہوتے ہیں۔ اس کا جواب پوچھا گیا تو جواب تو کون دے؟ لوگوں سے یہ کہہ دیا کہ مولوی محمد یحییٰ و مولوی محمد زبیر صاحبان نے اشتہار میں یہ لکھا ہے کہ جو پوکھریرا کے جلسہ میں شریک ہو وہ کافر ہے۔ اس کا جواب یہی ہے اَلَا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْنَ۔

مسلمانو! مسلمانو! یاد رکھو ہم خدام حضرات علمائے کرام دیوبند دامت الطافہم و خاکپائے حضرت مولانا مولوی سید محمد علی صاحب دامت فیوضہم کسی کو حتی الوسع کافر نہیں کہتے۔ ہمارے بڑوں نے لوگوں کو مسلمان بنایا ہے مسلمانوں کو کافر کہنا یہ مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی اور ان کے متبعین مجیب صاحب وغیرہ کا کام ہے۔ مگر خدا کی قدرت آسمان کا تھوکا گریبان میں۔

اس بریلوی نے مسلمانوں کو کافر بنانا چاہا تھا مگر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول صادق کے اثر سے بریلوی نے وہ بات کی جس سے وہ خود اور اس کے اتباع بھی انہیں کے فتوے سے کافر ہوئے جاتے ہیں۔ ہم اسی کو ظاہر کرتے ہیں کہ تم دوسروں کو تو کافر کہتے ہی تھے مگر افسوس اپنے آپ کو اور اپنے معتقدوں کو بھی کافر کہتے ہو۔ اور نہیں تو اپنا مسلمان ہونا تو ثابت کر دو۔ جواب دے نہیں سکتے، کفر اٹھا نہیں سکتے، اپنا اسلام

ثابت نہیں کر سکتے۔ لوگوں کے سامنے روتے ہیں کہ ہائے ہمیں مولوی یحییٰ صاحب وغیرہ ساکنان دربھنگہ و مظفر پور نے کافر کہہ دیا۔ اوّل تو حضرات علمائے کرام حامیان سنت کسی مسلمان کو کافر نہیں کہتے گو تم پختہ بدعتی اور بدعتی بنانے والے، سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالف ہو۔ مگر مسلمان تم کو بھی کہیں گے جب تک تم سے کفر نہ ثابت ہو۔ ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل بدعت کو جو فرمایا ہے اس کے ضرور مستحق ہو۔ پس سے توبہ کرو، خدا سے ڈرو، جھوٹ نہ بولو۔

حضرات علماء احناف خادمانِ سنت نبویہ یہ فرماتے ہیں کہ مولوی احمد رضا خاں صاحب نے تم کو اپنے فتوے کی رُو سے کافر کہا ہے انہیں کے فتوے سے ان پر اور تم پر کفر لازم آیا ہے۔

اگر تم مسلمان ہو، سچے ہو تو اپنا اسلام ایمان کیوں نہیں ثابت کرتے؟ جیسے جبلہ علماء دیوبند چونکہ تم نے کفر کا فتوے دیا دلایا تو انہوں نے اپنا اور اپنے معتقدین کا ایمان اسلام ثابت اور ظاہر فرما دیا۔ لوگوں کے سامنے رونے سے اسلام ثابت نہیں ہوگا یا تو وہ دھوم تھی کہ اہل دیوبند اپنے کفر سلسلہ اسلام میں مناظرہ نہیں کرتے، سب سے پہلے اس میں مناظرہ ہوگا یا مجیبی صاحب اس میں گفتگو ہی کرنے سے انکار کرتے ہیں کہ اس میں گفتگو نہ ہوگی جس میں ہم چاہیں گے اس میں گفتگو ہوگی۔ کیوں جناب! ایمان سے کون سی چیز مقدم اور پیاری ہے جس میں گفتگو ہوگی؟

اگر مسلمان ہو اپنے کو مسلمان جانتے ہو تو اپنا اسلام ثابت کرو ورنہ اپنے قول اور اپنے منہ سے تم پر کفر لازم و ثابت ہے۔ حضرات حنفی علماء خادمان سنت خود تمہاری تکفیر نہیں کرتے، بلکہ تمہارے پیر نے جو تمہاری تکفیر کی ہے اسی کو ظاہر فرما کر فرماتے ہیں کہ مولوی احمد رضا خاں صاحب اور مجیبی سے مسلمانو! بچو۔ ان پر انہیں کے قول سے کفر لازم ہو گیا ہے۔ جو شخص اپنے آپ کو گویا خود کافر کہے اور اپنے معتقدین

پر بھی گویا کفر کا فتویٰ دے اس کے ساتھ مسلمان کیسے رہ سکتے ہیں؟ یہ ہے حاصل اشتہار مطبوعہ من جانب مولوی محمد یحییٰ و مولوی زبیر صاحبان وغیرہما کا جس کا مطلب مسلمانوں کو غلط بتایا گیا تھا۔

لہٰذا اہل اسلام کو مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی اور ان کے متبعین معتقدین مولوی عبدالرحمٰن مجتبیٰ صاحب وغیرہ سے کوسوں علیحدہ رہنا چاہیئے۔ ورنہ یاد رکھو کہ ان کے فتوے کا یہ حاصل ہے کہ وہ خود کافر، جو انہیں کافر نہ کہے وہ کافر۔ اگر اس میں کسی کو تردد ہو تو دیکھو رسالہ "ردالتکفیر علی الفحاش الشنظیر" اور رسالہ "احدی القسعة والتسعین علی الواحد من الثلاثین"۔ یا حضرت مولانا ابن شیر خدا سے دیوبند خط و کتابت کرو۔

مجتبیٰ صاحب کا یہ دھوکہ ہے کہ حضرات علماء دیوبند کے خدام مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں۔ وہ حضرات مسلمانوں کو ہرگز کافر نہیں کہتے۔ بلکہ تمہارے کہنے کو ظاہر فرماتے ہیں کہ تم ان کو اور جملہ اہل اسلام بلکہ خود اپنے آپ کو بھی کافر کہتے ہو۔ سچے ہو تو رسائل مذکورہ کا جواب دو۔

مسلمانو! اس اشتہار کو غور سے پڑھیں اور اہل اسلام کو مطلع فرمائیں کہ حضرات علماء دیوبند کے خدام کسی مسلمان کو کافر نہیں کہتے، بلکہ جو مسلمان کو کافر کہے یا سمجھے اسے بحکم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کافر کہتے ہیں۔ ہاں بریلوی صاحب اور ان کے معتقدین بے شک اپنے مخالفوں یعنی حضرات "دیوبند" و "ندوہ" و "علی گڑھ" وغیرہ الغرض جو ان کا مخالف ہو سب کو صراحۃً اور خود اپنی ذات اور اپنے معتقدین کو ضمناً و لزوماً کافر کہتے ہیں۔ جس کی بناء پر خان صاحب بریلوی کے فتوے کے موافق کوئی بھی مسلمان نہ رہا۔ اسی کے مناظرہ کے لئے حضرات موصوفین اس شدید گرمی کے زمانہ میں تشریف لائے اور حق کو واضح فرمایا۔ اللہ تعالےٰ ان حضرات کی سعی کو مشکور فرمائے۔ اس وقت واقعی

حضراتِ دیوبند کے درخشاں ستاروں نے ہماری ہدایت فرمائی ۔ اور مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی اور حشمتی صاحب اور ان کے جملہ متبعین کے مکر سے مسلمانوں کو پورے طور سے واقف کر دیا ۔ جزاہم اللہ تعالےٰ عنا وعن سائر المسلمین خیر الجزاء ۔

سچے علماء ایسے ہوتے ہیں نہایت صاف اور سیدھے بے تکلف سنت کے عاشق غرباء کے رفیق، بدعت کے دشمن ۔ غرض ہم نے جو اُن حضرات کے اوصاف بچشم خود دیکھے ہیں ۔ وہ دل میں ایسی جگہ کر گئے ہیں کہ انشاء اللہ تعالےٰ مرتے وقت تک دل سے نہ جائیں گے ۔ اللہ تعالےٰ ان حضرات کے فیوض کے برکات سے اہلِ اسلام کو نفع پہنچاتے آمین ثم آمین ۔ اور مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی اور ان کے متبعین کے دھوکوں اور جملہ مخالفینِ سنت کے فتنوں سے محفوظ رکھے آمین ثم آمین ۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آخر میں اس اقرار نامہ کو بھی شائع کر دیا جائے جو حضارِ جلسہ نے اپنے دستخطوں سے مزین فرمایا ہے ۔ اور یہ بیان ہمارا یکطرفہ بیان نہ سمجھنا چاہئے ۔ بلکہ ضلع "دربھنگہ" "مظفر پور" "بھاگلپور" وغیرہ کے مسلمانوں کی تحریر بھی اہلِ اسلام ملاحظہ فرمائیں کہ حضارِ جلسہ کیا اثر لے کر واپس گئے ۔ مولوی احمد رضا خاں صاحب اور ان کے معتقدین کی غلط اور فحش گالیاں الگ مفید نہیں ہو سکتیں ۔ حق کا مقابلہ حق سے ہونا چاہئے ۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ۔

◎

نقل اُس اقرار نامہ کی جو جلسہ "بالاساتھ" میں حاضرین نے لکھ کر اپنے دستخطوں سے مزین فرمایا

◎

ہم اقرار کرتے ہیں کہ حضرات علماء دیوبند حسب اشتہار مولوی عبدالرحمٰن صاحب مجتبیٰ، مطبوعہ ۲۹، محرم ۱۳۲۹ھ ایک نہایت معقول جماعت جس کی تعداد ۲۳ تک ہے۔ بغرض مناظرہ "بالاساتھ" تشریف لائے اور جلسہ منعقد فرمایا۔ جس کا اہتمام بابو کبیر احمد صاحب وابو عبدالودود صاحب وغیرہ ساکنان "بالاساتھ" نے فرمایا۔ اور اشتہار عام دے کر تمام اہلِ اسلام کو مطلع فرمایا۔ بالعموم اہلِ اسلام شریک جلسہ ہوئے اور طرفین کے وعظ وغیرہ میں شریک ہوئے۔

حضرات علماء دیوبند نے حسب اشتہار مجتبیٰ صاحب دس لفافہ سوالات کے ان کے پاس بھیجے۔ مگر مجتبیٰ صاحب نے ایک کا بھی جواب نہ دیا اور مناظرہ سے بالکل گریز کیا۔ لہٰذا دیگر اہلِ اسلام کی اطلاع کے لئے یہ روئیداد ہم پیش کرتے ہیں کہ اس جلسہ سے ثابت ہو گیا کہ مولوی عبدالرحمٰن صاحب مجتبیٰ اور ان کے مقتداء مولوی احمد رضا خاں صاحب باطل پر ہیں اور مناظرہ کرنے سے بے شک عاجز رہے۔ اور حضرات علماء دیوبند اور ان کے متبعین حق پر ہیں۔ ہم اس بات کی شہادت دیتے ہیں اور اپنے دستخط کئے دیتے ہیں تاکہ دوسرے مسلمانوں کو بھی اطمینان ہو جائے اور مولوی احمد رضا خاں صاحب اور مجتبیٰ صاحب کے جھوٹے اشتہاروں سے لوگ دھوکہ میں نہ آئیں۔

احمد علی کٹروی، شیخ محمد شفیق کٹروی، شیخ اکبر علی کٹروی، محمد یعقوب ساکن بھروند، عبدالحکیم کٹروی، عبدالعزیز کٹروی، عبدالجلیل کٹروی، محمد حنیف، مولابخش

"۷۷"

بہر وندوی ، مصاحب علی دربھنگوی ، علی حسن ساکن سنگا پوری ، شیخ منظور احمد نستوی شیخ محمد اسحاق ، سید بدر الدین گنگوہی ، شیخ قمر الدین شاہ پوری ، محمد علیم الدین ، محمد یعقوب ساکن ٹھلما ، شیخ وزیر خان ساکن غوث نگر ، شیخ محبوب علی جالوی ، وجیہ احمد جالوی ، محمد شبین ساکن دیلا ، بندہ محمد صادق ، محمد لطیف جالوی ، محمد اسماعیل ، شیخ وارث محمد بہروند ، محمد اسماعیل ملک پوری ، شمس الدین جالوی ، عبد الغفار ، شیخ عنایت حسین کھلپوری ، شیخ محمد جان مقصود پوری ، شیخ لطافت حسین ، حافظ احسان علی ، بندہ محمد حسین بنوا ٹولوی ، العبد عبد الجلیل ، الٰہی بخش کھلپوری ، عبد العلیم دربھنگوی ، ابو الخیر ملاسپوری ، عبد الودود ساکن موضع محی الدین نگر ، محمد زکریا عفا اللہ عنہ ، محمد رفیق عفی عنہ محمد پوری ، العبد عبد الہادی کرم گنجی ، کفش بردار علماء اہل ہند فقیر محمد خلیل عفی عنہ ، عبد الواحد دربھنگوی ، بندہ محمد ایوب غفر اللہ ذنبہٗ سکروڈی ، بندہ مقبول احمد ، خادم القوم محمد سالم نستوی ، بندہ عبد الوحید ، محمد خلیل الرحمٰن ، شیخ زین الدین بہروندوی ، شیخ علی اکبر حیات پوری شیخ بخت محمد حسین ، شیخ عبد الرحمٰن سیتا مڑھی ، شیخ عطا محمد خان سوراجانے ، شیخ محمود خان سوراجان وغیرہ وغیرہ ۔

المشتہر

بندہ حافظ حسین و بندہ کبیر احمد و بندہ عبد الودود و عبد الکریم عفی عنہم ساکنان "بالا تھم" ضلع مظفر پور

خاکپائے حضرات عزت لعنان خادمان سنت محمدیہ ملت حضرات علماء کرام دیوبند ضلع سہارنپور

بریلوی کا نادان دوست

تالیف

مولوی محمد عبدالحفیظ دربھنگوی
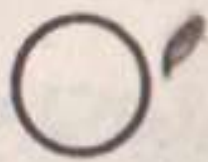
انجمن دعوتِ اہلسنّت وجماعت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

جناب خان صاحب!

کوئی آپ کی حمایت، اعانت کیا کرے جب کسی کی قسمت خراب ہو تو بنائے نہیں بنتی۔ ع۔

ولن یصلح العطار ما افسدہ الدہر

کا مصداق ہوتا ہے۔ آپ بھی صبر کرلیں۔ وہ زمانہ گیا جو جہاں آپ کو عالم فاضل مجدد وغیرہ وغیرہ کے القاب سے یاد کرتے تھے۔ اب وہی محروماں ازلی آپ کے خوش اعتقاد باقی رہ گئے ہیں جن کو دین و دنیا، علم و عقل سے کوئی حصہ نہیں ہے۔ ایسے معتقدوں سے سوائے رسوائی اور ذلت کے کیا حاصل؟

ہم کو حضرت مولانا مولوی حکیم سید محمد مرتضیٰ حسن صاحب چاندپوری دامت برکاتہم کا وہ قول یاد آتا ہے کہ

"خان صاحب کے یہ جاہل معتقد فرطِ اعتقاد میں آکر یا دیدہ دانستہ جان بوجھ کر ضرور آپ کو ذلیل اور رسوا کر کے ہی رہیں گے۔"

وہ آپ کی نسبت یہ خیال جمائے بیٹھے ہیں کہ آپ ایسے ویسے بے نظیر لاثانی حرف بجرم میں آپ ہی اپنی نظیر ہیں۔ اور آپ جو ہیں اس کو اہل علم ہی جانتے ہیں۔ ممکن ہے کہ ایسے نالائق و نادان دوستوں سے آپ بھی شرمندہ ہوتے ہوں اور دل ہی دل میں کڑھتے ہوں کہ یہ اعضائے زائدہ کہاں سے پیدا ہو گئے۔ نہ رکھتے بنتی ہے، نہ علیحدہ کئے قرار ہوتا ہے۔

دو گونہ رنج و عذاب است جانِ مجنوں را
بلائے فرقتِ لیلیٰ و صحبتِ لیلیٰ

آپ اور آپ کے معتقدین " ابنِ شیرِ خدا " کے حملہ کے بعد اسی کا رونا روتے ہیں کہ ہائے ہمارے مجدد کو یہ کہا اور وہ کہا، یہ توہین کی، یہ کیا، وہ کیا۔ مگر ہم کو افسوس آتا ہے کہ آپ صاحبوں کو اب بھی عبرت نہیں ہوتی۔ شرم نہیں آتی کہ اب بھی زبانِ مبارک کو تہذیب کی لگام دیں۔ پہلے خود دوسروں کے بڑوں کو گالیاں دیں، بُرا کہا۔ پھر اگر کسی نے کچھ جواب دیا تو رونا چیخنا شروع کر دیا۔ یہ کون سی جواں مردی کی بات ہے۔ اور اگر یہ فعل گوارا نہیں ہے تو

" خود تہذیب اختیار فرمایئے دوسرا بھی آپ سے وہی معاملہ کرے گا "

کما تدین تدان مشہور ہے۔ خیر اس کا تو آپ کو اختیار ہے۔ اس طرف سے اب آپکی حسب لیاقت دعوت کے لئے ہر وقت مستعد ہیں۔

اس وقت ایک تازہ واقعہ کی طرف توجہ کرتا ہوں ۱۶ جولائی سنہ ۱۹۱۱ء مطابق ۱۹ رجب سنہ ۱۳۲۹ھ کو ایک رسالہ " الجواب المستحسن " بندہ کی نظر سے گزرا جو کسی آپ کے خوش اعتقاد مگر جاہل اور نادان دوست مجہول نے بجواب " چپ شاہ بریلوی گرفتار " لکھا ہے۔ اس بے چارے دہقانی گنوار کو جواب لکھنے کی کیا ضرورت تھی؟ کیا خاں صاحب آپ کی جماعت اور اصحاب میں یہی لوگ ہیں جو " ابنِ شیرِ خدا " کا جواب لکھیں گے؟ خان صاحب یہ نادان دوست نہ معلوم آپ کو کہاں پہنچا کر رہیں گے؟

۱ ؛ ان اوراق کی بدزبانی اور فحش کلامی تو اس درجہ کو پہنچ گئی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنف ابھی بریلوی ہنڈ اس سے غوطہ کھا کر تشریف لائے ہیں اور جناب کے خاص فیض سے مستفید ہیں۔ بدتہذیبی، فحش کلامی، کذب و بے حیائی میں کسی درجہ ضرور آپ کی قائم مقامی فرمائیں گے۔ کیا یہی جاہل میاں جی جواب لکھ کر آپ کو کفر سے نجات دلوائینگے؟

۲ ۔ اس شخص کی دہقانیت، جہالت، نادانی سے یہ امور مستبعد تھے مگر جب اس کے ساتھ یہ بھی دیکھا جاتا ہے کہ یہ وہ بزرگ ہیں جن کی نسبت آپ نے یہ الفاظ لکھے ہیں:

" مولانا المکرم المجد د الکرم سالک الطریق الاتم حامی السنن ماحی الفتن نجدی تحکی دہابی نکلن مولانا مولوی عبدالرحمن صاحب معروف الجبتی جزاہ اللہ سبحانہ جزاء الاحیاء ۔ الخ کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا بریلوی عفی عنہ محمد ن المصطفیٰ النبی الامی صلی اللہ علیہ وسلم "۔ تحفہ حنفیہ ص ۱۶ ۔ ج ۸ ۔ پ ۸ ۔

اور مولوی وصی احمد صاحب آپ کے دار البدعت کے محدث یوں مدح سرا ہیں۔

" عالم المعی فاضل لوذعی ، محقق بے عدیل ، مدقق بے مثیل حامی سنت ماحی بدعت مولانا ذی الفہم الثاقب والرائے الصائب سیدنا مولوی یحییٰ صاحب کا رسالہ جزیلہ الخ " حررہ العبد المسکین خادم حدیث خاتم المرسلین وصی احمد حنفی سنی صانہ اللہ تعالےٰ عن شر کل غبی دعوی من الرافضی والوہابی والندوی "۔

تحفہ حنفیہ ص ۱۷ ، ج ۸ ، پ ۱۲

تب البتہ سخت تعجب آتا ہے۔ مگر آپ بھی کیا کریں۔ اگر آپ اس کی ایسی تعریف ذکر تے تو وہ کب بلا پیری مریدی اور شاگردی کے آپ کا اس قدر ثنا خواں ہوتا۔ ایسے ہی ایسے لوگوں کے آپ " مجدد " ہیں۔ مبارک۔

۳ ۔ آپ نے نہایت دانشمندی فرمائی تھی کہ " چپ شاہ بریلوی گرفتار " کے جواب کی ممانعت کر دی تھی۔ مگر یہ نادان نہ سمجھے اور جواب لکھا اور آپ کی تمام جماعت کی ذلت اور رسوائی ثابت کی۔

۴ ۔ جناب خان صاحب ! سب سے زیادہ مہتم بالشان آپ کا اور آپ کے تمام معتقدین کا اسلام ثابت کرنا۔ اور " رد التکفیر " کا جواب دینا تھا جس میں اہل حرمین زادہما اللہ شرفاً وتکریماً اور آپ ہی کے اقوال سے آپ کا اور آپ کے جملہ

معتقدین کا بلکہ جو آپ کو کافر نہ کہے، آپ کو کافر کہنے میں کسی حال، کسی طرح شک وتردد کرے کافر قطعی ہونا ثابت کیا ہے۔

افسوس آپ اور آپ کے جملہ معتقدین نے اپنا کفر تسلیم فرمالیا، کسی نے جواب نہ دیا، مناظرہ نہ کیا، جواب نہ لکھا۔ کافر ہو کر زندگی کو قبول کیا اپنا اسلام ثابت نہ کرسکے جواب لکھا تو "چپ شاہ بریلوی گرفتار" کا۔ وہ بھی فقط گالیوں ہی گالیوں سے اپنا نامۂ اعمال سیاہ کیا۔ کوئی بات بھی تو کام کی لکھتے۔ کیا اسی کا نام جواب ہے؟ وہ آپ کی مصلحت کو نہ سمجھے کہ مضمون لاجواب کا جواب ہی کیا ہے؟ سکوت میں پھر بات ڈھکی مندی رہتی ہے۔ مگر اس سمجھ کے لئے بھی تو عقل درکار ہے۔ جو وہاں مفقود ہے۔

۵ ؛ طرفہ تماشا ہے کہ صفر شریف ۱۳۲۹ھ سے ۳۰ رجب ۱۳۲۹ھ تک ایک سال سے زائد کی مہلت جواب کے لئے دی تھی اور رسالہ مئی ۱۹۱۱ء کو طبع ہو کر ۱۹ رجب ۱۳۲۹ھ کو پہنچا ہے۔ فرمایئے ۳۰ رجب میں کے دن باقی ہیں؟ کیا گیارہ دن ہی ایک سال سے زائد یا چھ ماہ ہوتے ہیں؟ خان صاحب اس قسم کے اعتراض آپ دوسروں پر کرتے تھے فرمایئے کچھ شرم آئی یا نہیں؟ آسمان کا تھوکا گریبان میں "نوہزاری اشتہار" کی اشاعت پر جو اعتراض کیا تھا اب بکمال ندامت واپس لیا گیا یا نہیں؟

۶ ؛ یہ آپ کے بزرگ اصحاب جان نثار حنفی ہونے کے مدعی اور دیہات میں جمعہ و عید کی نماز نہ پڑھنے پر معترض۔ فرمایئے وہابی آپ ہوئے یا ہم؟ شرم! شرم! جب آپ نے ہماری مخالفت کی وجہ سے اسلام چھوڑنے پر بھی رضا ظاہر کردی اور "ردالتکفیر" کا جواب دیا اور اپنا ایمان، اسلام ظاہر نہ کیا پھر حنفیت کیسے باقی رہ سکتی تھی۔؟ اور اس کی آپ کو کیا پرواہ ہو سکتی ہے؟

٧

"سب سے زیادہ عجیب اور بے حیائی اور بے شرمی اور بے عقلی کی بات یہ ہے کہ یہ نادان دوست خیر خواہی کرنا چاہتے ہیں مگر لیاقت ندارد ؎

کار بوزینہ نیست نجاری

اس درجہ آپ کو ذلت و رسوائی پہنچاتے ہیں کہ خود آپ کو بھی بشرطیکہ ہو بھی، شرم آتی ہو گی۔ اس تمام رسالہ کی روح اور شیپ کا بند اور مایۂ ناز جو امر محرک اظہار بدلیاقتی ہوا ہے وہ یہ کہ

"آپ کا ستر لاکھ وجہ سے کافر ہونا ظاہر کرانا چاہتے ہیں"

مطلب یہ ہوا کہ مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی کا دس بیس ہزار وجہ سے کافر ہونا تو مسلم امر اور مشہور بات ہے ستر لاکھ وجہ سے ان کا کافر ہونا محل تامل اور مشتبہ ہو سکتا ہے۔ اس کو " ابن شیر خدا " سے دریافت کرتے ہیں اور وہ بھی گالیاں دے دے کر کہ خواہ مخواہ حضرت موصوف دہقانی میاں جی کے ملفوظات اور نامۂ اعمال (رہم رنگ چہرۂ شریفہ) کی پرواہ نہ کریں۔ (جو جیب کتنی اور خصی فروشی کرتے کرتے ماشاء اللہ قابل زیارت ہو گیا ہے۔ اور جناب کی توجہ اتحادی کا اثر چہرۂ مبارک سے شروع ہو چلا ہے) تو ان کا کوئی خادم ضرور ہی خان صاحب کا مرکز کفر و ضلال ہونا انہیں کے کلام سے ثابت کر دے۔

اے جو فروش گندم نما، ظاہری دوست در حقیقت دشمن۔ کیا " رد التکفیر " اور " اهدی اتحسنہ والتسعین " میں جو خان صاحب کی پر زور تکفیر انہیں کے اقوال سے ثابت کی گئی تھی، وہ کم تھی؟ کیا کافر ہونا بھی کوئی سہل بات ہے کہ سجدۂ قبور کی طرح دو چار کی پرواہ نہ کی جائے، کیا یہ بھی کسی چمار کی حرکت ہے۔ جو ہزاروں میں بھی زائل نہ ہو؟

میاں جی صاحب یہ ایمان ہے ایک کفر سے بھی آدمی ویسا ہی کافر ہوتا ہے جیسا ستر لاکھ کفر سے۔ کیا خوش اعتقادی ہے۔ قربان جائیے ایسے معتقدین اور مقتدا کے۔

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ حضرت ابن شیر خدا نے " چہ چشاہ بریلوی گرفتار "

میں یہ مضمون تحریر فرمایا تھا کہ اگر مولوی احمد رضا خان صاحب خود لکھ دیں اور اقرار کریں کہ "حسام الحرمین" کا جواب ہو جانے سے ان کی تمام عمر کی محنت برباد ہو جائے گی۔ تو ہم "حسام الحرمین" کا جواب لکھنے کو طیار ہیں۔ جس میں ستر ہزار بلکہ ستر لاکھ نہیں نہیں غیر متناہی وجوہ سے بوزن تھانوی یہ ثابت کر دیں گے کہ اسی فتوے کی رو سے اوّل بریلوی اور تمام اُس کے معتقدین بلکہ اُس کے کافر نہ سمجھنے والوں پر بھی کفر لازم ہے۔

میاں جی صاحب اور تو کیا سمجھیں یہ جانا کہ ستر لاکھ یا غیر متناہیہ وجوہ کون لکھ سکتا ہے؟ اسی کو پکڑ بو، اور ثبوت طلب کرو۔ یہ کے کا موقعہ مل جائے گا کہ دیکھو ستر لاکھ وجوہ سے مولوی احمد رضا خان صاحب کا کفر ثابت نہ کر سکے۔ آپ "الجواب المستحسن" کے صفحہ ۱۰ پر تحریر فرماتے ہیں۔

"اگر آپ میں علمیت ہے، قابلیت لیاقت ہمت ہے، صداقت ہے تو فوراً قلم اٹھائیے اور غیر متناہی کو چھوڑ کر ستر لاکھ تحریری وجوہ سے ثابت فرمائیے۔ اگر ایک وجہ کا بھی نقص رہ جائے گا تو آپ بد عہد پیمان شکن، کذاب، مکار، ساقط الاعتبار سمجھے جائیں گے۔ چونکہ ستر لاکھ وجوہ سے ثابت کرنا اہم کام ہے اس لئے مہلت دی جاتی ہے۔ یعنی صفر المظفر ۱۳۲۸ھ سے رجب المرجب ۱۳۲۹ھ آپ ہمہ وجوہ مکمل فرما کر ایک نسخہ میری انجمن میں بھیج دیں"

ناظرین کرام! اس گنوار میاں جی روحی ملا جھاڑو خور نادان دوست کی سمجھ کو ملاحظہ فرمائیں کہ کیا معقول جواب دیا۔ عقل ہوتی تو یوں لکھتا کہ مولوی احمد رضا خان صاحب کا کفر اور وہ ستر ہزار یا ستر لاکھ بلکہ بوجوہ غیر متناہیہ ثابت کرنا تو درکنار اگر کسی میں ہمت ہے تو ایک ادنیٰ اور ضعیف وجہ سے تو ان کا کفر ثابت کرے ہم ستر لاکھ وجہ سے ان کا اسلام اور ایمان ثابت کر دیں گے، ستر لاکھ اور غیر متناہیہ طرق سے تو کفر جب ثابت ہوگا

دیکھا جائے گا پہلے ایک وجہ تو بیان کر کے مزا دیکھ لو۔

اور رسالہ " رد التکفیر " اور " احدی التسعۃ والتسعین " کے فوراً بعد خان صاحب کے متعدد اذناب ہجو گالیاں دیتے اور فحش بکتے ہیں۔ ستر ستر گز کی نجس زبانیں سان پر چڑھی ہوئی ہر وقت طیار رکھتے ہیں، مستعد ہو جاتے اور بجائے گالیوں کے، پہلے اپنے مقتدا کا کفر اور اپنا کفر اٹھا کر اپنا اسلام ثابت کر کے دکھاتے پھر جس قدر گالیاں دیتے زیبا تھا۔ ڈوب نہیں مرتے یہ کہتے ہیں کہ ستر لاکھ وجہ سے کفر ثابت کرو گے تب سچا جانیں گے ایک دو وجہ سے کفر ثابت ہو تو کون سی بات قابل تعجب ہے۔ خان صاحب کا کفر معمولی کفر تھوڑا ہی ہے جب تک لاکھوں پر نوبت نہ پہنچے تو کفر ہی کیا ہوا؟ جہنم کے سب سے بدترین طبقہ میں ٹھکانا نہ ہوا تو دوزخ کے وارد ہی کیا ہوئے؟

پھر " رد التکفیر " کے چھپنے کے بعد کسی کی بھی رگ حمیت جوش میں نہ آئی۔ سب کے سب پیر، مرید، معتقد، مقتدا، عالم، جاہل، قاضی، مفتی، میاں جی اطفال مکتب زہر کا سا گھونٹ پی کر سوتے کے سوتے ہی رہ گئے۔ ایک بھی تو نہ بولا کہ ہم کافر نہیں۔ دوسروں ہی کو خوب لکھنا آتا ہے کہ کفر و اسلام کا معاملہ ہے سہل بات نہیں ہے سکوت کیوں ہے؟

کیوں خان صاحب! اب کفر سہل اور شیر مادر ہو گیا؟ " رد التکفیر " اور " احدی التسعۃ والتسعین " کا شور دنیا میں مچ رہا ہے اور آپ کے کانوں تک اس کی صدا نہیں پہنچی! یہ فرما دینا کہ مجھ کو تو خبر ہی نہیں ہوئی۔ پھر ستر لاکھ وجہ سے اگر خان صاحب پر کفر ثابت کر دیا جائے گا تو نتیجہ یہ نہیں کہ جواب دیں گے بلکہ سچا سمجھیں گے۔ تُف ہے اس اعتقاد پر۔ ابھی یہ تو کہو کہ پھر بھی انہیں کا دم بھرو گے یا علیحدہ ہو جاؤ گے؟

مسلمانو! دیکھا ملاحظہ فرمایا؟ یہ ہے خان صاحب کے معتقدین کا اعتقاد اور یہ ہے علمی جوشش و خروش۔ فیصلہ مسلمانوں کے سپرد ہے۔

۸ : ان تمام باتوں سے اعجب تر یہ ہے کہ اسی نادان دوست گنوار میاں جی نے ۱۲ ربیع الآخر ۱۳۲۹ھ کے خط میں یہ لکھ کر بھیجا تھا کہ " الجواب المستحسن " شائع ہوا ہے ۳۰ رجب المرجب ۱۳۲۹ھ تک ستر لاکھ وجہ سے مولوی احمد رضا خان صاحب کا کفر چھاپ کر ابن شیر خدا نے شائع نہ کیا تو ہم تمہاری تحریر کے جواب کے ذمہ دار نہ ہوں گے "۔ حالانکہ تحریر ہماری تھی، مناظرہ کی طلب ہم نے کی تھی، ہمارا جواب اس پر موقوف رکھا جائے کہ

جب تک ستر لاکھ وجہ سے خان صاحب کا کفر حضرت ابن شیر خدا ثابت نہ فرمائیں گے کسی کی بات کا جواب نہ دیں گے۔

حالانکہ اشتہار میں اس کی شرط نہ تھی۔ کیا عجیب و غریب جواب تھا۔ تاہم ۵ جمادی الاولی ۱۳۲۹ھ یوم جمعہ کو جو دستی لفافہ سوالات کے اس جنگلی بے شرم میاں جی کے پاس پوکھریری گئے تھے جہاں اٹھارہ اضلاع کے علماء کے جمع ہونے کا اشتہار دے کر

؎ جلسہ منعقدہ جمادی الاولی ۱۳۲۹ھ واقع پوکھریرا اشتہار میں نے ۲۹ محرم ۱۳۲۹ھ کو جو دیا تھا اس کے آخر میں تحریری مناظرہ کی بھی عام دعوت دی تھی جس کی بنا پر ہم نے بذریعہ جسٹری سوال بھیجا تھا کہ آپ اور مولوی احمد رضا خاں صاحب پر انہیں کے فتوے سے کفر لازم آتا ہے جس کی تفصیل " رد التکفیر " میں موجود ہے آپ حسب وعدہ عین جلسہ میں جواب دیجئے اور اپنا اور ان کا اور ان کے جملہ معتقدین کا کفر اٹھا دیجئے۔ حالانکہ اس خود تسلیم کردہ کفر کا اٹھنا محال تھا۔ اس وجہ سے مجبوراً اور گھبرا کر مجیبی نے بارہ ربیع الاول کے خط میں یہ جواب دیا کہ جب تک ابن شیر خدا خان صاحب کا ستر لاکھ وجہ سے کفر ثابت کر دیں گے ہم کسی کی بات کا جواب نہ دیں گے۔ اس کی قدرے تفصیل رسالہ " کوکب الیمانین علی العلان والخراطین " میں ملاحظہ ہو۔ ۱۲

مسلمانوں کا روپیہ دھوکہ سے لیا تھا ان لفافوں میں سے نمبر ۱۰ کے لفافہ کی عبارت ذیل ملاحظہ ہو۔

" آپ لاکھ کتابیں لکھیں اس کا جو مخاطب ہوگا ہو۔ ہم کو بعد وعدۂ مناظرہ آپ جواب نہ دیں اس کی کیا وجہ ہے؟ ابن شیر خدا صاحب آپ سے طالب مناظرہ ہوں تب ان کو یہ جواب دیجئے۔ اب تو ہم سے واسطہ ہے۔ ہم نے تو ستر لاکھ وجوہ سے تکفیر ثابت کرنے کا وعدہ نہیں کیا ہے جو ہمارا جواب اس پر موقوف کیا جاتا ہے۔ ہم نے تو ایک وجہ بیان کی ہے اس کو اٹھا دیجئے۔ مگر خیر آپ کو اس کا بڑا شوق ہے اور خاں صاحب کی پوری ہی تکفیر کے مشتاق ہیں تو سن لیجئے

الکوکبۃ الشہابیہ کے ص ۹/۹ و ص ۱۲/۴ و ص ۱۲/۱۸ و ص ۱۹/۱۹ و ص ۱۳/۳ و ص ۲۲/۱۹ و ص ۵۰/۹ و ص ۵۳/۳ و ص ۵۹/۲ کو ملاحظہ فرمالیجئے۔

"حسام الحرمین" کے حکم سے ستر لاکھ کیا ستر کروڑ وجوہ سے مولوی احمد رضا خاں صاحب پر کفر ثابت ہوتا ہے۔

لیجئے آپ تو ۳۰ رجب تک کی مہلت دیتے تھے ہم نے اس سے پہلے ہی ثابت کر دیا۔ آپ کی قابلیت اور لیاقت اس میں معلوم ہو جائے گی کہ یہ ادنیٰ بات بھی آپ کے فہم مبارک میں آگئی ہے یا نہیں؟ "

خاں صاحب! باوجود اس تحریر کے جانے کے بھی اس جنگلی بے حیا نے آپ کی عداوت کی بنا پر یا اپنی نادانی کی دوستی کے نشہ میں یہ نجس اور گندہ سرتا پا غیر مہذب تحریر جس کا حاصل بجز آپ کی رسوائی اور ذلت کے کچھ بھی نہ ہوگا شائع کی۔ حالانکہ اس وقت تک یہ رسالہ چھپ کر مطبع سے بھی نہ آیا تھا۔ اگر اس کو کچھ بھی سمجھ اور عقل ہوتی تو ان تمام رسائل کو دیا سلائی دکھلا دیتا۔ اس کا ثبوت بھی ہمارے پاس تحریری موجود ہے

مگر نہ تو اس جنگلی بے حیار کٹھ ملا کو یہ سمجھ میں آیا نہ آپ نے اس کا خیال فرمایا۔ خیر اس پر تو اب افسوس بے جا ہے جو ہونا تھا ہو لیا۔

اب عرض یہ ہے کہ "الکوکبۃ الشہابیہ" کے جو حوالے نقل کئے ہیں۔ اگر ان سے آپ کی آپ ہی کے اقوال سے بحکم "حسام الحرمین" ستر لاکھ بلکہ غیر متناہیہ وجوہ سے تکفیر ثابت اور لازم ہو تو محبتی جنگلی بے حیار کو جو چاہیں سزا دیں یا وہ اور آپ کے جملہ معتقدین ان تکفیرات غیر متناہیہ کے اٹھانے کی فکر فرمادیں۔ ورنہ جس روز یہ اشتہار رجسٹری شدہ خدمت شریف میں پہنچے اس سے ایک ہفتہ کے اندر آپ مطبوعہ اشتہار بذریعہ رجسٹری بندہ کے پاس یا ابن شیر خدا کے پاس بھیج دیں کہ حوالجات مذکورہ سے آپ کا ستر لاکھ وجہ سے کفر ثابت نہیں ہوتا۔ ہم پھر اس کی صاف صاف عام فہم تقریر کر دیں گے۔ آپ کا یا آپ کے اذناب کا اشتہار نہ دینا گویا تسلیم کر لینا ہو گا کہ ہاں ستر لاکھ وجہ سے آپ کی تکفیر ثابت ہو گئی۔

ناداں دوست جنگلی بے حیار ردی ملا جھاڑ و خود کے پاس بھی ایک اشتہار بذریعہ رجسٹری روانہ ہو گا۔ محبتی اور ہمارے سامنے دعوئے علمیت اور قابلیت؟ دایہ سے پیٹ چھپانا؟۔ بریلی اور پیلی بھیت میں آپ فرضی عالم فاضل "نذر نیاز" دے دے کر جو چاہیں بن جائیں۔ مگر ہم، آپ تو ہم وطن ہیں۔ ہم سے تو نہ سکئے ورنہ پھر سب پتر ے کھول دیں گے۔ آپ کی فرضی انجمن کا بھی حال معلوم ہے۔ کیوں جھوٹ بول بول کر سواد الوجہ فی الدارین حاصل کرتے ہو؟

خلاصۃ المرام جناب خان صاحب آپ کی خدمت مبارک میں عرض ہے کہ اگر آپ کو اپنی عزت و آبرو پیاری ہے تو ہمارے بڑوں کی شان میں الفاظ نا ملائم اشارۃً، کنایۃً، صراحۃً نہ لکھو اور اپنے اذناب کو بھی منع کر دو۔ پھر ہماری طرف سے اگر کوئی لفظ خلاف طبع ہو تو آپ کی شکایت بجا۔ ورنہ یاد رہے کہ خان صاحب جو طرز آپ اور آپکے

القاب اختیار فرمائیں گے حسبِ طبع آپ کی دعوت کے لئے ہم لوگ بھی آمادہ ہیں۔

جنگلی بے حیا رمحبی نے جو الفاظ ناشائستہ لکھے ہیں ان کا جواب ابھی شاید کوئی لکھ دے ہم کو تو آپ سے فقط یہ دریافت کرنا ہے کہ ان حوالجات "الکوکب الشہابیۃ" سے آپ کا ستر لاکھ وجوہ سے کفر ثابت ہو گیا یا نہیں ؟ اگر نہ ثابت ہوا ہو تو آپ ہفتہ کے اندر بذریعہ اشتہار اعلان دیں ہم ثابت کر دیں گے۔ ورنہ آپ کا اقرار سمجھا جائے گا کہ جنگلی بے حیار دہقانی ملّا کو ڈوب مرنا چاہئے۔

ابھی کیا ہے ؟ ابھی تو وہ سوال چھپیں گے جس میں آپ ہی کے فتوے سے یہ ثابت کیا ہے کہ مولوی احمد رضا خان صاحب اور ان کی اولاد ذکور، اناث علیٰ ہذا القیاس ان کے معتقدین مذکر و مؤنث کا کسی مسلمان مرد، عورت سے نکاح درست نہیں ہے۔

خان صاحب ! آپ ہی کا یہ فتوے ہے اور اسی سے یہ لازم آتا ہے کہ اگر کوئی مرد، عورت مسلمان آپ کے یا آپ کے معتقدین کے ذکور، اناث سے نکاح کرے وہ نکاح صحیح نہیں ہوگا۔ تمام عمر زنا اور حرام ہوگا، اولاد حرامی ہوگی۔

اسی قسم کے سوالات جلسہ "بالا ساتھ" سے جلسہ پوکھریرا میں کئے تھے جو عنقریب طبع ہو کر خدمتِ سامی میں جواب کے واسطے پیش کئے جائیں گے۔

آپ اور آپ کی تمام جماعت مل کر تو جواب دے۔ خان صاحب دوسروں پر کفر کے فتوے جاری کرنے سہل ہیں۔ ہم تو جب جانیں جو اپنی تکفیر، جو آپ نے اپنے ہاتھوں سے کی ہے۔ اس کو آپ اور آپ کے جملہ معتقدین مل کر اٹھا دیں۔ علم ہے تو اپنا اسلام ثابت کرو۔ خوفِ خدا ہے تو توبہ کرو، ورنہ جاؤ جہنم میں ؎

من آنچہ شرطِ بلاغ است با تو می گویم

تو خواہ از سخنم پند گیر خواہ ملال

فرمائیے مجیبی کی دوستی آپ کے حق میں مبارک ہوئی یا نامبارک ؟ خوب غور سے جواب مرحمت فرمائیے۔

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین ؛

یوم پنجشنبہ ۲۳ رجب المرجب ۱۳۲۹ھ

المشتہر

محمد عبد الحفیظ عفی عنہ دربھنگوی

◎

واضح ہو کہ یہ رسالہ ۲۷ رجب ۱۳۲۹ھ کو طبع ہو کر بذریعہ رجسٹری مولوی احمد رضا خان صاحب اور مجیبی صاحب کے پاس روانہ کیا گیا۔

◎

كَأَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنفِرَةٌ فَرَّتْ مِن قَسْوَرَةٍ ؕ

گویا کہ وہ بھاگنے والے حمار ہیں، شیر سے بھاگے پھرتے ہیں۔

غلبۃ الحق

دنیا جانتی ہے کہ حق کا مقابلہ باطل کر نہیں سکتا۔ سنت کے مقابلہ پہ بدعت ٹھہر نہیں سکتی۔ احمد رضا خان صاحب فاضل بریلوی کو حضرت مولانا محمد مرتضیٰ حسن صاحب ابن شیر خدا نے للکارا اور ان کے حامیوں کو سنت کے خادموں نے پکارا۔ اور آج نہیں برس ہو گئے مگر ہمیشہ یہی صورت پیش آتی ہے۔

فاضل بریلوی کے مشنری ہندوستان میں دورہ کرتے ہیں اور بدعت کی اشاعت میں ہر ممکن کوشش سے باز نہیں رہتے۔ اور حامیانِ سنت پر لعن وطعن کرنا ان کا شیوہ ہے۔ یہ سنت کو دیکھ نہیں سکتے۔ انہیں میں سے ایک مشنری خلیفہ لقیس الدین صاحب گن ہزاری باغ میں بھی اسی غرض سے آئے تھے مگر سنت کے خادموں سے روپوش ہو کر آخر بھاگتے ہی بنی۔ ان کی حالت کا نقشہ اس رسالہ کے مطالعہ سے بخوبی معلوم ہوگا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ ونشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہ ونشھد ان سیدنا ومولانا محمدا عبدہ ورسولہ۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ اجمعین

(۹)

چونکہ ہمارے اس رسالہ کا مضمون " ہزاری باغ محلہ بوڈم بازار" کی مسجد سے وابستہ ہے اس لئے ناظرین کو پیشتر اس کی سیر کرانا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

مخفی نہ رہے کہ " ہزاری باغ " صوبہ " بہار اڑیسہ " کا ایک چھوٹا سا ضلع ہے جو آب وہوا کے لحاظ سے مثل " نینی تال " و " منصوری " کے شمار کیا جاتا ہے۔ اس وجہ سے کم استطاعت والے صاحبان یہاں بغرض تبدیل آب وہوا تشریف لاتے ہیں۔ اس شہر میں ایک " مسجد ہزاری " مشہور ہے۔ جس کو تقریباً ساٹھ سال کا عرصہ گزرا کہ ہزاری سوداگر نے " محلہ بوڈم بازار " میں تعمیر کرائی تھی۔ جس کے ملحق لب سڑک مسجد کے دکھن جانب چند کوٹھریاں ہیں۔ جن میں اکثر پردیسی لوگ آکر رہا کرتے ہیں۔ یہاں کے باشندے نام کے مسلمان تو ضرور ہیں مگر اسلام کے احکام کی طرف قطعی توجہ نہیں۔ سنہ ۱۹۰۷ء میں جب " بونڈری سروے محکمہ کا دفتر، مقام " رانچی " سے یہاں آیا اور ملازمین مسلمانان محلہ " بوڈم بازار " میں مقیم ہوئے، اس وقت احاطہ مسجد مذکورہ میں پورب جانب گھاس کھڑی تھی اور جا بجا غلاظت پڑی تھی۔ نیز یہ احاطہ

محلہ کی بکریوں کی چراگاہ اور سو نود (مسلمان) دھوبی کے گدھوں کی خرگاہ اور میاں کے مردماں کا بم پولس تھا۔ فرش مسجد پر درختوں کے پتے گدھوں کی لید اور خس و خاشاک موجود تھی۔ اور نہ صفائی نہ روشنی کا اہتمام، نہ ڈول رسی کا انتظام، نہ موذن کا پتہ، نہ امام کا ٹھکانہ، نہ جماعت کا التزام، شام کے وقت تو مارے دہشت کے مسجد کے اندر لوگ قدم بھی نہ رکھتے تھے۔

اذان گاہ کے قریب ایک بڑی لالٹین چوبی ستون پر نصب تھی۔ جو اس بات کی شاہد تھی کہ ہاں یہ مسجد کسی وقت میں رونق پر ہوگی۔ جس کو ارسطوئے زمان، افلاطون جہاں، تکیہ گاہ بے کساں، فریادرس غریباں، جناب فیض مآب حکیم سراج الدین احمد خان صاحب اورنگ آبادی، طبیب مہاراجہ پٹیالہ، ضلع ہزاری باغ، دام فیوضہم، جو حسب اتفاق ہزاری باغ خاص میں کسی غرض سے تشریف لائے تھے اور مسجد مذکور کے قریب قیام پذیر ہوئے تھے۔ تو مسجد میں اندھیرا دیکھ کر حکیم صاحب موصوف نے اپنی جیب خاص سے یہ لالٹین نصب کرائی تھی۔ خدا مرحوم کو فلاح دارین عطا فرمائے۔ اب یہ لالٹین اپنے عروج کے زمانہ کو یاد کرکے کچھ ایسی حسرت و افسوس کے ساتھ سر گریباں تھی کہ سارا جہاں اس کی آنکھوں میں تاریک تھا۔ اور عروج رفتہ کے غم میں کچھ ایسی خاموش ہوئی تھی کہ ٹمٹمانے کا نام تک نہ لیتی تھی۔ اور نخل خزاں دیدہ یا کسی افسردہ دل کی مانند پیکر بے جان ہو کر مسجد کے دروازے کے سامنے چپ چاپ کھڑی تھی۔

خدا بھلا کرے شیخ امیر علی صاحب اور کریم خان صاحب پیش کار منصفی کا اور مغفرت نصیب ہو فیض اللہ خان صاحب مرحوم کو کہ یہ لوگ نماز کے پابند تھے جو کہ اکثر فرداً فرداً نماز ادا کر جاتے تھے اور نیز دیگر مسلمان بھی وقتاً فوقتاً فریضہ ادا کر لے آجاتے تھے۔ لوگوں کو پنجگانہ نماز سے غرض نہ تھی۔ ہاں البتہ بقول شخصے آٹھ کی، کھاٹ کی، تین سو ساٹھ کی، اسی کو باعث نجات سمجھتے تھے۔ اور جمعہ کے روز آٹھ دن کے گناہ بخشوانے کیلئے

دوگانہ ادا کرنے کو ضروری جانتے تھے۔ جس کی آج تک نہایت پابندی ہے۔

"تسلیمان سروپے" کو مسجد کی یہ حالت، اور مسلمانوں کے عمل کی یہ کیفیت دیکھ کر بہت افسوس ہوا۔ بفضلہ تعالیٰ اس وقت محلہ سروٹے میں تیس چالیس آدمیوں کے قریب مسلمان تھے۔ ان سب میں مولوی منشی محمد نور الحق صاحب عباسی امروہی زیادہ متقی و پرہیزگار، شرک و بدعت کے بیخ کن، صوم و صلوٰۃ اور ارکان اسلام کے اس درجہ پابند تھے کہ ادائیگی پنجگانہ با جماعت کو مسجد میں ضروری سمجھتے تھے۔ چنانچہ مولوی صاحب موصوف الصدر نے ایک روز پیش کار صاحب مذکور الصدر سے کہا کہ جماعت کی پابندی مسجد میں کرنی چاہیے اور جناب فیض اللہ خان صاحب مرحوم موصوف الصدر سے کہا کہ آپ امامت قبول کیجئے۔ اور خدمت اذان میرے سپرد کیجئے۔ مرحوم مغفور نے اس کے برعکس صورت منظور فرمائی۔ اور اذان پنجگانہ کے بعد انتظار نمازیوں کا شروع کیا۔ اس طرح یہاں پنج وقتی نماز کی بنیاد ڈالی گئی۔

مولوی صاحب موصوف نے سب سے پہلے اپنی ذات خاص سے لیمپ خرید کر تیل بتی کا انتظام اور مسجد کی صفائی کا کام اپنے ذمہ لیا۔ جو آج تک قائم ہے۔ پانی کے واسطے سقاوہ مصلیوں اور مسافروں کی آسائش کے لئے بیت الخلاء پختہ بنوایا گیا۔ اب لوگوں کو جماعت کی طرف رغبت ہو گئی۔ اور پنج وقتی نماز با جماعت شان و شوکت سے ہونے لگی۔ مگر اس صورت سے کہ گھنٹوں منتظر بیٹھنا پڑتا تھا۔ تو یہ خیال کیا گیا کہ اس طریقہ سے انتظار کب تک کیا جائے گا، ہر شخص ضروریات دنیوی میں پا بزنجیر ہے۔ لہٰذا حد انتظار کے واسطے ایک گھڑی منگا کر محراب کی بائیں جانب دیوار کے اندر لگا دی گئی۔ جس سے مسجد کی رونق دو بالا، اور گھنٹہ کی تعداد پر جماعت کا وقت معین ہونے سے قابل دید سماں ہو گیا۔

چونکہ اس شہر میں کوئی سرائے یا مسافر خانہ وغیرہ نہیں ہے۔ اس لئے مناسب سمجھا

گیا کہ علمائے ربانیین ہادیان شرع متین و مسافران محتاطین کے قیام کے واسطے
اس مسجد میں ایک حجرہ بنا ضروریات سے ہے۔ چنانچہ وہ بھی چندہ کرکے مسجد کے شمال
جانب جو افتادہ زمین تھی، تیار کرادیا گیا۔ اور طیاری کے دوسرے سال سب سے پہلے
اس حجرہ میں مبارک قدم ایک ولی زمان قطب دوران جناب مولانا مولوی حاجی حافظ
سید غلام محی الدین شاہ صاحب پیشاوری کے آئے۔ آپ کے اوصاف حمیدہ،
خصائل برگزیدہ کے بیان میں زبان لال ہے۔ قلم کو اخلاق پسندیدہ کی توصیف لکھنا
محال ہے ؎

اگر ہر موئے تن ہووے دہن میرا زباں میری
بیاں اوصاف ہوں اُن کے بھلا طاقت کہاں میری

آپ کے والد ماجد عالم محقق، فاضل مدقق، حامی سنت، ماحی بدعت جناب
مولانا مولوی محبوب علی شاہ صاحب قدس سرہ العزیز، جن کے وعظ و تلقین نے
چھوٹے ناگ پور میں صدہا رسومات کفر و بدعات کو توڑ کر گمراہوں کو راہ راست پر لگایا
سینکڑوں کو مسلمان کرکے اسلام پھیلایا، اس شمع ہدایت کے مزار پاک نے رانچی کی سرزمین کو
سرفرازی بخشی ہے۔ "رانچی" اور "ہزاری باغ" میں آپ کے فیض کے سرچشمے جاری ہیں
ان دونوں مقامات نیز "بنارس" میں آپ کے مرید بکثرت ہیں۔ محی الدین صاحب ممدوح ہر سال اپنے
پدر بزرگوار قدس سرہ العزیز کی فاتحہ خوانی کے واسطے "رانچی" تشریف لے جایا کرتے
ہیں اور اکثر معاودت کے وقت اپنے قدوم میمنت لزوم سے "ہزاری باغ" کی سرزمین
کو مشرف فرماتے ہیں۔

ممدوح اپنی شمع وعظ و تلقین سے محفل صاحب دلاں کو مسرور اور مجلس دلہائے تاریک
کو نور سے منور فرماتے ہیں۔ آپ کی صحبت میں بیٹھ کر اللہ یاد آتا ہے۔ ہر وقت ذکر الٰہی اور
وعظ و نصیحت فرماتے رہتے ہیں آپ کے قدم کی برکت سے نماز و جماعت میں نمایاں

ترقی ہو جاتی ہے۔ مسجد میں عید، بقر عید کا سا سماں نظر آنے لگتا ہے۔

غرض یہ مسجد زیادہ تر مسافروں کے دم سے آباد رہی اور ہے۔ یہاں کے مسلمانوں کا خدا بھلا کرے کہ آج تک مسجدِ مذکور کی کسی نے مرمت تک نہیں کرائی۔ چونکہ مسجد کو بنے ہوئے اور ہزاری سوداگر کو انتقال کئے ہوئے عرصہ ہو گیا۔ مسجد کی دیواریں اور چھتیں اب نہایت بوسیدہ ہو گئیں جس کو دیکھ کر سخت افسوس ہوتا تھا اور شہید ہونے کا احتمال رہتا تھا۔ ملازمان سروے نے یہاں کے مسلمانوں سے ہر چند کہا کہ بھائیو! خدا کے واسطے ذرا اپنے گھروں کو دیکھو اور مسجد کی حالت کا خیال کرو۔ اب یہ چند دنوں میں شہید ہو جائے گی ہم لوگ بھی شریک ہوتے ہیں چندہ کر کے اس کی مرمت کرو ؎

کون سنتا ہے فغانِ درویش
قہرِ درویش بجانِ درویش

اوّل تو یہاں مسلمان ہی غریب ہیں۔ اور جو پیسہ والے ہیں ان کو نماز و جماعت سے شوق ہی نہیں۔ ان کی بلا سے مسجد جائے یا رہے۔ بقول کسی کے ؎

حج و زکوٰۃ کیسا ہے کیسا نماز و روزہ
وہ جانتے ہیں ان کو اسباب دل لگی کے

چنانچہ سال گزشتہ ۱۳۳۴ھ مطابق ۱۹۱۶ء میں بعد فراغت فاتحہ پدر بزرگوار کے جناب مولانا صاحب موصوف الصدر "ہزاری باغ" میں تشریف لائے اور مسجد کی حالت کو ملاحظہ فرمایا۔ چونکہ مسجد مذکور سے مولانا صاحب موصوف کو بھی ایک خاص محبت تھی، اس کی نازک حالت دیکھ کر بہت افسوس فرمایا۔ اور ادھر مسلمانان سروے نے یہاں کی حالت بیان کر کے مولانا صاحب کی خدمت مبارک میں عرض کیا ؎

اک نام رہ گیا ہے، اسلام اٹھ گیا ہے
پاتے ہیں سب کرشمے یہ چودھویں صدی کے

اُب اٹھ گئے جہاں سے سب صاف کہنے والے
لہرا رہے ہیں ہر سو جھنڈے خوشامدی کے
کس سے کریں بیاں ہم افسوس اپنے دل کی
بیتے ہی کٹ رہے ہیں اوقات سب خوشی کے

جناب مولانا صاحب موصوف الصدر نے اس التماس کو قبول کرکے وعظ بیان فرمایا جس سے قوتِ ایمانیہ اور طاقتِ روحانیہ کو جوش پیدا ہوا۔ اور کمرِ ہمت کو چست باندھ کر طالبانِ حق برضائے قادرِ مطلق جناب مولوی محمد نور الحق صاحب عباسی امروہی۔ و جناب منشی عبد المجید صاحب ہیڈ ڈرافٹس مین نجیب آبادی۔ اور جناب حافظ حبیب الرحمٰن صاحب بہدوری بہاری پیش کار انگمبر اسسٹنٹ ہزاری باغ۔ نے جھولیاں بھیک کی گلے میں ڈال کر اس خانۂ خدا کی مرمت کے واسطے در بدر پھرنا اور ہر اتوار و تعطیل وغیرہ کو دیہاتوں میں جانا اور چندہ تحصیل کرنا اختیار کیا۔

اگرچہ یہ کام ان حضرات کی نازک مزاجی سے انجام پانا دشوار تھا۔ کیوں کہ یہ لوگ کرسی پر بیٹھ کر یا تو کشیدۂ نقشہ یا دو چار سنٹ کو کاغذات کی پیشی میں کھڑے ہونے کے سوا ایک میل بھی چلنے کے عادی نہ تھے۔ پیروں میں چھالے پڑ پڑ گئے، تمازتِ آفتاب نے منہ پھیر پھیر دیا۔ نہ گرمی کا خیال، نہ سردی کا ملال، نہ رات کا گمان، نہ دن کا دھیان۔ ایام سرما میں بارہ بارہ بجے تک شبِ تاریک میں دیہات سے واپس آتے۔ اور تمام تکالیف کو گوارا کیا مگر کوشش سے منہ نہ موڑا۔ فجزاہم اللہ تعالٰی ؎

آدمی اپنے ارادہ کا ہو پکا اس طرح
جس طرح قانون ہے تقدیرِ قدرت کا اٹل

جب ان حضرات نے اپنی جان توڑ کوششوں سے مبلغ ڈیڑھ سو روپیہ کی رقم بہم پہنچائی تو خدا کی ذات پر بھروسہ کرکے اس مسجد کے مخدوش حصہ کی بوسیدہ دیواروں

کو شہید کر کے نئی بنیاد ڈالی۔ اب معلوم ہوا کہ تخمینہ سے زائد خرچ کی ضرورت ہے۔ کیونکہ کل مسجد کی حالت نازک ہے۔ چنانچہ صرف تھوڑا سا حصہ محراب کے پاس کا باقی بچا اور کل مسجد کو از سرِ نو تعمیر کرنا پڑا۔ جس میں مبلغ تین سو روپیہ صرف ہو چکا ہے۔ اور اسی قدر روپیہ کی ابھی اور ضرورت ہے۔ خداوند کریم مسبب الاسباب ہے اور یہ اسی کا کام ہے، وہ ضرور پورا کر دے گا۔ جناب مولوی محمد نور الحق صاحب عباسی امروہی۔ اور جناب منشی عبد المجید صاحب نجیب آبادی۔ و جناب حافظ حبیب الرحمٰن صاحب بجدوری اپنی مردانہ وار ہمت سے خدا کے بھروسہ پر کربستہ ہیں اور کام چلا رہے ہیں کیونکہ ؎

طاعت و نیکیاں ہیں تو نیکی سے عزتیں
ذلت مگر محال ہے سجدہ کو چھوڑ کر
شبہ کی کوئی بات نہیں اس اصول میں
ممکن نہیں جو پائے گا پھل جڑ کو توڑ کر

خداوند کریم اسے اتمام کو پہنچائے اور موصوفین و امداد دہندگان مسلمانان کو اجر جمیل عطا فرمائے۔ آمین ؎

گو قابلِ رغبت نہیں مضمون ہمارا — شاہا چہ عجب گر بنوازند گدا را
منظور ہے گزارشِ احوالِ واقعی — اپنا بیانِ حسنِ طبیعت نہیں مجھے

آمدم بر سرِ مطلب

چونکہ دفتر متذکرہ بالا میں چند مسلمان حنفی المذہب اکابر دیوبند کے کفش بردار اضلاع مظفر نگر، بجنور، مراد آباد، شاہجہاں پور، بدایوں کے رہنے والے ملازم ہیں اگرچہ یہ بات اکثر رسائل کے دیکھنے سے ہم لوگوں کو اچھی طرح سے معلوم تھی کہ مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی اور علمائے دیوبند کے درمیان کفر و اسلام کا جھگڑا ایک عرصہ سے

چلا جاتا ہے۔ باوجودیکہ علمائے دیوبند نے ہر چند کوشش کی اور چاہا (یہاں تک کہ اخبار میں اشتہار شائع کرائے، بذریعہ رجسٹری خطوط بھیجے) کہ کسی طرح خان صاحب بریلوی سے ایک مرتبہ مناظرہ ہو کر اس جھگڑا کا فیصلہ ہو جائے۔ مگر افسوس بلکہ ہزار افسوس کہ خان صاحب بریلوی نے کچھ ایسی خاموشی اختیار کی کہ مناظرہ کے لئے نہ تو خود کروٹ لی اور نہ کسی اپنے معتمد کو باضابطہ بھیجنے کی ہمت کی۔ ہمت کریں تو کہاں سے وہ تو محض لوگوں کو وہابی بنانے کی افترا پردازی میں نمبر حاصل کر کے سارٹیفکٹ لئے ہوئے ہیں اور پورب کے جنگلی اضلاع میں اپنے گرگوں کو، لوگوں کے بہکانے اور ان کے عقیدوں کو بگاڑنے کے واسطے چھوڑے ہوئے ہیں۔ جو سیدھے سادے مسلمانوں کو ورغلاتے پھرتے ہیں۔ صد حیف ایسی مسلمانی پر اور تف ہے ایسی بے ایمانی پر۔

چنانچہ ضلع "ہزاری باغ" میں بھی عرصہ چھ ماہ منقضی ہوتا ہے کہ ایک شخص مسمیٰ "حافظ لیقین الدین" فاضل بریلوی کے مرید جو اپنے کو خلیفہ بتلاتے تھے قمر کبنی کا کام کرنے کی غرض سے وارد ہوئے۔ چونکہ حافظ صاحب بریلوی مذکور کے کہیں رہنے اور جائے قیام کا ٹھکانہ نہ تھا جس کی وجہ سے سخت پریشان اور متحیر پھرتے تھے۔ ان کی اس پریشانی کو دیکھ کر جناب مولوی محمد نور الحق صاحب ڈرافسمین سروے کو ترس آیا۔ لہٰذا مولوی صاحب موصوف، حافظ صاحب کو اپنے ہمراہ لائے اور مسجد مذکور الصدر کی کوٹھڑی میں ٹھہرا کر حسب توفیق خاطر اور عزت کی۔ حتیٰ کہ حافظ قرآن مجید سمجھ کر خود امامت چھوڑ کر پانچوں وقت کا مسجد میں امام بنا دیا۔ چونکہ مولوی صاحب موصوف سیدھے اور پرانے خیالات کے آدمی ہیچ نہ سمجھے

نکوئی با بداں کردن چناں است : کہ بد کردن بجائے نیک مرداں
دور شو از اختلاطِ یارِ بد : یارِ بد بدتر بود از مارِ بد
مارِ بد تنہا ترا بر جاں زند : یارِ بد بر جان و بر ایماں زند

حافظ صاحب موصوف تین چار ماہ تک تو چپ چاپ کان دبائے اپنا کام کرتے رہے۔ مگر جب دو تین روپیہ کا روزانہ کام آنے لگا اور گیہوں کا پراٹھا اور دودھ پیٹ بھر ملنے لگا تو شکم میں قراقر پیدا ہوا۔ اور رضائی وصدہ کے موافق کہ جس کی وجہ سے خلافت کا تمغہ حاصل کیا تھا، ہزاری باغ کے چند آدمیوں کو جو تھوڑی سی ہندی یا کثر مٹر اردو سے واقفیت رکھتے تھے " رضائیہ " عقیدہ یعنی شرک و بدعت کے جال میں پھنسانا شروع کیا۔ اور اپنی بیہودہ عادت کے موافق بزرگانِ دین پر اتہام اور علمائے کرام پر بے جا الزام لگا کر لوگوں کو ان سے برگشتہ کرنا اور اپنی لیاقت و علمیت کا شہرہ کرنا چاہا۔ جس میں کامیابی کی یہ صورت پیدا کی ؎

رکھئے نمود و شہرت واعزاز پر نظر : دولت کو صرف کیجئے اور نام کیجئے
زنجیر فقہ توڑیئے کہہ کر خلاف شرع : علمار کو سارے مورد الزام کیجئے

چنانچہ روزانہ اپنی چکنی چپڑی باتیں بنا کر چائے و پیپسے کی مدارات کرکے لوگوں کے دلوں میں گھر بنانا اور نوعمر لڑکوں کو اپنی آؤ بھگت سے دام تزویر میں پھنسانا شروع کیا ؎

لڑکے نہ ہوں تو ہو نہیں سکتی چہل پہل
ان کو تو طرزِ خاص سے یوں رام کیجئے

کسی کو کامیابی امتحان کا وظیفہ سکھایا، کسی کو رباعی سعت در کا نقش بنایا گنڈے تعویذ سے جہلار کو حلقہ بگوش بنایا۔ اور اپنی زبان بحر فشان سے ہر وقت اپنے سر چڑھے چیلوں کو یہی تلقین یہی تحریک کی کہ میں قرأت میں ہوں یکتائے زمانہ، مجھ کو کہو حافظ میں یگانہ، دوسرے کی اقتدار میں میرا نہیں ہوتا ادا دوگانہ، سوائے میرے قرآن غلط پڑھتا ہے زمانہ، اگر کبھی کسی کی کروں اقتدار، تو پڑھوں گا بطرز منافقانہ۔

ثبوت : چنانچہ ایک روز کا واقعہ ہے کہ نمازِ عشار کا وقت جدا نظارے

تجاوز کر گیا اور مقررہ وقت ختم ہو گیا، مصلیانِ مسجد کل موجود تھے۔ تاب انتظار نہ لاکر
جماعت کو کھڑے ہو گئے۔ تکبیر تحریمہ کے شروع ہوتے ہی حضرت حافظ صاحب بریلوی
تشریف لے آئے۔ ان حضرت نے جب مصلیٰ امامت خالی نہ پایا تو اپنے زعم باطل کو اس
طرح ظاہر کر دکھایا کہ خلافِ معمول وضو کرنا شروع کیا۔ اتفاق وقت سے قرأت بھی طویل
پڑھی گئی۔ چنانچہ جو لوگ ان ذاتِ شریف کے بعد آئے، وضو کر کے شریک ہو گئے اور
ان جناب بریلوی صاحب نے بعد ختم وضو رومال سے ہاتھ منہ پونچھنا شروع کیا تاکہ کسی
طرح یہ وقت کٹے اور بلائے اقتدا سر سے ٹلے۔ دوسروں کو زعم ہو معلوم کہ یہ جماعت سے
کیوں رہے محروم۔ مگر ؎

ہوتے آفت کے ہیں یہ پر کالے
تاڑ جاتے ہیں تاڑنے والے

اور اس پر طرہ یہ کہ آپ اہلسنت والجماعت کا دعوےٰ رکھتے ہیں۔ کیا حضرات ناظرین
آپ ان کے اس عمل در آمد کو مذہب حقہ حنفیہ پر مبنی کر سکتے ہیں؟ حالانکہ التزام
جماعت کو علمائے حنفیہ ضروری سمجھتے ہیں۔ خیر یہ وقت تو ایسے ہی گزر گیا کسی نے دیکھا
کسی نے نہ دیکھا۔

غرض اسی طرح سے ہر خام خیال کے رگ و پے میں نفس امارہ کی مانند حلول اور شیطان
کا شیوہ قبول کر کے لوگوں کو بہکانا شروع کیا۔ اور اپنے معتقدین کو شرک و بدعت کا سبق
پڑھا کر اور اپنے کو فضل واعلیٰ جتا کر اپنا حامی و مددگار بنا کر علمائے کرام فضلائے عظام
پر روافض کی مانند تبرا بازی شروع کی، جس کو اپنے عقیدہ کے ذرا بھی خلاف پایا اس کو
اپنے محکمۂ تکفیر سے فوراً کفر کی پروانگی دے کر تحت الثریٰ لعن میں پہنچایا۔ اور یہ وطیرہ
ٹھہرایا کہ ؎

طرز رسول پر جو نظر آئیں مولوی ، پبلک میں ان کو موردِ الزام کیجئے

جب اکثر لوگوں کے عقائد میں ہم لوگوں نے فرق پایا تو شک ہوا کہ الٰہی یہ کیا معاملہ ہے۔ آخر کار معلوم ہو گیا کہ یہ حضرات "مجدد التکفیر" کے گدی نشین کی صحبت میں اٹھتے بیٹھتے ہیں۔ اور ایک پیالہ چائے کے دام" زیر میں پھنس کر اپنے عقائد حقہ کو خیرباد کہنے والے ہیں (چونکہ ہم لوگ بریلی کے سرحد ضلعوں کے رہنے والے یہاں عرصہ دس برس سے موجود تھے جو علامہ بریلوی اور ان کے معتقدین کے عقائد اور سوانح عمریوں سے بہت اچھی طرح واقف تھے) تو ان لوگوں کو اس بدعتی کذاب کے دام سے بچانے کی غرض سے "مہر کن" صیاد سے ہم لوگوں نے ان کے بدعقائد کی نسبت گفتگو شروع کی۔ اور اثنائے گفتگو میں ایسا چپ اور ذلیل کیا کہ "مہر کن صاحب" کا دل اور سننے والوں کا جی جانتا ہو گا۔ مگر وہ ایسی شرم و حیا والے کہاں تھے جو توبہ کر کے مسلمان بنتے۔ وہ تو چکنے گھڑے بنے ہوئے تھے کہ چاہے جس قدر پانی ڈالا جائے کل ڈھل جائے۔ جب "مہر کن صاحب" کو کچھ اور نہ سوجھی تو بقول شخصے۔

"کمہار سے پار نہ بسے تو گدھے کے کان اینٹھے"

یعنی علمائے دیوبند کی نسبت مشہور کیا کہ وہ لوگ وہابی ہیں۔

جب ہم لوگوں نے دیکھا کہ یہ دغاباز روز بروز شرارت پر کمر باندھتا جاتا ہے۔ تو ایک روز چند باشندگان ہزاری باغ اور "مہر کن موصوف" کے چند مقلدین کے روبرو اس بارہ میں گفتگو کی۔ جس کا حاصل یہ تھا کہ

جن اکابر کی نسبت آپ کے خان صاحب بریلوی اور ان کے معتقدین کفر کا الزام لگاتے اور وہابیت سے متہم کرتے ہیں، اگر اپنے قول میں سچے ہو تو اپنے کسی معتمد عالم کو کہ جس کی ہار جیت فاضل بریلوی کی ہار جیت ہو، بلا کر بمقابلہ کسی دیوبندی عالم کے، کہ جس کو ہم طلب کریں گے قرآن مجید و احادیث کے ثبوت و دلائل کے ساتھ فیصلہ کر لیجئے اور بعد ظہور حق توبہ کر کے مسلمان بنئے

اس معاملہ کی مفصل کیفیت اس طرح پر ہے کہ ایک روز حافظ صاحب بریلوی (مہرکی) موصوف الصدر عصر کی نماز کے واسطے مسجد مذکورہ بالا میں تشریف لائے تھے اور ایک شخص خان محمد خان نامی ان کے ہمراہ مترجم قرآن شریف کے بارہ میں کچھ تذکرہ کرتے ہوئے آئے۔ جس کے جواب میں حافظ صاحب موصوف نے فرمایا:

• کسی کمبخت وہابی بے ایمان کا ترجمہ ہوگا۔ وہ قرآن شریف مجھ کو دکھانا میں کمبخت بے ایمان وہابیوں کے طرز تحریر کو خوب جانتا ہوں۔"

چونکہ قبل اس کے اکثر مرتبہ اس بدلگام نافرجام نے مولانا محمد اسماعیل صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ اور علمائے دیوبند کو وہابیت کے منحوس لقب سے لوگوں کے سامنے یاد کیا تھا اور وہابی اصل میں عبدالوہاب نجدی کے متبعین کو کہتے ہیں۔ لیکن اکثر لوگ غیر مقلدین کو بھی وہابی کہنے لگے۔ یہاں تک ہوا کہ یہ لفظ ان پر بولا جانے لگا جو سنت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کریں اور بدعات سیئہ اور رسومات قبیحہ کو چھوڑ دیں۔ بلکہ سنا گیا ہے کہ بمبئی اور اس کے اطراف میں جو مولوی اولیاء اللہ کی قبروں کو سجدہ اور طواف کرنے سے منع کرے یا سود کی حرمت ظاہر کرے وہ وہابی ہے۔ گو کتنا ہی بڑا دیندار پکا مسلمان کیوں نہ ہو۔ العظمۃ للہ۔ جب اس قدر اس کو وسعت ہوگئی تو یہ لفظ وہابی ایک گالی بن گیا۔)

چنانچہ اسی بنا پر ہمارے گروہ میں سے جناب مولوی سید محمد نور الحق صاحب جو کہ امروہوی جو اس وقت مسجد میں موجود تھے، فرمانے لگے کہ حافظ صاحب آپ کے نزدیک آپ کے اقوال کے مطابق تمام دنیا کافر اور وہابی ٹھہرتی ہے۔ صرف ایک آپ ہی مسلمان رہے۔ ذرا خدا سے ڈرو۔ اپنی ریاضت پر نازاں نہ ہو، انسان کو چاہئے کہ جتنی دیدہ دلیری کو بڑا کہے اتنی دیر اپنے واسطے استغفار ہی کیوں نہ کرے۔ یہ باتیں آپ کی شان کے خلاف ہیں آپ کو بزرگ سمجھ کر کہتا ہوں۔

(از مصنف: بزرگی بعقل است نہ بسال)۔ اس وہابی کے لفظ پر غضب گرید یہ

ضلع ہزاری باغ میں ایک شخص کو سزا ہو چکی ہے۔ نیز جو شخص اس کلمۂ وہابیہ کے قابل نہ ہو (راہِ حق پر ہو) تو وہ کلمۂ دشنام و کفر وغیرہ قائل پر عائد ہوتے ہیں۔ جو لوگ صوم و صلوٰۃ کے پابند، شرک و بدعت کے بیخ کن ہیں، وہابی ہوں، اور جو لوگ شراب و کباب میں بدست و سرشار ہیں وہ سنی حنفی۔ کیا خوب! بقول شخصے ؎

جو چاہیئے سو کیجئے بس یہ ضرور ہے
ہر انجمن میں دعوےٰ اسلام کیجئے

غرض کہ اسی قسم کی چند باتیں آپس میں ہوئیں۔ بعد فراغت نماز اپنی اپنی راہ لی۔ بس جناب اب کیا تھا، حافظ صاحب موصوف بریلوی کا آبائی بغض و حسد جو فدایانِ اسلام کے ساتھ چلا آتا تھا اس کے پوشیدہ رکھنے کی تاب باقی نہ رہی۔ بقول ذوق ؎

دیکھا آخر نہ پھوڑے کی طرح پھوٹ بہے
ہم بھرے بیٹھے تھے کیوں آپ نے چھیڑا ہم کو

اور اس پر کمر باندھی ؎

مذہب کا نام لیجئے عامل نہ ہوجئے
جو متفق نہ ہو اسے بدنام کیجئے

اور اپنے نئے مقلدین کو جو جانے کا پیالہ پی کر یا تعویذ و وظیفہ کے مرید ہو کر تسخیر کے جال میں پھنس چکے تھے اور اپنے گرو گھنٹال کے قول کو حدیث سے کم نہ سمجھتے تھے ٹیلیفون بنا کر اپنی آبائی سنت کے موافق کتر بیونت لگا کر عقل سے بے بہرہ، علم سے ناکارہ، جہلاء کے درمیان خفیہ یہ خبر تارِ برقی کی مانند پہنچانی شروع کی کہ

"مولوی محمد نور الحق صاحب وہابی ہیں۔ آج انہوں نے اپنی زبان سے کہہ دیا کہ نماز روزہ کرنے والے اور شرک و بدعت سے بچنے والے وہابی ہیں اور خلاف شرع کام کرنے والے حنفی ہیں"

اس پران کے چیلے عقل سے خالی، علم دین سے عاری، اپنے پیر ظلمات الضمیر کی اس بات واہیات پر صدائے تحسین بلند کرنے لگے اور اس شیطانی فریب کو روشن ضمیری پر محمول کرکے ذہانت و ذکاوت کی داد دینے لگے ؎

سن کر مکر کی کے کلاموں کو بے ضرر
سینوں میں ان کے ہوگیا بس نقش کا لحجر

کہ اس دس برس کے عرصہ میں جسیوں عالم، فاضل آئے، کسیوں واعظ عالم، تشریف لائے جن کا ربط ضبط مولوی نور الحق صاحب سے بہت رہا لیکن کوئی اس رازِ سربستہ کی عقدہ کشائی نہ کرسکا آج حافظ صاحب نے خوب پکڑا۔

بریں عقل و دانش بباید گریست

سبحان اللہ! یہ وہی مثل ہوئی کہ ایک خان صاحب کسی ریاست میں ملازم تھے۔ ایک دن ان کی بی بی نے غسل کا قصد کیا۔ اپنے زیورات اور چوڑیاں وغیرہ سب اتار دیں اسی اثناء میں ان کے گھر کا نائی واسطے خیر خبر کے آیا۔ اتفاق سے خانم صاحبہ کا ہاتھ ننگا دیکھ کر دل میں کہنے لگا کہ غضب ہوگیا بی بی بےچاری رانڈ ہوگئیں۔ وہیں سے الٹے پاؤں پھرا، اور روتا پیٹتا، ہانپتا، کانپتا، چند دن میں میاں کے پاس پہنچا۔ اور یہ بات بے ثبات قضا کی صورت میں جا سنائی کہ بی بی تمہاری رانڈ ہوگئیں۔ اس خبر وحشت اثر کے سنتے ہی سکتہ طاری ہوگیا، ہوش و حواس سب جاتے رہے۔ میاں کی جان پر بن گئی۔ دم توڑنے لگے، بدحواس ہوگئے۔ آخر روتے پیٹتے اپنے آقا کے پاس جاکر عرض کرنے لگے کہ

حضور تقدیر کا کھیل بگڑ گیا، گھر کا گھر اجڑ گیا، خانماں برباد ہوا زمانہ پلٹ گیا۔ بی بی بےچاری رانڈ ہوگئی دولت لٹ گئی لہٰذا مجھ کو فوراً رخصت دیجئے تاکہ اپنی بیوی کی ماتم پرسی اور خانہ داری کا انتظام کرکے جلد حاضر ہوں۔

لوگوں نے کہا کہ میاں آپ کی عقل ماری گئی۔ جب آپ زندہ ہیں تو آپ کی بیوی رانڈ کیوں کر ہو گئیں۔ اس پر خان صاحب کو اور بھی افسوس آیا اور غمگین ہو کر اور نہایت بگڑ کر کہنے لگے کہ واہ صاحب گھر کا معتبر نائی اپنی آنکھوں کی دیکھی کہہ رہا ہے اور آپ لوگ اس کو جھوٹ بتلاتے ہیں۔ بھلا یہ کیوں کر ہو سکتا ہے کہ میرا معتبر نائی خواہ مخواہ جھوٹ بولے۔

یہ تو سب سچ ہے پر میرے بھائی
گھر سے آیا ہے معتبر نائی

اے ناظرین والا تمکین!

اگر نائی کا قول فی الواقع صحیح ہے اور خان صاحب موصوف التمثیل کی عقل سلیم ہے تو ان سلم صورت کا قول بھی صحیح اور اس پر اعتماد کرنے والے بھی عقل کے پکے اور ذی فہم ہیں۔

مسلمانو! کیا کوئی اہل انصاف اس بات کو قبول کر سکتا ہے کہ ایک مسلمان اس طریقہ سے کفریہ کلمات اپنی زبان سے نکال سکے؟ بس سمجھ لیجئے کہ یہ اسی ہائیکورٹ کفر کے وزیر اعظم ہیں کہ جس نے روشن چاند چمکتے ستاروں پر خاک اڑا کر اپنا سر گرد آلود کیا ہے۔ یعنی موجودہ عالموں کی مطبوعہ تصانیف میں ماسبق و مابعد عبارتوں کو اڑا کر اور کفریہ مضامین ان سے نکال کر اپنے مطلب میں کامیابی حاصل کرنے کی غرض سے فتاوے حاصل کئے ہیں۔ (ملاحظہ ہو الشہاب الثاقب مطبوعہ میرٹھ)۔ بھلا یہ تو صرف زبانی بات جب تک جس کی نسبت کہنے نہ کہنے کا کوئی ثبوت نہیں ہو سکتا۔ ہاں البتہ جو لوگ موجود تھے ان کا ایمان خوب جانتا ہو گا کہ طرز کلام کیا تھا؟

اے ناظرین خجستہ آئین! اگر مولوی سید محمد نور الحق عباسی کے الفاظ کفریہ ہیں تو حضرت امام جلیل، فاضل نبیل، وحید العصر، فرید الدہر، استاذ العرب والعجم المدرس بمسجد النبی الاعظم جناب مولانا مولوی سید حسین احمد صاحب مہاجر مدنی

کے الفاظ اس سے کہیں بڑھے چڑھے ہیں۔ ملاحظہ ہو؛ الشہاب الثاقب صفحہ ۴۰ سطر ۱۔

"صاحبو شراب پیو، داڑھی منڈواؤ، گور پرستی کرو، نذر لغیر اللہ مانو، زنا کاری، اغلام بازی، ترک جماعت وصوم وصلوٰۃ، جو کچھ کرو یہ سب علامت اہل سنت والجماعت ہونے کی ہو، اور اتباع شریعت صورۃً و عملاً جس کو حاصل ہو وہ وہابی ہو جائے گا۔" انتہیٰ

کہاں ہیں وہ رکابی مذہب، فاضل اجل، عالم بے بدل، قاضیٔ دوراں مفتیٔ زماں کہ جنہوں نے مہتر المبتدعین مہر کن لعین الدین کے پاس بیٹھ کر چائے کا جام نوش فرما کر مولوی سید محمد نور الحق صاحب کے الفاظ پر کفر کا فتوےٰ دے دیا۔ اب ذرا مرد میدان بنیں، اور علم کے جوہر دکھائیں۔ قطب سرار التحقیق و مرکز دائرۃ التدقیق، جامع الفروع والاصول، ملاذ الانام فی المعقول والمنقول مولانا الحاج حسین احمد مدنی پر بھی تکفیر کا فتوےٰ تحریر فرمائیں۔ کیوں کہ مولانا صاحب ممدوح تو ممنوعات کو امر فرما رہے ہیں۔ پھر کیوں کر یہ کلمات کفریہ نہیں ہوتے؟ اور کیوں ان پر کفر کا فتوےٰ نہیں دیتے؟ کیوں ان کی تکفیر نہیں کرتے؟ کیوں ان کو مطعون کر کے جہلا میں اپنی لیاقت نہیں جتاتے؟ ہاں البتہ اگر ان کی تکفیر کریں تو ہم بھی ان رکابیہ مذہب فاضل وقت کی علمیت و قابلیت کی داد دیں۔ اور ان کی ہمت و دلاوری پر صد آفریں کہیں۔

اے حضرات والا صفات!

کلمات کا مفہوم طرز تقریر و محل تقریر پر موقوف ہے۔ نہ مولوی محمد نور الحق صاحب کے الفاظ کفریہ تھے نہ یہ کلمات کفریہ ہیں۔ پھر بھلا تکفیر کس بات پر ہو؟ اگر خدانخواستہ یہ کلمات کفریہ ہوتے تو "مجدد المکفرین، ضرار الاسلام والمسلمین مفتی بریلوی" جو کہ بلا وجہ ہر کسی کو کفر کے تمغے عنایت فرماتے ہیں ان جناب پر بھی کفر کا فتوےٰ دیئے بغیر نہ چھوڑتے۔ اپنی عادت جبلی سے ہرگز منہ نہ موڑتے۔ جس طرح "مہر کن" کذاب نے

بہتان بندی کرکے یہ بات واہیات (کہ مولوی محمد نور الحق صاحب وہابی ہیں) جہلاء جہلاء کی رگوں میں خون کے دورہ کی طرح سامعت کی نالیوں میں گردش ہوئی۔ انجکشن کی مانند دماغ میں پہنچادی۔ جو ان کے خانۂ دل میں خال سویدا بن کر متمکن ہوگئی۔ اور نمازیوں میں نفاق کی صورت پیدا کرکے جماعت کی رونق مسجد کی زیبائش اڑگئی۔ چنانچہ ایک روز فجر کی نماز میں جملہ مصلیان مسجد موجود تھے اور آفتاب قریب طلوع۔ لیکن حافظ صاحب بریلوی (مہرکن) ابھی تشریف نہ لائے تھے۔ وقت کو تنگ دیکھ کر جناب مولوی صاحب موصوف امروہوی نماز پڑھانے کو کھڑے ہوگئے (چونکہ ہمیشہ پڑھایا کرتے تھے) اور اسی وقت موصوف بریلوی (مہرکن) بھی آگئے۔ اپنی شیطنت عادت سے کل نمازیوں کو شرکت جماعت سے ٹھہرا دیا۔ جس کی مولوی صاحب موصوف کو کچھ خبر نہیں۔ بلکہ بعد فراغت ادائیگی سلام دیکھا تو اقتدار میں صرف دو آدمی ہیں۔ اور صحن مسجد میں جماعت ثانی بڑی دھوم سے بقرأت طویل ہو رہی ہے۔ جس کے پیشوا مدعی خلافت گراہی ہیں۔

اس حال کو دیکھتے ہی سیف حق مولوی صاحب موصوف امروہوی نے فرمایا کہ آج بھائی کیا وہابیت کا طمغہ لگایا کفر کا فتویٰ ہے ؟ اس قدر فرما کر تسبیح وغیرہ میں مصروف ہوگئے۔ اور بعد فراغت دعا، پھر ان ہی کلمات کو اعادہ کرتے ہوئے صحن مسجد میں (جہاں پر جماعت ثانی ہوئی) تشریف لائے اور فرمانے لگے کہ کیا خدائی بدل گئی، یا دجال کا خروج ہوا جو مسلمانوں میں بے جا تفرقہ پڑا اور ایک ہی وقت میں دو جماعتوں کا ظہور ہوا۔ یا انگریزی ہائیکورٹ سے وارنٹ وہابیت جاری ہوا۔ اے کورباطنو! کل برس سے تم کہاں تھے ؟

اتنا سنتے ہی تمام لوگ ورد و وظائف چھوڑ (جیسا شیطان لاحول سے بھاگتا ہے) کافور ہوگئے۔ مگر حافظ صاحب بریلوی تھے کہ خاموش سر گریبان میں ڈالے

مراقبوں کی طرح بیٹھ گئے۔ مگر کب تک مراقبہ رہتا۔ بالآخر جناب مولوی صاحب موصوف الصدر امروہوی نے جواب طلب کیا کہ ایسا ثبوت شرعی یا غیر شرعی دیجئے جس کی بنار پر آپ نے مجھ کو خارج الاسلام سمجھا اور نمازیوں کو ورغلا کر خصلت شیطانی کو ظاہر کیا ؎

ناؤ کاغذ کی کبھی چلتی نہیں

کاٹھ کی ہنڈیا کبھی چڑھتی نہیں

بس جناب حافظ صاحب موصوف کے تو چھکے چھوٹ گئے۔ ہاتھ پیر کی طاقت سلب ہو گئی، منہ سے بات نکلنی مشکل ہو گئی، ان کو تو شوقِ امامت اور ذوقِ شہرت نے اس شیطانی کام میں اپنا حامی و مددگار بنایا تھا۔ جب کوئی طرف دار نظر نہ آیا تو نہایت پست لہجہ میں فرمایا کہ

"آپ کی اس روز کی گفتگو سے میرے دل میں فرق آیا آپ نے وہابیوں کے بُرا کہنے کو بُرا جانا میں نے آپ کو وہابی گردانا"

اس پر جناب مولوی صاحب موصوف الصدر نے فرمایا ؎

بریں عقل و دانش بباید گریست

ہم نے سنتِ نبویہ کو ہزار وقت جاری کیا اور لوگوں کو سمجھا بجھا کر جماعت پنجگانہ کو قائم کیا اور آپ نے رخنہ اندازی کر کے شانِ اسلامی کو منہدم کیا۔ مسلمانوں میں تفرقہ ڈالا حکمِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو پسِ پشت ڈالا۔ اس کا خدا کو کیا جواب دو گے اور رسولِ خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) کو کیا منہ دکھاؤ گے؟

اسی قسم کی گفتگو ہو کر آج کے دن سے اس شخص (مھرکن بریلوی) کا منافقانہ برتاؤ اور مکر و فریب کا حال ظاہر ہو گیا۔ اور ایک وقت میں دو دو جماعت کا تھم پڑ گیا۔ اور مولوی صاحب موصوف بدستور سابق اذان پڑھ کر منتظر مقررہ وقت تک رہ کر نماز

باجماعت ادا کرتے رہے۔ اور وہ جناب اخی الابلیس مسجد میں تنہا قدم نہ رکھتے تاوقتیکہ ان کے سرمنڈے چیلے نہ آجاتے۔ یہاں تک کہ اکثر طلوع آفتاب کے وقت دوگانہ فجر ادا کرتے رہے۔

اس خلاف مسلک حنفیہ کو دو تین روز گزرے اور اس فتنہ پردازی اور رخنہ اندازی کی خبر شہر میں منتشر ہوئی اور ملازمان سروے تک پہنچی۔ اسی زمانہ میں حسب اتفاق سراپا اخلاق معدن الطاف جناب مولوی حافظ سید معین الدین احمد صاحب سب رجسٹرار عظیم آبادی اپنے خسر خان بہادر مولوی سید وحید الدین احمد صاحب وکیل و آنریری مجسٹریٹ ہزاری باغ کے یہاں تشریف لائے ہوئے تھے۔ ممدوح فن تاریخ اور علم دینیہ میں دست گاہ کامل رکھتے ہیں۔

سب رجسٹرار صاحب موصوف ایک روز جمعہ کو بعد فراغت نماز جمعہ ان شیطان سیرت انسان صورت سے مخاطب ہوتے اور ان کے بے جا الزامات کا بہ موجودگی چند اشخاص جن میں "مہرکن" کے بعض چیلے بھی شامل تھے آیات کلام ایزدی اور احادیث مصطفوی و اقوال ائمہ مجتہدین و تمثیلات سلف صالحین سے ایسا کافی و شافی جواب دے کر معقول کیا کہ "مہرکن صاحب" کو سوائے سر تسلیم خم کرنے کے کچھ جواب نہ بن پڑا علاوہ اس کے سب رجسٹرار صاحب ممدوح نے بہت سے عقائد فاسدہ کا رد کیا کہ جس پر "مہرکن صاحب" نے دم نہ مارا۔ اور اٹھ کر منافقانہ مولوی محمد نور الحق صاحب سے معانقہ کیا۔ اس کے بعد جناب سب رجسٹرار صاحب رخصت ہو گئے لیکن

نیش عقرب نہ از پئے کین است
مقتضائے طبیعتش این است

چند دن کے بعد پھر ان اخبث الخبیثین رؤس الشیاطین نے لوگوں کو گمراہ کرنا شروع کیا۔ ایک دن اپنی قدیمی عادت خبیثہ کے مطابق اپنے چند جاہل معتقدین کے روبرو

اپنا علم و فضل ظاہر کرنے کی غرض سے قرآن عظیم کی آیت پڑھتے ہوئے حضور سرور عالم فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب بذاتہٖ ہونے کا عقیدہ ذہن نشین کرانا چاہتے تھے جو کہ بالکل صاف کھلا ہوا شرک ہے۔ بقول شخصے۔

ہر فرعونے را موسیٰ

حسن اتفاق سے اس وقت جناب منشی عبدالشکور صاحب جلال آبادی بھی وہاں پر تشریف رکھتے تھے۔ غالباً۔ مہر کن صاحب نے منشی صاحب موصوف کو دیکھا نہ ہو گا کہ ایک حنفی المذہب یہاں موجود ہیں۔ یا دیکھ کر عام جاہل ورنج عقیدہ سمجھ کر وہ شرکیہ الفاظ زبان سے نکالے، جن کا رد فوراً ہمارے ہم عقیدہ جناب منشی صاحب موصوف الصدر نے اسی وقت قرآن شریف کی دوسری آیت پڑھ کر کر دیا۔ جس سے حافظ صاحب بریلوی (مہر کن) کے حواس گم ہو گئے۔ چونکہ اس وقت قرآن مجید مترجم موجود نہ تھا جو عوام کے مقابلہ میں تصفیہ ہو جاتا۔ تاہم دوسرے روز حسب طلب (مہر کن) صاحب کے، جناب منشی صاحب ممدوح قرآن پاک مترجم ہمراہ لے کر پہنچے۔ اور اس کھلے ہوئے شرکیہ عقیدہ کی تردید میں پانچ چھ مقامات پر فرقان حمید کھول کر دکھلا دیا۔ اس وقت کہ جب حافظ صاحب اور منشی صاحب کے مابین گفتگو کا سلسلہ جاری تھا تو حافظ صاحب کے بعض چیلے جن کے الٹے استرے سے سر منڈ گئے تھے، اور نیز ناظرین مرے میں سے علاوہ منشی صاحب موصوف کے اتفاقاً منشی سید ابرار احمد صاحب ڈولشیلین امروہوی، اور منشی وحید اللہ صاحب نجیب آبادی وغیرہ چند حضرات موجود تھے۔

جب کلام نے طول پکڑا اور حضرات اکابر دیوبند کا تذکرہ چھڑ گیا، اسی مابین حافظ بریلوی نے جناب مولانا محمد اسماعیل صاحب شہید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت آپ سے بے لگام کی طرح اپنی سنڈا سی زبان سے کفریہ کلمے نکالے کہ جس کے جواب میں حنفی المذہب

فدایان سلسلام منشی سید ابرار احمد، منشی وحید اللہ صاحبان نے تیوری بدل کر کہا کہ خبردار، اکابر و بزرگان دین کا نام بے ادبی کے ساتھ ہرگز نہ لینا۔ ورنہ آپ کے پیشوا اعلیٰ حضرت بریلوی مولوی احمد رضا خان کے واسطے بھی ویسے ہی کلمات اور خطابات استعمال کئے جائیں گے ۔

جو کہو گے تم جواب اس کا یہاں موجود ہے
ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے

چنانچہ بہت حجت کے بعد حافظ صاحب سے یہ گفتگو پیش ہوئی کہ نہ تو آپ عالم ہیں اور نہ ہم لوگوں کو دعوئے علم ہے ۔ اور عقلی دلائل سے بحالت لاعلمی خوف سلب ایمان۔ اس لئے ضرور اور بالضرور آپ اپنے کسی ایسے عالم کو جو کہ فاضل بریلوی کا بھی معتمد ہو اور اس کی ہار جیت بھی بریلوی فاضل کی ہار جیت سمجھی جائے۔ اور ہم لوگ بھی کسی عالم کو دیوبند سے بلاتے ہیں۔ مگر یہ واضح رہے کہ اپنے عالم کے خرچ وغیرہ کے کفیل آپ ہوں گے۔ اور ہم لوگ اپنے طلبیدہ عالم کے خرچ کے متحمل ہوں گے ۔ ایسا ہونے سے مناظرہ ہو کر ہر خاص و عام پر حق و باطل روشن ہو جائے گا ۔ اور ہارنے والا جیتنے والے کے ہاتھ پر تائب ہو گا ۔ چنانچہ حافظ صاحب مذکور نے اس گفتگو کو تقریباً بیس آدمیوں کے روبرو منظور و قبول کیا ۔ اور حاضرین جلسہ نے بھی اس بات کو نہایت پسند کیا ۔ بعدہ جلسہ برخواست ہوا۔

حسب اتفاق اس گفتگو کے وقت معدن معاظم الاشفاق و مخزن محاسن الاخلاق، جالینوس دوران، بطلیموس زمان جناب حافظ حکیم محمد حسین خاں صاحب تابندۂ نیر سطوت زیبندۂ مسند حکمت بڑا بازار ہزاری باغ بھی معہ چند اپنے ہمراہیوں کے کہیں تشریف لئے جاتے تھے ۔ لب سڑک ہنگامہ دیکھ کر ٹھہر گئے ۔ اور من وعن گفتگو بالا جو دربارۂ مناظرہ ہوئی، ممدوح نے سنی اور داد دی ۔

چونکہ یہ کفر و سلام کا اختلاف کچھ ایسا نہ تھا جو خاموش رہا جاتا۔ اس لئے ہم لوگوں نے اسی وقت سے تفتیش شروع کی۔ اور بعد تفتیش کے علامۂ زمان شیرِ خدا جناب مولانا مولوی سید محمد مرتضیٰ حسن صاحب چاندپوری کو مناظرہ کے بارہ میں ایک خط بدیں مضمون لکھا کہ

"ہماری بارغ میں رضائیہ اصطبل بریلی سے ایک پست قد "مہرکن" وارد ہوئے ہیں اور آپ سے مناظرہ کی گفتگو ہو رہی ہے جناب کو مناظرہ کے واسطے تشریف لانا ہوگا"

لہٰذا خط مذکور کی دو کاپی کرکے ایک تو براہ راست دربھنگہ مدرسہ امدادیہ کے پتہ سے روانہ کی۔ اور دوسری کاپی جناب مہتمم صاحب دارالعلوم دیوبند کی خدمت میں بھیج کر جناب مہتمم صاحب سے اس بارہ میں درخواست کی کہ چونکہ ہم کو جناب مولانا مولوی سید مرتضیٰ حسن صاحب کا پتہ ٹھیک معلوم نہیں ہے اس لئے ایک خط تو ان کے نام دربھنگہ بھیج دیا ہے اور دوسرا جناب کے پاس بھیج کر امیدوار ہیں کہ مولانا صاحب موصوف جہاں تشریف فرما ہوں۔ اس خط کو ان کی خدمت بابرکت میں بھیج دیجئے۔ اور ہم کو ان کے پتہ سے مطلع فرما کر معزز و مرہون منت فرمائیے۔

ناظرین! ابھی جواب آنے میں دیر ہے اس لئے ایک موقع ان جناب بریلوی "مہرکن" کی امامت کی بوالہوسی کا اور پیش آگیا جو ناظرین اور ان جناب بریلوی کے متبعین کاملین کے آگے پیش کرتا ہوں۔

اتفاق وقت سے اسی درمیان میں جب کہ خطوط روانہ ہو چکے تھے۔ مخزن اخلاق حمیدہ، مصدر اوصاف پسندیدہ، معدن مروت، حاتم ہمت، نہایت خلیق ہردل عزیز، انس پذیر ہر برنا و پیر جناب محمد یعقوب خان صاحب رئیس موضع ہلاگ دکہ بکلی جن کی اصل بود و باش ضلع الہ آباد ہے۔ مگر ایک عرصۂ مدید و زمانۂ بعید سے اسی ضلع کے

موضع ہلاگ میں سکونت گزیں ہیں) کے ہاں ۲۷ رجب المرجب ۱۳۳۶ھ کو دو شادیاں درپیش ہوئیں۔ چونکہ مولوی سید محمد نور الحق صاحب و نیز دیگر ملازمین سرودے اور خان صاحب موصوف الصدر میں ارتباط غایت پیمانہ پر بڑھا ہوا تھا اور نیز دیگر صاحبان اہل شہر وغیرہ سے بھی خان صاحب ممدوح سے شناسائی تھی۔ چونکہ یہ موقع شادی تھا اس لئے موصوف نے سب کو مدعو فرمایا۔ بنابریں جناب مولوی صاحب ملازم امروہوی نے وہاں چلنے کے وقت اپنی صفائی قلب سے شتر کینہ جناب حافظ صاحب بریلوی کو ہمراہ چلنے کے واسطے فرمایا۔ جس کا جواب اپنی طوطا چشمی سے انہوں نے یہ دیا کہ

"میری طبیعت خراب ہے جانے سے مجبور ہوں، معذرت کا خواستگار ہوں"

حضرت مولوی صاحب موصوف امروہوی تو تشریف لے گئے کیونکہ وہاں کا اہتمام بھی آپ کے سپرد تھا۔ اس کے بعد کابلی لوگوں نے (جو عرصہ دراز سے ہزاری باغ میں بغرض تجارت رہتے ہیں۔ اور حال میں ان لوگوں کے سروں پر بھی حافظ بریلوی کے عمل تسخیر کا جن سوار ہو چکا تھا) بھی ارادہ شرکت شادی کا کیا۔ اور وقت روانگی اپنے پیر سیاہ ضمیر انسان صورت شیطان سیرت کے پاس گئے۔ اور عرض کیا کہ حضرت آپ بھی چلئے ورنہ ہم لوگ نماز باجماعت کیسے ادا کریں گے۔ ورنہ تقسیہ کا حکم صادر فرمائیے۔

اس پر بالآخر ان جناب "مہرکن" صاحب کو امامت کے شوق اور حب دید مریدین کی تکمیل کے ذوق نے چلنے پر مجبور کیا۔ اور افتاں خیزاں طلالت طبع ہی میں موضع "ہلاگ" جا پہنچے۔ اور نماز کے وقت بغیر اس کے کہ کوئی ان سے کہے، مصلے پر جا ڈٹے۔ حالانکہ امام شہر جناب مولوی وصی الدین صاحب بھی وہاں پر موجود تھے۔ خیر اسی طریقے پر دو تین نمازوں کا وقت گزر گیا۔ اور دوسرے دن ۲۸ رجب المرجب ۱۳۳۶ھ اپنے معتقدین کو ہمراہ لے کر باوجود بسیار اصرار میزبان "ہزاری باغ" واپس آگئے اور عذر کیا کہ مجھکو زیارت قدم رسول میں شریک ہونا ہے۔ اور مولوی صاحب موصوف الصدر امروہوی

معہ چند ہمراہیوں کے جناب خان صاحب موصوف الصدر کی دل شکنی کے باعث وہیں ٹھہر گئے۔ (زیارت قدم رسول صلی اللہ علیہ وسلم ۲۸ رجب المرجب کو ہمیشہ بعد نماز جمع مولوی شاہ نعیم الحق صاحب کے دولت خانہ پر ہوا کرتی ہے۔ غالباً اس کے آغاز کا تیسرا یا چوتھا سال ہے)

"ہزاری باغ" پہنچ کر جال ساز بریلوی کو دام تزویر کھپتا نظر نہ آیا۔ تو باوجود مدعو کئے جانے کے شرکت جلسۂ زیارت قدم رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے باز رہے۔ اس کے بعد پھر بابت مناظرہ کے کہا گیا۔ جب حافظ صاحب کے ہوش پریشان ہو گئے، ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے، ہر طرف سے صدائے مناظرہ بلند ہے، کچھ بنائے نہیں بنتی۔

رضائیہ فرقہ کی عیاری

جب حافظ صاحب بریلوی نے دیکھا کہ اب بھڑوں کا چھتہ چھڑ گیا۔ فریب کی بازی کا رخ بگڑ گیا۔ مناظرہ کا اقرار عوام کے سامنے تو کر لیا، لیکن مناظرہ ہوا تو قلعی کھل جائے گی۔ ساری شیخی کرکری ہو جائے گی۔ کوئی ایسی چال چلئے کہ مناظرہ کی نوبت نہ آئے۔ یہ بلا باتوں ہی باتوں میں سر سے ٹل جائے۔ چنانچہ ۴ شعبان المعظم کو منشی عبدالرحمن خان صاحب پیش کار کلکٹری (جو کہ تحصیل دار کے نام سے مشہور ہیں) کے مکان پر سیدنا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت باسعادت کا جلسہ منعقد تھا جس کی ترتیب وہیں کے واسطے ایک مقدس ذات، ولی صفات، زیب دہ مسند بزرگان، زینت آرائے سریر عرفان، شمع محفل عارفاں، رونق بخش بزم صوفیاں جناب فیض مآب تاج الدین شاہ صاحب دامت برکاتہٗ تشریف لائے تھے۔ قبلہ حاجات والا صفات جناب شاہ صاحب موصوف دنیا کے جھگڑوں بکھیڑوں سے مجتنب

بغض و تعصب سے منزہ نہایت بزرگ آدمی ہیں۔ اس شہر میں آپ کے معتقدین و مریدین بکثرت ہیں۔ بلکہ اکثر معزز صاحبان کو آپ کی کفش برداری کا فخر حاصل ہے۔ جناب پیش کار صاحب ممدوح (بانی مجلس ولادت) کے حال پر آپ کی نظر عنایت و شفقت ہمیشہ مبذول رہتی ہے۔ اور آپ اکثر ان ہی کے کاشانہ باشانہ کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے سرفرازی بخشتے ہیں۔

چنانچہ اس مرتبہ بھی آپ کی تشریف آوری کی خبر سن کر جناب مولوی محمد نور الحق صاحب عباسی امروہوی برائے ملاقات تشریف لے گئے۔ یہاں کی خبریں پہلے ہی شاہ صاحب ممدوح کے گوش گزار ہو چکی تھیں۔ مولوی صاحب امروہوی کو دیکھ کر فرمانے لگے کہ میں نے سنا ہے کسی نے آپ پر وہابیت کی بہتان بندی کی ہے۔ شاہ صاحب مجدد "مجدد بریلوی" کی افترا پردازیوں اور علمائے دیوبند کے ساتھ دلی عداوت اور کینہ دیرینہ سے بخوبی واقف تھے۔ فرمانے لگے۔

> آپ اس کا کچھ غم نہ کیجئے۔ چونکہ علمائے دیوبند سے ان کے (مہر کن کے) پیر کو بغض ہے اور آپ کا علمی سلسلہ دیوبند سے ہے اس لئے آپ کو بدنام کرنا چاہا ہے۔

اور حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہ کی تعریف کرتے ہوئے فرمانے لگے کہ۔

> ہم نے مولانا رشید احمد صاحبؒ کو دیکھا ہے اور نیز ان بزرگوں سے ہم نے بھی فیض پایا ہے۔ ان کی طرف غلط خیالات لوگوں نے منسوب کئے ہیں۔

غرض کہ شاہ صاحب ممدوح الصدر نے بہت عاقلانہ اور بزرگانہ خیالات سے مفتری کے بہتان کی تردید کر دی۔

تاریخ مذکورۂ بالا کو طبع خلیق معدن مروت ہر دل عزیز صاحب جناب منشی عبدالرحمٰن صاحب پیش کار کے مکان پر شاہ صاحب ممدوح کے ظل عاطفت میں ایک عظیم جلسہ تھا

جس میں شہر کے عمائدین و رؤسا، و معززین حضرات شامل تھے۔ چونکہ حافظ صاحب بریلوی "مہرکن" کا ظاہرہ اخلاق عوام کے دلوں کی تسخیر کا جال تھا۔ ظاہر پرستی میں ان ذات شریف کو ملکہ کمال تھا۔ اس جلسہ میں آپ بھی تشریف لے گئے۔ اور فاضل وقت جناب مولوی وحی الدین صاحب مدرس اوّل مدرسہ اسلامیہ، و امام شہر بڑی جامع جو صاف باطن پاک طینت، نیک خصلت، نہایت سادہ مزاج آدمی تھے۔ ان پر کچھ ایسا افسوں پڑھ کر دم کیا کہ مولوی صاحب موصوف تعصب سے بری، میدان مروت کے جری، رضائیہ فرقہ کی چالبازیوں سے ناواقف، ان حضرات کے دام تزویر میں پھنس گئے۔ دم کے دم حافظ صاحب کے ہم خیال بن گئے۔

چونکہ سرکار بریلوی کو صدر انجمن صاحب کا حسن ظن علمائے دیوبند کی نسبت پیشتر ہی معلوم ہو چکا تھا۔ اس لئے اس مقام پر صورت تقیہ جو روافض کی شان ہے اختیار کرکے دیوبندیوں کا نام چھوڑ کر علمائے حنفیہ میں سے صرف مولانا محمد اسمٰعیل صاحب شہید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو۔ اور مولوی نذیر حسین دہلوی و نواب صدیق حسن صاحب بھوپالی وغیرہ کو نامزد کرکے ان کو اور ان کی تصانیف کو ہدف تیر ملامت بناکر ایک کفریہ مضمون گھڑا، جس کو ہمارے سادہ لوح ہر دل عزیز جناب مولوی وحی الدین صاحب نے اس جلسۂ متبرکہ میں حصول ثواب دارین کیلئے حضار مجلس کے روبرو پڑھا۔ وہ مضمون ناقصہ عبارت واہیہ مندرجہ ذیل ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۱ : میں اقرار کرتا ہوں کہ مذہب وہابیہ ضلالت و گمراہی ہے۔

۲ : پیشوایان وہابیہ مثل ابن عبدالوہاب نجدی، و اسمٰعیل دہلوی۔ و نذیر حسین دہلوی وصدیق حسن بھوپالی وغیرہ سب گمراہ و بددین ہیں۔

۳ : تقویۃ الایمان و صراط مستقیم وغیرہ تصانیف اسمٰعیل اور ان کے سوا دہلوی،

دھوپالی وغیرہما وہابیہ کی جتنی تصانیف ہیں صریح ضلالتوں، گمراہیوں اور کلمات کفریہ پر مشتمل ہیں۔

۴۔ تقلید ائمہ فرض قطعی ہے۔ بے حصول منصب اجتہاد اُس سے روگردانی گمراہ و بددین کا کام ہے۔ تقلید شخصی کو شرک یا حرام ماننے والے گمراہ بددین ہیں متعلقات انبیاء و اولیاء علیہم الصلوٰۃ والثناء مثل استعانت و نداء وعلم و تصرف بے عطائے خدا وغیرہ مسائل متعلقہ اموات و احیاء میں نجدی و دہلوی اور اُنکے اذناب نے جو احکام شرک گھڑے اور عامۂ مسلمین پر بلا وجہ ایسے ناپاک حکم جڑے یہ ان گمراہوں کی خباثت مذہب ہے۔ اور اسکے باعث انہیں استحقاق عذاب و غضب ہے۔

۵۔ علمائے عرب نے جتنے فتاوے و رسائل مثل الدرر السنیہ فی الرد علی الوہابیہ وغیرہ رد وہابیہ میں تالیف فرمائے سب حق و ہدایت ہیں اور ان کا خلاف باطل و ضلالت ہے۔ فقط۔

○

اس مذکورہ عبارت ناقصہ کے پڑھنے کے بعد مولوی محمد نور الحق صاحب عباسی سے (جو ملازمان سروے میں سے صرف ایک ہی شخص اس جلسۂ خاص میں غالباً اسی کام تشریح کے واسطے عین وقت پر طلب کئے گئے تھے۔ اور جن کے عقیدے کی نسبت حافظ بریلوی پہلے ہی حاضرین مجلس کے دلوں میں شک ڈال چکے تھے) تصدیق چاہی۔

مولوی صاحب موصوف امروہوی کو مولانا شہید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت کلمات کفریہ اور مضمون وہابیہ سُن کر غصہ آیا معاً کھڑے ہو کر مجمع عام میں یوں فرمایا کہ نہ میں بریلوی کو جانوں نہ دہلوی کو میرا عقیدۂ حق یہ ہے کہ جو کوئی سرورِ کائنات فخر موجودات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی طرح بھی توہین کرے حتیٰ کہ

آپ کے بول و براز تک کی ہتک کرے وہ میرے نزدیک مردود ہے ؟

اس پر حافظ بریلوی نے مولوی صاحب امروہوی سے مصالحت کا معانقہ کیا اس وقت شاہ صاحب ممدوح کے حضور میں یہ دوسرا موقع ہر دو شخص کی مصالحت و ملاقات کا تھا۔ پہلی مرتبہ جناب مولوی سید معین الدین احمد صاحب سب رجسٹرار، ان حضرات میں ملاقات کرا چکے تھے۔ جس کے بعد حافظ صاحب خود بخود اپنی عادتِ ہمیشہ کے باعث بلا وجہ مولوی محمد نور الحق صاحب سے مخالف و متنفر ہو گئے تھے۔ اس کے بعد جلسہ برخاست ہوا لوگ اپنے اپنے گھروں کو واپس ہو گئے۔

اب گھر پہنچ کر ان بریلوی جعل ساز ہفت پرداز کو کوئی نئی چال سوجھی جھٹ اس کفریہ مضمون کو ایک بڑے سفید کاغذ پر خوشخط لکھ کر مولوی صاحب موصوف امروہوی کی خدمت میں پیش کیا۔ کہ اس پر دستخط کر دیجئے۔ مولوی صاحب موصوف سیدھے سادے آدمی اس فرقہ کی عیاری، رضائیوں کی مکاری سے بے خبر بہ خیال رفع شر اُس کاغذ پر اپنا عقیدہ حنفیہ جو کہ اس جلسۂ خاص میں بیان کیا تھا، لکھ کر بے خوف و خطر دستخط کر دیئے۔

ناظرین! کچھ سمجھے کہ بساطِ فریب کے شاطر نے یہ شطرنجی چالیں کس غرض سے چلیں۔ آئیے ہم آپ کو بتلاتے ہیں۔ کیونکہ ؎

ہم سے چھپتے کے نہیں جعل بنانے والے
خوب پہچانتے ہیں چور کو تھانے والے

آخر ہم بھی تو اسی کشتزی کے رہنے والے، اسی خطہ کی سیر کرنے والے، ایک ہی سرزمین کے باشندے ہیں، ایک ہی ہولکے پرندے ہیں۔

نظروں میں اپنی شعبدے سارے جہاں کے ہیں
جائیں گے ہم سے اُڑ کے وہ ایسے کہاں کے ہیں

سنئے حضرات! چونکہ دستاویزوں کے فیصلے بدل دینا، حکام کے دستخط بنا دینا، حروف کو چھیلوں سے اڑا دینا، جملوں کو زبان سے چاٹ کر مٹا دینا، یہ سب اہل بریلی اور اہل جمالیوں کے بائیں ہاتھ کے کھیل ہیں۔ لہٰذا اسی بنا پر "مہرکن" صاحب نے مولوی صاحب امروہوی سے دستخط کرائے تھے کہ اپنے حسب دل خواہ اس تحریر میں ترمیم و تنسیخ کے بعد دستخط شدہ مضمون کو شائع کر کے اپنے ہم چشموں میں شہرت و نیز اپنے پیر کی نظر میں عزت حاصل کریں۔ ورنہ دستخطوں کی کوئی ضرورت نہ تھی جب کہ اتنے بڑے مجمع میں کہ جس میں عمائدین شہر اور ہر طبقہ کے لوگ شامل تھے۔ مولوی صاحب اپنا عقیدہ حنفیہ بیان کر چکے تھے تو پھر جلسہ کی برخاستگی کے بعد تنہائی میں دستخط کرائے جانے کے کیا معنی؟

دوسرا مدعا ان ذات شریف کا یہ تھا کہ ملازمین سروے مولوی محمد نور الحق صاحب کو بزرگ جانتے ہیں۔ لہٰذا ان لوگوں کی درخواست مناظرہ پر یہ دستخط شدہ مضمون ان کو دکھلا دیا جائے گا اور کہہ دیا جائے گا کہ تمہارے پیشوا، تو تائب ہو چکے اب مناظرہ کی ضرورت نہ رہی۔ ہماری جو غرض تھی پوری ہو گئی۔ (جو آئندہ مہرکن کے کلام سے ظاہر ہو گا)

لیکن یہ نہ سمجھے کہ عقائد دینیہ میں ہر شخص اپنے دل کا مختار ہے۔ مناظرہ کی گفتگو سے مولوی صاحب کو کیا سروکار ہے۔ چونکہ مناظرہ کی گفتگو کے وقت مولوی صاحب موجود نہ تھے، نہ اس سے انہیں واسطہ تھا۔ اور کلام فی مابین نہ مولوی صاحب کا کچھ تذکرہ تھا۔ اس لئے بفرض محال اگر مولوی صاحب ان کے دام تزویر میں پھنس کر رضائیوں کے معتقد بھی ہو جاتے تو ہم لوگوں کے واسطے کیوں کر دلیل ہو سکتا تھا۔

ناظرین! اب تو بخوبی سمجھ گئے ہوں گے کہ یہ دونوں باتیں مخفی طور سے "مہرکن" کے دل میں پوشیدہ تھیں جن کیلئے مطلب براری کے واسطے نہایت احتیاط سے کام لیا گیا اور دیگر ملازمان سروے کو اس وقت تک خبر نہ ہوئی۔ جب کہ مغرب کے وقت "مہرکن صاحب"

اپنی زبان کفر لسان سے یہ نہ فرمایا کہ وہ پرچہ کہاں ہے جس پر مولوی نور الحق صاحب تائب ہوئے ہیں۔ "تائب" کا لفظ سُن کر طرزبان سرورے کے کان کھڑے ہوئے۔ کیوں کہ مولوی نور الحق صاحب تو پہلے ہی سے حنفی المذہب تھے۔ ہاں البتہ رضائی نہ تھے۔ حسب اتفاق مولوی صاحب آگئے اس لئے "مہرکن" صاحب نے اس بات کے اظہار کو دوسرے وقت پر ٹالا۔ لیکن ؎

مادرچہ خیالیم فلک درچہ خیال

کارے کہ خدا کرد فلک راچہ مجال

جب مولوی صاحب کو اس بات کی اطلاع ہوئی تو اپنا دستخطی پرچہ واپس نہ دیا حافظ صاحب بریلوی (مہرکن) نے ہرچند چکمہ دیا۔ بہترا کہا کہ وہ تمہارے ہی فائدہ کے واسطے کیا گیا تھا اس میں ہمارا کچھ نفع نہ تھا۔ مگر چونکہ مہرکن صاحب کے کلام سے فریب اور ان کے مافی الضمیر کا پتہ چل گیا تھا، اس لئے وہ پرچہ نہ دیا گیا۔

پرچہ کا نہ دینا تھا کہ غضب آگیا، مکار کی دلی آرزوں پر پانی پھر گیا، فریب کا دیا جل گیا، تمنائیں خاک میں مل گئیں، جعل سازی کا میگزین بھک سے اڑ گیا، کمند مکاری کے بند ٹوٹ گئے، حواس کے چھکے چھوٹ گئے، دیوبندیوں کے علمی عروج کی ڈاہ اور، آبائی عداوت کی آگ بلا اشتباہ کانوں، سینہ میں مشتعل ہو گئی۔ اخوان الشیاطین، سردار المبتدعین کو اور کچھ تو بن نہ آئی دل کے پھپھولے پھوڑنے کو یہ خبر اڑائی کہ مولوی صاحب نے دستخطی پرچہ واپس لے لیا۔ اپنے عقیدے سے پھر گئے، تائب ہوئے تھے وہابی بن گئے۔

یہ خبر نئے ٹیلیفونوں کے ذریعہ سے طبقہ جہلا میں طاعون کی مانند پھیل گئی اور ان جہلا کے دلوں میں جو ان اخبث الشیاطین کے قول کو بمنزلہ حدیث سمجھتے تھے نقش کالحجر بن گئی۔ سبحان اللہ۔

مولوی صاحب نے اس جلسہ میں ڈیڑھ سو آدمیوں کے سامنے اپنے عقیدۂ حقہ کا اظہار کیا۔ اور کوئی کلمہ خلاف مذہب حنفیہ زبان سے نہ نکالا۔ لیکن پھر بھی ان ذات شریف نے اپنے سینۂ پُرکینہ اُلحسال بخنجر دیرینہ میں کفر کا سکہ ڈھالا۔ جس کو ان کے مقلدین و معتقدین نے آمنا و صدقنا جانا۔ گویا اس طبقۂ جہلا کے نزدیک وہ دستخطی پرچہ کفر کے جن کی تسخیر کا تعویذ تھا کہ جو حافظ صاحب کے ہاتھ سے چھوٹ جانے کے باعث کفر کا جن بے چارے مولوی صاحب پر پھر مسلط ہو گیا۔ کہ جس سے ان لوگوں کے خیال ناقص میں مولوی صاحب وہابی ہو گئے۔ اقرار باللسان و تصدیق بالقلب جو ایمان کی صفت ہے۔ کوئی چیز نہ رہی۔ سچ کہا ہے شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے ع

کہ بے علم نتواں خدا را شناخت

یہ آتش نفاق اخ الابلیس پُرتلبیس نے یہاں تک بھڑکائی کہ اس کے شعلے طبقۂ جہال میں وبائی ہوا کی مانند پھیلنے لگے اور ان بے چاروں کے زیور اخلاق کو جلا کر حُسن عقیدت کو خاکستر بنا کر خرمن ایمان میں داغ لگانے لگے۔ یہ آگ اس قدر مشتعل ہوئی کہ مولوی صاحب سے ارتباط کے باعث دیگر ملازمانِ سروے بھی اسی بیہودہ لقب سے متہم کئے جانے لگے۔

آخر اس آتش فساد کو دبانے کی غرض سے اس خاکسار، سراپا انکسار، بندۂ غریب الدیار نے ممبران انجمن حمایت اسلام لاہور کی تصحیح شدہ کتاب "ارکان الاسلام" کے صفحہ ۸۲ کا یہ مضمون کہ

(آئندہ صفحہ پر)

مسلمانوں میں باہمی مخالفت نہ چاہیئے

وَلَا تُفۡسِدُوۡا فِی الۡاَرۡضِ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں نہ حضرت کے زمانہ میں اور نہ خلافت راشدہ کے عہد میں جمع ہو کر کتاب کی صورت میں لکھی گئی تھیں۔ امتداد زمانہ سے بعض روایات اور سندات میں اختلاف واقع ہوا۔ اور باوجودیکہ علمائے کبار اور مجتہدین عظام نے بڑی جد وجہد کی اور غلط اور موضوع حدیثوں کو صحیح حدیثوں سے جدا کرنا چاہا مگر خود ان بڑے بڑے بزرگوں میں اختلاف پڑنے لگا۔ ایک بزرگ نے ایک روایت کو معتبر اور مستند خیال کر کے قابل تسلیم سمجھا، مگر دوسرے بزرگ نے اسے ضعیف اور غیر مستند خیال کیا۔

بہت سے مذہبی مسائل ایسے ہیں کہ ایک امام صاحب اس کو ناجائز سمجھتے ہیں بجگہ دوسرے صاحب جائز قرار دیتے ہیں۔

جب بوجوہات متذکرہ بالا ایک مجتہد کا اجتہاد دوسرے مجتہد کی رائے سے مختلف ہوا تو ہر ایک امام یا مجتہد کے مقلدوں اور پیروؤں نے اپنے امام یا مجتہد کی رائے کو اعلیٰ اور افضل اور دوسرے کو غلط اور ضعیف جانا۔ کوئی حنفی ہوا، کوئی شافعی، کوئی مالکی کہلایا، کوئی حنبلی، کوئی مقلد بنا کوئی غیر مقلد۔ اور کوئی شیعہ بنا کوئی سُنّی۔ اماموں اور مجتہدوں اور دیگر بزرگوں نے اپنی اپنی رائیں بیان کی تھیں۔ ان کا اختلاف کسی ذاتی یا مذہبی مخالفت پر مبنی نہ تھا۔ ان کا ہرگز یہ مطلب نہ تھا کہ دوسروں کی رائے اور تحقیقات کو برا کہا جائے۔ مگر ان کے پیروؤں اور شاگردوں کے شاگردوں کا تعصب اس درجہ تک بڑھ گیا کہ رفتہ رفتہ مسلمانوں میں بہت سے فرقے ہو گئے۔ اسلام میں

مخالفت اور فساد کا بیج بویا گیا۔ اور اس مخالفت کا اثر یہاں تک پھیلا کہ ایک دوسرے کو کافر اور جانی دشمن سمجھنے لگا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ دنیا میں دین ضعیف اور دیندار کمزور ہو گئے۔

اے عزیزو! تمام مسلمان اسی ایک واحد ذوالجلال خدا کو مانتے ہیں۔ اور اُسی ایک پاک نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کا کلمہ پڑھتے ہیں۔ وہی ایک قرآن مجید ان کی ہدایت کی کتاب ہے۔ سب آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ قرآن شریف میں ہر ایک مسلمان کو بھائی سمجھنے کی سخت تاکید ہے۔ پس چھوٹے چھوٹے مسائل کے اختلاف پر آپس میں اس قدر فساد اور خونریزی کرنا اور ایک دوسرے کو کافر کہنا بالکل خدا اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی منشا کے مخالف اور اسلام کی شان سے بعید ہے۔

اے بچو! تم اس فساد سے بچو اور اپنے پیارے مذہب اسلام کو ضعیف اور کمزور مت کرو۔ اگر کوئی ہاتھ باندھ کر نماز پڑھتا ہے تو پڑھے۔ اگر دوسرا ہاتھ چھوڑ کر پڑھتا تو چھوڑے۔ اگر کوئی رفع یدین کرتا ہے تو کرے۔ اگر کوئی آمین زور سے کہتا ہے تو کہے۔ اگر تشہد میں کوئی سبابہ اٹھاتا ہے تو اٹھائے۔ اور نہیں اٹھاتا تو نہ اٹھائے۔ ان باتوں کا کرنے والا یا نہ کرنے والا، ایسا گنہگار نہیں ہوتا جیسا کہ وہ شخص گنہگار ہوتا ہے جو خدا و رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے صریح حکم کے برخلاف امتِ محمدیہ میں فساد پھیلاتا ہے اور اسلام کو بدنام اور کمزور کرتا ہے۔ جب تک تمام مسلمان ایک دوسرے کو بھائی سمجھتے رہے اور باہمی اتفاق کے فوائد اور باہمی فساد کے نقصان سے واقف رہے، ان کا اقبال اوج ترقی پر رہا۔ مگر جب سے کہ انہوں نے باہمی جھگڑے بکھیڑے شروع کر دیئے اسلام کمزور اور مسلمان پست ہوتے گئے۔

اگر بھولتے ہم نہ قول پیمبر : کہ ہیں سب مسلمان باہم برادر
برادر ہے جب تک برادر کا یاور : معین اس کا ہے خود خدا وند داور

تو آتی مذہب پڑے پہ اپنی تباہی

فقیری میں بھی کرتے ہم بادشاہی

○

لکھ کر مسجد بزازی میں اس غرض سے لگا دیا کہ عام مسلمان اس کو دیکھیں اور اپنی جہالت سے باز آکر تنفر و تعصب سے اجتناب کریں۔ اور باہمی ارتباط و اتحاد کو مدنظر رکھیں۔ لیکن یہ بات "مہرکن" صاحب کی طبیعت کے بالکل خلاف تھی۔ کیوں کہ وہ پیشتر ہی مسلمانوں میں تخم نفاق بو چکے تھے۔ اور زمرۂ جہلاء کی کشت زار پھوٹ میں اپنی چکنی چپڑی باتوں سے ہر وقت آب پاشی کرتے رہتے تھے اور اسی کو اپنا فخر دارین سمجھتے تھے۔ بقول کسے

بدنامی سے کچھ ڈر نہیں ہو نام ہمارا

شہرت ہی مقصود ہے بس کام ہمارا

چنانچہ عصر کی نماز کے وقت حافظ صاحب بریلوی کی نظر اس مضمون پر پڑی تو فرمانے لگے کہ یہ بات بالکل غلط ہے، سراسر افترا پردازی ہے۔ یہ غیر مقلدوں کی کارسازی ہے اور غیر مقلد کافر ہیں۔ یہ مضمون حنفیوں کا ہرگز نہیں۔ اس سے لوگوں کے عقیدے بگڑ جائیں گے۔ (مصنف: ہاں رضائیہ عقیدے جو لوگوں کے ذہن نشین کرائے تھے وہ تو ضرور بگڑ جاتے۔ اور "مہرکن" سے بہت سے لوگ پھر جاتے)۔ اور جھگڑے بڑھیں گے۔ یہ غیر مقلدوں کی مسجد نہیں ہے جو یہ مضمون یہاں لگایا جائے۔ اتنا کہہ کر منبع عناد، بانی فساد گمراہ کنندہ جاہلین حافظ لعین الدین نے وہ کاغذ نوچ ڈالا۔ اور ان کے کلام کی تائید میں منشی فضل حسین خضر صورت۔ اور سراج الاسلام امروتام طفلی کی مورت (انگریزی اسکول [illegible]) نے (جن کو مہرکن صاحب سبز باغ دکھا کر پہلے ہی اپنا معتقد کر چکے تھے) ہاں میں ہاں ملائی۔

حیف صد حیف۔ تعصب بھی کیا بری بلا ہے۔ مضمون کیسا ہی صاف ستھرا اور پاکیزہ ہو، لیکن غفلت کا پردہ ہے کہ ہر دم آنکھوں پر پڑا ہے۔ حق سے گریز، صداقت

ہے پرہیز، انصاف کا خون کراتا ہے۔ اپنی کور چشمی کے باعث روز روشن کو
شب تاریک بنا کر دکھاتا ہے۔

اے ناظرین والا تمکین! آپ ہی انصاف کیجئے کہ ممبرانِ انجمن حمایت اسلام لاہور
کی نسبت غیر مقلد اور کافر کا لفظ کہنا انصاف سے کس قدر گریز ہے۔ اس فرقۂ ناحق
شناس کو حق بات سے کتنا پرہیز ہے۔ اصل یہ ہے کہ جس کے دل میں کفر بھرا ہوتا ہے
اس کو کفر ہی کفر نظر آتا ہے۔ بقولِ شاعر ؎

جس طرح ہو سبز چشمہ سے عیاں سبزہ جہاں
کفر کی عینک دکھائے کفر ہر سو بے گماں

رضائیہ فرقہ کی جعلسازی

اے ناظرین صدر نشین: اب دوسری عیاری ملاحظہ ہو۔
اس فرقہ کا ہر فردِ بشر جعل سازی میں طاق ہے۔ فریب دہی میں شہرۂ آفاق
ہے۔ ملازمین سرحدے نے دربارۂ مناظرہ جو خط کہ شیر بیشۂ شریعت غضنفر کچھار ربوبیت
جناب مولانا مولوی سید محمد مرتضیٰ حسن صاحب چاندپوری کے نام مدرسہ امدادیہ دربھنگہ
کے پتہ سے روانہ کیا تھا۔ اس کا جواب ایک جعلی مرتضیٰ حسن جو اصل میں مولوی احمد رضا
خاں صاحب بریلوی کے کوئی لائق چیلے ہیں کہ جن کو خود ہی اہل حق کے مقابلہ میں اپنے
پیر روشن ضمیر کی کمزوری اور معذوری کا لیقین واثق ہے۔ لیکن بدعت کی زنجیر ہے کہ گلوگیر
ہے یا کوئی عمل تسخیر ہے جو باوجود اثباتِ ضعف مرشد حلقۂ اطاعت سے نکلنے کو مانع
ہے (جس کی بنا پر نقلی مرتضیٰ حسن بنے تھے۔ مولانا ابن شیر خدا کی بجائے اپنی طرف سے
جواب اس پیرائے میں لکھا۔ کہ ہم لوگوں کی کمرِ ہمت ٹوٹ جائے، دل چھوٹ جائے،

اور مناظرہ سے باز رہیں ۔ اور ان کے پیر بھائی " معرکن الیقین الدین " سے دربارۂ مناظرہ ایفائے وعدہ کو نہ کہیں ۔

نقلی مرتضیٰ حسنؓ کا خط ملاحظہ ہو

از دربھنگہ ۸۶ء

مکرمی و معظمی جناب منشی نورالحق صاحب زاد لطفہٗ

پس از تحیت مسنون و تمنائے لقائے بہجت مشحون مدعا ضروری یہ ہے کہ محبت نامہ کی وصولی سے بڑی مسرت ہوئی اور مضامین مندرجہ سے آگاہی ۔ جناب مولانا اسمٰعیل صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ کی چونکہ جدت طبع غایت درجہ بلند تھی اور ارہین متین اس درجہ تھے کہ اپنا ثانی نہ رکھتے تھے اور ان کے ہمعصر کو اگرچہ تاب مقابلہ کی ان کے نہ تھی ۔ تاہم بعض رسائل میں جناب مولانا رحمۃ اللہ علیہ حد اعتدال سے تجاوز کر گئے تھے ۔ جس کو ہم لوگ بتاویلات رکیکہ سنبھالتے ہیں ۔ اور وقت مناظرہ سخت اشکال واقع ہوتا ہے ۔ علاوہ ازیں مناظرہ و مباحثہ سے کچھ کام چلتا ولتا نہیں ہے ۔ اور آج کل میں نقل و حرکت بھی کر نہیں سکتا ہوں ۔ آپ لوگ مناظرہ کی گفتگو نہ کیجئے ۔ اور نہ ایسا کام کیجئے کہ مقابلہ کی نوبت پیش آئے ۔ فی الحقیقت میں مناظرہ کے لئے آمادہ و تیار بھی نہیں ہوں ۔ اس لئے آپ کو اس سے یک دم درگزر کرنا چاہئے ۔ اور عقائد کی نسبت جو آپ نے تحریر فرمایا اس کا شافی جواب یہ ہے کہ اہل دیوبند اپنے عقائد میں بہت اچھے ہیں ۔ ان کا کوئی مسئلہ قرآن و حدیث کے خلاف نہیں ہے ۔ مسلمانوں کو مسائل اعتقادیہ میں ضرور علمائے دیوبند کا اتباع کرنا چاہئے ۔ اور ایسا عقیدہ رکھنا چاہئے جو ان کے معتقدات سے ہیں ۔ اس سے سرمو تجاوز کرنا درست نہیں ۔ اگرچہ مخالفین کی گرفت اور سخت گرفت بعض ایسی تحریرات و رسائل پر ہوتی ہے ۔ جس کو اہل دیوبند جوشش طبیعت سے لکھ گئے

ہیں۔ فی الواقع ایسی تحریر کو ادب پسند نہیں کرتا ہے۔ دیکھو فی الحال جناب مولانا
اشرف علی صاحب حکیم الامت کا خیال بالکل پلٹ گیا ہے۔ تصوف کا رنگ اب ان پر
سراپا غالب آگیا ہے۔ ان کی آج کل کی تحریر و تقریر بہ نسبت سابق کے اور ہی طرز، و
روش پر ہے۔ اور ظاہر ہے کہ

"دنیا روزے چند آخر کار باخداوند"

اس لئے آپ لوگوں کا فرض ہے کہ متقدمین کی تنقیح و ترجیح پر کاربند، اور جو اصول
و فروع سلف صالحین سے منقول ہیں، اس پر اپنا عمل درآمد رکھئے۔ زید و بکر کے قول و
فعل کا اعتبار نہ کیجئے، عمل کو نہ چھوڑیے۔ اتباع شریعت فرمائیے۔ بس یہی کام آنے کا ہے
والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔

بندہ مرتضیٰ حسین عفی عنہ
۲۷ مئی ۱۹۱۷ء

○

اب ذرا ناظرین بغور ملاحظہ فرمائیں کہ ان اخ الابلیس پُر تلبیس نے ہم لوگوں کو کتنا بڑا
دھوکا دیا تھا۔ اور کس طریقہ سے اپنے پیر بھائی کی فتح یابی کی بنیاد ڈالی تھی۔ جس کو ہر
انصاف پسند خیال کر سکتا ہے کہ یہ تحریر ہمارے دلوں کو مایوس کر دینے والی تھی۔ خیر
تاہم، ہم ان جناب کی اس انصاف پسندی کے شکر گزار ہیں۔ کہ باوجود اتنی بڑی
مخالفت کے کہ فی مابین کفر و اسلام کا فرق، لیکن پھر بھی علمائے دیوبند کے عقائدِ حق
سے انکار نہیں کیا۔ اور ان شیرانِ حقانی، غضنفرانِ یزدانی کو قرآن عظیم واحادیث نبی
کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف عمل پیرا نہیں بتلایا۔

ہداہم اللہ الی صراط المستقیم

آساں نہیں ہے ہم کو شائیں مخالفین ؎ رکھتے نہیں ہیں کام کو تیغ و سپر سے ہم

پھر تائید الٰہی شاملِ حال تھی کہ ہم نے دوسرا خط جو دارالعلوم دیوبند کی معرفت علامۂ دہر و یکتائے عہد عین صمصام قہر جناب مولانا مولوی سید محمد مرتضیٰ حسن صاحب دام فیوضہم کی خدمت بابرکت میں ارسال کیا تھا، جس کا جواب ہم کو دیوبند سے اسی روز کی شام کو وصول ہوا جس کی صبح میں دربھنگہ والا خط ملا تھا۔

دیوبند والے خط میں لکھا تھا کہ مولانا صاحب موصوف مدرسہ امدادیہ مرادآباد میں تشریف رکھتے ہیں۔ آپ کا خط ان کے پاس بھیج دیا گیا ہے۔

اس خط کی آمد نے اس مایوسی کو جو دربھنگی جعل ساز و رضائی فتنہ پرداز کی تحریر سے ہوئی تھی، حرفِ غلط کی مانند صفحۂ دل سے مٹا دیا۔ اور نسیم مسرت نے دلِ پژمردہ کو غنچہ کی طرح کھلا کر اس بات کا پورا یقین دلا دیا کہ یہ کارروائی کسی رضائی چیلے کی ہے۔ اب اب ملازمین مدرسے نے اس دربھنگہ والے خط کی نقل اور ایک خط اپنی طرف سے براہِ راست مرادآباد کے پتہ پر جناب مولانا صاحب ممدوح کی خدمت بابرکت میں ارسال کیا۔ جس کا جواب باصواب شیر دل، فاضلِ کامل، عالمِ باعمل، مناظرِ بے بدل، سالکِ راہِ ہدیٰ ابن شیرِ خدا جناب مولانا مولوی سید مرتضیٰ صاحب یوں ارقام فرماتے ہیں۔

○

نحمدہٗ تعالیٰ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرم بندہ زاد لطفہٗ : السلام علیکم و رحمۃ اللہ تعالیٰ و برکاتہٗ۔

آپ کا ایک لفافہ بندہ کے نام جناب مہتمم صاحب دارالعلوم دیوبند کی وساطت سے میرے پاس کل شام کو پہنچا۔ میں ماہِ شوال سے مرادآباد مدرسہ امدادیہ میں ہوں۔ آپ کے لفافہ کے جواب میں عرض ہے کہ میں اگرچہ چار مہینے سے خود علیل ہوں۔ اور ہر وقت سر میں درد رہتا ہے۔ زور سے بات کرنی بھی دشوار ہے۔ اس کے سوا میری لڑکی تین سال

سے سخت بیمار ہے اور اب یہ کیفیت ہے کہ اٹھ کر بیٹھنا تو بڑی بات ہے، کروٹ بھی بلا امداد غیرے لینی ناممکن ہے۔ ان وجوہ سے مجھے نقل و حرکت کرنا مشکل ہے ایک گھنٹہ کے لئے بھی کہیں باہر نہیں جا سکتا۔ اکثر مقامات سے شرکت جلسوں کے لئے مدعو ہی صرف نہیں کیا گیا بلکہ مجبور بھی کیا گیا۔ مگر نہ جا سکا۔ اس سے بڑھ کر کیا ہوگا کہ دیوبند میں جناب مہتمم صاحب کے صاحبزادہ کی تقریب شادی ہوئی وہاں سے طلبی بھی بہت ہوئی، اور خود بھی دل چاہا، مگر نہ جا سکا۔ اور شریک ہو سکا۔

باوجود ان تمام باتوں کے چونکہ آپ نے ایک ایسے اہم اور ضروری کام کے لئے لکھا ہے جس کا ہونا ضروری، اور جس کی مدت مدید سے تمنا، کہ ایک دفعہ فاضل بریلوی سے احمد رضا خاں صاحب سے مناظرہ ہو کر قصہ طے ہو جائے۔ میں بسر و چشم حاضر ہوں میں بالکل تیار ہوں اور ہر وقت آمادہ۔

آپ فاضل بریلوی کو تیار کیجئے۔ میں سات آٹھ برس سے پکار رہا ہوں، رسائل لکھے، اشتہار شائع کئے، بذریعہ رجسٹری خطوط لکھے، یہاں تک کہ غیرتیں دلائیں۔ انہیں بے حیا، کہا، جاہل ثابت کیا، اس سے بڑھ کر انہیں کے مسلّمہ اقوال سے انہیں کافر، مرتد، بے دین ثابت کیا، مگر کسی طرح مناظرہ پر آمادہ نہیں ہوتے۔ اس سے زیادہ اور کیا ہوگا کہ انہیں کے فتوے سے انہیں زانی ثابت کیا اور ان کی اولاد کو حرامی بلکہ یہاں تک کہ ان کے مریدین و معتقدین اور ان کے کفریات مسلّمہ پر مطلع ہو کر ان کو صرف مسلمان ہی جاننے والوں کا دنیا میں کسی سے نکاح درست نہیں، زنا محض ہے۔ اولاد قطعی حرامی ہے۔ مگر ان پر کچھ ایسی مری مٹی پڑی ہے کہ نہ شرم آتی ہے نہ غیرت، کسی طرح مناظرہ کے لئے تیار ہی نہیں ہوتے۔

میں نے اپنے رسائل میں شائع بھی کر دیا ہے اور اب پھر لکھتا ہوں، میری اس تحریر کو باضابطہ سمجھا جائے کہ چونکہ اس وقت فاضل بریلوی میں اور ہم میں کفر و اسلام کا

کا اختلاف ہے۔ وہ مجھے اور میرے اکابر مثلاً مولانا اسمٰعیل صاحب شہید اور مولانا محمد قاسم صاحب اور مولانا مولوی رشید احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہم ۔ و مولانا اشرف علی صاحب و مولانا خلیل احمد صاحب سلمہم اللہ تعالےٰ ۔ کو کافر کہتے ہیں ۔ اور میں انہیں کے خوشی سے انہیں خائن ، بے دین ، کافر ، مرتد ، زانی کہتا ہوں ۔ تو بقاعدۃ الاہم فالاہم کر یہ ان کا بھی مسئلہ ہے۔

سب سے پہلے اگر انہیں کچھ حیا ، اور شرم ہے اور کچھ بھی پٹھانی کی لاج ہے اور دین سلام سے لگاؤ اور اس کی قدر و منزلت ۔ تو اولاً میں انہیں کے اقوال سے یہ تمام باتیں ثابت کروں گا ۔ وہ یا تو جواب دے کر سبکدوش ہوں یا سچے دل سے توبہ کر کے مسلمان بنیں ۔ اس کے بعد وہ میرا اور میرے اکابر کا کفر ثابت کریں ، میں جواب دوں گا ۔ اس وقت دیکھنے والے قدرت خدا کا تماشہ دیکھیں گے کہ بحمد اللہ میرا اور میرے اکابر کا دامن کفریات و لغویات سے بالکل پاک اور صاف ، اور خان صاحب کی بد دیانتی یا جہالت کی انتہا ہو گی ۔ یہی وجہ ہے کہ باوجود اتنا سخت پکڑنے کے پھر بھی سامنے نہیں پڑتے ۔ وہ خوب سمجھتے ہیں کہ سامنے ہوئے ، اور پٹھانی کی خیر نہیں ۔

خیر باوصف ان تمام باتوں کے میں آپ کی صدا پر لبیک کہتا ہوں ۔ اور بہت ہی خوشی سے اس پر تیار ہوں ۔ اگر چہ میں آپ صاحبوں سے واقف نہیں کہ آپ واقع میں بھی ایسے ہی ہیں جیسا کہ لکھا ہے کہ میرے ہم عقیدہ اور میرے بزرگوں کے خدام ، تب تو کیا کہنے ۔ فہو المراد ۔ اور اگر آپ مخالف بھی ہوں تب بھی مجھے پرواہ نہیں ۔ بلکہ اگر خدا نخواستہ تمام ہزاری باغ مخالف ہو اور مجھے یہ معلوم ہو جائے کہ فاضل بریلوی وہاں مناظرہ کر لیں گے تو انشاء اللہ ضرور پہنچوں گا ۔ آمد و رفت کا صرفہ بھی خود ہی برداشت کروں گا اور سرائے میں قیام ۔ مگر مناظرہ ضرور کروں گا ۔ آپ سے جس طرح ہو سکے انہیں آمادہ کیجئے اور میری آمادگی پر یہی میری تحریر دستخطی ثبوت میں رکھئے ۔ مگر میں آپ سے پیشین گوئی کرتا ہوں کہ

وہ ہرگز آمادہ نہ ہوں گے۔ پانچ سال ہوئے کہ بلند شہر کے لوگوں نے کوشش کی اور جو جو شرط فاضل بریلوی نے پیش کی وہ سب ہم نے قبول کی۔ مگر نتیجہ یہ نکلا کہ وہ نہ گئے اور اہل بلند شہر کو شرمندگی ہوئی۔

اس سے زیادہ اور کیا ہوگا کہ میں خود بریلی میں گیا، اور خطوط و پیغام بھیجے۔ ایک دفعہ تین دن تک رہا، اور ایک دفعہ دو دن ٹھہرا، اور ایک دفعہ چار دن، اور ہر چند کوشش کی باہر جانا تو شیروں اور ایمان داروں کا کام ہے۔ اب دیکھو جب کہ میں آپ کے گھر پر بھی آگیا اب تو ہمت کرو۔ مگر والئے برحال دیانت و شرم خان صاحب، کہ کسی طرح منظور نہ کیا۔ ہزاری باغ تو بریلی سے بہت ہی فصل پر ہے۔ میں نے تو دروازہ کی زنجیر کھٹکائی، دستک دی، آوازیں دیں، شور مچایا مگر خانصاحب نہ آسکے۔

اب پھر کہتا ہوں کہ خان صاحب ہزاری تک تو کیا آئیں گے وہ بریلی میں ہی مناظرہ کے لئے تیار ہو جائیں، مراد آباد بریلی سے قریب ہے میں روزانہ مناظرہ کرنے کے لئے تیار ہوں۔ اور اس طرح کہ انہیں تکلیف نہ ہوگی۔ میں خود ہی دن میں بریلی جاکر مناظرہ کروں گا اور شب کو واپس ہونگا۔ یا جو صورت بھی ہو گی۔ اس صورت میں موجودہ عذرات بھی مجھے غالباً مانع نہ ہوں گے۔ اور آسانی سے مناظرہ ہو سکے گا۔ اور بقاعدۂ الاہم فالاہم۔ کفر و اسلام کے مناظرہ سے فارغ ہو کر پھر ہر ہر مسئلہ میں جو ان کے اور ہمارے درمیان میں مختلف فیہ ہے، مناظرہ کروں گا۔ میری تو یہاں تک خواہش ہے کہ براہ راست خان صاحب سے مناظرہ ہو کر ایک دفعہ تمام قصہ طے ہو جائے کہ پھر کسی کو جائے دم زنی نہ ہو۔

اور اگر فاضل بریلوی مقابل میں نہ آئیں تو یہ لکھ کر شائع کر دیں کہ ہم مناظرہ سے عاجز ہیں تو پھر ان کے گروہ کا خواہ کوئی مولوی ہو یا طالب علم ہو یا جاہل۔ بڑا ہو یا چھوٹا، مرد ہو یا عورت، بوڑھا ہو یا بچہ، کوئی بھی ہو ہر ایک سے مناظرہ کرنے کو تیار ہوں۔ یا جسے وہ

اپنا وکیل باقاعدہ بنا کر وکالت نامہ مہری دستخطی بھیج دیں۔ کہ اس کا ہارنا اور جیتنا ہماری ہی ہار جیت ہے، تو اس سے بھی مناظرہ کے لئے تیار ہوں۔ غرضیکہ میری جو موجودہ حالت ہے وہ میں اوپر ظاہر کر چکا ہوں۔ اس پر بھی میں بالکل تیار ہوں اور بارِ کتاب یہاں تک کہ سفر خرچ اور جائے قیام کی بھی کسی کو تکلیف نہیں دینا چاہتا۔ مگر ہاں تقدیر الٰہی سے انسان مجبور ہے کہ اگر وقت پر کوئی ایسی مجبوری پیش آگئی کہ نہ آسکا تو اس تاریخ پر جو مناظرہ کے لئے آپ خان صاحب سے معلوم کر کے مقرر کریں گے اپنے کسی وکیل کو باقاعدہ وکالت نامہ دے کر کہ اس کی ہار جیت میری ہی ہوگی ضرور بھیج دوں گا۔

بس اسی قسم کی ایک تحریر کہ "میں مرتضیٰ حسن سے باقاعدہ الاہم فالاہم مناظرہ کرنے کے لئے تیار ہوں اور تاریخ مقررہ پر بریلی بازار میں یا جو جگہ مقرر ہوگی آؤں گا۔ اور اگر قضائے الٰہی سے خود نہ آسکا اور کوئی مجبوری پیش آگئی تو کسی کو باقاعدہ وکیل بنا کر کہ اس کی ہار جیت میری ہی ہوگی بھیج دوں گا" فاضل بریلوی سے منگا لیجئے اور تاریخ مقرر کر کے مجھے مطلع کیجئے۔ اور ان کی تحریر میرے پاس بھیج دیجئے۔ میں ہزار کام ترک کروں گا اور سو تکلیفیں برداشت کروں گا مگر تاریخ مقررہ پر ان شاء اللہ ضرور آؤں گا۔ کیونکہ عرصۂ دراز کی آرزو پوری ہوگی۔ اور حق کی تمنا بر آئے گی۔

الکوکبۃ الشہابیہ ان کی ایک ایسی کتاب ہے جس کا رد وہ خود ہی کر چکے ہیں اور اسی بنا پر وہ کافر ہوتے ہیں۔ اور ان پر کفر عائد ہوا ہے۔ جس کتاب کا رد خود مصنف ہی نے کر دیا ہو اس کے رد کی ضرورت نہیں۔ اگر مناظرہ مقصد ہے تو اس دن ثابت ہوگا کہ اس کتاب کا رد خود ہی فاضل بریلوی نے اپنے ہی قلم سے اور اسی کتاب کے اخیر میں کر دیا ہے۔ جبھی تو اقلیم کفر کے تاجدار بنے ہیں۔

چونکہ آپ سے بذاتہٖ مجھ سے واقفیت نہیں ہے۔ اس وجہ سے وہ چند الفاظ لکھ دیئے

ہیں۔ کیونکہ اکثر جماعت مبتدعین کے لوگ بھی اس قسم کے خطوط لکھ دیا کرتے ہیں۔ اگر آپ
واقعی میرے ہم عقیدہ اور اکابر دیوبند کے کفش بردار ہیں تو آپ یقین رکھئے کہ آپ
صراط مستقیم پر ہیں اور آپ کے عقائد حقہ ہیں اور انشاء اللہ آپ کبھی کسی بدعتی سے
مغلوب نہ ہوں گے۔ کہ الحق یعلو ولا یعلی مشہور بات ہے۔
جواب کا انتظار رہے گا۔ اور برابر دعا ہے کہ خدا کرے خان صاحب مناظرہ پر
آمادہ ہو جائیں۔ پھر دیکھنے والے قدرت خدا کا تماشا دیکھیں۔ فقط۔

بندہ محمد مرتضیٰ حسن چاند پوری عفی عنہ بقلم خود

مدرسہ امدادیہ، مراد آباد۔ چہار شنبہ ۸ شعبان المعظم ۱۳۳۵ھ

آپ کا جو خط دیوبند ہو کر میرے پاس پہنچا، جس میں وہ خط جو کسی مفتری، کذاب
بدعتی دغا باز نے میرے نام سے آپ کو لکھ دیا ہے، دیکھا۔ دیکھ کر تعجب اور حیرت ہوئی
کہ اب تمام فرقہ اپنے کذب و دروغ میں اپنا خود ہی نظیر ہو گیا۔ اول تو جب کہ میں دس
گیارہ مہینے سے دربھنگہ میں نہیں اور تعلق بھی اب مراد آباد میں ہے تو میرا خط ہی لینا کس
قدر "دیانت" ہے؟ پھر اس کے مضمون پر مطلع ہونا کتنا بڑا تقویٰ ہے؟ پھر اس پر سینہ
زوری یہ کہ میری طرف سے جواب بھی لکھ دیا۔ اور مضمون ایسا کہ انشاء اللہ تا حیات
میرے قلم سے تو کیا زبان سے بھی نہیں نکل سکتا۔

اب معلوم ہوا کہ اس فرقہ کا ہر ہر فرد اپنے سرغنہ امام الطائفہ مولوی احمد رضا خان
کی اقتدار میں ایسا منہمک ہو کر اندھا مقلد ہو گیا کہ اور ان سے چار ہاتھ بڑھ کر بہتان
بندی و افتراء پردازی میں حصہ لینے لگا۔ آپ یاد رکھئے کہ مولانا شہید رح نے کوئی ایسی
بات نہیں لکھی جس میں ہمیں تاویل رکیک کی نوبت پہنچی نہ ہمیں مناظرہ کے وقت کوئی دقت
اور اشکال پیش آئیں۔ نہ مولانا اشرف علی صاحب کی تحریرات سابقہ، موجودہ کے خلاف۔
یہ باتیں بھی اس گروہ کی تراشیدہ ہیں۔ جب وہ دیکھتے ہیں کہ ان کے بڑے حضرت نے یہ

وہ غضب ڈھایا ہے کہ اب بات بنائے نہیں بنتی تو راستہ یہ نکالا کہ مولانا شہید ہ
کی عبارتیں ادب سے گزری ہوئی ہیں۔ مولانا اشرف علی صاحب اب بدلتے جاتے ہیں۔
مگر اب آپ خوب سمجھ لیں کہ یہ بھی ان کا ایک دھوکہ ہے۔ ہمارے حضرات اکابر منزہ ہیں
اس سے کہ بے ادبی کے کلمات لکھنا تو بڑی بات ہے کبھی خطرہ بھی اس کا نہیں گزرنے دیتے
اگر مناظرہ مقدر ہے اور خدا کرے ہو۔ تو آفتاب نصف النہار سے زیادہ روشن ہو گا
کہ ان کے بڑے حضرت نے بے ایمانی کے ساتھ بے حیائی بھی کیسی کی ہے۔

آپ براہ کرم اتنا اور کیجئے کہ اوّل تو ڈاک خانہ سے بازپرس کیجئے کہ جب مرتضیٰ حسن
دس گیارہ مہینے سے دربھنگہ میں نہیں، اور دربھنگہ کا ہر ہر شخص اس کو جانتا بھی ہے پھر
پوسٹ مین نے ان کا خط کسی دوسرے کو کیوں دیا۔ جب کہ ان کے لئے رول بھی یہ ہے
کہ سوائے مکتوب الیہ کے کسی دوسرے کو خط نہ دیں۔ اور وہ اصل خط آپ میرے پاس
بھیج دیجئے۔ تاکہ میں اس کی تفتیش کر دوں کہ یہ چالبازی کس نے کی۔ فاضل بریلوی کے دم چھلے
معدودے چند دربھنگہ میں بھی ہیں جن کی حقیقت سے میں خوب واقف ہوں۔ اوّل تو
خط دیکھتے ہی معلوم ہو جائے گا ورنہ اپنے احباب بھی بحمد اللہ کثرت سے دربھنگہ میں ہیں
میں ان کے ذریعہ سے اس کی تفتیش کرا کے پھر بذریعہ گورنمنٹ ان سے اس دھوکہ بازی کی
بازپرس کراؤں گا۔ فقط

○

جب یہ خط گلزارِ فرحت آثار، اس گلشن خزاں دیدہ میں مژدۂ بہار کی مانند آیا
تو نسیم مسرت نے اہل حق کے دلوں کو غنچوں کی طرح کھلا دیا۔ اور فرطِ شوق سے یہ شعر زبان
پر آیا ؎

ہمیں یہ خط جو اس عالی وقار کا پہنچا
گل فسردہ کو مژدہ بہار کا پہنچا

حالات مندرجہ سے کما حقہٗ آگاہ ہوکر باوجود تفکرات خویش، مجبوریات درپیش کا تب کی ہمت مردانہ، حوصلہ دلیرانہ پر صدآفرین کہی۔ اور اس شیر بیشہ علم کی جرأت پر ذوق کے اس شعر کا اعادہ کیا کہ ؎

پھرتا ہے سیل حوادث سے کہیں مردوں کا منہ
شیر سیدھا تیرتا ہے وقت رفتن آب میں

اس کے بعد اصلی و نقلی ہر دو خطوط کا مضمون لوگوں کو دکھایا، انصاف پسند اشخاص کو رضائیوں کی مکاری اور کمزوری کا یقین آیا۔ جن لوگوں کو "مہرکین" بریلوی نے "اسکات المعتدی" "فتح المبین" وغیرہ کتابوں میں دربارہ مناظرہ خطوط جر جانے اور پیغام مولوی احمد رضا خان صاحب کی خدمت میں بھیجے جانے اور جواب نہ آنے یا سوال دیگر، جواب دیگر کے حوالہ پر یہ یقین دلایا تھا کہ یہ کتابیں انہیں کے مطبع کی ہیں جو چاہا سو لکھ دیا۔ اپنی طرف سے فرضی سوال و جواب گھڑ کر چھاپ دیا، پٹنہ میں مولوی مرتضیٰ حسن خود مناظرہ سے بھاگ کھڑے ہوتے تھے۔ جس کا "اسکات المعتدی" میں حوالہ ہے۔

(مصنف: افسوس ان عقل کے اندھوں، سمجھ کے کندوں نے ملا ظفر الدین کا تب مولوی احمد رضا خان کا خط جو "اسکات المعتدی" میں نقل ہے اس کو تو صحیح مانا لیکن مولوی عبد الوہاب صاحب بہاری منطقی کے خط کو جو اس کے بعد درج ہے اپنی کج عقیدگی سے غلط جانا)۔

علاوہ ازیں ہمارے اعلیٰ حضرت خود مناظرہ کے لئے تیار ہیں۔ فریق ثانی کی طرف سے کوئی کھڑا ہی نہیں ہوتا۔ ان لوگوں کو اس خط کے مضمون سے لبیک کا نعرہ سنایا جس سے ایوان بدعت میں زلزلہ آیا۔ اور تحریر یہ کہا گیا کہ اگر تم میں کچھ بھی حمیت اور غیرت ہے تو اپنے مقتدا، "مہرکین" کو آمادہ کرو کہ وہ مولوی احمد رضا خان کو بلائیں اور

قدرتِ خدا کا تماشا ملاحظہ فرمائیں۔ ہمارے عالم کی دستخطی تحریر تو یہ موجود ہے اب تم اپنے پیر روشن ضمیر کی تحریر منگا دو اور مناظرہ کرا کے دنیا کو دکھا دو کہ کون بھاگتا ہے ہم بھی دیکھ لیں کہ پٹنہ سے مولوی احمد رضا خان صاحب بھاگے تھے یا مولوی مرتضیٰ حسن صاحب ؟

خندق نہیں زبان کے آگے جو گر پڑو !
کہنا تو سہل بات ہے کرنا محال ہے

تائیدِ غیبی

اہل نظر پہ کیوں نہ حقیقت ہو منکشف
پیدا ہوں جب کہ غیب سے سامان نئے نئے

اسی اثنا میں ایک خانساماں کلکتہ سے چند اشتہار لے کر "ہزاری باغ" میں وارد ہوا۔ جس میں لعل خان (جو حافظ لقیین الدین "مہر کن" کے پیر بھائی اور مولوی احمد رضا خان صاحب کے چیلے ہیں) کی مکاریاں اور افترا پردازیاں درج تھیں۔ ایک اشتہار جو ماہِ شعبان میں لعل خان نے شائع کیا۔ اس میں درج تھا کہ مولوی ولی اللہ صاحب مناظرہ سے بھاگ گئے۔ اس کے ساتھ ایک دوسرا اشتہار تھا کہ۔

لعل خان نے دو ماہ قبل سے مناظرہ کے واسطے مولوی صاحب کو طلب کیا ہے لیکن اب تک مقابلہ میں نہ آئے۔ ایک دن لعل خان نے حافظ ابو الخیر کی معرفت ناخدا کی مسجد میں مولوی صاحب ممدوح کو طلب کیا۔ مگر جب مولوی صاحب مسجد میں تشریف لائے تو لعل خان دوسرے دروازہ کی سیڑیوں پر بھاگتے نظر آئے لوگوں نے جا کر روکا اور مناظرہ کے لئے مجبور کیا۔ تو ایک تحریر دوسرے دن مناظرہ کرنے کے واسطے لکھ دی اور

مکان کو روانہ ہو گئے۔ مولوی ولی اللہ صاحب نے جب دوسرے دن علی الصباح دو قاصد لعل خان کے پاس روانہ کئے کہ مناظرہ کا وقت اور جگہ مقرر کر کے حاضر ہو۔ لعل خان نے ان ہر دو قاصدوں کو دو بجے تک باتوں میں لگائے رکھا اور مناظرہ کا وقت گزار دیا۔ ان بے چاروں کو بھوکا پیاسا دو بجے کے بعد رخصت کر دیا، اور مناظرہ کی بابت کچھ جواب نہ دیا۔ لطف یہ کہ الٹا اپنے اشتہار میں شائع کر دیا کہ مولوی ولی اللہ صاحب مناظرہ سے بھاگ گئے۔

اس پر مولوی صاحب موصوف کے ہمراہ خواہوں نے ایک اشتہار میں یہ سب واقعہ ظاہر کر کے اعلان دیا کہ ابھی مولوی صاحب شوال تک کلکتہ میں قیام کریں گے جس کا جی چاہے مناظرہ کر لے۔ لیکن بدعتیوں کی ہمت و جرأت کہاں کہ اہل حق سے مناظرہ کریں ؎

ہوں مقابل اہل حق کے اہل بدعت کیا مجال
غیر ممکن ہے کہ آئے شیر کے آگے شغال

اور ایک تیسرے اشتہار میں درج تھا کہ لعل خان و مولوی عظیم اللہ و مولوی عبداللطیف صاحبان وغیرہم ذیل کے علمائے حقانی، فضلائے ربانی کو کافر کہتے ہیں اور ایک مدت سے علمائے دیوبند پر تبرا پڑھتے ہیں۔ لہٰذا عام مسلمان ان صاحبوں کو مناظرہ پر آمادہ کر کے اس بات کا فیصلہ کرائیں۔ چنانچہ اس کے بعد علماء دیوبند کو کافر کہنے کی بناء پر لعل خان کا وعظ کلکتہ سے بند کیا گیا اور ان کے چھکے چھوٹ گئے۔

نیز ضلع نیچہ علاقہ "گوالپارہ" میں بھی اس فرقہ نے ایسا ہی فساد برپا کیا۔ اور جمعہ کے دن خطبہ کی اذان مسجد کے اندر ہونے کو مکروہ اور ناجائز بتلایا، مسجد کے باہر اذان کہنے اور یہ سنت مبارکہ جاری کرنے پر بہت زور لگایا۔

چنانچہ اذان ثانی جمعہ سلف صالحین سے مسجد کے اندر اور منبر کے سامنے ہوتی

رہی ہے۔ اس لئے وہاں کے مسلمانوں نے اس کے خلاف پر عمل کرنے کو برا جانا۔ اور رضائیوں کی بات کو نہ مانا۔ اس پر لوگوں نے سختی سے کام لیا۔ جس کے باعث وہاں کی گورنمنٹ نے رضائیوں کے مچلکے لئے۔ وہاں کے مسلمانوں نے کہا کہ مولوی احمد رضا خان صاحب یا ان کے صاحبزادے آکر دیگر علماء نے حنفیہ کے مقابلہ میں اس بات کو ثابت کریں تو ہم مسجد کے اندر اذان کہلایا کریں گے۔ اس پر مولوی احمد رضا خان کے مقلدوں نے ہر چند اپنے اعلیٰ حضرت کی خدمت میں خط بھیجے کہ یا تو آپ تشریف لائیں یا کسی معتبر عالم کو روانہ فرمائیں جو مخالفین کے سامنے اس بات کو ثابت کر دے۔ لیکن مقابلہ میں کون آتا ہے وہاں تو صرف روباہ بازی اور بندر بھبکیوں سے کام لیا جاتا ہے۔

جس کو نیمچہ کی مفصل کیفیت دیکھنی منظور ہو وہ رسالہ مسمیٰ "فرقہ رضائیہ کا مناظرہ سے فرار" جو دہلی سے شائع ہوا ملاحظہ کریں۔

غرضیکہ ہر جگہ یہ بدعتی فرقہ، افترا پردازی اور جعل سازی سے اپنے عقائد اور اپنے نو ایجاد طریقہ کی اشاعت کرتا ہے۔ مگر مقابلہ میں آکر کلام کرنے سے دم نکلتا ہے کیونکہ وہ خوب سمجھتے ہیں کہ ؎

طمع کی انگوٹھی میں ہے یہ عارضی رونق
جب تاؤ دیا جائے گا ہو جائے گا منہ فق

جن علمائے یزدانی فضلائے رحمانی کے نام پر داروغہ محکمہ تکفیر نے اپنے سررشتہ عدالت سے کفر کے سمن جاری کئے اور جس کی بنا پر لعل خان وغیر تکفیر کے نعرہ بلند کر رہے ہیں ان کے نام نامی اسم گرامی یہ ہیں۔

۱ : حضرت مجدد الف ثانی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ
۲ : مولانا سید احمد صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ
۳ : جناب مولانا امانت اللہ صاحب غازی پوری رحمۃ اللہ علیہ۔

۴ : جناب مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی رح ۔

۵ : جناب مولانا محمد علی صاحب مونگیری رح

۶ : جناب مولانا احمد علی صاحب محدث سہارنپوری رح

۷ : جناب مولانا محمد اسمٰعیل صاحب شہید دہلوی رح

۸ : جناب مولانا محمد اسحاق صاحب دہلوی مہاجر مکی رح

۹ : جناب مولانا لطف اللہ صاحب علی گروھی مفتی ہائیکورٹ حیدر آباد دکن۔

۱۰ : جناب مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رح

۱۱ : جناب مولانا رشید احمد صاحب محدث گنگوہی رح

۱۲ : جناب مولانا حافظ خلیل احمد صاحب انبیٹھی رح

۱۳ : شمس العلماء جناب مولانا عبدالحق صاحب حقانی دہلوی رح سابق ہیڈ مدرس مدرسہ عالیہ کلکتہ رحمۃ اللہ علیہ۔

۱۴ : جناب شمس العلماء جناب مولانا عبدالوہاب صاحب بہاری رح سابق پروفیسر مدرسہ عالیہ کلکتہ۔

۱۵ : جناب مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی رح

۱۶ : جناب مولانا شاہ سلیمان صاحب پھلواروی

۱۷ : جناب مولانا ظہیر احسن صاحب محدث نیموی ضلع پٹنہ رح

۱۸ : جناب مولانا سید محمد مرتضیٰ حسن صاحب چاندپوری دظہم۔

جب اس اشتہار پر لوگوں کی نظر پڑی، تو تعجب اور نفرت کی روشنی ان کے دلوں میں چمکنے لگی اور "مہر کن" سے اس کی تصدیق چاہی - ان "اخی الابلیس" نے دیکھا کہ بنا بنایا کھیل بگڑ جائے گا، بدعت کا گھر جو چند ستون لگا کر بنایا ہے دم کے دم میں اجڑ جائے گا - بس فوراً فریب کی چال یاد آئی - اپنے معتقدین کے سامنے یوں

بات بتلائی کہ

" یہ اشتہار انہیں کے مطبع کا ہے ان لوگوں نے عوام کو بھڑکانے اور ہم سے برانگیختہ کرنے کی غرض سے خود ان بڑے بڑے عالموں کے نام لکھ کر شائع کر دیئے ہیں ورنہ ہمارے اعلیٰ حضرت ان لوگوں کو کافر نہیں کہتے "

چنانچہ بعض لوگوں نے آکر ہم سے بھی کہا کہ مولوی احمد رضا خاں بڑے بھاری عالم ہیں وہ ہرگز ان عالموں کو کافر نہیں کہہ سکتے یہ اشتہار ندان کے مطبع کا ہے نہ اس پر ان کے دستخط ہیں۔ یہ صرف مجدد یگانہ کامل زمانہ (خان صاحب بریلوی) پر جنکا اسوقت جہاں میں ثانی نہیں، افترا پردازی کی گئی ہے۔

ناظرین! آگے چل کر ہم ان جہلائی منہ زور، چشم عقل سے کور، کو انہیں یکتا زمانہ فاضل یگانہ کی تصانیف سے علمائے موصوف الصدر کی تکفیر کے فتوے دکھائیں گے۔ اور ان کے اعلیٰ حضرت کے احکام کفریہ تحریر میں لائیں گے، ذرا آنکھیں کھول کر دیکھیں اور اپنی اس جہالت کا معائنہ کریں۔ جناب حافظ حبیب الرحمٰن صاحب بھدوری بہاری جن کا ذکر خیر شروع رسالہ ہذا کے تعمیر مسجد کے بیان میں آچکا ہے۔ جو صاحب اخلاق حمیدہ متصف بہ اوصاف پسندیدہ، مرد دیندار فخر روزگار، جن کی علمی لیاقت بھی ماشاء اللہ اچھی ہے۔ اس زمانہ فساد میں حافظ صاحب ممدوح رخصت لے کر وطن تشریف لے گئے تھے موصوف الصدر نے بھی جب بذریعہ تحریر " مہرکن " صاحب سے دریافت کیا کہ حضرت مجدد الف ثانی رح، مولوی محمد علی صاحب مونگیری، مولوی عبدالوہاب صاحب بہاری مولوی امانت اللہ صاحب غازی پوری، مولانا شاہ سلیمان صاحب پھلواروی وغیرہم۔ آٹھ دس علمائے حقانی فضلائے ربانی کہ جن سے حافظ صاحب موصوف واقف تھے اور ان حضرات کو اچھا جانتے تھے ان کی نسبت دریافت کیا کہ ان صاحبوں کو کیا مولوی احمد رضا خاں صاحب کافر کہتے ہیں؟

تو اس کے جواب میں سردار المبتدعین، مہتر الکاذبین (حسرکن بریلوی) تحریر فرماتے ہیں کہ "ہمارے اعلیٰ حضرت ان لوگوں کو کافر نہیں کہتے"

اے ناظرین خجستہ آئین! اب ہم ان رؤس الشیاطین، سلطان الکاذبین، مہرکن الیقین المبین کے سفید جھوٹ کو روز روشن کی طرح آئینہ کر کے آپ صاحبان کو دکھاتے ہیں اور علمائے محققین فضلائے مدققین پر کفر و اضلال کے فتوے سے الاکلام گمراہی و بددینی کے الزام ان کے پیر، مجدد التکفیر کی کتب معتبرہ میں بحوالہ صفحات بتاتے ہیں۔ عام ناظرین اور ان کے ہٹ دھرم معتقدین بغور سے ملاحظہ کریں اور مجبوراً ان پر لعنۃ اللہ علی الکاذبین پڑھیں۔

۱ : مولانا سید احمد صاحب شہیدؒ : الکوکبۃ الشہابیہ

۲ : جناب مولانا امانت اللہ صاحب غازی پوری : ندوۃ المین صفحہ ۱۰۔

۳ : جناب مولانا محمد علی صاحب مونگیری خلیفۃ الاعظم مولانا مقتدانا فضل الرحمٰن صاحب گنج مرادآبادیؒ : مجموعہ حسام ص ۱۱۳، سطر ۵۔ نیز ندوۃ المین ملقب بہ ناظم ندوۃ۔

۴ : جناب مولانا محمد اسماعیل صاحب شہید دہلویؒ : ازالۃ العار ص ۲۴ سطر ۔

۵ : جناب مولانا لطف اللہ صاحب علی گڑھی مفتی ہائیکورٹ حیدرآباد دکن : ندوۃ المین

۶ : جناب مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ : مجموعہ حسام ص ۱۰۱، سطر ۱۳۔

۷ : جناب مولانا رشید احمد صاحب محدث گنگوہیؒ : مجموعہ حسام ص ۱۱۳۔ سطر ۵۔

۸ : جناب مولانا خلیل احمد صاحب انبیٹھی مدظلہ العالی : مجموعہ حسام ص ۱۱۳۔ سطر ۵۔

۹ : شمس العلماء جناب مولانا عبدالحق صاحب حقانی دہلویؒ سابق ہیڈ مولوی مدرسہ عالیہ کلکتہ : ندوۃ المین ملقب بہ ناظم ندوہ۔ ص ۱۰۔

۱۰ : شمس العلماء جناب مولانا عبدالوہاب صاحب بہاری سابق پروفیسر مدرسہ عالیہ کلکتہ و جملہ علماء شریک ندوہ۔ تحفۂ حنفیہ ۱ج ۸ ص ۳ ۱۳۲۳ھ۔

۱۱ : جناب مولانا حافظ محمد اشرف علی صاحب تھانوی مصنف بہشتی زیور و نشر الطیب وغیرہ۔ مجموعہ حسام : ص ۱۱۳۔ سطر ۸۔

۱۲ : جناب مولانا شاہ سلیمان صاحب پھلواروی ، ندوۃ المبین (ملقب بہ جان جانان ندوہ)۔

۱۳ : جناب مولانا ظہیر احسن صاحب محدث نیموی ضلع پٹنہ۔ جہاں جہاں جملہ علماء شرکا ندوہ کی تکفیر کی ہے۔

۱۴ : جناب مولانا سید محمد مرتضی حسن صاحب چاندپوری مدظلہ۔ ظفر الدین الجید

۱۵ : جناب مولانا محمود حسن صاحب محدث دار العلوم دیوبند۔ المسند ص ۳۹۔ مجموعہ حسام ص ۱۱۳۔ سطر ۔

۱۶ : حضرت مولانا حاجی سید احمد حسن صاحب محدث امروہوی قدس سرہ العزیز۔ المسند ص ۳۹۔ مجموعہ حسام ص ۱۱۳۔ سطر ۷۔

۱۷ : جناب مولانا عزیز الرحمن صاحب مفتی دیوبند۔ المسند ص ۴۰۔ مجموعہ حسام ص ۱۱۳ سطر ۸

۱۸ : جناب مولانا حکیم محمد حسن صاحب دیوبندی " ص ۴۱ " "

۱۹ : جناب مولانا حبیب الرحمن صاحب دیوبندی " ص ۴۲ " "

۲۰ : جناب مولانا حافظ محمد احمد صاحب خلف جناب مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی مہتمم مدرسہ عالیہ دیوبند۔ المسند ص ۴۲۔ مجموعہ حسام ص ۱۱۳

۲۱ : جناب مولانا غلام رسول صاحب " ۴۳ "

۲۲ : جناب مولانا محمد سہیل صاحب " ۴۳ "

۲۳ : جناب مولانا عبد الصمد صاحب بجنوری " ۴۴ "

۲۴ : جناب مولانا عاشق الہی صاحب میرٹھی " ۴۶ "

۲۵ : جناب مولانا قاری محمد اسحاق صاحب میرٹھی " ۴۷ "

۲۶ : جناب مولانا محمد یحییٰ صاحب شمرانی۔ المسند ص۵۴ ، مجموعہ حسام ص۱۱۳

۲۷ : جناب مولانا کفایت اللہ صاحب گنگوہی ” ۶۸ ، ”

۲۸ : جناب مولانا شیخ محمد سعید بابصیل شافعی امام و خطیب مسجد حرام مکہ مکرمہ۔ المسند ص۵
مجموعہ حسام ص۱۱۳

۲۹ : جناب مولانا شیخ احمد رشید صاحب حنفی مکہ مکرمہ ، المسند ص۵ ، مجموعہ حسام ص۱۱۳

۳۰ : جناب مولانا شیخ محمد تصدیق صاحب افغانی مہاجر مکی ” ۵۴ ”

۳۱ : جناب مولانا شیخ محمد عابد صاحب مفتی مالکیہ مکہ معظمہ ” ۵۵ ”

۳۲ : حضرت مولانا محمد علی بن حسین مالکی مدرس حرم شریف ” ۵۵ ”

۳۳ : جناب مولانا سید احمد صاحب برزنجی شافعی مفتی مدینہ منورہ ” ۵۶ ”

۳۴ : جناب مولانا شیخ محمد بوش صاحب مدرس و امام جامع مدنی
واقع شہر حما ملک شام۔ ” ۶۸ ”

۳۵ : جناب مولانا شیخ محمد سعید صاحب مدینہ منورہ ” ۶۹ ”

۳۶ : جناب مولانا شیخ علی بن محمد صاحب دلال حموی ” ۶۹ ”

۳۷ : جناب مولانا شیخ محمد ادیب صاحب خراسانی ” ۶۹ ”

۳۸ : جناب مولانا شیخ عبدالقادر صاحب لازال ” ۷۰ ”

۳۹ : حضرت مولانا شیخ محمد سعید صاحب لطفی الحنفی ” ۷۱ ”

۴۰ : حضرت مولانا شیخ فارس بن محمد صاحب حموی ” ۷۲ ”

۴۱ : حضرت مولانا شیخ مصطفیٰ صاحب حداد حموی ” ۷۲ ”

۴۲ : جناب مولانا محمد اسماعیل صاحب گنگوہی

۴۳ : جناب مولانا عبدالرب صاحب واعظ دہلوی

۴۴ : جناب مولانا عنایت علی صاحب سہارنپوری

۴۵ : جناب مولانا محمد عبد القادر صاحب دہلوی
۴۶ : جناب مولانا محمد عبد الحکیم صاحب ساکن عظیم آباد ، پٹنہ
۴۷ : جناب مولانا خادم حسین صاحب اعظم گڑھی
۴۸ : جناب مولانا محمد اسد علی صاحب متوطن اسلام آباد ۔ وارد ضلع کلکتہ
۴۹ : جناب مولانا سید محمد ابراہیم صاحب ساکن بار پٹہ ۔

چونکہ یہ حضرات علماء دیوبند کو مسلمان سمجھتے ہیں اور خان صاحب کا فتویٰ ہے کہ جو شخص علمائے دیوبند کو مسلمان سمجھے وہ کافر ہے ۔ تو یہ تمام علماء اور دیگر علماء بھی اسی میں داخل ہیں ۔

اب ناظرین والاتمکین ۔ خان صاحب بریلوی کے اس دلیری اور اولوالعزمی کو ملاحظہ فرمائیں کہ صرف انہیں حضرات پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ " مجموعہ حسام الحرمین " کے صفحہ ۱۱۳ سطر ۵ میں تحریر فرماتے ہیں کہ ۔

" یہ طائفے سب کے سب کافر ، مرتد ہیں ۔ باجماع امت اسلام سے خارج ہیں ۔ اور بے شک بزازیہ اور درر و غرر اور فتاویٰ خیریہ ، اور مجمع الانہر اور درمختار وغیرہا معتمد کتابوں میں ایسے کافروں کے حق میں فرمایا کہ جو ان کے کفر و عذاب میں شک کرے خود کافر ہے " انتہیٰ

حضرات ذرا غور فرمائیں کہ " مجدد المکفرین ، ضار الاسلام والمسلمین " نے اس فقرہ مذکورہ سے کس قدر مسلمانوں کو کافر بنا دیا ۔ اور اسی مجموعہ حسام الحرمین کے صفحہ ۱۰۱ سطر ۱۳ پر تحریر فرمایا کہ

" اور یہ وہی نانوتوی ہے جسے محمد علی کانپوری ناظم ندوہ نے حکیم امت محمدیہ کا لقب دیا ۔ پاکی ہے اسے جو دلوں اور آنکھوں کو پلٹ دیتا ہے ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم تو یہ سرکش شیطان کے چیلے با آنکہ اس

مصلحت عظیم میں شریک ہیں۔ آپس میں مختلف رایوں میں پھوٹے ہوئے ہیں جو شیطان فریب کی راہ سے ان کے دلوں میں ڈالتا ہے۔" انتہیٰ

چونکہ مولوی احمد رضا خان کے نزدیک حضرت مولانا نانوتوی قدس سرہ العزیز معاذ اللہ کافر ہیں اور جو ان کو کافر نہ کہے یا ان کے کفر، عذاب میں شک کرے (بقول مفتی بریلوی) وہ بھی کافر۔ بریں تقدیر حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب ناظم ندوہ خلیفہ اعظم حضرت مولانا مولوی فضل الرحمٰن شاہ صاحب قدس سرہ العزیز گنج مرادآبادی چونکہ مولانا نانوتوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بجائے کافر کہنے کے حکیم امت محمدیہ کا لقب دیتے ہیں۔ معاذ اللہ وہ بھی کافر۔

لہذا نتیجہ یہ ہوا کہ جس قدر اہل سلسلہ حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب دامت برکاتہم کو کافر کہیں جیسے حضرت مولانا فضل الرحمٰن شاہ صاحب گنج مرادآبادی نور اللہ مرقدہٗ اور ان کے صاحبزادہ جناب مولانا احمد میاں صاحب نور اللہ مرقدہٗ اور حضرت ممدوحین کے تمام مریدین و معتقدین اور وہ جملہ مسلمانان جو ان حضرات کو مسلمان جانتے ہیں (بحکم خان صاحب بریلوی) سب کے سب قطعی کافر و مرتد ٹھہرے۔

اب تو غالباً ہندوستان میں سوائے فرقہ رضائیہ کے کوئی مسلمان خان صاحب بریلوی کے کفری تمغہ سے محروم نہ رہا ہوگا۔ کیوں کہ ان حضرات متذکرہ بالا میں سے ہر مسلمان کسی نہ کسی سے حسن ظن ضرور رکھتا ہوگا۔ مفتی صاحب بریلوی نے صرف علمائے ہند اور مسلمانان ہندوستان ہی کو کافر نہیں بنایا، بلکہ علمائے مکہ معظمہ فضلائے مدینہ منورہ اور اہل عرب مصر و شام و دمشق وغیرہ کو اپنی اس عنایت خاص سے سرفراز فرمایا۔ دیکھئے مجدد التکفیر، مبتدعین کے پیر اپنی کتاب "مجموعہ حسام الحرمین" کے صفحہ ۱۳۱ و سطر، میں تحریر فرماتے ہیں کہ۔

" حمد و صلوٰۃ کے بعد میں کہتا ہوں کہ یہ طائفے جن کا تذکرہ سوال میں واقع

ہے غلام احمد قادیانی اور رشید احمد اور جو اس کے پیرو ہوں جیسے
خلیل احمد انبیٹھی اور اشرف علی وغیرہ ان کے کفر میں کوئی شبہ نہیں نہ
شک کی مجال۔ بلکہ جو ان کے کفر میں شک کرے، بلکہ کسی طرح کسی حال
میں انہیں کافر کہنے میں توقف کرے، اس کے کفر میں بھی شبہ نہیں۔
انتہی۔

اور حضرات علمائے حرمین شریفین و مصر و شام وغیرہ جناب مولانا مولوی حاجی حافظ
خلیل احمد صاحب انبیٹھی مدظلہ العالی اور تمام علمائے دیوبند کو مسلمان اور انکے جملہ عقائد
کو عقائد حقہ اہل سنت والجماعت لکھ کر مولانا صاحب ممدوح کی شان عظمت نشان
اور فضل وکمال میں بہت کچھ تعریفی الفاظ تحریر فرماتے ہیں۔ دیکھو رسالہ "المہند علی المفند"
جو عزیز المطابع میرٹھ سے شائع ہوا۔ جس میں علمائے حرمین شریفین نے "حسام الحرمین"
پر مہریں کر دینے کے بعد "مجدد بریلوی" کے فریب سے آگاہ ہو کر علمائے دیوبند سے
عقائد کے متعلق چھبیس[۲۶] سوال کئے اور جوابات پر تصدیق اور تصحیح فرمائی۔

لہذا جناب خان صاحب بریلوی کے فتوے کے مطابق یہ تمام حضرات اور جملہ
اہل عرب روم و شام و مصر و دمشق وغیرہ قطعی کافر ہوئے۔ اور جو ان کے کفر و عذاب
میں شک کرے وہ بھی کافر۔ معاذ اللہ العظیم و نعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔

اے حضرات والاصفات! یہ حقیر پر تقصیر فرقہ رضائیہ کی نسبت تو کچھ کہہ
نہیں سکتا مگر دنیا میں کوئی مسلمان ایسا نہ ہوگا جو علمائے مکہ معظمہ اور فضلائے مدینہ منورہ
سے حسن ظن نہ رکھتا ہو یا ان کے طریقوں کو مستحسن نہ جانتا ہو۔ لہذا اس تقدیر پر اب دنیا
میں کوئی مسلمان باقی نہ رہا جس کو فاضل بریلوی نے کافر نہ کہا ہے

بنایا ایک ہی نقشہ میں کافر سارے عالم کو
"مجدد" ہو تو ایسا ہو "مکفر" ہو تو ایسا ہو

اب تو ہمارے وہ مہربان جو عالم کا نام سن کر صرف حسن ظن کے باعث مجدد بریلوی کا پاس لیتے تھے اور ان کی ہوا خواہی کا دم بھرتے تھے۔ اور یہ کہتے تھے کہ وہ عالم یگانہ، فاضل زمانہ، کسی کو کافر نہیں کہہ سکتے۔ ذرا غور سے مضمون بالا کو ملاحظہ فرمائیں۔ اور آنکھیں کھول کر اپنے ممدوح کی "حسام" کے جوہر دیکھیں کہ خود بھی اس دائرہ تکفیر، کمند عالمگیر سے قدم باہر نہیں رکھ سکتے ہے

دیکھو یہ ان کا طرفہ فضل و کمال ہے

دشمن تو خیر دوست کا بچنا محال ہے

شاید ہمارے ناظرین حق بین، مدعیان سلام کو عبارت مذکورہ بالا جس میں رسالہ "المعتمد" کا حوالہ دیا گیا ہے) نے خلجان میں ڈالا ہو۔ اس لئے وضاحتاً عرض ہے کہ مذکورہ علمائے مکہ معظمہ و کملائے مدینہ منورہ میں سے نمبران ۳۲ و ۳۵ و ۳۶ و ۳۰، ۳۸ و ۳۹ و ۴۲ وغیرہ نے بریلوی صاحب کے کید و مکر میں آکر حسام الحرمین میں فتوے کفر کا دیا۔ مگر بعد اظہار حق ان ہی موصوفین علماء نے خان صاحب بریلوی کے خلاف علمائے دیوبند کے عقائد حقہ کی رسالہ "المہند" میں تصحیح فرمائی۔ جس سے صاف روشن ہے کہ بریلوی صاحب نے کتنا بڑا دھوکہ ناسبان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا۔ اب بعض مقلدین و معتقدین بریلوی صاحب کا یہ مقولہ کہ "انہوں نے کافر کہا ہے" ندوہ کی شمولیت کے باعث بے وجہ نہیں کہا اور بوجہ ہونے کے باعث فاضل بریلوی کی کیا گرفت ؟ اس لئے کہتا ہوں میں ذیہ کہ تمام دنیا ندوہ میں شامل نہ تھی۔ دوسرے اس بات کو ایک جاہل شخص بھی جانتا ہے کہ دنیا عالم اسباب ہے اس میں کوئی کام بلا سبب نہیں ہوتا جو عمل وقوع میں آتا ہے اس کی کچھ وجہ ضرور ہوتی ہے۔ مثلاً چور کے چوری کرنے کی وجہ اس کی تنگ دستی و فاقہ مستی اظہر من الشمس ہے۔ جب کوئی کسی کو لاٹھی سے مارتا ہے تو اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ فاعل کو اپنے

حریف کا کوئی امر ایسا شاق گزرتا ہے کہ جس سے وہ اس فعل کا مرتکب ہوتا ہے۔
جب کوئی کسی کو قتل کرتا ہے تو اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ مقتول کا کوئی امر ایسا ناگوار گزرتا ہے کہ قاتل میں برداشت کی طاقت نہیں رہتی۔ جس کی وجہ سے وہ قتل کا مرتکب ہوتا ہے۔

غرض کہ ہر بات کی علت اور وجہ ضرور ہوتی ہے۔ لیکن وجہ کی علت غائی ہونے کے باعث کوئی فاعل جرم سے بری نہیں کیا جاتا۔ بلکہ ہر ایک کو اپنے کیفر کردار کے موافق عدالت سے سزا ملتی ہے۔

فرض کیجئے کہ بکر نے زید کو گالی دی۔ زید کو یہ بات سخت ناگوار ہوئی۔ اس نے بکر کے تلوار رسید کی گردن کٹ گئی۔ تو عدالت سے زید کو پھانسی ضرور ہوگی۔ حالانکہ قتل کی وجہ گالی دینی ثابت ہے۔ مگر زید قتل عمد کے جرم سے بری ہرگز نہیں ہوگا۔ اور یہ مقدمہ جس شہر اور جس حاکم کے پاس جائے گا وہ زید کو پھانسی ہی کا حکم لگائے گا۔ کیونکہ زید نے حد اعتدال سے تجاوز کرکے قانون کے خلاف اپنے دل اور اپنی نفسانیت سے گالی کی سزا قتل تجویز کرکے بکر کو پہنچائی۔

اسی طرح فاضل بریلوی نے اگرچہ بالوجہ اپنی کج فہمی سے کافر کہا۔ مگر کافر کہنے کے جرم سے بری نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ اہل ندوہ اور دیگر علماء، جناب ناوک تکفیر کے علاوہ ہندوستان میں سینکڑوں عالم موجود ہیں۔ سب قانون الٰہی اور حدیث و فقہ، کے جاننے والے ہیں اگر حضرات متہمین کا قول یا فعل کفر کی حد تک پہنچتا تو، اور عالم بھی کافر ضرور کہتے۔ لیکن آج تک کسی نے ایسا نہ کہا۔ صرف ایک خان صاحب بریلوی ہیں کہ کفر کفر پکار رہے ہیں۔ یا وہ سادہ لوح بزرگوار جو حقیقت حال ناواقف بریلوی صاحب کے دام تزویر میں آکر تکفیر کے نعرے لگا رہے ہیں کہ خان صاحب بریلوی کو لوگ کسی طرح مجدد مان لیں۔ علم میں سب سے افضل جان لیں۔ لیکن یہ خیال خام ہے۔ جس کا مصداق خائب

کا کلام ہے کہ ؎

نکالا چاہتا ہے کام تو طعنوں سے کیا غالب
ترے بے مہر کہنے سے وہ تجھ پر مہرباں کیوں ہو

اب اگر کوئی ہٹ دھرم یہ کہے کہ فاضل بریلوی کے برابر دنیا میں کسی کو علم اور بوجھ نہیں دیگر علماء کو اتنی لیاقت اور سوجھ نہیں، تو اس کے جواب میں مجھ کو یہی کہنا پڑے گا کہ ہاں قرآن مجید فرقان حمید اور حدیث شریف اور فقہ لطیف کا علم تو ہر ایک عالم کو حاصل ہے لیکن خودی کا علم صرف شیطان کے دماغ میں داخل ہے۔ جس کے باعث تمام عالم سے اس کا خیال نرالا تھا۔ خودی کے زعم میں سرتابی کو سر نکالا تھا جس کے صلہ میں ہمیشہ کے واسطے طوق لعنت گلے کا ہار ہوا۔ مردود بارگاہ ذوالجلال ہوا۔

خیر بالفرض فاضل بریلوی علم میں سب سے زیادہ بھی سہی، اور ان کا کلام حقانیت پر مبنی بھی سہی، اور وہ اپنے دعوے میں سچے بھی سہی۔ مگر غضب ہے کہ جس وقت علماء حقانی فضلائے ربانی نے کہا کہ مقابلہ میں آکر دس بیس آدمیوں کے مجمع میں ہمارے کافر ہونے کا ثبوت دو ہم جواب کے قبول کرنے کو مستعد ہیں، چنانچہ اس امر کی شاہد علاوہ خطوط و پیغام کے، کتب "رد التکفیر" "انتصاف البری" وغیرہ موجود ہیں تو جناب خاں صاحب یکتائے زمانہ اور فاضل یگانہ ہو کر مقابلہ میں آنے سے کیوں گریزاں ہیں؟ اور کیوں نہیں جلسہ عام میں آکر اپنے بے جا الزام کو ثابت کرتے؟ کیا اپنے گھر ہی میں بیٹھ کر کامل فاضل بنے، لوگوں کو بہکانے اور اتہام لگانے کے "مجدد" ہیں؟ اجی جناب اصل تو یہ ہے کہ ؎

اپنی جگہ تو سب کو ہے دعوائے مردمی
میدان کارزار میں آئے تو مرد ہے

حالانکہ دعوے کتنا بڑا "مجموعہ حسام، ص ۹۳ سطر ۳۔" اپنی جان کو گرا ہوں

اور قباحتوں کے دفع میں وقف کر دیا ؟

بریں دعوے ایسے علامہ کا فرض تھا کہ پیشتر ہر ہم خود سرداران گمراہی کو ان کی غلطیوں سے متنبہ کرتا اور بدلائل قاہرہ مجمع کثیر میں قائل معقول کرتا۔ جب ان حضرات کی گمراہی ثابت ہوتی اور وہ اپنے قول و فعل سے رجوع نہ کرتے تو اس وقت اختیار تھا تکفیر و تشہیر جو چاہتے سو کرتے۔ لیکن ایسا تو وہ کرتا جس کو حقانیت سے کچھ بھی علاقہ ہوتا۔ یہاں تو سراسر نفسانیت پر مدار ہے۔ صرف دنیا کی نام آوری درکار ہے۔ بقول شخصے ؎

ہم طالب شہرت ہیں ہمیں نام سے ہے کام
بدنام اگر ہوں گے تو کیا نام نہ ہوگا

یہ ہی وجہ ہے کہ فاضل بریلوی باوجود تکفیر کرنے کے مقابلہ کرنے سے عاجز ہیں۔ تاہم ان کو علمائے دیوبند و گنگوہ وغیرہ کا شکریہ ادا کرنا چاہیے کہ ان حضرات والا صفات کی تکفیر بلا تقصیر ہی کی بدولت آنجناب کس مپرسی کے گڑھے سے نکل آئے اور تمام اسلامی دنیا میں مشہور ہو گئے۔

بعض صاحبان ذیشان کا خیال ہے کہ اگر مولوی احمد رضا خان عداوۃً کفر کا فتویٰ دیتے تو علمائے حرمین شریفین سے تو عداوت نہ تھی وہ کیوں اس کی تصدیق کرتے ؟ یہ بھی خیال انہیں حضرات ستودہ صفات کا ہے جو فرقہ رضائیہ کے مکائد سے ناواقف اور طرفین کی کتابوں سے ناآشنا ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ علمائے عرب اردو زبان کے نکات اور اس کی سلاست و بلاغت سے بے بہرہ اور علمائے ہند کی اردو تصانیف سے بے خبر، انہیں کیا علم کہ کس نے کیا لکھا ہے ؟ جیسا سوال خواہ زبانی یا تحریری عربی میں ترجمہ کر کے ان کے سامنے پیش کیا گیا ویسا ہی انہوں نے فتوے دے دیا۔ اس میں علمائے عرب کا کیا قصور ؟ اگر وہ سوالات انہیں متہم حضرات کے روبرو پیش کئے جاویں تو یہ حضرات بھی اس کے قائل پر بلا تکلف

کفر کا فتویٰ تحریر فرمائیں۔ ہاں اگر علمائے حرمین شریفین کے سامنے علمائے دیوبند کی تصنیف کردہ کتابیں پیش کر کے اس پر کفر کا فتویٰ لیتے تو تب البتہ فاضل بریلوی کو ہم بھی سچا کہتے۔

حسام الحرمین کی آغاز عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ مولوی احمد رضا خان نے اپنی زبان اور ترجمان سے علمائے حرمین شریفین کے روبرو عربی میں یہ بیان کیا تھا کہ فلاں کے عقائد ایسے ہیں، فلاں نے فلاں کتاب میں یہ لکھا ہے۔ نہ کتابیں پیش کیں نہ صفحات کے حوالے دیئے۔ صرف اپنی قلم یا اپنی زبان پر فتوے حاصل کر لئے۔ اس کے بعد جب علمائے مدینہ منورہ فاضل بریلوی کے دھوکہ دہی سے آگاہ ہوئے تو مولانا سید احمد صاحب برزنجی مفتی الشافعیہ (جن کی سب سے پہلے حسام الحرمین پر مہر ہے) نے فاضل بریلوی کی شان میں رسالہ " غایۃ المامول " تصنیف فرمایا۔ جو صاحب عربی کی استعداد رکھتے ہوں رسالہ مذکورہ کو ملاحظہ فرمائیں۔ اور اردو دان اصحاب فاضل بریلوی کے مکر سے واقفیت حاصل کرنے کی غرض سے رسالہ " الشہاب الثاقب " جو حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مہاجر مدنی نے تصنیف فرمایا ہے، مطالعہ فرمائیں۔

اہل نظر پر " مجدد بریلوی " کی دیانت و صداقت تو اسی سے ظاہر ہو گئی ہو گی کہ مجموعہ " حسام الحرمین " کے ص ۹۲ سطر ۱۱ پر یہ تو لکھا کہ " یہ لوگ ضروریات دین کے منکر ہیں " لیکن یہ کہیں نہ بتایا کہ کس کتاب کے کس صفحہ کی کس سطر میں کون سی دین کی ضروریات سے انکار کیا۔ علاوہ اس کے، مجموعہ حسام الحرمین ص ۱۰۱ سطر میں تحریر فرمایا۔

" تو یہ سرکش شیطان کے چیلے باآنکہ اس مصیبت عظیم میں سب شریک ہیں آپس میں مختلف راہوں میں پھوٹے ہوئے ہیں "

حالانکہ یہ بات بھی بالکل غلط ہے۔ جن بزرگواروں کو اکابر دیوبند سے چن کر

" سن مانتے مجدد بریلوی" نے متہم کیا ہے۔ ان میں عقائد کے بارہ میں کسی کی رائے مختلف نہیں۔ اگر اس سفید جھوٹ کی کہیں کچھ اصل ہے تو کوئی صاحب دکھلائیں۔

پھر اس کتاب مذکور کے صفحہ   سطر ۱۱ میں حضرت مولانا رشید احمد صاحب محدث گنگوہی رہ اور ان کے پیروں کو "وہابیہ کذابیہ" لکھا۔ حالانکہ وہابی حیات النبی کے قائل نہیں اور مولانا گنگوہی رہ اور مولانا نانوتوی رہ اپنی کتاب "زبدۃ المناسک" "ہدایت الشیعہ" "آب حیات" "اجوبہ الاربعین" میں زور شور سے حیات نبی و فضائل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ثابت کرتے ہیں۔

وہابیہ زیارت حضور سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کو حرام بتلاتے ہیں اور مولانا گنگوہی قدس سرہ العزیز "زبدۃ المناسک" ص ۸۵ میں زیارت کے واسطے تاکید اکید فرماتے ہیں۔ جنکی آنکھیں ہوں وہ دیکھے اور جس کے پھوٹے کی ہی پھوٹ گئیں وہ کیا دیکھے۔

غرض جملہ عقائد میں علمائے دیوبند وہابیوں کے خلاف اہلسنت والجماعت کے موافق ہیں لیکن فاضل بریلوی نے اپنی کورچشمی یا نسبتاً پٹھانی کی جہالت سے زبردستی وہابی وہابی کی رٹ لگا رکھی ہے۔ اپنی ہٹ دھرمی سے تکفیر کی شہرت مچا رکھی ہے۔ اگر کسی عالم دیوبند کے مقابلہ میں ہوکر کہیں تو قلعی کھل جائے پٹھانی کرکری ہو جائے۔ بقول کسی شاعر کے ؎

اپنی گلی میں کتے کو کُتّا بھی شیر ہے
لیکن جو رزم گاہ میں آئے دلیر ہے

آمدم برسرِ مطلب

یہ وہ زمانہ ہے کہ مسجد سے اتحادی مضمون کا پرچہ لوح ڈالنے کے بعد "مہر کن" نے آتش نفاق کو اور بھی بھڑکایا۔ جہالت کے سمندر میں بادِ مخالف کا طمانچہ بن کر تلاطم مچادیا۔ جس کی متواتر موجوں نے ٹوٹی پھوٹی کشتی مولا

کو بحرِ فنا میں ڈبو دیا ۔ طبقۂ جہلاء کے دماغوں میں توہمات باطلہ خیالات ناقصہ خون کے دورہ کی طرح گردش کرنے لگے ۔ ان اخ الابلیس کی توجہ سے حاضرات کی مانند ان کو اپنے اعمالِ سابقہ کے نتائج روبرو نظر آنے لگے ۔

کوئی کہتا ہے کہ ہماری سات برس کی نماز رائیگاں گئی ۔ کوئی کہتا ہے کہ ہماری پانچ برس کی عبادت مٹی ہوئی ۔ کسی نے مشہور کیا کہ "بخشی بوجڑ" نے حضرت غوث پاکؒ کی فاتحہ جو مولوی محمد نور الحق سے دلائی، خواب میں دیکھا کہ اس نے درجہ قبولیت تک رسائی نہ پائی ۔

نعمت اللہ خان کابلی نے خواب بیان کیا کہ ایک بھیڑیا (ہنڈار) روز آتا ہے اور آدمیوں کو کھا جاتا ہے، ایک بزرگ سفید پوش ہیں جو اس کو مردم خوری سے باز رکھتے ہیں ۔

جس کی تعبیر "مہرکن" یوں دیتے ہیں کہ ۔ وہ بھیڑیا مولوی صاحب ہیں جو تمہارے ایمانوں کا خون کرتے ہیں، عبادتوں کو خاک میں ملاتے ہیں ۔ اور وہ سفید پوش میری ذات بابرکات ہے جو تم کو ہلاکت سے بچاتی راہِ راست پر لاتی ہے ۔

ناظرین ! اس شیطان سیرت، انسان صورت سے یہ نہ کہا گیا کہ وہ بھیڑیا خونخوار آدم آزار تمہارا خبیث روزگار ہے جو فی روپیہ نو پیسے یا دس پیسے ماہوار سود لینا تم لوگوں کا شعار ہے ۔ وہ ہی تمہاری عبادت کو خراب کرتا ہے، جو شخص بے توبہ مرا ہے وہ قعرِ جہنم میں گرتا ہے ۔ اور وہ بزرگ سفید پوش نماز و استغفار ہے ۔ جو بہت سے گناہوں کی مضرت سے بچاتی ہے، بہشت کا راستہ دکھاتی ہے ۔ یا وہ توبہ ہے جو تمہارے ہم پیالہ و ہم نوالہ فیض گل خان کابلی نے سود لینے سے توبہ کرلی ہے وہ ہی آڑے آئی ہے ۔

لیکن "یہ جناب" سود کی حرمت کس منہ سے بیان کرتے ۔ اس کو تو ان کے

پیر مجدد التکفیر مولوی احمد رضا خان نے جائز کر دیا ہے۔ اور اس بارہ میں رسالہ مسمی "کفل الفقیہ الفاہم" لکھا ہے۔

اسی اثناء میں "مہر کن" صاحب کو مولانا مولوی سید محمد مرتضی حسن صاحب مدظلہٗ کے خط کی خبر پہنچی تو ان ذات خبیث نے ایک نیا فقرہ چلایا۔ گویا موجودہ آتش فساد پر روغن کا چھینٹا دیا۔ یعنی کابلیوں کے روبرو بیان کیا کہ

"منشی سید ابرار احمد صاحب ڈرافسمین امروہوی نے کہا کہ ہم حافظ یقین الدین کی .... ڈنڈا کر دیں گے"

اس پر کابلیوں کے غصہ کی آگ اور بھی مشتعل ہو گئی۔ اور کہنے لگے کہ ہم سر دے والوں کے سر اتار لیں گے۔

حالانکہ منشی سید ابرار احمد صاحب کو مطلق اس کی خبر نہیں۔ علاوہ ازیں منشی صاحب موصوف وضع داری کے اس درجہ پابند کہ کبھی حالت غصہ میں بھی فحش الفاظ اپنی زبان صداقت سے نہیں نکالتے۔ اور کبھی جادۂ تہذیب سے قدم باہر نہیں رکھتے۔ اب اس آتش فساد کے شعلے اس قدر سر بفلک ہونے لگے کہ آتش نمرود کو بھی مات کرنے لگے۔ بس کا دھواں تمام شہر میں گھمنڈ گیا۔ یہاں تک کہ حکام کو بھی امان ملکی میں بدنظمی کا احتمال پیدا ہوا۔ اس لئے اعیان مملکت کو اس کے دفعیہ کی طرف توجہ مبذول کرنی پڑی۔

چنانچہ ایک جلسہ میں چند معززین اصحاب جمع ہوئے۔ یعنی صاحب خلق عظیم، معدن لطف عمیم، جناب مولوی حمید الدین صاحب ڈپٹی کلکٹر محکمۂ آبکاری۔ اور سراپا اخلاق، منبع اشفاق، ہمدرد غریب الوطنان، حرز جان دورافتادگان جناب مولوی خلیل احمد خان صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس۔ جو مولوی سید محمد نور الحق صاحب کو چار پانچ برس سے پہچانتے اور ان کے عقائد حقہ کو جانتے تھے۔ اور منبع حاجات مجمع کائنات، خیرخواہ اشرار جناب خان بہادر مولوی سید وحید الدین صاحب

وکیل و آنریری مجسٹریٹ و وائس چیئرمین ہزاری باغ جو مردم شناس اور جہاں دیدہ ہونے کے علاوہ عرصہ دس سال سے مولوی سید محمد نور الحق صاحب کے عقائد اور نیز کوشش واہتمام دربارۂ مسجد جو ایک مدت سے کر رہے ہیں، بچشم خود ملاحظہ فرما رہے تھے۔ خان بہادر موصوف الصدر نے بریلوی کے عقائد کا رد کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا تھا کہ

"کیا وہابی مسلمان نہیں ہیں!؟"

غرضکہ ہر دو ممدوحین اوّل نے بھی بریلوی کے عقائد کی تردید اور اس نزاع فروعی کو محض لاطائل ثابت کیا۔

اور محسن غریب الوطناں، حاتمِ دردمنداں، لقمان صفت، نبض شناس فطرت، بقراط زماں، سقراطِ جہاں جناب حکیم سراج الدین احمد خان صاحب مدظلہم العالی جو آج کل اپنے منصب سے مستعفی ہو کر ہزاری باغ میں رونق بخش ہیں۔ جلسۂ مذکورہ میں شریک تھے اہل جلسہ نے حکیم صاحب کو سن رسیدہ اور صاحب اثر ہونے کے باعث ہر دو فریقین کی مصالحت کے واسطے منتخب کیا۔ اور سب نے حکیم صاحب کو ہی اس کی انجام دہی پر مجبور کیا۔ اور حکیم صاحب موصوف نے قبول فرمایا۔

اور دوسرے دن حافظ یقین الدین مہرگن کے ڈیرہ پر تشریف لائے اور مولوی سید محمد نور الحق صاحب کو طلب کیا۔ اور جلسہ کی گفتگو کا اعادہ کر کے مصالحت کے بارہ میں زور دیا۔ "مہرگن" تو یہ چاہتے ہی تھے۔ کیونکہ ادھر ملازمین سروے مناظرہ کے درپے تھے ادھر حکام اور رؤسائے شہر پر ان کی افتراء پردازی اظہر من الشمس ہو چکی تھی اس وقت مولوی صاحب موصوف امرو ہوی نے دریافت کیا کہ پہلی مصالحت کے بعد وجہ نقیض کیا ہوئی؟

اس پر "مہرگن" نے بقول شخصے گڑے مُردے اکھیڑنے شروع کئے۔ اور وہی پہلی بات جس کا تصفیہ جناب سب رجسٹرار صاحب، سب سے اوّل کرا چکے تھے وہ

دہرائی شروع کی کہ مولوی صاحب نے یوں کہا، وہاں کہا۔ اور اس پر تین گواہ حکیم صاحب موصوف کے سامنے پیش کئے۔

۱: ایک سراج الاسلام جو علاوہ نو عمر ہونے کے انگریزی طالب علم ہیں۔

۲: دوسرے خان محمد خان جو قدرے اردو، ہندی میں شدھ، بدھ رکھتے ہیں۔ لیکن خان صاحب اس وقت موجود نہ تھے۔ "مہر کن" نے پیشتر سے ان ہر دو صاحبان کو اہل حق کی طرف واہیات عقائد منسوب کر کے اپنا مددگار بنا رکھا تھا۔

۳: تیسرے شیخ امیر علی صاحب متولی مسجد ہزاری۔

چونکہ اس پہلی گفتگو کے روز مولوی محمد ظہور الحق عباسی بھی صبح کی نماز میں شامل تھے اور اس کے بعد کے کل حالات صلاح و مناقشت کو بھی بچشم و گوش خود دیکھ سن چکے تھے۔ اور ابتدائی گفتگو عصر کے وقت کی۔ دوسری گفتگو صبح کے وقت جماعت ثانیہ کے بعد کی بگوش خود جو جناب مولوی موصوف اور "مہر کن" کے درمیان ہوئی تھی سنی تھی۔

چنانچہ اس وقت حکیم صاحب موصوف الصدر کے رو برو مولوی محمد ظہور الحق نے اس غلط روایت کی تردید کر کے اصل واقعہ کہنا چاہا۔ چونکہ حکیم صاحب موصوف پر "مہر کن" کذاب کا کذب پیشتر ہی ثابت ہو چکا تھا، اس لئے بغرض معاملہ فہمی ان کو اس سے باز رکھا اور متولی صاحب موصوف الصدر سے اس گفتگو کا اعادہ چاہا۔ متولی صاحب نے اپنے بیان کے قبل ہر دو فریق سے اس بات کا اقرار کرنا چاہا کہ حق کے قبول کرنے میں کسی کو عار نہ ہو۔

اس پر "مہر کن" بریلوی نے (بقول شخصے جہاں گڑھا ہوتا ہے وہاں ہی پانی مرتا ہے) ایک کلمہ خلاف تہذیب نہایت تندی سے متولی صاحب کو کہا۔ جس سے ان کی حرارت طبعی جوش میں آگئی۔ اور انہوں نے نہایت غصہ سے "مہر کن" کی خبر لی۔

حتی کہ ان کے ذلیل کرنے میں کوئی کسر باقی نہ رکھی یا بے حیائی تیرا ہی آسرا۔ بمصداق ذوق ؎

سراپا روسیاہی گر بلے ان نام داروں کو
ہوس دل سے نہ ان کے نام کی مشل نگیں نکلے

اس وقت قریب پندرہ بیس آدمیوں کے آئندہ و روند جمع ہو گئے تھے۔ اور سب پر "مہرکن" بریلوی کا ضعف ظاہر ہو رہا تھا۔ اس کے بعد حکیم صاحب موصوف الصدر نے اس غلط روایت کی تصدیق چاہی جو جناب منشی سید ابرار احمد صاحب کی طرف منسوب کی گئی تھی۔ "مہرکن" نے اس کا گواہ فیضو خان چپراسی عدالت منصفی بہرائچ کو بتلایا۔ حکیم صاحب نے بغرض تصدیق "مہرکن" صاحب ہی کی معرفت فیضو خان کو طلب فرمایا۔ اس وقت "مہرکن" صاحب ادھر اُدھر تکنے لگے، بغلیں جھانکنے لگے۔ حالانکہ فیضو خان کا مکان سامنے ہی تھا مگر ٹال دیا۔ حکیم صاحب نباض کامل، حکمت کے عامل، مرد جہاندیدہ گرم و سرد عالم چشیدہ تھے۔ فوراً سمجھ گئے۔ مصلحت وقت دیکھ کر خاموش رہے۔ اور جناب مولوی سید محمد نور الحق صاحب سے اپنا عقیدہ صحیحہ ظاہر کرا لیا۔ چونکہ "مہرکن" بریلوی اپنی عادت خبیثہ سے مجبور تھے قسم کے خواہاں ہوئے۔

مولوی صاحب موصوف الصدر پاک طینت صاف باطن تھے، فرمانے لگے کہ یہ میرا عقیدہ ہرگز نہیں نہ میں نے ایسا کہا جیسا کہ حافظ مہرکن کہتے ہیں۔

اس پر "مہرکن" بریلوی نے حکیم صاحب ممدوح اور دیگر صاحبان حاضرین کے روبرو اٹھ کر مولوی صاحب سے معانقہ کیا۔ اور اس وقت ظہر کی نماز معہ اپنے ایک چیلے کے مولوی صاحب موصوف کے پیچھے پڑھی۔ (گو کہ یہ اقتداء از راہ تقیہ۔ کیوں کہ اس کے بعد جب کبھی مغرب کے وقت مولوی صاحب موصوف کو امام بنایا تو "مہرکن" نے معہ اپنے معتقدین کے فریضہ علیحدہ ادا کیا۔) نماز پڑھ کر سب لوگ رخصت ہو گئے۔

حکیم صاحب موصوف الصدر بھی اپنے دولت خانہ کاشانہ کو تشریف لے گئے۔

اے ناظرین والا تمکین! ہر دو صاحبان کے معانقہ کا یہ تیسرا موقعہ ہے جو حکیم صاحب کے روبرو عمل میں آیا ہے

کہیں بغض و تعصب ان کے سینوں سے نکلتے ہیں
رضائی گو گر ملتے ہیں مے کب دل سے ملتے ہیں

مناظرہ کی گفتگو کا اِعادہ

○

حافظ الیقین الدین مہر کن بریلوی۔ جناب مولانا و مقتدانا سید محمد مرتضیٰ حسن صاحب کے خط کی کیفیت اور اپنے معتقدین کو مناظرہ کی بابت خبرت دلانے کی حالت خفیہ ٹیلیفونوں کے ذریعے سے سن کر کانوں میں تیل ڈال چکے تھے۔ اور اپنے معتقدوں کو یہ کہہ کر کہ "وہ خود ہی مناظرہ نہیں کرتے" ٹال چکے تھے۔ مگر حق کے جویا، حقائق کے بچے، بات کے پکے اب خاموش بیٹھنے والے تھے۔ اور اس کفر و اسلام کے جھگڑے کو یوں ہی کب چھوڑنے والے تھے۔

چنانچہ طازمین سرد کی طرف سے دبیر قلم، صاحب حشم، منشی بے نظیر خوش تقریر، طرۂ اعزاز، منصب ممتاز جناب منشی عبدالمجید صاحب نجیب آبادی ہیڈ ڈرافٹسمین سردے۔ "مہر کن" کے پاس تشریف لے گئے۔ اور بابت مناظرہ ایفائے وعدہ کا پیغام دیا۔ تو بریلوی مذکور نے کہا کہ میری جو غرض تھی پوری ہو گئی اب مناظرہ کی ضرورت نہ رہی۔ اس جھگڑے پر خاک ڈالئے۔ اب اور ہی کچھ گفتگو نکالئے۔

تب مکار بریلوی کے اس جواب ناصواب پر کہا گیا کہ مناظرہ کی گفتگو مولوی محمد نور الحق صاحب کے روبرو قرار ہی نہ پائی تھی۔ نہ اثنائے تقریر میں ان کی نسبت کچھ گفتگو آئی

تھی۔ آپ کو وعدہ پورا کرنا پڑے گا۔ ورنہ اپنی ہار کو ماننا پڑے گا۔ جب مناظرہ کے لئے زیادہ زور دیا تو "مہرگن" نے کہا کہ میرے بامحقہ کا کام ختم ہو گیا۔ اس لئے اب ٹھہر نہیں سکتا۔ ہاں البتہ پٹنہ جاتا ہوں وہیں عالم بلاتا ہوں۔ وہاں نہ میرا امکان نہ آپکا ایران۔ وہیں مناظرہ ہو کر قصہ طے ہو جائے گا۔ اور سارا قضیہ مٹ جائے گا۔

سبحان اللہ! کیا معقول جواب ہے۔ فساد تو برپا کریں یہاں، لوگوں کو بہکائیں یہاں، مناظرہ کا وعدہ فرمائیں یہاں، اور مناظرہ کہاں؟ پٹنہ میں۔ جو لوگ چائے کی پیالی اور پیسہ کی تلاش کے مرید ہو چکے تھے یا کامیابی امتحان کے وظیفہ کی تسخیر میں پھنس چکے تھے ان کے نزدیک تو یہ بات نہایت معقول تھی کہ بھلا بے کار کیسے ٹھہر سکتے ہیں، آپ لوگ تو ملازم ہیں۔ مگر کوئی حق پسند یا ایمان دار ہو تو انصاف سے کہے کہ یہ ضعف کی علامت نہیں تو اور کیا ہے؟ یہ مناظرہ سے انکار نہیں تو کیا ہے؟ یہ ہار کا اظہار نہیں تو کیا ہے؟

چونکہ ملازمان سرودے کو تحقیق حق منظور تھی اس لئے اب اہل شہر کو درمیان میں ڈالا۔ اور اس طرح اس بحث کی عقدہ کشائی کا ذریعہ نکالا کہ شیخ امیر علی صاحب متولی مسجد ہزاری کی معرفت "مہرگن" کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ اگر صرف بے کاری کا عذر ہے تو اس کا مداوا بخیر و خوبی کیا جائے گا۔ آپ کو مبلغ دو روپیہ یومیہ خرچہ دیا جائے گا تاوقتیکہ مناظرہ ہو کر فیصلہ نہ ہو جائے۔ آپ کو ضرور ٹھہرنا ہو گا، بغیر تصفیہ ہرگز نہ جانا ہو گا۔

اب "مہرگن" کو مشکل پڑ گئی، فریب کی ناؤ منجدھار میں اڑ گئی۔ اور تو کچھ نہ سوجھی آخر یہ حیلہ کیا کہ اعلیٰ حضرت کو تراویحوں میں قرآن شریف سنانا ہے مجھ کو رمضان کے قبل ہی جانا ہے اب ہرگز نہیں ٹھہر سکتا۔ میں دو تین دن میں جاتا ہوں۔ متولی صاحب بے چارے خاموش ہو کر چلے آئے۔

اس کے بعد "مہرکن" نے ہفتوں قدم جمائے۔ تو اب "بخشی میاں" ساکن محلہ ہٹم بازار متصل مسجد ہزاری کو بھیجا گیا۔ انہوں نے کہا کہ حافظ صاحب آپ تو دو تین دن میں جاتے تھے، ٹھہرنے سے گھبراتے تھے حالانکہ سروے والے آپ کو مناظرہ کرانے کے واسطے ٹھہرنے پر دو روپیہ روز خرچ بھی دیتے تھے بلکہ پیشگی جمع کرتے تھے، پر آپ نے قبول نہ کیا۔ مناظرہ کی گفتگو کو قریب ایک مہینہ کے ہوا۔ اتنے عرصہ میں تو کئی مرتبہ عالم آئے اور جاتے اور مناظرہ ہو کر کل قصے طے پا جاتے؟

تو "مہرکن صاحب" فرمانے لگے کہ میں کل جانے کو تیار ہوں ٹھہرنے سے مجبور ہوں۔ اچھا پھر دیکھا جائے گا اور کبھی مناظرہ ہو جائے گا۔ اس پر "بخشی میاں" خاموش ہو رہے۔

اب ملازمان سروے نے فاضل وقت جناب مولانا مولوی محمد وصی الدین صاحب مدرس اول مدرسہ اسلامیہ ہزاری باغ کو جن کا ذکر خیر حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت باسعادت کی تقریب میں آچکا ہے، جا گھیرا۔ اور جناب مولانا سید محمد مرتضیٰ حسن صاحب کا خط اور اشتہار آمدہ کلکتہ جن کا ذکر اوپر آچکا ہے دکھا کر عرض کیا کہ "مہرکن" سے الفائے عہد کرائے۔ اور مناظرہ کرا کر کفر و اسلام کا جھگڑا مٹائے۔ چنانچہ مولوی صاحب موصوف اس التماس کو قبول فرما کر ۷ رجون ۱۹۱۷ء کی شام کو حافظ یقین الدین کے پاس تشریف لے گئے۔ اور وہاں گھنٹہ یا ڈیڑھ گھنٹہ تک قیام فرمایا۔ معلوم نہیں کہ باہم کیا گفتگو ہوئی لیکن نتیجہ یہ ظہور میں آیا کہ "مہرکن" نے ہزاری باغ سے رونہ کتایا۔ ۸ ارجون ۱۹۱۷ء کو علی الصباح ہرکارے یہ خبر لائے کہ یقین الدین بوریا باندھ کر چلتے نظر آئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

خوئے بد در طبیعتے کہ نشست

نہ رود جز بوقت مرگ از دست

غدار "مہرکن" بریلی چلتے وقت اپنے چیلوں کو تلقین کر گئے اور گلاب خان وغیرہ کابلیوں کے روبرو حلفیہ قسم کھا گئے کہ مولوی محمد نورالحق ضرور وہابی ہیں ان کے پیچھے ہرگز نماز نہ ہوگی۔

اس شیطانی صورت کا یہ اثر پڑا کہ وہ جماعت پنجگانہ جو ملازمین سرورے خصوصاً مولوی سید محمد نورالحق صاحب نے نہایت کوشش و اہتمام مسجد ہزاری میں قائم کی تھی اور بمقابلہ دیگر مساجد شہر کے اس میں پنجگانہ بمثل جماعت جمعہ کے دھوم سے ہوتی تھی۔ یعنی ہر جماعت میں نمازیوں کی تعداد شہر کی دیگر مساجد سے زیادہ ہوتی تھی۔ بالکل ٹوٹ گئی اور پھر پہلی کی سی حالت ہوگئی کہ لوگ فرداً فرداً آتے ہیں اور تنہا پڑھ پڑھ کر چلے جاتے ہیں۔ مصلیوں کی عدم جماعت کے گناہ "مہرکن" کے نامۂ اعمال میں لکھے جاتے ہیں ؎

رو بروحق کے کھلے گی جعل سازی حشر میں
رنگ لائے گی یہ ان کی فتنہ بازی حشر میں

چونکہ یہ نفاق کی بنیاد اس طرح ڈالی گئی تھی کہ روز افزوں اسلام کی پستی و تنزل اور مسلمانوں کی ہتک کا باعث تھی۔ جس کے واسطے ہر مسلمان خصوصاً ذی عقول و ذی علوم یا اسلام کے نام پر جان قربان کرنے والوں کا فرض منصب تھا کہ جس صورت سے ہو نفاق کو جڑسے اکھیڑ کر اتفاق و اتحاد بنیاد ڈالی جائے۔ ورنہ حکم خدا و رسول ﷺ پہنچا کر حجت ختم اور نجات دارین کی امیدواری کی جائے۔

چنانچہ مہرکن کے جانے کے بعد بروز الوداع یعنی اخیر جمعہ کی نماز میں تقریباً دو سو[۳۰] آدمی سے کچھ زیادہ جمع تھے۔ جس میں حافظ یقین الدین مہرکن کے معتقدین بھی شامل تھے۔ اس مجمع میں فصاحت بیان، بلاغت لسان جناب منشی سید ابرار احمد صاحب لمردہری ڈرافسمین سرورے، نے حاضرین مذکورین کے روبرو کھڑے ہو کر اپنی زبان فیض ترجمان

سے یوں تقریر بے نظیر شروع کی۔

حضرات! قبل اس کے کہ میں آپ صاحبوں کی خدمت بابرکت میں کچھ عرض کروں یہ کہہ دینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہ بندۂ ناچیز بے تمیز جو آپ صاحبان کے سامنے مؤدبانہ کھڑا ہے، اس سے یہ غرض نہیں کہ میں آپ صاحبوں کو کچھ نصیحت کروں کیونکہ میں نہ قاضی ہوں نہ مفتی۔ نہ واعظ ہوں نہ مولوی۔ ہاں البتہ بفضل یزدانی اور آپ صاحبوں کی دعاء و مہربانی سے ٹوٹا پھوٹا علم اور کچھ ضرور رکھتا ہوں۔ جس سے بھلے برے کو پہچانتا ہوں، حق و باطل کو جانتا ہوں۔ اور جو آج کل فرقہ رضائیہ، مرزائیہ قادیانیہ وہابیہ وغیرہ وغیرہ پیدا ہو گئے ہیں، ان کی بخوبی شناخت کر سکتا ہوں۔

چنانچہ فرقہ رضائیہ کے سربرآوردہ حافظ الیقین الدین مہرکن بریلوی جو یہاں رہ کر اکثر جہلاء کو بہکا گئے۔ چند جوان، بوڑھوں اور طفل مکتبوں اور بعض عقل کے اندھوں پیٹ کے بھوٹوں کو اپنا معتقد بنا گئے۔ ہم لوگوں سے مناظرہ کا وعدہ کر کے مقابلہ میں نہ آئے اور بلا تصفیہ ہزاری باغ سے رو بفرار لائے۔

سنا ہے کہ انھوں نے بریلی پہنچ کر اپنے بدعتی ہم عقیدہ بھائیوں کو بذریعہ خط تسلی و تشفی دی ہے اور نیز یہ تحریر لکھی ہے کہ دیو بند والے کیا مباحثہ کریں گے وہ ہم لوگوں کے مقابلہ میں کیا اڑیں گے۔

افسوس صد افسوس واہ رے ڈھٹائی، مہرکن کو یہ لفظ لکھتے ہوئے کچھ بھی شرم نہ آئی۔ اور طرہ یہ کہ اس ہٹ دھرمی کی تحریر بے حیائی کی تسطیر پر یہاں کے ہمارے ایک مہربان کا یہ ناز کہ مولوی احمد رضا خان کو مناظرہ کو تیار ہیں کوئی مقابلہ میں آتا ہی نہیں۔ تیغ زبان کے جوہر دکھاتا ہی نہیں۔ جس مہربان کو یہ ناز ہے اور جن کا دماغ اس خیال خام سے ممتاز ہے ان کا نام نامی اسم گرامی میں اس مجمع کثیر جم غفیر میں اس لئے بتلانا نہیں چاہتا کہ ناحق اتنے آدمیوں میں شرمندہ ہوں گے، اپنے دلے

میں آزردہ ہوں گے۔ مجمع عام میں کسی کو ندامت دلانا، شرمندہ بنانا شرافت سے بعید ہے۔ خیر میں اپنے اُس مہربان سے استدعا کرتا ہوں اور بصد منت کہتا ہوں کہ اگر ان کو کچھ بھی حیا و شرم ہے تو وہ اب بھی مولوی احمد رضا خان یا ان کے کسی معتمد کو بلائیں اور جنس عقائد کسوٹی مناظرہ پر کس کر کھرا کھوٹا دکھائیں۔ ہم لوگ مولوی سید مرتضیٰ حسن صاحب کو بلاتے ہیں اور مناظرہ کرا کے قدرتِ خدا کا تماشہ دکھلاتے ہیں۔ اگر شاید ہمارے مہربان کو اس قدر خرچ کرنے کی لیاقت نہ ہو تو ہم سفر خرچ کا چندہ دینے اور دو تین روز تک دعوت کھلانے کا وعدہ کرتے ہیں۔

اس کے بعد منشی صاحب موصوف الصدر نے مولوی سید محمد مرتضیٰ حسن صاحب کا وہ خط جو اوپر مذکور ہو چکا ہے اس مجمع میں سنایا۔ اور پھر یوں تقریر صداقت گیر شروع کی۔

اے حاضرین صدر نشین والے سامعین والا تمکین! ہم نے بہت کچھ خرچ کر کے اس بدعتی فرقہ کے عقائد کے متعلق کتابیں اور چند علماء سے فتوے طلب کئے ہیں۔ چنانچہ مختلف مقامات کے سات عالموں نے جو استفتوں کے جواب باصواب دیئے ہیں وہ آپ حضرات والا صفات کے گوش گزار کرتا ہوں۔ فتووں کا حرف بحرف عرض کرتا ہوں۔

استفتاء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ہادیان شرع متین اس بارہ میں کہ جو شخص ان بزرگان دین کو جن کے اسماء گرامی مندرجہ ذیل ہیں (نعوذ باللہ) وہابی یا کافر بتلا دے تو اس شخص کو کافر کہنا یا اس کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟ بینوا فی الکتاب و توجروا عند یوم الحساب۔ فقط

عاصی محمد نور الحق عباسی امروہوی

ملازم محکمہ پیمائش خاص ، ضلع ہزاری باغ ، محلہ پتھم بازار۔

مورخہ ۶ مئی ۱۹۱۷ء

۱ : حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

۲ : جناب مولانا سید احمد صاحب شہید رح

۳ : جناب مولانا امانت اللہ صاحب غازی پوری رح

۴ : جناب مولانا عبد الحی صاحب لکھنوی رح

۵ : جناب مولانا احمد علی صاحب محدث سہارنپوری رح

۶ : جناب مولانا محمد علی صاحب مونگیری رح

۷ : جناب مولانا محمد اسحاق صاحب دہلوی مہاجر مدنی رح

۸ : جناب مولانا لطف اللہ صاحب علی گڑھی رح مفتی ہائیکورٹ حیدرآباد دکن۔

۹ : جناب مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ

۱۰ : جناب مولانا رشید احمد صاحب محدث گنگوہی رح

۱۱ : جناب مولانا خلیل احمد صاحب انبیٹھی رح

۱۲ : شمس العلماء مولانا عبد الحق صاحب حقانی دہلوی رح سابق ہیڈ مولوی مدرسہ عالیہ کلکتہ۔

۱۳ : شمس العلماء جناب مولانا عبد الوہاب صاحب بہاری رح پروفیسر مدرسہ عالیہ کلکتہ۔

۱۴ : جناب مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی رح

۱۵ : جناب مولانا شاہ سلیمان صاحب پھلواروی

۱۶ : جناب مولانا ظہیر احسن صاحب محدث نیموی رح ضلع پٹنہ

۱۷ : جناب مولانا سید محمد مرتضیٰ حسن صاحب چاندپوری ضلع بجنور۔

الجواب

جامع علوم نقلیہ، مجمع فنون عقلیہ، حامی سنت بیضاء، ماحی بدعت ظلماء

جناب مولانا محمد اسمٰعیل صاحب دامت فیوضہم۔ کلکتہ

ان بزرگانِ دین کو اگر وہ شخص بلا تاویل کافر کہتا ہے تو وہ خود کافر ہے اور جو اس کو کافر نہ کہے بلکہ اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ اور اگر بتاویل کہتا ہے اگرچہ وہ تاویل اس کی غلط ہے، مگر احتیاطاً اس کو کافر نہ کہنا چاہیئے۔

فقہاء نے لکھا ہے کہ مسلم کے قول میں (ایسے ہی قول میں) اگر ننانوے احتمال کفر کے ہوں اور ایک احتمال ایمان کا، تو اس کو ایمان پر محمول کرنا چاہیئے۔ اور مومن ہی کہنا چاہیئے۔ شرح فقہ اکبر میں ہے۔

" قد ذکروا ان المسئلة المتعلقة بالکفر اذا کان لها تسع وتسعون احتمالا للکفر واحتمال واحد فی نفیه فالاولیٰ للمفتی والقاضی ان یعمل بالاحتمال النافی "

فتاویٰ خلاصہ وجامع الفصولین ومحیط و فتاویٰ عالمگیریہ وغیرہا میں ہے۔

" اذا کانت فی المسئلة وجوه توجب التکفیر ووجه واحد یمنع التکفیر فعلی المفتی والقاضی ان یمیل الی ذالک الوجه ولا یفتی بکفره تحسینا للظن بالمسلم ثم ان کانت نیة القائل الوجه الذی یمنع التکفیر فهو مسلم وان لم یکن لا ینفعه حمل المفتی کلامه علی وجه لا یوجب التکفیر "

اسی طرح فتاویٰ بزازیہ، وبحر الرائق، ومجمع الانہر، وحدیقہ ندیہ، وتاتارخانیہ، وغیرہا میں ہے۔

"لا یکفر بالمحتمل لان الکفر نہایۃ فی العقوبۃ فیستدعی نہایۃ فی الجنایۃ ومع الاحتمال نھایۃ"

بحر الرائق وتنویر الابصار وحدیقہ ندیہ وغیرہا میں ہے۔

"والذی تحرر انہ لا یفتی بکفر مسلم امکن حمل کلامہ لمحمل حسن الخ"

البتہ یہ بزرگان دین، عالم، متقی، بدعت کو اکھاڑنے والے، سنت کو جاری کرنے والے، اور قرآن مجید اور حدیث شریف اور اجماع اور فقہ حنفیہ پر پورا پورا عمل کرنے والے اور خلق کو ہدایت کرنے والے تھے۔ اور تمام عمر اسی حال میں گزری۔ اور جو اب موجود ہیں وہ اپنی عمر کو اسی حال میں گزار رہے ہیں۔ پس جن کا ظاہر حال ایسا ہووے وہ اولیاء اللہ ہیں۔ حق تعالے فرماتا ہے۔

ان اولیاءہ الا المتقون

کوئی نہیں اولیاء اللہ کا سوائے متقیوں کے

اور فرماتا ہے۔

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولاھم یحزنون، الذین امنوا وکانوا یتقون، لھم البشری فی الحیوۃ الدنیا وفی الاخرۃ ترجمہ۔

خوب جان لو کہ بے شک اولیاء اللہ پر نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ ان کے واسطے خوشخبری ہے زندگی دنیا میں اور انہیں خوشخبری ہے

آخرت میں :

حدیث شریف میں وارد ہے ۔ العلماء ورثة الانبیاء

دوسری حدیث میں ہے ۔ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل ۔

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ۔ علماء کو میری وراثت پہنچے گی ۔ اور وہ میرے وارث ہوں گے ۔ اور میری امت کے علماء ایسے ہوں گے جیسے بنی اسرائیل کے پیغمبر ۔ یعنی وہ وہ کام کریں گے جو بنی اسرائیل کے پیغمبر کرتے تھے ۔ یعنی مخلوق کو ہدایت ۔ پس جن کی مدح اللہ و رسول نے کی وہ مخلص ولی ہیں ۔ ان سے عداوت کرنے والا اپنے نفس پر ظلم کرنے والا ہے ۔ کہ اپنے کو محل عتاب الٰہی میں لاتا ہے ۔ حق تعالےٰ فرماتا ہے کہ

من عادی اولیائی فقد اذنته بالحرب

جس نے عداوت کی میرے ولی سے سو میری طرف سے اس کو اعلام لڑائی کا ہے ۔

تو گویا ، وہ اللہ و رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے مقابل ہوا ۔ پس دیکھو جس کو اللہ و رسول اپنے سے لڑائی کرنے والا فرمائیں وہ کون ہو تا ہے ۔ بہر حال ایسے علماء مقبولین کو کافر کہنے والا اگر کافر نہیں ہے جیسا کہ اوپر تصریحات فقہاء سے معلوم ہو چکا ہے کہ احتیاط اس میں ہے کہ کافر مت کہو ، تو بالضرور سخت فاسق اور بدعتی ہے ۔ تمام ائمہ اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کے نزدیک قریب کفر کے ہے حق تعالےٰ ایسے بد زبانوں ، فاسقوں ، بدعتیوں کو ہدایت فرمائے ۔

اور حق یہ ہے کہ ان علمائے اہل حق سے اہل بدعت کو اس واسطے عداوت ہے کہ انہوں نے بدعات کو خوب ظاہر کر کے قلع قمع کر دیا ۔ بدعت کے بازار کو بے رونق کر دیا ۔ اس واسطے ان صاحبان اہلسنت وجماعت سے یہ بدعتی لوگ ناخوش

ہو گئے اور گالی گلوچ بکنے لگے۔ جیسا روافض صاحب سنت اور شیخین رضی اللہ تعالٰے عنہما سے عداوت کر کے طعن کرتے ہیں۔ بہر حال یہ شخص طعن کرنے والا ملعون ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ۔

جو کوئی کسی کو طعنہ کرتا ہے، وہ لعنت کرنے والے پر عود کرتی ہے اگر لعنۃ کیا گیا قابل لعنت کے نہ ہو۔

اور معلوم ہو چکا کہ یہ حضرات سچے جانشین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں۔ اور ولی اللہ ہیں۔ مہبطِ رحمت حق تعالٰے ہیں۔ تو بالضرور اُن کی لعنت کرنے والے پر عود کرتی ہے۔ وہ خود ملعون رحمت سے دور ہے۔

دوسری حدیث میں وارد ہے کہ جو کوئی کسی مسلمان کو کافر کہے تو یہ کفر کہنے والے پر لوٹ آتا ہے۔ یعنی یہ کافر کہنے والا خود کافر ہو جاتا ہے۔ یہ ہی وجہ ہے کہ فقہاء نے سخت تاکید کی ہے کہ کسی کو اپنی زبان سے کافر مت کہو۔

بہر حال ان علمائے ربانیین، فقہاء، محدثین و مفسرین، جن کی تمام عمر مخلوق کی ہدایت میں گزری، قرآن پاک کی تفاسیر لکھیں۔ کتب حدیث و فقہ کے حاشیہ لکھے اور اُن کو پڑھایا۔ ہزاروں کو علماء بنایا۔ اور اُسی خدمت کو اب تک انجام دے رہے ہیں۔ جن کے شاگردوں سے مدارس اسلامیہ عرب و عجم جگمگا رہے ہیں۔ جن کے علم کی نہریں روئے زمین میں جاری ہیں۔ اور دنیا ان سے سیراب ہو رہی ہے۔ علم تصوف کے وہ دقیق مسائل کہ جن سے عوام تو عوام خواص بھی محروم تھے اُن کو حل کیا جن سے مخلوق خدا فائدہ اٹھا رہی ہے۔ ان کو کافر کہنے والا اگر کافر نہیں تو ضرور بالضرور سخت فاسق بدعتی ہے۔

فقہاء نے لکھا ہے کہ بدعتی فاسق کے پیچھے نماز ہرگز جائز نہیں۔ اور اُس کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔ اور امام بنانا دینی تعظیم ہے۔ اور جنت رع کی دینی تعظیم حرام

ہے۔

فتح القدیر، جلد اوّل، صفحہ ۲۴۶۔ میں ہے۔

" روی محمد عن ابی حنیفۃ ؒ وابی یوسف ؒ ان الصلوٰۃ خلف اہل الاہواء لا تجوز شرح فقہ اکبر۔

رد المختار عرف شامی، صفحہ ۳۹۳، مطبوعہ مطبع میمنیہ مصر، میں ہے۔

" فہو کالمبتدع تکرہ امامتہ بکل حال"

نیز اسی صفحہ میں ہے۔

" بل مشی فی شرح المنیۃ علی ان کراھۃ تقدیمہ کراھۃ تحریم لما ذکرنا فلذا حاول الشارح فی عبارۃ المصنف وحمل الاستثناء علی غیر الفاسق"

نیز تنویر الابصار اور اس کی شرح درمختار، مطبوعہ دہلی، صفحہ ۳۷۶، جلد اوّل، بیان مکروہات میں ہے۔

" ومبتدع ای صاحب بدعۃ وھی اعتقاد خلاف المعروف عن الرسول لا بمعاندۃ بل بنوع الشبہۃ وکل من کان من قبلتنا لان فی تقدیمہ تعظیمہ وقد وجب علیہم اہانتہ شرعا ومفاد ھذا کراھۃ التحریم فی تقدیمہ الخ ابو السعود۔

اور مشکوٰۃ شریف میں ہے۔

" من وقر صاحب بدعۃ فقد اعان علی ھدم الاسلام"

اور دیلمی میں بروایت حذیفہ رضی اللہ عنہ۔

" ان اللہ لا یقبل لصاحب بدعۃ صوما ولا صلوۃ ولا زکوۃ ولا حجا ولا عمرۃ ولا جہادا ولا صرفا ولا عدلا و یخرج من الاسلام کما یخرج السہم من الرمیۃ او کما یخرج الشعر من العجین "

فتاویٰ مدینہ منورہ، ص ۲۰۰۔

" عن جابر بن عبد اللہ قال خطبنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا ایہا الناس الی قولہ ولا یؤم فاجر مؤمنا الا ان یقہرہ بسلطان یخاف سیفہ وسوطہ "

ابن ماجہ، ص ۷۷، مطبوعہ فاروقی دہلی۔

" عن ابی امامۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلاثۃ لا یجاوز صلوتہم آذانہم العبد الابق حتی یرجع وامرأۃ باتت وزوجہا علیہا ساخط وامام قوم وہم لہ کارہون " رواہ الترمذی

روایت ہے ابی امامہ سے کہ کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین شخص ہیں کہ نہیں بلند ہوتی نماز ان کی کانوں ان کے سے یعنی قبول نہیں ہوتی۔ ایک وہ غلام کہ بھاگا ہو مالک اپنے سے یہاں تک کہ پھر آئے یعنی طرف مالک اپنے کے۔ اور دوسری وہ عورت کہ رات گزاری ہو اس حالت میں کہ خاوند اس کا ہو اس سے خفا۔ اور تیسرا وہ کہ امام ہو قوم کا اور وہ اس کو مکروہ رکھتے ہوں۔ روایت کی یہ ترمذی نے + امام کے حق میں

ابن مالک نے کہا ہے کہ یہ گناہ جب ہوگا کہ لوگ اس سے ناراض ہوں بسبب

بدعت اس کی کے، یا فسق اس کے کے، یا جہل اس کے کے، اور مراد امام سے عام ہے خواہ حاکم ہو یا امام نماز کا، بے رضامندی قوم کی امامت کرنا مکروہ تحریمی ہے۔

(در مختار وغیرہ)

فاسق اور بدعتی کا امام بنانا مکروہ تحریمی ہے۔ (در مختار و شامی وغیرہ)

محلے والوں پر واجب ہے کہ اس شخص کو مسجد سے علیحدہ کردیں۔ اگر علیحدہ نہ کریں گے تو مرتکب مکروہ تحریمی کے ہو کر جو قریب حرام کے ہے سب گناہ گار ہوں گے۔ بلکہ اس شخص کو خود علیحدہ ہو جانا چاہیئے۔ فقط۔

کتبہ

ابو شعیب محمد اسمٰعیل سلمہ اللہ الجلیل حنفی چشتی صابری قادری نقشبندی مجددی سہروردی امام مسجد حاجی تاج علی صاحب نمبر ۲۰۔ کمک سٹریٹ کلکتہ۔

مورخہ ۲۰ شعبان المعظم ۱۳۳۵ھ نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم

(۲)

تحریر شریف ربیع ریاض الاسلام مقتدائے انام جناب مولانا المفتی

عزیز الرحمٰن صاحب دامت فیوضہم

حدیث شریف میں ہے۔

"من عاذی لی ولیا فقد اذنتہ بالحرب۔ او کما قال صلی اللہ علیہ وسلم"

یعنی جس نے میرے دوست اور ولی سے دشمنی کی، اس کو میں اطلاع دیتا ہوں اپنی لڑائی کی۔ یعنی اس کا مقابلہ مجھ سے ہے"

پس ظاہر ہے کہ جس مردود کا مقابلہ اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو، اس کا کہاں ٹھکانا ہے سوائے جہنم کے۔

وقال علیہ الصلوۃ والسلام سباب المسلم فسوق وقتاله کفر۔ (الحدیث)

پس ایسے مردود کے پیچھے جو علمائے ربانیین اور اولیاء اللہ کی توہین کرے اور ان کو کافر کہے نماز درست نہیں ہے۔ فقط۔ واللہ تعالےٰ اعلم۔

کتبہ

مہر

عزیز الرحمٰن عفی عنہ

مفتی دارالعلوم دیوبند : ۵ رمضان المبارک ۱۳۳۵ھ

(۳)

تحریر شریف عمدۃ الفقہاء واسوۃ الاصفیاء جناب

حضرت مولانا محمد انور صاحب دامت برکاتہم

الجواب صواب : اس شخص کو جو سوال میں مذکور ہے خود خوف کفر ہے اور انشاء اللہ تعالےٰ دنیا سے بے ایمان جائے گا۔ فقط

محمد انور عفا اللہ عنہ مدرس دارالعلوم دیوبند

(۴)

تحریر منیف شمس فلک الشریعت و بدر سما الطریقت حضرت مولانا الحاج

مولوی حافظ سید غلام محی الدین صاحب پشاوری دام فیوضہم

ان حضرات پر کلمہ کافر کا کہنا خود اُسی پر عائد ہوتا ہے۔ توبہ کرے، بدوں توبہ کے نماز اس کے پیچھے جائز نہیں۔ اس لئے کہ ان حضرات کی تصدیق جناب علمائے حرمین شریفین کے ہاں سے ہو کر آئی ہے کہ نہ کافر ہیں نہ بدعتی ہیں نہ غیر مقلد ہیں۔ البتہ مولوی محمد اسماعیل صاحب شہید رہ نے بعض کلمات بظاہر ناجائز تحریر کئے ہیں۔ ولیکن ہرگز وہ اس انداز کے نہیں ہیں کہ کافر یا زندیق بنیں۔ معاذ اللہ کسی اکابر کی توہین کرنا گناہ کبیرہ میں داخل ہے۔ اور مصر گناہ کبیرہ فاسق ہے۔ قریب بکفر ہے۔ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم۔ سباب المؤمن فسق۔ فقط

حررہٗ العبد الراجی غلام محی الدین عفی عنہ

(۵)

تحریر شریف فاضل عصر کامل دہر، خزانۂ فہوم جناب حضرت مخدوم

حاجی عبد اللہ صاحب جہلمی عمت فیوضہم

اگر کوئی شخص ان بزرگوار مذکورہ صاحبان کو کافر کہے یا کہ بدگمان کرے وہ مسلمان نہیں۔ بلکہ خود کافر اور مرتد اور زندیق ہے۔

از دستخط

مخدوم حاجی عبد اللہ، سکنہ دولت ضلع جہلم

(۶)

(۶)

تصدیق انیق سید الصلحاء، امام الفضلاء حضرت میر عبداللہ بادشاہ خراسانی دامت برکاتہم

اگر ہر کسے ایں علمائے دین را حرف سب وکذب بجوید اقرار مرکتاب اللہ خود آناں شخص کافر و مرتد می باشد۔ فقط۔

دستخط

میر عبداللہ بادشاہ خراسانی

(۷)

تحریر شریف قدوۃ العارفین زبدۃ السالکین ہادی راہ طریقت واقف رموزِ حقیقت جناب مولانا محمد بدر الدین شاہ صاحب پھلواروی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین ۔ نحمدہٗ ونستعینہ و نتوکل علیہ و نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیأت اعمالنا ۔ اللھم صل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد واصحابہ و ازواجہ و ذریتہ واتباعہ ۔

سلام مسنون ۔ سلام کے بعد واضح ہو کہ اس سوال میں جتنے لوگوں کا نام لکھا ہوا ہے اور ان کی نسبت میرا خیال اور میری سمجھ سے سوال کیا گیا ہے ۔ اس کا جواب یہ ہے

کہ۔ میں ان میں سے کسی کو بھی کافر نہیں جانتا۔ خاص کر حضرت شیخ احمد سرہندی کابلی مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہٗ کو تو اولیاء اللہ میں بڑے عالی درجہ کا ولی سمجھتا ہوں۔ اور ایک میں ہی نہیں، ہندوستان سے لے کر عرب، مصر و شام و روم تک لاکھوں آدمی ان کی ولایت کے قائل ہیں۔ یہ بزرگ علوم دین میں عالم متبحر، سنت نبوی کے رواج دینے والے، بدعات کو دور کرنے والے تھے۔ ان کے بعد کے کثیر اولیاء اللہ نے جو دوسرے طریقوں کے تھے ان کی ولایت کو تسلیم کیا ہے۔ تو ان کو کافر کہنے والا اگر مرنے تک اپنے اس قول سے توبہ کرے تو اس کا خاتمہ خراب ہونے کا خوف ہے۔

علمائے اسلام دینی مسائل میں صحیح جواب دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ گو بمقتضائے بشریت کبھی کبھی ان سے اس میں خطا ہو جاتی ہے۔ اس سوال میں جتنے لوگوں کا نام لکھا گیا ہے ان سے بھی مسائل کے جواب میں کبھی کبھی لغزشیں ضرور ہوتی ہیں۔ کیوں کہ ان میں سے کوئی معصوم نہیں۔ لیکن ان لغزشوں کے سبب سے میں انہیں اہل ایمان کے زمرہ سے خارج نہیں کرتا۔ اور کافر نہیں جانتا۔ اور ان سے بغض نہیں رکھتا ہوں بلکہ میں دعا کرتا ہوں کہ۔

ربنا اغفرلنا و لاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین امنوا ربنا انک رؤف رحیم ؁

رقمہ بیدہ

العبد المسکین محمد بدر الدین القادری الفلواروی

عفا اللہ تعالیٰ عنہ

۲۷، شعبان، دوشنبہ ۱۳۳۵ھ

اب اُن حضرات والا صفات کی خدمت فیض درجت میں دست بستہ گزارش ہے کہ جو صاحبان ہادی طریقت، سالک راہ حقیقت، جناب مولانا حاجی حافظ سید غلام محی الدین صاحب پشاوری۔ وجناب مولانا مولوی بدر الدین شاہ صاحب پھلواروی کی ذات مستجمع صفات سے حسن ظن رکھتے ہیں۔ یا ان ممدوحین سے دست بیع ہیں۔ کہ جناب مولوی احمد رضا خان صاحب کا وہ جبروتی فرمان اور ان کے خلیفہ حافظ الیقین الدین مہرکی کا اعلان کہ

"جو ان کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر"

(مجموعہ حسام الحرمین صفحہ سطر)

تو فرمایئے کہ حضرات موصوفین جناب مولانا شاہ غلام محی الدین حامی ملت و دین۔ وجناب مولانا شاہ بدر الدین تبع شریعت متین، کفر کے تمغہ سے کب محروم رہے۔ افسوس صد افسوس! ان اشخاص کے حال پر کہ جو ممدوحین و موصوفین کے طریقہ میں داخل ہو کر اس شخص کی حمایت کرے اور ہوا خواہی کا دم بھرے جو اپنے پیر روشن ضمیر پر بھی کفر کی سیف چلائے بغیر نہ چھوڑے۔

دوسری گزارش یہ ہے کہ بدعت کے بانی تکفیر کے حامی حافظ الیقین الدین مہرکی کے بعض بہی خواہ عقل سے بے بہرہ، علم سے ناکارہ، آنکھوں پر تعصب کی عینک رکھ کر ہٹ دھرمی کا جامہ پہن کر، فتوے کو دیکھ کر یہ فرماتے ہیں کہ مولانا بدر الدین شاہ صاحب نے صرف مجدد صاحب کی نسبت لکھا ہے کہ ہم کافر نہیں سمجھتے۔

لہٰذا میں جملہ حاضرین والا تمکین کی خدمت بابرکت میں عرض کرتا ہوں کہ مولانا ممدوح نے جو یہ فقرہ لکھا ہے کہ۔

"میں ان میں سے کسی کو بھی کافر نہیں جانتا"

اس کے کیا معنی ہیں؟ کیا یہ فقرہ صرف ایک ہی شخص پر دلالت کرتا ہے، یا کہ

گل پر ؟

اب سامعین صدر نشین ملاحظہ فرمائیں کہ یہ ہٹ دھرم صاحبان کس درجہ انصاف اور حقیقت سے دور، نشۂ ضلالت میں مخمور، شرک و بدعت سے معمور، تعصب میں منہمک ہیں۔ خداوند ان کو راہِ راست پر لائے اور ہم کو نیک اعمال کی توفیق عنایت فرمائے۔ اور ان کے دلوں سے زنگِ تعصب دور کر کے صراطِ مستقیم دکھائے۔ ہمارے سینہ سے کینہ کو دور کر کے ایمانِ خالص اور محبت اپنی اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

یہ تقریر دلپذیر سب لوگ بغور سنتے رہے۔ مہرکن کے چیلے بھی سر جھکائے، کان دبائے خاموش بیٹھے رہے کسی نے دم نہ مارا۔ اس کے بعد جناب منشی سید ابرار احمد صاحب نے پھر فرمایا کہ۔

جو حالت سچ سچ تھی وہ خادم نے عرض کر دی۔ اب بھی اگر کچھ شک و شبہ باقی ہو یا کسی بات کا ثبوت درکار ہو تو بندہ ہر وقت تحریری ثبوت دینے کو حاضر ہے۔ اب آپ حضرات عند اللہ و عند الرسول انصاف اور خیال فرمائیں کہ کون حق پر اور کون ناحق پر تھا ؟ اور ہے ؟ اگر ہم لوگ علماء دیوبند و دہلی وغیرہ کو کافر نہ سمجھنے کی بدولت کافر یا وہابی سمجھے گئے تو کیوں ؟ پیشتر اپنے پیر کو کافر کہو اس کے بعد ہم کو کہنا۔

پس بفضل قادر برحق، مولوی سید محمد نور الحق صاحب تو حنفی تھے، حنفی ہی رہے۔ کسی کے اتہام و بدظنی سے وہابی نہ بنے۔ بقول شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

مگر ہاں یہ بے چارے آفت کے مارے بے قصور ہیں (بفحوائے) المرءُ یقیسُ

علی نفسہ کے مصداق ہیں ؎

آئینہ رکھ کے دیکھا انھوں نے رو برو
فوراً جو خود میں فرق تھا دیکھا وہ سُو بسُو

ولئے افسوس صد افسوس ! کیا مذہب اسی کا نام ہے کہ جس کو جو چاہا زبان بدلگام سے کہہ دیا۔ ذرا تو خوف اس واحد قہار کا کرو، اور ڈرو، یہ خود پسندی اور دوسروں کو طعن وتشنیع بلا وجہ کرنا نہایت معیوب ہے اور مذہب اسلام میں متروک ہے۔ یاد رہے اگر آئندہ یہ نامعقول لفظ کسی حنفی کی شان میں سنا جائے گا تو واضح رہے کہ یا تو اس کا ثبوت دینا ہوگا ورنہ گرہ پڑ یہ کا کیس نظر میں پیش ہوگا ؎

مانو نہ مانو صاحبو یہ اختیار ہے
ہم نیک و بد حضور کو جتلائے جاتے ہیں

وما علینا الا البلاغ ۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ

○

اِلتماسِ مُصنّف

رسالہ ہذا کے ناظرین !

حافظ یقین الدین کے معتقدین کا حسن عقیدت اور ان کی بلند نظری کی حقیقت کو ذرا بغور ملاحظہ فرمائیں۔ فیض خان چپراسی عدالت منصفی ہزاری باغ جن کا اکل حلال اور صدق مقال ان کی ملازمت چپراس گری اور مالی حیثیت سے اظہر من الشمس ہے آپ اپنے مکاشفہ کی تحقیق اور علم باطنی کی تصدیق سے ایک روز "بخشی میاں"[1] کے سامنے بیان فرماتے تھے کہ۔

حافظ صاحب (یقین الدین مہرگن) کا سا صاحب کمال قاریٔ بے مثال آج تک ہزاری باغ میں نہیں آیا۔ نہ یہاں کسی نے ایسا مرتبہ پایا۔ مولانا غلام محی الدین صاحب (جن کا ذکر خیر شروع مسجد کے باب میں آچکا ہے۔ نیز آپ کا فتوے نمبر ۲ میں بھی تحریر میں آچکا ہے) بہت بڑے ہوگئے ہیں، مراتب بزرگی میں ان سے کئی درجہ بڑھے ہوئے رہے۔

اس قول کی تائید میں مجھ کو مجبوراً یہ کہنا پڑتا ہے ؎

قدر اُلّو[2] کی اُلّو جانتا ہے
ہما کو بوم کب پہچانتا ہے

شیطان کی ذریات بھی عزازیل کو سب سے افضل مانتی ہے۔ اسی کو اپنا ولی برحق جانتی ہے مگر وہ مردود نامسعود درگاہ ودود سے ملعون ہے۔ عام خلقت میں مطعون ہے۔

---

[1] بخشی میاں بوچڑ (بقر قصاب) ساکن محلہ جُم بازار ہزاری باغ۔

[2] اُلّو جس کو سنتالی ہزاری باغ ہڑگوم کہتے ہیں ۱۲۔ سید ظہور الحق عفی عنہ

غالباً سردارالمبتدعین کا مرتبۂ بزرگی سرگروہ جاہلین کے علم کی برتری چپراسی صاحب کی نظر میں اس وجہ سے سمائی ہوگی کہ جس طرح ان کے پیر، مجدد التکفیر مولوی احمد رضا خان نے سود کو جائز کر دیا ہے اسی طرح انہوں نے رشوت جائز بتلائی ہوگی۔ کوئی تاویل کھینچ تان کر لا جھڑائی ہوگی۔ برخلاف اس کے حضرتنا، مولانا سید غلام محی الدین صاحب تو ہمیشہ سود کی حرمت رشوت کی مذمت کرتے رہتے ہیں۔ اسی سے اکثر فاسق، بدعتی ان کی ہجو کرتے اور ان کی صحبت سے گریزاں رہتے ہیں۔

اس کے بعد یہ خاکسار بزرگی اور فضیلت کی حقیقت بتاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک میں فرماتا ہے۔

ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم

یعنی خدا کے نزدیک افضل و بزرگ وہ ہی ہے جو زیادہ پرہیزگار ہو۔

اور حدیث شریف میں وارد ہے۔ الکرم التقوی (ترمذی)

یعنی فضیلت کی دلیل تقوٰے ہے۔

دوسری حدیث میں ارشادِ نبوی ہے۔

لیس لاحد علی احد فضل الا بدین وتقوی (مشکوۃ)

یعنی کوئی انسان کسی پر اپنی فضیلت نہیں جتا سکتا، سوائے دین اور اچھے عمل کے۔ پس معلوم ہوا کہ جو تقوٰے میں بالا ہے وہی بزرگ اور اعلیٰ ہے۔

اب حافظ یقین الدین مہرکن کی حالت اور حضرت مولانا موصوف الصدر پشاوری کی حقیقت عرض کرتا ہوں۔

۔۔ مہرکن صاحب کے پاس بیٹھو تو دنیا کے جھگڑے، تعصب کے بکھیڑے، کسی کو کافر کسی کو وہابی، کسی کی تشہیر، کسی کی تحقیر، کسی کو سب وشتم کا انعام، کسی کو دشنام لاکلام، سننے میں آتے۔

مولانا صاحب موصوف الصدر فریب دنیا سے مبرّا، بغض و تعصب سے منزہ ہر وقت قرآن و حدیث کا ذکر، ہر لحظہ عاقبت کی فکر، حاضرین کو وعظ و پند سے تلقین کرنا۔ دنیا کی بے ثباتی کا یقین دلانا، آپ کی صحبت میں بیٹھنے سے دنیا بھول جائے۔ خدا یاد آئے۔

مہرکن صاحب تو گفتگو کلمہ گویوں سے نفرت کریں اور علماء کی شان میں گستاخی سے پیش آئیں۔ اور مولانا صاحب ممدوح اہل ہنود تک کو با خلق و مروت بٹھائیں اور ان کو ہر طرح دعا و تعویذ سے فی سبیل اللہ فیض پہنچائیں۔

"مہرکن" صاحب کا یہ تقوے کہ کلو رخ کے بعد بلا عذر پانی تک نہ لیں اور امامت کریں۔ اور مولانا صاحب کی یہ احتیاط، دریا یا تالاب کا پانی منگائیں وہ بھی استعمال میں لائیں۔

حضرت مولانا صاحب موصوف کو امیر کابل نے دعوت دے کر صلحاء کے جلسہ میں نہایت اعزاز سے بلایا۔ اور پندرہ حفاظ و قاریوں میں مولانا موصوف کی قرأت کو زیادہ پسند فرمایا۔ نیز امیر صاحب نے چند تحائف اور ایک قیمتی چغہ مولانا ممدوح کے حضور میں پیش کیا اور بڑے اکرام و احتشام سے رخصت فرمایا۔

یہاں "مہرکن" صاحب نے صرف جہلاء کے گروہ میں عزت پائی۔ ایک چپڑاسی عدالت منصفی کو ان کی تلاوت پسند آئی۔ چونکہ چپڑاسی صاحب بے علم، اصول قرأت سے محض ناواقف تھے، قاری قاری کی جھوٹی شہرت اڑائی۔ بعض حفاظ نے جو قرأت کے اصول سے کچھ واقفیت رکھتے تھے، احقر سے بیان کیا کہ یقین الدین تو قرأت کا نام بھی نہیں جانتے لوگوں نے یونہی قاری مشہور کر دیا۔ یہ نالائق رو خلائق قرأت کے اصول سے تو واقف نہیں۔ مگر ہاں ہر دو صاحبان یعنی حضرت مولانا صاحب موصوف، و "مہرکن" صاحب کو قرآن شریف تلاوت کرتے دیکھا اور سنا ہے۔ حضرت مولانا صاحب

موصوف کی قرأت میں ایک عجیب لطف آتا ہے کہ دل کھنچا جاتا ہے اور سننے سے طبیعت کو سیری نہیں ہوتی ہے۔ یہ بات حافظ یقین الدین کی تلاوت میں کسی پائی جاتی ہے، ہر گز یہ لذت حاصل نہیں ہوتی ہے۔ جن صاحبان کو ان دونوں حضرات مذکورین کی صحبت سے اتفاق ہوا ہو گا وہ میرے کلام کی بلا تکلف تصدیق کر دیں گے۔

اب ناظرینِ خجستہ آئین خود نظرِ انصاف سے ملاحظہ فرمالیں کہ "مہرکن" کے معتقدین کہاں تک حق بجانب ہیں۔ فقط والسلام

ناظرین! اگر عبارت میں کہیں سہو و غلطی پائیں تو از راہِ کرم نگاہِ عفو سے اصلاح فرمائیں اور بندہ کو ممنون و مرہونِ منت فرمائیں۔ فقط۔

راقم الحروف حقیر سراپا تقصیر

بندہ علی حسین عفی عنہٗ

متوطن شاہجہانپور، حال مقام ہزاری باغ، محلہ جم بازار،

مورخہ سال ۲۵ و ۱۳۳۶ھ مطابق ۱۷ و ۱۹۱۸ء تحریر یافت۔

بساعت نیک شب جمعہ اختتام نمود ؏

۳۱ $\frac{۱}{۱۸}$ م $\frac{۱۴ \text{ محرم}}{۱۳۳۶}$ ھ

○

آخری التماس

حضرات اہلِ انصاف، غور فرمائیں کہ وہ گروہِ اسلامی جس نے ہمیشہ خدمتِ اسلام سر انجام دی ہو، جس نے ہمیشہ مخالفینِ اسلام سے مقابلے کئے ہوں، سنتِ نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی اشاعت کی ہو، جس نے علمِ دین کو رونق دی ہو، وہی تمغہ کفر و ضلالت اور خلعتِ گمراہی سے ممتاز کی جائے۔ کیسا غضب ہے کہ خدا کے پاک بندوں کی شان میں گستاخیاں کرنے والے، فسق و فجور میں مبتلا رہنے والے، مسلمانوں میں فتنہ اٹھانے والے، اسلام کو نقصان پہنچانے والے، متقی و پرہیزگار شمار کئے جانے لگے۔

اے ہندوستان کے رہنے والو، اور فاضل بریلوی کے مداحو! ذرا بتلاؤ تو سہی کہ تمہارے پیر و امام نے کبھی آریوں سے مناظرہ کیا؟ ان کے مقابلہ میں کتابیں لکھیں؟ کبھی عیسائیوں کے منہ آئے؟ ان کے حملوں کا جواب دیا؟ کبھی روافض کے رد میں کوئی رسالہ شائع کیا؟ کبھی ان کے مقابلہ میں پڑے؟ یا تمام عمر یہی کیا کہ سچے اور پکے مسلمان مقبولانِ بارگاہِ منان کے سر بہتان بندی کر کے اور سفید در سفید جھوٹ اور افترا سے کام لے کر کفر کا الزام لگایا؟ مسلمانوں کو کافر بنانے کے سوا کبھی کسی کافر کو بھی مسلمان بنایا یا نہیں؟

ہم اس سے زیادہ اور کیا کہیں؟ مجدد صاحب بریلوی کے اصل حالات کا اندازہ کرنا ہو تو رسالہ "تجلیات انوار المعین" تصنیف کردہ حضرت مولانا مولوی معین الدین صاحب رئیس المتکلمین فخر المتاخرین صدر المدرسین مدرسہ "معینیہ عثمانیہ" اجمیر شریف ملاحظہ کیجئے۔

ہائے افسوس دنیا اس کو کہتے ہیں کہ حضرات علمائے دیوبند نے علم دین کی اشاعت میں کیسی کیسی کوششیں کیں۔ اور کر رہے ہیں۔ حضرت مولانا مولوی قاسم العلوم والخیرات نے آریوں کا کیسا مقابلہ کیا۔ اور اشاعت سنت نبوی میں کیا کچھ تکالیف برداشت نہیں کیں۔ اور اب بھی اُن کے جانشین حضرات کیسی سرگرمی سے اس کام کو انجام دے رہے ہیں۔ چنانچہ اس وقت بھی حضرت مولانا مولوی سید محمد مرتضیٰ حسن صاحب فخر الحکماء والمتکلمین تاج المناظرین صدر مدرس مدرسہ امدادیہ مراد آباد، کیسی اولوالعزمی سے مخالفین اسلام سے مقابلہ کر رہے ہیں۔

" مجادلہ حسنہ " یہ ایک رسالہ ہے جس میں حضرت ممدوح کا مناظرہ جو آریوں سے امروہہ میں ہوا ہے، مفصل درج ہے۔

" کلمۃ الحق " حضرت موصوف ہی کا ہے جس میں یہ بتلایا ہے کہ کفر کا آغاز وید اور آریوں سے دنیا میں ہوا۔ " کلمۃ الحق " بھی انہیں شیر اسلام کا تصنیف کردہ ہے۔ جس میں اس سوال کا جواب کہ " خدا نے دنیا کیوں پیدا کی " نہایت تفصیل سے دیا ہے۔

" انجمن تائید الاسلام مراد آباد " کے آپ سرپرست ہیں اور نہایت متانت و وقار سے مخالفین کا رد فرما رہے ہیں۔ انجمن کا سب سے بڑا مقصد یہ ہے کہ مخالفین اسلام کے حملوں کا جواب تحریراً اور تقریراً نہایت تہذیب سے دیا جائے اور علم دین کی اشاعت کی جائے۔ اور طلبہ کو سنسکرت کی تعلیم دلا کر انہیں میدان مناظرہ کا شیر اور دریائے مکالمہ کا نہنگ بنایا جائے۔ مسلمانوں کو اس انجمن سے بے حد ہمدردی کرنے کی ضرورت ہے۔

افسوس اور صد افسوس کہ ایسے لوگ جو حمایت اسلام میں جان و مال نثار رہے ہیں ان سے لوگوں کو بدظن کیا جاتا ہے تاکہ وہ دین کی خدمت بے روک ٹوک نہ کریں اور اسلامی خدمات میں رکاوٹیں پیدا ہوں کیا اس کا بدلہ درگاہ رب العزت سے نہ ملے گا؟ ملے گا اور ضرور ملے گا اور کم از کم رو سیاہی تو دنیا ہی میں مشاہد ہوگی۔ اور ہو رہی ہے۔ فقط

فصل الخطاب

تالیف

مولوی ابو رحمت سعید عفی عنہ

انجمن دعوت اہلسنت وجماعت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

فصل الخطاب

مکہ مکرمہ کے فرمائشی خط کا جواب

بریلی میں "مجدد" مکہ مشرفہ میں "ابوجہل"

ظَہَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا کَسَبَتْ اَیْدِی النَّاسِ

اگر پدر نتواند پسر تمام کند

جناب مولوی احمد رضا خانصاحب ! سعدی شیرازی رحمہ اللہ کا ارشاد ہے ؎

خرِ عیسیٰ اگر بمکہ رود ٭ چوں بیاید ہنوز خر باشد

ایسا لگتا ہے کہ آپ خود اس کے مصداق ہیں۔ حج کے بعد بھی آپ ویسے ہی رہے جیسے تھے ؎

کعبہ بھی لے پر نہ گیا عشق بتوں کا
زم زم بھی پیا پر نہ بجھی آگ جگر کی

آپ نے علماء ربانیین و اولیاء کاملین پر جھوٹے الزامات لگائے ، ان کی تکفیر کے لئے غلط معنی بیان کئے۔ عبارات میں سے اوّل و آخر حذف و قطع برید و الٹ پھیر کر ،

اہلِ حرمین کو مغالطہ دیا۔ یہ صریح آپ نے اس معصیت اکبر الکبائر کیلئے برداشت کیا۔ مگر بموجب حدیث شریف اِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَّا نَوٰى وہ کفر آخر کش لازم یقین ہو کر آپ ہی کے گلے پڑا۔ جو کیا یا وہ ہی ہاتھ آیا ؎

کفر کعبہ سے جو لایا ہے وہ مسلماں کیا : اپنے ہی قول سے کافر ہے وہ نادان کیا

ہو مکفر علماء کا وہ مسلمان کیسا : جسے پرخاش ہو سادات سے وہ خلاں کیا

جس نے تقسیم کیا کفر مسلمانوں میں : جو کہے اس کو مسلمان وہ مسلمان کیسا

ظلمت کفر کا سودا جو سراپا ہو گئے : سلبِ ایماں کا عیاں راز ہے پنہاں کیسا

یَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ تو ہے شانِ مومن : حیف تَسْوَدُّ وُجُوهٌ کا ہے قبیلان کیسا

جس طرح یہاں علماء و صلحاء ہیں، دجال شیاطین الجن والانس بھی موجود ہیں، اسی طرح کیا مکہ معظمہ میں ابوجہل نہ تھا؟ اُبی بن خلف کیا بریلی کا باشندہ تھا؟ ابولہب کیا کسی ہندی کا رشتہ دار تھا؟ ابلیس لعین مکہ معظمہ جاتے ڈرے تو ڈرے۔ مگر بہت سے اَلْخَنَّاسِ الَّذِيْ يُوَسْوِسُ فِيْ صُدُوْرِ النَّاسِ اب بھی وہاں رہتے ہیں۔ جیسے وہاں علماء و صلحاء ہیں مجمع سے شیطان بھی چلے جاتے ہیں۔ خان صاحب! افسوس ہے آپ کی عقل پر ؎

پیر رشدی خان رشدی کشتی دین

ایں جملہ رشدی لیک پشیمان نشدی

حیا چہ کنی است کہ پیش مجدد بریلوی بیاید۔ ”رد التکفیر“ میں جو آپ پر ”حسام الحرمین“ اور آپ کے مسلہ علماء حرمین شریفین اور خود جناب ہی کے رسائل سے کفر قطعی ثابت کیا ہے، آپ ہی نہیں بلکہ جو آپ کو کافر نہ کہے وہ بھی قطعی کافر۔ آپ نے اس کا جواب کچھ دیا؟ یا دے سکتے ہو؟ محال ہے۔ تم اور تمہارے ایک لاکھ مولوی عبدالحق صاحب جیسے معین اور معاون مددگار تو ل جائیں۔ خان صاحب! یہ بات تھی قابلِ جواب، جس کے جواب

سے آپ جان چراتے ہیں۔

میاں صاحبزادہ حامد رضا خان صاحب! اس خط کو طبع کرانے سے کیا حاصل؟ مولوی خلیل احمد صاحب کا تو اس خط سے کچھ بھی نہ ہوگا۔ مگر یہ فرمائیے کہ آپ کے والد ماجد صاحب قبلہ کجی بردار جہنم، کی تکفیر میں یا آپ کے مسلک کفر میں کچھ کمی آسکتی ہے؟ پہلے اپنا مسلمان ہونا تو ثابت کر لو پھر کوئی خط چھاپنا۔ پہلے اپنے خط کی اصلاح تو فرمالو پھر دوسروں کی طرف توجہ کرنا۔ ماشاء اللہ عقل کی وہ افراط کہ اپنے نفع و نقصان کی بھی تمیز نہ دارد ہے۔ مکہ مکرمہ کا تازہ خط چھاپا اور یہ خبر نہیں کہ اپنی چلد آبرو کا صفایا ہو گیا۔ کیوں صاحبزادے! ۱۹، کو مکہ مکرمہ سے خط آیا اور ۱۷، کو ہی چھاپ دیا؟ واقعی اس کا طبع ہونا ضروری تھا! مگر ذرا یہ بھی تو فرما دیجئے کہ "رد التکفیر" چھپے ہوئے اور والد ماجد صاحب اور خاندان کے خاندان کو کافر ہوئے کس قدر زمانہ گزرا؟ اس سے برأت کا ثبوت نہ دیا گیا۔ اپنا ایمان ثابت کیا گیا۔ یہی اقرار ہی کفر جو مولوی احمد رضا خان صاحب اور ان کے اتباع کو نصیب ہوا ہے۔ مسلمان خیال فرمالیں کہ مولوی احمد رضا خان صاحب کا کیسا قطعی کفر ہے کہ جو کسی طرح اٹھ ہی نہیں سکتا۔ اجی اگر کسی کی عزت ہو یا ذلت تم کو اس سے کیا حاصل؟ آپ کے گلے میں جو خدائی ذلت اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار سے کفر وارتداد اور لعنت اور خلود جہنم وغیرہ وغیرہ کے بقول تمہارے طوق پڑے ہیں۔ ان سلاسل واغلال سے نجات کی بھی کوئی صورت ہے یا نہیں؟ مولوی عبد الحق صاحب الہ آبادی کو ہم خوب جانتے ہیں ان کا لکھنا کوئی حجت کی بات نہیں۔ ہم کو کسی خاص شخص پر ذاتی حملہ مقصود نہیں ہے اگر مضمون خط کی صحت ثابت کر دی جائے سچ ہے ورنہ کوئی بھی کاتب ہو غلط ہے۔

چونکہ اس خط کا کل مضمون یقینی غلط ہے، عبارت کی رکاکت مضمون کی پریشانی سے کاتب کا جہل ہونا معلوم ہوتا ہے۔ اور مولوی عبد الحق صاحب کے ساتھ ہم حسن ظنی کرتے ہیں۔ لہٰذا یہ خط ان کا نہیں کہتے بلکہ کوئی آپ کا مشاہرہ دار ابو جہل مکہ معظمہ میں ہے جس کا

یہ نجس فعل ہے۔ آپ نے اگر اس کے مضمون کی صحت و ثابت کی، اور خدا چاہے یہی ہوگا۔ تو ضرور یہ خط بھی کسی نہ کسی ابوجہل کا ہے یہ خط آپ کے لئے مفید نہیں۔ ایسی گیدڑ بھبکیوں سے بڑے خاں صاحب آپ کا کام نہیں چلتا اور جو کچھ ہو سو کہو، مگر اس خط سے "حسام الحرمین" پر ضرور زنگ لگ گیا۔ وہ اکڑ بکڑ کی بھی حسام نہ رہی، جھوٹ بھی عجیب ذلت کی چیز ہے۔ نہ مطلب ہی حاصل ہوتا ہے نہ مخالف ہی کو نقصان پہنچتا ہے۔ اب ذرا بگوش ہوش جواب ملاحظہ ہو۔

قولہ، نوازش نامہ صدور یافت۔

اَقُول، کیوں جناب! آپ کے خط کا کیا مضمون تھا؟ جس کا یہ جواب ہے؟ اگر آپ نے یہی لکھا ہو کہ ایسے مضمون کا خط لکھ کر بھیج دینا۔ اور مکتوب الیہ نے اس کی تعمیل کی ہو۔ تو اس کی نسبت آپ کے پاس کیا ثبوت ہے؟ اول تو مولوی عبدالحق صاحب موصوف کے خط ہونے کی کیا دلیل؟ اور اگر مان بھی لیا جائے کہ اس خط کے کاتب کا نام کوئی عبدالحق ہی ہے تو یہ عرض ہے کہ ایسے خط کا جو بھی کاتب ہے ضرور جھوٹا ہے۔ یا تو وہ اور آپ ہمارے اعتراضات کے جواب دیں ورنہ بڑے خاں صاحب جنہوں نے اور وہ مکہ کے " ابوجہل " کے لقب سے کیوں مشرف ہوں گے؟ ہندوستان میں رہ کر جھوٹ بولنا گناہ کبیرہ ہے۔ مگر جو مکہ معظمہ میں رہ کر جھوٹے جھوٹے خطوط لکھ کر ہند میں فتنہ برپا کرے وہ مکہ معظمہ کا "ابوجہل" کیوں نہ ہوگا؟ لوگوں کو بھڑکانے کے لئے یہ نہ کہہ دینا کہ دیکھو مولوی عبدالحق صاحب کو مکی ابوجہل کہہ دیا۔

اجی جناب! جھوٹے کاتب کو کہا ہے جس پر خدا کی لعنت ہے اس سے مراد وہ فرضی یا واقعی مشاہرہ دار یا صدقہ خور نامہ نگار ہے جو غلط باتیں لکھ کر فتنہ انداز ہوتا ہے۔ مولوی عبدالحق صاحب ایسے کیوں ہوتے؟

قولہ، کہ کوئی بھی ہماری تلبیس سے دھوکہ میں آکر اس پر تصحیح کر دے۔ چنانچہ

بعض بعض نے بباعث تلبیس اس کی تصحیح کر دی۔

اقول: جانِ پدر! تمہارا کیا قصور ہے؟ بڑے خان صاحب ہی الٹی کھوپڑی کے ہیں۔ تم اگر دھوکہ کریں کھاؤ تو کیا بیجا ہے۔ ؎

عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد

جس حاضر جلسہ نے اس خط کی اشاعت کی رائے آپ کو دی تھی اس نے آپ کی جڑ ہی کاٹ دی۔ مگر آپ کی عقل کہاں گئی تھی؟ سچ ہے بے ہوتے دشمن ایسے ہی ہوتے ہیں۔ ہم تو ان کے نہایت ہی ممنون ہوتے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اس کی جزائے خیر دے۔

اس عبارت سے چند فوائد حاصل ہوئے۔ جن کے ثابت کرنے میں ہم کو دقت ہوتی۔ اور بعد ثبوت اگر اہلِ انصاف تسلیم بھی کر لیتے مگر آپ کے معتقدین تو کبھی بھی نہ مانتے۔ آپ اپنی پھوٹی ہوئی قسمت کو پتھروں سے اور پھوڑیئے۔ اور اس وقت کو رو دیئے جس وقت یہ خط چھپا تھا۔

اوّل فائدہ: یہ معلوم ہوا کہ لوگ تلبیس کر کے اور دھوکہ دے کر علماءِ حرمین شریفین سے فتویٰ کرا لاتے ہیں جیسا کہ بڑے خان صاحب نے کیا۔

دوسرا فائدہ: علماءِ حرمین شریفین دھوکہ میں آکر تصحیح کر دیتے ہیں۔ جیسے بقول آپ کے اب بھی دھوکہ میں آکر تصحیح فرما دی۔ علیٰ ہذا القیاس۔ "حسام الحرمین" میں بھی یہی ہوا تھا۔ مگر یہ تصحیح ہرگز قابلِ اعتبار نہیں۔ برخوردار! کچھ سمجھے؟ قبلۂ تکفیر کو تو ابھی تک قلم پکڑنے کا سلیقہ نہیں۔ آپ کس شمار اور قطار میں ہیں۔ ؎

کار بوزینہ نیست نجاری

اس وقت میں بعض بعض نے بباعث تلبیس کی وجہ سے نہیں ہوئی اس کا کیا ثبوت؟ بلکہ اقتضاءِ ہاں تصحیح بوجہ تلبیس ہی کے ہوئی ہے۔ جیسا کہ "الشہاب الثاقب علی المسترق الکاذب" میں مفصل مذکور ہے۔ جس کا جواب آپ انصافاً کچھ بھی نہ دے سکے۔ اور جیسا کہ "انصاف الکبریٰ" سے ظاہر ہے کہ جن امور کی بناء پر علماءِ حرمین شریفین نے دھوکہ کھا کر تکفیر کی ہے۔ ان دھوکوں

پر آپ سے مواخذہ کیا گیا جن امور کی صراحت کے دعوے کا دھوکہ دے کر تکفیر کرائی ہے ان کو ثابت کردو۔ بڑے خاں صاحب اور ان کی تمام جماعت عاجز ہے اور قیامت تک عاجز رہیں گے۔ پھر اس سے زیادہ اور کیا بے ایمانی ہو سکتی ہے کہ صحیح بات کو دھوکہ کہا جائے اور دھوکے کو صحیح؟ بڑے خاں صاحب ابو جہل بریلی نے علماء حرمین شریفین کو دھوکہ دیا۔ اس کا ثبوت ہماری طرف سے پورا ہو چکا۔ ورنہ "انتصاف البری" پر گفتگو کر کے ان مضامین کفریہ کی صراحت دکھلا دو۔ مگر یاد رکھو مر جاؤ گے پھر زندہ ہو گے قیامت آ جائے گی۔ خدا چاہے جہنم میں اپنے کئے کی سزا پاؤ گے مگر ثابت نہ کر سکو گے ثابت نہ کر سکو گے۔ جھوٹے ہو، جھوٹے ہو، جھوٹے ہو، اگر سچے ہو، پٹھان ہو، غیرت رکھتے ہو، حمیت ہے، شرم ہے، تو مرد میدان بنو۔ مگر ابن شیر خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے رو برو نہیں آ سکتے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہرگز ہرگز نہیں آ سکتے۔ یہی ہمارا دعوے ہے، اور یہی تمہارے جھوٹے ہونے اور سچے ابو جہل ہونے کی دلیل ہے۔ کہو ثابت ہو گیا کہ "حسام الحرمین" جھوٹی کتاب دھوکہ دیکر لکھوائی گئی ہے۔ اور اس سے زیادہ کیا ثبوت ہے؟ تم سے اور کچھ نہ ہو گا۔ اس اشتہار کو مکہ معظمہ بھیجو گے اور فرضی مولوی عبد الحق صاحب کو لکھو گے کہ دیکھو آپ کی تحریر کو غلط کہدیا۔ مگر یہ یاد رکھو کہ یہ جواب نہیں ہے وہ ہمارا قصور نہ بتائیں گے، بلکہ الزام جھوٹے کاتب پر ہے۔ اگر کاتب یا تم سچے ہو اور تمہارا کوئی معاون و مددگار ہے تو اسی کو اپنی مدد کے لئے بلاؤ۔ مگر یاد رکھو خدا چاہے تمہارا دین و دنیا میں کوئی ناصر و معین نہ ہو گا۔ ہم تو ان کذب کو جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کریں گے خدا چاہے خدا وحدہ لاشریک سے عرض کریں گے جب مجمع اولین و آخرین میں انشاء اللہ تعالیٰ رسوائی ہو گی، تب معلوم ہو گا۔ خیر یہ تو آخرت کی بات ہے ؎

اب تو آرام سے گزرتی ہے ۔۔۔ آخرت کی خبر خدا جانے

مگر یہ تو کہو کہ اپنی غلطی پر بھی مطلع ہوئے یا نہیں؟ کہ خط چھاپنے میں کیسی ناعاقبت اندیشی کی، ملاحظہ ہو۔

تیسرا افادہ : جس سے دم نکل جائے تو تعجب نہیں ۔

قولہ : چنانچہ بعض بعض نے بباعث تلبیس ان کی تصحیح بھی کردی ۔ انتہیٰ ؟

الحمد لوجہہ تعالیٰ یہ دعوےٰ ہے کہ اگر ہم سو مرتبہ کہتے ۔ تو تم کہتے کہ غلط دعوےٰ ہے ۔ جب مولانا اشرف علی صاحب دامت برکاتہم کی تحریر کو جعلی بتا دیا جس کی تصدیق بہرصورت ہو سکتی ہے ۔ اگر اس تصحیح کو بھی غلط ہی کہہ دیتے تو ہمارے پاس کیا ثبوت تھا ۔ کہ ان مسائل کی اہل مکہ معظمہ نے ہی تصحیح فرمائی ہے ۔ اور ان کو صحیح فرمایا ہے ؟ یا جہاں تم نے اس خط میں بہت سے امور خلاف واقعہ لکھوائے ہیں یہ بھی لکھوا دیتے کہ ان کے لکھے ہوئے مسائل کی کسی نے تصحیح نہیں کی ہے بجز تصحیح وہ پیش کریں جعلی مصنوعی کہی جائے ۔ تو فرمائیے ہم کو کس قدر دقت ہوتی ؟ مگر تم چوکے اور بہت چوکے ، تم نے سمجھا کچھ اور ہو گیا کچھ اور ، افسوس تمہیں کب عقل آئے گی ؟ و کیوا لیسا شفیق مناظر تمہیں دنیا میں کون ملے گا ؟

غرض بعض حضرات اہل مکہ کا ان مسائل کو صحیح بیان کرنا اور تسلیم فرمانا تو آپ کے نزدیک بھی مسلم ۔ مگر دعویٰ یہ ہے کہ اہل مکہ معظمہ کو دھوکہ دیا گیا ۔ یہ آپ کا دعوےٰ ہے ، اس کا ثابت کرنا آپ کے اور کاتب کے ذمہ پر ہے ۔ اس کو انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک ثابت نہ کر سکو گے ۔ اور اگر لکھو گے تو مزا چاہے ہم بھی تو زندہ ہیں بتا دیں گے ۔ فرمائیے اب تو آپ نے بھی تسلیم فرمالیا کہ عقائد اہل دیوبند پر تکفیر نہیں ہو سکتی ۔ اور علماء حرمین شریفین کا یہی عقیدہ ہے ۔ فرمائیے "حسام الحرمین" کس کے گلے پر چلی ؟

قولہ : جناب شیخ العلماء نے ان کے جوابات کو بواسطہ والد اپنے شب کو اس تحیف کے پاس بھیجا کہ اس میں تو کوئی امر مانع تصحیح سے نہیں ہے ۔

اقول : یہ فقرہ پہلے فقرہ سے بھی پُر مغز ہے ۔ یہاں تو شیخ العلماء صاحب ؒ کی تصحیح بھی ثابت ہو گئی ۔ ان کے نزدیک تو کل جوابات صحیح تھے ۔ گویا تصحیح فرما چکے ۔ اب اور علماء مکہ معظمہ کے ساتھ شیخ العلماء کی تصحیح بھی چھپے گی ۔ مگر حضرت شیخ العلماء کو بھی مثل سابق کے

دھوکہ دیا اور تصریح سے بزور رو کا گیا۔ اب اس تلبیس کو دیکھنا ہے۔ اگر واقعی جوابات کی غلطی آپ نے ثابت کر دی تب تو آپ کا دعویٰ صحیح ورنہ جوابات صحیح۔ اور شیخ العلماء کو آپکا دھوکہ دینا مثل سابق ثابت۔ جناب خان صاحب! آپ نے تو ہمیشہ دھوکہ ہی دیا ہے ورنہ آپ کے ساتھ کوئی عالم نہیں ہو سکتا۔ خدا کا شکر ہے کہ جس کا ہم نے دعویٰ کیا تھا وہ آپ ہی کی زبان سے ثابت ہو گیا۔ کہو "حسام الحرمین" کا جھوٹا ہونا ثابت ہوا یا کسر باقی ہے۔

قولہ: اول ہی جو اس کو کھولا الخ

اقول: ہاں یہ بات ہے افتراء عظیم اور چند مقدمات جو صریح کذب اور خلاف "براہین قاطعہ" کے ہیں ان کو آپ ثابت فرمائیں آپ سچے آپ کا مخالف جھوٹا۔ مگر جناب خان صاحب آپ اور آپ کے جھوٹے اعوان انصار سے یہ کیسے ہو سکتا ہے جو آپ کسی دعوے کو ثابت کر سکیں۔ یہ تو نصیب اعداء ہے۔ تو قصہ طے ہے اسی کو ثابت کر دو پھر یہ کل خط صحیح ہے ورنہ بالکل غلط در غلط۔ ہم بفضلہ تعالیٰ دعوے کرتے ہیں کہ نہ آپ سے نہ آپ کے مشاہرہ دار نامہ نگار سے یہ ثابت ہو سکتا ہے۔

مسلمانو! یہی وہ جھوٹ ہے کہ آدمی کو عرب و عجم، زمین و آسمان میں ذلیل کرتا ہے۔ خط تو چھاپ دیا گھر کا مطبع ہے مگر صداقت کہاں سے لائیں گے۔

گر مصور صورت آں دلستاں خواہد کشید
حیرتے دارم کہ نازش را چساں خواہد کشید

اب مستفتی کیا کہیں گے خط کی غلطی کا اور ثبوت جس کا جواب خان صاحب مر کر بھی نہیں دے سکتے۔ کیوں جناب سوال موجود۔ اسی کے مطابق جواب لکھا ہوا۔ پھر اس کی تصدیق میں علماء حرمین تو درکنار کسی عالم کو بھی تامل نہیں ہو سکتا۔ سوال کا ماحصل تو یہ تھا کہ یہ عقائد مسلمانوں کے ہیں یا نہیں؟ اگر بفرض محال وہ "براہین قاطعہ" کے مطابق نہ نکلے نہ ہوں پھر عدم مطابقت "براہین قاطعہ" کا کیا شبہ ہے؟ معلوم ہوا کہ علماء مکہ مکرمہ کو دھوکہ دے کر تصریح سے بکمال زور رو کا گیا ہے۔

ورنہ اس شبہ کا جواب دو۔ زید کہتا ہے کہ میں ضروریاتِ دین کا قائل ہوں، یہ عقیدہ اہلِ اسلام کا ہے یا نہیں ؟ جواب یہ ہوتا ہے کہ یہ قول تیری فلاں تحریر کے مخالف ہے۔ اوّل تو مخالف ثابت نہیں، دوسرے ثابت بھی ہو مگر ضروریاتِ دین کا قائل ہونا عقیدہ اہلِ اسلام کا ہے اس پر دستخط کیوں نہیں کئے جاتے ؟ کیا حق پوشی علماء کا کام ہے ؟ کیا علماءِ حرمین کی طرف کچھ بدگمانی ہے؟ اگر ہے تو کیا ؟ ورنہ یہی کہنا ہوگا کہ قصداً ان کو دھوکا دیا، یا کسی مصلحت کے خلاف بتایا۔ یہ مقام اہلِ فہم کے نہایت غور کا ہے۔ پتہ یہیں سے چلے گا۔

قولہ : اور ہماری طرف سے لکھنا کہ اللہ آپ کو ہمیشہ منصور اور مخالف کو مغلوب رکھے گا۔ الخ

اقول : آپ ان کو لکھ دیں کہ یہ دعا مقبول نہیں ہوئی بلکہ معاملہ برعکس ہے۔ خدامِ اہلِ دیوبند کی فتح پر فتح اور نصرت پر نصرت اور خان صاحب بحرِ ذلت میں غَرِیْقٌ یَتَشَبَّثُ بِكُلِّ حَشِيْشٍ کے مصداق ہو رہے ہیں۔

قولہ : اور مولوی کاظم صاحب نے ان کو کہلا بھیجا الخ ۔

اقول : جناب مولوی احمد رضا خان صاحب کو مکہ معظمہ میں واقعی ذلت ہوئی ہے۔ اس کا جواب ان جھوٹے قصوں سے نہیں ہو سکتا۔ کیوں جناب خان صاحب ! جب شریف صاحب بالکل آپ کے مولوی کاظم صاحب کے تابع فرمان تھے اور ایسے کافر قطعی بریلوی کو تکلیف پہنچانی ہزار یہود کے قتل سے بھی بہتر ہے اور پھر بھی انہوں نے یہ نہ کیا اور مولوی عبدالحق صاحب نے بھی کفار بریلوی کے ساتھ یہ رعایت کی خان صاحب جلدی سے کہہ تو دیجئے کہ مولوی عبدالحق صاحب اور مولوی کاظم صاحب سب کافر ہو گئے۔ ورنہ بوجہ اعانتِ اہلِ کفر کے مرتکب گناہ کبیرہ کے تو ضرور ہوں گے۔ خان صاحب عبارت نویسی کا سلیقہ پیدا کیجئے۔ سوچ سمجھ کر کچھ چھپا یا کیجئے۔

قولہ : وہاں بھی ان کو ذلت و اہانت حاصل ہوئی الخ ۔

اقول : کچھ ثبوت یا فقط دل کے پھپھولے ہی پھوڑتے ہیں۔

قولہ : پھر وہاں سے جلد نکلے الخ۔

اقول : حضرت مولانا خلیل احمد صاحب دامت فیوضہم نے ایک ماہ پانچ یوم مکہ معظمہ میں اقامت فرمائی ہزار ہا حجاج ہند کے حرمین شریفین میں حاضر تھے۔ حضرت مولانا ممدوح سے اکثر ملے۔ ملاقاتیں رہیں، مصافحے ہوئے، نماز پنجگانہ میں اوّل صف میں حاضر ہوتے تھے۔ اس خط کو چھاپتے اور بناتے یہ غلط واقعات درج کرتے ہوئے شرم بھی نہ آئی کہ حاضرین حرمین اس کذب خالص پر کیا کہیں گے۔ ۱۹ روز مدینہ طیبہ میں قیام کر کے سعادت دارین سے مالا مال ہوئے، دشمن جل کر خاک سیاہ ہوگئے۔ وہاں علماء اور طلباء نے حرم شریف میں احادیث کی سندیں لیں۔ اسی کا نام ذلت واہانت ہے؟ اب تو جو حاجی بھی مع الخیر وطن کو واپس آئے گا خان صاحب کے جھوٹے نامہ نگار یہ لکھ دیا کریں کہ بعد حج فوراً ہی مکہ معظمہ سے، بعد قیام دس یوم مدینہ طیبہ سے، اور جہاز ملنے کے بعد جدہ سے فوراً بحکم شریف صاحب نکال دیئے گئے۔

قربان جائیے اس جھوٹی تحریر کے، یہ تو خیال کیا ہوتا کہ اس کو انسان بھی دیکھیں گے مگر غریب کاتب نے تو فقط بڑے خان صاحب ہی کے خوش کرنے کو لکھا تھا۔ اس کو کیا معلوم تھا کہ دشمن حضار مجلس یہ شورہ دے کر سب کو رسوا کریں گے۔ خان صاحب! اپنی بھی عقل چاہئے دوسروں ہی کے گھٹنوں پر نہ رہئے ورنہ بہت ذلیل و خوار ہوگے۔

قولہ : مولانا افضل صاحب سلمہٗ نے مولوی خلیل احمد صاحب کا رد خوب ہی لکھا ہے الخ۔

اقول : جناب خان صاحب! بندہ بہت مشتاق ہے جلد اس کو بھیج دیجئے۔ ہم بھی اس کو مولانا و بالفضل اولانا ابن شیر خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی خدمت اقدس میں بھیج دیں گے تب آپ کو اپنی تلبیسات پر بجز حسرت اور افسوس کے اور کچھ حاصل نہ ہوگا۔

قولہ : مدینہ کے جن خطوط بقیہ کا الخ۔

اقول : جناب ان پُر کذب خطوط کو بھی شائع کر کے دیکھ لیں ہم اس کا جواب بھی انہی سے خدا چاہے چھاپ دیں گے۔ مولوی محمد کریم اللہ صاحب کا خط خود طبع ہو مگر اصل دکھانی ہوگی۔

لیکن دیکھو نصیحت کرتے ہیں ذرا ہوش کرکے تصنیف کرنا۔ یاد رکھو جھوٹا ہمیشہ ذلیل ہی ہوتا ہے خاکسار اگر کچھ دم ہے تو "انتصاف البری" اور "رد التکفیر" پر گفتگو کرو ورنہ ایسے خط اور رسالے ہزاروں عرب سے منگوا لوگے تو کیا ہو سکتا ہے ؟ دلیل چاہئے۔ بے دلیل دعویٰ مردود ہے فقط الفاظ سے کام نہیں چل سکتا۔ دیکھو سنتِ نبوی کی شکل گل کرنے والے کی ریش پر ریش چاہے نہ جلے مگر منہ ضرور کالا ہو جاتا ہے۔

اعاذنا اللہ تعالیٰ من غضبہ و عقابہ و شر عبادہ و من

ھمزات الشیاطین وان یحضرون و اخر دعوانا ان

الحمد للہ رب العالمین و صلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ

سیدنا محمد و آلہ و صحبہ اجمعین۔

کتبہٗ

ابو رحمت سعید عفی عنہ ، ۲۱ ربیع الثانی یوم جمعہ ۱۳۲۹ھ

○

اطلاع ، خان صاحب! آپ کے یہاں کے اشتہار ، رسائل مخالفین سے چھپائے جاتے ہیں۔ یہ بڑی بے حیا حرکت ہے۔ مخالفین کے پاس رسائل ، اشتہار نہ گئے تو طبع ہی کرنے کی کیا ضرورت ہے ؟ بڑا ناخلف ہے وہ شخص جو باپ کے کفر کا جواب نہ دے اور فضول لوگوں کے خطوط چھاپے۔ مولوی حامد رضا خان صاحب اس کی طرف توجہ فرمائیں۔

○

کتابت

العبد سیف اللہ خالد قادری

۲۵۳/بی شاہجمال ٹاؤن ، فیروز پور روڈ ، بالمقابل بیکو فیکٹری لاہور

○

بندہ سید محمد ذاکر علی شاہ حنفی نے
حضرت مولانا خادم بدر صاحب کی مدد سے
اس نایاب کتاب کو پی ڈی ایف میں تبدیل
کیا۔ اس کتاب کو اسکین کرنے سے مشکل پیج
پی ڈی ایف بنانے تک میں بھائی زاہد خان
(ڈیرہ غازی خان) نے بھی تعاون کیا۔ اللہ خوب اجر عطا فرمائے
اللہ تعالیٰ اس کو مولانا خادم بدر صاحب (جیکب آباد سندھ)
اور اس بندہ عاجز کیلئے صدقہ جاریہ بنائے

دعاؤں کا طالب
سید محمد ذاکر علی شاہ حنفی (کراچی پاکستان)

28 اگست 2016